

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان





دورۂ شتوی مولوی سید

چشمِ شاد و لبِ شاد
دورۂ شتوی مولوی سید
۱۹۶۶

دورۂ تہران و ترکی ہمسر و بغداد و عرب

ہو مبارک صاحبِ عز و شرف فیضِ رب

شتوی کے شایع و فاضل مترجمِ مرجا

مولوی سید احمد علی صمد رشک عرب

۱۳ ۹۶

پیش کشندہ اختر خلیق ڈوکی
۱۹۶۶

مقدمہ

عرض حال آج جبکہ میں دفتر پنجم کا یہ پیش لفظ لکھ رہا ہوں، بفضل تعالیٰ دفتر چہارم کی کتابت و طباعت کے جلد ماضی سے فارغ ہو چکا ہوں اور وہ دفتری نے یہاں جلد بندی میں ہے۔ انشا اللہ ہفتہ عشرے میں بازار میں آجائے گا۔ نیز دفتر پنجم کی کتابت بفضل تعالیٰ مکمل ہو چکی ہے اور وہ بھی عنقریب طباعت کئے گئے ہیں کے سپرد کر دیا جائے گا، دفتر سوم مارچ سنہ ۱۳۷۷ء انشا اللہ مارچ سنہ ۱۳۷۷ء تک دفتر پنجم بھی بازار میں آجائے گا اور اس طرح میں ایک سال کی مدت میں دفتر چہارم پنجم ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کا نضر حاصل کر لوں گا۔ دفتر پنجم کے مسودے سے فارغ ہو کر میں نے دفتر ششم پر کام شروع کر دیا تھا اور اس کی رحمت بے پایاں کے سہارے میں اس کا بھی تقریباً نصف حصہ لکھ چکا ہوں اور انشا اللہ سنہ ۱۳۷۷ء کے اواخر میں وہ بھی شائقین کی خدمت میں پیش کر سکوں گا

دفتر پنجم سے متعلق بعض مباحث **نفس** : اس کی چار قسمیں ہیں۔ **نفس امارہ**، **نفس نوار**، **نفس طمأنینہ**۔ **نفس بلہ** — نفس امارہ وہ ہے جو شہوتوں اور لذتوں کا طالب ہو۔ **نفس طمأنینہ**

آتشا ز پا آتشو میں اسی کا بیان ہے۔

نفس نوار وہ ہے جس میں کسی قدر صفائی پیدا ہو چکی

ہو اور شہوتوں اور لذتوں سے پرہیز کرنے لگے اور اگر

کبھی کسی لذت و شہوت میں مبتلا ہو جائے تو بچتا ہے۔ لا فحیم
بنجوم الحقیقۃ ذکر فحیم یا نفس اللوامہ میں اس کا ذکر ہے۔
 نفس مطمئنہ وہ ہے جو کسی حالت میں بھی لذت و شہوت میں مبتلا نہ ہو اور شیطانِ افرات
 سے بالکل محفوظ ہو چکا ہو۔ یا آیتھما الکشف المظہیۃ اگرچہ ان دونوں کا حصہ شریعت میں
 یہی نفس مراد ہے۔
 نفس علیہ وہ ہے جو صفائی کے اعلیٰ مراتب حاصل کر چکا ہو اور انسانوں کو امر و نہی کی
 جانب توجہ دلائے۔ شخص میں ان قسموں میں سے کسی ایک قسم کا نفس ہوتا ہے۔
انسان کی تین طاقتیں؛ قدرت نے انسان میں تین طاقتیں ودیعت فرمائی ہیں۔
 عقل، ہمتی، بہمتی۔
 ملکی طاقت۔ خداوندی اطاعت اور اعمالِ خیر کی متقاضی ہے۔ یہ طاقت روح کے
 ساتھ خاص ہے۔

سببی طاقت۔ انسان کے غم و غضب کا سبب ہے اور مخالف چیز کا دفع کرتی ہے۔
 بہمتی طاقت۔ انسان میں شہوت اور ہوس کا سبب ہے اور یہ طاقت مرغوب اور
 مناسب چیز کے حصول کے درپے رہتی ہے۔ یہ دونوں طاقتیں جسمِ انسانی کے ساتھ خاص ہیں۔
وقوف قلبی؛ نقشبندی سلوک میں ایک ریاضت کا نام ہے۔ اس کی صورت یہ
 ہے کہ مالکِ قلب کی طرف توجہ کر کے بیٹھے اور قلب کی نگرانی کرے۔ قلب پر اسویٰ اثر
 کسی خطرے اور خیال کو وارد نہ ہونے دے۔ یہ ریاضت انتہائی مشکل ہے۔ بہت سی
 ریاضت کے بعد مالکِ اس پر قابو پاتا ہے۔
کرامت کی قسمیں؛ بزرگوں سے جو کرامتیں صادر ہوتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔
 کرامتِ حقیقی، کرامتِ معنوی۔

حقیقی کرامت۔ یہ ہے کہ کسی حقیقی اور ظاہری امر میں بزرگ سے کوئی بات دستور کے
 خلاف ظاہر ہو، مثلاً بزرگ کو کسی کے دل کی بات کا معلوم
 ہو جانا، آنے والی بات کا معلوم ہو جانا، توجہِ مثال کریمت
 بنادینا، پانی کی سطح پر چلنا۔ ان کرامات سے عوام زیادہ متاثر

چوتے ہیں لیکن یہ کراتیں حیض الاولیاء کہلاتی ہیں اور یہ ہمیشہ قائم نہیں رہتی ہیں

معنوی کرامت - دین پرستقامت، بڑی عادتوں سے پاک و خیر کی طرف سبقت
فرائض و واجبات کی بروقت ادائیگی، یہ معنوی کراتیں ہیں اور اصل فضیلت یہی ہیں۔ یہی
ابن اللہ اور فرشتوں کی صفات ہیں۔
فیض اقدس، فیض مقدس: حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کو جو فیض
پہنچتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

فیض اقدس - وہ فیض ہے جو حق تعالیٰ کی جانب سے اعیان ثابۃ کو پہنچتا ہے،
فیض تمدد اور کثرت سے پاک ہے۔

فیض مقدس - وہ فیض ہے جو اعیان ثابۃ سے ارواح کو روح کی قابلیت اور استعداد
کے مطابق پہنچتا ہے اس میں تنوع اور کثرت ہے۔ ان دونوں کی مثال اس طرح بھلی جائے کہ
سورج کا نور مختلف رنگ کے آئینوں پر پڑتا ہے اور بھرائے آئینوں کے ذریعہ مختلف قسم کا
نور انسانوں پر پڑے، سورج کا جو نور آئینوں پر پڑا وہ فیض اقدس کی مثال ہے اور جو آئینوں
کے ذریعہ انسانوں پر پڑا وہ فیض مقدس کی مثال ہے۔

معیت حق: مولانا بکھار العلومؒ نے فرمایا ہے کہ مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت
دو طرح کی ہے۔

معیت عام - حق تعالیٰ کی یہ معیت تمام مخلوق کے ساتھ ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر
وَهُوَ مَعَهُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ وہ خدا تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں ہو۔ اس معیت کا مطلب
یہ ہے کہ تمام مخلوق محض وجودِ باری تعالیٰ کی مشنوں میں اور یہ موجودات حق تعالیٰ کے
وجود کے ذریعہ موجود ہیں۔

معیت خاصہ - یہ معیت صالحین اور مارتبین کو حاصل ہوتی ہے اور یہ معیت ایسی ہے
جسے محبوب کی معیت محب کے ساتھ ہوتی ہے اور حدیث

اَلْمُحِبُّ مَعِيَ اَحَدٌ انسان اس کے ساتھ ہے جس سے اس
کو محبت ہو۔ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

علم باری تعالیٰ : مولانا بحر العلومؒ نے فرمایا ہے۔ حضرت
حق تعالیٰ کے علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم تو وہ ہے جو

کائنات کے وجود سے قبل حضرت حق تعالیٰ کو حاصل ہے۔ یہ علم جزا اور سزا کا
مدار نہیں ہے۔ دوسرا علم وہ ہے جو موجودات کے وجود کے بعد ان سے متعلق ہوتا ہے۔
یہ جزا اور سزا کا مدار ہے۔ اس علم کے اعتبار سے نیک لوگ جزا کے اور برے لوگ سزا
کے حق قرار دیئے جاتے ہیں۔ اَلَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا
”خدا وہ ہے جس نے موت اور زندگی پیدا کی تاکہ تمہیں آنائے کون علم کے اعتبار سے
بہتر ہے“ انسانی موت و حیات کی پیدائش اس کی آزمائش کیلئے ہے اب جیسے اس کے
افعال ہوں گے ان سے جو علم خداوندی متعلق ہوگا وہ جزا اور سزا کا مدار ہوگا۔

معجزہ روز الشمس : روایت ہے کہ حضورؐ کا سر مبارک حضرت علیؓ کی گود میں تھا اور
آپؐ پر دمی نالی ہو رہی تھی۔ حضرت علیؓ نے عصر کی نماز پڑھیں تھی اور سورج غروب ہونے
لگا۔ وحی کے ختم ہوجانے کے بعد حضرت علیؓ نے آنحضورؐ سے صورت مال عرض کی تو آنحضورؐ
نے دعا فرمائی کہ ”اے خدا اگر علیؓ تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں تھا تو سورج کو
واپس فرما دے“ اس پر سورج واپس لوٹ آیا اور پہاڑ اور زمین پر دھوپ چلنے لگی۔ اس
حدیث کو محدثین نے سند کی کمزوری اور عقل کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول قرار
دیا ہے۔

عشرہ مبشرہ : وہ دس صحابہ جن کو آنحضورؐ نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت
دیدہ تھی۔ ہیں۔

ابوبکر - عمر - عثمان - علی - زبیر - طلحہ - عبدالرحمن - ابو شیبہ - سعد بن ابی وقاص - عیث
بن زید رضی اللہ عنہم

ان کے علاوہ بعض دوسرے صحابہ بھی ہیں جن کو ان کی زندگی میں جنت کی بشارت
ملی ہے لیکن عشرہ مبشرہ یہی دس کہلاتے ہیں۔

حدیث نولاک : حضرت ابن عباسؓ سے روایت
ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریلؑ آئے اور کہا

کآپ کے لئے فرمایا گیا ہے۔ یا مَحْمُودُ نُونَاذُ لَمَّا خَلَقْتَ
الْبَشَرَةَ وَنُونَاذُ لَمَّا خَلَقْتَ النَّارَ۔ اے محمد اگر تم نہ ہوتے

تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ ایک دوسری
روایت میں ہے نُونَاذُ لَمَّا خَلَقْتَ الدُّنْيَا۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ پیدا کرتا۔ ان
روایتوں کا مضمون اگرچہ صحیح ہے لیکن ظاہری قاری نے ان کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔

عباس دس : یہ ایک بھکاری تھا جو بھیک مانگنے کے ستر طریقے جانتا تھا۔ فرضی طور پر
ایسے دردناک انداز سے روتا تھا کہ لوگوں کو رولا دیتا تھا، پھر بھیک مانگتا تھا تو جمہوری بھرتا
تھا اسی عباس کو بعض اہل لغت نے عباس دس لکھا ہے اور بتایا ہے کہ چونکہ یہ دس قبلہ
کا تھا اس لئے اس کو عباس دس کہا جاتا ہے۔

اصحابِ فیل : اَبْرَحَةُ الْاَشْرَمِ میں کے علاقے کا ایک عیسائی گورنر تھا۔ غارتگر ڈھانے
کے لئے اس نے اہلیوں کا لشکر لے کر مکہ معظمہ پر چڑھا کی لیکن اپنے مقصد میں کامیاب
نہ ہوا۔ قدرت نے اس پر پرندوں کے ایک جھلڑ کو مسلط کر دیا۔ ان پرندوں کی چوچروں
اور پنجوں میں لکڑیاں تھیں جو ان پرندوں نے اہلیوں کے لشکر پر برسا دیں اور پولا لشکر
تباہ ہو گیا۔ سورہ "الفیل" میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

قومِ لوط : اس قوم میں لوگوں نے بدعت کی عادت تھی اسی لئے اس بدعتی گنہگاروں
کو لوطی کہا جاتا ہے۔ حضرت لوط کی نہائش پر جب یہ نہ اٹنے تو ان کی بیستیاں اکٹ دی
گئیں اور ان پر پتھر برسے جس سے وہ سب تباہ ہو گئے۔

اہلِ انطاکیہ : حضرت عیسیٰ نے اپنے دوحاری انطاکیہ کے باشندوں کے پاس بھیجے
یہ لوگ بُت پرست تھے۔ ان دونوں حاروں نے بُت پرستی کے خلاف لوگوں کو دعوت
دی تو حبیبِ نماز ان کے ہاتھ پر ایمان لے گئے۔ انطاکیہ کے بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ
دونوں حار بُت پرستی کے خلاف لوگوں کو ابھارتے ہیں تو اس نے ان دونوں کو قید کر دیا۔

حضرت عیسیٰ کو جب ان کی حالت کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے

بڑے حار عیسیٰ کو روانہ کیا۔ عیسیٰ نے مختلف تدبیریں

بادشاہ کا قریب حاصل کیا اور اس کو آواز کیا کہ وہ دبا دیں اس

مسئلہ پر گفتگو کرائے۔ چنانچہ دربار میں ان حواریوں اور اٹھائیکہ
واہوں کی گفت و شنید شروع ہوئی۔ حبیبِ نجات کو جب یہ بت چلا تو

وہ دوڑ کر آئے۔ در اپنے ہم وطنوں سے کہنے لگے کہ تم لوگ ان بزرگوں کے ہاتھ پر ایمان لاؤ پس پر
جمعہ صبح اٹھ ادراس نے حبیبِ نجات کو قتل کر دیا۔ سورہ یسین میں اس واقعہ کو ذکر کیا
گیا ہے۔

اصحابِ مبہت : یہود کو صدمہ دیا گیا کہ شنبہ کے روز مجھے کاٹنا نہ کیسا کریں۔ اس صدمہ میں
ان کی آرائش شروع ہوئی اور شنبہ کے روز دریا میں بھیلیاں زیادہ نظر آنے لگیں تو ان میں
کچھ پیدا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی حکم عدول شروع کر دی تب ان پر مسیح کا مذہب نازل ہوا
اور ان کو بندہ بنا دیا گیا۔ سورہ انفاس میں اس کا ذکر ہے۔

عمر بن عبدالعزیز : سلسلہ میں اموی خاندان میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ میں آپ
کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔ اس قدر نیک اور دیندار پابندِ شرع تھے کہ ان کو ملار نے خلفاء راشدین
میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ سفیان ثوری رحمہ اللہ خلفاء راشدین کی تعداد پانچ مانتے ہیں۔ آغاز
خلافت سے پہلے ان کی ذاتی آمدنی چالیس ہزار دینار سالانہ تھی لیکن خلافت کے دور
میں آپ نے اس کو بہت کم کر دیا تھا اور انتقال کے وقت کل آمدنی چار سو دینارہ گئی
تھی۔ مرنے کی حالت میں کسی شخص نے آپ کو میلی قمیص پہنے ہوئے دیکھا تو آپ کے
گھر والوں سے کہا کہ آپ کو نئی قمیص پہنا دیں۔ جواب ملا کہ آپ کے پاس صرف یہی ایک
قمیص ہے جو پہنے ہوئے ہیں۔ ایک شب کا واقعہ ہے کہ آپ چراغ جلائے ہوئے
بیت المال کا حساب کتاب کر رہے تھے اسی اثناء میں آپ کا غلام آیا اور کچھ گھسٹیلو
باتیں کرنے لگا۔ آپ نے فوراً بیت المال کا چراغ بجھا دیا اور یہ گوارہ نہ کیا کہ بیت المال
کا چراغ ذاتی معاملہ میں کام آئے۔ سلسلہ میں آپ کی وفات ہوئی ہے۔

حجاج بن یوسف : یہ نقی خاندان کا تھا۔ اور عبدالملک بن مروان کی جانب سے

عراق کا گورنر تھا اس نے سلسلہ میں حضرت عبداللہ
ابن زبیر رحمہ اللہ کو ہر چڑھائی کی تھی اور کثیر جمعیوں سے
اس قدر بڑے برائے تھے کہ خاندانِ کعبہ کی دیواروں کو بھی

انقصان پہنچا تھا اس نے سینکڑوں صحابہ کو قتل کرایا ہے۔ تابعین اور تبع تابعین جو اس کے ہاتھوں قتل ہوئے ان کی آسمانوں کا انھوں تک پہنچ گئی ہے۔ اسی لئے اس کو اُمتِ محمدیہ کا سب سے بڑا عالم قرار دیا جاتا ہے اور ظلم و ستم میں غربتِ فتن میں گیا ہے۔

ابو ہریرہؓ: آنحضرتؐ کے مخصوص صحابی ہیں۔ یہ ان کی کیفیت ہے۔ نام غیر مشہور ہے جس میں کافی اختلاف ہے۔ غزوہ خیبر کے موقع پر اگر مسلمان ہوئے اور پھر شب و روز آنحضرتؐ کی صحبت میں رہے۔ حقیقت میں مقيم ہو گئے تھے اور نیکو تائید پر ان کا کرتے تھے اور آنحضرتؐ کے افعال و اقوال کو یاد کرنا اپنا مقصد بنایا تھا اسی لئے صحابہ میں سب سے زیادہ روایتیں انہی سے منقول ہیں۔

محمد خوارزم شاہ: جلال الدین کے لقب سے مشہور ہے۔ خوارزم سے عراق تک اس کی سلطنت پھیلی ہوئی تھی۔ یہ مولانا رومؒ کے والد خواجہ بہاؤ الدینؒ کا ماموں تھا اس نے چنگیز خانی فتنے کا مقابلہ کیا۔ ابتدائی جنگ میں اس نے ایک ہزار تازیانیوں کو تیغ کر ڈالا۔ تازیانی فوج شکست کھا گئی پھر چنگیز خانی نے تیس ہزار فوج اس کے مقابلے کے لئے بھیجی اس کو بھی اس نے شکست دی، تب چنگیز خانی خود ایک ہزاری فوج لے کر حملہ آور ہوا۔ اس وقت اس کی فوج کا ایک بڑا حصہ بہارت کی مہم پر تھا، مجبوراً اس کو غزنین کی طرف پسپا ہونا پڑا وہاں سے وہ ہندوستان آنا چاہتا تھا کہ شلترہ میں دریائے سندھ کے کنارے پر پھر تازیانی فوج سے مقابلہ کرنا پڑا اور اس قدر بہادری اور بے جگری سے اس سے لڑا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ہے۔ اس جنگ میں اس کے بہت سے ساتھی شہید ہو گئے اور اس نے تنہائی محسوس کی تو ہندوستان پہنچنے کے ارادے سے اس نے اپنا گھوڑا دریائے سندھ میں ڈال دیا اور اس قدر صفائی سے اس کو پار کیا کہ چنگیز خانی انشت بد نماں ہو گیا اور اس کی بہادری کے اعتراف میں کہا کہ بھو او جو انمرد در دنیا پیدا نشد و نخواہد شد۔ اُس صبا بہادر دنیا میں نہ پیدا ہوا نہ پیدا ہوگا۔ ہندوستان پہنچ کر اُس نے پھر اپنی حالت کو سنایا اور آذربائیجان کی طرف چلا گیا وہاں رات کو سوتے ہوئے کسی قتل کے ہاتھ سے شہید ہو گیا۔

روح : روح کی حقیقت شریعت نے واضح نہیں کی ہے اور اسکی
صحیح حقیقت کا علم صرف خدا ہی کو ہے۔ پھر بھی جمہور ملانے اہل جو

حقیقت بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ روح ایک نورانی لطیف جسم ہے جو انسان کے جسم میں اسی طرح جاری
اور جاری ہے جیسا کہ پانی گلاب میں اور تیل تلوں میں اور آگ کوئلہ میں۔ جب تک وہ لطیف جسم انسان کے
جسم میں ساری اور جاری ہے انسان کا جسم زندہ ہے اور جس وقت یہ لطیف جسم اس کثیف جسم سے جدا
ہو جاتا ہے تو یہ کثیف جسم مردہ ہو جاتا ہے۔ روح کی شکل بالکل وہی ہے جو اس کثیف جسم کی شکل ہے
جس طرح اس کثیف جسم کے آنکھ، ناک، ہاتھ، پاؤں ہیں اسی طرح روح کے بھی یہ اعضاء ہیں اس
انسان روح ہے اور یہ کثیف جسم اس کیلئے بمنزلہ لباس کے ہے جہاں ہاتھ روح کے ہاتھ کے لئے
بمنزلہ آستین کے ہے اور کثیف جسم کی ٹانگیں روح کی ٹانگوں کے لئے بمنزلہ ہاتھ کے ہیں اور چہرہ
اس کے چہرے کے لئے بمنزلہ نقاب کے ہے۔

استدراج : سنت اللہ اور عام طریقہ کے خلاف کسی واقعہ کا ظاہر ہونا مغلطہ ہو یا اس آیت
یانی پر عیناً یہ سچی ہی صادر ہوتا ہے اور ولی سے بھی اور کافر سے بھی اس طرح کا واقعہ اگر
ہی سے صادر ہو تو اس کو معجزہ کہا جاتا ہے جیسا کہ آنحضرتؐ کا جسمانی طریقہ پر آسمانوں کی سرکریاں،
وغیرہ وراگر ولی سے صادر ہو تو اس کو کرامت کہا جاتا ہے اور اگر کسی کافر سے ایسی چیز کا
صدد ہو تو اس کو استدراج کہتے ہیں۔

نخس اکبر و سعد اکبر : نخس اکبر زحل شمس کے کواد سعد اکبر مشتری شمس کے کو کہا جاتا ہے
متبعین کے خیال میں یہ دونوں شمس کے کوست اور سعادت میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور
زمین کی خبر و مشتری ان کے اخراجات سب سے زیادہ پڑتے ہیں۔ مولانا محمد امین اپنے کلام میں
ستاروں کے موثر ہونے کا ذکر کرتے ہیں لیکن اسلامی عقیدے کے اعتبار سے ان ستاروں
میں کوئی ذاتی تاثیر نہیں ہے۔ بہر حال حقیقتاً خدا ہی موثر ہے۔

سجاد حسین۔ دہلی

۳۳ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ — م — ۳۳ جنوری ۱۹۷۸ء

دفتر پنجم مثنوی مولانا روم



فہرست مضامین دفتر پنجم مثنوی معنوی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۰	صفت طابوس و طبع اودا	۲۲	۳ مقدمہ
۵۲	در بیان آنکہ لطف حق را ہر کس دانند	۲۳	۱۵ شروع دفتر پنجم
۵۶	تفاوت عقل و حاصل فطرت	۲۴	۱۸ تفسیر آیت تَخَذُوا زِينَةَ جَنَّاتِکُمْ الَّتِیْ کُنْتُمْ فِیْہَا
۵۸	حکایت آن اعرابی کہ سب اودا ذکر سنگی میرد	۲۵	۲۰ در سبب درود حدیث آنکہ در آنکس فی سببہ انتفا
۶۰	در بیان آنکہ پنج چشم بر آردی را چنان ہلک نیست	۲۶	۲۳ در حجرہ کشادن صلی اللہ علیہ وسلم بر مہمان خود
۶۱	تفسیر آیت وَ اِنْ نَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	۲۷	۲۵ سبب رجوع کردن آن مہمان بخانہ مصطفیٰ
۶۳	قصہ آن حکیم کہ طابوس را دیر بر زبانے خود را بر یکند	۲۸	۲۹ نوافلین مصطفیٰ آن عرب مہمان را
۶۶	در بیان آنکہ صفا و سادگی لغوی مفسدہ از فکر تہا مشہور شود	۲۹	۳۱ بیان آنکہ نماز و روزہ و حج بیرونی گواہ ہماست
۶۸	در بیان قول علیہ السلام لَا تَغْبِیْہِ فِی الْاِسْلَامِ	۳۰	۳۲ پاک کردن آب ہمہ رسید بہا را
۶۹	در بیان آنکہ قرب عمل با حق از حق ہم حقت	۳۱	۳۳ استغاثت خواستن آب از حق تعالی
۷۰	در بیان حدیث مَاتَمَاتَ مَنْ یَّمُوتُ	۳۲	۳۵ گواہی دادن فعل و قول بیرونی بر نورانی مردنی
۷۲	در بیان آنکہ فضل و روح و دل یک جسم محسوس اند	۳۳	۳۶ در بیان آنکہ اس نورانی از اندرون ستر کاظم بر کند
۷۳	جواب دادن طابوس آن حکیم سائل را	۳۴	۳۸ عرضہ کردن مصطفیٰ مشہات را بر مہمان
۷۵	در بیان آنکہ ہنر را بھول پر طابوس مدد چنان اند	۳۵	۴۰ در بیان آنکہ نور سے کہ غذائے جان است
۷۷	در صفت آن بیخوداں کہ از شر خود ماین خدہ اند	۳۶	۴۲ آنکہ کردن اہل جن نفلے روح را
۸۱	در بیان آنکہ اسوقی اللہ ہر چیزے آں داکول است	۳۷	۴۳ مناجات
۸۵	سبب شوقی بلایم علیہ السلام را غ را	۳۸	۴۴ تفسیر عقل بجز سبیل علیہ السلام
۸۷	مناجات	۳۹	۴۵ تشیل روشنائے مختلف
۹۱	قال الباقی صلی اللہ علیہ وسلم رَضُوا اَنْتُمْ	۴۰	۴۶ تفسیر آیت یَا خُسْرَ عَلَی الْعِبَادِ
۹۲	قصہ محسوس شدن آہو بچہ دلا خیر خراں	۴۱	۴۷ بیان فرجی
۹۳	حکایت سلطان محمد خوارزم شاہ	۴۲	۴۸ مناجات

د فتنہ پنجم

مثنوی مولانا فاروق

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۶۵	فرستادن میکائیل علیہ السلام را	۹۸	بقیہ قصہ آمو
۱۶۷	تقدیر یونس علیہ القلوة والسلام	۱۰۰	تفسیر آیت اِنِّیْ اَرْسِلْتُکُمْ بِکُلِّ لِسَانٍ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْکُمْ
۱۶۸	فرستادن اسرافیل علیہ السلام	۱۰۱	در بیان آنکه کشتی نوح علیہ السلام خروس را
۱۷۱	فرستادن عزرائیل علیہ السلام	۱۰۳	تفسیر لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ
۱۷۳	در بیان آنکه مخلوقیک ترا ازو خلقے رسد	۱۰۵	تفسیر اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِۦٓ اَكْمَنُ الْاِنْفٰی
۱۷۷	جواب آمدن از حضرت عزت آب عزوجل را	۱۰۹	مثال عالم هست نیست نما
۱۸۰	بیان ولادت جرب و شیریں دنیا	۱۱۱	تفسیر قوله علیہ السلام لَا یَذِکُّ مِنْکُمْ شَیْءٌ
۱۸۳	در جواب آن مفضل که گفته است	۱۱۳	تفسیر قوله عزوجل وَهُوَ مَعْکُمْ اِنْ
۱۸۳	فیمَا یُزِجْی مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ	۱۱۵	تفسیر قول نبی من یحضر الھنوع مَعَنَا وَالْحَدَّ
۱۹۰	قصہ یازدھمہ داشتن از جنت چاق و پوستین	۱۱۷	در مثنوی رباعی گر اهرودی
۱۹۳	در بیان آنکه آنچه بیان کرده میشود مستور و قد است	۱۱۸	قصہ آن شخصے کہ دعوی پیغمبری میکرد
۱۹۶	حکمت نظر کردن در چاق و پوستین	۱۲۱	سبب عدالت عام باولیائے خدا
۱۹۷	در بیان آیت کہ بر خلق النہاں	۱۲۳	در بیان آنکہ مرد بدکار چون نتواند شود
۲۰۱	در مثنوی آنکہ اَرْنَا الْاَشْیَاءَ بِکَمَدِیْ	۱۲۵	در مناجات
۲۰۳	در بیان اتحاد عاشق و معشوق از روئے حقیقت	۱۲۸	پرسیدن شاه از ان مدعی بخت
۲۰۶	معشوقے از عاشق پرسید	۱۲۹	داستان آن عاشق کہ معشوق خود رومی شمرد
۲۰۹	آمدن آن امیر تمام با سر تنگان	۱۳۳	یکے پرسید از عالمے عالمے کہ اگر در نماز کے بگریہ
۲۱۲	از گشتن نماں از حجرہ ایاز تہی و خل	۱۳۵	قصہ آمدن مرید بندت شیخ دخیج را گریاں دیدن
۲۱۳	حوالہ کردن بادشاہ قبول توبہ نماں با ایاز	۱۳۸	بقیہ حال مرید بنقلد
۲۱۵	فرمودن شاه ایاز را	۱۴۱	داستان آن کنیز کہ با خرافات خود و شہوت میر اند
۲۱۸	تعبیل فرمودن بادشاہ ایاز را	۱۴۵	تفسیر تعقیب شیخ مرید را که ایشان طایفہ تعقیب حق تبارند
۲۲۰	حکایت در تقریر این سخن کہ	۱۵۱	صاحبے در جلد خواب دید
۲۲۱	نقد زاهد و زن فخور و جفت شدن زاهد با کنیزک	۱۵۳	قصہ اہل خرواہ و حدیث ایشان
۲۲۳	رسیدن زن بکاف و بدو اشن زاهد را کنیزک	۱۶۰	در بیان آنکہ عطائے حق موقوف بر قابلیت نیست
۲۲۷	حکایت در بیان توبہ نصوص کہ دلاک میکرد	۱۶۲	در بیانے خلقت جسم آدم علیہ السلام

لے آجانبہ جنم راغور
چھپے سے یا خائے آپ کو
اس کی نگاہوں سے چھپا
دیا تھا صفتہ اللہ - اللہ تعالیٰ
کبھی آنکھوں پر ایسا پردہ
نوال دیتا ہے کہ انسان اپنے
پہلو کے دشمن کو نہیں دیکھ
سکتا۔ مصطفیٰ پہنچو کوئی
کے احوال کا پردہ ہر گز
لیکن خدا کی قسم خدا کر رات
کو روزانہ نہ کھولیں۔
لے خفا - دعا کیوں ہی
مصدق ایک شب میں
دروازہ نہ کھولتا تھا ہر اس
کے ساتھ دشمنی تھی لیکن اس
میں ہی اس کی صلائی نصیر
تھی۔ چونکہ جب اس کا فر
نے صبح کو دروازہ کھلا دیکھا
پچھلے سے نئی سماجی تھی
ان صاحب کے مناسب
تھا کہ اس پائان کو ضرور
دیتے۔
لے کہیں - ان صاحب نے
آکھنچو بہتر دیکھا کہ اب
موجود - رونا - ترکے ہر حال
نے پریشانی کی کہ پائان خود
دھوئے - تھوڑا دن تک
صاحب کے لئے دل دیکھ
تھے۔

یا نبیہاں شکر در پس دیوار یا
یا تو دیوار کے پیچے چھپ گئے یا
صفتہ اللہ گاہ پوشیدہ کند
اللہ تعالیٰ کا رنگ کبھی چھپا ہے
تا نہ بیند خصم را پہلوئے خویش
تا کہ وہ دشمن کو اپنے پہلو میں نہ دیکھے
مصطفیٰ می دید احوال شبش
مصطفیٰ اس کے رات کے احوال دیکھ رہے تھے
تا کہ پیش از جیٹ بکشاید ہے
تا کہ صبح کے احوال سے پہلے وہ رات کھولیں
لیک حکمت بود و امر آسمان
لیکن صلاحت تھی اور آسمان کا حکم
بس عداوتہا کہ آں یاری بود
بہت سی عداوتیں ہوتی ہیں کہ وہ دوستی ہوتی ہیں
چونکہ کا فر باب را بکشاہدہ بود
جب کا فر نے دروازہ کھلا دیکھا
جامہ خواب پر حدیث ایک فضول
سننے سننے پکڑنے کو ایک سادہ لوح
کہ جنہیں کر دست مہمانت ہیں
کہ دیکھئے آپ کے مہمان نے ایسا کیا ہے
کہ بیا آں مظهرہ اینجا پیش
کہ وہ رونا سانس لے آئے
ہر کہے می جست کہ بہر خدا
ہر تین روزہ کہ خدا کے لئے
ما بشویم ایں حدیث را تو بہل
اس گندہ کی کو ہم دھو دیکھتے ہیں پتے دیں

از ویش پوشیدہ دامن خدا
ان کو اس سے خدا کے دامن نے چھپایا
پردہ نیچوں براں ناظر تنہ
اپنے کیفیت کا پردہ کو دیکھنے والے پر پڑا ہے
قدرت یزدان ازین پیش رہش
اللہ تعالیٰ کی قدرت پیش ازین پیش ہے
لیک مانع بود فرمان ربش
لیکن ان کیلئے اللہ تعالیٰ کا حکم مانع رہا
تا نہ افتد زان فیضت در چہ
تا کہ وہ اس رسانی سے کنوں میں نہ پڑے
تا بہ بیند خوشتن را و چنان
کہ وہ اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھے
بس خرابیہا کہ معاری بود
بہت سی خرابیاں ہوتی ہیں کہ وہ آبادی ہوتی ہیں
نرم نرمک ز کیس پیروں وید
گات سے آہستہ آہستہ باہر نکلتے ہیں
قاصد آورد در پیش رسول
جان بوجہ کہ آنحضرت کے سامنے آئے
خندہ ز در جنت لکھا ہیں
جہانوں کی رحمت منکلا دیئے
تا بشویم جملہ را بادست خویش
تا کہ سب کو اپنے ہاتھ سے دھو دیں
جان ما وجیم ما شرباں ترا
ہمارے جان و جسم کا ہم آپ پر توکل ہے
کار دست ایں نمطہ کارل
یہ ہاتھ کا کام ہے، نہ کر دل کا

گشت بیدار و بدیدار جانِ زخما
بیدار ہوا اور اس نے سرنے کا بستر کیا
زاندر وں اُور آمد صد خوش
اس کے دل سے بیگزوں آہیں نکلیں
گفت خوابم بدتر از بیداریم
بولامیرا سونا میری بیداری سے بڑتر
بانگ می زد و با شور و آشوبور
ہائے ہلاکت ہائے ہلاکت کا شور کرتا تھا
منتظر کہ کے شود اس شب بسر
اس کا منتظر کہ یہ رات کب ختم ہوگی
تاگزیز او جو تیرے ازگماں
تا کہ وہ گمان سے تیرے طرح بھاگ جائے
قصہ بسیار است کوتہ میگویم
قصہ بہت ہے، میں مختصر کرتا ہوں

پر حضرت دیوانہ شد از اضطراب
نجات سے بھرا ہوا پریشانی سے دیوانہ بن گیا
زیں چنین رسوائی بے خاکپوش
میں میں نہ چھپنے والی ایسی رسوائی سے
کار نیسکم بدتر از بدکاریم
میری نیکی میری بدکاری سے بھی بڑی ہے
آنچنان کہ کافران و زشتوں
جس طرح کافر حشر کے دن (کریں گے)
تا برآید از گشت دن بانگ زار
تا کہ دروازہ کھلنے کی آواز آئے
تا نہ پسند بچس اور اپنچاں
تا کہ اس کو کوئی اس حالت میں نہ دیکھے
باز شد آں درر میدان در دوغم
دروازہ کھلا اس کو دروازے سے نجات ملی

ملہ پر حضرت میں باخدا
میں مستنا ہوا
— تو آندوں، جس کے
دل میں اس از بیکرت
سے بہت سی پریشانی
بیدار بن گئیں۔ گفت جانگئے
میں زیادہ کھایا سوئے میں
بستر پر پاخانہ پھریا۔
ملہ باجگت کھتا حشر کے
دن کا دلا دلا دروازہ ہائے تباہی
ہائے ہلاکت کہیں کے نقور
حشر بفرستے ہیں رات کب
ختم ہوگی پنچاں میں پاخانہ
میں مستنا ہوا۔
ملہ منتظر۔ حضرت کو
مہمان کی یہ حرکت کسی طرح
معلوم ہوگئی تھی —
دروازہ اس نے دکھوا کر
اس کو خوب شرمندہ کیا جو
اس کے ایمان نامے کا سبب
بن جائے۔ تیرے دروازے پر حضور
دروازہ کھول کر خود چلے گئے
تا کہ اس کو یہ شرمندگی
نہ ہو۔

در حجر کشادہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر مہمان خود و خود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان کے لئے حجرے کا دروازہ کھولنا اور اپنے آپ کو
راپنہاں کر دینا تا اوجیاں در کشانیدہ رانہ بیند و محل
چمچا بیٹا تاکہ وہ دروازہ کھولنے والے کی پرچہاں کو نہ دیکھے اور شرمندہ نہ
نشود و گستاخ بیرون رود
ہو اور بے دھڑک باہر چلا جائے

مصطفیٰ صبح آمد و در را کشاد
صبح کو مصطفیٰ آئے اور دروازہ کھولا
در کشاد و گشت پنہاں مصطفیٰ
دروازہ کھولا اور مصطفیٰ چھپ گئے
تا بروں آید و گستاخ او
تا کہ وہ باہر آجائے اور بے دھڑک چلا جائے

لے کہ تمہیں یہ دردہ دالی
بکریاں تنگ نہ جاتی تھیں
تاکہ کھانے کے وقت اُن کا
دردہ دھو دیا جائے جو تھکا
تھکا میں بند انسان بسیار
خواب جو جاگے تو جگر
میں سے ایک توم بھی جو
ڈاکوئی عرصے کے آپ کا نام
ملن تھا سہاگے اُس کی
بری عادتوں کی وجہ سے
اُس کو غر کا بیٹا کہا ہے۔
خوش ہو بخت آورہ۔ قانع۔
آسوار۔
لے پلے خوار بسیار خور۔
بڑا۔ افسارہ پتیں چونکہ
لڑکی کو اس پر فضا رہا تھا۔
درنگد یعنی زنجیر کو کڑے
میں ڈال دیا۔ تقاضا یعنی
اُس کو بھینسی کی وجہ سے
تقاضا حاجت کا تقاضا ہوا
اور پٹ میں دردہ ہوا۔
لے درکشادن اُس نے
دردہ اڑھ کھلنے کی بہت
تدبیریں کیں لیکن دردہ
نہ کھلا۔ جھک کر۔ اُس نے تقاضا
حاجت کر دیا کہ یہ تدبیر
کی کسوٹی پر۔ تجربہ اُس نے
پاخانہ پھر دیا۔

کہ مقیم خانہ بُود نہ سے بزاں
جو بکرین کھرہ زکی ہوئی تھیں
نان آس و شیر آں ہر ہفت بُز
دہن اور سالن اور ان باتوں بکریوں کا دردہ
جملہ اہل بیت خشم آلود شدند
تمام گھر دانے فقہ میں بھر گئے
معدہ طبلے خوار ہجو طبل کرد
پیٹ نے معدہ دھول کی طرح کر دیا
وقت نفقہ رفت در حجر نشست
سوئے وقت گیا اور حجرے میں بیٹھ گیا
از بڑوں زنجیر در درنگد
باہر سے دروازے کی زنجیر لگا دی
گہرا زانیم شب تا بھجدم
کائنات کو آدمی رات سے صبح تک
از فرخش خوش سوئے درشت
اپنے بستر سے دروازے کی جانب دوڑا
در کشادن جیلہ کرد آں جیلہ ساز
اُس مکار نے دروازہ کھلنے کی تدبیر کی
شد تقاضا بر تقاضا خانہ تنگ
تقاضے پر تقاضے کی وجہ سے گہر تنگ ہو گیا
جیلہ کرد و بخواب اندر خزید
اُس نے تدبیر کی اور بیدار نہیں رہا
زاتکہ ویرانہ بداند ز خاطر شش
کیونکہ اُس کے باطن میں ویرانہ تھا
خویش و ویرانہ خالی چو دید
جب اُس نے اپنے آپ کو خالی ویرانہ ہی دیکھا

بہر دو شیدان بکے وقت خواب
دستِ خویش کے وقت اُٹھنے کے لئے
خورد آں بو تخط عوج ابن غور
وہ تھوڑا عوج، غور کا بیٹا کا گیا
کہ ہمہ در شیر بڑ طامع بند
کسب بکریوں کے دردہ کے امیدوار تھے
قسم ہر وہ آدمی تنہا بخورد
اٹھارہ آدمیوں کا حق تنہا کھا گیا
پس کینزک از غضب رابست
لڑکی نے غصے سے دروازہ بند کر دیا
کہ از وند حشگمین و در و مند
کیونکہ وہ اُس سے غصہ میں اور بے رحم تھی
بس تقاضا آمد و در و شکم
بہت تقاضا اور پیٹ میں دردہ ہوا
دست برد چوں نہاد او بستیت
جب دروازہ پر ہاتھ رکھا اُس کو بند پانا
نوع نوع و خود نشاں بندیا
طرح طرح، لیکن وہ دروازہ نہ کھلا
ماندا و حیران ویدمان ونگ
وہ حیران اور پریشان اور لاچار ہو گیا
خوشتن در خواب و ویرانہ دید
اُس نے خواب میں اپنے آپ کو ایک ویرانہ دیکھا
شد بخواب اندر ہما منتظرش
خواب میں ہی اُس کی اُسی جگہ نظر پڑی
اُوچاں محتاج اندر دم دید
اُس ایسے ضرور مستعد نے فورا گھبرا دیا

چوئل امیر مجملہ دلباشی
جب آپ تمام دلوں کے مالک بن جائیں گے
سر بڑا پس چار مرغ زندہ را
ان چار زندہ پرندوں کا سر ختم کر دیجئے
بطوطا و سداغٹ خروں
بطوطا اور مور ہے، کوا ہے اور مرغ نیا ہے
بط حوصلہ سداغٹ خروں کاشہوت
حوص بتل ہے اور شہوت مرفا ہے
منیتش آنکہ بود امید ساز
اُس کی آرزو یہ امید بندھاتی ہے
بط حوصلہ آمد کوش در زمین
حوص بتل ہے کہ اُس کی چوٹی زمین میں ہے
یک زمانہ بود موعظت آں گلو
اُس کا طعن تھوڑی دیر کیلئے ہی موعظت نہیں رہتا
ہمچو نیل باجی کہ خانہ میسند
اُس کیلئے کہ طرح جو گھر کھڑا ہے
اندرا نیان می فشار دینک و بد
اچھا برا خیلے میں ٹھنستا ہے
تائبہ دا باغی آید دگر
ایسا ہو کہ کوئی دوسرا نیا آجائے
وقت تنگ فرصتک لکھو
وقت تنگ بے فرصت تھوڑی ہو کہ دوا ہو
اعتمادش نیست بر سلطان پیش
اُس کو اپنے شاہ پر ہوس نہیں ہے
یک مومن ز اعتماداں جیا
ایک مومن اُس (خودی) زندگی کے بھروسہ پر

اندیس دوراں خلیفہ حق توئی
پھر اس زمانہ میں اللہ کے خلیفہ آپ ہی ہیں
سرمدی کن خلق ناپائندہ را
فانی و گن کو دائمی بن دیجئے
اِس مثال چار مرغ اندر نفوس
نفسوں میں چار پرندوں کی طرح ہیں
جاہ چوئل طوطا و سداغٹ آن منیت
ترتیب مور کی طرح ہے آرزو نفس کا کوا ہے
طامع تابید یا عمر دراز
ہیشنگی کا لالچی یا دراز مر کا لالچی
در تر و در خشک میجوید وین
ترا و خشک میں دیند و معوذتی ہے
نشو واز حکم جز امر گلو
وہ کھاؤ گے سو کوئی حکم نہیں مٹتی ہے
زور و زوانیان خود پر میسند
جلد جلد اپنا قبیلہ بستا ہے
دانشائے دُر و حبات خود
سوئی کے دانے اور پنے کے دانے
می فشار در در محال او خشک تر
وہ دوسرے میں خشک تر ٹھنستا ہے
در غیل زوہر چہ زوہر تو قوف
بے تاش جو کہ ہے اسے بغیر کے وہ جلی میں آیا
کسب دا باغی آید پیش
(اِس باغی میں) ایسا نہ کہ کوئی لیل آجائے
میسند غارت بہل و باانات
لُٹتا ہے، تاش اور قوف سے

لے چوں۔ جب آپ لوں
پر حکومت کرنے لگیں گے
فخافت ابلی کے مستحق
ہونگے۔ ستر ستر۔ ابن روض
کے ازار سے جات سرمدی
حاصل ہو جائیگی۔ بت۔ اسی
چار پرندوں میں انسان بھی
چار صفتیں ہیں۔
بت۔ بتل۔ بتل سے۔ مولانا
حوص ہے اور مرغ ہے اور
انسانی خیریت سے مراد
مرا انسان کی ماہ طبع ہے
اور کوا سے مراد انسان
کی متنا ہے۔ بتیش۔ ایک
آرندہ زندگی۔ متنا جوتی ہو
کہ اُس کی خودی زندگی بیل
کے لئے حاصل ہو جائے یا
کہ آدم کو روز ہو جائے۔
بت۔ انسان کی حوص بتل
کی طرح ہے جو ہر طرح اپنی
چوٹی خدایک کی جست میں
کاڑتی پرتی ہے۔ بت
اللہ کے احکام سے اُس
نے حرف تم کھاؤ ماکھ
کھا ہے۔ بتا چو بیکر اجلہ
جلد ہر چیز کو جسے میں ہوتا
ہے
بت۔ تاشاں۔ اُس کی جلد
بازی اس لئے ہوتی ہے کہ
کوئی دوسرا لیل اگر خشک
دن بنے۔ تاشاں جلی
کا پنے خدا پر بھروسہ نہیں
ہوتا ہے۔ بیکت۔ مومن ہر
مومن کی خودی زندگی کا
بھی مقدمہ رکھتا ہے اس لئے
اُسے۔ جلد بازی نہیں ہوتی

تفسیر فخذ اربعۃ من الطیر فصرهن الیک (آلایہ)

ہیں چکھنے چار پرندے پھر ان کو اپنی طرف بلا کی آخر آیت تک تفسیر

چار وصف ایں بشر ازل قتل

یہ چار وصف انسان کے دل کو بھرنے والے ہیں

تو خلیل وقتی اے خوشیدیش

اے ہوش کے سورج: تو خلیل و دواں ہے

زاتکہ ہر مرغے ازینہا زغ ویش

اس لئے کہ ان میں سے ہر زاغ وصف پرند

چار وصف تن جو مرغان خلیل

جسم کے چار اوصاف حضرت خلیلؑ کے پرندوں کے

لے خلیل اندر خلاص نیکو

لے خلیل: اچھے اور نیکے کو نجات دلاتے کیلئے

کل توئی و جملہ گال جولے تو

تو محمود ہے اور بے تیرے اجسنا رہیں

از تو عالم روح زارے میثود

آپ کی وجہ سے دنیا روح زار بنتی ہے

زانکہ ایں تن شد مقام چارخو

کیونکہ یہ جسم چار مادوں کا مقام ہے

خلق را گر زندگی خواہی ابد

اگر آپ لوگوں کی ابدی زندگی چاہتے رہیں

باز شاں زندہ کن از نوع دگر

بہر ان کو دوسری طرح سے زندہ کر دیجئے

چار مرغ معنوی راہزن

بھٹی چار ڈانگو پرندوں نے

چار مرغ عقل گشت ایں چہار

یہ چاروں عقل کی چار ستیاں ہیں

ایں چہار اطمینان رہزن راہزن

ان چار ڈانگو پرندوں کو مار ڈوال

ہست عقل عاقلانرا دیدہ کش

مقامندوں کی عقل کی آنکھ نکال لینے والا ہے

بسل ایشاں دہ جانرا بسیل

ان کا تروان کرنا جان کو راستہ عطا کرتا ہے

سکر برشاں تار ہد پا بازسد

اُن کا سر قائم کر دے تاکہ پاؤں بندش سے بچا رہیں

بر کشاکہست پاشاں پائے تو

کھول دے گراں کا پاؤں تیسرا پاؤں ہے

پشت صد شکر سوائے میثود

ایک سواست شکر دہ کی مدد میں جاتا ہے

نام شاں شد چار مرغ فتہ جو

اُن کا نام فتہ کے جواں چار پرندہ پر لگیا جو

سکر بر ایں چار مرغ شوم و بد

ان بد بخت اور بد چار پرندوں کا شکر کر دیجئے

کہ نباشد بعد ازاں ایشاں ضرر

کیونکہ جس کے بد بخت نقصان نہ پہنچے گا

کردہ اند اندر دل حلقاں

لوگوں کے دل کے اندر دھن بٹا لینا ہے

لوگوں کے دل کے اندر دھن بٹا لینا ہے

ایک سوا کی ہمت اور بہادری بہت سے لشکروں کی پناہ ہوتی ہے

جسم میں چار خصلتیں ہیں جنکو چار پرندوں سے تعبیر کیا گیا ہے جن میں ان خاص کے انداز سے بدی ہوئی

نیب بگنی۔ آتشاں۔ امی چادوں۔ مصلحتوں کو اس طرح قابو میں رکھو کہ کبھی نصرت سے بچ سکے۔

لے تفسیر حضرت ابراہیمؑ

سے فرمایا کہ اگر تجھے ہماری

صفت زندہ کرنے اور ماننے

میں شک ہے چار پرندوں

کو زنج کر ڈال یہ چار پرندہ عقل

مور کو مرغ عقل سے مولا نے

فرمایا ہے کہ ان چار پرندوں

سے انسان کی چار ضروری صفات

ہو رہی ہیں جو انسان کے لئے

حقیقت جتنی سے اتنی ہیں

انسان ان صفات کا ازالہ

کرنے تو حقیقت میں بھٹا

ہے یعنی سے مراد میں مری

مراد مثبت جاہ کو کرنے سے

مولو تھا اور مرغ سے مراد

شہوت ہے۔ چار مرغ سزا

کا ایک طرح کا تھوڑا۔ تو خلیل

اگر تھان ابراہیم خلیلؑ

کی طرح حقیقت میں فنا

پاتا ہے تو اس کو بھی ان

چار وصفوں کو نباشا دینا چاہئے

زانکہ یہ چاروں صفاتیں خوب

کی ناصبت رکھتی ہیں کہ کو اب

سے بچنے کی آنکھ نکالنا

ہے یہ بھی انسان کو زندہ

کر دیتی ہیں بس۔ جو شخص

ان چاروں صفاتوں کو نباشا

لگتی جان حقیقت کی طرف پاتا

ہو جائے گی۔

لے تفسیر منشی

خسام الدینؒ کو کہیں سے

صفات مذکورہ کو دور کر دیجئے

تاکہ انکو دھوک میں بہہ ماس

ہو جائے۔ جس کو توئی یہ چار مرغ

کے اندر کی طرح ہوتے ہیں۔

آز تو تیرے دھوک سے یہ عالم

عالم ارواح بنا جا رہے ہیں۔

راز را گرمی نیاری دریاں
اگر تو راز کو در میان میں ہمیں لائیں ہے
نطقہا نسبت تو فشر تیک
اچھے اعتبار سے دہاری، اچھا اگرچہ چھکا ہو
آسماں نسبت بعرض آمد فرو
آسمان، عرض کے اعتبار سے نیچا ہے
من بگویم وصف تو تارہ برند
میں آپ کی تعریف کرتا ہوں تاکہ وہ جلائی میں
لو حقیقی و بحق جذاب جاں
آپ لائے گا تو میں اور جان کو نہاں کیا کرتا ہوں
شرط تعظیم است آں تو خوش
تعظیم ضرور ہے، تاکہ وہ عہدہ فہ
نور یابد مستغنیز کوشش
سخت کوشش کر نہیو، مستغنیز مصلحت رکھو
نور میکش لے حریف تیز کوش
لے سخت کوشش کر نہیو، دوست! نور مصلحت کو
مست چشما لے کر شب لائے گند
کڑوا آنکھوں والے جرات کو گھٹتے ہیں
مکنتہائے مشکل باریک خند
مشکل باریک نکتے بن گئے
تا بر آراید ہنس را تا رود بود
جب تک کہ وہ ہنس کا آنا بنا نہ سوار نہ
ہمچو نخل بر نیار و شاخہا
وہ کھجور کے درخت کی طرح شاخیں نہیں بن سکتا

در کہا راتازہ کن از فشر آں
اُس کے چمکے سے یادوں کو تازہ کر لے
پیش دیگر فہما مغز تیک
دوسروں کی سمجھ کے لئے اچھا گویا ہے
ورنہ بس عالیت پیش خاک تو
در نہ خاک کے توڑے کے اعتبار سے بہت بلند
پیش از اں کز فوٹاں حشر خند
اُس سے پہلے کہ وہ اُس کے فوٹ ہو نیچے صرت
خلق و ظلمات ہم اندوگماں
لوگ دہم اور گمان کی اندھیروں میں ہیں
گرد دایں بید یگانہ اسویش
ان اندھوں کے لئے شہرہ لگائے والا بھگتے
گو نہا شد عاشق ظلمت چو موش
جو چہ ہے کی طرح اندھیرے کا سر فاش نہ ہو
گر نہ چوں موش در ظلمت میکش
اگر تو چہ ہے کی طرح نہیں ہے اندھیرے کی کوشش
کے طواف مشعل ایماں گند
وہ ایمان کی مشعل کا طواف کرتے ہیں
بند طبعے کو ز دیں نار یک شد
طبیعت کا بند، کیونکہ وہ دین سے تاریک ہے
چشم در خورشید نتواند کشود
سورج میں آنکھ نہیں کھول سکتا
کردہ موشانہ زمین سوراخہا
جس نے چہ کی طرح زمین کو سوراخ سوراخ کر رکھا ہے

میں کے لئے چہ آراستہ دھو گئے وہ شیخ حسام الدین کی تعریف نہ سمجھیں گے۔ بھجور جو لوگ چہ کی طرح زمین و سوراخوں میں رہنے کے عادی ہیں وہ کھجور کی طرح بار آور نہ ہوں گے۔

لہ راز میں حسام الدین
کی پوری تعریف حوام کے
ساتنے نامکن ہے تب بھی
اُس کا کچھ حصہ بیان کرنا
چاہیے، لہذا، اگرچہ حسام
الدین کی تعریف اُن کی
تعریف کا مغز نہیں ہے
بلکہ چھکا ہے لیکن حوام
کے لئے اُس میں ہی فائدہ
ہی۔ آسمان۔ بلند اور
پستی فائدہ اور نقصان
سب اضافی باتیں ہیں ایک
جز ایک کے لئے مفید
دوسرے کے لئے مفید ہے
آپ کی تعریف حوام کے لئے
مفید ہے اگرچہ وہ مثنوی
نہیں ہے۔ مثنوی بگویم یہ تو
تعریف اپنے گدہا ہوں تاکہ
وہ حقیقی تعریف تک نہ پائی
حاصل کر لیں، تو حقیقی تعریف
ذات کے درویش مطلق دہم
وگمان سے گذر کر ترقیق
حاصل کر سکتی ہے۔
لہ ضرور حوام میں وقت
نیص حاصل کر سکتا ہے جبکہ
اُس کے دل میں شیخ کی عظمت
ہو، تو زیادہ فیض حاصل کرنے
کے لئے استناد اور کوشش
ضروری ہے مگر نہ چروا بھجور
کو بت کرنا ہے مست چشما
چروا اور چروا کی روشنی کا
طواف نہیں کرتے ہیں۔
لہ گفتگوئے جن کے لوگوں
میں دین کی جانب توجہ کی
ہے اُن کے لئے علمی ترنگہا
حقیقت تک پہنچنے
مائع بن گئی ہیں۔ تاہم آزادی
یہ لوگ جب تک حقیقت

لے جمع جس طرح سورج
درج اور تعریف سے بے نیاز
ہے، اسی طرح تمام اللہ
سین، محمد، رکنی ہوئی انکو
ذبح، اگر کوئی شخص سورج
کو تارک کہے تو لوگ خود
اُس کو اندھا کہیں گے۔
تو چشم یعنی لے تمام اللہ
آپ اُس کو سنا کر کہیں جو
آپ پر خدا کرتا ہے اس نے
کونوں کے حد سے آپ کا
نقصان نہیں ہے، خود اُس
کا نقصان ہے آیا غائب
اور آپ کے فیوض آتا ہے
فیوض کی طرح ہیں اگر کوئی
چاہے کہ غائب کر، اور اسکی
فیوض ساری کو روگن کی تارکی
سے چھپائے خود خود اسکی
میں مبتلا ہے۔ و زطرات۔
سورج کی خاصیت چھلنی کر
تارکی مٹا کر دیتی ہیں۔

لے یا سورج کے حاسد
ز اس کا نور گھٹ سکے ہیں،
اُس کا ترکہ کم کر سکے ہیں۔
مہیتاں، جہاں فیوض تمام
الذبح جو کہ عالم اکبر ہیں۔
قدر، آپ کا ترکہ تمام مقول
سے بالاتر ہے اب جو بھی اس
کی تعریف کی جائے کہے
گرج۔ حاسم اللہ کی پوری
تعریف اگرچہ ناممکن ہے،
لیکن یہی مایہ ناز اس کی
سوشش کرنی چاہئے کہ کو جو
جز پوری حاصل نہ ہو سکے
اُس کو ہر سے طریقہ ترک
نہ کرنا چاہئے کہ نہ کچھ اُس
میں سے حاصل کرنا چاہئے

سورج کی تعریف کرنا ایسا
تاریک کرنا ایسا اور جہاں کے
مابح خورشید مدار خود است
سورج کی تعریف کرنا ایسا
ذوق خورشید جہاں تم خود است
دینا کہ سورج کی مذمت کرنا
تو بخشنا بر کے کاندہ جہاں
آپ اُس کو سنا کر کہیں جو
تارکی مٹا کر دیتی ہیں۔
آپ کا ترکہ تمام مقول
سے بالاتر ہے اب جو بھی اس
کی تعریف کی جائے کہے
گرج۔ حاسم اللہ کی پوری
تعریف اگرچہ ناممکن ہے،
لیکن یہی مایہ ناز اس کی
سوشش کرنی چاہئے کہ کو جو
جز پوری حاصل نہ ہو سکے
اُس کو ہر سے طریقہ ترک
نہ کرنا چاہئے کہ نہ کچھ اُس
میں سے حاصل کرنا چاہئے

سورج کی تعریف کرنا ایسا
تاریک کرنا ایسا اور جہاں کے
مابح خورشید مدار خود است
سورج کی تعریف کرنا ایسا
ذوق خورشید جہاں تم خود است
دینا کہ سورج کی مذمت کرنا
تو بخشنا بر کے کاندہ جہاں
آپ اُس کو سنا کر کہیں جو
تارکی مٹا کر دیتی ہیں۔
آپ کا ترکہ تمام مقول
سے بالاتر ہے اب جو بھی اس
کی تعریف کی جائے کہے
گرج۔ حاسم اللہ کی پوری
تعریف اگرچہ ناممکن ہے،
لیکن یہی مایہ ناز اس کی
سوشش کرنی چاہئے کہ کو جو
جز پوری حاصل نہ ہو سکے
اُس کو ہر سے طریقہ ترک
نہ کرنا چاہئے کہ نہ کچھ اُس
میں سے حاصل کرنا چاہئے

فارغ است از مدح و تعریف آفتاب
سورج، تعریف اور سبھنا نے سے بے نیاز ہے
کہ دو چشم روشن و نامرک است
کہ میری دو دھن اکھیں روشن اور نہ ترست ہیں
کہ دو چشم کور و تاریک بدت
کہ میری دو دھن اکھیں اندھی اور بے نور اور بدی ہیں
شد خسود آفتاب کامراں
کاساب سورج کا ماسد ہے
وز طراوت دادن بوسیدہ
اور بوسیدہ چیزوں کے تازگی بخشنے کو
یابدفع جاہ او تانند حاست
یامیں کے ترکہ کو تازگی کرنے کو ترکہ چھلنے
آں حسد خود مرگ جاویداں بود
و حسد خود نیست کی موت ہے
عقل اندر شرح تو شد لولغوض
آپ کی شرح کرنے میں عقل، لکھو اسی ہے
عاجزانه مجبے باید دران
اُس میں عاجزانا ہی، حرکت کرنی چاہئے
ان علما ان کلہ لای ترک
جان لو، وہ سب نہیں چھوڑی جہاں
کے تو اس کردن ترک خود است
لیکن، پانی پینا کب چھوڑا جاسکتا ہے!
ہم بقدر تشنگی باید چشید
یہاں کی بقدر ہی کچھ پینا چاہئے

سورج کی تعریف کرنا ایسا
تاریک کرنا ایسا اور جہاں کے
مابح خورشید مدار خود است
سورج کی تعریف کرنا ایسا
ذوق خورشید جہاں تم خود است
دینا کہ سورج کی مذمت کرنا
تو بخشنا بر کے کاندہ جہاں
آپ اُس کو سنا کر کہیں جو
تارکی مٹا کر دیتی ہیں۔
آپ کا ترکہ تمام مقول
سے بالاتر ہے اب جو بھی اس
کی تعریف کی جائے کہے
گرج۔ حاسم اللہ کی پوری
تعریف اگرچہ ناممکن ہے،
لیکن یہی مایہ ناز اس کی
سوشش کرنی چاہئے کہ کو جو
جز پوری حاصل نہ ہو سکے
اُس کو ہر سے طریقہ ترک
نہ کرنا چاہئے کہ نہ کچھ اُس
میں سے حاصل کرنا چاہئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لے تھے۔ یعنی ضیاء الحق
شاہ حاتم الدین کا دعا ہے کہ
مثنوی کا پانچواں دفتر شروع
کیا جائے۔ یہ کتاب بھی
مثنوی کا دوا ہے مگر خود سے۔
یہ شرط ہے دوسرے شاعر
سے۔ محبت یعنی عوام میں
تہناری تعریف سننے کی
اہلیت نہیں ہے۔ دریں
تہناری بہت تعریف کرتا
اور ان کے علاوہ کوئی اہل کتاب
نہیں یہ تعلق یعنی عوام
الہی کی تعریف دیکھتے ہیں
کے ساتھ عوام اہل حق کی
تعریف کرتا ہے۔ اسی سے عوام
کو باری خدا کا مومے کو
کھلائی جائے۔
لے تھے تہذیب و حق۔ اگر دوا
معتد نہ ہو تو مثنوی میں
کوبانی کوئی کتاب نہ پڑے
یعنی عوام کے سامنے یہ تحقیق
تعریف کرنی پڑی ہے
اگر مثنوی اب دروغ ہے
تو اب مثنوی جو تہذیب
میں تعلق کرتا ہے۔
نہایت میں یعنی دنیا کے قید خانہ
میں لڑا۔ جو حق میں حق
رکھا جائے۔

طالب آغا و مسافر خرم است
پانچویں کتاب کے شروع کر کے۔ طالب میں
اوستادان صفارا اوستاد
آپ، اہل باطن کے استاد ہیں۔
و زبوں خلق ہا تنگ و ضعیف
اگر تھے تنگ اور کمزور نہ ہوتے
غیر اس منطق بے کشادے
اس گفتگو کے علاوہ بے کشائی نہ کرتا
چارہ کنوں کسے روغن کر نیت
اب تدبیر، پانی اور تیل کرنا ہے
گویم اندر مجمع روحانیات
روحانیوں کے مجمع میں کہوں گا
ہمچو را ز عشق دام در نہاں
عشق کے راز کی طرح دل میں رکھتا ہوں

شہ حاتم الدین کو نور انجم است
شاہ حاتم الدین جو ستاروں کا نور ہیں
اے ضیاء الحق حاتم الدین ادا
اے سنی ضیاء الحق حاتم الدین
گر نبوے خلق محبوب و کشف
اگر مخلوق محبوب اور کشف نہ ہوتی
در مدحیت داد معنی دادے
انہیں آپ کی تعریف کا حق ادا کر دیتا
لیک لقمہ باز آں صغور نیست
تیل باز کا لقمہ مومے کی لکیت نہیں ہے
مذہب تو حیف است باز نہ دنیا
تہذیبوں سے تیری تعریف کرنا ظہر ہے
شرح توغبین است باہل جہاں
دنیا داروں سے آپ کی تشریح کرنا، نوا ہے

پس خلیفہ کرد و بر کرسی نشاند
بحر قائم مقام بنایا اور کرسی پر بنمبایا

چوں تو خدمت می کنی پس مالکیم
جب آپ خدمت کریں تو پھر ہم کس ہیں؟

کہ دریں شستن بخوشم حکمت
 کہ استیصال سے خود دھونے میں حکمت ہے

تا پیدا آید کہ این سرار چیست
سازنگ کہ معلوم ہو کہ یہ کس ہاں ہے،

خاص زامر حق نہ قلب دریا

کندر اینجا هست حکمت تو بتو

و سلم دراں ساعت کہ نہالین ملوث اور ابدست مبارک

نئے اور اس کا اپنے اوپر اور اپنی حالت پر مشرمند ہونا اور کثرت
کردن اور خود و بر حال خود و مسلمان شن

اُس حنفی کا فریے پاس ایک یادگار مرقعہ تھا
گفت اُس حجرہ کہ شبِ حادثہم

میں نے ابھیکو گم شدہ پایا وہ بے قرار ہو گیا
ہمیکل آنخا بے خبر بگذا شتم

اگرچہ دشمن نہ تھا لیکن اب اس نے اس کی شرمگاہ پر حملہ کر دیا۔

یہ کہیں نہ پھرے گی
رو اپنی مستی میں اندھے ہوئے
ہیں وہ خدائے آسمان کی طرف

کو اپنی صفت قرار دیا ہے۔
 مآہر ہمارے زندگی کا مقصد

۵۲ کہہ دیں۔ انھوں نے فرمایا ان سب باغیوں کا بے یقین رہے۔ لہذا انہوں نے

ایں اسرار یعنی خود ہونے کی حکمت کو دیکھ سکیں اور کج ان حضور اپنے باقیوں کے

ہم۔
 سچے کافر۔ ہمارے بیانیہ

دوستی پر مجبور کر دیا۔

لے آئے۔ وہ مورتی کیے

واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ
آغوشِ گہنے دستِ مبارک
انکی نجاست دھو رہے ہیں۔
پرانتہ بیہوش رمضان کے
سلسلہ میں قرآن میں ڈرا گیا
پے پٹی اللہ توفیٰ ایدین
تھکا ہوا ان کے ہاتھوں
اور ہے وہ تو گویا شعلے
لے آئے تھے کہ اپنا ہاتھ قرار
دیا ہے۔ بیچتے۔ وہ آغوشِ
کے ان کریمانِ ظالم کو دیکھ کر
استغفارِ شاقیوں کا سورتی کو
بھول گیا اور دیوانہ وار اپنا
سر دیواروں سے ٹکراتے۔
خون بہاؤ آغوشِ رکھنے پر
تیس آئے۔

لے آئے۔ وہ مورتی کیے
اور کہتا تھا کہ آغوشِ گہنے
سے ڈرے۔ بے عقل سرِ سبز
بے عقل۔ بے نور۔ بے نور
کل تیس آغوشِ رکھنے کی ذات
گراوی ہمارا اور ہمارا کچھ
ہے۔ جہنم۔ نہیں۔ تو کہتی
اس کا لے لے لے لے لے لے لے
مجھ کو عالم ہیں وہ خدا کی نعم
کے تابع ہیں اور میں جزو ہوں
کونالہ اور سرکشِ ناپہلو ہوں۔
لے لے لے لے لے لے لے لے لے
آسمان کی طرف نہ کر کے
کہتا تھا کہ میرا منہ اس عالم
نہیں کہ آغوشِ رکھنے کے
ہوں چن آغوشِ رکھنے کے
بیوقوفی کو رکھ کر ہمارے
لا گیا۔ آگوشِ رکھنے کے
اس کو طمان راہ لایا اور اس
کو نوراجان عطا فرمایا۔

از پے میکش شتاب اندر دویذ
مورتی کی خاطر جلدی سے اندر گھس گیا
کاں یذ اللہ آں حدت را ہم بخود
کہ وہ اللہ کے ہاتھ اس نجاست کو خود

میکش از یاد رفت شد پدید
مورتی اس کے حافظ سے بھل گئی اور پیدا ہو گیا
میز داود دوست را بر رُو دوسر
وہ دھڑکنے اور سر پر مارتا تھا

آچیناں کہ خون زینبی و سرش
اس طرح کہ اس کی ناک اور سر سے خون
نعر باز دخلق جمع آمد بر رُو
اس نے نعرے مارے تو انکے پاس جمع ہو گئے

میز داو بر سر کہ لے بے عقل سر
وہ سر پینٹتا تھا کہ اسے بے عقل سر
سجدہ میگرداؤ کہ لے کل زین
وہ سجدہ کرتا تھا کہ اسے عالم کے بھڑے

تو کہ کفی خاضع امر وئی
آپ جو کہ مجھ کو ہیں انکے حکم پر کھجے ہوئے ہیں
تو کہ کفی خوار و لرزانی زحق
آپ کہ مجھ کو ہیں اللہ تعالیٰ آجواد اور اسے لرزائیں

ہر زماں میگرد رُو بر آسمان
ہر آن آسمان کی طرف منھ کرتا
چوں زحد پیروں بلرزید طیبید
جب وہ مد سے زیادہ لرزا اور جڑ پا

ساکنش کرد و بے بنواختش
اس کو سکون دلایا اور اس کو بہت نوازا

آپ کو سکون دلایا اور اس کو بہت نوازا

دروغناق مصطفیٰ آں وا بدید
مصطفیٰ کے بحرے میں اس کو دیکھ
خوش ہی شویذ کہ دورش چشم بند
بہت اچھی طرح دھو رہے ہیں خدا انکو نظر سے

اندر دوشوے گریبان را درید
انکے اندر ایک شور تھا جس نے انکے گریبان کو کھڑا
کلہ را میسکوفت بر دیوار و در
سہر کو در دیوار سے ٹکراتا تھا

شذر وان و رحم کرداں ہترش
بہ پڑا اور ان بزرگوار نے اس پر رحم کیا
گبر گویاں ایہما الناس احدث
کہ فرشتے تھا اسے دو گرو

میز داو بر سینہ کا لے بے نور بر
وہ سینہ کو تھاتا کہ لے بے نور جسم
شمر سارست از توایں جزو ہیں
یہ ذلیل مجزو آپ سے مشر مند ہے

من کہ مجزوم غلام ولد و غوی
میں جو کہ جزو ہوں غلام اور سرکش اور گمراہ ہوں
من کہ مجزوم در خلاف و رسیق
میں جو کہ جزو ہوں خلاف اور سرکش میں ہوں

کہ ندام روی اس قبلہ جہاں
کہ اس قبلہ عالم کے سامنے ہر امنہ نہیں ہے

مصطفیٰ آش در کنار خود کشید
مصطفیٰ نے اس کو اپنی بھل میں لے لیا
دیدہ آش بکشاود اواداشتش
ایسی آنکھیں کھلیں اور انھوں نے اس کو پہچان لیا

ایسی آنکھیں کھلیں اور انھوں نے اس کو پہچان لیا

لے تو حق وہ جسمانی تحریک
کو کہ کر یہ حرکت کی سبب
ہو گی۔ حق جسم جب جسمانی
نفسوں سے خالی ہو گا تو
اسرار و انوار سے پر ہو جائیگا
زین پلیدی جسمانی ناپاکی
دور ہو گی قربا کی کی حاصل
ہو گی۔ حق پر قربان پاک
میں ہے انا ہی تیری اللہ
اَللّٰہُ ہُوَ عَظَمُوْا اِلٰہَیْہِ
اَعْلٰی الْاَلٰہِیَّہِ وَکَلِمَہٗ تَرٰکُوْ
قَلَمُہٗ یَزَامُہٗکَ عَدَاہٗ جَا
ہے کہلے اور بہت حق سے
پلیدی ناپاکی ہوتا ہے اور
وہ تمہیں باطن پاک کرے۔
دیر جسمانی تقدیریں ترک
کرنے سے شیطان دور رہا کر
اور طرح طرح کے دوسرے
پیدا کرتا ہے۔
لے اہل بخور شیطان مختلف
چیزوں کے قرائد سمجھا کر ان
کے کہانے کی ترغیب دیتا
ہے۔ جسم شیطان کہتا ہے کہ
جسم روح کی سواری ہے
اس کو کر دو رکنا چاہیے۔
پہلی جس چیز کی عادت ہو
وہ نہ چھوڑ دو نہ بیماریاں
اگر کوئی بدی ہو تو
شیطان اپنے آپ کو حکم
جالیس باکری مختلف شریک
دیتا ہے۔
لے کس شیطان کہتا ہے
کہ اگر تم چیز کا لے گا تو
دروغ سے بچات ہو جائیگا
محض آدم سے شیطان
نے ایسی طرح کی باتیں کی

قرض و دہ کم کن ازیں لقمہ تننت
خمس دے اپنے جسم کے لئے کہ کم کر
تن ز سرگین خویش جو خلقی کند
جب جسم کو اپنے پانے سے خالی کر دیا
زیں پلیدی برہدو پاکی برد
اس ناپاکی سے نجات پائیگا اور پاکی حاصل
دیو میر ساندت کیس بین وہیں
شیطان مجھے درہاتا ہے کہ ہمیں ہمیں
گر گدازی زیں ہو سہا تو بدن
اگر تو ان ہوسوں سے بچ کر کہلے گا
ایں بخور گرم ست داروی مزاج
یہ کہلے، گرم ہے اور مزاج کی کس دوا ہے
ہم بادیں نیت کہ اس تن مر
نیز اس نیت سے کہ یہ جسم سواری ہے
ہیں مگر داں خو کہ پیشا بد خل
خبردار! عادت نہ بدل نقصان ہوگا
ایں جنیں تہدید با آں یو دودل
اس طرح کی دھکیاں وہ کہتا شیطان
خویش جالیسوس سازد درودا
اپنے آپ کو دوا میں جالیسوس بناتا ہے
کیش ترا سودت از درد غمی
کہ یہ درد اندھم تیرے لئے مفید ہے
پیش آرمی ہے دیہات را
انے اپنے اور انوس کو پیش کرتا ہے

تا نہ امید وجہ لا عین مرآت
تا کہ جس کو آنکھ نے نہیں دیکھا وہ سنو کہلے
پر ز مشک و در اہلالی کند
اجال کے موتی اور مشک سے برے گا
از لطمہ ترکم تن او بر خورد
تو تمہیں پاک کرے اسے اس کا جسم کھڑے گا
زیں پشیاں گردنی گردی حویں
اس سے تو خرم نہ ہو گا اور غلگین بنے گا
پس پشیاں غیس خواہی شد
تو خرم نہ اور غمگین ہو گا
واں یا شام از پے بر لطف علاج
اور نفع و علاج کے لئے وہ بدلے
آنچو خور دست انشا صوبت
جس کی اس کمالات ہے وہ اس کیسے بہتر ہے
در داغ و دل بزیار صد علل
دل اور داغ میں بیکنڑوں بیماریاں پیدا ہو گی
آرد و بر خلق خواند صد قسوں
دیتا ہے اور لوگوں پر سیکڑوں شریک متا ہو
تا فریب نفس بیمار ترا
تا کہ تیرے بیمار نفس کو فریب دے
گفت آدم را ہی در گندمی
گھبروں کے بارے میں آدم سے بھی کہا
در لوشہ پییدا و کبہات را
تیرے ہوشوں کو درد سے باندھ دیتا ہے

تھیں۔ تو بھگ۔ وہ وقتی جرحل بندی کے وقت گھڑے کے اوپر کے ہونٹ میں باندھ دیتا ہے
ہے تاکہ وہ مجبور ہو جائے۔

ہم جو لہائے فرسِ روقتِ نعل
جساکِ نعلِ بندگی کے وقت گزرتے تھے موز
گوشہایت گیرِ دچوں گوشِ آپ
تیرے کان پر تھے اور گھڑے کے کان کی طرح
برزند برپاتِ نعلے زاشتبا
تیرے پاؤں میں خیر کا مال چڑھتا ہے
نعلِ اُوبستِ آنِ نرد در درو
اُس کا نعل اور کاموں میں نرد ہے
اُن بچن کہ ہستِ مختارِ نبی
وہ کر جوئی کا پسندیدہ ہے
حُفَّی الْجَنَّةِ بچِ محفوظِ گشت
جنت کو ڈھانپنے لایا ہے، کلبے سے ڈھانپنا ہے؟
صد فسوں دارِ ذریعتِ زودا
نکار دھلے کے سینکڑوں منہ رکھتا ہے
گر بُود آبِ رواں بر بندش
اگر بہت پانی ہو اُس کو رک دیتا ہے
گر بُود کو ہے چو کہ بُر بایش
اگر بہت آبی ہو اُس کو نکلنے کی طرح ڈھانپتا ہے
عقل را با عقلِ بائے یار کن
عقل کو کسی دوست کی عقل کا دست بنا

تا نماید سنگِ کتر راجِ نعل
تا کہ کتر پتھر کو نعل دیتا کر دکھا دے
میکشاید سبویِ حرصِ سبویِ کسب
حرص اور کمائی کی جانب کیسیتا ہے
کہ بمانی تو زورِ دواں زراہ
کو تو اُس کی تکلیف سے راستے ترک مانتا ہے
ایں کُرم یا اُن کُرم ہیں ہوشدار
یہ کروں یا وہ کروں خبردار: ہوشیار رہ
اُن مکن کہ کر و مجنونِ صبی
وہ نہ کر جو پاگل اور بہت سے کیا
بالمکارہ کہ از وافرِ گوشت
نا پسندیدہ چیزوں سے جو اُسے بُرا لگتا ہے
کاں کند در سکہ گر ہست از دہا
کو تو کسی میں مال دیتے ہو، خواہ اُڑا ہو
ور بُود جبرِ زمانِ بر خندش
اگر عالمِ زمان ہو اُس کا خداں اُڑا ہے
دستِ بُرِ خویشتنِ نہادش
اپنے قلب کی اُس پر نائش کرتا ہے
اَمُوْهُمْ شُوْریِ بخوان و کار کن
اُن کا معاملہ ابھی مشورہ ہو کہ پڑھ اور کام کر

لے آتا ہے۔ شیطان کی یہ
تمام باتیں ہیں جن سے
حقیر چکر کر رہا ہے۔ شیطان افسان
گوشتہاتِ شیطان افسان
کے کان پر گزرتے ہیں۔ شیطان
کمائی کی جانب لے جاتا ہے۔
برگشتہ شیطانِ شہادت
اور دواں کے ذریعے میں
راستے سے روک دیتا ہے۔
نعل۔ شیطانِ حرص۔
کو تھے۔ وہ تیرے دین میں
کو دیتا ہے۔ اُن کو بچ
نرد۔ جو حق کام کر رہی
تھے کیا ہے۔ شیطان اور
کام نہ کر۔ شیطان
شیطان سے عقبتِ الجنت
جائگہ۔ جنت دل کی
نا پسندیدہ چیزوں سے
ڈھانپ دیتی ہے
لے۔ شیطان کو
اپنے منہ سے نکالتا ہے۔
مگر وہ شیطان اپنے منہ سے
نہ نکالتا ہے۔ شیطان
اور بڑے بڑے مالوں کا
خاں اُڑا دیتا ہے۔ پھاڑو کا
بنا دیتا ہے۔ اور شیطان کی
نائش کرتا ہے۔

لے عقل۔ شیطان سے بچنے
کے لیے اپنی عقل کو شیطان کی عقل
سے وابستہ کر دے اور اُس
سے مشورہ کرے۔ تو حق
وہ مہمانِ عیب میں غصہ
خواب کر دیتا ہے۔ اُن کی گریہ
وزاری پر افسوس ہے۔ اُن کی
بہت نواز۔

نواحقنِ مصطفیٰ اعلیٰ اللہ علیہ وسلم اُن عربِ مہمانِ راو
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُن عربِ مہمان کو نوازنا اور اُن کو افسوس اور
تسکین وادان اور از افسطراب گریہ و نوحہ کہ بر خود میکرد
رونے اور افسوس کو اس سے تسکین دینا جو وہ شرمندگی اور تباہی اور
از خجالت وندامت آتشِ نو میدی
نا پسندیدگی کی آگ کی وجہ سے اپنے اہل کو رہا تھا

شہد خواست وہ دروازہ

ہو جانے کے قریب خاکسوز
نے اس کی حق کو ضلالت
گفتش یا خنجر نے اس
سے فرمایا دروازی حکم کرے
کیونکہ قدرت کو کچھ سے
بہت کم پنا ہے آیت پر
مرد۔ جھنڈے نے اس کے
پر پانی چڑھا تو وہ ہر شخص
میں آیا اور کہنے لگا کہ
خداوت کا کمر بڑھا دینے
تا گواہی جیتی تھی میں کلا
شہادت پر ہے پیرائیں
دینے سے نہات پا کر خور
ہوا کی ہن جانا ہے کلا

جنگل
کلا آریں۔ ازل میں خدا
نے دریافت کیا تھا کہ کیا میں
تجارت را خدا نہیں ہوں۔ تو
میرے جواب پر کہ ازل میں
ہم دنیا میں اس جہاں کے
خیرات کے لئے پیسے گئے ہیں
تاکہ قول فعل دو گواہوں
کے ذریعہ اپنے "اں" کے
دعوے کو ثابت کریں کہ
ازل میں ہم نے بنی کلا ہے
ہمارا قول فعل اس پر کلا
کلا چتر۔ گواہوں کو
قاضی کی عدالت میں خاموش
نہ رہنا چاہیے۔ ورنہ
زندگی قول اور فعل گواہی
کے ہے۔ از قلم ۵۔
اگر گواہ حالت میں پیش کر
خاموشی اختیار کرے تو
یہ جس کا جھگڑا ہے
..... غلط بدی۔ جب تک
گواہی نہ دے گا قاضی کی
عدالت میں مقید رہے گا۔

اس سخن پایاں نہ دار آں عرب
اس بات کا غور نہیں ہے، وہ عرب

خواستہ دیوانہ شدن عقلش رسید
میں نے دیوانہ بننا چاہا مگر عقل بھاگ گئی
گفت ایں سو آیا مداک چناں
فسا یا ادر آ، وہ برس درم آیا
گفتش ایں سو داکن ہیں خود آ
میں نے فرمایا یہ دیوانگی ذکر فرما رہا ہوں میں آجا
آب بر روز در آمد در سخن
اُس کے منہ پر پانی چھڑکا، وہ بولا

تا گواہی بدیم و دیروں شوم
تاکہ میں کو شہادت پر نہ لوں اور باہر نکلیں جاؤں
ما دین و دلیب قاضی قضا
ہم قضا کے قاضی کی چوکٹ پر
کہ لبی گفتیم و اں راز امتحان
کہ ہم نے جی کہا ہے اور انکی آزمائش کیئے
از چہ در دلیب قاضی تن زدیم
ہم قاضی کی چوکٹ پر خاموش کیوں ہوں؟
چند در دلیب قاضی اے گواہ
اے گواہ! قاضی کی چوکٹ پر کب تک
زان خواندندت بدستجا تا کہ تو
انھوں نے تجھے یہاں اس لئے لٹایا ہے کہ تو
از کجای خویشتن بنشت
تو اپنے جھگڑا میں سے بیٹھا ہوا ہے
تا نہ بدی آں گواہی اے شہید
اے گواہ! جب تک قزوہ گواہی نہ ادا کرے گا

ماندا از الطاف آں شہد و عجب
اُن شاہ کی مہربانیوں سے تعجب میں رہ گیا

دست عقل مصطفیٰ باز شد
حضرت مصطفیٰ علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ نے مشورہ دیا
کہ کہے بر خیزد از خواب گراں
کہیے کوئی ہماری نیند سے اُٹے
کہ ازیں سوہست با تو کار ہا
کیونکہ اس طرف تجھ سے بہت کم ہیں

کلا شہید حق شہادت عرض کن
کہلے اللہ رحمان کے گواہ ذکر شہادت پیش کیجئے
سیرم از ہستی در اں مومن
میں بہی سے سیر ہو گیا ہوں، میں نہیں میں جہاد
بہر دعویٰ استیم و بلے
اُکنت اور کئی کے دعوے کی وجہ سے ہیں
فعل وقول ما شہوت ویا
ہمارا قول فعل گواہ اور بیان ہیں
نے کہ ما بہر گواہی آمدیم
کیا ہم گواہی کے لئے نہیں آئے ہیں
جلس باشی وہ شہادت از چہ
تقدیر ہے، صبح سے گواہی دے دے
آں گواہی بدی و ناری عتو
وہ گواہی بدی و ناری عتو
اندریں تنگی لب کفایت
اس تنگی میں تو نے ہنر دکھا دیا ہاتھ نہ لے لی
توازیں دلیب قاضی کے خواہی رسید
تو اس چوکٹ سے کب چنے؟

یک نیاں کاریست بگزار و تبار
تھوڑی دیر کا کام ہے اگر دے اور بھاگ جا
خواہ در صد سال خواہی کیلناں
عمر ہزار سال میں اور خواہ تھوڑی دیر میں

کار کو تہ را سکن بر خود دراز
منقر کا کام کو اپنے لئے سب نہ کر
ایں امانت را گذار و وارہاں
یہ امانت ادا کرے اور بھروسہ جا

بیان آنکہ نماز و روزہ و حج و ہمسجیر ہا ہی بیرونی گواہیہا
اس کا بیان کہ نماز اور روزہ اور حج اور ظاہری تمام چیزیں باطنی
بر نور اندرونی
نور کی گواہ ہیں

ایں نماز و روزہ و حج و جہاد
یہ نماز اور روزہ اور حج اور جہاد
ایں زکوٰۃ و ہدیہ و ترکِ حسد
یہ زکوٰۃ اور ہدیہ اور حسد نہ کرنا
خوان و مہمانی پے تہارارت
دستر خوان اور مہمانی انکے اختیار کئے ہے
ہدیہ یا وارِ مغان و پیشکش
ہدیہ اور تحفہ اور نذرانہ
ہر کسے کو شہدہ مالے یا فسون
جو شخص مال (پیسے) یا دھن کی کوشش کرتا ہو
گوہرے دارم ز تقویٰ یا استخا
میں جو ہر کھتا ہوں تقویٰ کا یا استقامت کا
روزہ گوید کہ تقویٰ از علال
روزہ کہتا ہے کہ اس نے حال سے پہنچ کیا
واں کو تش گفت کے ازالِ خویش
میں کی زکوٰۃ تے کہا کہ اپنے اہل میں سے
گر بظہاری گنہیں دو گواہ
اگر کوئی گواہ، نیاں نادی کرے گا تو دو گواہ

ہم گواہی وادست از اعتقاد
بھی عقبہ پر گواہی دیتا ہے
ہم گواہی وادست از سر خود
اپنے باطن پر گواہی دیتا ہے
کاے قہاں باشما مستقیم است
کہلے بڑگو! ہم تمہارے متعلق ہیں
شد گواہ آنکہ مستم با تو خوش
اس کے عہد میں کہ ہم آپ سے خوش ہیں
چیت؟ دارم گوہر دے اندول
کیا ہے؟ میں باطن میں جو ہر کھتا ہوں
ایں زکوٰۃ و روزہ بر سر دو گوا
یہ زکوٰۃ اور روزہ دونوں کے گواہ ہیں
با حراش و ان کہ نبود اتصال
بھولے کو حرام ہے اس کا اتصال نہ ہوگا
مید ہلپس چون زد و زایل کیش
دیتا ہے پس تو دینداروں کا کیسے چرائے گا؟
جرح مشد در محکمہ عدل آگہ
خونکے انصاف کے محکمہ میں مجروح ہو گئے

لہ

یک نیاں گواہی وادست از اعتقاد
دیر کا کام ہے باطنی گواہی
درا گذارے کا ہے جس
نماز۔ اگر کان اسوم پر عمل
استقامت پر عمل گواہی ہے۔
سر خود۔ میں ناقتہ و حق
اگر میرا ان بہان کی خاطر
تواضع کرتا ہے تو۔ اس
بات کی گواہی ہے کہ وہ
سے خوش ہے۔
لہ ہدیہ یا کسی کو تھوڑا
یہ بھی اس کی گواہی ہے کہ تو
اس سے خوش ہے جسکے
اگر کسی شخص مال غریبہ
ہے یا دھن یا ہے تو یہ ہیں
بات پر گواہ ہے کہ اس شخص
میں تقویٰ کا جو ہر موجود
ہے یا وہ سخی ہے۔
لہ روزہ۔ روزہ اس پر
کا گواہ ہے کہ اس نے خدا
کے حکم کے مطابق حلال کھا
کو بھی ترک کر دیا ہے تو یہ وہ
حرام کھا سکتا ہے روزہ
زکوٰۃ اس بات کی گواہ ہے
کہ جب وہ اپنا مال صرف
کر دیا ہے کسی دیندار کا
مال کیسے چرا سکتا ہے۔
..... تو تھوڑی گھر کرے تو
روزہ میں رہا ہوا کا دشمن
کو کھا تو یہ روزہ گواہ ہے
دینداروں کی حالت سے ہر کر
مجروح ہو جائیں گے۔

لہذا

شکار دی پرینوں کو دانا دانا
ہے مگر یہ نہ سمجھتا نہیں ہے
گرچہ جی ہی مددہ دار سوم
ہوئی ہے جس میں نے ہے
صورت محض شکار کو جانے
کے لئے شاد مکی ہے۔ کڑوہ
پرینوں پر کار کی کے ساتھ
دندہ دندے والا اور ان خج
کرنے والا روزہ دار اور سنی کا
بدنام کشیدہ ہے۔ بعض جن
عبادت شروع میں ہوا پھر
جادو تہی ہے اس کے ہند
اللہ تعالیٰ اس کو عبادت

بنا دیتا ہے
تھے بقیہ بڑھ چکا اللہ
تعالیٰ کے رحمت ساری ہے
اسٹے اٹھتے رہا کار غفار
کرم تمام میں نور بخش دیتا
ہے۔ کو بخش۔ اللہ تعالیٰ
اس عبادت کرم میں رہا
ہوتا ہے پاک صاف کزینا
ہے نکاح کی غفاری کا
مظاہر ہو سکے پاک و شد
تعالیٰ بال کے دیدہ میں کر
پاک کر دیتا ہے چرخ پاک
پانی کو از سر نو برسا کر پاک
کر دیتا ہے۔ کو اس کی صفیہ
قدیمیت ظاہر ہو سکے
تھے نہات۔ انہا آسمان۔
غیرت۔ نہات۔ آب جب
پانی پاک ہو جاتا ہے تو
اس میں اس کو استعمال
نہیں کرنا ہے حضرت حق
تعالیٰ اس کو پھر واپس
کو دیتا ہے اور اس کو

ہست مینا دار کند دانا نثار
شکاری ہے، اگر دانا بھیسرا ہے
ہست گزیرہ روزہ دار اندر صیام
یعنی روزہ دار ہے، روزوں میں
کردہ بدن زین کزنی صد قوم را
اس کی سے اس نے سینکڑوں قوموں کو بڑھ کر دیا
فضل حق با اس کے اوکڑمی تند
باد چو نک وہ کی کر رہا ہے اللہ کا کرم
بشوق بڑوہ حمتش واس غندرا
اس کی رحمت سینکڑے لے گئی اور اس قتاد کو
کوشش اشتہ حق زین اختلاط
اس غلط سے اللہ تعالیٰ نے اٹھ کر شوق کو
تا کر غفاری او خطا ہر شود
تا کر اس کی غفاری تک ہر جاتے

نے زرحم وجود بل بہر شکار
رہم اور رحمت کی وجہ سے نہیں بلکہ شکار کرنے
خفتہ کڑوہ خویش بہر صید غام
ناخبر ہوا کہ شکار کیلئے اپنے آپ کو کھانے چڑھے
کردہ بدنام اہل جود و صوم را
اس نے جنہوں اور روزہ داروں کو بدنام کیا
عاقبت زین مجملہ پاش می کند
انجام کا مان سب سے اس کو پاک کر دیتا ہے
دادہ نورے کہ نہا شد بدرا
دور نور عطا کیا جو رحمتوں کے ہاں میں سے ہے
غسل دادہ رحمت و از زین خج
رحمت نے اس کو اس میں غسل ہی سے مس دیا
سیات مجملہ را غافر شود
تمام گناہوں کو بخش دے والی بن جائے

پاک کردن آب ہمہ پلیدی ہا را و باز پاک کردن خدا
پانی کا تمام ناپاکیوں کو پاک کرنا اور پھر اللہ تعالیٰ کا پانی کو ناپاکی سے
تعالیٰ آب را از پلیدی لاجرم حق تعالیٰ قدوس آمد
پاک کرنا اور اللہ تعالیٰ بہت پاک ثابت رہا

آب بہر ایں بسیار دانا نکات
پانی اہر سے اس لئے برسا یا
آب چوں بیکار گردد شد شخص
پانی جب بیکار ہو گیا ناپاک ہو گیا
حق بر دش باز در بحر صواب
اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ درجے کے سمندر
میں لے گیا

تا پلیداں را کند از خبث پاک
تا کہ ناپاکیوں کو نہات سے پاک کر دے
تا چنناں شد کا بل زد کر دیتا
ایسا ہو گیا کہ پانی کو جس نے زد کر دیا
تا بخشش از کرم آل آب
یہاں تک کہ اس کے کرم نے پانی کو پاکی
دے دیا

پاک صاف کر کے پھر نہا میں بھیج دیتا ہے۔

سائل دیگر آمد و امان کشاں

دو دوسرے سال ناز و انداز سے آیا

من نجس زین جاشدم پاک آدم

میں اس جگہ سے ناپاک گیا ، پاک آیا ہوں

ہیں بیائید لے پلید ایں سوی

خبردار ! اسے ناپاکو : میرے پاس آؤ

در پذیرم حمله زشتیت را

میں تیری جملہ برائیوں کو قبول کر لیتا ہوں

چو تن شوم آلودہ باز آنجا روم

جب گندہ ہو جاتا ہوں پھر اس جگہ چلا جاتا ہوں

ذلق چکیں برکنم آنجا زمر

وہاں میں گدڑی شہلے آ کر دیتا ہوں

کار او این ست کار من ہمیں

اِس کا یہ کام ہے اور میرا یہ کام ہے

گر نبوی ایں پلید یہاںے ما

اگر یہ جاری ناپاکیاں نہ ہوتیں

کیسہاںے زرد ز دیداز کے

کسی سے سونے کی تیلیاں بچنے ہوتے

تا بربیزد بر گیاہ رستہ

تا کہ آگ بجی ہوئی محاسن پر بہادے

تا بکیر دیر سر او حال وار

تا کہ بوجہ اٹھانے والے کی طرح سر پر بے

صد ہزاراں دار و اندر کو نہاں

اِس میں لاکھوں دوا ہیں پوشیدہ ہیں

جان ہر دردے دل ہر دانہ

دوا دانی ، ہر درد کی جان اور ہر دانہ کا دل ہے

ہی کجا بودی بدربای خوشاں

ہائیں ؛ تو کہاں تھا ؛ اچھن کے دریا میں

بستم خلعت سوی خاک آدم

میں نے شاہیں لباس میں کیا ، بزمین کی جانب گیا ہوں

کہ گرفت از خوی یزداں خوی

کیونکہ میری مادت نے اللہ تعالیٰ کی مادت میں

چوں ملک پایکی دم عفریت را

میں سمجھ کر فرشتہ کی سی پاک مٹا کر دیتا ہوں

سوئے اصل اصل پاک یہاں روم

اصل پاکوں کی میں کی طرف چلا جاتا ہوں

خلعت پاکم دہد بار دگر

وہ مجھے دوبارہ پاک لباس عطا کر دیتا ہے

عالم آراست رت العالیں

جہانوں کا پائے والا ، عالم کو شاد کرنے والا ہے

کہ بکے ایں بار نامہ آب را

پانی کا یہ کارنامہ کب ہوتا ؟

میر و دہر شو کہ ہیں کو مفلسے

ہر جانب مالتا ہے کہ ہاں مفلس کیاں ہے ؟

تا بشوید روی ہر ناشستہ

تا کہ ہر نہ دھلے ہوئے کا شہد و دورے

کشتی بے دست پیرا درجما

سمندر میں بے دست و پا کشتی کو

زانکہ دار و زور وید در جہاں

کیونکہ دوا دنیا میں اُسی سے اُٹتی ہے

میر و درد جو چو دار و خسانہ

وہ اُس نہر میں چلا جاتا ہے جو دونوں کیلئے ہے

۱۵ سال دیگر برسات کے

موسم سے پھر وہ پانی پاک بنا

بر کر میں پڑتا ہے جی کہ

پانی سے کوئی دریافت کرنا

ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ

میں جنتوں کے دریا میں تھا۔

تو جس میں اِس دنیا میں

پاک ہو گیا تھا بسے چوٹیا

تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے پیر

پانی کی خلعت عطا فرمادی

تو میں دوبارہ دنیا میں آ گیا

ہوں۔ بڑے وہ پانی کشتی کو

کہ اسے ناپا کر میری جانب

آ جاؤں میں تمہیں پاک کر دوں گا

کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کی

صفتِ قدرت حاصل

کر لی ہے۔ در پذیرم ہمیں

براہین کو دھو دیتا ہوں اگر

انسان شیطان میں ہے تو

کہ فرشتہ کی طرح پاک صاف

بنا دیتا ہوں۔

۱۵ چوتھوں میں جب آپ

برجوں کا پھر اُس دربار میں

ایک جاؤں گا اور از سر نو

حاصل کروں گا کتاب و اللہ

تھا ۱۷ کا آپ پاک کرتا ہے

اور میرا کام دوسروں کو پاک

کر کے آلودہ جو مانا ہے۔

گر توبہ سے ، اگر دنیا میں پاک

نہ ہوتی توبہ کی صفت

تھا ہر شے کی جیسے پانی

ہر فرد کو کہہ کر اب رکے

ستے تاجرزو۔ پانی کا سرور

یہ اب کرتا ہے ہر پاک کو

پاک بنا تا ہے دریا میں اپنے سر

پر کشتی کے ہر تاجر و ہر مسافر

روہوں میں شفا کی خاصیت

سے پیدا ہوتی ہے جان و جان

زوتیان زمیں را پرورش
زمین کے جیروں کی اُٹس سے پرورش ہے

تشنگان خشک از دوش
خشک بیابانوں کی اُٹس سے رشت ہے

استعانت خواستن آب از حق تعالیٰ بعد از تیرہ شدن

پانی کا گدلا ہونے کے بعد حضرت حق تعالیٰ سے مدد چاہنا اور

وقبول کردن حق تعالیٰ دُعائے آبرا

الہ تعالیٰ کو پانی کی دعا کو قبول کرنا

چوں نماد مایہ آتش تیرہ شود

جب اُس کا سرمایہ نہیں رہتا وہ کدھر ہو جاتا ہے

نال از باطن برآرد کائے خدا

اندھے فساد کرتا ہے کہ اسے خدا

نہ ختم سرمایہ بر پاک و پلید

میں نے سرمایہ پاک اور پاک پر سرمایہ

ابر را گوید بر جائے خوشش

ابر کو کہہ دیتا ہے کہ اُس کو اچھے جگہ ہے جا

راہ ہائے مختلف میر اندش

وہ اس کے مختلف راستوں پر چلتا ہے

خود غرض زیر لب جان اولیا

اِس پانی سے مقصود اویا کی جان ہے

چوں شود تیرہ غسل اہل فرش

جب وہ زمیں والوں کو دھوئے غسل ہو جاتا ہے

باز آرد زان طرف امن کشان

اسی جانب سے بہر لاتی جو ماں پہیلانے ہوئے

وز تہتم وار ہاند جملہ را

سب کو تہتم سے نہات دلاتی ہے

زا خلیط خلق یا بد اعتلال

لوگوں میں خلیط لئے سے وہ بیماری محسوس کرتی ہے

بہو ما اندر زمیں خیرہ شود

ہماری طرح زمیں میں مہسراں ہو جاتا ہے

آینچہ وادی دادم و ماندم گدا

جو کچھ دے دیا تھا میں نے دیہ یا اور میں فقیر

لے شہ سرمایہ وہ ہل من تیزید

لے سرمایہ دعا کرنے والے شاہ! اور زبان علف کر

ہم تو خورشید آبا لبر کشش

مشرق تو ہیں آ، اُس کو درختوں سے

تار ساند سونے بھر بیدش

یہاں تک کہ اُس کو کھمبہ دریا تک پہنچا رہا ہے

کو غسول تیرگی ہلے شامت

کیونکہ وہ تمہاری تاریکیوں کو دھوئے پاں ہے

باز گرد و سونے پائی بخشش

بخش کر پائی بخشنے والے کی طرف اِس ہو جاتا ہے

از طہارت محیط اودر نشان

وہ مٹی برساتے والی محیط کی پاکیزگیوں کو

وز تہتمی طالبان قبلہ را

اور قبلہ کے طلباء کو ان کی طرف سے

آں سفر جوید کا رخا یا بلال

وہ سفر تہتم کی طرف ہے مگر کہلے پاں ہیں آدم

لے شہ زمیں کے بے سہارا

اُس سے سہارا دیتے ہیں ماہ

خشک اُس سے تری ماں

کرتے ہیں۔ ہستانت پانی

نے اشرافان سے درخست

کی رکھتہ ہو جانے کے بعد

وہ پھر صاف ہو جاتے۔

اشرافان نے اُس کی دعا

قبول فرمائی تیرہ۔ حیران۔

آکر۔ پانی فریاد کر رہا ہے کہ

پاک کرنے کے عبادت کا

وہ میں نے دوسروں کو دیا۔

حق میں غریب کیا کیا کرتے

لے آج۔ اِس فریاد پر اشراف

ان کو کھڑے کر دیا اِس کی

تو دوسری جگہ سے دوسرا

کو کھڑے کر دیا کہ پانی کو اور

کیجئے چنانچہ دوسرا بھی

گرمی سے کھڑے ہو جاتا ہے۔

اگر کبھی پتا ہے۔

لے غرض۔ اِس پانی

کے احوال کے درمیان

مقصود اویا کو کھ کے حالات

کو سمجھنا تھا اویا بھی تہتم

نہا سونے کو کھ کرتے ہیں۔

چن جب سونے کے احتیاط

سے اُن کی مدد نہ ہو

جاتی ہے وہ اشرافان کی

مدد کرتے ہیں اور تہتم

ایسے تہتم۔ اِس اشراف

غیر مدد کو پریشان کرتے

ہیں۔ آج کے جسے شیخ تہتم

اشرافان کے تہتم اُس کی

مشابہت۔ تہتم کی طاقت

آج کی تہتم۔ اب وہ

مردم کی عبادت کا دھما

کرتا ہے اور زمین کے درجہ پر

پہنچا رہا ہے۔ اشرافان چاہتے ہیں۔

آج کے تہتم کی طاقت آج کی اُن کی طاقت کا کھ ہے۔

لے بلال خوش نولے خوش ہیل

اے خوش نوا، خوش آواز بلال !

جاں سفر رفت بدن اندر قیام

جاں سفر میں جلی جلی اور بدن قیام میں

ایں مثل چون اسطسٹ اندر کلام

یہ مثل ان گفتگو میں واسطہ کی طرح ہے

اندر آتش کے زوے واسطہ

بغیر واسطہ کے آگ میں کب جاتا ہے

واسطہ محتام باید مرثرا

تیسرے لئے محتام کا واسطہ چاہیے

چو تانی شد آتش حوں غلیں

جبکہ تینوں (اللہ کی طرح) آگ میں نہیں جاسکتا

سیری از حق ست یکا ہل تب

پیٹ بھرنا اللہ کی جانب سے ہے لیکن پیٹ بھلا

لطف از حق ست لیکن اہل تن

لطف اللہ کی جانب سے ہے لیکن جسم بھلا

چو تن نماںد واسطہ تن بے حجب

جب واسطہ نہیں رہتا، جسم بے حجب رہنے کے

میزنہ بر وزن طبل جیس

میزنہ پر جا، کوچ کا نغمہ بجا دے

وقت رجعتیں بکوت سلام

واپسی کے وقت اسی لئے سلام کرتی ہے

واسطہ شرط ست بہر فہم عام

عوام کے سمجھنے کے لئے واسطہ ضروری ہے

جز سمندر کو رب داز رابط

سوائے سمندر کوئی ہے جسے جو واسطہ آباد ہو گیا

تا ز آتش خوش کئی تو طبع را

تاکہ تو گرمی سے طبیعت کو خوش کرے

گشت حمایت سولہ بیل

رسول تیرا مقام (اور پانی تیرا ہٹا ہٹا)

کے رسدے واسطہ ناں تدبیر

پیٹ بھرنے کو روٹی کے واسطہ کے بیکر کے پیچھے

در نیابا لطف بے پردہ چین

چمن کے بزم سے کے بغیر لطف محض نہیں کرنا ہے

ہم جو موسیٰ نور مرے تاباں ز حجب

حضرت موسیٰ کی طرح پانچا نور گردیاں میں سے ہے

گواہی دادن فعل وقول بیرونی بر ضمیر و نور اندونی

بیرونی قول و فعل کا دل اور اندونی نور پر گواہی دینا

کا اندر روش بر نور ایزر دست

کہ جس کا باطن خدا کی نور سے بڑھتا ہے

زیں دو بر باطن تو اتنا دل لال گیر

ان دونوں سے تو باطن پر دلیں مائل کیلے

ایں ہنر با آب را ہم شاد دست

یہ ہنر پانی کے ہم گواہ ہیں

فعل وقول آمد گواہان ضمیر

فعل اور قول دل کے گواہ ہیں

کرنا اور پھر خود پاک ہو جانا، فعل وقول۔ انسان کے افعال اور اقوال سے جس کے باطن کو کامل معلوم ہوتا ہے۔

لے جلی میں سفر کا نغمہ

یعنی رجعت الی اللہ کا، عارف

جاں سفر نازی حالت میں

روح قرب الہی کو سفر اختیار

کر لیتی ہے اور جسم کو گناہ

سجود اور تباہی کے گناہ کے گھر

پر جو سلام ہے وہ گویا روت

واپسی کا سلام کرتی ہے۔

اتج مش۔ رجوع الی اللہ کے

سلسلہ میں آنحضرت کی

مثال مطلب ہے کہ جس نے

ایک واسطہ اور دوسرے

عوام بغیر مثال اور واسطہ کے

مقدمہ تک نہیں پہنچے ہیں

آند آتش۔ سمندر کی طرح

واسطہ کے آگ سے مستفید

ہو لے دوسرے کسی دھ

کے ذریعہ آگ سے ناز و میل

کرتے ہیں۔

۱۱ حرام۔ عام آگ سے

گرم کیا جاتا ہے عوام اس کے

واسطہ سے آگ کی گرمی سے

مستفید ہوتے ہیں چو تانی

حضرت ابراہیم کو واسطہ کی

ضرورت دینی عوام کے

رسول منور امام اور ان کی

مشعل نیت بمنزل پانی کے

ہے۔ تیرے

پیٹ کا پھر منسوب اللہ سے

لیکن اس کے لئے روٹی دینا

ہے لطف اللہ کی جانب سے

ہے جس میں اس کا واسطہ ہے

۱۲ چو تانی۔ جب ساتھ

خبر ہو جاتے ہیں تو پھر یہ

راست استفادہ ہونے لگتا

ہے۔ اتج ہنر یعنی پانی کا

دوسری خبر چو تانی کو پاک

لے چون غار در حبیب
مریض کے اندر کی حالت
نہیں دیکھ سکتا تو وہ قادر
کے ذریعہ حالت معلوم کرتا
ہے۔ وہاں حبیب پیشینہ جو
روحانی حبیب ہے وہ مرے
کے باطن کی سیر کرتے ہے
لہذا اس کو مرے کے قول و
فعل سے استدلال کی ضرورت
نہیں ہے بشرطہ دلوں کے
ماسوس ہونے ہی۔

لے آج گواہ حوام کو پیش
کے انتخاب میں پیش کے قول
دفع سے اس کے باطن پر
استدلال کرنا چاہیے اور بہت
لاچار بننے کو اس کا اتصال
جو حقیقت سے ہے یا نہیں
تاجہ وارد۔ اس کا قول و فعل
اس کے ضمیر کو بتائے گا۔
بہر صمد۔ معلوم کر لیتا
ضروری ہے کہ اس کا ظاہر
معنی لوگوں کو چھپانے کے
لئے ہے یا نہیں ہی کوئی۔

حقیقت پوشیدہ ہے
لے چر خود اگر وہ مضرباں
پیش ہے تو اس کے قول و
فعل کی طرف دھیان نہ کر۔
چر خود۔ اور اگر وہ پیش صادق
ہے تو اس سے وابستہ ہو جا
گا کہ وہ حقیقت کے مستند ہے
بہت پہنچا ہے۔ در بیان اگر
پیش میں غدا کی ضرورت ہے
تو وہ لا محالہ ظاہر ہو کر رہتا ہے
اور اس کے لہجہ کیلئے پیش کے
کسی قول و فعل کی ضرورت
نہیں ہے۔

چوں نادر دیر برت در دوز
جب تیر باطن اندر کی سیر نہیں کر سکتا ہے
فعل و قول اس بول و بخور اس بود
بمعانی کا قول و فعل وہ پیشاب ہے
واں طیبے فرج در جان ش رود
روحانی طیب اس کی روح میں مشت ہے
حاجتش بنو و بقول فعل نجوب
اس کو اپنے فعل و قول کی ضرورت نہیں ہے

ایں گواہ فعل و قول از کوئی
یہ فعل و قول کی گواہی اس میں تلاش کر
قول و فعل او گواہ او بود
اس کا قول و فعل اس کا گواہ ہوتا ہے
بنگر اندر فعل او و قول او
اس کے فعل اور اس کے قول کو دیکھ
نورش اندر مرتبت چندت حصیت
اس کے مرتبہ میں نور کست اور کیسا ہے
گر بود صیاد از وے دور شو
اگر وہ شکار ہی ہے اس سے دور ہو جا
ور بود صدیق دست از کو مدار
اگر وہ صدیق ہے تو اس سے دستہ دار نہ ہو

بنگر اندر بول و بخور از بریں
تو تیرا کے پیشاب پر باہر سے فر کرے
کہ طیب جسم را بریں بود
جو جسمانی طیب کے لئے دین ہے
وزرہ جاں اندر ایمانش رود
اور روح کے راست سے اٹکے ایمان میں جلا جاتا
أخذ روثم هو و جواسیس لقلوب
اُس سے روث وہ دلوں کے ماسوس ہیں
کو بدیرا نیست واصل ہجو جوی
جو دیر سے نہر کی طرح ملا ہوا ہے
کو بدیرا متصل چوں جو بود
جو نہر کی طرح دریا سے ملا ہوا ہوتا ہے
تا چہ دار در ضمیر اس راز جو
کہ وہ راز کو پوش کرنے والا دلوں میں کیا لکھتا
بہر صید او دان پاشد یا نیست
وہ شکار کے لئے دانہ ڈالنا ہو یا نہیں ہے
واں فسون فعل و قولش کم شنو
اس کا سننا اور فعل و قول ز شن
تا را سازد مر تر اسوئے بحار
تاکہ وہ ہے سمندروں تک پہنچا دے

در بیان آنکہ اس نور خدا خود را از اندکون سیر عارف ظاہر
اس میں بیان کہ وہ غدا کی نور جو خود کو عارف کے باطن سے بغیر عارف کے
کن بر خلقان، بے فعل عارف بے قول عارف افزون شد
فعل کے اور بغیر عارف کے قول کے لوگوں پر ظاہر کرے وہ اس نور سے
ازاں کہ بفعل و قول او ظاہر کر دینا آنکہ چوں قلاب بند
نظر ہو جائے جو اس کے فعل اور قول سے ظاہر ہو جیسا کہ جب سورج نکلتا ہے تو

شود بیا ننگ خروصِ اعلام مُؤَدِن و علامات دیگر حاجت نسیب
 انکسور مے کی آواں اور مؤدِن کے بتائے اور دوسری علامتوں کی خدمت میں پہنچا

لیکے نورِ سالک کا وہ نورِ جود سے بڑھ گیا ہے
 شاید پیشِ فارغ آمد از شہود
 اس کی گواہی گواہیوں سے ہے نیاز ہے
 نورِ آں گوہر جو بر تنِ فست
 جبکہ اس کے نور کا ہر باہر چمک گیا ہے
 پیشِ مجاز نے گواہ فعلِ گفت
 تو اس سے فعلِ قول کا گواہ نہ چاہ
 اس گواہی چیتِ اظہار نہاں
 یہ گواہی کیا ہے؟ پر بخیدہ کو ظاہر کرنا جو
 کہ عرضِ اظہارِ ستر جو ہرست
 کیونکہ جو ہر کے راز کا ظاہر کرنا عرض ہے
 اس نشانِ زر نہ مانندِ بر محک
 کوئی برسے گا یہ نشانِ باقی نہیں رہتا
 اتنِ صلوة و ایس جہاد و ایس صلح
 یہ نماز اور یہ جہاد اور یہ روز سے
 جاں نہیں افعالِ اقوالِ نمود
 جان لے ایسے افعال اور اقوال ظاہر کیے
 کا عقدا م راستِ اینک گوا
 کو میرا عقیدہ درست ہے، یہ گواہ ہے
 تزکیہ باید گواہاں را پداں
 سمجھ لے محرابوں میں عدالت جوں چاہیے
 حفظ لفظ اندر گواہِ قولی مست
 قولی گواہ میں فعلوں کی نگہداشت ہے

نورِ او پر شد سیا بانہا و دشت
 اس کے ذرے جنگل اور سیا بان پر جوتے ہیں
 وز تکلفهای و جان بازی جود
 اور صبر کے تکلفات اور جان بازی سے
 زین تسلسلہا فراغت یافت است
 اس کو ان تکلفوں سے نجات ہو گئی کہ
 کا از دہر و دہر جانِ گل گفت
 کیونکہ دہر و دہر جانِ گل سے بھول کی طرح کہنے
 خواہ قولِ خواہ فعلِ وغیر آں
 خواہ وہ اگر اسی قول پر اور خواہ فعل اور اس کے جود
 و صفِ باقی وین عرضِ برتر
 صفتِ باقی ہے اور یہ عرضِ گذر گاہِ برتر
 زر بماند نیک نام و بے زرشک
 سونا نیک نام اور بے شک باقی رہتا ہے
 ہم نمائد جاں بماند نیک نام
 بھی نہ رہیں گے جان نیک نام رہیں
 بر محاکِ امر جو ہر را بسود
 جو ہر کو امر کی کسوٹی پر گیا
 لیک ہست اندر گواہاں شتباہ
 لیکن گواہوں میں مشبہ ہوتا ہے
 تزکیہ اش اخلاص موقوفی بد
 اس کی عدالت اخلاص اور تہا پر مشبہ ہوتا ہے
 حفظ عہد اندر گواہِ فعلی مست
 فعلی گواہ میں عہد کی حفاظت ہے

لیکے عارف باہر
 میں وہ نور جوتا ہے کس سے
 عالم پر جوتا ہے شاید
 اس کے لئے گواہوں کی گواہی
 کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔
 نورِ آں سلس کے جو ہر گواہ
 اس بادشہ جوتا ہے کس
 کے اظہار کے لئے کسی حکمت
 کی کوئی ضرورت نہیں ہے
 اس پیشِ جوہر کے طغیانی
 صداقت پر اس کے قول و
 فعل سے گواہی چاہتا ہے
 نہیں ہے کہ تو عرض جوں
 ظاہر جوتا ہے جو ہر باقی
 ہے قول و فعل عرض ہے اور
 نورِ علی جو ہر ہے جو ہرست
 میں غالی ہے وصفِ میں
 نورِ باطن، اس خاص کھلے
 کو پہنچنے کے لئے کسوٹی پر
 کتا جاتا ہے وہ کس نسبت
 ہو جاتا ہے اور سوتا باقی
 رہتا ہے۔
 اس مقلدِ عبادت کے
 زید و زح کر نیک نامی حاصل
 ہوتی ہے یہ عبادتِ غالی ہی
 نیک نامی باقی رہتی جو جاتا ہے
 رتبہ اپنی نیک نامی کہنے خدا کی
 حکم کے مطابق افعال و اقوال
 ظاہر کرتی ہے اور بتاتی ہے
 کو میرا عقدا درست ہے کہ
 یہ افعال و اقوال ملے گواہ ہیں
 لیکن ہر گواہ قابلِ قبول نہیں
 جوتا بلکہ قابلِ گواہ قابلِ اعتبار
 ہوتا ہے ایسے گواہ کا تزکیہ
 اسکی حالت ثابت کرنا ضروری
 جو افعال و اقوال ہرگز نہ
 کہ انہیں اخلاص ہو یا ظہور نہ
 ہو حفظ لفظ۔ یہ گواہان جو

اگر کوئی لفظ غلط سمجھے گا تو وہ
مردود ہو جائیگا۔ فعلی کو نہیں
اگر کوئی فعل مہربانست کے
غلاف ہوگا تو وہ مردود ہو
جائیگا۔ قول و فعل باہمی ہوں
مواہوں میں موافقت ضروری
ہے ورنہ مردود ہو جائیں گے۔
سنتھیکہ ششی تنہا ہی
کوششیں مختلف ہیں تو ان
پاک ہیں۔ شی سنتھیکہ
ششی۔ تو وہ دن میں کچھ
رات میں کچھ اور کرتے ہیں۔
پاک۔ یہ گواہی مردود ہے۔
ان خدا اپنے فعل سے قبول
کر سکتا ہے۔

کے فعل و قول انسان کا
قول و فعل اس کے دل میں
چھپی ہوئی کیفیت ظاہر
کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر گواہوں
کی بیانیات ہو جاتی ہے تو
گواہی مقبول ہو جاتی ہے
ورنہ گواہ خود پھنس جاتا
ہے۔ محل میں بیسی ہنس کر
حکم ہوگا کہ شہادہ غلط ہے۔
قرآن پاک میں آنحضرت کو حکم
سے کافیوں علیکم و آلکم و
انکم و اولکم و اولکم و آلکم
آپ سے دو گروائی کر لیجئے
اور انھار کے وہ بھی انھار
میں ہیں۔

کے تو کہہ کر دین پیش کرنا۔
شہادت کو شہادت فتح
مبارک گشت۔ نہ کا زمانہ
کو پہرہ کر سلمان ہو گیا۔
جستہاں۔ آج کی رات گفت
ہیں نے کہا اب تو میں جہاں
ہیں ہی ہوں آپ کے

گر گواہ قول کٹر گوید ر دست

اگر قول گواہ میز میں بات کہے تو رد ہے

قول و فعل بے تناقض بایدت

بلکہ اختلاف کا قول و فعل تیرے لئے ضروری ہے

سنتھیکہ ششی تناقض اندرید

تنہا ہی کوششیں مختلف ہیں تو تنہا ہی میں ہو

پس گواہی باتناقض کہ شنود

تو تناقض کے ساتھ گواہی کون سنتا ہے؟

فعل و قول انہار ترست ضمیر

فعل اور قول راز اور دل کا انہار ہے

چوں گواہت تزکیہ شد شد قبول

جب تیرے گواہ کی حالت ثابت ہوئی وہ قبول ہو گیا

تا تو بستیزی ستیز ندائے حزن

لے کر کشی جب تک تو جھگڑا کر دیکھ نہ جھگڑا کر

ور گواہ فعل کٹر گوید بدست

اگر فعل گواہ میز چاہئے تو بہر ہے

تا قبول اندر زمان پیشایدت

بلکہ زمانہ میں جبریت تیرے سامنے آئے

روز مید و زید و شب بر مید

دن کو سیتے ہو اور رات کو بھارتے ہو

یا مکر حکمے کسدا از لطف خود

ہاں اگر اپنی مہربانی سے فیصلہ کر دے

ہر دو پیدا میکتد بر تیر

دونوں بچے ہوئے راز کو ظاہر کر دیتے ہیں

ورنہ مجوس ست اندر مول مو

ورنہ مجوس ٹھہرا ٹھہرا میں پھنسا ہوا ہے

فانتظر ہوا فانتظر ہوا فانتظر ہوا

پس تو ان کا انتظار کر دین منتظر ہیں

عرضہ کردن ایمان پذیرفت آفتہ

ایمان پیش کر دیا اور ایمان نے قبول کر لیا

بند ہائے بستر را بشوہ دست

جس نے بندہ ہی ہوئی بندش کو کھلا دے

کا مشاب ہم باش تو مہمان ما

تو آج کی رات بھی ہمارا مہمان رہ

ہر کجا باشم بہر جا کہ روم

جہاں کہیں بھی رہوں جہاں بھی جاؤں

ایں سخن پایاں ندر و مصطفیٰ

ایں بات کا خاتمہ نہیں ہے مصطفیٰ نے

آں شہادت کہ فرخ بودہ

وہ دیکھ شہادت جہاں برکت ہے

گشت موئن گفت اور مصطفیٰ

وہ مومن ہی کیا، اس کو مصطفیٰ نے فرمایا

گفت واللہ تا بد ضیف تو ام

میں نے کہا خدا کی قسم ہمیشہ کیلئے آپ مہمان رہا

دستہر خوان کا عرسہ میں ہوں۔

زنده کردہ معتق و دربان تو
آپ کا زندہ کیا ہوا اور زار کیا ہوا اور دربان ہوا
ہر کہ بگزید جزاں بگزیدہ خوں
جو اس منتجب دسترخوان کے علاوہ منتجب کرگا
ہر کہ مٹوے غیر خوان تو رور
جو آپ کے دسترخوان کے غیر کے پاس جائے گا
ہر کہ از ہمسایگی تو رور
جو آپ کے پڑوس سے جائے گا
ور رور دے تو سفر او دور
اگر وہ دور و دراز آپ کے بغیر سفر کے
ور نشیند بے تو بر استریف
اگر آپ کے بغیر وہ عمدہ گھوڑے پر بیٹھے
ور چمگیر و ازوشہن ساز او
اگر اس کی نازنین (ہجری) جس سے بچے
دے نہ شاکم گفت ست حق
اگر حق تعالیٰ نے قرآن میں ان کا شریک بنا دیا
گفت پیغمبر ز غیب اس را جلی
پیغمبر نے واضح طور پر یہ غیب سے فرمایا
یا رسول اللہ رسالت را تمام
لے اللہ کے رسول پروری رسالت کر
ایں کہ تو کردی دو صد ماہ ز کرد
جب کہ آپ نے کیا دھڑاڑی سے نہ کیا
از تو جانم از اجل نیک جان برد
اس میری جان آپ کی دوسرے سے نیک جان پاک
گشت مہمان سولہ اشرب
عرب اس رات رسول کا مہمان ہو گیا

ایں جہان آں جہان خوان تو
اس جہان میں مونس جہان میں آپ کے دسترخوان میں
عاقبت در دگوشش آتخوان
انجسہ کار ہجری میں کاٹھا پھاڑے گی
دیو با او داں کہ ہم کا سہ بود
سبھو پیسے شیطان اس کا ہم پیار ہو گا
دیو بے شکے کہ ہمسایہ اش بود
بیشک شیطان اس کا پڑوسی ہو گا
دیو بد ہمراہ وہم سفر و ولست
شیطان اس کا ہمراہی اور شریک دسترخوان ہے
حاسد ماہست دیو اور از رفیع
وہ ہمارا حاسد ہے، شیطان اس کے پیچھے سوار کر
دیو در کشش بود انباز او
شیطان اس کی نسل میں اس کا شریک ہو گا
ہم در اموال و در اولاد و از سبق
مالوں میں بھی اور اولاد میں بھی پہلے سے
در مقامات نوادر با علی
نا در مقامات میں (حضرت علیؑ) سے
تو نمودی پیچو تمس بے غمام
آپ نے دکھا دیا بغیر ان کے سورج کی طرح
علیؑ و افشوش با عاذر نکرد
(حضرت علیؑ) اور ان کی دعا نے عاذر کیا نہ کیا
عاذرا شد زندہ آندم باز مرد
فاذر اگر میں وقت زندہ ہوا پھر مر گیا
خیر یک نیمہ خور و ولست لب
ایک بکری کا آدھا دو دھربا اور جڑ بندہ کر لے

لے زندہ کر دہ۔ آپ نے
مجھے حیات ابدی عطایت
کی ہے بخشش۔ ملائی سے
آزاد شدہ آں جہان عالم
آخرت، ہر کہ جو آپ کے
دسترخوان سے بھانے کا وہ
ہاک ہو گا اور شیطان میں
کا ہم یوں ادھر پیار ہو گا
جس کی۔ جو آپ کا پڑوس
بھوڑے کا شیطان اس کا
پڑوسی ہے کا شوق۔ دسترخوان
کے در پہ۔ اگر اس کی میری
کے پیچھے ہمارا کا پیچھے شیطان
اگر ہو گا۔ فہتا ز شاہ تا ز
یعنی میری۔ آیتا ز شریک
دے نہ قرآن ایک میں شیطان
کو خطاب کیا گیا ہے و شریک
فی الاموال والاولاد لودھ
قرآن کا مال اور اولاد میں
شریک بن جائے
لے یا رسول اللہ! میں ہوں
مہمان نے کہا غم نہ ہو۔ دو
صد ماہ۔ مال کی بستی مشرک
ہے۔ عاذر وہ شخص تھا جس کو
حضرت علیؑ نے مرنے کے
پانچ سال بعد زندہ کر دیا
لیکن پھر وہ طبیعت مر گیا
تو اسکی حیات ماضی ہی آپ
نے بھائی زندگی میں عطا
کر دی ہے۔ غم نہ۔ وہی سزا
خوار سلطان ہونے کے بعد
ایک بکری کے آدھے دو دھ
سے سیر ہو گیا۔

لے کر تو آنحضرتؐ نے مزید
کھانے پر امر کیا۔ اتفاق
بہارِ رفاق چاہتی مدنی
دوش شب گوشہ پر قند
میں آج یہ جھڑی غنہ سے
ہو گیا۔ اچھا۔ اچھی کاپیٹ اپیل
کی خوراک سے ہو گیا۔ جیتیں
اچھی جیسے ہم والا حرص کفر
کی حالت کی حرص جانی ہی۔
لے کر گھنٹی۔ لاغی حسرت۔
ثقت۔ اب جو کہ وہ مومن ہو گیا
ایمانی نڈانے اور مٹا کا زہ
کر دیا جتنا بفر چاہی ہے
جس میں بھی بیٹ نہیں ہوا کہ
ترجمہ حضرت پر حادہ نے کی
سمت میں مٹی کی کھائی ہیں
اور نیادی خدا سے بے نیاز
میں۔ ذات ایماں۔ ایمان کی
حقیقت عجب غمت اور قوت
آزادہ کسی کو حاصل ہو جائے تو
پھر حسرتی مذاک زیادہ ضرورت
نہیں رہتی ہے
لے۔ سے قناعت کر وہ جو آگ
صرف زانی ہوں ہیں وہ اس
حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے تو ایمان
نور ایمان روح کی غذا ہے جب
روح اور جسم کا اتحاد ہو جاتا
ہے تو وہ نور جسم کی غذا بھی بن
جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت شریف
کا مقصد یہ ہے کہ نفس آدمی
میراث ہو گیا ہے۔ ہوا ماننے
یہاں شیطان سے مراد اس کی
یاد ہے یعنی وہی روح کوئی
بن گیا ہے۔ مگر تم اس میں نور
ایمان۔

کر دیا الحاشیٰ بخورشیر و رفاق
آنحضرتؐ نے اس سے امر کیا کہ دو دو اور دوئی کھائے
اس تکلف نیستے ناموس فن
یہ مختلف نہیں ہے۔ نہ مشرہم اور مکر
در عجب ماندند جملہ اہل بیت
سب تمہارے تہب میں پڑ گئے
انچ قوت مرغ باسیلے بود
جو اباسیل پرند کی خوراک ہو
فنجیے افتاد اندر مرد و زن
مرد و زن میں کس کس ہونے لگی
حرص و ہم کافر می سرزیر شد
کفر کی حرص اور وہم اور مصا ہو گیا
آں گدا پیشی و کفر از مے گرفت
وہ بھکاری ہیں اور کفر اس سے ذھت ہوا
آنکہ از جوع البقر اومی پلید
وہ ستم جو جوع البقر سے ہو جاتا ہے
میوہ جنت سوئے چشمش شست
جنت کے پھل اس کی آنکھوں کی جانب ڈالے
ذات ایمان نعمت و لوتے ست ہو
ایمان کی حقیقت نعمت اور عظیم لذت غذا ہے

گفت گشتم سیر و اللہ بے نفاق
اس نے کہا میرا بیٹ میری غذا کی کس ہوا
سیر تر گشتم ازاں کہ دوش من
میں اس سے زیادہ بیٹ ہوا میں جتنا کھاتا
پڑ شد ایں قندیل نہ یک قطرہ زیت
کی قندیل زیت کے ایک قطرے سے ہو گیا
سیری معدہ چنینی سیلے بود
ایسے اچھی کا اس سے بیٹ ہو جائے
قدریش می خور واک پلیتن
یہ اچھی ہے جسم والا پھر کی قدر رکھا ہے
از دھا از قوت مولے سیر شد
از دھا چیز می کی خوراک سے سیر ہو گیا
لوت ایمانیش لوت کر دوزفت
اس کو ایمان کی عمدہ غذا نے مٹا دیا
ہیچو مریم میوہ جنت بدید
اس نے حضرت ابراہیم کی طرح جنت کو پہلے دیکھا
معدہ چوں دوزخش آرام فت
اس کے دوزخ جیسے سدہ نے آرام پایا
لے قناعت کردہ از ایمان بقول
لے وہ کہ جس نے ایمان کے ہاتھ میں قول برائت لیا

در بیان آنکہ نوے کے غذائے جان ست غذائے جسم اولیہ
اس کا بیان کہ وہ نور جو روح کی غذا ہے اولیہ کے جسم کی بھی غذا ہوتا
میشود تا اوم یار می شود روح را کہ اسلک شیطانی علی یدنی
ہے یہاں تک کہ وہ بھی روح ہو جائے کہ اسلک شیطانی علی یدنی ہے
گرچہ اس مطعوم جان ست نظر
اگرچہ وہ جان اور نظر کی خوراک ہے
جسم را ہم اس نصیب لے لے
اسے چلا۔ اس میں جسم کا بھی حصہ ہے

گر گشتے دیو جسم اں را کول

اگر شیطان کا جسم اں کھا لائے نہشت

دیو زان لوتے کہ مردہ حتی شود

شیطان اُس غذا کو جس سے مردہ زندہ ہو جاوے

دیو بر دنیا ست عاشق کو فکر

شیطان دنیا کا اندھا اور بہرا عاشق ہے

از نہا نخواست یقین چوں ہے چتد

یقین کے دلیں میں سے جب وہ شرب پکشتا ہے

یا حَرِیصُ الْبَطْنِ عَرِجْ هَكَذَا

اے بٹ کے لالچی! اس طرح دس ہو

یا مَرِیضُ الْقَلْبِ عَرِجْ لِلْعِلَاجِ

اے دل کے مریض! علاج کی طرف دس ہو

أَمَّا الْخَبُوصُ فِي رَهْمِ الْقَعَامِ

اے کھانے کی رہن کے قیدی

إِنْ فِي الْخُجُوعِ طَعَامًا فَاصْرَا

بسوکا رہے میں بہت غذا ہے

إِشْتَدَّ بِالنَّوْكِ كُنْ مِثْلَ الْبَصُورِ

نور کی غذا حاصل کر، آئندہ جیسا بن جا

چوں ملک تسبیح حق را کن غذا

لڑشت کی طرح اللہ کی تسبیح کو غذا بنالے

جبرئیل ارشوتے جیفہ کم تند

جبرائیل میں مزار کا شمع نہیں کرتے ہیں

پیل اگرچہ در زمین آہستہ است

ہاتھی زمین میں اگرچہ آہستہ چلتا ہے

اسلم الشیطان نہ فرمودے رسول

اے رسول! شیطان اسلام لے آیا نہ فرماتے

تا نیا شامد مسلمان کے شود

جب تک نہ بی یثنا، مسلمان کس پر

عشق را عشق دیگر بزرگمر

عشق کی کر دوسرا عشق (ہی) تولدتا ہے

اندک اندک عشق زخمت انجامد

آہستہ آہستہ عشق اس جگر پر ڈاؤن داتا ہے

إِنَّمَا الْمُنْهَاجُ تَبْدِيلُ الْغِذَا

غذا کی تبدیلی ہی راستہ ہے

جُمْلَةُ التَّدْبِيرِ تَبْدِيلُ الْمَزَاجِ

مکمل تدبیر مزاج کا بدلنا ہے

سَوْفَ يَقْبَلُونَ تَحْمِلَتِ الْعِظَامِ

معتز جے نہات یا جائیگا اگر تو نے بڑے اٹھائے گا

إِقْتَدَا وَارْتَجِیْ تَانَا فِرَا

اُس کو تلاش کر لے اور اُپھدھ لے جانے والے

وَأَفِیْ الْأَمَلَاةِ یَا خَیْرَ الْبَشَرِ

اے انسانوں میں سے بہتر! فرشتوں کی ممانقت کر

تا مری تچوں ملائک از ادا

تاکہ تو فرشتوں کی طرف سے نجات پائے

اَوْ لِقَوْتِ كَے زگر کس کم زند

وہ قوت میں تیرے کم پرواز کب کرتے ہیں

اَوْ لِقَبْشِ باز کو چوں رستہ است

بتا وہ پتھر سے کب پہنچا ہے!

اگر گشتے، اگر جسم

کا ہم بیار اور ہم نورانی بننا

تو حضرت شیطان مسلمان

ہو گیا نہ فرماتے۔ تو شیطان

اگر خود سے غذا حاصل نہ کرتا

تو وہ مسلمان کب بن سکتا تھا

دیکھو جسم انسانی دیکھا نہیں

ہے جب تک آہستہ عاشق

دیکھو جسم ہر دس عشق کی کر

فرماتے گی۔ آدھا نجانا جب

اشد قاتی کی جانب دل میں

یقین کی کیفیت بھانپنے

گفتی ہے تو عشق نوردار

ہو جاوے۔ یا تریس۔

غذا کی تبدیلی سے مزاج

بدلتا ہے اور اس سے

مرض ناسی ہو جاوے،

انسان کو غذا بہر صافی ہو

کر خدا پر دعا کی کامی

بننا چاہیے۔

تغیر سے ہی امراض پیدا

ہوتے ہیں جب مزاج کی

تبدیل کر کے اُس کو اس

حالت میں لے آیا جائے

تو مرض ناسی ہو جاوے

عظام، صبر کے معاصی

برداشت کرنے سے نجات

میں ہوتی ہے۔ انا فی

الکُفُوعِ۔ اشرا

المدحی الزلمانی اور

تا وہاں نور مرستی

وَأَفِیْ۔ حاکم کی غذا نور

ہے۔

تغیر سے ہر عشق

کو یقین کے ذریعہ قرار دے

حاصل ہوتی ہے تجربیں۔

جبرئیل کی طاقت نورانی

ہے۔

ہے اُن کی پرواز نور اور گردہ سے بہت زیادہ ہے۔ یعنی۔ ہاتھی کا جسم بھاری ہو کر پہنچے

پتھر اس کو ہلک کر سکتا ہے جسم کی طاقت پر مدار نہیں ہے۔

خُبذا خوانے نہادہ در جہاں
دنیائے مہمہ خوان رکھا ہوا ہے

لیک از چشمِ خیساں بس نہاں
نیکی کیسوں کی نگاہ سے بہت چھپا ہوا ہے

انکار کردن اہل تنِ غذائے روح را و لرزیدن ایشان
تن پروردوں کا ردِ معانیِ غذا سے انکار کرنا اور ان کا جسمانی تھوڑی
برغذائے حسیں جسمانی
غذا سے لرزنا

گر جہاں باغے پُراز نعمت شود
اگر دنیا نعمت سے بھرا ہوا باغ بن جائے
قسم شاں خاکست گرنے گر بہا
ان کا حصہ بنی ہے خواہ خواہ ہو خواہ بہادر ہو

در میانِ چوب گوید کرم چوب
کلوڑی کا کبوتر کلوڑی میں کہتا ہے
در میانِ خاک گوید کرم خورد
چھوٹا سا کبوتر اسی میں کہتا ہے
کرم سرگین در میانِ آں حد
گور کا کبوتر اس نعمت میں
جُز نجات بیچ نشاند کلاغ
کونجات کے علاوہ کچھ نہیں پہچانتا ہے

قسم موش وار ہم خاک کے بُوڑ
چر ہے اور سانپ کا حق پھر بھی جی ہے
میر کوئی خاک چوں نوشی جو مار
تو جان کا سر وار ہے سانپ کی طرح مچھل کر کٹا
مر کر اباش جنیں حلوائے خوب
ایسا عمدہ حلوا کس کو نصیب ہے
ایں جنیں حلوا باعالم کس خورد
دنیا میں حلوا جلد کسی نے نہیں کھا
در جہاں نقلے نداند جزِ خُشت
دنیا میں سوائے نہایت کے کوئی حوراک نہیں جانتا
شد نجات مَر و رَچشم و چرخ
نجات ہی اس کا چشم و چرخ ہے

مناجات

اے خدائے بے نظیر ایشا رکُن
اے تجھے نظیرِ خدا! معذرت کر دے
گوشِ ماگیر و بیداں مجلسِ کشاں
ہمارا کان پکڑ اور اس مجلس میں کھینچ
چوں بجا بولے رسانیدی ازین
بلکہ تو نے ہم تک اس کی خوشبو پہنچا دی ہے

گوشِ راجوں حلقہ دادی زین سخن
بلکہ تو نے اس کام کا کان میں حلقہ پہنچا دیا ہے
کز حقیقت میں خود نایاب سرِ خوشاں
کیونکہ یہ مست تیرے شرابِ بلا رہے ہیں
سَرِ جہدِ آں شکر اے اے پُرس
اے دیں کے رب! اس شکر کو بندھ کر

اے خدائے نورانی غرائی نیا
میں موجود ہے لیکن وہ
کیسوں کی نگاہ سے پوشیدہ
ہے وہ صرف ظاہری غذا
پر بھروسہ کرتے ہیں۔ انکار
کردی۔ دنیا دار غذا پر روح
کے شکر ہیں۔ اور ہم کی جیانی
غذا کی طرف اُن ہیں۔
گو کہ جہاں۔ اگر پورا عالم باغ
بن جائے تب ہی چر ہے
اور سانپ کی غذا جیانی ہوتی
ہے یہی حال ان دنیا داروں
کا ہے۔ درختان۔ کلوڑی کا
کبوتر کلوڑی کی خوشبو میں حلو
سمیٹتا ہے۔

اے درختان۔ زمین کا کھیرا
زمین کی ہوا کا حلوا سمیٹتا ہے
کرم سرگین گور کے کھیرے کو
گور ہی بہتر غذا معلوم ہوتی
ہے۔ کلاغ کو نجات ہی
کے بہترین غذا سمیٹتا ہے۔
مناجات۔ دعا۔

اے خدا جب تو نے
ہمیں توفیق عطا فرمائی ہے کہ
ہم اسرار و حکمِ حق رہیں
تو پھر ہمیں اپنی مثال کی مجلس
میں پہنچا دے۔ زمین سخن بینی
اسرار و حکم۔ رقیق مشرب۔
سرخوشانِ مستان چٹکا جب
تو نے ہمیں اپنی دلا کی بائیں
سنار دی ہیں تو اس کرم ہے
سخن نہ رکھ۔

از نو نوشتن از ذکر و از انانیت

مذکر اور نوشتن تجھ ہی سے پہلے رہے ہیں

اے دُعا ناگفتہ از تو مستجاب

اے وہ کو نہ مانگی ہوئی دعا میری حاجت قبول کر

چند حرفے نقش کردی از رقوم

تو نے حروف میں سے چند حرف تحریر کیے

نون ابر و صا ششم جیم گوش

اُبرو کا نون، آنکھ کا صا، کان کا جیم

زاں حروف تہذیب خرد و بار یک لیں

تیرے اُن حروف سے عقل دقیق، اندر ہر حق

در خور ہر فکر بستہ بر عدم

عدم پر ہر فکر کے مناسب قائم کر دیا ہے

حرفہائے طرف بر لوح خیال

خیال کی حقین پر مجب حروف

بر عدم با شتم نہ بر موجود مست

میں عدم کو عاشق ہوں نہ کہ موجود کا

عقل را خط خوانان اشکال کرد

عقل کو جن شکلوں کا پرستے والا بنا دیا

بے درغی در عطا یا استغاث

اے فریاد رس! تو عیادت میں بعد کد کد ہے

واوہ دل را ہر دم صد فتح باب

تو نے ہر لمحہ دل کو سیکڑوں دھڑاکیں کٹا دیں

سنگھا از عشق او شمع محموم

اسکے عشق سے بہت سے شمع محموم بجے ہوئے

بر نوشتی فتنہ صد عقل و ہوش

تو نے لکھے ہیں جو سیکڑوں عقل و ہوش کیلئے فتنہ

نسخ میکن اے ارب خج شونیس

اے خوشنویس ادیب! غریب لکھتے

وہ دم نقش خیال خوش رقم

ہر لمحہ جیسی عیالی نقش

بر نوشتہ چشم و ابرو خط و قال

آنکھ اور اُبرو اور خط و قال کے لکھ دیے ہیں

زائکہ معشوق عدم وانی ترست

کیونکہ عدم والا معشوق زیادہ وفادار ہے

تا دہد تدبیر را ز ازاں نور د

جا کہ اُن کے پاس سے میں تدبیروں کو بیٹ لے

ہر صباے دس ہر روزہ برد

ہر صبح کو ہر دن کا سبق حاصل کر لیتی ہے

واں سوادش حیرت سودایاں

اُن کی پیاسی دہانوں کے لئے ریاضت حیرت

مشتہ در سودائے گنج گاؤ

خولے کے خیال میں گنج گاؤ بننا چاہا ہے

چوں ملک از لوح محفوظ آل خرد

عقل، فرشتہ کی طرح، لوح محفوظ سے

بر عدم تحریر ہا میں با بیاں

عدم میں وہ تحریریں دیکھ کر باوجود بیان کے

ہر کسے شد بر خیالے ریش گاؤ

ہر شخص کی خیال میں اُفق بسا ہوا ہے

اے آخر تیری یہ معاملہ ہو

تو میں بھی محرم نہ کر لے دے

تیری وہ ذات ہے کہ تو نہ

مانی ہوئی دعا میں بھی قبول

فرماتا ہے اور دل کو سیکڑوں

اُسرار سے افس کر دیتا ہے

چند حرفے معشوق کے قصار

چند حروف کے شاہ جی ہون

ابو کے اور صا ڈاکے کے

حلقے کے اور صا کان کے یہ

حضرت حق کی کارگری ہے

کہ چند حرف اُس نے تحریر

فرمادیے ہیں کہ کافر سے

سنگدل عاشقوں کے دل

موم ہو گئے ہیں بڑاں۔ ان

حروف کے ذریعہ عقل منصف

سے جانے پراستار کرتے

کے قابل ہو گئی سرقش و فتن

نکر۔

اے دروغ۔ انسان میں روح

حق حروف سے مقادیر

مطلب انداز کرتا ہے اس طرح

خیالی صنف بھی ہیں اس سے

انسان مطلب خدو تپے

اس کے کوہ خیال پر چڑھتا ہو

کے نقش قائم ہیں۔

ہر قدم۔ مولا نازا تھیں کہ

صورت خیال سے عاشق کا

اُفتخار نام پہلے ہے اس کا اُفتخار

نفا ہے اس لئے ہر صورت

حق پر صورت خیال کو ترجیح

دیتا ہوں۔ اکتال یعنی خیالی

صورتیں۔

اے تفتہ جس طرح صورت

جبریل رب محض سے پہنچے

ہو یا بطور عقل ہی نہیں ہے

ہر صبح سے اور دنا بھانوں

مائل کرتے ہے کوئی چہرہ

خدا کا ایک نام ہے ہم پر ہر نام کوئی نام نہیں۔
خدا کا ایک نام ہے ہم پر ہر نام کوئی نام نہیں۔
خدا کا ایک نام ہے ہم پر ہر نام کوئی نام نہیں۔

ہم جو قوے کے تحری می کنند
جس طرح رنگ اعل کرتے ہیں
چونکہ کعبہ زو نماید صبح گاہ
جب صبح کو قید رونما ہوتا ہے
یا چو غواصاں بزیر قعر آب
یا جس طرح غوطن پانی کی گہرائی کے نیچے
برائید گوہر و نور تھیں
جو ہر اور قیمتی موتی کی آسپہ پر

چوں برآیند از تنگ ریاض عرف
جب گہ سے دیا کی تر سے باہر آتے ہیں
واں دگر کہ بر دم وارید خرد
اور وہ جس نے چھوٹا موتی حاصل کیا ہے
ہکذا انبؤھو بالساھرۃ

ایسی طرح ہم ان کو بیان میں آجاتے ہیں
ہمچنین ہر قوم چون و انکال
ایسی طرح ہر قوم پر دانوں کی مسرت
خوشین بر آتش بر میزند

اپنے آپ کو ایک آگ پر پہنک رہی ہے
برائید آتش مونی بخت
نسیب کے مونی کی آگ کی آسپہ پر
فضل آں آتش شنیدہ ہر رشتہ
ہر جامت نے ہم آگ کی غلبت میں لی ہے

چوں برآید صبح دم نور غلور
جب صبح کو بیشکی کا نور طلوع کرے گا
ہر کہل پر سوخت زان شمع ظفر
جس کے اہل کا یاں کی شمع سے پڑ پختے ہیں

بر خیال قبلہ ہر سومی تنند
قبلہ کے خیال سے ہر جانب کو رخ کرتے ہیں
کشف گرد کہ گم کردہ ست راہ
واخ ہو جاتا ہے کو کس نے غفلت کی ہے
ہر کے چیزے ہی گیر و شتاب
ہر شخص جلدی سے ایک چیز پر کودیتا ہے

توبرہ پر می کنند از ان وایں
اُس اور اس سے غیبی بھر لیتے ہیں
کشف گرد صاحب ز شگرف
عجب موتی والا واضح ہر جامت ہے
واں دگر کہ سنگیز و شبہ برد
اور وہ جس نے جھری اور تھو حاصل کیا ہے

فتنۃ ذات افیتصاح قاہرۃ
آزائش میں جو ہر دست صوابی والی ہوگی
گرد شمع پر زناں اندر جہاں
وہاں ایک شمع کے چاند ہر طرف راگز رہتا ہے

گرد شمع خود طواف می کنند
اپنی شمع کے گرد طواف کر رہی ہے
کز ہمیش بنو و گر در دوزخ
جس کی پشت سے دوزخ زیادہ سرسبز ہو جاتا ہے
ہر شرر راں گماں بردہ ہمہ
سب نے اس چنگاری کو دہ سمجھا ہے

وا نماید ہر یکے چہ شمع بود
ہر شخص دیکھ لے گا کہ کیا شمع تھی
بدہش آں شمع خوش ہنقا پر
اہل کو وہ شمع شراپے پڑ دیدے گی

لے چکر جب صبح کو قید
نہا ہوا ہے ہر شخص کو کس
اس کا سس چلے ہی دن
اور نہ غلط نہ غلط کو کس
ہر گاہ غلط اندیش کو کس
احساس ہوگا کہ شمع کو کس
موتی تو ترہ جیہا زرق
گر شگرف میب

لے ساہرو نیکے زمین
میں انفس و جیہو جیہا
شعے یعنی مقصود و مونس
خضرت موتی کو نیک کی غفلت
ایک دفت بڑا کی موت
میں غفلت کی جیہا بیت پٹ
۱۰۰۰۰ جماعت آں جیہا
نور ہر سوری تو غلور ہدی نور
شعہ ظفر یہی شمع خداوندی

ماند زیرِ شمع بد پر سوخت
بُری شمع کے نیچے بر جل ہوئی رو مائے گی
میکند آہ از ہوائے چشمِ دوز
آہیں سی دینے والی خواہشِ نفسانی سے آہ مری
کے ترابرا ہم از سوز و شتم
میں مجھے سوز اور شتم سے کیے رائی دوس
چوں گم من غیر را فروخت
دوسرے کو کیا روشن کروں ؟

جوق پروانہ دو دیدہ دوختہ
روان آہیں بند گئے ہوئے پروانوں کی جہات
می طید اندرِ پیشی مانی و موز
یہ سوز کش اور شرمندگی میں تڑپے گی
شمع اُو گوید کہ چوں من سوختم
اس کو شمع کہے گی جب کہ میں من
شمع اُو گریاں کہ من سر سوختہ
میں کی شمع روئے گی کہ میں سربل

در تفسیر آیت یا حَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ

بہشتوں پر حسرت ہے ۔ آیت کی تفسیر

غزہ شتم دیدیم حال تو
میں دھڑکا کہا گیا میرا تلخ تری حالت دیر میں بھی
غوطہ خور د از ننگ کثر بینی ما
غوطہ اریا ہمار کی بینی کی دولت سے
تَشْتَمِی شُکُوٰی اِلَی اللّٰہِ الْعَلِیِّ
اندھے پن کا اٹھ سے شکوہ کرتا ہے
مُسْلِمًا مُّؤْمِنًا قَانِتًا
مسلمان ہیں ، مومن ہیں ہڈیا کر لے والی ہیں
واں غزیزاں دُوبلے سوکرہ اند
ہاقت ہیں ہمیں نے بے رُخ کجاہِ مرغ کیا
ویں کبوتر جانب بے جانے
یہ کبوتر بے جانب کی جانب پیرا د کرتا ہے
ویں عقاباں راست سبجائی سرا
ان بادوں کی سر آلامانی ہے
دائہ ما دائہ بے دائمی
ہمارا دائہ مہے دائمی کا دائہ ہے

اُو می گوید کہ از اشکال تو
وہ کہے گا کہ تیر سی صورت سے
شمع مژدہ بادہ رفته ، دل را
شمع مکرر ہوئی ، دل زبا نے
ظَلَّتْ اَلْاَکْرَبَاحُ حُسْرًا مَغْرَمًا
نافع کوٹ والا نقصان میں گئے
جَبْتَا اَرْوَاحِ اِخْوَانِ ثِقَاتِ
نقد ہمایوں کی رو میں تھاپیں ہمار کہا د ہیں
ہر کے روئے بسوئے بُردہ اند
ہر شخص نے ایک جانب مرغ کیا ہے
ہر کبوتر می پر د در مذہب ہے
ہر کبوتر ایک راستہ پر پرواز کرتا ہے
ہر عقابے می پر د از جابجا
ہر باز ایک جگہ سے دوسری جگہ پر اڑتا ہے
مانہ مرغانِ ہوا نے خالگی
ہم نہ ہوائی بند ہیں ، نہ پائتو

لہ جوق ، جوق حق سیم
سے کام نہیں سنا ہشتاد
کے لب خورد ہوئے ن گم
مشت راہ ہوئے تیکند جو
آہیں بند کے شہر آشوب
مشت ہوئے ہیں وہ آہیں بند
شمع اُو گوید کہ چوں من سوختم
اس سے برات کرے۔
لہ چوں گم ، باطل مبدود
غلاب میں ہوئے دہ در شر
کوئی پاس کیس گم آج کل
پرست شمع ہیں باطل مبدود
شمع چاہیں گے نجاتِ نفع
نفع دوا بہت جگہ اور یہ لوگ
اپنے اندھے پن کا شکر کرے
میں حقدار مومن کی مدد میں
مسلمات ہوں گی جاننا کرنا
جو لوگ حق پرست ہیں اور
انہوں نے اچانک لایق مروت
کی طرف کیا ہے وہ باوقت
ہوئے ، حق کو تر ، یہ وہ ہیں
ہیں جو مروت ہیں بے جتنے
بہن ذات حق پرست ہے
موت ہے ، ہر شکار بے ہار لانا
کا ایک جانب کو مرغ ہے
لیکن ، احوال صفا کا سکائی لا
مکان ہے آندہ یہ کہتے
ہیں۔

زائے فراخ آمد خیمیں روزی ما
ہم نے ہماری روزی اس قدر فراخ ہے

کہ دریدن شد قبادوزی ما
کہ ہمارا پھارنا قبا کو سینا ہے

در بیان آنکہ فرجی را چرا فرجی نام نہاد اول
بس کا بیان کہ شروع میں کوئی کو فرجی کیوں کہا گیا

صوفی بدرید جبۂ در حرج
ایک صوفی نے تہل میں جہت پہاڑی ڈالا
کردہ نام اک دریدہ فرجی
اس نے اس پرچے پونے (پتہ) کا نام کٹا دی ڈالا کھدیا
ایں لقب فاش فاش شیخ بزد
یہ لقب مشہور ہو گیا اور اس کی حقیقت پتہ لے گیا
پنجیں بہ نام صافی داشتہ
اس طرح ہر نام جو صفائی رکھتا تھا
ہر کہ گنوا رست ردی را گرفت
جو جتنی کھانے والا ہے اس نے تمہٹ لے لی ہو
گفت لابدند را صافی بود
مرد نے کہا، تمہٹ کے لئے صفائی لازمی ہے
درد عسرا تا دصافش یسر او
تنگی تمہٹ ہے اس کا صاف ہو گیا کٹا دی کے
عسر بایسرست ہی ایں مباحش
تنگی کٹ دی کے ساتھ ہے خرد اور ایس نہ ہو
صاف خواہی جبۂ شکاف کسیر
لے لیٹ اگر قفسا چاہتا ہے تمہٹ کو ہٹا دے

پیشش آمد بعد بدیدن فرج
بھاڑنے کے بعد اس کو فرجی ستر آگئی
ایں لقب فاش زائے مردخی
اس برگریدہ کی وجہ سے یہ نام مشہور ہو گیا
ماندا ندر طبع خفاں حرف درد
لوگوں کی طبیعت میں حرف تمہٹ ہانی مانگی
اسم را چون ردی بگذاشتہ است
اس نے نام کو تمہٹ کی طرح چھوڑا
رفت صوفی سخن صافی ناشافت
صوفی صاف کی جانب تمہٹ کے بغیر چلا گیا
زین لالت دل بصفت میرد
اس رہنمائی سے دل صفائی کی جانب ہل گیا
صاف جوں خروا ووردی یسر او
صاف خروائی طرح ہے اور تمہٹ اس کا کپ ہے
راہ داری زین مات اندر مباحش
اس سوت سے تو زندگی میں راستہ پاتا ہے
تا از اں صفوت بر آری وودگر
تاک اس میں سے جلد صفائی ظاہر ہو جائے

ہے کہ ہمارے حقیقت پہناں ہے۔ صفوت۔ سیر صاف۔ عسر۔ مجاذ کی مثال تنگی اور کچھ مجھ کی ہے
ہے اور حقیقت کی مثال بستر اور کچھ مجھ کی ہے۔ ہر عسر تنگی کے بعد بستر اور بہت بستر پڑتی ہے۔
تاک۔ تاکہ کے بعد ہی بقا حاصل ہوتی ہے۔ صاف۔ مگر تو چاہتا ہے کہ حقیقت تک پہنچے تو ظاہر پریشانی
اور تنگی پروری چھوڑے بہت جلد حقیقت تک پہنچ جائے گا۔

لہ لہاں مشہور و مقول ہے
کہ گو کہمور نے سے ایندھن
خزاں ہو جائے اور قبا
پک کر دینے سے روزی
خزاں ہو جاتی ہے اس کے
استر اس سے دفر کو زدن
کر کے گزاریا جاسکتا ہے،
یعنی ابواب ظاہری کو ختم
کر دینے سے اندر پر توکل ہو
جاتا ہے۔ دھن بیکو کل کل
اللہ فکھو خیمہ۔ در بیان
تمہٹ کو شروع میں فرجی اسنے
کہا گیا کہ ایک تقریر لپٹا جتے
بھانڈا کو زدن کر دیا اور
اس سے اس کو زدن ہستی
حاصل ہو گئی یہی اس نے
دور و ظاہری کو زدن کہ فرجی
مادان بقا حاصل ہو جتی ہیں
لے اس نے پتہ پڑے جتے
سہ نام فرجی یعنی کٹا دی ڈالا
دکھ رہا۔ حق جتنی کھلی کٹا دی
لے فرجی۔ یہی اس جہت کا
نام کٹا دی ڈالا ہو گیا کیوں کہ
اس کے پتہ سے اس فقیر کو
کٹا دی کا حاصل ہوئی تھی۔
پچھلے مشہور تھا کہ تمہٹ
بچھٹ۔ دنیا کا تادمہ ہے
کہ ابتدا و گنی نام ہی حقیقت
کی بنیاد پر رکھا جاتا ہے،
لیکن پھر اس نام میں سے
حقیقت کم ہوتی ہے اور
صرف غلط فہمی ملتی ہے۔
لہ مجھ کو آرمینی دنیا پرستوں
نے مجھ کو اختیار کر لیا اور
حقیقت تک پہنچنے حقیقت
پرست صوفی حقیقت تک پہنچنے
گیا۔ گفت۔ مجاز پرست مجھ

جرعہ بر رختی زان خفیه جام
تو نے اس پر شیرہ جام سے گھونٹ گرا دیا ہے
جست زلف رخ از جرعہ نشا
گھونٹ کا نشان زلف اور رخ پر خوش ہو گیا ہے
جرعہ محسن سے کاین کا کش
محسن کا گھونٹ ہے کہ یہ خاک بھل ہے
جرعہ خاک آئینہ چوں مجنوں کند
بہی میں رہا ہوا گھونٹ جیکو مجنوں بنا دیتا ہے
ہر کے پیش کلونے جامہ چپ
ہر شخص ایک ایک کے حصے کے ساتھ پہنچے جاتے ہیں
جرعہ بر ماہ و خورشید و حمل
ایک گھونٹ ہے چاند اور سورج اور حمل پر
جرعہ گویش اے عجب یا کیمیا
تعبت ہے تو اس کو گھونٹ کہہ لے یا کیمیا
جد طلب آسپ اولے زدفون
لے ہر مند اس کا اثر کو خوش کا خواہاں ہے
جرعہ بر لعل و بر زرد و زر
ایک گھونٹ ہے لعل اور سونے اور موتیوں پر
جرعہ بر روءے خوابان لطاف
ایک گھونٹ ہے نازک اندام حسیں کے رخ پر
چوٹ ہی مالی زباں را اندریں
جیک تو اس پر زبان کو گستا ہے
چونکہ وقت مرگ اس جرعہ صفا
چونکہ موت کے وقت وہ غافل گھونٹ
انچہ ماندی سنی زودش دینس
جودہ میا سنی کو تو جلدی سے دفن کر دیتا ہے

بر زمین خاک میں کایں الگ کام
خاک کی زمین پر کریں کے پیالے سے
خاک اشاہاں ہی لیسا زان
اسی وجہ سے شاہ خاک کو چھٹے ہیں
کہ بصد دل و زو شب می بویش
کہ تو دل و جان سے دن رات میں کرجو رہا ہے
مرزا تا صاف او خود چوں کند
تو تجھے اس کا صاف کب بنا دے گا؟
کاں کلونے از محسن آمد جرعہ ناک
کیونکہ وہ دریا محسن سے گھونٹ ماس کے پیالے سے
جرعہ بر عرش و کرسی و رطل
ایک گھونٹ ہے عرش اور کرسی اور رطل پر
کر ز آسپش فتا گرد و بقا
کو اس کے افسر سے فتا بقا میں جاتی ہے
لَا يَمَسُّ ذَاكَ إِلَّا الظَّاهِرُونَ
اس کو نہیں چھو سکتے ہیں مگر پاک لوگ
جرعہ بر خمر و بر نقل و مخر
ایک گھونٹ ہے شراب اور پیسے اور پھلوں پر
تا چگونہ باشد آں رواق صاف
تو اس چھٹے ہوئے اور صاف کا کیا حال ہوگا؟
چوں شوی چوں مینی آنزلے رطس
قتیر کیا حال ہوگا جبکہ اس کو بغیر مینی کے بچھے گا
زیر کلونے تن بگردن شد جدا
جسم کے اس فیصلے سے اترنے پر جدا ہو گیا
کیں چند رشتے دودن چس مبتدیں
کیونکہ یہ رشتے اور کم رشتہ کیوں ساتھ نہ رہیں

لے جردہ کو نہ زلف محسن
کایں کو نہ زلف محسن
کے پیالے سے زمین کو
جستہ میں سے محبت بعد
نہستہ میں محسن ازلہ کی تجو
غوردار ہو گئی ہے جس کی رو
سے وہ ان کے خیال میں
گشتہ خوش منہ پر بستی
اس کے محسن ازلہ کی دو
سے ہو رہی ہے۔ خاک سیر
وہ بھی حوالات میں ہو رہی
پڑے جب اس نے وہ
بنا رکھا ہے تو وہ محسن
سے منسوب ہے نہ کایں مال
ہوگا۔

لے جردہ جس قدر صاف ہو
جس وہ حق حقیقی سے سرب
ہیں خواہ وہ چاند سورج ہو
یا عرش و کرسی وہ محسن حقیقی
حق سے حاصل ہوتا ہے اس
سے فانی ہو کر فنا حاصل کرتا
ہے۔ جردہ اس گھونٹ کے
مائل کرنے کے لئے بہت
کاہدوں کی ضرورت ہے
تاکہ باطنی طاقت مائل ہو سکے
..... جردہ و ناک ہر طرف
چیز نے اسی محسن ازلہ سے
گھونٹ حاصل کر لیا ہے جس
مستحق اسی کے جردہ نشانی
لے چون جبکہ اس گز جود
کو دیکھ کر قریب ماں ہو رہی
صاف چو کو دیکھے گا تو اس
ہوگا چونکہ حسیں مبتدی سے موت
کے وقت وہ جود و اس سے یہ
جا ہے تو تو گھر دیکھنا پسند
نہیں کرتا ہے درست جردہ
کو دل کر دیتا ہو اس سے
اپنی رفاقت پر توجہ کرتے

لے جاتی۔ صاف تجھ سے
وصل کی لذت کا بیان نہیں
ہے۔ جس طرح جوارق کا طوط
اور شرح بقا میں بیان ہے۔
جذرا خا بانِ عشقِ کس کے
دریائے جہان میں جھلس
کر لے میں وہ غیب و غیب
ہیں اگر کوہِ مظاہر میں جس کے
غوشہ میں ہیں وہ غرضِ تاج
عقدِ بیکار ہے۔ جذرا دریا۔
مثنوی لڑائی کا دریا جس قدر
وہیں ہے کہ ساقیِ مست
میں کے سلسلے شہر کا قہر میں
زیرِ دست۔ عاجز۔

میں جوش کرو مدعا پر قیامت
والے جو ہے ہم جوش میں کیا
ہم عاجزوں کو دوسرے جوش
عطا کر دے۔ گزرا۔ اگر دیکھ
گھرنے کے لئے جاری فریاد
جان جو تو ہم فریاد کریں ورنہ
خاموشی اختیار کریں۔
میں ہیں۔ صلیبی کی مصلحت
میں ملنے سے مراد انسان کی صفت
جس سے مولانا میں کیا بیان
کر رہے تھے وہ بیان میں دیکھ
باتیں آئیں اب میں کیا بیان
تعم کر کے دوسری مضمون متعلق
کا بیان شروع کرتے ہیں۔۔۔
فلاس۔ صریحاً ہی اصطلاح
میں سورہے زور دیتا جاہ و
دورنگ۔ محبت میں اس لئے
بقا سے کام لیتا ہے۔

جاں چوبے اس جیفہ نہاید جمال
جان، جب اس مردار کے بغیر جس دکھائیگی
مرد چوبے اس ابر نہاید ضیاء
جانہ جب اس ابر کے بغیر روشنی دکھائے گی
مجدد اس مطبخ پر نوش و قد
سبحانی اللہ، وہ کیسا شہد و شکر ہے پر مطبخ ہے
جذرا آں خرمن صحرائے دیں
وہ دیں کے سوا کہ خرمن کیا ہی عہد ہے
جذرا دریائے عمر بے غم
بے غم عمر کے دریا کے کیا کہنے ہیں
جرعہ جوش ریخت ساقی الت
الکت کے ساقی کے جب ایک گھونٹ پہنچا
جوش کر داک خاکِ مازاں جوشیم
اس خاک نے جوش ملا اور ہم اس جوش میں ہیں
گر روا بُد مالہ کرم از عدم
اگر جائز ہو تو عدم و گھرنے کا دار کروں
ایں بیان بظِ حرصِ تشنّی ست
یہ حرص کی اور بھی بظ کا بیسان ہے
ہست در بطغیر ایں بن خیر شہر
بط میں اس کے علاوہ اور بہت سے خیر و شر ہیں

کے تو اُم گفت لطف آں مصال
اس مصال کا نصف میں کیا کبر سکتا ہوں
شرح نتوان کرد ازاں کار و کیا
اس مصلحت اور بیکارگی کی طرح نہیں کی جاسکتی
کیں ملاطفتیں کا سر لیسان وینہ
کہ یہ شہنشاہ اس کا پیار چاہنے والے ہیں
کہ بودم خرمن اکس را خوشہ چیں
کہ ہم خرمن اس کا خوشہ چیں ہوتا ہے
کہ بودم زوہفت دریا شبنم
کہ جس کے مقابل ساتوں دریا شبنم ہیں
بر سر ایں شورہ خاکِ یر دست
اس پہلی جگہ زہن پر
جرعہ دیکر کہ بس بے کوششیم
اے خدا، دوسرا گھونٹ کہ ہم بے طاقت ہیں
ور نہ بود ایں گفتنی نیک تشنّی دم
اور اگر یہ آئی کہیں ہے تو میں چُپ ہوا
از غلیل آموز کاں بظِ تشنّی ست
غلیل (اللہ) سے کہنے کے یہ بظا نہ لے کے تاج
ترسم از فوت سخنہائے دگر
میں دوسری باتوں کے بھڑک جانے کو ڈرتا ہوں

صفت طاؤس و طبع او و سبب تشنّی ابراہیم خلیل
مورک صفت اور انکس کا مزاج اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام اورا
کئے اس کو لڑنے کا سبب

آمدیم انکوں بطاؤس و رنگ
اب ہم دوڑنے سون کے ذکر پر آگئے
کو کُندِ ملوہ برائے نام و رنگ
کہ وہ خود بیانات کے ذریعہ نام لکھا ہے

ہمت اُویسہ خلق از خیر و شتر
ہنس کا ارادہ اپنے جسے طریقوں پر خلق کا شکار کیا جو

یہ بھر چوں دام میگیر و شکار
ایسا ہی لالہ ہے جس طرح جال شکار پر لٹکتا ہے
دام را چہ ضرورت نفع از گرفت
گرفتہ کرنے میں جال کا کیا نفع و نقصان؟
اے برادر دوستاں فراموشی
اے بھائی! قتلے و ستموں کو بلند کیا

کارت ایں بودہ از وقت زلاد
پیدا ہونے کے وقت سے تیرا ہی کام رہا ہے
زائ شکار و انہی باد و بود
اُس شکار اور جنگ درد کی گرفت سے
بیشتر زینت و بیگاہ است و ز
دن بہتر چاہا گیا اور نا وقت ہو گیا

آں یکے می گیر و ایں می دل دام
اُن ایک کو پکڑ اور ایں کو بہاں میں سے چھوڑ دے

باز ایں رامی ہل دی جو دگر
پھر اُن کو چھوڑ دوسرے کی تلاش کر
شب شود در دام تو یک صید
رات ہو جائیگی تیرے جال میں کوئی شکار نہیں ہے

پس تو خود را صید میکردی بدام
قتلے جال سے خود اپنا شکار کر لیا
در زمانہ صاحب دام بود
کیا دنیا میں کوئی ایسا شکاری ہو گا
چوں شکار خوک آمد صید عام
عوام کو پھانسا شتر کے شکاری طرح ہے

وز نتیجہ وفائدہ آں بے خبر
اور وہ نتیجہ اور فائدہ سے بے خبر ہے

دام را چہ علم از مقصود کار؟
جال کو کام کے مقصد کا کب علم؟
زین گرفت سیدہ اش از م شکست
اُن کی اس بہرہ گرفت سے مجھے تین ہے
با دو صد دلداری و بگذاشتی
سینکڑوں دلداروں سے اور چھوڑ دیا

صید مردم کردن از دام و داد
جال اور بخشش کے ذریعہ لوگوں کا شکار کرنا

دست در کنی پیچ یا بی تار و بود
جال میں، ہاتھ ڈال پکھٹانا یا تیرے ہاتھ نہ پیچنا

تو بکدر در صید خلقا نے بنو
تو ابھی تک لوگوں کو شکار کرنے کی کوشش میں ہے

وین دگر را صیدی کن چون لالہ
کیوں کی طرح دوسرے کا شکار کر

اینست لعب کو دکاں بے خبر
مجھ بے خبر بچوں کا کھیل ہے

دام بر تو جو صداغ و قید نے
تیرے لئے جال سولے و دروازہ قید کے کھینچے

کشدی مجبوس و محرومی نکام
کیونکہ تو قیدی ہو گیا اور کام سے محروم رہا

ہچوما احمق کہ صید خود کند
ہم جیسا احمق! کہ خود اپنا شکار کرے

رنج یحید لقمہ خود دن زو حرام
مشقت، یحید، اور اُس میں سے ٹوکنا نام حرام

لے بہشت و رحمت بہ
میں آسمان و رحمت کو چاہنے
کی کوشش کرتا ہے اور کہا
کے لئے جا کر دانا جانور نہ
انہی رکڑتا ہے، لیکن یہ
حاکم اس طرح لوگوں کو
پھنسا رہا ہے جس طرح انہی
سے بے خبر جال پھنسا رہا ہے
لے زور و رحمت ماہ میں مبتلا
کی دوستی ناپاکیا کر رہی ہے
وہ حصول مقصد کیلئے دوست
بناتا ہے اور اپنا ناکارہ پورا
کے کے دوستوں کو ذرا کوشش
کر دیتا ہے۔

لے نان حمت ماہ میں مبتلا
کو سوچنا چاہیے کہ ان شکلات
سے اُس کی کیا حاصل ہوا۔
بیشتر یہ شخص انہی لو
باق میں غم کو رہا کرتا ہے
آج کے کہیں کسی کو پھنسا
ہے پھر اُس کو چھوڑتا ہے
دوسروں کو پھنسا رہا ہے
کی یہی طعناں و حرکات جاری
رہتی ہیں

لے شبت شرود - روز عمر
ختم ہو جاتا ہے کہ شب کو
موت آتی ہے وہ دوسرے
کا شکار کرتا ہے لیکن خود بھی
کا شکار ہی جاتا ہے۔ لہذا
وہ شکاری ہوا احمق ہے جو
شکار کی بجائے خود شکار ہی
جائے چوں۔ عوام کی بھانٹ
شکار کا کرنا ہے کہ چڑی
سبب سے جال میں پھنست
ہے اور اُس کا کھانا حرام ہے۔

لفظ "مذکر" کے ساتھ لکھا گیا ہے۔
 عشق کا شکر کر کے یہ روز
 شکر ہے جو کس نے نہ کیے
 حال میں عشق سے جو
 عشق کا شکر جب ہو کر
 کر کے جو کس کا شکر ہو گا
 عشق کی حد یہ ہے۔
 شکر ہی سے شکر رہی
 جا رہا ہے۔ کس عشق کے
 معاملے میں ہے شکر کرے
 عشق کا اور سب سے
 کی ہوئے درد میں جا رہا
 عشق کا مقدر ہے۔ عہد
 بر باد کی کر ہے در بند
 آج بھی ہونے کے لئے
 کر کے جو کس کا شکر رہی جا رہا

ملے۔ یہ ہیں۔ جب کیفیت
 ہو رہی تھی تو فیصلہ نہتہ
 ہو گیا اور چار انسان غلامی میں
 خاصی رہے گا۔ (شعر)
 میں گھر گھر اپنا نقشہ کو اوم
 نشان میں نے گھر وہاں سے کہنے
 غلامی میں رہنے کے لئے
 ہیں جہنم کے تیری میں لوگ
 انہوں کہتے ہیں اور لوگ
 شاہ میں کوئی اور لوگ کہتے
 ہیں شاہ زار غلامی کے لئے
 وقت سے اور انہوں پر ایک
 غلامی کے رہی جاتی ہے۔
 بہادر بادشاہ غلامی کے
 میں ہے۔ جاس کا گڑھا
 مت مقرر کرنے اور بھی
 سے یا غلامی جو گھر گھر
 مری دولت۔ وہاں جہنم
 حق نہ کہے اور غلامی نہ
 شخص ہوتے ہیں اور غلامی
 کا غلام اور غلامی کے
 کے لئے اتنے سے غلامی

تہرے اور قہر مجرّمہ سے دھانی دیا ہے تارانا نونوں کی آواز اٹھ کر ہے۔

اُنکا رزد و صبرِ عاشقِ سنس
 خوشکار کرنے کے قابل ہے وہ وہ عشق ہے
 تو مگر آئی و صبرِ او شوی
 بان تو اس اور سنس کا سنس کار بن جا
 عشق میگوید بگو شمع بیت پیت
 نیرے کا میں عشق آہستہ آہستہ کت ہے
 گول میکن خویش را و غرہ شو
 اپنے آپ کو بھوت بنائے در رفیقہ بنجا
 بردم ساکن شود و بیجا نہ باش
 نیرے دروازے پر بڑھتا اور بے گھر بن جا
 تا بہ بینی چاشنی زندگی
 تاکہ تو زندگی کا نفع دیکھے
 نعل بینی باثر گوند در جہاں
 دنیا میں نعل نعل بندی دیکھے
 بس طناب اندر گلو تاج دار
 گئے ہیں سنوں کا بستر اور تاج ہے
 ہچمو گور کا ف راں بیرون حلق
 جس طرح کا فوں کی تیرا کوہِ قیامت ہے
 چون قبور اں را بمقتضیٰ کرداں
 فرد کی طرح بس پر چھن چاکرہ با ہے
 طبع مسکنت محض از مہن
 تیری دیھاری طبیعت نہ ہے آرا ہے

ایک اوکے گنبد اندر دام کس
 بس دوک کسی کے جاں میں ہیست ہے ؟
 دام بگڈاری بلام اوروی
 اپنا جاں چھوڑ اُس کے جاں میں کرتا رہو یا
 صید بودن خوشتر از صیادیت
 شکاری بننے سے شکار میں جانا بہتر ہے
 آفتابی راز ہا کمن ذرہ شو
 سورج بننے کو چھوڑ دترہ میں جا
 دعویٰ شمس مکن پروانہ باش
 شمس بننے کا دعویٰ نہ کر پروانہ بننا
 سلطنت مینی نہاں در بندگی
 بادشاہی کو غلامی میں چھپت ہو دیکھے
 تھو بند از القاب گشتہ شہاں
 پھانسی پر چڑھنے والوں کا لقب بادشاہ نہ لے
 بروے انبوہ ہے کہ اینک تاجدار
 اُس پر جمع ہے کہ یہ بادشاہ ہے
 و اندرون قہر خداے عزوجل
 اور اندر خدائے عزوجل کا قہر ہے
 پردہ پندار سپیش آوردہ اند
 گھنڈ کا پردہ سامنے لگا دیا ہے
 ہمنچ خسل موم بے برگ و ثمر
 موم کی کھوڑی طرح بے برگ و ثمر ہے

دُریان آگہ کُطف حق راہم کس اند و قہ را نیز ہمہ کس
 جس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی خبر کو سب جانتے ہیں اور قہ کو بھی
 داند وہمہ از قہر حق گریزانند و بلطف اُو آویزانند اما
 سب جانتے ہیں اور سب میں سے قہ سے گریز کرتے ہیں اور میں کی وجہ سے

حق تعالیٰ قہر مارا در لطف پنہاں کردہ و لطفہارا در قہر
 لیکن اتہاے نے قہر کو مہربان پوشیدہ کر دیا ہے اور قہر کو قہر میں
 پنہاں کر دہ نعل باز گونہ و تلبیس و مکر اللہ بود تا اہل تمیز
 پوشیدہ کر دیا ہے اہل جال اور بناوٹ اور اللہ کا داد و تحفہ تاکہ اہل تمیز
 و تیز نظر بنو اللہ از بے تمیزان حالے بینان ظاہر بینان
 اور اللہ کے نور سے دیکھنے والے بے تمیزوں اور مال کو دیکھنے والوں اور ظاہر بینان
 جدا ہوں کہ لب لبو کوہ اچکمہ احسن عملا
 سے جدا ہوں کہ لب لبو کوہ اچکمہ احسن عملا سے جدا ہوں کہ لب لبو کوہ اچکمہ احسن عملا

لے قہر جال میر دست حق
 کی چوکی ناہیں ہر ہے
 لیکن سمجھائے کے ہے کہ
 جان کیا ہو ہے
 سے آواز سے جلال
 آخرت میں بصیرت ارد
 کو نور نمایاں ہوں گے اور
 مجاہدات و مجاہدات ہفتین
 بصورت حور و حور ہفتین
 میں نور ہوں گے یا اللہ
 نے آزمائش کئے ایک
 تہذیب فرمائی سے انسان اگر
 دنیا میں نیک نہ ہو
 گئے گا جہنم جہنم کو
 میں تو وہ شکر و شکر
 سے درگاہت کی طرف
 میں گئے گا جہنم جہنم
 وہ جہنم کو نور میں کر
 نکلے یہی ہے

چوں بریدی حضرت حق را گو
 حضرت حق کو کیا دیکھا ہے
 باز گویم مختصر کراں را مثال
 اس کی ایک مختصر مثال بتاتا ہوں
 سوئے دست راست جس کو شے
 اور دائیں جانب جس کو شے
 سوئے دست راست جس کو شے
 اس کے دائیں ہاتھ کی جانب ہندو نہر ہے
 بہر آں کو تر گر و بے شا و دست
 ایک گردہ اس نہر کے شا و دست
 پیش پائے ہر شقی و نیک سخت
 ہر شقی و نیک سخت کے لئے
 از میان آب بر میگردد سر
 اس نے پانی میں سے سر بر میگردد
 او در آتش یافت میشد و زہل
 وہ فوراً آگ میں پالا گیا
 سر آتش برزد و از سوئے شمال
 اس نے آگ میں ہاتھ لگا کر سر

گفت درویش بدرویشے کہ تو
 ایک درویش نے دوسرے درویش سے کہا کہ تو
 گفت بیچوں دیدم اما بہتر قال
 اس نے کہا میں نے شال دیکھا لیکن کچھ کہنے
 دیدش سوئے چپ او آذشے
 میں نے اس کی بائیں جانب آگ دیکھی
 سوئے پیش بس جہاں سوزا تھے
 اس کی بائیں ہندو جہاں سوزاگ ہے
 سوئے آں آتش گر و بے بردہ دست
 ایک گردہ نے اس آگ کی جانب ہاتھ بڑھایا
 لیکن نعل باز گونہ بود سخت
 لیکن اہل جال سخت ہوتی ہے
 ہر کہ در آتش ہی رفت و شرر
 جہاں آگ اور جگہ رہوں میں گیا
 ہر کہ سوئے آب میرفت از میان
 جہاں آگ کی طرف گیا
 ہر کہ سوئے راست و آب لال
 جہاں آگ اور نیر لال کی طرف گیا

وانکہ شد سوائے شمالِ آتشیں
جراگ والی بائیں جانب گیا
کم کے بر سرِ آس مضمز دے
اس پر سیدہ راز سے بہت کم ہو گیا
جز کے کہ بر سرِ آس اقبالِ ریخت
سوائے میں شخص کے جس کے سر پر قابضی نازیلی
کردہ ذوقِ نقد را معبودِ خلق
لوگوں نے نقد قائم سے کو معبود بنا لیا ہے
جوقِ جوق وصف از حرصِ شتا
گروہ در گروہ اور صفِ صفت حص اور مجمل کی وجہ سے
لاجرم ز آتش بر آور دند سر
لا کا لڑا محول نے آگ میں سے سسر اُٹھارا
بانگ میزد آتش لے گی جان ل
آگ بکارتی ہے اے بے وقوفِ محق!
چشمِ بندی کردہ اندلے بے نظر
لے اندھے! انھوں نے نظر بندی کر دی
لے خلیل! نجاشرا رو د و نیست
لے خلیل! یہاں چھکری اور دھواں نہیں جو
چوں خلیل حق اگر فرزائے
اگر تو اللہ کے خلیل کی طرح مقلد ہے
جانِ پروانہ ہی دارِ دندے
پروانہ کی جان بیکارتی ہے
تا ہی سوزید آتش بے آماں
تاکہ بے آماں آگ سے جن جلے
بر من آرد رحم جاہل از خری
نادان کو گم سے بن سے بھو پر جس آتا ہے

لے جیتی۔ دہنا۔ اکتھڑ
پر شہ۔ ذوقِ نقد
دناوی۔ قدوں کا ذوقِ بند
ڈلے میں بند
لے چشمِ بندی۔ نظر بندی
آتشِ مزہ۔ مزہ کی آگ
حضرت خلیل اللہ کے لئے
بظہر آگ اور حقیقتِ حصار
نہ۔ غم سے۔ آوازِ خری
گر جان

سہرِ پروں میکرو از سوائے کیلیں
وہ دائیں جانب سے سسر اُٹھاتا ہے
لاجرم کم کس دریاں آذر شدے
لا محار بہت تھوڑے لوگ اُس آگ میں گئے
کورہا کر دابے در آتش کر ریخت
کہ اُس نے بانی کو چھوڑ دیا اور آگ میں گس گیا
لاجرم زیں لعب مغبول بخلق
لا محار اس کیل سے لوگ ٹوٹے ہیں میں
محرز ز آتش گر زیاں سوائے آب
آگ سے بچنے والے ہیں بانی کیلوت و دُعا لے ہیں
اعتبارا الاعتبار لے بے خبر
لے بے خبر! محبت حاصل کر غیرت
من نیم آتش منم چشم قبول
میں آگ نہیں ہوں میں پسند نہ چشم ہوں
دُرم آویج مندیش از شر
مجھ میں آجا اور چھکاریوں کی فکر نہ کر
جو کہ سحر و خدعہ نرو د نیست
سوائے نرود کے دھوکے اور جادو کے کچھ نہیں ہے
آتش آب تست و تو پروانہ
آگ حیرا پانی ہے اور تو پروانہ ہے
کالے دریا صندھ زام پر بے
کہکاش میرے ہزاروں پر ہوتے
کور می چشم و دل نامحرماں
نامحرموں کی آنکھ اور دل کے اندھ ہیں مجھے
من بر و رحم آرم از دانشوری
میں عقلمندی کی وجہ سے اُس پر نہیں کھا اپنا

خاصہ ایں آتش کہ جان آبہا
خضر ماہ آگ جویانی کی جان ہے
اُو بہ بیند نور و در ناریے رُو د
وہ نور دیکھتا ہے اور آگ میں گر جاتا ہے
انجینیں لعب آمد از رُب جلیل
رَب جلیل کی جانب سے ہیں کہیں ہے
آتشے راشکل آبی رادہ اند
آگ کو پانی کی شکل دے دی ہے
ساحرے صحن برنجی را بہ فن
جادوگر جادو کے جہان کو فن کے فریب
خانہ را اُو پر زکشت و مہانمود
گھر کو بھڑوں سے بھرا ہوا دکھا دیتا ہے
چونکہ جادومی نماید صحنیں
جیکہ جادو اس جیسی بیکڑوں باتیں دکھا دیتا ہے
لاجرم از سحر یزدان قرن توں
وہ محال خدا کے جادو سے گردہ در گردہ
لاجرم از سحر یزدان مردوزن
لامحالہ خدا کے جادو سے مردوزن
ساحراں شاں بندہ بودند غلام
جادوگر اُن کے بندے اور غلام تھے
ہیں نخاں قرآن میں سحر حلال
آگاہ: قرآن پڑھ لے حلال جادو کو دیکھ
من نیم فرعون کا یم سئے نیل
میں فرعون نہیں ہوں کہ نیل اور پاکیا نیل کیوں
نیست آتش ہستان کے امیں
آگ نہیں ہے وہ بہتا پانی ہے

کار پر داند بکس کار ماست
پروانہ کا معاملہ ہمارے معاملہ کے یکس کر
دل بہ بیند نار و در نوے شود
دل آگ دیکھتا ہے اور نور میں پہنچ جاتا ہے
تا بہ بینی کیست از آل خلیل
تاکہ قریب لے کر نبیل کی اولاد میں سے کوئی ہے
واندر آتش چشمہ بکثادہ اند
اور آگ کے اندر چشمہ جاری کر دیا ہے
می کند کمرش میان آہن
آہن میں اُس کو کمر سے بندا دیتا ہے
از دم سحر و خود آں کثر دم بنود
جادو کے اثر سے مالاک وہ بھڑ نہیں ہیں
چوں بود درستان جادو افریں
تو جادو پیدا کرنے والے کی تدبیر کیسی ہوگی؟
اندر افتادند چوں زن زیر چن
عورتوں کی طرح نیچے چت کر گئے ہیں
رفتہ اندر چاہ چاہ بے رکن
پہنچ گئے ہیں باہ کے بے رسی کے کوئی میں
اندر افتادند چوں صعوبہ بدام
موسے کی طرح جان میں پھنس گئے
سزنگونی مکر تائے کالجبال
(اور) پہاڑوں جیسے مکروں کے اچھٹا ہونے لگے
سوئے آتش میر و مہجوں خلیل
میں علی (اللہ) کی طرح آگ کی طرف جاتا ہوں
واں دگر از مکر آپ آتشیں
اور دوسرا مکر کی وجہ سے آتشیں پانی ہے

لہ کار پر داند پروانہ
کو نور سمجھ کر کس میں گر رہے
موسن نار کو نار سمجھ کر دیش
میں داخل ہوتا ہے اور
نور حاصل کر لیتا ہے مگر
کسی چیز کا حقیقت کے
خلاف نظر آنا مستحسب نہیں
ہے جادوگر جادو کی تریز
کی کس میں دکھا رہا ہے
صحن جہان جادو افریں
آتش تالے قرن گردہ
آگ چن چت جادو
پہن جادو پسندی کا کٹوں
جے رس میں گھوگھوگھو
ساحراں شاں ان کو پہلا
کے جادو گر میں جادو افریں
کے جادو میں موسے کی محی
پھنس کر رہ گئے
آگ مکر کے تیراں یک
میں ہے کوئی کوئی مکر
بقرآن میں الجبال میں
خدا نے آگے کر کو باکر دیا
اگرچہ ان کا مکر اب تھا کہ
اُس سے پہاڑوں میں جاتیں
حق نہیں ہے بغیر کا مکر ہے
باسلا کا کو حق فرعون
نیل کو خشکی سمجھ کر پانی میں
ڈوبا حضرت نہیں آگ
کے آگ سمجھ کر کواریں پسینے

پیش کو گفت اس رسول خوش خیز

میں خوش رفتار رسول نے خوب کہ ہے

زانکہ عقلت جو بہر ایں دو عرض

کیونکہ تیری عقل جو بہر ہے۔ دونوں عرض ہیں

تا جلا با شد مر اں آئینہ را

ہاں اس آئینہ پر جلا جو جائے

لیک گر آئینہ از بن فاسد دست

لیکن اگر آئینہ اصل سے خوب ہے

واگزین آئینہ کو اکیس است

وہ آئینہ ہے جو زیادہ ذہین ہے

ذره عقلت بہ از صوم و نماز

تیرے لئے عقل کا ایک ذرہ ہونے والا نماز ہے

ایں دو تکمیل اں شد مقروض

یہ دونوں اس کی تکمیل کے لئے عرض کئے گئے ہیں

کہ صفا آید ز طاعت سینہ را

کیونکہ عبادت سے سینہ میں صفائی آتی ہے

صیقل اں را دیر باز آرد بدست

اس پر صقل دیر سے چرمستی ہے

آئینہ صیقل گری اور ایں است

اس کے لئے تھری صقل گری کا ہے

تفاوت عقل در اصل فطرت برخلاف معتزل کہ می گویند کہ

عقلوں کا فرق اصل فطرت سے ہے معتزل کے برخلاف کہتے

در اصل عقل مجزوی برابر اندلیس افرونی و تفاوت از

ہیں کہ دراصل عقلیں نہیں برابر ہیں ان میں بزموتی اور فرق تعلیم اور

تعلیم ست و ریاضت و تجربہ

یادگ اور تجربہ کی وجہ سے ہے

در مراتب از زمین تا آسمان

مرتبوں میں زمین سے آسمان تک

ہست عقلی کمتر از بہرہ و شہاب

ایک عقل ذہرہ اور نونے والے ستارے سے کم ہے

ہست عقلی چوں چراغ سرخ

ایک عقل آگ کے جھنڈ کی طرح ہے

نوریز داں پس خرد با بردہ

وہ عقلوں کو خدا کو دیکھنے والا نور عطا کرتی ہے

عقل او شاست و عقل خلق بو

ایک عقل شک ہے اور مخلوق کی عقل ایسی خستہ و

ایں تفاوت عقلہا را نیک داں

عقلوں کے اس فرق کو خوب سمجھ لے

ہست عقلی پھر قرش آفتاب

ایک عقل سورج کی مکہ کی طرح ہے

ہست عقلی چوں چراغ سرخ

ایک عقل مسک چسپاں کی طرح ہے

زانکہ ابراز پیش اوچوں واجہد

کیونکہ جب ابرائے کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے

عقلہا می خلق عکس عقل او

مخلوق کی عقلیں اس کی عقل کا عکس ہیں

۱۵۔ پس۔ یہ مولانا کا مقول

ہے جہاں رفتار تو انکے جہاں

مقروض کی کیس کے لئے عرض

ہوتی ہیں کہ صفا بخیر اقیان

سے عقل ول ہیں ہے۔

۱۶۔ واگزین۔ مولانا۔ سرشد

کے لئے فرماتے ہیں کہ ایسے

تیرے دونوں کوچے لے جن کے

دن تھری سی سیٹھ سے بیک

انھیں۔ ایں تفاوت عقلوں

میں فطری تفاوت ہے اور

ان کے مختلف مراتب ہیں۔

۱۷۔ قرش۔ ایک عقل کا قدر

سورج جیسا ہے اور دوسری

عقل کا قدر ذہرہ و فیرہ ستارہ

سے کم ہے۔ آفتاب عقل کی

یعنی ول اندلی عقل کے سامنے

سے جب ماسوی اللہ اکبر

ہٹ جاتا ہے تو وہ دوسری

عقلوں کو خدا کو دیکھنے والا

نور عطا کرتی ہے عقلی ہے

مخلوق کی عقلیں اس کی عقل

سے نقیصہ ہیں۔

عقل کل نفس کل مرد خداست

مرد خدا عقل کل اور نفس کل ہے

متل حق ست ذات پاک او

اہم کی پاک ذات خدا کا مظہر ہے

عقل جزوی عقل را بذا م کرد

جزوی عقل نے عقل کو بدن م کر دیا ہے

آں ز صیدی حسن بیتاے بدید

اُس نے شکار بن سے شکاری کا حسن دیکھا

آں ز خدمت ناز محمدوی بیآ

اُس نے خدمت کے ذریعہ مخدم ہونیکا ناز مں کر لیا

آں ز فرعونی اسیر آب شد

وہ فرعونیت کی وجہ سے پانی کا قیدی بن گیا

لعب معکوس شُفریں سبخت

اُن کیل اور سخت فریں بعد چال ہے

برخیال و حیل کم تن تار را

سنگ خیال اور کم کی بنا پر تار تار مں

مگر کن در راہ نیک کو خدمتے

اچھی خدمت کی راہ مں تدبیر کر

مگر کن تا وار می از مگر خود

تدبیر کر تاکہ تو اپنے کو سے نجات پالے

مگر کن تا کمترین بند شوی

تدبیر کر تاکہ تو ناچسپ بند نہ رہے

رُو بہی و خدمت اگر گ کہن

اے پڑاے میر پڑے، مکار ہی اور خدمت

عرش و کرسی را دماں کرنے جدت

یہ نہ سمجھ کر عرش اور کرسی اُس سے نکلے

رُو بجو حق را و از دیگر مجو

اُس سے اللہ کا طالب بن اور دوسرے نہ پو

کام دنیا مرد را بے کام کرد

دنیاوی مقصد نے انسان کو ناکام کر دیا ہے

وین ز صیادی غم صیدی کشید

اِس نے شکاری بن سے شکار بن جائیکا غم پھیل

وین ز محمدوی ز راہ عزت افت

اِس نے مخدم بنکر عزت کے راستے سے منحرف کر دیا

وز اسیری سبط از ارباب شد

اور سبطی قیدی ہونے کی وجہ سے آقا کی بیعت

حیل کم کن کا اقبال سبخت

تدبیر ذکر اقبال اور نصیب کا معاملہ ہے

کہ غنی رہ کم دہد مکار را

اللہ بے نیاز مکار کو راست نہیں دیتا ہے

تا نبوت یابی اندر آتے

تاکہ تو آیت مں ارادہ کر، نبوت کا رتبہ پالے

مگر کن تا فرد گردی از حسد

تدبیر کر تاکہ تو حسد سے علیحدہ ہو جائے

در کی مفتی خداوند شوی

کی اختیار کرے گا، آفتا بن جائے گا

بیچ بر قصد خداوندی کن

آفتا کی خیال سے کہیں نہ کر

لہ عقل کل نفس کل خداست

عقل روح ہے جس کا مظہر

انسان ہے، روح پر انسان

کا دل چند عقل کل نفس کل

ہے اُس سے تن کی جھڑک

عقل جزوی، عام انسان کی

عقل کل اگر عقل کل سے

مستفاد رہے ہیں دونوں

مشاعل نے اُس کے قصد

بنادیا ہے۔ اِس میں عقل کل

کا دل نے اپنے آپ کو عشق

حق کے حال کا شکار بنا کر

شکار کا شکار بن گیا یعنی وہ

آنحضور خداوندی سے نصف

ہو گیا، وہی ناقص نہ رہا

کونال میں بحال بنا پاؤ

جہاں میں پیش گئی۔ اُن عقل

کا دل عام بنکر عزم ہی عقل

ناقص نے مخدم بن جاتا تو

وقت کے راست سے ہٹ

گئی۔ زکوٰۃ کی فروع نے

مخدم دست بند کی ڈوریا

میں غرق ہو گئی، سبیل خادم

اور قیدی بنا توڑ دیں

خدا ہوا۔

لہ قسب معکوس یعنی مٹاؤ

سے مخدمیت ماسم ہوا

انسانی تدبیر سے عقل نہیں

ہے بلکہ عقل خداوندی پر

موقوف ہے، انسانی مکار کا

تدبیر نفس خداوندی کے

مٹا ہے۔

لہ مگر کن بسان مرغ شکاری

کی تدبیر اختیار کرے تو بیا

کے اخلاق سے نصف ہو

جائے اور آفتی ہتے ہتے

اُس میں انہما کے اصناف

پیدا ہو جائیں گے۔ مگر کن۔

ایک چوں پروانہ در آتش بتاز
میں پروانہ کی طرح آگ میں دوڑ جا
زور را بگذار و زاری را بگریز
زور کو بھڑو، زاری اختیار کر
گر کنی زاری بیسالی رحم او
اگر تو عاجزی کرے گا اس کا رحم میں کرے گا
زاری مضطر کہ تشہ مغوی ست
بھڑو یا ست کی عاجسی حقیقی ہے
گریہ اخوان یوسف حیلست
یوسف کے بھائیوں کی عاجسی مکاری ہے

کیسے زر برمد و زوہ پاک باز
سوئے کی قیسی نہ سی اور پاک بن جا
رحم سوئے زاری آید لے فقیر
لے فقیر! رحم (علاحدی) عاجزی کہا نہ تار
رحم او در زاری خود باز جو
اس کا رحم اپنی عاجسی میں نکاش کر
زاری سرود و مرغ آن غوی ست
جھوٹی، غشٹی عاجزی، گمراہ کی ہے
کا ندر و شال پر ز رشک و علت
ان کا باطن رشک و پیادہ سے پورے

لے زور اپنی مکاری ہے
زور زانی ذکر عاجزی اختیار
کراؤ قائلے عاجزی پر
رحم فرا تا ہے زاری حقیقی
عاجزی ہونا ولی عاجزی
سے مقصد پروانہ ہوگا۔
لے گریہ پروانہ یوسف
یہی معنی دونا دے گئے تھے
ایسی گریہ و زاری بکا رہے
حکایت جس حکایت سے
یہ سمجھا یا ہے کہ اس بدو کی
طرح رونیکار ہے۔
لے کرب مصائب ہے تو
یعنی کئے سے کہتا تھا گفت۔
بدو نے رونے کی وجہ بتائی۔

حکایت آل اعرابی کہ سگ اواز گرسنگی می مرد و انبان
اُس بدو کا تھک جس کا کٹا ہو سک سے مرہا تھا اور اس کا پھیلا رہیں
اوپر نہان بود و بر سگ نوحہ میکرد و شعر میگفت و میگفت
سے ہوا تھا اور کئے پر نوحہ کر رہا تھا اور شعر پڑھتا تھا اور دوتا
و طبا پنچہ بر سر و رومیز دو و فرش می آمد کہ لقمہ نان از انبان
تھا اور سر اور منہ پر طبا پنچہ مارنا تھا اور اسکو اس میں پان تھا کر دلی کاٹھن
بسگ بہد و سوال کردن شخص از و جواب شنیدن از و
پتیلے ہیں سے کئے کر کے اور ایک شخص کا اس سے سوال کرنا اور اس سے جواب سننا

آں گے می مرد و گریاں عرب
کے مرہا تھا اور عرب روتا تھا
ہیں چہ سازم مر مر اتدیر چیت
بائیں کیا کروں میرے لئے کیا جا رہے؟
سالکے بگذشت گفت اس گریخت
ایک سال گذرا اور بولا یہ کیسا رونام ہے؟
گفت در حکم گے بد نیک خو
اس نے کہا میری حکمت میں ایک بھی عادت کا
میں تھا

اشک می بارید میگفت اگر تے
آتش بہا تھا اور کہتا تھا، ہائے مصیبت
زین پس من چون نام بے توست
اس کے بعد میں تیرے بغیر کیسے تھوہ رہوں گا؟
نوحہ و زاری تو از بہر کیست
تیرا دونا اور گھوڑا کس چیز کے لئے ہے
نیک ہی میسر دیان راہ او
وہ ایسی شرک پر مر رہا ہے

روزِ میثام بد و شبِ پاساں

وہ دن میں میرا شکاری اور رات کو میرا نظر تھا

تیز چشم و دُزدان و صید گیر

تیز چھاؤ والا، چور کو مٹکا بنو لا، شکار کو کھڑا لایا تھا

صید میکرے وہاں دشتِ

وہ شکار کرتا اور میری حفاظت کرتا تھا

قانع و آزاد دشتِ دُخم راں

صابر اور آزاد دشتِ نزاع اور دشمن کو بچا دینا لایا تھا

گفت رخِ چیتے خوردہ آ

اُس نے کہا اُس کو کہ میں ہوا ہے زخم کا چر؟

گفت صبرے کن بریں پنج و حش

اُس نے کہا اس رنج اور قسم پر صبر کر

بعد از ان گفتش کہ اے سالارِ حُر

اس کے بعد اُس نے کہا اے آزاد سردار!

گفت نانِ زاد و لوٹ و ش من

اُس نے کہا میں کی روٹی اور قوت اور عہد کا مال ہے

گفت چوئل ہی بد ایں سنگِ نادر

اُس نے کہا اس گتے کو روٹی اور قوت کیوں نہیں دیتا

دستِ ناید بے دم در راہِ ہا

راست میں روٹی بغیر پیسے کے نہیں ہوتی ہے

گفت خاکتِ بر سر اے پُر آشک

اُس نے کہا اے جو لے ہوئی ہوئی آشک، تیرے سر پر

اشکِ خون است تو م اے شدہ

آنسو خون ہے، جو غم سے پانی بن گیا ہے

کلِ خود را خوا کر د او چون ملیس

اُس نے اپنے آپ کو شیطان کی طرح ذلیل کر لیا

غیر نر بو داؤدِ سگ اے پہلواں

اے کوجوان! وہ گھٹا تھا ز سر شیرِ خا

می دو پیے در پے صید او جو تیر

وہ شکار کے پیچھے تیر کی فسیح دوڑتا تھا

دُزد را نزد یک من نگذاشتے

چور کو میرے پاس نہ آنے دیتا تھا

نیک خو و با وفا و مہرباں

نیک طبیعت اور با وفا اور مہربان تھا

گفت جوع الکلبِ نراش کردہ آ

اُس نے کہا جمع الکلب نے جھک کر دعا کر لیا

صابراں را فضلِ حق بخشد عو

اشک کی مہربانی صبر کرنے والوں کو عوض عطا کرتی ہے

چیت اندر پشتِ ایں اُنباں

کمر پر یہ بھرا ہوا قمیص لایا کیا ہے!

می شمع از ہر قوتِ ایں بدن

اس جسم کی خوراک کے لئے آگئے ہوتے ہوتے ہلا

گفت تا ایں حد ندارم مہر و داد

ہو لا اس حد تک مجھ میں محبت اور بخشش نہیں ہے

یک بہت آبِ و دیدہ را میگا

لیکن دونوں آنکھوں کے آنسوِ شفقت کے ہیں

کر بناں پیش تو بہتر از اشک

کہ روٹی کا ٹکڑا تیرے نزدیک آنسو سے بہتر ہے

می نیز زخوں بخاک اے بیہودہ

اے بیہودہ! خون، خاک کی قیمت کا نہیں ہو

پارہ ایں کلِ نباشد جز خیس

اس کل کا جزو نہیں کے علاوہ کیا ہوگا؟

اے روزِ میثام بد و شبِ پاساں

اے شکار گیر کے وہ قاتل

کو میری حفاظت کر! اس

پاسِ حفاظتِ قانعِ بینی

تھوڑی سی خشک پر گلاب لاکر

تھا جمع الکلب۔ گتے کی

سے گتے اس شخص نے

بتو سے کہا کہ گتے کے بدلے

پر صبر کر! خود صابروں کو پتا

ہو کہ وہ دے رہا ہے تجھ کو آاد

آج کل تمہارا گتہ عودِ خدا

سے دھت ناہ۔ بینی روٹی

قیمت سے ملے گی آدھ گتے

ہیں ان گتے کے لئے خوراک

کیا جاسکتا ہے۔ خشک بچ

میں خون، سرسبز عطا ہے۔

خاک۔ بینی روٹی جو زمین کی

پیداوار ہے۔ بینی بچ

اُس بڑے، اپنے کو زمین کا

بندہ اُس کے آنسو میں اسی

جیسے ذلیل ہیں۔

ملہ آئندہ میں مرشد کا مل
..... حق غلام میں اس
مرشد کا مل کا غلام ہوں جلیا
بہت کیا پرست ہے کہ وہ
عاجزی کجا دینی ذات ساری
تعالیٰ کے سامنے ہی کرتا ہے
دست بستہ کج عاجز ہستی
کے ساتھ دعا کی جاتی ہے تو
فصل خدا دہر کرتا ہے ۔
تو عزرائلی سا بن سترن
کی طرف رخ نہ کر کہتے ہیں
کہ عبادت کی آتش کی طرف
چل پڑتا دینا ہے سخت
لے گی بخت مضر منہ چمک
جب انسان اپنی تدبیر کو مٹائی
تدبیریں ناکارہ چاہے تو
موجب راہیں مل جاتی ہیں
کو گنہ آں راہوں کا ادنیٰ
درجہ یہ ہے کہ انسان کو لڑی
دور اور تعلق حاصل ہو جائے
ہے اور اس عروج کے بعد
اس کو مل لگتی ماضی ہو
جاتا ہے ۔

تو عزرائلی انسان جیسا
مقام کو خود پہنچتا ہے تو
ایکے حصول کیلئے پوری کوشش
کر لے گا اور وہ نہیں ہٹتا
ہے ۔ در بیان انسان کی
خود بینی انسان کیلئے سب سے
زیادہ عیب ہے ہاں اگر
وہ صفات خداوندی سے
مستغنی ہو گیا ہے تو پھر
اس کی خود بینی اپنی خود بینی
نہیں رہتی ہے ۔

من غلام آئندہ فرد و شد وجود
میں کس کا غلام ہوں جو جو کوہ فرد سے کہے
چوں بگرد آسماں گریاں شود
جب وہ دہر سے تو آسمان رونے لگے

من غلام آں مس ہمت پست
میں آئیں صاحب جنت تائبے کا غلام ہوں
دست شکستہ برآور در دعا
اب میں عاجز ہاتھ اٹھا
گر رہا بی بایدت زیر چاہہ ننگ
اگر تھے اس ننگ کنویں سے رہا ہی دیکھتا
مگر حق را بین و مگر خود بہل
ات اقلے کی تدبیر پر نظر کو اپنی تدبیر چھوڑ
چونکہ مکر تہ فتنائے مکر زب
جیکہ تیری تدبیرات اقلے کی تدبیر میں فنا ہو گئی
کہ کیسے میں کیوں باشد بقا
کوش گمات کا ادنیٰ (درو) بقاء ہوتا ہے
از برائے میں کیوں سیئے بکن
باس گمات کے لئے کوشش کر
گر تو احوال عروج خویش را
اگر تو اپنے عروج کے احوال کو

جز بدان سلطان بافضال خود
اکسی کو، مہربانیوں اور سخاوت کے شہ کے ہوا
چوں بنالذہر رخ یار خجہ ار شود
جب وہ فردا کرے تو آسمان فریادی میں جئے
کہ بغیر کیمیا نار و شکست
چو وہ کیمیا کے (کسی کے سامنے) عاجزی زدہ ہو
سوئے اشکستہ پر فضل خدا
ات اقلے، ہاں نفس عاجزی کا نائب مکر کا ہوا
لے برادر زبر و زلزلے درنگ
لے بھائی! بلا تاجر آگ پر جیل بڑ
لے زمر کش مگر مکاراں مجل
میں کی تدبیر سے مکاروں کا کرشمہ ہے
برکثانی یک کیسے بواجب
تو ایک عیب گمات کی راہ اکتارہ کرے گا
تا ابد اندر عروج و ارتقاء
ہمیشہ عروج اور ترقی میں
تا بری ہوئے ز علم من لدن
تاکہ تجھے ملہ بدی کی خوشبو ماضی ہو جائے
نیک دانی نیک باشد مزرا
اپنی طرح سمجھنے سے ترے لئے اچھا ہوگا

در بیان آنکہ هیچ چشم بد آدمی را چنان مہلک نیست کہ چشم بند
اس کا بیان کہ آدمی کے لئے کوئی نظر یہ ایسی مہلک نہیں ہے جیسے
خوشتن مگر کہ چشم او مبدل شدہ باشد بنور حق کہ
خود پسندی کی نظر ہاں اگر اس کی آنسو اللہ کے ذریعے تبدیل ہو گئی ہو مگر کہ (فرمایا گیا ہے)
نَی یَسْمَعُ وَنَی یُبْصِرُ وَازْخَوِشْتَ اَوْ یَخْوِشْ شَدَّ بَاشَد
وہ میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعے دیکھتا ہے ۔ اور وہ خود سے بخود ہو گیا ہو ۔

پڑھا دست مبین و پائے ہیں
لہجے طاووس پر کون دیکھ پاؤں کو دیکھ
کہ بلغزد کوہ از چشم بدال
کیونکہ بد نظروں سے پہاڑ بن جاتا ہے
احمد چوں کوہ لغزید از نظر
پہاڑ بھی احمد نظر سے پس گئے
در عجب ماند کایں لغزش نصیت
وہ نصیت میں رہ گئے کہ یہ پس کس نصیت
تا بلیہ آیت و آگاہ کرد
پہاڑ کہ آیت نازل ہوئی اور خبردار کر دیا
گریدے غیر تو در دم لاشدے
اگر تیرے سوا کوئی ہوتا تو راکھ ہوجاتا
معنی چشم بد آخر بار زداں
بالآخر نفس بد کے مستحق سمجھ لے
لیک آمد عصمتے دامن کشاں
لیکن دامن کینہیں ہوئی حفاظت آپہنیں
عبرتے گیر اندراں گر کن نگاہ
عبرت حاصل کر لے اس پہاڑ کو دیکھ

تا کہ سور العین نکشاید کیس
تا کہ نفس بد گات نہ کھولے
یُزْلِقُونَكَ اَزْ بُنْبُرِ خَوَاں عیال
وہ تجھے پسلا دیگے و خزان میں مات پڑوے
در میان راہ بے گل بے مطر
ایسے راست میں جو نہ پھول پھولے اور بارش کے قحط
من نہ پندارم کہ این حالت تہیت
میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسی غاص، مائل، مائل
کاں چشم بد رسیدت و زہر زد
کوہ نظر بد اور عصمت سے ہوئی
صید چشم و سخن و افتادے
نظر کا شکار اور فنا کے تابع ہر مانا
ان یکا دار چشم بد کیس کو خوال
نظر بد کے سلسلہ میں ان یکا دار پڑوے
وین کہ لغزیدی بد از بہر نشان
یہ جو آپہنیں پہچان کسے قحط
برگ خود عرضہ ممکن لے کم زگاہ
اسے تنکے سے کہ! اپنی شان نہ دکھا

تفسیر وان یکا دالذین کفروا البزلقونک با بصارہم لما جمعوا الذین
اور قریب ہیں کافر کہ تمہیں اپنی نظروں سے پسلا دیں جبکہ انھوں نے ذکر شنا اور
و یقولون انہ لم یجئون و ما هو الا ذکر لعل المین
کہتے ہیں بے شک وہ مجھوں سے آئے ہیں مگر جہاں کا ذکر "لعل المین" آیت کی تفسیر

یا رسول اللہ در اں ادی کسا
لے اللہ کے رسول! اس وادی میں ایسے گزشتہ
از نظر شاں کلمہ شیر عرس
ان کی نظر سے جھاری کے شیر کی کھر پڑی
میزند از چشم بد بر کر گساں
جو گدھروں پر نفس بد لگا دیتے ہیں
واشکا فدا تک آں شیر انیس
بھٹ جاتی ہے بہا نکا کوہ شیر روتا ہے

لے پڑھا دست مبین و پائے ہیں
کو اپنے صوب پر نظر رکھیں
پائے و زان کی نیکیوں کو
نظر چو گاہ سے کیس کو نظر
نظر بد کیست بری ہادی
تاخیر سے، پڑھا شک خزان
پاک میں ہے ان یکا دار
الذین یقولون انہ لم یجئون
بالفصاحۃ اور قریب
کوہ نہیں آئے مگر میں سے
پسلا دیں گے کیس نصیت
میں کوہ قحط و بارش و درج
اس مات میں پسٹے سے
آفتاب کو قحط ہوا
لے آجہدہ آفتاب کیسٹے
کی وادی خداوندی سے سنا
ہوئی مگر تجھے آفتاب سے
کہاں کی نظر ماس قد
سخت تھی کہ تو فہم ہے
اگر کی وادی کو ہاک میں
ہو جاتا جس منہ پر پس
آیت کو پڑھ کر نظر بد کی حقیقت
سمجھ لو آفتاب کو کہ معلوم
تھے کہ ان پر اس کا آخر
مصلحتی تاخیر رکھا ہے کیسے ہوا
قحط
لے کہتے آفتاب کے
واقعہ سے مت مائل کرو چیک
آفتاب سے ہوا پسلا دیں
اپنی گاہ میں نصیت پس کی
تاخیر کو سمجھو باقول
لے آفتاب سے عرض کیا کہ
اس وادی کے کوہ یکا دار
کوہ کو میں اپنی نظر سے
سنا کر کہتے ہیں آفتاب
کی کھا ہوا ہے آفتاب سے
کی کھر پڑی شیر ہوئی ہے

لہ برشتہ اگر کسی اونٹ کا
گھوٹ اُن کو بند ماتا ہے
قرآن پڑھائی گاؤں والی کر
قرآن خدا کو کس کا گھوٹ
خیر دلے کے لئے ردا دلا کر دیتے
ہیں کہ حقد خداوند نظر ہو
کے اُترے آسمان کی گردش
آئیں ہو جاتی ہے۔ آیت چنان
چشم کی نائیر گرج بشارت
چشم کے متعلق ہے لیکن
اصل سبب تقدیر الہی ہے جو
مٹتی ہے جس طرح دولاپ
بظاہر معرکے نظر آتے ہیں
حرکت کا اصل سبب پانی
ہے۔

لہ چشم بیکو چشم بیکو
تا فرک کرامت کی نظر نا کرشی
ہے بقیہ رحمت نظر بیکو
تا فرک قہر الہی ہے اور
رحمت قہر بظاہر ہے۔

لہ کو تہو بھی رحمت ہے
اور کا تہو کا تہو ہے جس
بطاعت جاہ کی بیماری شہوت
بطن سے بہت کڑی ہوتی ہے
از الوہیت بہت جاہ میں
الوہیت میں حرکت کا دعویٰ
ہے اور شرک کا قائل صافی
عنا ہے۔ کو آتے غصہ دم
کی نفوس شہوت بطن و
باہ کی وجہ سے شیطانیان
کی سمیت محبت جاہ کی وجہ
سے سختی۔

بَر شتر چشم افگند چہ جوں حمام
اونٹ پر موت میں نظر ڈالت ہے
کہ برو از پیدائیں اُشتر ز نخر
اکبت ہے، کہ جا اس اونٹ کی چرنی خرید لا
سَر بُریدہ از مرض آل اُشتر ہے
مرض کی وجہ سے اس اونٹ کی گردن کٹی ہوئی ہو
کہ حقد و زچشم بے بیچ شک
بے سبب حقد اور نفس پر ہے
آب پنہان ست دولاپ تملار
پانی پوشیدہ ہے اور روٹ ظاہر ہے
چشم نیک کو شد دولاپ چشم بد
نفس بد کی دولاپ یعنی نفس بد ہے

سبق رحمت را وراں از رحمت است
رحمت کو سبقت مائل جو اوریا اعدا کی رحمت ہے
رحمتش بر نقش غالب شود
سبقت رحمت کی رحمت جس کے غضب پر غالب جاتی ہو
کو تہو رحمت ست و فدا او
کیونکہ وہ رحمت کا تہو ہے اور اس کی فدا

حرص بطیکتا سائیں بجا دتا
بطن کی حرص اکبری اور یہ بچہ جس میں ہے
حرص بطا از شہوت خلق مستخرج
بطن کی حرص خلق اور شہوت کی شہوت کی وجہ سے
از الوہیت زند در جاہ لاف
خدا کی وجہ سے مرتبہ کی ڈھنکیں مارتا ہے
زالت آدم ز اشکم بود و باہ
غصہ آدم کی نفوس بیت اور باہ کی وجہ سے سختی

وانگہاں بفرستد اندر پے غلام
اور بسد میں غلام کو بھیج دیتا ہے
بہند اُشتر را سقطا و رواہ در
وہ راست میں اونٹ کو مراد دیکھتا ہے
کو تنگ با اسب میکرے مے
جو در میں گھڑی کے مقابل کرتا تھا
سیر و گردش را بگرداند فلک
آسمان رفتار اور گردش کو اٹا کر دیتا ہے
لیک ز گردش بود آب اہل کا
نہیں گردش میں پانی کام کی جھڑ ہے
چشم بد را لا کشت ز زیر لکد
جو نظر بد کو پاؤں کے نیچے سدوم کر دیتا ہے
چشم بد محمول قہر و لغت است
نظر بد قہر اور لغت کا نتیجہ ہے
چیرہ زان شد نہر نہی بر جسم خود
اسی نے چہرہ ہی اپنے مخالف پر قاب پرا کر
از تہو تہو ہر بوداں زشت و
بد صورت قہر کا نتیجہ ہے

حرص شہوت منصاب ز حالت
شہوت کی حرص مناسبت اور جاہ کی حرص کا انداز
در ریاست بیت چند درج
ہمت جاہ میں اس کا پیش نما داخل ہے
طامع شرکت کجا باشد و عاف
بشرک کا لالچ کہاں صاف ہوتا ہے
وآن اہلیس از تکبر بود و جاہ
اور شیطانیان کی آن تکبر اور جاہ کی وجہ سے سختی

لاجرم اودود استغفار کرد
لا محاله انھوں نے جہد و جہد سے کر لی
حرص خلق و فرج ہم خود بندرت
خلق اور شرماء کی حرص بھی بند تھی ہے
نیخ و شلیخ ایں ریاست اگر
جاہ کی جہد اور شلیخ کو اگر
اسب سرکش راعی شیطانی خد
عرب نے سرکش گھوڑے کو شیطان کہا ہے
شیطنت گردن کش بد در لغت
شیطنت لغت میں سرکش ہے
صد خوردہ گنج اندر گرد خواں
ایک خان کے گرد تنہا کیڑے مٹا جاتے ہیں
آں خواہد کیں بود بر پشت خاک
وہ نہیں چاہتا کہ یہ روئے زمین پر ہے
آں شہیدستی کہ اٹلک عظیم
روئے پر شہا ہے کہ سلطنت باجمہ ہے
کہ عظیم است و در افر زدنیت
کیونکہ وہ باجمہ ہے اور انکے اولاد نہیں ہے
ہر چہ یابد اوسوزد بر درد
وہ جس کو پانی ہے مادہ بنی ہے پھر اڑتی ہے
ہیج شوارد تو از دندان او
بلجیز ہیں جا اس کے دانتوں سے نہات پاما
چونکہ کشتی ہیج از دندان ترس
جب تو ناچیز بن گیا اہرن سے زور

وآں لعین از توبہ استکار کرد
اور اس ملعون نے توبہ سے تکیہ کیا
یک منصبیت آں شکست
لیکن وہ جاہ نہیں ہے وہ خرافہ ہے
باز گویم دفترے باید در
میں بیان کروں اقدام ایک دوسرا دفترا چاہیے
نے مشورے را کہ در مرغی بماند
نہ کہ اس گھوڑے کو جو جگہ میں رہا
مستحق لعنت آمد ایں صفت
یہ صفت لعنت کی مستحق ہے
دور یاست جو گنج در جہاں
دو سلطنت کے غالب دنیا میں نہیں ملتے ہیں
تا ملک بکشید رازا شتراک
شرکت (کے دور سے بادشاہ باب کرتا کرتا جاو
قطع خویشی کرد ملک جو ز بیم
سلطنت کے طغیان کرنے خوف سے اپنا رست کو ختم کر دیا جو
ہیچو آتش بکشی میوندیت
آگ کی طرح اس کا کسی سے رشتہ نہیں ہے
چوں نیابد ہیچ خود را میخورد
جب کسی کو نہیں پانی ہے خود کو کھا دیتی ہے
رحم کم جواز دل رسان او
اس کے بہرن (بچے) دل سے رحم نہ تلاش کر
ہر صباح از فقر مطلق گیر دس
ہر صبح و فقر مطلق سے سبقت ماس کرے

لفظ توبہ حضرت آدمؑ
کی نفس کا ارتداد کر گیا۔
شیطان حیثیت میں مقربا
مقرب حق کہلائے اور شرماء
کی شہیت میں مقربا کہلائی
سے کا مرہا پڑ نہا ہے۔
نیت جو وہی نیت کہنے
دور و کھ ہے اس پر کش
سرکش گھوڑے میں تیرا ہوا
چاہئے کہ اس کو شیطان کہا جا
ہے کہ جسے تجھ میں شہرت
میں ہے اس کو شیطان نہیں
کہا جا۔
لفظ شیطنت لغت میں
شیطنت سرکش اور کٹر کہ
کہا جا۔ جسے جس نے بھت
لعنت کی مستحق ہے۔
نہ کہ ایک دوسرا
پر دس جمع ہوا ہے میں نہیں
قد و جہاد دنیا میں میں نہیں
ہو سکے ہیں اس کو خور۔ ہر
بادشاہ کی خواہش موفی ہے
کہ وہ تہا ساری دنیا پر سلطنت
کرے۔
لفظ شہیدستی پادشاہت
کو بجمہ کہا جاتا ہے جس کی
وجہ سے کہ بادشاہ عزت
کے دورے سب دشمنے کاٹ
دیتے ہیں۔
پادشاہوں کے عہد و ادب
جاہ کی مثال آگ کی سی ہے
جس پر آگ ہر چہ کو کھلا کر
فکر کرتی ہے اور کھنٹے
تو خود اپنے آپ کو کھلا کر
خاستہ بنا دیتی ہے۔
اپنے آپ کو بھی بنا کر کھنٹے

کے مرض سے نہات و معل کر لو۔ چونکہ کشتی سخت چیز کو اہرن سے کوٹا جاتا ہے نرم چیز نہ
مصلحتاً دہتی ہے۔

ہست الوہیت دانے دوا لجمال
اہست ان اقلے کی چادر ہے
تاج از آن اوست و آن ماکر
تاج اس کی ملکیت ہے اور ہماری ملکیت نبی جو
فتنہ تست اس پر طاووسیت
تیرا یہ طاووس پر تیرے لئے فتنہ ہے

ہر کہ در پوشد بر او گرد و بال
جو اڑتا ہے وہ اس کے بال بناتی جو
وائے او کہ حد خود دارد گذر
اس کے لئے تباہی ہے جو اپنی مد سے بڑے
کاشتراکت باید وقت و سیت
کیونکہ تجھے شرکت اور قند و سیت دکا رہے

قصہ آں حکیمے کہ طاووس را دید کہ پر زیمائے خود را بر می کند
اس دانا کا قصہ جس نے سو کو دیکھ کر وہ اپنے حسین پرند کو پرچی سے
بہنقارومی انداخت و تن خود را کل و زشت میکرد از تعجب
اکھاڑا ہے اور پھینک رہا ہے اور اپنے بدن کو گھٹا اور بد بنا رہا ہے اس نے
طاووس را پر سید کہ در یغت نمی آید گفت می آید انا پیش ما
موسے دریافت کیا کہ تجھے افسوس نہیں ہوا ہے اس نے کہا ہوا ہے
جان از پر عزیز تراست و اس پر عقد و جان من ست ازین
لیکن مجھے جان بڑوں سے زیادہ پیاری ہے اور یہ بڑیری جان کے دشمن میں اسوجہ
جہت بر می کنم
سے میں اکھاڑ رہا ہوں

یک حکیمے رفتہ بود آنجا بگشت
نہلت ہوا ایک عقند وہاں پہنچ گیا
بیدریغ از بیخ چوں بر می کشی
تو بلا تاق، بڑے کون اکھاڑ رہا ہے؟
برگنی و اندازیش اندر و حل
تو اکھاڑتا ہے اور اس کو کچھ نہیں پھینکتا ہے
حافظان طوطی مصحف می نہند
حفاظ قرآن کے موز میں رکھتے ہیں
از پر تو بادیزن می کنند
تیرے پردوں کو پست کھا بناتے ہیں
پر خود می کند طاووس بدشت
ایک مور جھگ میں اپنے بڑا اکھاڑ رہا تھا
گفت طاووسا چنیں پر سنی
اس نے کہا او مور! ایسے بڑی سیب بڑ
خود دلت چوں میدہتا اس حل
خود تیرا دل کیسے (اجازت) دیتا ہے کہ یہ بک
ہر تیرت را از عزیز و پسند
مگر انقدری اور پسند کی وجہ سے تیرے ہر بڑ کو
بہر تحریک ہوائے سود مند
منفہ ہوا کو چلانے کے لئے

لے جہت کمال اور الوہیت
انہ تعالیٰ کی چادر ہے جو
اس کو اڑے گا اس کے لئے
وہ دہاں بنے گی تاج تاج
خدا کی ملکیت ہے ہاں لے
خوشگداری کی جہن ہے فتنہ
کو خود جو پر طاووس ہے
یہ خدا کی شریعت کا دعویٰ
ہے
لے حق گناہ دروغ افسوس
دست جھگ گشت سیر و
سیاحت ستن پیش قیمت
حق باس کا جو ڈاؤن
کیچو
لے بہرہ اس نے سو سے
کہا تیرے پر تو ایسے پار ہے ہیں
کہ ہر شخص ان کو قرآن میں لکھتا
ہے کہ ہر تحریک ہوا جھلنے
کے لئے تیرے بڑوں سے
پکے بنائے جاتے ہیں۔

۱۰ آیتہ - سورہ کہاتیر

آکھڑا تیر ہی بے باکی ہے
تجھے معلوم نہیں کہ تیر سے
پڑوں پر نقاشی کس ذات
نے کی ہے۔ یا تیری دانی ہو
اگر تو جانتا ہے کہ قدرت
نے یہ نقاشی کی ہے تو پھر
جان جو جو کرایس کا دیگری
کو رب بادر کر رہا ہے اندناؤ
انداؤ دکھا رہا ہے۔ اتنے بسا
ہر طرح کا ناز برادری کا
سبب ہوتا ہے اور یہ ناز
بے جا غلام کو شاہ کی نظروں
سے گرا دیتا ہے۔

۱۱ ناز کر دینا - انسانی کو
ناز کرنا پسند آتا ہے ایسی
شے میں غفلت بہت ہیں
بے خطر راست نیا زندگی کا
ہے لہذا انسان کو یہی دلت
انتہا کرنا چاہیے۔ اتنے بسا
ناز و انداز جب بڑھتا ہے
تو وہاں میں جاتا ہے۔ غرض
ناز و انداز کی غرضی اگر کچھ
بڑھاتی ہے تو میں میں پھینکا
جو اعرف ان کو گھومتا
ہے۔ ورنہ نیا زندگی
اگر بے لاغر کرتی ہے پس
قلب کو روشن چاند بنا دیتی
ہے۔ چمن - حضرت جن کی
صفت ہے کہ وہ مُردے
سے زندہ پیدا کر دیتا ہے
تو جو مُردہ بنے گا اُس کو وہ
زندگی عطا کر دے گا۔

۱۲ چمن زریعہ - چونکہ وہ
زندہ سے مُردہ ہی پیدا کرتا
ہے لہذا اگر تو نفس کو نہ
ارے گا تو وہ مُردہ ہو جائیگا
مُردہ شوہر - قوغانی بن باہر

تو نمی دانی کہ نقاشی کیست
تو نہیں جانتا کہ اُس کا نقاش کون ہے
قاصداً قطع طرازی میسکنی
جان بوجھ کر نقش و نگار کو قطع کر رہا ہے
افکنند مر بندہ را از چشم شاہ
غلام کو بادشاہ کی نظر سے گرا دیتے ہیں
لیک کم حلیش کہ دارد صد خطر
لیکن اُس کو نہ چھایا کیونکہ سینکڑوں خطرے رکھتا ہے
تُرک نازش گیر و با آں رہ ساز
ناز کرنا چھوڑ دے اور اُس راہ سے افسوس ہوا

آخر الامر آں بر آں کس شد وبال
بالآخر وہ اُس شخص پر وبال بنسین
بیم و ترس مضمشر بگذازت
اُس کا بچھا ہوا خوف اور ڈر تجھے گھلاتا ہے
صدر راجوں بدر انور میسند
سینہ کو روشنی چاند کی طرح بنا دیتا ہے
ہر کہ مُردہ گشت او دار در شد
جو مُردہ بن گیا وہ جاہلیت یافتہ ہے
نفس زندہ مئے مرگ می تند
زندہ نفس موت کی جانب چلا جاتا ہے
زندہ زیں مُردہ بیرون آورد
زندہ کو، اُس مُردے سے پیدا کر دے

لیل گردی بینی ایلا ج نہار
رات میں جا، تو دن کا، افسانہ کرنا دیکھے گا
۱۳

لنچہ ناشکری وچہ بیباکی ست
یہ کیا ناشکری اور بیروانی ہے
یا تہی دانی و نازے میسکنی
یا تو جانتا ہے اور ناز دیکھ رہا ہے
لے بسا نازا کہ گردواں گناہ
بہت سے ناز ہیں جو گناہ میں جاتے ہیں
ناز کر دین خوشتر آید از شکر
ناز کرنا قسم سے زیادہ بھلا گنت ہے
لے بسا آبادست آں راہ نیاز
عاجزی کا راستہ، اطمینان کی جگہ ہے
بہت سی ناز آوریں نے پروا نہ نکالے

خوبی ناز اردے بغیر از دت
ناز کی خوبی، اگر غرض تجھے اور چھو کر دیتی ہے
وین نیاز ارج کہ لاغر میسند
یہ نیا ز ارج تجھے ڈبو کرتا ہے
چوں ز مُردہ زندہ میسند
چونکہ وہ (راشد قضاے) مُردے سے زندہ پیدا کرتا ہے
چوئل ز زندہ مُردہ میسند
چونکہ وہ زندہ سے مُردہ پیدا کرتا ہے
مُردہ شوہر تا فتحی الصمد
مُردہ بن جا تا کہ اللہ زندہ کو پیدا کرے لہذا بے نیاز
دے شوی بینی تو اخر ارج بہار
تو خواں میں جا، تو بہار کا پیدا کرنا دیکھے گا

وہ تجھے حیات ابدی عطا کر دے گا۔ دے شوی - تو اپنے اوپر خواں طاری کرے گا تو بہار کا
نفس دیکھے گا، رات بنے گا تو دن کا پیدا ہو کر دیکھے گا۔

لے برکن۔ بقا ہر یک کا
مقرر ہے جو جس نے ملا
سے کہا۔ عوام نامہ پستان
حسب چہرے کو بجا رہا بہت
بڑی مصلیٰ ہے۔ تاج بھگوا۔
در بیان۔ انکار کی وجہ سے
نفس مطمئنہ کی صفائی میں
عمل پڑتا ہے جیسا کہ آئینہ پر
اگر کچھ گھوم پڑا وہ مشکوفا
بھی کرد و لا محالہ افسانہ

باقی رہ جاتا ہے۔
لے زہری نفس مطمئنہ
کا چہرہ نگاروں کے ناخن سے
زخمی ہو جاتا ہے خصوصاً بچے
انکا زہریلے ناخن میں
روح تک کے چہرے کو
بدن بناتے ہیں۔ تاکشاید
جب انسان انکار کی کسی
گروہ کو کھولے تو روح کے
زہریلے بنا پاک ہو جاتے ہیں
جس سے اسی کی پرور میں
کسی نہائی ہے عقود۔ جن
دنیاوی انکار کی عقود کشائی
ایسی ہے جیسے کسی مالی تہی
کے تنہا کی سنت گروہ کو کوئی
شخص کھولے جہاں ہر
لے زکشا۔ چند گروہوں
کے کھولنے میں تو ہوا
ہو گیا زہریلے کچھ گروہوں
تو نے اور کھول میں یہیں
حاصل کیا ہوا عقود کاں۔
تیرے فقی یا سید ہونے کی
گروہ جوتیرے گھے میں گئی
ہوئی ہے اگر تو اسکو کھول
لے تو یہ سب سے بہتر ہے۔

بزرگن اس پر کڑی پذیرد رفو
ہر دن کو کڑا کھا دیکھنا ان پر روز ہو گیا
آپنچاں وی کہ چون نفس فحمت
وہ چہرہ جو جہالت کے سورج کی طرح ہے
زخم ناخن برنچیاں رُخ کافریت
ایسے چہرے پر ناخن کا زخم کافریت ہے
یانی بینی تو روی خوش را
یا تو اپنا چہرہ نہیں دیکھتے ہے

روی مخراش از عزالے خبر کو
لے حسین، ماتم میں چہرے کو نہ پھیل
آپنچاں رُخ را خراشیدن خطا
ایسے چہرے کو پھیلتا غلطی ہے
کُرخ مدد در فراق او گریت
جس کے فراق میں پانا کا چہرہ روپا ہے
ترک کن خوئے لجاج اندیش را
جھگڑا کرنے والی عادت کو بھڑو ہے

در بیان آنکہ صفا و سادگی نفس مطمئنہ از فکر تہا مشوش
اس کا بیان کر انکار سے نفس مطمئنہ کی صفائی اور سادگی پریشان ہو جاتی ہے
میشود چنانچہ کر روی آئینہ چیزے نویسی اگرچہ پاک کنی
جیسا کہ تو آئینہ پر کوئی چیز لکھے اگرچہ تو دھوٹا لے، داغ اور
داغ و نقصانے بماند
نقصان باقی رہ جاتا ہے

روی نفس مطمئنہ در جسد
جسم میں نفس مطمئنہ کا چہرہ
فکرت بد ناخن پر زہراں
بڑے خیال کو زہریلا ناخن سمجھ
تا کشاید عقدہ اشکال را
جب تک کہ کسی اشکال کی گروہ کھولتا ہے
عقدہ را بکشادہ گیر لے منتہی
لے انتہا کو پہنچنے والے افوض کر لے گروہ میں گئی
تو کشادہ عقدہ اگشتی تو پیر
تو گروہوں کو کھولنے میں بڑھا ہو گیا
عقدہ کاں بر گلوئے ماست
وہ پھنسا جو ہمارے گھے میں ہے۔ سمیت ہے

زخم ناخنہائے فکرت می کشد
فکر کے ناخنوں سے زخمی ہو جاتا ہے
میخراشد در لعمق روی جان
غور کر کے (صورت) میں وہ جان کا چہرہ کو کھینچ
در حدت کردہ سکتے ہیں بال را
اُس نے شہرے بالوں کو ناپاک کر لیا ہے
عقدہ سخت ست بر کیستہ تہی
رہ تیری، غمالی فیصل پر سخت تہی
عقدہ چندے در بکشادہ گیر
فرض کر لے تو نے اور چند گروہیں کھولیں
کزدانی کو خسی یا نیک سخت
کیونکہ تو نہیں جانتا کہ تو بد سخت یا نیک سخت

گر بدانی کہ شقیی یا سعید

اگر تو یہ جان لے کہ تو نیک ہو یا بدست

حلّ ایں اشکال کن گر آدمی

اگر تو آدمی ہے اس اشکال کو حل کرے

حدّ ایمان و عرض دانستہ گیر

داخل کرے ایمان اور عرض کی تعریف معلوم ہوگی

چوں بدانی حدّ خودزیں حدّ گیر

جب تجھے اپنی حقیقت معلوم ہوگی اس تعریف کر دکر

عمر در محمول و در موضوع رفت

محمول اور موضوع کی تعریف میں عمر گزر گئی

ہر دلیلے بے نتیجہ و بے اثر

جو دلیل بے ثبوت اور بے اثر ہو

جز بمصنوع ندیدی صالعی

تو نے مصنوع کے علاوہ صانع کو نہ دیکھا

می فزاید در وسائط فلسفی

فلسفی واسطوں میں اضافہ کرتا رہتا ہے

ایں گریز از دلیل و از حجب

یہ دلیل اور پردے سے گریز کرتا ہے

گر تو خاں اور دلیل آشت

اگر اُس کے لئے دھواں آگ کی دین ہے

خاص ایں آتش کا از قرب و دلا

خاص مایہ آگ کے قرب اور دھواں کی وجہ سے

پس یہ کاری بؤد فتن ز خواں

دستر خواں سے چل دینا، بیکاری ہے

آں بؤد بہتر ز فکر ہر غنید

ہر سرکش کے فکر سے بہتر ہے

خرج کن ایں دم اگر حنا دی

اگر تجھ میں دم ہے تو اس دم کو خرچ کر

حدّ خود را و اں کہ نبوذیں گزیر

اپنی حقیقت جان لے کہ اس کے سوا چارہ نہیں ہے

تا بہر بجد در رسی لے خاک پیز

لے خاک چھلنے والے، تاکہ تو اُن تکت چنچ کا حقیقت

بے بصیرت عمر در موضوع رفت

سنی سنائی باتوں میں بے بصیرت کے عمر خرچ ہو گئی

باطل آمد در متعجب خود نگر

باطل ہے، تو خود تعجب پر غور کرے

بر قیاس اقرانی تانمی

تو اقرانی قیاس پر ماسا پر ہو گیا

از دلائل باز بر عکاشش صفی

دلائل سے، پھر برگزیدہ شخص اُنکے برعکس ہے

از پے مدلول سر بردہ بحیب

مدلول کے لئے، گریبان میں نمونہ ڈالے ہوئے

بے دغاں را دلائل تشخوشت

اس معاملہ میں بغیر دھوکے کے جانے لے آگے بڑھ

از دغاں نزدیک تر آمد ماما

ہم سے دھوکے سے زیادہ قریب آگئے ہے

بہر تخیلات جان نموی خاں

دھوکے کی جانب، جا کی خیالات کی خاطر

لے حل، اگر تو آدمی ہے تو

اس اشکال کو حل کر کہ

ایمان، خلاصہ عرض اور جو

کی تعریف کرنے میں لگے ہے

میں اور خود اپنی حقیقت

و ایمیت سے بے خبر رہے

ہیں، چوں بدانی، حق تعالیٰ

خفا سے محفوظ رہتا جس

لے اپنے آپ کو جان لیا

اُس نے خدا کو جان لیا

نفس کی حقیقت کا چھوڑ

کی معرفت، جس کا پتا ہے

لے، قمر علی، کی طرف سے

دھوکے کی تعریفوں میں نہ

جاتی ہے، اور کوئی فائدہ

پتا نہیں آتا، نہ کیلئے جو

دلیل کا کوئی ثبوت برآمد

ہو، وہ بیکار ہے تو اپنے

انجام پر غور کرے، جو تو

نے مشاہد نہیں کیلئے

محض مخلوق کے ذریعہ خالق

کو سمجھا ہے، خیالی اجزائی

مثلاً عالم مصنوع ہے اور

ہر مصنوع کا کوئی صانع ہے

جی تو ایہ نفسی نہیں امور

کو سمجھنے کے لئے وسائل ہیں

امثالہ کرتا رہتا ہے اور برگزیدہ

شخص جس کے برعکس مشاہدہ

کرتا ہے وہ دھوکے سے بہت

مرا جی میں مشاہدہ کرتا ہے۔

لے، گر دغاں، فلسفی ایشے

موتی کو سمجھتا ہے یعنی دھوکے

کے ذریعہ آگ، نہ سمجھتا ہے

خاتمہ، مار فتن کے لئے آگ

اور فتن کی آگ دھوکے جو

نزدیک تر ہے، پس دیکھو

سے بٹ کر دلائل سے اُس ذات تک پہنچنا سیاقہ کاری اور غلطی ہے۔

در بیان قول رسول علی الصلوٰۃ والسلام کہ اَلْمَرْهَبَانِیَّۃُ فِی الْاِسْلَامِ
الْمَغْضُورُ عَلَی الْعُقُولِ وَالسَّلَامُ کے اس قول کے بیان میں کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے

زائد شرط اس جہاد آمد عدو

کیونکہ اس جہاد کے لئے دشمن ضروری ہے

شہوت ارنہو نہ باشد اتشال

اگر شہوت نہ ہو تو حکم ایسا نہ ہوا

خضم حوں نہو در حاجت خیل تو

جب دشمن کی حاجت ہے تو شکر کیا فرمادو

زانکہ عفت ہست شہوت یا گرو

کیونکہ عفت شہوت سے وابستہ ہے

غازی بی بر مردگان نتواں نہو

ایسا محارب نہ ہوتا مردوں پر نہیں دھاوا کرتا

زانکہ نہو در خرج بے دخل کہن

کیونکہ جس آدمی کے بغیر خرچ نہیں ہو سکتا ہے

تو بخوان کہ اَکْسَبُوا نَفَقًا

تو پڑھ کہ ابھر خرچہ کرو

رغبت باید کز ان تاباں تو او

تو رغبت رکھ اسے تاکہ تو اس سے غم نہ کرے

بعدا ان لا خیر فیہا اے عفت

اس کے بعد ہر فعل خیر کے ذکر و پاکلاسی کیلئے ہے

نیت ممکن بود محمول علیہ

نیت محمول ہو سکتا ہے

شرط نہو پس فرو ناید جزا

تو شرط نہ ہو بالی گئی، لہذا جزا ہو سکتی ہے

بر مکن پر را ودل بر کن ازو

ہر مکن کو نہ اٹھاؤ، ان سے دل بٹا لے

چوں عدو نہو د جہاد آمد محال

جب دشمن نہیں ہے تو جہاد ناممکن ہے

صبر نہو در چوں نباشد میل تو

جب تیرا میل نہیں ہے تو صبر نہ ہو سکتا

ہیں مکن خود را خصی یہاں مشو

خبردار! اپنے آپ کو حق نہ کر، راہب نہ بن

بے ہوا نہی از ہوا مکن نہو

بغیر نفسانی خواہش کے اس سے روانہ مکن نہیں ہے

اَنفَقُوا اَگفت پس کہیں

خرچہ کرو۔ فرمایا ہے تو تو تمہاری

گرچہ اور د اَنفَقُوا را مطلق او

اگرچہ اس نے صرف "خرچہ کرو" فرمایا ہے

ہچتاں چوں شاہ فرموا صبر و

اسی طرح جب شاہ نے حکم دیا کہ تو صبر کرو۔

پس کَلُوا از بہر دایم شہوت

تو تم کھاؤ شہوت کے حال کے لئے ہے

چونکہ محمول بہ نہو لدیہ

جبکہ خبر نہیں ہے، اس کے پاس

چونکہ رنج صبر نہو مرثرا

جبکہ رنج صبر کی تکلیف حاصل نہیں ہے

لے در بیان معصیت کے

اسباب اور قدرت کے ہوتے

ہوتے اس سے بچنا کمال کو

نہ کہ معصیت کی طاقت کو

نعمت کے معصیت سے

بچنا ہی لئے آنحضرت نے

فرمایا اسلام میں رہبانیت

نہیں ہے، راہب معصیت

کے اسباب اور ان کی قدرت

کو ظاہر کرتے تھے، لیکن ہر

کو نصیحت ہے کہ نہ اٹھاؤ

یعنی شہوت اور مت جاہ

کے اسباب اور ذرائع تو تم

نہ کر کو نہ یہ دشمن ہیں اور

دشمن کے نہ ہوتے ہوتے

جہاد کی فضیلت حاصل نہیں

ہو سکتی ہے شہرت، اگر

انسان میں شہوت کا وہ

ہی نہیں ہے تو نہ کر کے

حکم کی فائدہ داری کے کوئی

مسن نہیں ہیں۔

لے خبر نہو۔ اگر انسان

میں کسی چیز کی جانب میلان

نہیں ہے تو اس سے صبر

کرنے کے کوئی مسن نہیں ہیں

دشمن نہ ہو تو شکر کی کوئی

ضرورت ہی نہیں ہے مشور

راہب اپنے حصے کھا دیتے

تھے تاکہ زنا نہ کریں، غاصبی

سے ہوں گے ساتھ جہاد

کوئی مسن نہیں رہتا ہے۔

اَنفَقُوا یعنی کرو اس حکم کی

تعمیل جب ہی ہو سکتی ہے

جہاد کا نئے گرج۔

اگرچہ قرآن میں صبر خرچ

کرو آجائے لیکن اس کا

مطلب یہ ہے کہ کماؤ خرچ کرو

و در بیان رہبانیت کہ در بیان شہوت و جہاد و شہرت و دنیا و آخرت و غیرہ

جُذ آں شرط و شاد آں جزا
وہ شرط اور جزا کی ہی خوب ہے

آں جزائے دلنواز جانفزا
وہ دل نواز جانفزا رستہ بنا

در بیان آنکہ ثواب عمل عاشق از حق ہم حقیقت پس محل جلا
اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عاشق کے عمل کا ثواب صرف اللہ میں جلا ہے

دست مزد و اجرت خدمت ہم آو
مزدوری اور خدمت کی اجرت وہی ہے

عاشقان را شاد بانی و غم آو
عاشقوں کی خوشی اور غم وہی ہے

عشق نبود ہر زہ سودا کی بود
عشق نہیں ہے وہ بہرہ دار و سوداگر ہے

غیر معشوق اگر تماشا کی بود
وہ اگر معشوق کے غیر تماشا کی ہے

ہر چہ جز معشوق باقی جملہ نخت
ہرچہ معشوق کے علاوہ سب میں گیا

عشق آں شعلہ کو جو بر فرو
عشق وہ شعلہ ہے جب وہ روشن ہو گیا

در گمراہاں پس کہ بعد لاج ماند
فرد گمراہ کے بعد کیا رہ گیا

تینغ لا در قسطل غیر حق براند
ہم نے نہ کی تلوار اللہ کے سوا پر تلوار

شاد باش اے عشق شرک تو ز رفت
اے عشق شرک کو بلا نیلے زبردست تو خوش رہ

ماند الا اللہ باقی جملہ رفت
ماند الا اللہ رہ گیا باقی سب نسا ہو گیا

شرک جزا ز دیدہ احوں میں
شرک کو بھیجی آنکہ کے سوائے شرک کو نہ دیکھ

خود ہم او بود اولین و آخرین
صرف وہی اولین اور آخرین ہیں ہوتا

نیست تن را جنبشے از غیر جان
جان کے غیر سے جسم میں حرکت نہیں ہوتی

آں تنے را کہ بود در جان خلل
جس جسم کی روح میں نقصان ہو

خوش نباشد گر بگیری در عمل
وہ اچھا نہ ہوگا خواہ تو اس کو شہر میں ڈال دے

ایں کے داند کہ رونے نہ زہ بود
یہ وہ شخص سمجھتا ہے جو کسی دن زندہ ہو

از کف ایں جان جاں جائے ز بود
اس جان جان مائوں کے ہاتھ سے اُسے باہر میں کیا

وانکہ چشم او نیدرست آں رخا
جس کی آنکھ نے نہ دیکھا نہیں دیکھے

پیش او جانست ایں تفہم
انکے نزدیک یہ دعویٰ کی سمجھ نہیں ہے

عش کو کسی خداوندی دہی گئے جس کی روح الہی زندہ ہوگی۔ قانکہ جو روح الہی
سے ناواقف ہوگا وہ روح حیوانی کو ہی سب کچھ سمجھے گا۔

آں کہ جس کی روح الہی زندہ ہوگی۔ قانکہ جو روح الہی
سے ناواقف ہوگا وہ روح حیوانی کو ہی سب کچھ سمجھے گا۔

لے جتا۔ میر کی تکلف جو
تو اس کا بدلہ بھی ہوگا تو
دور کا قابل مبارکباد ہیں۔
در بیان چونکہ پہلے معشوق
میں جزا کا بیان تھا اب بتاتے
ہیں کہ خدا کے عاشق کا بدلہ
کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ جتن
کے عمل کا بدلہ ذاتِ خداوندی
ہے۔ عاشقان۔ عاشقوں کا
درجہ اور عویشی مزدوری اور
ہم کی اجرت صرف ذات
خدا ہے۔ بغیر عشق۔ اگر وہ
معشوق کی ذات کے علاوہ
کسی چیز کا طالب ہے تو
اس کا عشق عشق نہیں ہے
بلکہ وہ دیران ہے۔
عشق۔ جب عشق الہی
نمودار ہوتا ہے تو ماسوی
اللہ میں کی آگ ہے جس
جالتا ہے۔ پیچ لا۔ گھریں
لا۔ لے کے کسی سے ہیں
کس نے فی غیری کی غی کر دی
ہے۔ الا اللہ۔ کہنے کا مطلب
یہ ہے کہ اب اس کے لئے
سب کچھ صرف ذاتِ خداوندی
ہے۔ عشق غیر کہ بالکل بلا
قانا ہے۔ خود میں آنکہ
ایک حکایت ہے بھیکو کو
ایک کے دونوں کان تھے۔
اسے اسے جب جھپٹیں
بھی نہیں کی جھلک ہے وہ
اسی خدا کا پر تو ہے۔ جسم
میں روح کی وجہ سے حرکت
ہوتی ہے۔ آں تھے جو غفلت
یہاں ان کی اصلاح نامی
ہے۔ آں کے۔ ہر چیز کے

دفتر تحفہ

مشہوری مولانا رومؒ

لے خیر، ابن عبدالعزیزؒ
امری خیر ہے، جن کا غلام
راستہ میں میں شمار ہے،
یعنی روح انسانی، حجاج۔
ابن یوسف قسطنطنیہ املاک
ایں مردان عراق کا گورنر تھا
جس کا علم کسٹم مظہر ہے
جس نے ہرگز بڑے بڑے قصور
الساؤں کو قتل کر دیا۔
یعنی روح جبرانی، چوں۔
اگر کسی نے مل کر دیکھا
ہر گاہ تو وہ نقص سے دھوکا
کھا جائے گا۔

لے خیر، جو شخص حقیقت
سے ناواقف ہوتا ہے وہ
بھار کو حقیقت سمجھتا ہے
جو مشہور دستور ہے، خیر
الاشیاء یا خدا، اویھا، بیڑا
اپنی ضدوں سے بھجالی جاتی
ہیں، "لاجرم" دنیا کو مٹانے کے
آخرت کی قدر منہم ہوگی۔
اعلیٰ تر، اُنست، عالم آخرت۔
چوں، انسان جب دنیا کی
زندگی خیر کے مالک آخرت
میں پہنچے گا تو بہت شکر گزار
ہوگا، گرتی پھرے گا کہ دنیا
آخرت کے مقابل میں خاک
اور ریت تھی دنیا خاں خاں تھا
اور آخرت گشتاں ہے۔

لے اے درینا، دنیا میں
قدرت گدھاؤں یا ضوں
کرے گا، دریاں، مرنے کے
بعد ہر ایک در علم مر جائے
کی خواہش کا اظہار کرے گا
اگر ایک مروج تو کبھی کاش
میں جلد میں جملاتی نکت پہنچے
جائے اگر یہ ہے تو کبھی کاش

چوں نذیر او عمر عب العزیزؒ
جس نے حضرت، عمر بن عبدالعزیزؒ کو نہ دیکھا ہو

چوں نذیر او مار موسیٰ را ثبات
جب اس نے حضرت موسیٰؑ کے سانپ کھا نہیں

مرغ کو نا خوردہ آب زلال
جس پرندے نے نیر پانی نہ پیا ہو
جز بصد صدرا ہی نتوان شست
ضد کو ضد کے سوا کسی ذریعہ سے شست نہیں کیا
لاجرم دنیا مقدم آمدہ است
لاجرم دنیا پہلے آئی ہے

چوں از دنیا دار ہی آنجا روی
جب تو اس جگہ سے نہات یا جانگاہاں چلا
گوئی آنجا خاک را می بختم
تو کہے گا وہاں میں نے خاک چھانی

گشت بودم قانع از گنجہ ہار
میں نے خزانہ کے بدلے سانپ پر بس گئی
لے درینا پیش ازیں بود اہل
ہائے افسوس! اس سے پہلے سرت آجاتی

پیش او عادل بود حجاج نیز
اس کے نزدیک حجاج ابن یوسف بھی عادل ہوگا

در جبال السحر پندار دیجات
وہ جادو کی رستیوں میں زندگی جیسے گا
اندر آب شور دار در پربال
وہ کھارے پانی میں اپنے بال دہرات رکھتا ہو

چوں نہ بیند ز خمر نشا سدرخت
جب تک کہ نہیں دیکھا ہو نوازش کو نہیں پہچان سکتا
تا بدانی قدر اقلیم آلت
تا کہ تو اُنست کے جہان کی قدر جان لے

در شکر خانہ ابدش کر شوی
تو ہمیشہ کے شکر خانہ میں شکر گزار ہوگا
زیں جہان پاک می بگر بختم
میں اس پاک عالم سے بھارت نہا

شاد ماں بودم ز گلزارے بخار
میں چھٹی کی بجائے گلزاروں پر خوش تھا
تا غذا یم کم مے اندر و حل
تا کہ میری خوراک کھجور کی نہ ہوتی

در بیان حدیث مامان من یموت الا و تمی ان یموت قبل
(اس حدیث کا بیان کہ ہر مرنے والا یہ ضرور قتل کرے گا کہ وہ پہلے

مامان ان کان یذلل لیکون الی و صول الی انجیل وان کان
مر جاتا اگر وہ نیک ہے تو اس نے کبھی بھلائی تک پہنچی جاتا اور اگر بُد ہے

فانجوا لیقل فجو سدا
تو اس نے کہیں کی بھلائی نہ ہوئی

زیں بفرمود ستاں اگر رسول
کہ ہر آنکہ مرد و کردار تن منزل
ہی نے یا خیر رسولؐ نے نوایا ہے
کہ جو شخص مرا اور ہم سے جسد ہوا

ایک باشد حسرتِ تقصیرِ فوت
 نیکن کوتاہی اور فوت برنے کی حسرت ہوگی
 کہ بدے زیں پیشِ تقلِ مقصد
 کہیں کامقصود کی طرف متفق ہو جائے نا پس ہے ہوتا
 ورتقی تا خانہ زو تر آمدے
 اور متقی تھا تو گمسر جلدی آجاسا
 دمبدم من پرودہ می افزودہ ام
 میں نے ہر وقت محاسب بڑھایا
 ایں حجاب و پرودہ ام کتر بے
 میرا یہ حجاب اور پرودہ بہت کم ہوتا
 وز کبر تم در اں چہرہ خشوع
 اور کبر سے عاجزی کے چہرے کو زخمی ذکر
 وز بلیسی چہرہ خوب سجود
 اور شیطن سے ہمد کے حسین چہرے کو
 برکن آں پر رہ پیمائے را
 راستہ طے کرنے والے پر ت آگماڑ
 بعد از اں در نوح آمدی گریست
 اٹکے بعد نوح شد مع کر دیا، رو پڑا
 ہر کہ انجا بود و گر یہ اش فگند
 وہاں جو بھی تھا اُس کو تڑا دیا
 بیجولے شد پشیاں می گریست
 بغیر حجاب (تھے) مشہور نہ ہو گیا، رونے لگا
 اوز غم پر بود شورانید مش
 وہ غم سے بھرا ہوا تھا میں نے اسکو جوش مار دیا
 اندراں ہر قطرہ دُر ج صد جوا
 ہر قطرے میں بیگزوں جواب درج تھے

[illegible]

دفتر پنجم

مشنوی مولانا روم

لے کرتے مولانا ناطق ہیں

جو تجائی کا رونا ہے اس کی
تائید محض دنیا تک نہیں بلکہ
عرشِ کتب سے ہے کرتے ہے
صدق - بنا دئی دے بے شک
فاق انا ما ہے عقل دہلے
الْقَلْبُ بِعَوْنِ الْوَحْشِ الْوَحْشِ
"دل خدا کا وحش ہے" تو
چرک کچھ دے دے عرش
حاشا مرے لئے لعلِ معطر
دل جو عرش ہیں وہی حاشا
ہوتے ہیں۔

لے بچہ جس طرح ادرت
و ادرت کا لعلق عالم بالا ہے
حقائک چاہا وہاں میں قیدی
ہیں جس طرح عقل اور روح
ہیں عالم بالا کی چیز ہے جو
انسانی دین کے کوڑیں ہیں
قیدی ہیں، جاہِ سفلی - ان دونوں
نے چرک عالمِ سفلی اور شہوانی
سے لعلق پیدا کیا لہذا جسم
کے کوڑیں میں بند کر دیے گئے
ہیں۔ سحر و ضد سحر - اب نیک
رنگ - انے ایجن تعلیمات نہیں
کرتے ہیں اور برے لوگ
بڑی تعلیمات حاصل کرتے ہیں
بے اختیار بین شوق سے مجبور
ہو کر

لے آسمان و زمین عقلِ شمع
سمجھاتی ہے کہہ جائے سحر
سمجھتی ہے اس ایک آسمان و
آرائش ہے کہ کھینچے والا ہو
فطرتِ استعمال کرتے ہیں
پھر جس جاودا کی گمان
کیسا کھینچے والا کا اختیار
فل جہاں لے لے لکھو دونوں
باقاعدہ نصرت ہے سبکیا -
انسان کے اندر کی خواہشیں

می چکیدا ز چشم او گریہ ناک
اس کی آنکھ سے تھی پیر آنسو نیک رہے تھے
گریہ با صدق بر جانہا زند
سجائی کے ساتھ رونا و دھون کو حاشا کر رہا ہے
گریہ بے صدق بے سوزش بود
بست ادنی رونا بغیر سوزش کا ہوتا ہے
گریہ بے صدق باشد بی فروغ
بست ادنی رونا بے نشروغ ہوتا ہے
عقل و دہا بے گمانے عرشید
عقل ابد دل بلا شبہ عرش ہیں

خاک گل می خد ز اشک سہناک
خوناک آنسو سے ہے جی کچھ جی نہیں
تا کہ چرخ و عرش را گریاں کند
حتی کہ آسمان اور عرش کو گرا دے
دیو و دوزں بر گریہ آتش خندان شود
کیونکہ شیطان اُن کے رونے پر ہنستا ہے
آں ندارد چربی مانند فروغ
اُس میں بھاجد کی طرح شمع نہیں ہوتا ہے
در حجاب از نور عرش میزند
دیر بردہ عرش نور کے ندید جیتے ہیں

نبیان آنکہ عقل و روح در آئے گل جسد و لیس بچوں ہار و مار و دیو و پریاں
اس کا بیان عقل اور روح جسم کی بچی پائی ہیں اس طرح قیدی ہیں جو چرخ کیادرت اور ادرت انہاں کے حق ہیں

بچو ہار و چو مار و آں دو پاک
دو دونوں پاک، ادرت اور ادرت کی طرح
عالمِ سفلی و شہوانی درند
دو عالمِ سفلی اور شہوانی میں ہیں
سحر و ضد سحر را بے اختیار
جادو اور اُس کا تو ذریعہ اختیار کے
لیک اول پسند بد بندش کو لیں
لیکن وہ شروع میں نصرت کریتے ہیں کہ خبر را
ما بیا موزیم ایں سحر اے فلاں
اے فلاں : ہم یہ جادو سکھاتے ہیں
کا امتحان را شرط باشد اختیار
آرائش کے لئے اختیار شرط ہے
میلہا بچوں سگانِ حفتہ اند
خواہشات، سوسے ہوسے کتوں کی طرح ہیں

بستہ اند ایں جا بچا سہناک
ہیں بچہ گرفتار ناک کوڑیں میں بستہ ہیں
اندریں چہ گشتہ اند از جرم بند
جرم کی وجہ سے اس کوڑیں میں بند ہو گئے ہیں
زیں دو آموزند نیکان و شرار
نیک اور بد ان دونوں سے سیکھتے ہیں
سحر را از مایہ موز و میں
جادو ہم سے نہ سیکھو نہ حاصل کر
از برائے استلا و امتحان
استلار اور آزمائش کے لئے
اختیارے نبوت بے اقتدار
بقدرت کے تیرے لئے اختیار نہیں
اندرا لیاں خیر و شر نہ ہفتہ اند
انکے اندر خیر اور شر پر مشہود ہیں

سحر ہے کہ کتوں کی طرح ہیں اس طرح کہ ان کی جڑیں اور ان کی جڑیں

چونکہ قدرت نیست خفتند این کدہ
چونکہ انجم میں قدرت نہیں ہے یہ گرد و سیاہوں ہے
تا کہ مُردارے در آید در میاں
یہاں تک کہ کوئی مُردارِ نچ میں آجاتا ہے
چوں در اں کوچِ خمے مُردار شد
جب اس گل میں کوئی مُردار مارتا ہے
حرصہائے رفتہ اندر کتمِ غیب
غیب کے پردے میں جتنی ہوتی حواس
موجھوئے ہرنگے دندان شدہ
ہر گتے کا روگنا روگنا دانت ہی گیا
نیم زیرِ شش جیلہ و بالِ اغضب
اُس کا آدھا بچلا حتہ جیلہ اور اوپر کا فتنہ ہے
شعلہ شعلہ میرِ سدا ز لامکان
لامکان سے شعلے ہی شعلے آجاتے ہیں
صد جنیں سگ اندر یں تن خفتہ
ایسے سینکڑوں گتے جس میں سوئے جئے ہیں
یا چو بازانت دیدہ دوختہ
یا آنکھیں بسے ہوئے بازوں کی طرح ہیں
تا گلہ برداری و بلیتِ شکار
یہاں تک کہ تو پاہنسا دے اور وہ شکار روکے
شہوتِ رنجور ساکن می بوو
بیمار کی خواہش جب تک کہ سکون میں ہوتی جو
چوں بہ پند نانِ سیدِ خریزہ
جب وہ مدنی اور صیب اور خربزہ دیکھتا ہے

ہمچو ہیس زم پارہا و تن زوہ
لکڑی کے ٹکڑوں کی طرح اور چپ ہے
نفعِ صورتِ حرص کو بد برسگان
حرص کے صورت کی آوازِ نگوں کو جھنڈ دیتی ہے
صد سگِ خفتہ بد اں بیدار شد
اُس سے سینکڑوں سوئے ہوئے گتے جاگ جاتے
تا ختن آور دسبر بر زرجیب
حلا آور ہوئیں اگر بیان سے سزا نکلا
وز بملے جیلہ دم جنباں شدہ
اور تہہ سیر کے لئے ڈس لائے
چوں ضعیف آتش کا اویا خطب
جس طرح کہ وہ آگ جو است و میں پالے
میر و دود و دود و لہب تا آسمان
دھواں اور لہب آسمان تک جاتی ہے
چوں شکارِ نیستِ شایں نہفتہ شد
چونکہ کوئی شکار نہیں ہے وہ چپے جئے ہیں
در حجاب از عشق صیدِ سوختہ
شکار کے عشق میں آدہ بردہ جئے ہوئے ہیں
انگہاں ساز و طواف کو ہما
اُس وقت ہماڑ کے چسکر کاٹتا ہے
خاطر اوسوئے صحت میر کو
اُس کا مزاج صحت کی طرف چلتا ہے
در مضاف آید مزہ و خوف بزہ
مزا اور بہہ میری کا خوف جگہ میں بہتا ہوگا

لے چکر ادا کیا کہ یہ مہما
کہ انیس بُرائی کی حالت نہیں
ہے بہت بُری صوبے چکر
بُرائی کا موقع حاصل نہیں
اُس لئے وہ قوتِ مونی ہوئی
ہے جب مرتعِ مرگ وہ قوت
بیدار ہو جائی چلتی دلاں
انسانی عواضوں کا کل
ہوئے لگوں کی طرح ہے اُن
کے سامنے جب کوئی مُردار
آجاتا ہے پھر اُن کا مانی گور
لے لے کر ہوئی اب لے لے کا
روگنا روگنا دانت ہی جاتا
ہے اور وہ جیلہ اور فتنے
پر جو جاتا ہے جتنی ضعیف
آگ کی اگر اندھ سے لے کر اُس
قدر سکون ہوتی ہے اور
اندھ سے لے کر جس قدر شعلہ
زبان میں جاتی ہے جتنی جنیں
انسان کے اندر کی جتنی جنیں
ان نگوں کی طرح مونی ہوئی
ہیں جب مرتعِ مذہب تہہ تہہ
پھر جتنی تیزی دکھتی ہیں۔
یا چو۔ ان بُری صحتوں کی
مثال نگوں سے ہے ر
یا اُس باز سے جس میں آنکھیں
دلی ہوئی ہیں لیکن شکار کے
عشق میں وہ دل سوختہ ہے۔
تا گلہ شکار کے وقت باز کے
مڑ پڑے ہوئی بہتری جاتی
ہے تو پھر وہ شکار روک کر
پھاڑوں کا پکڑتا ہے۔
لے شہرت، بچہ، بیلادی
کے دورانِ فتنہ فتنوں
کی شہرت و رفعت سکون
پذیر جوتی ہے یہ جہاد
مختلف فتنوں کو تہہ تہہ
وہ شہرت بیدار جاتی ہے۔

جوتی ہے جہاد جب ریاضِ مختلف فتنوں سے تو خواہش بیدار جاتی ہے ادا ہو کر کششِ مروت
ہو جاتا ہے کالے کوئی چاہتا ہے پھر روزِ تہا ہے کہ اگر کھاؤں گا تو جبہ پیری ہوگی۔

گر تو دجبار دیدن سوداؤست
اگر وہ صابر ہے تو دیکھنا اس کے لئے منیجہ ہے
ورنہ باشد صبر پس نادیدہ بہ
اگر صبر نہ ہو تو نہ دیکھنا بہتر ہے
باز گرد و گن حکایت را تمام
واپس ہو اور حکایت کو پورا کر دے
بشتوا کنوں تو ز طائوسں جو آ
اب تو سر سے وہ جواب سن

آں تہیج طبع مستش را نکومت
وہ بڑھینش اس کی سستہیت کے لئے بہتر ہے
تیر دور او لے زمر دے زہ
بغیر زہ کے آدمی سے تیر کا دور نہ بہتر ہے
تا چ گفت اندر جواش و اسلام
کہ اس امور نے اس کے جواب میں کیا کہا و اسلام
تا بدانی ہر کنونی را خطاب
تا کہ تو ہر کھلائی کا خطاب جان سے

جواب دادن طائوسں آں حکیم سائل را

مور کا اس سوال کرنے والے داتا کو جواب دینا

چوں زگریہ فارغ آمد گفت و
جب وہ امور روئے سے فارغ ہوئے اسے کہا
آں نمی بینی کہ ہر شو صد بلا
کیا تو یہ نہیں دیکھت کہ ہر صاحب بیکل و رنک
اے بساھیا بے رحمت ندام
بیشہ بہت سے ناترس مشکاری
چند تیر انداز ہر بالہا
بہت سے شیر انداز پردوں کے لئے
چوں ندام زور و ضبط خوشین
جب کہین طاقت اور اپنا بچاؤ نہیں رکھتا ہوں
آں بآید کہ شوم زشت و گریہ
یہ مناسب ہے کہ میں ہمت اور ناپسند بجاؤں
بزگنم پیر ہائے خود را ایک یک
میں ایک ایک کر کے اپنے پر فوجت ہوں
نزد من جاں بہتر از بال و پیر
میرے نزدیک جاننا بال اور پیر سے بہتر ہے

کہ تو رنگ و بوئے راستی گرو
کہ تو رنگ و بوئے راستی گرو
سوئے من آید پئے ایں بالہا
ان پردوں کی وجہ سے میری جانب آتی ہیں
بہر ایں پر ہا نہدیر سوم ظلم
ان پردوں کے لئے میری ہر جانب مال بھرتے
تیر سوئے من کشر اندر بوا
ہوایں میری جانب تیسرے چلاتے ہیں
زیں قضا و زیں بلا و زیں نقش
اس قضا اور اس بلا اور ان نقشوں سے
تا بوم ایمن دریں گہسار و تیر
تا کہ میں اس پہاڑ اور جنگل میں مضطرب ہواؤں
تا نیندازد بدامم ہر کلک
تا کہ کوئی سوسن جسے جان میں نہ پھاسے
جاں بساند باقی و تن ابرتر
جان باقی رہے گی اور جسم باقی ہے

۱۵ اگر تو اب اگر میں نہیں
میں صبر کا ماتہ ہے تو فتنوں
کا دیکھنا اس کے لئے منیجہ ہے
تا کہ اس کی خوشیں پیدا
ہو جائیں اور اگر وہ صابر
نہیں ہے تو اس کے لئے
مناسب ہے کہ وہ اونٹوں
کو ہی نہ دیکھ پائے۔

۱۶ بشتوا۔ اب نام حکیم
کو سونے جو جواب دہ سونو
اس نے کہا کہ اسے نامحوص
رنگ و روپ کا عاشق ہے
نہیں دیکھتا کہ یہ پیر
کے لئے قدر و صاحب کا ہے
ہیں۔ اتے بسا شکاری ہیرا
شکار محض ان پردوں کی خاطر
کرتے ہیں کوئی جان سے بچتا
ہے کوئی مجھے تیرے اڑتا ہے
۱۷ جن جگہ بھومیں ان
مصائب کے برداشت کرتے
کی طاقت نہیں ہے تو بہتر
یہی ہے کہ میں بد صورت
ہوں جاؤں۔ گہسار پہاڑ تیرے
جنگل کلک بنوس۔ نزد من
پردوں کے بچانے سے جان
کا بچانا بہتر ہے۔ ابرتر نام

ایں سلاح عجب من خدائے فتی
لے نوجوان! یہ میری خود پسندی کا اختیار ہے

عجب آرد مچھاں را صد بلا
خود پسندی خود پسندی سیکڑوں جیبتوں میں لٹکا کر رکھا ہے

در بیان آنکہ ہنر ہا و زیر کیا و مال دنیا پیمو بر طراوس و جان
اس کا بیان کر دینا کا ہنر اور ذرا نہیں اور مال موز کے برسوں کی طرح جان کے دشمن ہیں

اندر
انسان کے لئے وہاں مانتا ہے

پس ہنر آمد ہلاکت خام را
ہنر ناقص کے لئے ہلاکت ہے

کر پئے واند نہ بیند را
کیونکہ وہ دانہ کی وجہ سے جال کو نہ دیکھے گا

اختیار آں را نکو باشد کراؤ
اختیار اس کے لئے بھلا ہوتا ہے جو

مالک خود باشد اندر انفقوا
مالک خود ہونے کے لئے مانتا ہے

چوں نباشد حفظ و تقویٰ نہ ہا
جب نگہداشت اور تقویٰ نہ ہو

دور کن آلت بید از اختیار
آلہ کو بھینک دے

جلوہ گاہ و اختیار ام ایست
میری عود غنائی اور اختیار یہ ہے

بر گزینم پر را کہ در قصد سرت
میں پر آؤں کہ کیونکہ سرت کے لئے ہے

نیست انگار پر خود را بصور
صاحب اپنے (ہال) پر کو نیست سمجھتا ہے

تا پیش در فلکند در شر و شور
حتیٰ کہ اس کے پر شور و شر میں جتنا نہیں کرتے

پس زبانش نیست پر گو بر کن
فحاش کہ کوئی نقصان نہیں جو کہ بدوہ پر نہ ہے

گر رسید تیرے پیش آرد من
اگر کوئی تیرے آئے گا کہ وہ حال سامنے کر دے گا

لیکے بر من پر زبیا دشمنی ست
لیکن میرے لئے حسین پر دشمن ہیں

چونکہ از جلوہ گری صبر یک نیست
چونکہ خود غنائی سے بھج میں صبر نہیں ہے

گر بیدے صبر و حفاظم را ہبہر
اگر میرا صبر و حفاظت میرے رہبر ہوتے

بر فرودے ز اختیارم کز فرس
تو اختیار سے میری کز فرودے پر ہڑا دے

ہمچو طفلم یا چومت اندر رفتن
میں فتنوں کے سلسلہ میں بچے یا نہ کھڑے ہو

نیت لائق تیغ اندر دست من
میرے ہاتھ میں تلوار (تیغ) مناسب نہیں ہے

گر مرا عقلے بد سے متزجر
اگر میرے ہاں تک جانے والی عقل ہوتی

تیغ اندر دست من ہوئے ظفر
تو میرے ہاتھ میں تلوار کا میسالی ہوتی

عقل باید نورہ چوں کتاب
عقل اسوہ کی طرح نور ہونا چاہیے

تا ز ند تیغ کے نبود جز صواب
تا کہ ایسی تلوار نہ ہو جو ٹھیک ہی ہو

لے آؤں میرے یہ میرے
خود پسندی کا باعث ہیں
خود پسندی کے بل بوتے پر
جنت ہے۔ در بیان جس طرح
سور کے پڑائش کے حساب
کا سبب میں ایسی طرح دنیا
کے ہنر اور دنیا کی عقل ہیں
انسان کے لئے وہاں مانتا
ہے اختیار گناہ کے کر کے
اور نہ کر کے کا اختیار میں
شعش کے لئے مناسب ہے
جس میں تقویٰ ہواں اگر تقویٰ
نہیں ہے تو یہ اس کے لئے
اختیار باقی رکھنا مناسب ہے
ہے آلت یعنی وہ اسباب
ذرائع میں سے بڑی پر قدرت
خاص ہو سکے۔ جلوہ گاہ سور
لے کیا کہ میرے سرفروہ کے
اسباب میرے پر ہیں لہذا میں
انھیں ہی اختیار کرتے دیتا ہوں چونکہ
یہ طاقت کا ذریعہ اور سبب
ہیں۔ صبر۔ جوا پر اور تقویٰ
جو وہ ان اسباب کا کلام
سمجھ سکتا ہے۔ پس۔ صابر
اپنے صبر کے ذوال سے اپنا
بچاؤ کرے گا۔

لیکن ایک
چنے اور تلاش سے صابر
نہیں ہوں لہذا میرے پر میرے
دشمن ہیں اگر کہوے۔ اگر ان
صابر ہو کر کوئی پر قدرت
ہوئے ہوتے بڑی نہ کرنا
بہت افضل ہے۔ چھو میری
مثال بچہ کی ہے جس کے
ہاتھ میں تلوار دنیا کا سبب ہیں
ہے وہ اس کے لئے استعمال کر لگا
عقل باید نورہ عقل کے
میں دینی چاہئے تاکہ وہ تلوار کا

سے متاثر نہ ہو

لے چوں جبکہ جوہرِ مصل
نہیں ہی تو کبے اپنا بھائی
پڑکوس میں پھینک دینے
چاہئیں۔ چوں ندیم اگر
انسان میں خواہ سمجھنے کی
طاعت نہیں ہے تو دشمن
اتنی عوار جیوں کو اس کا عاتر
کردے گا۔ دھرم میں اپنے نفس
کو ذلیل کرنے کیلئے بڑا کھڑ
رہا ہوں۔ تاخود تاکہ کمال
اور کمال کے اعتبار ہی باقی
نہ رہیں۔ چوں جبکہ جوہرِ مصل
میں میری یہ مصلحت ہے
تو یہ جوہرِ مصل ہے۔
لے کر دھرم اگر جوہرِ مصل
پیش کی طاعت جوتی تو جوہرِ مصل
پر داکھا تا جوتی مریدم۔
جب جوہرِ مصل کے اعتبار
انتہا کر کے لاء ہے پھینکے کی
طاعت نہیں ہے تو ان اعتبار
ہی کو ختم کر رہا ہوں۔ تاخود
جب جوہرِ مصل طاعت نہیں کر
تو یہ اعتبار میرے خلاف نہیں
ہو سکتا۔ مگر ختم۔ اب جبکہ
اپنا دشمن میں خود ہوں تو جب
مکمل ہی جان میں جان ہے
میں بھائی رہوں گا کیوں اپنے
آپ کے گریز بہت مشکل ہے۔
لے کر دھرم۔ دوسرے سے بھاگنے
میں تو اس میں ہے جب وہ دھرم
ہو جائے تو ختم ہو سکتا ہے۔ مگر
لیکن چونکہ میں خود اپنا دشمن
ہوں تو یہ لاء ہم ہر وقت دشمن
سے بھاگتے رہنا ہے۔ لے کر دھرم
ذمیرے لئے ہندوستان میں
قرار میں ہے دشمن میں کیونکہ
میرا دشمن سایہ کی طرح میرے
ساتھ ہے۔

چوں ندیم عقل تابان مصلح
جبکہ میرے پاس روشن نفس اور رنگ نہیں ہے
درچہ اندازم کنوں تیغ و مخن
اب میں تلوار اور دھماں کنوں میں ڈال رہا ہوں
چوں ندیم زور و دیاری و سند
جبکہ میں زور اور مرد اور سبار نہیں رکھتا ہوں
رغمِ ایں نفس و قیچہ خوی را
اس بدخلعت نفس کی ذلت کے لئے
تاخود کم ایں جمال و ایں کمال
تاکہ یہ حشمت اور یہ کمال کم ہو جائے
چوں بدیر نیت خراشم بزہ نیت
جبکہ میں اس نیت کو نوح رہا ہوں کوئی گناہ نہیں
گر دھرم خوی ستیری داشتے
اگر میرا دل پر وہ پوش کی طاعت رکھتا
چوں ندیم زور و فرنگ و صلاح
جبکہ میں نے اپنے اندر زور اور دھماں اور رنگ نہ رکھی
تا انگر دو تیغ من اور اکمال
تاکہ میری عوار اس کا کمال نہ بنے
میگریزم تارگم جنبہاں بود
جبکہ میری نہیں حرکت کرتی رنگ میں بھائی دھرم
آنکہ از غیرے بود اور اقرار
جس شخص کو غیر سے بھائی ہو
مکہ خصم ہم منم اندر گریز
میں کو اپنا دشمن خود ہوں، بھائی میں
لے بہندست امین و لے در حقن
مکہ ہندوستان میں اس ہے اور دشمن میں

پس چرا در چاہ نہ اندازم صلاح
تو میں اعتبار کنوں میں کیوں نہ پھینک دوں؟
کایں صلاح خصم من خواہ دشمن
کیونکہ میرے دشمن کے اعتبار میں بھائی
تیغ و دستا ند و بر من زند
وہ دشمن تلوار جیوں لے گا اور میرا چارے گا
کو نبوشد زور خراشم زوی را
جو ختم نہیں بچتا ہے میرا پناہ نہ ہو
چوں ندیم زور کم اقم در وبال
جب وہ نہ ہو گیا تو میں اس کی دھم لے لیا ہوں
کر زخم ایں روی را پوشید نیت
کیونکہ تو چنے سے اس چہرے کی پردہ پوش ہے
روی خود کم جز صفا نفراشتے
تو میرا حشمت جوہرِ مصل کی قربی ظاہر کرتا
خصم دیدم زور و شکست صلاح
میں نے دشمن کو دیکھا خدا ہی اپنے اعتبار میں ڈالے
تا انگر دو جنبہ من بر من وبال
تاکہ میرا ختم بھائی پرواں نہ بنے
کے فرار از خوشن آساں بود
لیکن اپنے آپ سے بھائی کب آساں ہے؟
چوں از دہرید گیرد او قرار
وہ جب میں سے جدا ہو گیا تو شکست کو نہ چھوڑے
تا ابد کار من آمد خیر خیر
ہمیشہ کے لئے میرا کام ہو گا مگر اے خدا
آنکہ خصم اوست سایہ پوشتن
جس کا دشمن خود اس کا سایہ ہو

درِ صفتِ آں بیخوداں کہ از شمرِ خود و ہنرِ خود ایمن شدہ اند
 اُن بیکزودوں کا بیان جو اپنے شرارِ ہنر سے مفلوج ہو گئے ہیں کیونکہ وہ انقطاع
 کہ فانی اندر بقائے حق سبحانہ و تعالیٰ سے ہٹ چکے ہیں۔
 کی بقا میں فانی ہو گئے جس طرح کہ ستارے دن میں سورج کی روشنی
 اندر بروز در نور آفتاب و فانی را خوفِ آفت و خطر نباشد
 میں فانی ہیں اور فانی کے لئے آفت کا خوف اور خطر نہیں ہوتا ہے

چوں فناش از فقر پیرایہ شود
چون فقری را فنا پیرایہ شد
فقر پیرایہ فقر کے لئے فنا زینت بنی
شمع چون گرد زبانہ پاؤں سر
شمع جگر سرے پاؤں تک غصہ بن گئی
موم از خویش و ز سایہ در گرگیت
موم رستی اور سایہ سے جدا گئی
گفت از بہر فنایت نغم
میں نے کہا میں تجھے فنا کیلئے بنا یا ہے
اِس شمع باقی آمد منقض
باقی (باق) غصہ دانی ہے
شمع چوں در زار شد کئی فنا
شمع جب آگ میں پاؤں فنا ہو گئی
ہست اندر دفع ظلمت آشکار
تاریکی کو دفع کرنے میں دانی ہے
بر خلاف موم شمع جسم کا
جسم کے شمع کے موم کے برخلاف کیونکہ وہ
اِس شمع باقی و آں فنا نیست
شمع باقی رہنے والی ہے اور وہ فنا ہی ہے

ملک درگفت۔ جو مزد
لے کر بنواؤں میں سے
جنہوں نے یہ مزد
حق میں اس عرصہ
کا دیا ہے جس طرح
کے وقت سرحد کے
قبائل سے یہ چور
چپ تھا تو ان میں
جاتی ہے تو وہ
بے سارہ ہوتا ہے
محرم انھیں تھے۔

۱۴؎ فکونی کی چڑیا کا قصہ
انہی صفات، عادت و خلق میں
فنا کر چکے تھے، انہی صفات
کے اعتبار سے انھوں نے کفر
حاصل تھا، حضور کے لئے
باعثِ خوف و تیرا انھوں کی
خلق و وجود، خدا کی طرف
بے ساری توجہ تھی۔ جب شیخ
مجتہد شیعہ نے اسے دیکھا
تھا، اس نے یہ بتایا کہ وہ
شیخ کا مرنے والا ہے۔ اس
وقت کی کتبوں میں جو یہ
لکھا تھا، اس نے شیخ کو دیکھا
جس نے شیخ کو دیکھا۔
۱۵؎ وقت: شیخ سارے شیخ
سے کہا کرتے تھے، مجھے فنا کے
لئے بہت حد میں نے کہا کہ
اسی لئے یہ نہ ہو کہ ہوں۔
اگر خدا ہی نہ تھا، تو شیخ
حقیقۂ شریعہ ہے، عارضی اور
فانی، خداوندِ حقیقی نہیں ہے
شیخ جو ہے، شیخ جب اپنے
کو الگ سے ذکر کرتے ہیں تو
اس کا کوئی نشان باقی نہیں
رہتا، یہ ساری باتیں ان کا
ہے۔ بہت۔ نویبان اور
روحانی تہذیب، جو شیخ کا
شیخ کے لیے ہے، وہ الگ ہے

[illegible]

لے اپنی زبان جس طرح نہ
ہونے کے وقت انگ کے
نکلنے سے فنا کا سایہ دور ہو
جائے اسی طرح جب ما
میں نوحہ ہو جاتی ہے تو
فنا کا سایہ اس سے دور ہو
جاتا ہے۔ ابرہہ انگریزوں کی
ہے اس کا سایہ ہوتا ہے جاتا
نورضا سے اس کے ساتھ
سایہ نہیں ہوتا ہے۔ بخودی
جب جان مقام فنا حاصل
کر لیتی ہے تو اس کی کثافت
دور ہو جاتی ہے اور وہ چاند
کی طرح ہو جاتی ہے۔ آرزو
اگر روح میں کسی وقت خودی
کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو
اس میں آبرو میں کثافت پیدا
ہو جاتی ہے اور چاند رہتا ہے
اور اس نور بعض ایک خیالی
وجہ رہ جاتا ہے۔

۱۷۔ آبرو چاہے ابر میں طبع
چاند کا فضا پر کی وجہ سے گرد
پڑتا ہے اور چاند میں کا
چاند پہلی رات کا سایہ اندھونے
گھٹتا ہے۔ میں خودی کی صورت
میں نور جان کی کیفیت ہو جاتی
ہے۔ آبرو اور گرد کے چاہ
کی وجہ سے چاند کی ایک خیالی
صورت رہ جاتی ہے۔ یہ حال
جسم کے ابر کی وجہ سے نور کا
کا ہے گفت۔ یہ اشقانی
کا کرم ہو کر تن پرورد کو کش
نے اپنا دشمن قرار دیا اور ان کا
کے خدا کے دشمن ہونے کی
سنی نہیں ہے کیونکہ ان کی خصلت
دشمنی ہے۔ میں ہر وقت دو تو
مؤمن کے دشمن ہیں۔ اگر چاند
ہر دو مخالف کو اپنی دشمنی ہے۔

اپنی زبان آتشے چوں نور بود

کیونکہ یہ آتش کا شعلہ نور ہے

ابرہہ اس سایہ بیفتہ ریز میں

زین پر ابر کا سایہ پڑتا ہے

بخودی بے ابریت کا نیک خواہ

لے نیک خواہ بخودی بے ابر کے ہو جاتا ہے

باز چوں ابرے بیاید راندہ

بہر جب کوئی چلتا پھرتا ابر آ جاتا ہے

از تجاب ابر نورش شذیف

اس چاند کا نور ابر کے گرد سے گرد ہو گیا

منجبالے می نماید ز ابر و گرد

ابر اور گرد کی وجہ سے چاند ایک خیالی شکل بن گیا

نطفہ منہ بگر کہ انہم لطف است

چاند کی ہر باری رنگہ میں اس کی ہر باری ہے

مہ فراغت دارد از ابر و غبار

چاند ابر اور غبار سے پاک ہے

ابر مارا شد عدو و صمیم جاں

ابر ہمارے جان کا دشمن اور مخالف ہے

خور را پس پرورہ ز لے میکند

یہ پرورہ حور کو بڑھتی عورت بنا دیتا ہے

ماہ مارا در کنار عز نشانند

چاند نے ہمیں عزت کے پہلو میں بٹھا دیا

ابر را تباہے اگر بہت از مہ است

اگر کوئی روشنی ہے تو وہ ہمارے گرد سے

۱۸۔ آبرو دیکھ دالے کا دشمن ہے کیونکہ اس کا سایہ چاند کو چھایا

ہے۔ حور نامہ یہ ابر ہمارے نظر میں ایک خوب صورت چیز کو بنا دیتا ہے اس چاند کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا

ہے۔ زلال۔ بڑھتی۔ آہ۔ خدائے عالمے دشمن کو اپنا دشمن قرار دیکر ہمارے عزت افزائی کی ہے۔ ابرہہ انگریزوں کی

سایہ فانی شدن زود و نور بود

فانی ہونے کا سایہ اس سے دور ہے

ماہ را سایہ نباشد ہمنش

سایہ چاند کا ہمنشین نہیں ہوتا ہے

باشی اندر بخودی چوں قرص ماہ

تو بے خودی میں چاند کی طرح ہو گا

رفت نور از مرخیالے ماندہ

چاند کا نور چلا جائے (اس کا) ایک خیالی رہ جائے گا

چوں ہلاے گشتاں بدر ز شرف

دو جدھر کی بڑھتی بدر کی راکھ چاند کی طرح ہو گیا

ابر تن مارا خیال اندیش کرد

جسم کے ابر نے ہمیں خیال کرنے والا بنا دیا

کہ گفت او ابر مارا عدوت

کون سے کہہ دیا کہ ابر ہمارے دشمن ہیں

برف از چرخ دار و در مدار

چاند کا محور آسمان کی ہندی پر ہے

کند مہ را ز چشم ما نہاں

کیونکہ وہ چاند کو ہمارے نظر سے چھپا دیتا ہے

بدر را گم از ہلاے می کند

چاند کو ہمیں گم ہلاے میں کیونکہ

دشمن مارا عدوئے خوش خواند

ہمارے دشمن کو اپنا دشمن کہہ دیا

ہر کہ مر خواند ابرا او کہ مر است

جو ابر کو چاند کہے، وہ گمراہ ہے

۱۹۔ آبرو دیکھ دالے کا دشمن ہے کیونکہ اس کا سایہ چاند کو چھایا

ہے۔ حور نامہ یہ ابر ہمارے نظر میں ایک خوب صورت چیز کو بنا دیتا ہے اس چاند کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا

ہے۔ زلال۔ بڑھتی۔ آہ۔ خدائے عالمے دشمن کو اپنا دشمن قرار دیکر ہمارے عزت افزائی کی ہے۔ ابرہہ انگریزوں کی

نورِ مہر برابر چوں منزل بُشد
چاند کا نور پند کہ ابر پر چڑھ گیا ہے
گرچہ ہم رنگ مہر آؤد و لُتی ست
اگرچہ چاند کا رنگ ہے اور صادقِ رنگ
وَر قیامت مہر و مہر معزول بُشد
قیامت میں چاند اور سورج معزول ہو گئے
تا بداند ملک را از مُستعار
تاکر عیلت کی چیز کو مانگی ہوئی ہے مٹا کر کے
دایہ عاریت بُود و رفتے سر چار
دایہ تین چار روز کے لئے عاریت ہوئی ہے
پیرِ مین ابرست پر دستِ کُشف
میرے پیر ابر ہیں اور پردہ اور عیلت ہیں
بزرگم پیرا و لطفش را ز راہ
میں پروردگار اس کے لطف کو راست سے ہٹا کر
من نخواہم دایہ مادرِ خوشترست
میں دایہ نہیں چاہتا ماں بہتر ہے
من نخواہم لطفِ مہر از واسطہ
میں چاند کا لطف بالواسطہ نہیں چاہتا ہوں
یا مگر ابرے بگیرِ دُخوی ماہ
یا ابر چاند کی غفلت حاصل کر لے
صورش بنماید و در وصفِ لا
وہ اپنی صورت "لا" کی صفت میں دکھائے
آں چنان ابرے نباشد پُرزدہ
ایسا ابر حجاب نہیں ہوتا ہے

رُوی تا کیش ز مہر مُبدل بُشد
اس کا تار یک چہرہ چاند کی وجہ سے تبدیل ہو گیا
اندر ابرائ نور مہر عاریتِ ست
ایک، ابر میں چاند کا نور عاریت ہے
چشم و راصل ضیا مشغول بُشد
آنکھ اصل روشنی میں مشغول ہو گئی
وین رُباط فانی از دالِ القرا
اور اس فانی رُباط کو ہمیشگی کے گھر
مادر امارا تو گیر اندر کنار
لے آئی، تو میں گھر میں لے لے
زالعکاس لطفِ حق شد و لطیف
اللہ کے لطف کے ٹھکانے ہونے سے وہ لطیف بن گیا
تا بدینیم حسن مہر را ہم زماہ
تاکر میں چاند کا حسن چاند سے دیکھوں
موسمِ من دایہ من مادرست
میں موسمی ہوں، میری دایہ ماں ہے
کہ ہلاک خلق شد ایں رابطہ
کیونکہ یہ واسطہ لوگوں کیلئے ہلاکت کا سبب بن گیا
تا نگر دوا و حجاب رُوی ماہ
تاکر وہ چاند کے چہرے کا پردہ نہ بنے
ہمچو جسمِ انسبیا و اولیا
جس طرح کہ انبیاء اور اولیاء کا جسم ہے
پُرزدہ در باشد بمعنی سُو مُند
حقیقتاً پُرزدے کو چاک کر دے (اور) مفید ہو کر

۱۔ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ جو
در وطن کا سایہ اور ملک ہے
گوجہ ابر کو اگرچہ چاند کی روشنی
مائل ہوگی جس طرح چاند
ہے، اسی طرح جب مہر
قائم ہو جاتی رہ جائے گی
جب سب کچھ ابر کے سایہ
کو دور کر دیں چاند کا چہرہ
عاریت ہو جائے گا۔
۲۔ دایہ: دایہ چہرہ کی جگہ
وین: فانی، فانی کا لفظ
ہے، مادر: میں حضرت حق
قائم ہیں کی ہر حالت میں
مائل ہے، چہرہ: چہرہ
مقابلہ کے معنی دایہ کی طرف
صدورِ حق سے میرے لئے ہے
اگرچہ جس میں اُن کو دور
کے لئے چاند کے حسن کو
راست نہ کرنا چاہتا ہوں۔
۳۔ من: خود، یہ عاریت صفت
ہے کہ کہیں جہاں میں ہوں
صفت ہوں میں دایہ کو فرشتہ
نہیں ہوں براہ راست ماں
سے مستقیم ہونا چاہتا ہوں
۴۔ رابطہ: میں لطف ہر کے
ذریعہ ہے کہ چہرہ نہیں چاہتا
ہوں براہ راست جس کو چہرہ
چاہت ہوں، لطف: ہر جس
کو روک تھام ہوئے ہیں۔
۵۔ پُرزدہ: اُن کے حق سے
براسطہ مستغفرا ہو جائے
سین کے ذریعہ جو باقی
باشد ہو تاکہ وہ حجاب نہ
ہو کہ جس کو قیاس میں
وجود نہ باشد ہوا و زمین
قائم کے اعتبار سے فانی ہو

لے آن چنان شیخ ۳۵

اگر ہے کسی ایسا ابر ہے جو
آسمان کے ہرنگ جو چکا تھا
باش برقی نظر کہیں بھی ادا
نظروں سے غائب تھا جیسا کہ
آنحضرت کے اہل شجر و بیخ کو
ہر چکا ہے جو پہلے ذکر کر دیا
گیا ہے۔ خود اہل جہنم ہی ابر
تھا جس میں میں ابر کی صفات
پائی تھیں جب عاشق صبر
کر لیتا ہے قوس کے سر کی
بھی میں حالت ہو جاتی ہے کہ
بنا جہنم ہے لیکن ابر جہنم
نہیں ہے۔

۳۶ پتہ یہ بھی ہو کہ مقدر کو
کو بر سے پتہ چر نہیں دی
مقرر نہیں ہے کہ کون سے
فیہلف انداز ہوتے ہیں اور
سرسے میری بیانی اور سبب
اور جو کہ عاشق ہے جہاں
فدا ہو۔ دوسروں کے خلاف
کی خاطر جان قربان کرنا بہت ہی
ہے۔ چیں دینا اور ان کیلئے
سفر نہ میں مقرر ہیں۔
پانے اگر لوگوں کی سبب
و آئین چاہتا ہے تو ان
دینا واروں کی خاطر ہے آپ
کو مردار بنائے جو کسی طرح
مناسب نہیں ہے۔

۳۷ پتہ۔ حضرت حضرت نے
سالم کشتی کو بھی ہے میدان
بنایا تھا کہ وہ دنیا داروں
کی دوست برد سے محفوظ رہے
سے۔ فقر تو ہی۔ آنحضرت نے
فقر کو اپنا فقر اس لئے قرار
دیا ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے

آں چناں کا ندر صباح روشنی

جس طرح کہ روشنی کی سی میں
موجود پیغمبری بوداں سقا
وہ سیرانی پیغمبر کا مسمدہ تھی
گشتہ ریزاں قطرہ قطرہ از سما
نورین آسمان سے ٹپکیں
بود ابر و رفتہ از مے خوی ابر
اگر تھا کیسی اس سے ابر کی صفت جاتی رہی
تن بود اتانی گم گشت ازو
جسم ہوتا ہے لیکن صیت اس سے تھا ہوا کی

پتہ پتہ غیر ست سر از بہرین
پتہ پتہ کے لئے ہیں، سر میرے لئے ہے
جاں مدا کردن برائے صید غیر
دوسرے کے شکار کے لئے جان قربان کرنا
ہیں مشوچوں قندیش طوطیاں
خبردار! ایسا نہیں ہے کہ طوطیوں کے لئے شکر
یا پائے آہستہ و شاباش و خطا
یا آہستہ اور شاباش اور خطا کے لئے
پتہ حضرت کشتی برائے اس کشت
حضرت نے کشتی اس لئے توی
فقر فخری بہر آن آمد سنی
فقر میرا فقر ہے۔ اسی لئے بہتر بنا
گنہارا در خرابی زان نہند
خواروں کو دینے میں اسی لئے رکھے ہیں

قطرہ می بارید و بالا ابرنی
بارش ہو اور ابر ابر نہ ہو
گشتہ ابر از مخو ہرنگ سما
فنا کی وجہ سے ابر آسمان کا ہرنگ ہو جاتا
گفتہ آمد شرح آں در ماجرا
اس کی تشریح پہلے گذر چکا ہے
ایں چنین گرد و تن عاشق بصر
عاشق کا جسم صبر کے دریا ایسا ہی ہو جاتا ہے
گشتہ مبدل رفتہ از مے نگاہ
وہ تیرن ہر گاہ اس کا رنگ ہو جاتا رہا
خانہ سمع و بصر استون تن
(دوسرے سمع اور بصر کا خانہ ہے اور اہم کا سون)

کفر مطلق داں و نو میدی زخیر
پورا کفر اور غیبر سے نا امید
بلکہ زہرے خوشوائیں از زیاں
بلکہ زہر تھا، قصبان سے محفوظ ہو جا
خوشین مردار کن پیش کلاب
اپنے آپ کو کتوں کے سامنے مردار بنا دے
تا کہ آں کشتی ز غاصب باز است
کہ وہ غاصب و بادشاہ سے بچ گئی
تا ز طماعاں گریزم در غنی
تا کہ لوہے سے (ادھ) فنی کی جانب گزر کر لوں
تا ز حرص اہل عماراں وارہند
تا کہ آبادی والوں کی حرص سے نہات پانچیاں

السان لایکی چروں سے محفوظ رہتا ہے۔ مجھتا۔ عزاداران میں اسی لئے مدعو کرتے ہیں تاکہ وہیں
وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔

پڑتانی کس دروغلو گنہین
نور نہیں کھا سکتا ہے نہ غفلت اختیار کرے
زانکہ تو ہم لقمہ ہم لقمہ خوار
کوئی تو لقمہ بھی لے اور لقمہ کھا بیوا بھی ہے

تا نگر دی جملہ خرچ آن لیں
تا کہ تو اس اور اس کا خرچ نہ ہے
آکل و ماکول لے جان مشاغل
لے جائے ہوش کر: کوٹھنے والا اور غلہ ہے

دربیان آنکہ ماسولے اللہ تعالیٰ ہر چیزے آکل و ماکول
اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کے ملازم ہر چیز کے لئے والی اور خدا ہے اس
ہیچو آں مرغے کہ قصد صید ملخ میسر و بصد ملخ مشغول بود
پرند کی طرح جو مڈھی کے شکار کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور مڈھی کے شکار میں مشغول
و غافل بود از بازگرسنہ کہ از پس تفای او قصد صید او
ہوتا ہے اور اسی جمعہ کے بارے میں غافل ہوتا ہے جو اُس کے پس پشت اُس کے شکار کر لے گا
داشت اکنوں اے آدمی صیاد آکل از صیاد و آکل خود
ارادہ رکھتا ہے اب اسے کھانڈے شکاری انسان اپنے شکاری اور کھانڈے مصلحت نہ
ایمن مباحش کا اگرچہ نمی بینی اش بنظر چشم بنظر دلیل و
ہی کوئی اگرچہ تو اس کو آنسو کی بجائے نہیں دیکھتا ہے دلیل اور محبت کی
عبرتش می بین تا چشم تیرہ باز شود انشا اللہ تعالیٰ
نظر سے دیکھ لے تاکہ تیرا ہی بے غور آنکھ کھل جائے اگر خدا چاہے

مرنگے اندر شکار کر مر بود
ایک چھوٹا سا پرند کھانڈے کے شکار میں مشغول تھا
آکل و ماکول بود او بے خبر
وہ کھانڈے والا اور لقمہ کھاتا اور بے خبر تھا
دزد گرچہ در شکار کا لہ است
چروا اگرچہ سامان کے شکار میں پھونک رہا ہے
عقل او مشغول زخمتِ قفل در
اُس کی عقل سامان اور دروازے کے قفل میں مشغول
اوچناں غرق ست سودائے خود
و اپنی دھن میں ایسا غرق ہے

گرہ فرصت یا اورا در بود
قی کو موقع ملا وہ اس کو اچانک سے گئی
در شکار خود ز صیاد در
اپنے شکار میں، دوسرے شکاری سے
شخصہ باخصما نش در دنیا لہ است
کو تو ان سے اُنکے دشمنوں کے اُنکے دل سے
غافل از شخصہ است از او محرم
وہ کو تو ان اور صیاد کی آہ سے بے خبر ہے
غافل ست از طالب جو یا خود
کہ اپنے طالب اور جو یا سے غافل ہے

لہ بخت فی سندر اگر مر ہے
پرند کھانڈے کے قریب غفلت
انتہا کرے کہ مرود لہ
کو موقع ہی نہ رہے اور دوسرے
بعض نہ کو جائیں تاکہ جو
مصلحت دوسروں کو ملے تاکہ
وہ خود بھی بھٹس جانا سکے تاکہ
کی ہر چیز دوسرے کا شکار
اور دوسرے کو غفلت لے
والی ہے۔

دربیان تارکوت
میں تارکوت بھٹتا رہے ہر چیز
دوسری چیز کو کھاتی ہے اور
پھر کھانڈے والی چیز دوسری چیز
کی غفلت میں جاتی ہے تاکہ چڑیا
کھانڈے کا شکار کرتی ہے اور
اس سے غافل ہے کہ کھانڈے
کا شکار کرنے کی نگرانی ہے
جو انسان شکاری دوسرے کو
کھانڈے والے سے غافل ہے
کھانڈے والے سے بے خبر نہ
ہوتا ہے اپنے خود ہی کو کھانڈے
والا اور جو نظر نہیں آتا ہے
لیکن اُس کو غفلت کی آنکھ سے
دیکھنا پڑے گا۔

آجی بزم کرے کوٹھ
بنا رہا تھا لیکن وہ خود ہی کی
خوارک تھا جس سے وہ غافل
تھا آجی چرمساں کے کپڑے
ہے اور کو تو ان چرمسے لپٹے
ہے شمع کو تو ان آہ سوخا
یعنی مظلوم کی ہمت کی جگہ
آؤ چناں چہ را اپنی دھن میں
اس قدر شغول ہے کہ اپنے
دھن سے بالکل غافل ہے۔

لے کر خیش۔ اگر گھاس

یا ناہنم کوئی سے تیرین

کا صدہ اس کو بھم کر داتا ہی

قرآن۔ خدا کے حادہ چیر

دوسرے کو تارقی ہے اور

اس کو دوسری چیز کو تارقی

ہے۔ وہ کہنے کے لئے کہ

شان ہے کہ وہ دوسرے کو

خدا کا کہ ہے خود خدا سے

یہ ناسے سے کہ وہ

دینا کی کوئی چیز کے لئے

والے سے نہیں ہو سکتی

ہے۔ اس۔ ان کی چیزوں

کا یہی فنا سے نہیں رہتا

بڑی ہیست۔ اس کے لئے

معاویہ اللہ کی جانب سے

ضروری ہے۔ جیسے۔ یہ

بات صرف آویات ہی

نہیں ہے۔ بلکہ یہاں

دوسرے خیال کو کہ جانا

لے کر تانی انسان ہوا

وہ خدا سے کسی طرح

نہیں جاتا ہے۔ اگر انسان

کو تم کرنے کے لئے

جو تہا ہے تو وہ خیالات

شہد کی تمہیں کی طرح

ہے۔ اس میں جو کسی

نکرم میں ہمارا رہی

اس کے پانی سے باہر

برہن کو جٹ جائیں

زبور انسانی خیالات

خوش میں مبتلا رہتا

ایک خیال کو ایک جانب

کھینچے تو دوسرا خیال

دوسری جانب کھینچ

لے کر تانی انسان کو

وہی چیزوں سے خیالات

گر خیش آب زلالے میخورد

اگر گھاس نیر پانی چیتی ہے

اکل و مالول آمدان گیاہ

وہ گھاس مکھنے والی اور خدا ہی

وہو یطعمکم ولا یطعمہ چو اوست

جو کو وہ تمہیں خدا سے اور کھانا نہیں

اکل و مالول کے لیکن بود

کھانا اور خدا جہانے والا کہ نہیں

امن مالول جذب با تم مست

کھانے کا تیرا اس کا اطمینان

ہر خیالے را خیالے میخورد

ہر خیال کو ایک خیال کھاتا ہے

تو نتانی کر خیالے واری

تو نہیں کر سکتا کہ خیال سے

نکر زبور ست آں خواب

میر خیال شہد کی تمہیں ہے

چند زبور خیالی در پرد

خیال کی بہت سی تمہیں

کترین اکلاست اس خیال

یہ خیال کھانے والوں

ہیں گریز از جوق اکال غلیظ

خبردار! بھاری نیاہ

یابوئے آنکد او اس حفظ

یاس کی جانب میں نے

یاس کی جانب میں نے

یاس کی جانب میں نے

یاس کی جانب میں نے

یاس کی جانب میں نے

یاس کی جانب میں نے

یاس کی جانب میں نے

یاس کی جانب میں نے

یاس کی جانب میں نے

یاس کی جانب میں نے

یاس کی جانب میں نے

معدہ حیوانش در پے میچرد

بعد میں اس کو حیوان کا

ہمچیں ہر ہستی غیر الہ

خدا کے ہوا ہر موجود الہ

نیست حق مالول اکل لحم میت

تو اٹھ (اس لئے) خدا اور گوشت

زاکلے کا ندر کیس ساکن بود

اس کا ہوا اسے ہر جگہ

ر و بدان در گاہ کو لا یطعم

اس درگاہ میں ہر جگہ

نکر آں فکر دگر رامی چرد

اس کا فکر دوسرے فکر

یا بچپی تا ازاں بیرون جہی

یا سو جائے، تاکہ اس سے

چوں شوی بیدار یا زید ذباب

جب تو جاگے گا پھر بھی

میکشد ایں سودا کسومی برد

ادھر کہ پہنچیں ہیں اور

واں دگر ہا را شناسد و الجلال

دوسرے (کھانے والوں) کو

سوئے او کہ گفت مستیتم

اس کی جانب میں نے

گر تانی سوئے آن حافظ

اگر قاض حفاظت کر

اگر قاض حفاظت کر

اگر قاض حفاظت کر

اگر قاض حفاظت کر

اگر قاض حفاظت کر

اگر قاض حفاظت کر

اگر قاض حفاظت کر

اگر قاض حفاظت کر

اگر قاض حفاظت کر

اگر قاض حفاظت کر

اگر قاض حفاظت کر

دستِ رامپار جُز در دستِ پیر
شیخ کے ہاتھ کے سوا کسی کا ہاتھ نہ پکڑو
پیر عقلتِ کود کے خور کردہ است
تیری عقل کے پیر نے بچکا نہ عادتِ دل لی ہے
عقلِ کامل را قریں کنی باخرد
عقلِ کامل کو عقلِ کامل سے متعلق ہے
چونکہ دستِ خود بدستِ اونہی
جس کا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دے گا
دستِ تو از اہلِ اس بیعت شود
تیرا ہاتھ اہلِ بیعت کے ہاتھوں میں ہو جائیگا
چو شِ بدادی دستِ دُر دستِ پیر
جب تو نے اپنا ہاتھ شیخ کے ہاتھ میں پکڑا دیا
کوئی وقتِ خویش سے مرید
اسے مرید ! وہ اپنے وقت کا ہی ہے
در حدیثِ شری حاضر ہیں
قرآن و حدیث میں پہنچ گیا
پس زردہ یارِ مبشر آمدی
تو "عشرہ مبشرہ" صحابہ میں سے ہو گیا
تامینتِ راستِ آید زانکہ مرد
تاکہ (خدا کی) امنیت میں ہو جائے کیونکہ مرد
ایں جہان واکں جہاں با او بود
یہ جہان اور وہ جہان اس کے ساتھ ہو گا
گفت اَلْمَوَدَّۃُ مَعَ مَحْبُوْبِهِ
فرمایا : اَللّٰہ اُس اپنے محبوب کے ساتھ ہے

حق شدتِ اس است اور از تنگبر
اُس کے ہاتھ کا اقتدار ہاتھ پکڑنے و چھوٹانے کا
از حوائسِ کاندہ پروردہ است
اُس نفس کے رُوس کی وجہ سے جو پروردہ میں ہے
تا کہ باز آید خرد زانِ خوی بد
تاکہ عقلِ افسانہ کی عادت سے آزاد آجائے
پس ز دستِ اکلاں بیرونِ جہی
تو کھلنے والوں کے ہاتھ سے باہر نکلتے ہو گے گا
کہ ید اللہ فوقِ آید بخیر بود
کہ جس کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے
پیرِ حکمت کو عظیمِ ست و خیر
وہ پیرِ حکمت ہے کیونکہ وہ دانایا اور باخبر ہے
زانکہ زو نور نبی آید پدید
کیونکہ اُس سے نبی کا نورِ حکمت ہے
واں صحابہِ بیعتی را ہم قریں
اور اُن بیعت کرنے والے صحابہ کا ہم قریں بھی بنے گا
ہموزِ زردہ دہیِ خالصِ شری
خالص سونے کی طرح تو خالص ہیں گویا
با کسے جُفت کوراد دستِ کرد
اُس کا ساتھ ہے جس کو اُس نے دستِ بنا دیا
وہیں حدیثِ احمد خوشِ خوب بود
یہ خوش خلق، احمد کی حدیث ہے
لَا يَفْلُقُ الْقَلْبُ مِنْ مَحْبُوْبِهِ
قلب اپنے مطلب سے جدا نہیں ہوتا ہے

رہ جس لذن کا وہ تھا۔ گفت: حدیثِ شریف ہے: اَلْمَوَدَّۃُ مَعَ مَنْ أَحَبَّہُ "اَسان اُس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ یہ حکم دینا اور آخرت دونوں کے لئے ہے۔

دستِ سب سے بزرگ
ہاتھِ حقیت سے بڑھ کر
بہرہ دارِ کمال سے بڑھ کر
اللہ کی رستگاری حاصل ہے
پیرِ حقیقت سے ہی عقل
عادتِ رکعت سے کیونکہ وہ
پیرِ تہذیبِ نفس کے رُوس میں
ہے عقلِ کامل۔ تو پیرِ عقل
کو شیخ کی محبت و دست
کرنا، وہ بچکا نہ عادت
بجز اسے کہ جو حکمِ ربّ اور
شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے گا
دو گے براہِ راست دلی چہا
سے بچا جائے گا۔
اللہ جنتِ مدنی۔ جب تو
شیخ کی محبت کا پابند بنے گا
تب تجھے خیرِ ہر گز ہوگا
ہے، تو شیخِ زود کو نبی کا
پر تو حاصل ہوتے ہے۔ اور
محبوب۔ جس کے ہاتھ میں
آنحضرت نے بیعتِ اربعین
لی اور اُن سے بیعت کرنے والے
کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ قرار دیا
شیخ سے بیعت کرنے کے
بعد تجھے بھی دس بیعت
حاصل ہو جائے گی جیسی بیعت
الرفضان کرنے والوں کو
حاصل ہوئی تھی۔ اور وہ بیعت
عشرہ مبشرہ وہ ہیں بھی جو
آنحضرت نے ان کی زندگی پر بیعت
کی اور ان پر عفو و رحمت
تعلیمِ حضرت زکریا حضرت یونس
حضرت ابراہیم بن مہدی
حضرت ابراہیم حضرت مشہور
ہیں وہاں حضرت تہذیب ہیں
وہ قریں۔ وہ خاص ہیں، چنانچہ
ہے جتنا ہے سے کسی ذرا

گر لڑ گز خوارست آں گندہ دل
اگر وہ گندہ دہن گر کھائے والا نہ ہوتا

گویدے کز زانیم تو وارہاں
تو کھتا بجھے کوتے ہیں سے نجات دہرے

مناجات

اے مُبدل کردہ خاکے را بنزر
اے وہ جس نے مٹی کو سونا بنایا
کار تو تبیل اعیان و عطا
تیرا کام موجودات کو تبدیل کرنا اور عطا کر
سہو و لیاں را مُبدل کن بعلم
میرے سہو اور بھول کو علم سے تبدیل کر دے
اے کہ خاکِ شوره را تو جان کنی
اے وہ کہ تو غوری زمین کو روئی بنا دیتا ہے
اتنے کہ جانِ خیرہ را رہبر کنی
اے وہ کہ تیرا گندہ کو رہبر بنا دیتا ہے
اے کہ خاکِ تیرہ را تو جان ہی
اے وہ کہ تو ایک نیک کو جان عطا کرتا ہے
شکر از لمیہ میوہ از چوب لری
نے سے شکر اور لکڑی ہے چوبل پیدا کرتا ہے
گل ز گل صفوت دل پیدا کنی
ہفت سے چوبل دل میں اخص پیدا کرتا ہے
میکنی جزو زمین را آسمان
تو زمین کے جزو کو آسمان بنا دیتا ہے
ہر کہ سازو زمین جہاں پ جیا
جواس دیا کو آپ جیات بنا تا ہے

خاک دیگر را بگردہ بوالبشر
دوسری مٹی کو ابراہیم بنایا
کار من سہو ست نیان خطا
میرا کام سہو اور بھول اور خطا ہے
من ہجہ عظم مرا کن جسہ و علم
میں مجھ عظمیٰ مرا کن جسہ اور علم بنا دے
وے کہ نانِ مُردہ را تو جان کنی
اے وہ کہ تو مُردہ روئی کو جان بنا دیتا ہے
وے کہ بے رہ را تو پیغمبر کنی
اے وہ کہ تو راستہ نہ دیکھے ہوئے کو پیغمبر بنا دیتا ہے
عقل جس و روزی ایمانی ہی
عقل اور جس اور روزی اور ایمان دینا ہے
از منی مُردہ ست خوب آوری
مردہ منی سے حسین معشوق پیدا کرتا ہے
پیر را بخش ضیا و روشنی
چربی کو نور اور روشنی بخش دیتا ہے
میفرانی در زمین از اختران
ستاروں سے زمین میں اور انیس کر دیتا ہے
زود ترش از دیگران آید ممتا
اُس کو دردوں سے پہلے موت آجاتی ہے

اس سے مراد یہ وہ ہیں جو زمین سے پیدا ہوئے اور پھر انکو آسمان پر اٹھا دیا گیا یا انکو صراج لکڑی کی بجائے مسدود
کوہ فارات جزیرے سے اٹھے اُنھے آسمان پیدا فرمایا جتنی آبی ستاروں کی تالی سے زمین میں پیدا و اتر گئی ہے۔
برکہ جن جن دنیاوی زندگی کو ختم ہائے کمال سمجھتا ہے اُس کی موت سے پہلے آجاتی ہے۔

سے حرکت نہ کرے۔ اگر وہ گرد کھائے
والا نہ ہوتا تو یہ دھا کرنا بجھے
کوتے ہیں سے نجات دہرے۔
اے جنت

حق تعالیٰ کی قدرت ہے کہ
اُس نے مٹی سے سونا بنا دیا
اور مٹی سے حضرت آدمؑ اور نوحؑ
کو پیدا کر دیا۔ اگرتو انا تھتے
کام نہ تھیں کرنا اور انسان کا
کام بھول اور غلطی ہے۔ سہو
لیکن اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے
کہ وہ ہماری بھول کو علم سے
تبدیل کر دے اور ہمارے غلط
کو بُرو باری سے بدل دے۔
اے خاکِ شوره۔ اللہ تعالیٰ
کی قدرت ہے کہ غور زمین
مٹی وہ خاک و تپا ہے جس سے
روئی تیار ہوتی ہے اور وہ
روئی کو انسان کی جان میں
تبدیل کر دیتا ہے۔

اے کہ خاکِ تیرہ را تو جان ہی
اے وہ کہ تو ایک نیک کو جان عطا کرتا ہے
شکر از لمیہ میوہ از چوب لری
نے سے شکر اور لکڑی ہے چوبل پیدا کرتا ہے
گل ز گل صفوت دل پیدا کنی
ہفت سے چوبل دل میں اخص پیدا کرتا ہے
میکنی جزو زمین را آسمان
تو زمین کے جزو کو آسمان بنا دیتا ہے
ہر کہ سازو زمین جہاں پ جیا
جواس دیا کو آپ جیات بنا تا ہے

لے تیرا دل جو میں میں
بمیر سے آسمان کو پہنچے
اُس کو کھانے کا کرباں ہے
وقت قدرت و صف ہر وہم
ہے تھپ تھپان عاکہ بالکے
نظر ناز میں اجسام کی تبدیلی
ہے اور ایک عالم کی گہری
ہے۔ تو ازل میں تبدیلی کی
دلیل ہے کہ انسان ابتدا میں
عناصر اربعہ سے کوئی نہ تھا
اگر وہ اس حالت میں دست قر
اُس کو جس تقریر کا ارتقا
رتبہ کیے تھا۔ ازل قبل۔ اللہ
تعالیٰ نے اُسکے پہلے وجود کو
جملہ روم اور وجود و حیات
کو دیا۔
تھے تجھیں۔ وجود کی تبدیلی
کے کو کھو رہے ہیں۔ آں
مبتدل۔ انسان کی توحید کا
نقشہ ہے کہ وہ تبدیلی کرنے
والی ذات ہے۔ نظر کئے تبدیلی کے
اور ماضی و مستقبل پر نظر رکھنا
انسان کو جس ذات سے دور
کر رہتا ہے۔ واسطہ مجھ رہے
حالات میں جس قدر واسطوں کا
اضافہ ہوتا ہے تو ذوق وصل
میں کمی آتی ہے۔ از سبب
از سبب اور میں معلوم کرنے
سے وہ حیرت ہو جاتی ہے
جوانی کو باوجود خلا وندی
میں پہنچاتی ہے۔
۱۵ ایں بقا با جبکہ ایں
مراستہ میں فنا کے مدار ارتقائی
وجود حاصل ہوا ہے تو انسان
کو فنا سے ڈرگہ آتا چاہیے
اُن پہلے دست کے فنا سے
اور ارتقا حاصل ہوا تھا
بقا سے چلنا ساقط دی

دیدہ دل کو بگردوں بنگریت
جس دل کی تھوکنے آسمان کو دیکھا
قلب اعیان سے اسیر محیط
موجودات کی تسبیح ہے اور عالمیہ اسیر ہے
توازاں رونے کے درہست آمدی
تو جس دن سے وجود میں آیا ہے
گر بدل حالت تیرا ہوئے بقا
اگر اسی حالت پر تیرا بقا ہوتا
از مبتدل ہستی اول نماںد
تبدیل کرنے والے کی وجہ سے پہلا وجود در با
بمچنیش تا صبر ہزالاں ہتھا
اسی طرح لاکھوں وجود تک
اں مبتدل ہیں واسطہ راہاں
اُس تبدیلی کرنے والے کو دیکھو۔ واسطوں کو جوڑ
واسطہ ہر جافروں شد و صفت
جہاں واسطے زیادہ ہوئے، وصل جانا رہا
از سبب دانی خود کم حیرت
اسباب کے جاننے سے تیری حیرت کم ہو جائیگی
ایتن بقا با از فنا با یافتنی
تو نے یہ بقا یمن فناؤں سے حاصل کی ہیں
زاں فنا با چر زیاں بودت کرتا
اُن فناؤں سے تجھے کیا نقصان پہنچا کہ
چوں دوم از اولیت بہترت
بلکہ دوسرا (وجود) تیرے پہلے ہے بہتر ہے

دیدہ کا بنجا ہر دمے مینا گریت
اُس نے دیکھا ہے کہ وہاں ہر وقت فنا ہے
ایتلاف خرقہ تن بے محیط
جسم کے چھتھوں کے بغیر دھانگے سینا ہے
آتشی یا خاک یا بادے بُدی
آگ یا خاک یا ہوا تھا
کر سیدے مرترا ایں ارتقا
تجھے یہ ترقی کب حاصل ہوئی؟
ہستی دیگر بجائے اولیٰ اند
اُس نے دوسرا وجود اس کی بجائے تو کو دیا
بعدیک دیکر دوم بہ زابتدا
ایک دوسرے کے بعد دوسرا پہلے سے بہتر
کرو واسطہ دور گردی وصل آں
کیونکہ واسطوں سے تو اس سے دور رہنے کا
واسطہ کم ذوق وصل افزوں تر
واسطے کم ہوں تو جس کا ذوق زیادہ ہوتا ہے
حیرت کے رہ وہ در حضرت
وہ حیرت جو دربار تک تیری رہ نہ ہے
از فنا لیس رُوجا بر تافتی
اُس کی فنا سے تو نے کیوں منہ مڑا ہے
بر لقب چھیدہ لے بیٹوا
تو نے بیٹوا، بقا سے جہاں ہوا ہے
پس فنا جوئی و مبتدل را پرت
تو فنا کی جستجو کر اور تبدیلی کرنے والے کی جستجو کر

نہیں ہے چوں دوم۔ جبکہ تبدیلی کے بعد دوسرا وجود پہلے وجود سے بہتر ہے تو انسان کو فنا کی
جستجو کرنی چاہیے اور تسبیح کرنے والے کا مشکور گزارا بہت چاہیے۔

لے کھنڈہ اگر پڑا نہیں د
جوئے تودہ پوسیدہ اور
گندہ جو جائے گا آئندہ جس
نے نیا دھرم حاصل کر لیا ہے
دوڑنے وجود کا خریدار نہ
ہے۔ مہینہ حق۔ وہ ذات
حق جس اپنے آپ کو فنا
کر چکا ہے۔ ہر کچا بترے
خوبار اندھے ہیں اندھے
پرندہ کارے پانی پر جمع
ہوئے ہیں حیران کو ادا لہذا
بناد رہے۔

لے آج دنیا۔ اہل دنیا
جو نہ جانے دھو سے چھٹے
ہوئے ہیں تو وہ بھی خوشگوار
پانی کے پرندوں کی طرح
اندھے ہیں۔ دھوا لے میں خود
اگر انسان کے دل میں کیمیا
جاری نہیں ہے تو وہ کھار
پانی پیئے والا اور اندھا صند
کھنڈے والا ہے۔ آج ہیں
اگر کسی بُری حالت میں تو
عز کی زیادتی کا خواہاں ہے
تو تیری مثال اُس مٹی کی ہی
ہے جو اپنی سیاہ روئی پر
مٹھن اور غرض جو آنکھ
اگر کوئی شروع میں خوش رنگ
ہو اور پھر سیاہ ہو جائے
تو وہ اس حالت میں مٹھن
نہیں ہو سکتا ہے۔

لے تیرے آواز نے وہ
پرندہ بڑے میں نہیں ملے
تو وہ غم و غمت میں رہتا ہے
تیرے کان۔ پالتو پرندے
میں دھم خوش رہتا ہے کیونکہ

کھنڈہ و گندیدہ و بوسیدہ را
پڑانے اور گندہ اور مڑے ہوئے کا

آنکھ نو دیدار و خریدار تو نیست
جس نے نیا دیکھا ہے وہ تیرا خریدار نہیں ہے
ہر کجا باشند جوق مرغ کوڑ
جہاں کہیں اندھے پرندوں کا جوق نہ ہو
تا فرایدار کوری از شور آبہا
تا کہ کھاری پانیوں سے اندھا ہیں بڑے

اہل دنیا زان سبب اعلیٰ دل اند
دنیا دارا ہی وجہ سے اندھے دل والے ہیں

خو رہم خور کور می چر در جہاں
دنیا میں کھاری پانی پتارہ اندھے پن سے چرانہ

باچنیں حالت بقا خواہی زیاد
اس حالت میں تو بقا اور زیادہ رجاستا ہے

در سیاہی رنگ از ان سودہ است
وہ رنگ کے کالے پن پر اس لئے مٹھن ہے

آنکھ ز اقل شاہد و خوشتر و بود
وہ جو کم شروع سے معشوق اور غم صورت ہو

مرغ پرندہ جو ماند بر زمین
اڑنے والا پرندہ جب زمین پر رہ جائے

مرغ خانہ بر زمین خوش میرود
پالتو پرندہ زمین پر خوشی سے چلتا ہے

زانکہ اواز اصل بے پروا ز بود
کیونکہ وہ اصل سے نسبت اذان کے تھا

تخف میسر بہر ہر ناز دیدہ را
ہر ندید سے کس لئے تخف ہے

صید حق ستا و گرفتار تو نیست
وہ اندھا حالے کا شکار ہے وہ جو میں جیسا ہو

بر تو جمع آیند اے سیلاب خور
لے کھاری پانی! تجھ پر جمع ہو جائے گا

زانکہ آب شور افسانہ علی
کیونکہ کھار پانی افسانہ میں شمع تاج ہے

شارب شورا بہ آب و گل اند
(دیکھو) وہ آب و گل کھاری پانی پیئے گا

چوں نداری آب جیول و زہا
جنگ تو اندر آب حیات نہیں رکھتا ہے

ہمچو زنگی در سیہ روئی تو شاد
تو مٹی کی طرح کالا مٹھن ہوئے پر خورش ہے

کوز زاد و اصل زنگی بودہ است
کیونکہ زرد پیدائش اور اصل سے مٹی ہے

گر سیہ گرد و زندارک جو بود
اگر وہ کالا بن جائے تو زندارک کا غالب ہوگا

باشد اندر غصہ و درد و خن
وہ رنج اور درد اور غصہ میں ہوگا

دانہ چین و شاد و شاطر میرود
دانہ چھٹا ہوا اور خوش اور ہلاک سے تڑپا ہو

واں دگر پرندہ ویر باز بود
وہ دوسرا اڑنے والا اور کھٹے پرندوں کا

اُس کو کہیں آزادی نصیب نہیں ہوئی تھی اڑنے والا پرندہ زاد تھا۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْحَمُوا ثَلَاثًا عَزِيزٌ قَوْمٌ
أَسْخَفُونَ عَلَىٰ طَرَفٍ عَلَيْهِ سَلَمٌ ارْشَادًا ذَاكَ هُوَ عَيْنُ شَيْئُونَ بِرُحْمٍ كَرِهُوا قَوْمَ كَابُوتَ
ذَلَّ، وَغَنَى قَوْمٌ افْتَقَرُوا، وَعَالَمًا يَلْعَبُ بِهِ الْجَهَالُ
جَزِئِلٌ مَرِيكَا، هُوَ كَسِي قَوْمٌ كَا مَلْدَارِ جَرِ مَتَاجِ مَرِيكَا هُوَا دَه عَالَمِ جِس كَا جَابِلِ مَذَاقِ أَرَا نِيس

حال مَن كَانَ عَنِيًّا فَافْتَقَرُ
اِس شخص کے جو مالدار تھا پھر فقیر ہو گیا
اَوْ صَفِيًّا عَالَمًا بُكِنَ الْمَضَرُ
یا منتجب عالم ترش مشرؤن کے درمیان
رَحْمَ آریدار ز سَنگید و ز کوه
رحم کرو خواہ تم پتھر کے جو یا پہاڑ کے
وَاں تُو نگر ہم کہ بے دینا رَشْدُ
وہ مالدار بھی جو بے زر ہو گیا ہو

مُبْتَلا گِر دَمِ سَا نِ اَلْمُهَالِ
بے دھرموں میں مبتلا ہو جائے
بِجُو قَطْعِ عَضْوِ بَاشِ اَز بَنِ
جسم سے عضوٹ جانے کی طرح ہے
نَو زَبِیدِہ خُفْبِدِ اَمَلِ نِے مَدِیدِ
نیاکا ہوا ٹوٹتا ہے لیکن زیادہ دیر نہیں
ہِشْتَشِ اِسَالِ اَفْتِ رِجِ وِجَا
اسکو اس سال رنج اور مصائب کی مصیبت ہوگی
کے مَرَا وِ اَحْصِ سُلْطَانِی بُودِ
اُس کو بادشاہت کا لالچ کب ہوتا ہے؟
آہ اُو گوید کہ کم کردہ است آہ
آہ وہ کرتا ہے جس نے راستہ گم کر دیا ہو

گفت پیغمبر کہ رحم آرید بر
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ رحم کرو خدا پر
وَالَّذِی كَانَ عَزِيزًا فَافْتَقَرُ
وہ شخص پر جو با عزت تھا پھر حقیر ہو گیا ہو
گفت پیغمبر کہ بر اِس سَگِ رُوہ
پیغمبر نے فرمایا کہ ان تین قسموں پر
اَنکِ اُو بُعْدَا زِ عَزِیزِی خَوَارِشْدِ
وہ جو عزت کے بعد ذلیل ہو گیا ہو
وَاں سُو مِ اَلْ عَالِی کَا نَدِرِ جِہَالِ
تیسرے وہ عالم جو دنیا میں
زَا نَکِ اَزِ عَزِیزِی بَخَوَارِی اَمَلِ
کیونکہ عزت سے ذلت میں آجانا
عَضْوِ گِر دَمِ رُوہ کَزِ تَنِ وَا بَرِیدِ
جو عضو بدن سے کٹ گیا وہ مُردہ ہو جاتا ہے
تَبَرِکِ اَز جَامِ اَلْتِ اُو خُو دِ پارِ
جس نے گذشتہ سال جامِ اَلْت سے پیا ہو
وَا نَکِ جَوں سَکِ اَصْلِ گَہْدَانِی بُودِ
وہ جو کھانے کی طرح اصل سناسد ہو
تُو بِہ اُو جَویدِ کہ کَر دِہ سَتِ اِن گَاہِ
تو بہ وہ کرتا ہے جس نے گناہ کیا ہو

ہوتا ہے اور راستہ سے ہٹا کر جا ہی آہ کرتا ہے۔

لے قال انبی سہا ایا مقصد
یہ ہے کہ اچھی حالت کے بعد
جب بُری حالت ملتی ہے
تو وہ انتہائی تکلیف دہ ہوتی
ہے۔ عین کائنات جوش و خروش
سے غفلت ہو وہ اس قدر
قابلِ زحمت نہیں ہے جیسا کہ وہ
شخص جو مالدار کی حالت میں
غفلت ہو گیا ہو۔ غزلیہ اندر
شخص اپنے باوجود تھا پھر
ذلیل ہو گیا ہو وہ بہت زیادہ
قابلِ رحم ہے۔ غلام۔ وہ
عالم جو جاہلوں میں محض گیا
بہت زیادہ قابلِ رحم ہے
اور سنگید خواہ تم پتھر کے
بنے جوئے ہو۔
اَنکِ یہ تینوں شخص
بہت زیادہ ہی رحم میں
کیونکہ عزت کے بعد ذلت
میں مبتلا ہو جانے سے دہی
تکلیف پہنچتی ہے جو بدن
کا کوئی عضو کٹنے سے مفلوت
بدن سے کوئی عضو کٹنے کے
بعد مُردہ ہو جاتا ہے تھوڑی
دیر بعد کُتھرتا ہے اور پھر اس
پر زحمتی چھامانی ہے۔
تَبَرِکِ۔ جو شخص ایک
بار کسی چیز کی لذت حاصل
کر چکا ہے اُس کی یاد اس
کو ستاتی ہے تاکہ جس
شخص نے کبھی مسکنت کا
ماں نہ پہنچا ہو وہ مسکنت کی
رحم سے کوہِ بڑا ہے۔
تُو بِہ۔ وہ شخص تو بہ کرتا ہے
جس کو اپنے گناہ کا احساس

قصہ مجوس شدن آں آہو یکہ در آخر خزان طلعہ آن آں بران
 ہن کے پچ کا گھون کے اسبل میں شہدی ہونے کا قضا اور اس پر دسی پران
 غریب گاہ بچنگ گاہ بہ نحر و مبتلا شدن او بکاہ خشک کہ غزلے
 گھون کی طلعہ زنی کہی لڑائی سے کہی غاق سے ، اور اس کا خشک گھاس میں
 اونیست میں صفت بندہ خاص امی ست عز و قل میان
 مبتلا ہونا کیونکہ وہ اسکی غلام نہیں ہے اور یہی طاعت نوا ہے عز و قل کے خاص بندے کی دیا وادیا
 اہل دنیا و اہل شہوت کہ الاسلام بد ا غریبا و سیعود عریبا
 اور شہرت پرستوں میں ہے کیونکہ اسلام انہیں بن کر شروع ہوا اور عریب انہیں
 کما بد ا قطوبی للغرباء صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پیغمبر کا جیسا کہ شروع ہوا تو انہیں کیلئے غریب ہی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ

آہوئے اگر دھتیارے شکار
 ایک ہن کا ایک شکاری نے شکار کر لیا
 آخرے را پرز گادان و خراں
 آخرے را پرز گادان و خراں
 آہو از وحشت بہر سوسیکر نخت
 ہن از وحشت بہر سوسیکر نخت
 از مجاعت و اشتباہر گاد و خر
 ہن از مجاعت و اشتباہر گاد و خر
 گاہ آہومی دمید از سوسو
 ہن گاہ آہومی دمید از سوسو
 ہر کرا باضد خود بگذاشتند
 ہن ہر کرا باضد خود بگذاشتند
 تا سلیمان گفت کان ہد ہد اگر
 ہن تا سلیمان گفت کان ہد ہد اگر
 بخشش یا خود دم اور اعداب
 ہن بخشش یا خود دم اور اعداب
 اندر آخر کر دش آں بے زینہا
 اس بے زینہا اندر آخر کر دش آں بے زینہا
 جس آہو کر دچوں اسمکراں
 اس آہو کر دچوں اسمکراں
 آہو پیش آں خراں شکہ رخت
 آہو پیش آں خراں شکہ رخت
 گاہ را بہمخورد خوشتر از شکر
 گاہ را بہمخورد خوشتر از شکر
 گاہ آہومی دمید از سوسو
 گاہ آہومی دمید از سوسو
 آں عقوبت را جو مرگ گاشتند
 آں عقوبت را جو مرگ گاشتند
 ہجر را عذرے نگویہ مقبہ
 ہجر را عذرے نگویہ مقبہ
 یک غلاب سخت بیرون احسا
 یک غلاب سخت بیرون احسا

لے قصہ اس قصہ سے یہ
 بتایا گیا ہے کہ ہن کا پچ چکر
 آزاد دی کے نصف اٹھائے
 جو قصہ میں لے اس کے
 نہ ہونے کا شکواس میں تھا
 گدے اس سے جو ہم تھے
 و آں صفت جس طرح یہ
 ہن کا پچ گھون میں آکر
 پریشان ہوا یہی حال عالم
 کا جالوں میں ہوتا ہے
 آگ کا نام جس وقت اسلام
 کی ابتدا ہوئی تب ہی وہ
 لوگوں کے لئے جہنم تھا اور
 عریب ہر جہنم بن جائیگا
 آں لوگوں کے لئے عریب ہی
 ہے جو سماں جہنم کی وجہ سے
 انہیں ہیں ۔ آخر اسبل
 زینہا بناوہ اسمکراں
 شکران
 آہو آہو میں شکاری ہوجات
 بھوک ۔ تیرا سزا میں اگر
 کسی چیز کو اس کے مخالف
 سے وابستہ کر دیا جائے تو یہ
 سزا موت ہے ۔
 آہو استیمان حضرت میلان
 نے دید کہ جو سخت غلاب
 دیکھ کر کانٹا دہی تھا کہ
 اس کو کھائے جس کے ساتھ بیچے
 میں بند کر دیتے ۔

ہاں کدماں ستاں غائبے معتمد
اے معتمد! ہاں وہ سزا کون سی ہے؟
زین بدن اندر غلابی لے پسر
اے بیٹا! اس جسم سے تو ہمیں غلاب میں ہے
روح بازت و طبائع زاغہا
روح باز ہے اور مزاج کرتے ہیں
اوباندرہ درمیان شان زار زار
وہ اُن کے درمیان تنہا حال ہے

در قفس بودن بغیر جنس خود
بغیر سے میں غیر جنس کے ساتھ جوتا
مرغ روحت بستہ با جنس گر
تیری روح کا پرندہ دوسری جنس سے وابستہ جو
وارد از راغان تن بس داغما
وہ جسم کے کوئی کی وجہ سے بہت زخمی ہے
ہیچو لو بکرے بشہر سبز وار
جس طرح کوئی ابو بکر سبز وار شہر میں

حکایت سلطان محمد خوارزم شاہ کہ شہر سبز وار را کہ ہمہ اہل او
سلطان محمد خوارزم شاہ کی حکایت جس نے سبز وار شہر کو جس کے تمام باشندے
رافضی باشند بجنگ بگرفت ایشان از کشتن امان
رافضی تھے جنگ کر کے لے یا اُن لوگوں نے قتل سے امان چاہی اُس
خواستند گفت آنگہ ماں دہم کہ پیش من ازیں شہر یک
لے کہا میں امان جب دوں گا جبکہ اس شہر میں سے ایک ابو بکر
ابو بکر نامی بیادرید
نامی شخص لے آؤ

شہر محمد آلت آلع خوارزم شاہ
بسا در محمد خوارزم شاہ
تنگ شان آور دشکر مائے او
اُس کے لشکروں نے اُن کا محاصرہ کر دیا
سجدہ آور دندہ پیش کا لالان
انھوں نے اُس کے سامنے سجدہ کیا کہ اُس نے
ہر خراج دہر صلہ کہ بایت
ہر خراج اور جو بدل تجھے چاہیئے
جان ما آن توہت لے شیر خو
اے شیر دل! ہماری جان تیری ملکیت ہے

در قتال سبز وار پر تباہ
تباہی پھرے سبز وار (شہر) کے قتال میں
اپہش افتاد و قتل عدو
اُس کے سپاہی دشمن کے قتل میں لگ گئے
حلقہ ماں در گوش گن بخش جان
ہمیں حلقہ گوش بنائے، جان بخش دے
آں زما ہر موسے افزایدت
وہ ہر موسم میں ہماری جانب تیرے لئے بھجوا کرے گا
پیش ما چندے امانت باش
کہہ دے ہمارے پاس یہ دین امانت میں ہے

لے زین بدن - انسان کے
لے یہی عذاب ہے کہ جس
کی روح کو بغیر جنس میں جسم
کے ساتھ مقید کر دیا گیا ہے
روح - روح بانستہ اور بدن
کی طبیعت کو اسے جو کہے
میں ابو بکر نامی شخص سبز وار
ایران کا مشہور شہر ہے جس
کے باشندے سنت رافضی
تھے آلت - بہادر - آلت -
بزرگ بخوارزمشاہ - یہ
ایران کا بادشاہ قرومان
سے عراق تک اس کی رعایت
تھی یہ مولانا نے دہم کے
والد خواجہ بہادر الدین محمد کا
ناموں تھا۔
سجدہ آورندہ سوار کے
باندے بیٹھے ہوئے اور اُن
نے جان و مال کی امان چاہی۔
ہر خراج سبز واروں نے
کہا کہ جو جس پر ہر گز ہمارے
جسم پر نفس میں بڑھا کر آوا
کرے گے

لے ابوکر خوار منہ سے
کہا مان کی خرابی ہے کاپی
آبادی میں سے ابوکر نام کو
کوئی شخص لا کر پیش کر دیکھ
اگر یہ شہر ہی نہ کر دے تو
میں سب کو قتل کر دوں گے
پس بھلاں! ابی تو گوں نے
اشرفیوں کو ہراساں نہ کر
قال دیکر تو دل کر بھنکار
ابوکر نامی شخص کے ہاتھ
کی شرفِ حق پر نہ کیجئے
تھ گئے زور سب زار میں کسی
ابوکر کی خوش! ایسی ہی ہے
جیسے کوئی دریا میں خشک
نہ صیلا تلاش کیسے۔ مٹاؤں۔
ان لوگوں کو قتل کی وجہ
سے گفتا سے تعبیر کیا ہے۔
تایا رہی۔ ان لوگوں کا
اشرفیوں سے کرکوت میں
کرنے کی تھ ایسی ہی تھی یہ
کہ کوئی شخص نماز سے اس
طور پر جھٹکا را حاصل کرنا
چاہے کہ پوری مسجد کو سرخ
سے تاپ ڈالے اور سجدہ
نہ کرے۔
تھ مٹیہاں۔ ابوکر نامی
شخص کی خوش میں سب زار
داؤں نے جاسوس پھنسا دیے۔
نہ زار لا تا زنگند۔ را گندار
مسافر خوش۔ جاسوس کو
دو شخص ایک قیمتی جوتہ تھا
لیکن ان بے قصدی میں پڑا
ہوا تھا بھٹکا ہوا۔ وہ ابوکر
نامی مسافر ایک ویران میں
پڑا سو رہا تھا۔

گفت نہ بانید از من جان خویش
میں نے کہہ کر جان کو نہیں بچا سکتے ہو
تا مرا ابوکر نام از شہر نیاں
جب تک کہ ابوکر نام کا اپنے شہر سے نکلے
بدر دم تاں ہجو کشیک تو مژوں
اے کینہ تو م: میں قیمتی کی طرح تمہیں کاؤں گے
پس جواں زر کشیدندش براہ
تو انھوں نے اشرفیوں کا ہوا انکے سامنے لا ڈالا
کے بود ابوکر اندر سب زوار
ابوکر، سب زوار میں کہاں ہو سکتا ہے؟
رو بتا بیدار زر و گفتے منغان
آخر فیروز سے منہ پھیر لیا اور کہا اے کافور!
یہ سچ سوئے نیت کو دیت تم
کوئی نادمہ نہیں ہے، میں بچہ نہیں ہوں
تا نیاری سجدہ نہ رہی از بوں
اے جگر! جب تک تو سجدہ نہ کرے گا از رخ: نہ بچے گا
منہاں انگیختند از چپ و رستا
انھوں نے دائیں بائیں جانب جاسوس روٹا
بعد سر روز و سر شب کا شتافتند
تین دن اور تین رات بعد جبکہ وہ درجے پر ہے
رنگد زود و بماندہ از مرض
مسافر تھا اور مرض کی وجہ سے پڑا رہ گیا تھا
گوہرے اندر خرابہ بے عرض
ویرانہ میں مولف، بے سروسامان
خفتہ بودا و دریکے بختے خراب
وہ ایک بڑے ہوئے گوشہ میں سو رہا تھا

تا نیاری دم ابوکرے بہ پیش
جب تک کہ ایک ابوکر سے سنا ماف نہ کر دو
بدیہ ناریداے ریدہ امتاں
جہرہ دلاؤں گے، اے جگوسی ہوئی قوم!
نے خراج اتنا تم دینے ہم فسون
نہ خراج لوں گا اور نہ ہی چھٹی چڑی بائیں دست
کہ چنیں شہرے ابوکرے بخوہ
کاپیے شہر سے ابوکر نہ مانگ
یا کلوخ خشک اندر جو سبار
یا خشک ڈمبلا نہر میں
تا نیاری دم ابوکر ارمنغان
جب تک کہ تم ابوکر کا خدیو سے پیش لاؤ گے
تا بزر و سیم حیراں بستم
کوسنے اور چاندی سے حیراں بہ جاؤں
گر یہ پیمانی تو سب درابکوں
خواہ تو مقصد سے (سامی) سجدہ نہ کرنا پڑے
کا ندیریں ویرانہ ابوکرے کجاست
کہ اس ویرانہ میں کوئی ابوکر کہاں ہے؟
یک ابوکرے نزارے یافتند
انھوں نے ایک لاش ابوکر پایا
دریکے گوشہ خسارے پر مرض
مرضی ہو کر، بازو دہانے تک ایک گوشہ
خون دل برٹخشا ندہ از مرض
مرض کی وجہ سے دل کا خون چہرے پر چڑھ گیا
چوں بدیدندش گفتندش شت
جب انھوں نے منکود کیا غور اُس کے کہا

خیز کہ سلطان ترا طالب شدہ آ
 آنکہ کہ بادشاہ ترا طالب ہوا ہے
 گفت اگر پیکم ہدیے بامقصدے
 اُس نے کہا اگر میرے ہاؤں یا چلتا ہوتا
 اندریں دشمن کردہ کے ماندے
 میں اس دشمنستان میں کب ٹھہرتا ہوں
 تختہ مُردہ کشاں بفراشتند
 انھوں نے ایک تابوت آغیا
 جانب خوارزم شہ جملہ دواں
 سب خوارزم شاہ کی جانب دڑے
 سبزواریت ایں جہان مُردہ
 یہ دنیا سبزواریے اور مرد خدا
 ہست آں خوارزم شہ زرداں طیل
 وہ عدلے بزرگ دیندار خوارزم شاہ کے ہے
 گفت آیتظرالی تصویری کھ
 رسول نے فرمایا وہ (علی) تباری مشرک نہیں دیکھا
 من رضا جمل گنم در تو نظر
 میں صاحب دل کے ذریعہ تجھ میں نظر کرتا ہوں
 تو دل خود را چو دل پنداشتی
 چونکہ تو نے اپنے دل کو دل سمجھ لیا ہے
 دل گزہ فصد چو ایں ہفت آسمان
 (یہ) دل کو گزشت آسمان جیسے ساٹھ سو
 ایں چنین دل ریز بارادل ملو
 دل کے اس طرح کے ریزوں کو دل نہ کہہ
 صاحب دل آئینہ شش و بود
 صاحب دل جو رُخ آئینہ ہوتا ہے

کز تو خواہد شہر از قتل ست
 کیونکہ تیری وجہ سے ہوا شہر قتل سے کی جاگا
 خود براے خود بمقصد رفتے
 اپنے راستہ پر اپنی منزل کو چل دیتا
 سوئے شہر دوستان میرا کہے
 دوستوں کے شہر کی جانب سواری ہاک دیتا
 برکتیف بوکر را برداشتند
 کاندھے پر ابو بکر کو سوار کر لیا
 می کشیدندش کہ تا بیند نشان
 وہ اُس کو لے جا رہے تھے تاکہ وہ نشان دیکھے
 اندریں جاضائع ست و متقی
 اُن میں رانجگان اور نیست ہے
 دل ہی خواہد ایں قوم ذلیل
 کس ذلیل قوم سے دل کا طالب ہے
 فابستغوا ذا القلب فی تذکرہ
 پس اپنی تذکرہ میں صاحب دل کو تذکرہ کرو
 نے بقتش و سجدہ و ایثار ز ر
 نہ کہ صورت اللہ اور عدلے کے ذریعہ
 جستجوئے اہل دل بگذاشتی
 (اسلئے) تو نے صاحب دل کی جستجو ترک کر دی ہے
 اندراؤ آید شود یا وہ و نہاں
 اُس میں آئیں تو وہ گم اور پریشیدہ ہو جائیں
 سبزوار اندرا ابو بکر کے مجھو
 سبزواریے کے اندر ابو بکر کو تلاش نہ کرو
 حق دروار مشجبت باطرشود
 اطر (تعالے) جہد جانب سے اُن میں دیکھتا ہے

ملے کر کو لکھنا، شہ کے
 مطابق ہیں سات کریم
 بمقصد میں چلے کی
 طاقت ہوتی تو میں منزل
 کی طرف رواں سبب است
 لوگوں میں نہ غور اندیش
 راضی حضرت میر کے نام
 کے بھی دشمن ہوتے ہیں۔
 تختہ مُردہ کشاں بفراشتند
 لے جانے کا تختہ سبزواریہ
 مولانا فرماتے ہیں کہ دنیا
 بھی سبزواریے سے دی جان گی
 مرد حق اسی جہد سے بار
 مدد کا درت ہے جس مدد
 ابو بکر تائی شجرہ وار میں
 تھا بڑا کھانا۔ ہفت آسمان کی
 مثال خوارزم شہ کہو
 قتالی میں دین داروں سے
 دل کا طالب نہ ہے
 ملے گفت۔ صریح غریب
 نے اپنے دل سے نہ ہی ہوتی
 اور انوں کو پس دیکھتا ہے
 وہ تبارے دوسرے کاموں
 کو دیکھتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ
 خلق اللہ کی کھت کسی صاحب
 دل کی وجہ سے توفیق دیتا ہے
 تو دل۔ بے محسوس صاحب
 دل نہیں ہے جس کی وجہ سے
 خلق خدا اس قدر بڑھنے
 آئی۔ انا کہ اس دل کو
 پسند کرتا ہے جس میں
 اس قدر دوست و دشمن ہوتے ہیں
 جیسے ساٹھ سو میں ہوں
 جائیں۔
 ملے کہ جب وہ عدلے
 اس دل کی تلاش ہی ہے
 بیجا اور بڑا ہے۔ ہر ایک
 خوش صاحب صاحب دل

مشنوی مولانا روم کا یہ شعر ہے: اندراؤ آید شود یا وہ و نہاں

سلطنتِ بکر، جرجش، لہستان
ہر جہاں بود وہ خدائے عرف
نظرِ اُکبر کی نہیں دیکھنا
مگر صائب دل کی
کی طرف نظر کرتا ہے تو خدا
کیلئے کرتا ہے اور اس کا تورو
قبول سب خدا کے لئے ہوتا
ہے چونکہ چونکہ میں صاحب
دل کے ملاحِ احوال خدا کیستے
ہوتے ہیں ہنسا وہ خدا کا گزشتہ
ہوتا ہے بیچہ یہ صاحبِ دل
علیحدہ اللہ سے اور اللہ تعالیٰ
کی جو عطا ہے کے واسطے تو
ہوتی ہے۔

اللہ موجبِ اللہ تعالیٰ
ہے جلا عطا کیے کہ قبول
مخلوق کو پہنچا ہے اور کیسے
موجبِ حق تعالیٰ اتصال
اس کے ہاتھ کا خدا ہے جو
شعاع ہے اس کا یا کج
نہیں ہے خدا عزوجل۔ اللہ
تعالیٰ سونے پہ مٹی سے
بے نیاز ہے نہ صفتِ دل کا
اعلاص قبول کرتا ہے۔
تو گزشتہ جس سے وہ مہربان
دل ماضی ہوتا ہے اس سے
خدا ماضی ہوتا ہے جس سے وہ
ماضی ہوتا ہے خدا اس سے
ماضی ہوتا ہے۔ اور ان
وہ صاحبِ دل ایسا ہی ہوگا
ہے جس طرح اللہ تعالیٰ سونے
ہے۔ اور وہ صاحبِ دل
مخلوق کیلئے ہذا دل ہاں ہے
ہوتا ہے تو ہوئی۔ تو خدا کے
سلطنتِ اپنا وہ دل پیش کرتا ہو
جو ایک دوسری کا بھی نہیں ہے۔

پھر اندر نش جہت دار و مقر
جرجش جہت میں مہذب بارگشت ہو
گر کند آواز برائے او کند
آگروہ صاحبِ دل نظر کرتا ہو اس
چونکہ اُو حق را بود در کل حال
کیونکہ وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتا ہو
بیچہ بے اُو حق کجس نہ بد نوال
اللہ تعالیٰ انکے ہر کجس کو عطا نہیں کرتا
موجبیت ابر کف و تنش نہ بد
وہ اللہ تعالیٰ عطا کیے انکی تحصیل پر کھڑے رہتا
بالکفش در بیلے گل را اتصال
اس کی تحصیل کا در بیلے گل سے اتصال ہے
اتصال ہے کہ در کجس در کلام
وہ اتصال جویاں نہیں ہو سکتا ہے
صد جو ایل زریباری لے غنی
ایسے مالدار اگر تو سونے کے تلوار جو کا لایگا
گزر تو راضی ستل میں ضمیم
اگر وہ دل جو سے راضی ہو میں ہی راضی ہوتا
ننگرم در تو دریاں دل بنگرم
میں تجھے نہیں دیکھتا ہوں اس کو دیکھتا ہوں
باتوا چونست ہستم من چیل
تیرے ساتھ وہ مہربانے میں دیکھا ہی ہوں
ماور و بابا واصل خلق اوست
مخلوق کی ماں اور باپ اور اصل وہ ہے
تو بگوئی نیک دل آور دم بتو
تو کہے گا میں تیرے پاس یہ دل لایا ہوں

کے کند در غیر حق یک دم نظر
وہ غمزدہ دیکھے بھی، سری اللہ کو کہیں جہت
ور قبول آرد ہمو باش رسد
اگر قبول کرتا ہے تو وہیں سہارا ہوتا ہے
برگزیدہ باشد اور اذوا بحال
اللہ تعالیٰ نے اس کو مستحب کر دیا ہے
شمتہ گفتن من از صاحب وصال
میں نے وہیں حق کے ہاں میں قبول کیا ہوا
ور کفش آں را بحر حوال بُد
اُسکے تھیل کے نزدیک اسکو قبول کر کے کوئی نہ کرے
ہست بے چون چگونہ نیکل
وہ ناقابل بیان کلمات سے بڑے ہے
گفتنش تکلف باشد والسلام
اس کو بیان کرنا تکلف ہے والسلام
حق بگوید دل بیارے منغنی
اللہ تعالیٰ فرمادے گا کہ بے دلی لا
ورز تو معض بود اعظم
اگر وہ تجھ سے خود بخود دلا دے میں ہی خود بخود لایا ہوگا
تحفہ اور آراے جان کورم
اسے جان میرے در پر اس کا تحفہ لا
زیر پائے ماوراں باش جنال
جنت ماورائے کائنات کے نیچے ہے
اے خنک آنکس کہ دل و اندر پو
وہ تاجی مبارک دے جسے دل و چہلے کی لایا ہوگا
گویت میں دل نیز نزدیک طمو
وہ تجھ سے کھینچ کر یہ دل ایک مٹی کا بھی
ہے

آں دلے آور کہ قطب عالم ست
وہ دل لاج عالم کا قطب ہے

از بر لے آں دل پُر نور و پر
اِس نیک اور نور سے بھرے ہوئے دل کا

تو بگردی روز ہا در سبزوار
تو ایک حرم تک سبز دار میں گھر بیگا

پس دل پُر مُردہ بوسیدہ جاں
تو ایک مُرجا ہوا اور بوسیدہ روح والا دل

کہ دل آور دم تڑا اے شہر یار
کے ساتھ ابھی تیرے لئے دل لایا ہوں

گوشت ایں گورخانہ تلے جری
وہ جو کسے کھیر گھالے یہاں ابھی قریاں ہے

رَوِیا و رآں دے گوشہ بخت
جا، وہ دل لا جو ست ہا نہ مزاج رکھے

گوئی آں دل زین چاں نہاں بود
جو کسے کا کہ وہ دل بس دنیا میں مفقود ہے

دشمنی آں دل از روز انست
ازل سے اِس دل کے ساتھ دشمنی

زانکہ اوباز ست دنیا شہر زاغ
کیونکہ وہ باز ہے، دنیا ہوں کا شہر ہے

وَرکن نرمی نفاق می کند
اگر وہ نرمی کرتا ہے تو نفاق بڑھتا ہے

می کند آسے نہ از بہر نیب از
اِن ہاں کہتا ہے مذکور کیا زندگی سے

زانکہ ایں زاغ خُص مُردار جو
کیونکہ یہ کیسے کھانا، مُردار کا جواں

جان جان جان جان آدم ست
ا وہ دل آدم کی جان کی جان کا بھر ہے

ہست آں سلطان دلبا نظر
دونوں کا بادشاہ، شہنشاہ ہے

آپچناں دل زانیانی زار غبار
از دُئے اقبال تو ایسے دل کو نہ پائے گا

بر سر تختہ نہی آئشو کشاں
تو ابھی تختہ نہی آئشو کشاں

بہ ازیں دل بنو و اندر سبزوار
سبزوار میں اِس سے بہتر دل نہیں ہے

کہ دل مُردہ بدیں جا آوری
کہ تو ایک مردہ دل یہاں لایا ہے

کہ امان سبزوار کون از دست
کیونکہ دنیا کے سبزوار کو کسی کی وجہ سے امان نہیں

زانکہ ظلمت با ضیاء خدایاں بود
کیونکہ تاریکی اور نور دو ضد ہیں

سبزوار طبع را میراثی است
(دنیادہ) طبیعت کی موروثی ہے

دیدن ناچس برنا و خس داغ
غیر چس کو غیر چس کا دیکھنا داغ ہے

زاسمات ارتفاق می کند
بائیں کر کے، فائدہ حاصل کر رہے

تا کہ ناصح کم کند نصیح دراز
بلکہ اگلے کا ناصح دراز نصیحت مذکور ہے

صد ہزاراں مکر دار د تو بتو
تو بہ تہ لاکھوں مکر رکھتا ہے

دل پر عالم کی بنا و مرور
جے اندر جی رہا ہے

جان کی جان کا خوب ہے
آپچناں سے اپنے سے ہے

دل کا شہر ہے جو ہر دور
نیک سے جو اس کے جو ہر دور

دنیا میں ایسے دل کا تار
ہی دھواں سے سوہن میزار

میں ابھرنا بھی نہیں کھانا
پس اُمر وہ دل تیرے پاس

نہیں ہے تو بہت دور دل
ہی باوجود میں چل رہے

جس طرح سبزواروں نے
ہمارا اور ہمارا جو کسے

کو پیش کر دیا تھا
کے گوشت سے کھانا کوئی قریاں

ہے کہ تو مردہ دل کو یہاں
لا رہے، تو، چا، اے دل

لا آس کی وجہ سے، نہ کہ
بے گونی، تو اس کے جواب

میں کہہ کر دنیا تار کی ہے اور
وہ دل تو ہے تیرے میں کس قدر

کہاں ہے، تو کس سے دل
سے دنیا کو روزاں سے چھینی

ہے۔
کے آکر وہ دل باز ہے

اور دنیا جہاں زاغ سے کوئی
اپنے ناچس کو دیکھ رہا نہیں

کرتا ہے، وہ کدھر آکر نہ جاتا
ایسے صاحب دل کھاتا

نری رہتا ہے تو دوسرے وقت
پر بھی ہوتی ہے بائیں سے

کسی نام نہاد کا ایسے نہیں ہوتا
قی کند اگر دنیا را نصیب

دل کی ہاں میں ہاں دے تو ہے
مصلحت ایسے کرو، اے سناں

سے گریہ رہ رہے کرتے
 منہ نہ دے حاضر ہوئے ہیں
 مومن کوں کہئے ہیں بیستوب
 خرم صاحب دل اپنی شان
 وشوکت کی وجہ سے بیدار
 کا بھی خرید لوں جاتا ہے۔
 صاحب دل جب تجھے یہ
 مسرور ہو گیا صاحب دل
 محبوب کو بھی خریدتے
 تو صاحب دل صاحب دل کی
 خوش کرے اگر تو خدا کا شمس
 نہیں ہے، مگر جس کی
 مکانی تجھے پسند کے وہ
 دوست ہے خدا کا دوست
 نہیں ہے۔
 تھے تو اس اپنے پیسے
 ہائی ولایت اور عزت کے
 قوی ہوتا ہے۔ تہ خواہش
 عشق کی کو ترک کر جب تو
 خدا کی خواہش سونے کے اور
 تیرا دماغ میر کو سونے کا
 اور میر کی اگر نفس کی۔
 خواہش کو روکنا ہے تو
 عشق و عہد کو تو سچوں کیلئے
 سے عشق چاہ کر تو عشق کی
 خواہش میں مشا ہے تو پسند
 دماغ نہ کی خواہش سے
 ہے خوش نام۔ ہرن کی تپ
 میں سے عشق نہ کی ہے
 سزا قید محمدؐ کو ہے
 پیشی۔

گر نیکرین آں نفاش واپید
 اگر وہ نکلے نفاق کو تو لکریں تو اے نجات مان کرنی
 زانداں صاحب دل باکروفر
 کیونکہ وہ خان وشوکت والا صاحب دل
 صاحب دل جو اگر بیجاں نہ
 صاحب دل کی خوش کر اگر تو مرد نہیں ہے
 آنکہ زرق او خوش آید مر ترا
 جس کا کر تجھے اہل گشت ہے
 پھر کہ او برخومی و بر طبع تو ریت
 ہر وہ جو تیری عادت اور مزاج کے مطابق نہ لگے گا
 رو ہوا بگذا رتا بوی خدا
 جانفشانیست کو چھوڑ تاکہ خدا کی خوشبو
 رو ہوا بگذا رتا خوبت شود
 جا۔ نفسانیست کو چھوڑ تاکہ تیری بھائی کہ
 از ہوا رانی دماغت فارست
 نفسانیست سے خیر دماغ خواب ہے
 عاشقی تو برنجاست ہیچوزاغ
 تو کہے کی طرح نجاست پر عاشق ہے
 حد ندارد این سخن و آہوی ما
 اس بات کی حد نہیں ہے اور ہوا ہرن

شذافا تش عین صدق مستفید
 اس کا فائدہ منہ نفاق میں چھائی میں گیا
 ہست در بازار ما میبویب خر
 ہمارے بازار میں غیب دار کو بھی خرید لیے گا
 جنس دل شوگر ضد سلطان
 دل کا اہم جنس تھا اگر قشا کا صاف نہیں جو
 او ولی تست نہ خاصہ خدا
 وہ تیسرا ولی ہے۔ ذکر مرد خدا
 پیش طبع تو ولی ست نبی
 تیرے نزدیک وہ ولی ہے اور نبی ہے
 در مشامت میر سداے کد خدا
 تیری ناک میں پہنچے اے صاحب خاندان
 واں مشام غبرس بویت شود
 اور تیرا دماغ غبر کو سونے والا بن جائے
 مشک غبر پیش مغزت کا ست
 تیرے دماغ کیلئے مشک اور میرے قدر ہے
 لہوے مشک می نگہ دور داغ
 تیرے دماغ میں مشک کی خوشبو نہیں آتی ہے
 میگر یزداندر آخر جا بجا
 اصل میں، جا بجا جا بجا رہا ہے

بقیہ قصہ آہو در آخوہ خراں
 گھروں کے اصل میں ہرن کا بقیہ قصہ

روز باں آہوی خوش نانی
 وہ روز منہ ناف والا، ہرن بہت دن تک
 مضطرب نزع چون ہی بخش
 مضطرب ہی ہے چون تیرا جس طرح بھل مشکی پر
 جان کی میں ہے چن تیرا جس طرح بھل مشکی پر

در شکر بود در صطبل خر
 گھروں کے اصل میں قید میں تھا
 در یکہ محنت مذہب شاک و مشک
 ایک در میں میں مٹک اور مشاب مذہب میں ہوتے

یا کٹ خروش گفتم کہ ہاں ابو الوضو
آں دگر تسخر زنی کے جزر مند

دوسرا مذاق ادا کیا کہ میرا کئے آچر جو دے
واں خمے گفتم کہ ہاں نازکی
ایک گدہ کہ کس نواخت کے سوتے ہوئے
واں خمے شدہ خنجر و زخوین بہاں
ایک گدے کو پہنچی ہوئی اور نہ کہ سب
سرخسین کرداؤ کہنے زولے فلا
میں نے سر ہڈیاں نہیں تیا، نے نشان !

گفت میداؤم کہ نہانے می گئی
اس نے کہا (ہاں) میں مانتا ہوں تو مجھے کہو
گفت باؤنخور کہ ایں ظمہ توت

میں نے اس سے کہا کہ تو کی تیری خوراک سے
من ایف مرغواے بؤدہ ام
میں جنگ سے ہاتھس ہٹ
گرفتضا انگند مارا در عذاب

اگر نفس میرے میں عذاب میں جہاں کو
گر گدا گشتم گداؤ کے شوم
اگر میں فقیر ہو گیا ہوں بے پردہ بے دست کیا ہو؟

شبل دلالہ و سپر غم نیہ نوم
شبل اور لالہ اور نازبو بھی
گفت آے لاف مین لاف لاف

میں نے کہا ہاں ہیں لاف لافیں
گفت نازم خود گواہی میدہد
میں نے کہا میرا ناز خود گواہی دے رہا ہے

طبع شاہاں داری میں ان خموش
تو شاہاں اور شاہداروں کے مزاج رکھ کر اور نہ موت

گوہر آورد دست کے از اں بہد
موتی لے آیا ہے، سستا کب دے سکتا ہے؟
بر سریر شاہ شو تو ممشکی

قوت بھی تخت پر تکب لگا کر بیٹھ
پس برسم دعوت آہو را بخواند
تو دعوت کے طریق پر ہرین کو بھلایا

اشتہایم نیت ہستم تا لواں
بھے بیوک آئیں ہے، میں کمزور سر پہ بھلا
یا ز ناموس خرازے می گئی

یا غور کی وجہ سے پر ہیب نہ کر رہا ہے
کہ از اں اجوائے تو زندہ فوت
کیونکہ اس سے میرے اعصار زندہ اور تازہ ہیں

در ظلال و روضہا آسودہ ام
میں نے سب ہوں اور باغوں میں آسودہ کیا ہے
کے روداں خود طبع مشتطاب

وہ عمدہ عادت اور مزاج کہاں جاتا ہے؟
در لبام کہند گرد من نوم
اگر میرا لب پاس پاتا ہو جائے میں نیت ہیں

باہزاراں ناز و نخوت خورده ام
میں نے ہزاروں ناز و نخوت سے کھائے ہیں
در غریب بس توان گفتن گزاف

پر دہیں میں بہت سی کوس کی جا سکتی ہے
منتے بر عود و عنبر می نہد
جو عود اور عنبر پر احسان جت تاج ہے

لے کٹ خروش، ایک گدے
نے ہرین کے چمے کہا کثیرا
مزاج تو شاہاں اور میرا ہے

اور تو بائیں غموش ہے، آں
دگر دوسرا گدہ بڑا کھلی بات
قوتی ہے یہ اس کو سستا

کب زودت کر سکتا ہے۔
واں خربے ایک گدہ حلا
اگر اس قدر نازک مزاجی ہے

تو شاہ تخت پر کیڑا کاڑھو
جا، واں خربے، ایک گدے
کو مٹی ہو گئی تھی اور میں

کی گھاس کی گئی تھی میں نے
ہرین کے بچہ کو گھاس کھانے
کی دھت دی۔

۱۵ ترجمیں، میں نے سب سے
اٹھا کر اٹھا رکھا کیا گفتم، جی
گدے نے کہا کہ تو مجھے کہو

ہے یا غور کی وجہ سے پر ہیب
کر رہا ہے، علقہ خورک
ایک، دافس، ترزا، ریچل

ظلال، جیل کی جے، سایہ، جوتقا
اگر میں تقدیر خداوندی سے
اس عذاب میں بخش گیا ہوں

لیکن وہ مزاج کہاں بدلتے۔
شہ گزرا، اگر میں موت
فقیر ہوں تو آبرو میں نیچے سستا

ہوں خریف آسان پڑاے
لیاس میں بھی نیا رہتا ہے۔
تیر تو ضمیران، محنت، بکتر

گفت، پر دہیں میں چوک
ناوائف دگ ہونے میں بہا
سین گھارے کا بہت موقع

ہوئے، گفت، جہن بچہ
نے کہا کہ میرا ناز میری بڑائی
پر گواہ ہے جو عود و عنبر سے بھی

بڑھا ہوا ہے۔

لے لیتے ہیں اس ناز کی
خوش کن سوتھ ہے وہی
سوتھ ہے وہ صائب ران
ہو اگر سوتھ والہ کھانلو
نہیں سوتھ سوتھ ہے تجر کو
گدھے کو جب سوتھ سے
گدھوں کو نش کیے سوتھ
جاسکتا ہے سوتھ
سوتھ صاحب ران ہی
سوتھ سوتھ ہے اس کے
نے فرمایا ہے اس کے
کے لئے جی ہے۔

لے لے لے لے لے لے لے
رشتہ دار میں جاتے ہیں اگر
دائیں سے بائیں
تقریباً تمام خواہش کو
جیسا کہ جیسے ہیں لیکن انی خواہش
سے ناواقف ہیں۔
مرد خدا عام میں ایسی ہے
جیسا کہ سب میں شیعہ ہے
دور سے دیکھو لے زیادہ چاہا
ذکر۔

لے لے لے لے لے لے لے
انہوں کی زیادہ چاہا ہے تو
لے لے لے لے لے لے لے

لے لے لے لے لے لے لے
جیسا کہ سب میں ایسی ہے
جیسا کہ سب میں شیعہ ہے
دور سے دیکھو لے زیادہ چاہا
ذکر۔

لیکے آں را کہ شنود صاحب شام
لیکن اس کو کون سوتھ ہے؟ صاحب ران
خرگیز خر بہوید در طسریق
مگر۔ راستہ میں گدھے کو پیشاب سوتھ ہے
بہر ایں گفت آں نبی مستجب
اسی لئے اس کو کہہ کر لے لے لے لے

زانکہ خویش نش ہم از دے میر مند
کیونکہ اس کے لئے بھی اس سے جاتے ہیں
صورتش را جنس می بیند نام
رنگ اس کی صورت کو ہم جیسے جیسے ہیں
پنجوشیرے در میان نقش گاؤ
خیر جیسا ہے جیل صورت و رنگ ہیں
و ترنگاوی ترک گاؤ تن بگو
اگر کوئی تار ہے تو جسم کے ہیں سے ہاتھ جو لے
طبع گاؤی از سرت میر کند
دو تیرے سر میں سے پھیل پنا کا لے گا

گاؤاشی شیر گردی نزد او
تو ہیں تھا اس کی صحت میں خیر بجائے گا

بر خر گیس پرست آں شد حرام
تو برے بخاری گدھے کے لئے وہ حرام ہے
مشک چوں غرضہ کم با ایں فریق
اس جماعت میں مشک کیے پیش کر دیں؟
رمز الہدھ فی الدنیا عوب
اشارہ اس میں بر دیسی ہے۔

گرچہ باز آتش ملاک ہمہ اند
اگرچہ ملاک اس کی ذات کے ساتھ ہیں
لیک از دے می بیند آں مشام
لیکن اس سے وہ خوشبو حاصل نہیں کرتے ہیں
دور می بینش دے اور امکاؤ
اس کو دور سے دیکھ لے اس کی کھڑکے
کدرد گاؤ را آں شیر خ
کیونکہ وہ خیر طبیعت ہیں کہ کھڑکے
خوی حیوانی ز حیواں بر کند
حیوان سے حیوانی خلعت دور کر دے گا

گر تو باگا دے خوشی شیری خور
اگر تو باگ میں بخوش ہے تو شیر میں زچاہ

تفسیر افی آری سنبع بقراں سیمان یا کلہن سنبع عاف آں
جیسا کہ سب میں ایسی ہے جیسا کہ سب میں شیعہ ہے
گاؤان لاغرا خدا بصف شیران گرسنہ آفریدہ بود آں مفت
گاؤوں کو خدا نے بھوکے سفیروں کی صفت پر پیدا فرمایا تھا جیسا کہ انھوں نے
گاؤ فر بہ را باشتہامی خور زند اگرچہ آں خیالات صورت گاؤں
سائنسوں گاؤں کو بھوکے کھایا اگرچہ خواب کے خیال میں وہ خیالات
در آئینہ خواب بنمودند تو بمعنی شیر بنکر
گاؤوں کی صورت میں نمودار ہوئے تو حقیقت شیر بنکر

سائنسوں کی آگاہی سے وہ خیالات صورت بن کر

آں عزیزے مصر بیدار خواب
اس شاہ مصر نے خواب میں دیکھا
ہفت گاو فریضیں پر دے
سات موتی بہت پروردہ تھیں
دردوں شیراں بزدان لغلا
دو کروہ حقیقت شیر تھیں
بس بشر آمد بصورت مرد کار
بسے بشر میں جو کہ کرنا لے انسان کی ستر میں ہیں
مرد را خوش و اخور درفش کند
انسان کو کھانا تاکہ اس کی رکت مارا تاکہ
زائے کے درد اور جملہ درد با
اس ایک درد سے وہ تمام دردوں سے
شاہ گرد و انگار و بندگی
بادشاہ بن جاتا ہے غنیمت چھوڑ دیتا ہے
گاوتن قربانی شیر خداست
جسم کی گائے شہید خدا کی قربانی ہے
ورکش مہاں ہماں کون خری
اگر تو مہاں کنی کرے تو گدھے کی منقذ ہے
گاوتن مردار گرد عاقبت
انجام کار جسم کی گائے مردار ہو جائیگی

چونکہ چشم غیب را شد فتح باب
چونکہ غیب کی نظر کا دروازہ کھل گیا
خور و دشاں آں ہفت گاو لے
ان کو سات کمزور گایوں نے کہا یا
ورنہ گاواں را بنو دے خور
ورنہ کواں کو کھانے والی نہ ہوتیں
لیک دروے شیر نہاں مرد خوار
لیکن انہیں انسان کو کھانے والا شیر پیچھا ہے
صاف گرد و درفش را در دوش کند
ان کی پیمٹ مٹھنی ہو جاتی ہے خواہ اسکو تکلیف پہنچا
وار ہدیا بر نہدا و بر سنا
نجات پا جاتا ہے وہ آسمان پر قدم رکھتا ہے
یابد او در مردگی دل زندگی
وہ فنا میں دل کی زندگی حاصل کر لیتا ہے
گر تر با او سر صدق و صفا
اگر تجھے اس سے صدق و خلوص ہے
گاوتن را خواہ تا کے پروری
اے خواہ! جو جسم کی گائے کی بکس پرورش کرگا
پس پشیمانی بری اے بدبت
اے بدبت! تو پھر شرمندہ ہوگا

در بیان آنکہ کشتن خلیل علیہ السلام خروس اشرار
اس کا بیان کہ حضرت ابراہیم، خلیل اللہ کا مرنے کو مارنا
بقمع و قہر کدام صفت بود از صفات مذمومات مہلکات
مرد کے باطن کی مہلک اور بُری صفات میں سے کوئی صفت کو زائل کرنے
در باطن مُرید
اور مغلوب کرنے کا اشارہ تھا

لے عزیز مصر کے بادشاہ
کو قہر ہے ہفت گاو
اس نے خواب میں دیکھا سات
موتی کا میں سات موتی کو پر
کھانے والی آں لاواں۔ دو
سات موتی گائیں دراصل
سات شیر تھے جس بشر بہت
سے او را ادا لے ہیں
تھے نظر آتے ہیں جس دو
نرے کی جوانی صفات کر
کو کھا ڈالتے ہیں۔ صاف
گرد۔ وہ جوان صفات میں
میں دور ہو جاتی ہیں خواہ
ان کے ازار سے اس کو
تکلیف پہنچے۔
لے زائے کے درد۔ وہ
ایک درد ہے کسی بہت سے
دردوں سے نجات دلاتا
ہے اور بغلی انسان کو کھلی
بتا دیتا ہے۔ خواہ گرد و آب
یہ معمولی انسان اس میں شے کے
نقیر سے خواہ بن جائے
اور بدن کی مرگی سے دل
کی زندگی حاصل کر لیتا ہے
کاو تن۔ اگر تجھے شے سے
عقیدت ہے تو کجا بدے کرے
جسم کی قربانی اس کی خدمت
میں پیش کرے۔
لے ورکش۔ اگر جسم کی
قربانی پیش نہیں کرتا ہے تو
گویا قہر کی مہاں ادا نہیں
کرتا ہے۔ کاوتن۔ لامحد
جسم نہا ہوگا تو پھر شرمندہ
ہوگا۔ در بیان۔ حضرت ابراہیم
کا مرنا کو زائے کرنا اس لہر
خلاف اشارہ تھا کہ انسان کو
شہوت پرست نہ رہنا چاہیے

اللہ تعالیٰ ہر شخص پر رحمت فرمائے
 اللہ کے وار گفت جفت
 اور میرے ذرا میں نے
 خدا کی عتر سے فرخ کو ذرا کیل
 جگت سواں کرنے والے
 نے کیا اس میں غلطی نہ کی
 جگت ہی نہیں۔ ہاں اللہ
 پر مٹنے والا بہت ہی مرغ
 ایک شہر بہت پرست پرند جو
 گرتا چونکس انسان کی فہ
 کے سے شہوت نہ دردی ہے
 در نہ حضرت آدم اپنے
 آپ کو ختم بنا پیتے۔ وادار
 شہوت اظہارے۔ آدم
 انسان کو پہننے کے لئے
 مضبوط جال بنایا کرتے۔
 اللہ تر کہم۔ اللہ تعالیٰ نے
 اس کو جاندی سونا دکھایا کہ
 یہ جال مودر ہے اس سے
 انسان کو تو پھاس سکتے ہے۔
 گفت شیطان اس جال کو
 ناکامی سمجھ کر کینہ ہو گیا۔
 پس اس کے بعد اللہ تعالیٰ
 نے اس کو عہد کر کے سنا اور
 جو وہ دکھائے کہ یہ جال کافی
 ہے۔ آجی افروں شیطان
 نے کہا میں اس سے بڑھیا
 جال بناتا ہوں۔
 اللہ چرت حضرت حق تعالیٰ
 نے اس کو عہد کیا میں اور
 فخر وہ جس دیکھے کہ ان سے
 انسان کو کچا کرنے لگت
 یارب۔ اس شیطان نے پھر
 یہی کیا کہ اس سے زیادہ
 جال بناتا ہوں تاکہ کہیں
 ناکس اس کو توڑ سکے۔ اور وہ
 خدا کی رحمت سے بے خبر ہو گیا۔

چند کوئی ہیمجو زاغ پر فٹوس
 مگر بھگے کوئے کی طرح کب تک بھگے گا؟
 حکمت گشتن چہ بود آخر بگو
 آخر تلے مارنے کی کیا حکمت تھی؟
 گفت فرمان حکمت فرمان خوا
 انہوں نے فرمایا اللہ مگر حکم کی حکمت بتاؤ
 شہوتی بہت پس شہوت ستر
 وہ شہوت والا اور شہوت پرست ہے
 گرنہ بہر نس بوئے لے وہی
 لے وہی! اگر وہ نس کے لئے ضروری تھی
 گفت ابلیس لعین دادار را
 ملعون شیطان نے اللہ (تعالیٰ) سے کہا
 ز تو سیم و گلہ! آپش نمود
 سونا اور چاندی اور گھوڑوں کا گھوڑا بناؤ
 گفت شاباش و فرش آویخت نج
 بولا، آفریں ہے اور خضرئی سے تو بڑی ننگائی
 پس زرو کو ہز معد ہما خوش
 تو سونا اور چرم عمرہ کاؤں سے
 گیر اس دام دگر راے لعین
 اے ملعون! یہ دوسرا جال بے لے
 چرت شیریں شرابا ت نہیں
 چنے بیٹے (کہا لے) اور تھی مشروبات
 گفت یارب بیش از جمع اہم مد
 بولا، اے خدا! میں اس سے زیادہ مدد چاہتا ہوں
 تاکہ مستانت کہ تو پیر دلند
 تاکہ میرے وہ مست جو خدا اور بہادر ہیں

لے خلیل از بہر چہ گشتی خرد
 لے خلیل (کہا) آپ نے مرے کو کیوں مارا؟
 تا سنج گردم آں را موبو
 تاکہ میں روٹنے روٹنے سے نبھان لے کہیں
 تا نہنل گردم آں را من بجاں
 تاکہ میں اس پر دل و جان لاؤں اور اللہ تعالیٰ سے
 زان شرابے ہر ناکے از مست
 اس زہریلے کینہ و شراب سے مست ہو
 آدم از نانش بگرے خود خصی
 حضرت آدم اس کے عیب کی وجہ سے بے خصی
 دام ز فتنے خواہم اس شکار را
 میں اس شکار کے لئے مضبوط جال چاہتا ہوں
 کہ بدیں تانی خلایق را ربود
 کہ تو آئے لوگوں کو ایک کے
 شد ترجمہ و تشریح سمجھو سرخ
 ترجمہ اور تشریح کی طرح تشریح ہو گیا
 کہ دال پس ماندہ را حق پیش
 اللہ (تعالیٰ) نے اس مردود کے آگے کر دئے
 گفت ازین فروں لے عم لعین
 بولا، اے عمرہ درگاہ! اس سے بڑھ کر دے
 دوش و بس جامہ ابرہ شمس
 اور بہت سے ریشیں پورے (اسکو دے)
 تا بہندم شان بچل حق مسد
 تاکہ میں ان کو میری کشت میں بندھوں
 مردواراں بندہ را بکسلند
 ان بندھوں کو مردانہ وار توڑ دیں

نابیدیں دام و درنمائے ہوا
 تاکہ نقشبند کے اس جال اور رستوں کی وجہ سے
 دام و دیگر خواہم سلطانِ مکت
 لے لے تہا! اقتدر! میں دوسرا جال چاہتا ہوں
 خمر و چنگ اور درویش و نہاد
 (طرقانی) شراب اور ستارے لایا اور رکھ دیا
 سونے اضلال ازل پیغام کرد
 اُس نے ازلِ مصلحت اضلال کو پیغام دیا
 نے یکے از بندگانِ موسیٰ کہ
 کیا تیرے بندوں میں موسیٰ نہیں ہیں؟
 آب از ہر سوغناں را واکشید
 پانی لے ہر جانب سے ابھی باگ بیچنی کی
 چونکہ خوبی زنان با او نمود
 جب عورتوں کا حسن اس کو دکھایا
 پس ز دانگشتک برقصانِ ناز
 تو اس نے بجلی بونی اور ناچنے لگا
 چوں بدید آن چشمہائے پر شمار
 جب اُس نے وہ نشیب آنکھیں دیکھیں
 واں صفائے عارضانِ لبلاب
 اُن مسرتوں کے میخار کی وہ صفائی
 رویے وغالب ابرو و لب و عقیق
 جہر اور اُڑن اور اُرد اور متیق یہی موز
 قد چوں سرو و خراں در جہن
 ایسا تہ میا کہ پس میں سرو و خسرمان
 دید او آل غنچ بر جہتِ اُفتاب
 اُس نے وہ غار اور دیکھی تو فوراً چھلا

مرد تو گرد زنا مرداں جدا
 تیرے مرد و نامردوں سے جسے جو نہیں
 دامِ مردانہ از حیلست یا سخت
 جہ جال انسان کو کچا رٹنے والا سخت چیز سا زمر
 نیم خندہ زرد بیاں شد نیم شاد
 وہ تھوڑا سا ہنسا اور اُن پر آدھا راضی ہو گیا
 کہ برآر از قعر بحر گفت کرد
 کوفتہ کے سمندر کی گہرائی سے گردِ کمال لا
 پردہ ہار بحر اواز کرد و بست
 انہوں نے سمندر میں گرد کے پرے سے ہاتھ دئے
 از تنگ دریا غباے بر جمید
 دریا کی گہرائی سے غبارِ غما
 کہ قرار و صبر مرداں می بلورد
 جو مردوں کا صبر و قرار لے لڑتا ہے
 کہ بدہ ژو تر رسیدم بر مرد
 کہ بہت جلد یہ پہنچے میں مقصد کو پہنچ گیا
 کہ کند عقل و خرد را بے یقار
 جو عقل اور کھم کو بے قرار بنا دیتی ہیں
 کہ بسوز و چوں پسند این دل برآں
 کہ میں پر یہ دل کالے دانے کی طرح جلتے ہیں
 گوشتِ خورتافت از پردہ رفیق
 گویا ہارک پرے سے سورج چمک رہا ہے
 خدایمچوں یا سمین و نشتر
 رخسار چہیلی اور گلِ سیون جیسا
 چوں تجلی حق از پردہ تنگ
 جو ہارک پرے سے اشد (حق) نے کی تجلی کی
 حورِ حقی

لے لے تہا! دماز سے
 کہ اب سخت جال بست
 میں تھے سے زمر و جس
 جتنے تھوچنگ، انہوں
 نے اُن کو بے کیے
 شراب و شرابوں کے
 سر نہر کے تھوچنگ میں کو
 ممکن ہے کہ اُن میں
 شیطانی نے اشدان کی مصلحت
 متیق کو کچا رکھنے کے لئے
 سے گرد لے لے کچے جبکہ
 مصلحتِ اشدان کی مصلحت
 ہادی کے نظر پر تھے اور اُن
 لے کساں دکھا یا گردِ جہنم
 گرد کے پرے اور اس کو کہنے
 تو مجھے بھی مصلحت متیق کا
 نظر پر تھا یا چاہیے
 تہا جگر اب اشدانے
 نے عورتوں کے حق کو کف
 ضیعتان کو دکھا تو وہ جہنم
 ہونے لگا اور حقی سے ہائے
 لگا کہ اب یہ افکار ہو گیا
 ہے جہنم بدید جس شہوت
 چوتھے شوک کے شہوتے پاہن
 شہوتیں بر جہت میں کی خرا
 ہے یعنی ان عورتوں کی ان
 جہنم کو دیکھ کر جو حقی سے
 انہیں یہ جہنم ہے جہنم
 عورتوں کی دست نکھیں۔
 خرد و عقل۔ عارض۔ رخسار
 سینہ کا دار و خراج کے
 دیکھ کر کہنے کیلئے۔ بڑا لہو
 ہے اور وہ جہنم ہے متیق
 عقیق سرخ تھوچنگ میں ہونے
 کو تہ دی ہو ہے۔
 تہا جہنم کو نظر پر
 میا کہ ہارک پرے سے سورج
 تھوچنگ پرے سے سورج

نابیدیں دام و درنمائے ہوا تاکہ نقشبند کے اس جال اور رستوں کی وجہ سے دام و دیگر خواہم سلطانِ مکت لے لے تہا! اقتدر! میں دوسرا جال چاہتا ہوں خمر و چنگ اور درویش و نہاد (طرقانی) شراب اور ستارے لایا اور رکھ دیا سونے اضلال ازل پیغام کرد اُس نے ازلِ مصلحت اضلال کو پیغام دیا نے یکے از بندگانِ موسیٰ کہ کیا تیرے بندوں میں موسیٰ نہیں ہیں؟ آب از ہر سوغناں را واکشید پانی لے ہر جانب سے ابھی باگ بیچنی کی چونکہ خوبی زنان با او نمود جب عورتوں کا حسن اس کو دکھایا پس ز دانگشتک برقصانِ ناز تو اس نے بجلی بونی اور ناچنے لگا چوں بدید آن چشمہائے پر شمار جب اُس نے وہ نشیب آنکھیں دیکھیں واں صفائے عارضانِ لبلاب اُن مسرتوں کے میخار کی وہ صفائی رویے وغالب ابرو و لب و عقیق جہر اور اُڑن اور اُرد اور متیق یہی موز قد چوں سرو و خراں در جہن ایسا تہ میا کہ پس میں سرو و خسرمان دید او آل غنچ بر جہتِ اُفتاب اُس نے وہ غار اور دیکھی تو فوراً چھلا

زانا کرشمہ وزانا لالہ نیک شنگ

اُس کرشمہ اور اُنٹس شروع کیے ماز سے

تَفْسِيرٌ لِّقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ تَعْمُرُ دَنَاهُ أَسْفَلَ
 ۱۰۷۔ شک ہے کہ انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر ہم نے اس کو کنٹون سے کمزری
 سافلیاں ومن تعمرہ نُنسکہ فی الخلق اَفَلَا يَعْقِلُونَ
 ۱۰۸۔ اے لو! اور جس کو ہم (زیادہ) عمر دیتے ہیں اس کو بنا دیتے ہیں اندھا کر دیتے ہیں یا اس کو بہترین حالت میں

آدم و حن و ملک ساجد شدہ
ہم جو آدم باز معزول آمدہ
ہم رہ حسین آدم کی طرح معزول ہو گیا
آدمی اور حنی اور فرشتے سب کو سزا پہنچے

گفت آوخ بعدِ هتی نیستی گفت جرمت اینک افروزیستی

جبرینشر (م) کشاندنمکشاں

جبریل (میں) کو بال پر ذکر بھیج رہے ہیں
 کہ اس وقت اور حسینوں کے ٹھہرٹ سے نکل جا
 گئے۔

اُس نے کہا عز کے بعد یہ ذلیل کرنا کیوں ہے ؟

جبرئیلؑ سجدہ میکر دی بجاں چوں کنوں میرا نیم تواز چناں

محکمہ میسرورزمن در امتحاں

اس آواز میں میری بوسہ ختم ہو کر جا رہی ہے
جیسا کہ خواہ کے موسم میں گھوڑے پتے

اس کے کہنا اب وید ماہ وار
وہ نرخ کہ جو چمک میں مابند جیسا تھا

وَأَسْرَأَ الْفَرْقَ كَيْسَ تَشْتَعِبُ شِدْ

وَلَا تَقْرُصَانِ نَازًا حَمِيصًا
گشتِ دَریِری و دَوَما نِجِو کَمَاں

وہ نیلے بیساقی اور ناز کرتا ہوا تھا
 رز گشیدہ مری بھی رز ناز غ

بڑھا ہے میں کمان کی مسرور ڈبر جو گیا
 نقشہ و مرگشا غ

برکات سے کوئی بیویوں پر راس اور راج روپی کستے داس داس
کوٹے کے پردوں کی طرح کے بال برف بن گئے اور بھرتوں سے چہرہ داغ داغ ہو گیا

جہزوں نے دنیا کو یہ پوائنٹس مارکھ

شوقِ آفتابِ حیسون کے زواریں

کے شباب کے وقت تمام مخلوق

بچائے کے بعد اُس کی حاسر سجدہ

محرم کر دیئے گئے تھے۔ گفت۔

کمال کے بعد زوال و حیرت

یعنی کی سڑک ہے۔ تجربہ کیلش میں

ہم نے اسی طرح اس میں کو

حسن کی دولت سے باہر نکال

ملکہ بعد از عز - وہ حسین جبریل

بعدیہ دولت کیوں ہوں۔ ال

میں وہ سن میں محض عطا الہی اب

جبرئیلؑ۔ وہ سیدنا سب سے پہلے

کھانا اب لو سن لی جیت کے
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سید محمد رفیع شاہ

بجای آوردن سرخس و سبزه

موت سے فرقہ بندی کا رنگ

فہم گنہگار

زور شیرش گشتہ چون ہر فن ناں
اس کی شیریںی طاعت غمخواروں کے پتہ یوں گئی
گرمی اعضا شدہ افسردہ
اعصاب کی گرمی ٹھنڈی گئی
می بگیرندش بغل وقت شد
چھٹنے کے وقت لوگ اس کی غیبتیں نہ کرتے ہیں
ہر کے زینہ رسول مرگیت
ان میں سے ہر ایک موت کا پتہاں ہے

ایک اگر باشد قمریش نور حق
 نیکن اگر اشد (کائنات) کا نور اس کا ماحی ہو
 مستی اوست چو کشتی
 اس کی مستی کشتی کی سی مستی ہے
 گریب از آفتاخش غرق ذوق
 اگر وہ دھماکے تو اس کی ہڈیاں ذوق میں غرق ہیں
 و انکه نورش نیست بارغ بے ثمر
 جس کو نور حاصل نہیں ہر وہ بے ثمر ہے
 گل نمائند غار ہا ماند سیاہ
 بھول نہیں ہو جاتے ہیں کائنات کے پڑ جاتے ہیں
 تا چہ زلت کردایں بارغ اے خدا
 اے اللہ! اس بارغ سے کیا فعلی ہوئی
 خوشتن را دید و دید خوشتن
 اُس نے اپنے آپ کو دیکھا اور خود بینی
 شایمے کز عشق اُو عالم گریست
 وہ عاشق جس کے عشق میں دنیا روئی تھی

لفظہ کا مترجم پہلوں کی طرف سے ہے۔
 زحمتوں کا گنگہ ناز و جوت ہے۔
 راجہ و زمان عروت ناز گنگائی
 ہے، گیتی، دودھ بے لعل و حلاوت
 نازیبا رگت جاتی ہے، سنگار
 جو شخص بڑے بڑے سپہ سالار
 کی نعل میں دایا تھا انھیں
 کی رعیت ہے کہ کوسھل کی
 جہل سے ہاتھ سے کہہ مارا
 دیں تو وہ چل دیں نہیں سکتا
 ہے۔ جی، بڑھانے کے ہاتھ
 موت دایا ہم دیتے ہیں۔
 لے لے جس شخص کو کور
 حق میں ملو یا جو بڑھ، ہاں
 کئے تھانہ وہ نہیں ہے
 مستس، ایسے انسان کے
 اخذ، کی مستی رحمت کی
 مستی کی راج سے جو رحمت
 جیسے پہلوں کے لئے بھی
 مست رکھتے ہیں۔ گور
 ایسے انسان دتا ہے تو اس
 کی رگت دینے کی خواہش
 لئے کہ شوق ہوا مرنا ہے
 لے لے آخر جو شخص اس نور
 خدا دہی سے عوام سے
 کی شہ پہنچے کے باغ کی
 می سے جس کو خواہش دے
 کر تو ہے بے محنت، ایسے باغ
 کا خزان میں یہ حال ہوتا ہے
 کہ وہیوں کی گدیا ہاں کئے
 نے لیئے ہیں، دے دینے کی گنگ
 کی طرح لیجان ہو جائے
 تاج۔ جس باغ کا کیم ہے؟
 قورقٹیں۔ اس باغ میں خود
 ہیں قمری جو بہت فراہم ہے۔
 شہاب سے جس معشوق کی عشق
 عالم دتا تھا ایسا ہی ہاں شکر
 اپنے ہی سے لگا دے جس

لے جرم جس کا جرم ہے

یہ اس میں کہ اپنی کیت کیم
خدا و استغیم ہم اس میں
کو اس نے واپس لے لیتے ہیں
تا کہ کس کو سلام ہو جائے کہ
میں درمیں ہماری ملکیت
ہے اور دنیا کے میں ہمارے
تو کہیں ہیں، تا جا نہ تا کہ میں
یہ سمجھ جائے کہ میں کا میں
مانگہ ہوا اور باری قتلے کی
ایک جگہ حق آت جانی ہوا
خواباں اللہ کی میں کائنات
اس کا نظریہ ہے، ہاڑی گریز
یہ تمام حرمیاں کائنات میں
عالمی ہیں یہ پھر اپنے مرکز کی
طرف میں ہوجاتی ہیں، آنگہ
کر کہ کائنات میں آئی کابلو
ایسا ہی ہے جیسے سرنگے
آئین میں سے سورج کی روشنی
نظر آئے۔

لے شیشہ کے جس طرح
وہ نور ایک رنگ کا ہوا
مختلف شیشوں میں سے مختلف
نظر آتا ہے، اسی طرح اس
کی صفات میں چون مانند
جب وہ مٹا ہوا کی نہیں رہتے
تو صرف کہ مٹا ہوا کی وہ جاتا
ہو تو نہ لگتی، انسان کو صفات
نہ اور نہ ہی کا بظاہر نظر آتے
مشاہدہ کرنا چاہیے تاکہ کائنات
کی صفات ہوں گے کہ بعد میں وہ
میں کو کائنات پر وہ کہنے لگتی
نظر آئے کہ وہ نور میں کی
صفات کے مشاہدہ کی مارت
وہان رہی ہے

سنہ آجروں کا حضرت حق نے
جن میں میں کو واپس لے لیتے
ہیں تاکہ مجھے سلام ہو جائے

جرم آنکہ زلیور عاریہ بست

عقل یہ ہے کہ اس نے مانگہ ہوا زلیور پہنا

واستغیم آنکہ تا داند یقین

میں واپس لے لیتا ہوں تاکہ یقین آجائے

تا بداند کاک ملکل عاریہ بود

تاکہ وہ جان جائے کہ وہ بپس مانگہ ہوا تھا

آں جمال و قدرت و فضل و ہنر

اس میں اور طاقت اور فضل و ہنر نے

باز می گردند جوں استار با

ستاروں کی طرح واپس ہو جاتے ہیں

پر تو نور شیدت تا جا یگما

سورج کا عکس (انجی) جگہ چلا گیا

آنکہ گردا و درخ خوابت رنگ

وہ جس نے مسرتوں کے جوئے پر تھے جہیز لایا

شیشہائے رنگ نکل نور را

رنگ بزرگ کے شیشے میں نور کو

چوں نمائند شیشہائے رنگ رنگ

جب رنگ بزرگ کے شیشے نہ رہیں گے

خوی کئی بے شیشہ دیدن نور را

نور کو بغیر شیشہ کے دیکھنے کی مارت، اداں

قائمی بادائش آموختہ

تو نے بھیجی ہوئی سمجھ پر اکتفا کر رہا ہے

اوج چراغ خویش بر باید کرتا

وہ اپنا چراغ لے جائے گا

گر تو کردی شکر و سعی مجتہد

اگر تو نے شکر کیا اور پوری کوشش

کرد دعویٰ کا میں ملل ملک بست

دعویٰ یہ کیا کہ یہ میرا باس ہے

خرمن آن است خواب خوش حسین

کلیان ہماری ملکیت ہے میں انکے خوش حسین ہیں

پر توے بوداں ز خورشید وجود

وہ وجود کے سورج کا عکس تھا

ز آفتاب حسن کرداں سو فر

اس میں جانب میں کے سورج سے سفر کیا تھا

نور اں خورشید ازیں دیو اہا

اُن دیواروں سے سورج کے نور

ماندہ دیو اوزتاریک ویاہ

ہر دیوار، کال اور سہ، دو گئی

نور خورشید ستار شیشہ رنگ

وہ سرنگے شیشہ سے سورج کا نور ہے

می نماید ایں چنیں نکین کا

میں ایک رنگین رنگ لگتے ہیں

نور میرنگت کنداں گاہ رنگ

اس وقت وہ بے رنگ نور مجھے جان کر دے

تا چو شیشہ بشک نبود علی

تاکہ جب شیشہ ٹوٹ جائے تو نہ رہا میں نہ ہو

وز چراغ غیر چشم افروختہ

اور دوسرے کے چراغ سے تو نے تمہیں روشن کیا

تو بدانی مستعیری نے فن

تو جان لے کہ تو مانگہ ہوا ہے رلا سے دیکر

غم مخور کہ صد جہاں بازت نہد

تو غم نہ کر وہ اس جیسے سینکڑوں جہاں ہو جائے

و زکر دی شکر الکنون خں گری

اگر تو نے شکر ادا نہ کرے تو بنوں (کے انور) کو شک

اُمِّ الْکُفَرَانِ اَصْلَ اَعْمَالِهِمْ

(اٹھ چالے نے کافروں کے اعمال کو رانگ لکھا)

گم شد از بے شکر خوبی و بفر

بہر گم سے اچائی اور بفر اس طرح گم ہوا

خوشی و بے خوشی و شکر و واد

انجاست اور غیریت اور شک اور عطا

کہ اَصْلَ اَعْمَالِهِمْ لے کافران

لے کافروں کے اعمال کو رانگ لکھا ہے

جز اہل شکر و اصحاب وفا

سوائے شکر گزاروں اور وفا داروں کے

دولت رفتہ کجا قوت مہد

گمزدی ہوئی دولت کب طاقت دیتی ہے؟

قرض وہ زین دولت را فرستو

مگر قرض وہ سلسلہ میں تو اس تک قرض ہے

انکے زین شرب گم کن بہر خوش

اپنے لئے اس پینے میں سے کچھ کم کرے

جبر بربخا فنا آئس کر نخت

جس شخص نے دنیا کی زمین پر ایک گھونٹ بھرا

خوش کن دلش کہ اَصْلَ اَعْمَالِهِمْ

(اٹھ چالے انکو دل خوش کر دیا کیونکہ دل کی

آہل وے ترک غارت ساز وہ

اسے موت اسے دیات کو مٹنے والے ترک

واہد ایشان بیدر بند ہاں

و انکو داپس دیتی ہے کہ ہرگز قبول نہ کرے

کہ شدت آں حُسن از کافر بری

کیونکہ وہ حُسن ایک اشکرے سچا کس ہے

اُمِّ الْاِیْمَانِ اَصْلَ اَعْمَالِهِمْ

(اور ایمانوں کی جماعت کے اعمال کی اصلاح کر دیتی)

کہ در گمہر گز نہ بین ز نال و فر

کہ وہ دوبارہ بھی اس کا نشان نہ دیکھے گا

رفت زانساں کہ نیا روشن کیا

اس طرح سے گئیں کہ وہ انکو یاد بھی نہ کرے گا

مجتہدین کامست از ہر کامراں

جس جو کرنا ہر (دو) بار بار کا مقصد ہے

کہ مرایشاں راست لے دولت رقا

کیونکہ دولت اُن کے پیچھے ہے

دولت آئندہ خاصیت مہد

آئینہ دولت خاصیت دکھاتی ہے

تا کہ صدر دولت بد بینی پیش رو

تا کہ تو اپنے سلسلے سینکڑوں دولتیں دیکھے

تا کہ حوض کوثر سے یابی بہ پیش

تا کہ تو آئندہ حوض کوثر پائے

کہ توان حیدر دولت نو گر نخت

دولت کا شکار اُس سے کہاں ہوگا سکتا ہے

رَدِّ مِّنْ بَعْدِ النَّوْیِ اَتَا اَلْهَمُّ

اُنکی پہاں کے گھٹنے کو نہ مٹے بعد نوا ہے

ہر چہ بڑی زین شکوراں باز وہ

ان شکو گزاروں کا جو کچھ تو نے چھینا ہوا ہے

زانکہ منعم گشتہ انداز رخت جا

کیونکہ رخت کے سامان سے وہ انداز رکھتے ہیں

طہ و زکریٰ بکر حُسن کے

انزال بر تو کفر طہ کر دیا

خون کے آئینہ بارہ عوض

شکر گزار کہ قلبے کا زکریٰ

ما اَمَّ الْاِیْمَانِ اَصْلَ اَعْمَالِهِمْ

کے اعمال ایمانوں میں اضافہ

تعالیٰ نے مومنوں کے دل

کی اصلاح کر دی ہے

مگر حُسن بے شک سے بفر

اور غلبہ میں طرح نال ہوئی

ہے کہ یہ فوس کا نشان نہیں

مٹا ہے خوشی کا نہیں سے

اوصاف حُسن اس طرح انداز

ہو جاتے ہیں کہ اس کی بھی

نہیں آتے ہیں۔

گمہر ز نال شکر و دولت

اور دولت آئندہ صرف

مست گزاروں اور غلاموں

کا مقصد ہے تو نہ تہ و تہ

پاک میں ہے اقرضہ طہ

خوشحاشا خدا حافظ کان کو

قرض حیدرہ کے مگر پر

کہ حیدر ہے بڑا دل و دماغ

انسان اپنی ضروریات کو کم

کر کے دوسروں پر فخر کرتا

ہے تب آخرت میں اس کو

بدارفتہ جزو جو سن

دوسروں پر فخر کرے گا

دولت آخرت اُس کے ہاتھ

آئیں گے خوش گدہ اللہ تعالیٰ

بدارفتہ کر خوش کر دیا

جو کچھ انھوں نے خرچ کیا ہے

اسکو مٹا کر داپس کر دیا

سہ لے ہیں اٹھ چالے

کو کھو دیا کہ ان شکر گزار

تو نے جو جینا ہوا کو مٹا دیا

و آخرت موت انکو دینا ہے

زندگی دنیا جا بیکر وہ اس کو

لے صوفیہم وہ کہیں گے
بہر صوفی ہیں ہم گمراہی نشا
چکے ہیں اس میں گواہیں
دلیں گے۔ آجوض۔ اب
اللہ قالے ہیں وہ بدار
عادت کر دیا ہے جس کے بعد
ہیں دنیا کی حرص و حاجت
نہیں رہی ہے۔ راتِ شور
دنیاوی چیزیں ہنر لہ شور
پانی کے ہیں اور کثرت کی
تغیث چشمہ کو تر ہیں۔ آج
کردی۔ یہ انسان دنیا کو
کہہ دیتا ہے کہ شہیدان
راہِ خدا میں سے ہیں تیری
مخلصانہ چیز کے شہید
مارتے ہیں۔ تابانی تاکہ یہ
دنیا بیکھو کہ خدا کے وہ
بندے بھی ہیں جو دنیا کو
پرکاشہ کہتے ہیں۔

لے بہت۔ یہ مراد خدا
دنیا کی تمکین کا کہہ سکتے
ہیں اور اللہ کی مدد کے قلعہ
پر جسدِ اہلِ اِدیتے ہیں۔ آج
شہیدان۔ جو لوگ فنا کے بعد
بقا کا درجہ حاصل کرتے ہیں
وہ از سر نو زندہ ہو جاتے ہیں
تقلّ شکیبا۔ ان کی جسد
شکستِ فضلِ خداوندی سے
کھل جاتی ہیں اداں کاافر
نفس میں ہو جاتا ہے
لے نا امید۔ فنا سے
جو نا امید پیدا ہوئی تھی
وہ سب امید سے بدل
گئی ان کے لیے یہ دنیا
پاک جگہ ہو گئی سرگراؤں
فنا کے بعد پھر ان کو ابوری

لے صوفیہم وہ کہیں گے
بہر صوفی ہیں ہم گمراہی نشا
چکے ہیں اس میں گواہیں
دلیں گے۔ آجوض۔ اب
اللہ قالے ہیں وہ بدار
عادت کر دیا ہے جس کے بعد
ہیں دنیا کی حرص و حاجت
نہیں رہی ہے۔ راتِ شور
دنیاوی چیزیں ہنر لہ شور
پانی کے ہیں اور کثرت کی
تغیث چشمہ کو تر ہیں۔ آج
کردی۔ یہ انسان دنیا کو
کہہ دیتا ہے کہ شہیدان
راہِ خدا میں سے ہیں تیری
مخلصانہ چیز کے شہید
مارتے ہیں۔ تابانی تاکہ یہ
دنیا بیکھو کہ خدا کے وہ
بندے بھی ہیں جو دنیا کو
پرکاشہ کہتے ہیں۔

زندگی نصیب ہوگی۔ آکر۔ اور زادِ اندھا۔ تاجہانی۔ عالمِ فہم ہیں ایسے سورج ہیں کہ دنیا کا سورج
ان کے مقابل میں شہاستارہ ہے۔

باز ستائیم چون در باقیم
جبکہ ہر نے ان کو بار بار ہے ہم دوبارہ دلیں گے
رفت از حاجتِ حرص و غرض
ہم سے ضرورت اور حرص اور غرض روانہ ہو گئی ہے
بر حقیق و چشمہ کوثر زدیم
شراب اور حرص کوثر پر مقیم ہو گئے ہیں
بیوفائی و فن و ناز گراں
بے وفائی اور جہاں کی اور بھاری ناز
کہ شہیدیم آمدہ اندر غزا
کیونکہ ہم قہر جہاد کے شہید ہیں
بندگاں ہشتند پر حملہ و مرا
حملہ اور جنگ سے بڑھیں۔ ہستندے ہیں
خیمہ را بر باروی نصرت زند
حد و اندھاوندی کے قلعہ پر حملہ لگا دیتے ہیں
وہیں امیراں باز بر نصرت زند
یہ تیسری بھر مدد پر آمادہ ہیں

نفس کا فرنا گہاں سہل شد
کافر کا نفس را جانک تر بنے گا
گشت مسجد ناگہاں میں بستگہ
یہ نسبت خاں۔ اچانک مسجد میں گیا
کہ یہ ہیں مارا کہ انہیستی
ہمیں دیکھو تو اندھا تو انہیں ہے
واپس ایجا آفتاب نجاسات
جہاں سورج ہے وہاں کا استاد ہے

زندگی نصیب ہوگی۔ آکر۔ اور زادِ اندھا۔ تاجہانی۔ عالمِ فہم ہیں ایسے سورج ہیں کہ دنیا کا سورج
ان کے مقابل میں شہاستارہ ہے۔

در علم هستی برادر چوں بود

اے بھائی! ہم میں دوج کس طرح ہوتا ہے؟

بُخیرِ الحیّٰی من المیتِ بَدَل

سمجھ لے دو مرنے سے زندہ پیدا کر دینا ہے

مَرُوکِ زندہ کہ اُنبارش تہی ست

وہ کاشتکار جس کا کھلیں غائی ہے

کہ بروید آں ز مَوْتِ یستی

کہ وہ عدم میں سے اُگ آئے گی

و شَبَدَم از یستی تو منتظر

تو ہر وقت عدم کا منتظر رہ

نیت دستورِ شاد ایں لائرا

اِس راز کو کھولنے کی اجازت نہیں

پس خزانِ صنع حق باشد عدم

اللہ تعالیٰ کی کارگری کا خزانہ مرنے

مبدعِ آمد حق و مبدعِ آن بود

اللہ (تعالیٰ) ایجاد کرنے والا اور کھانا پکڑنے والا ہوتا ہے

ضدِ اندر ضدِ چوں کانوں بود

مُتَدَا مَدَم میں کیسے پوشیدہ ہوتی ہے؟

کہ عدم آمدِ اُمیدِ عابدان

عدم میں عبادت گزاروں کی امید ہے

شاد و خوش نے بُر اُمید یستی

کیا وہ عدم کی اُمید پر خوش و خرم نہیں ہے؟

فہم کن گر واقفِ معیشتی

سمجھ لے، اگر تو حقیقت کا جان کا ہے

کہ بیابی فہم و ذوقِ آرام ویر

تا کہ تو آرام اور سکھ کا ذوق اور ہم میل کر لے

و رنہ بغدادے گنم انجا زرا

ورنہ میں انجناز کو بلسدار بنا دیتا

کہ برآر روزِ عطا با و مبدم

کیونکہ وہ اُس سے بے درپے عطا برآمد کرتا ہے

کہ برآر دفرغ بے اصل و سَد

جو بغیر جڑ اور اصل کے شاخ پیدا کر دے

نیت را بنمود ہست آں محتشم

اُس عزت و جلال والے نے عدم کو مجید دکھایا

بحرِ راپوشید و کفِ کراشا کار

سمندر کو پوشیدہ کر دیا ہے جھاگ کو زنا کر دیا ہے

نیت را بنمود ہست آں محتشم

اُس عزت و جلال والے نے عدم کو مجید دکھایا

بحرِ راپوشید و کفِ کراشا کار

سمندر کو پوشیدہ کر دیا ہے جھاگ کو زنا کر دیا ہے

مَدَم در مَدَم: مثنوی کی پہلی

شعبہ کے ہر کتبے پر ہے

نہایتی اور بہت سی دو متضاد

چیزیں ہیں ایک دوسرے

میں بھیجی ہوئی کیسے سرکٹی ہو؟

کھٹوں پر مشبہ، بخیر و خیر

سوال کا جواب ہے۔ بالکل

جی ممکن ہے جب کہ غفلت

سے نندہ بچو یہ ہو جاتا ہے۔

کہ عدم، تمام عبادوں کی

امیدیں غیب اور عدم سے

دائستہ ہیں، قرآن کا مذہب کا شکاک

جس نے نیک عمل کیلئے اپنی

کوٹھی خالی کر لی وہ اُسی

پہلکار پر خوش ہے جو۔۔۔

نی احوالِ معدوم ہے اور وہ

سمجھتا ہے کہ وہ عدم سے

وجود میں اپنے لگے۔

۱۵۔ و تدریس لفظ انسان

کو چاہیے کہ کون کون سے

نئے پردے غیب میں ہے وہ

اُس کا منتظر ہے تاکہ وہ

سمجھ سکے غیب کے کھلنے سے، ہمارے

آرام پسند آئے جو نیت

پروردہ غیب کی چیزوں کو

ظاہر کرنے کی جانت نہیں

ورنہ میں موجود پرستوں کو

غیب میں آخرت پرست

بنا دیتا۔ خدا و مینی پردے

غیب کی نعمتوں کو، سننے

والوں کا شہرہ تجار و کرکٹ

کا کہ خیر و خیر کا بارش

اور لوگ اُٹھ رہے ہیں۔

پس خواہ جنت حق تعالیٰ

کی کا گاہ و درجہ جس سے

وہ عطایا عنایت کرتا دیتا

ہے۔

۱۶۔ مبدعِ ہستی ایجاد

لے چوں منارہ خاک پچیاں در ہوا
 انھیں ہے خاک نظر آتی ہے
 اور ہوا نظر نہیں آتی۔ یاد ہوا
 نظر نہیں آتی اس کا جو جس
 لے سمجھ میں آجاتا ہے کہ خاک
 میں از خود اڑنے کی طاقت
 نہیں ہے۔ گفت: سطح آب
 پہ چو گہر رہے جس میں
 نظر آتے ہیں پانی کا جو جس
 لے سمجھ میں آجاتا ہے کہ
 از خود نہیں بہ سکتے تھو تھیاں۔
 انسان کے ہنگام پریشیدیں
 اور اس کی گفتگو جس کا جو
 آنکار کے جو دکھایا ہے وہ
 ظاہر ہے ہی حالِ خسرات
 اور جو مطلق کہ ہے اور جو
 مطلق جو کہ حقیقت ہے وہ
 بندہ ہر طرف سے اور شوق
 جو کہ حقیقتِ غیر موجود میں وہ
 موجود نظر آتی ہیں۔
 ۱۱۰۰ نظر را ہم نے معدوم
 کو موجود اور موجود کو معدوم سمجھ
 رکھا ہے یہ ہماری آنکھ کا قصور
 ہے کہ وہ غیر موجود کو موجود
 دکھا رہی ہے۔ دیدہ جس
 آنکھ میں نیند ہو وہ غفلتِ خیالی
 اور غیہ والی چیزوں کو موجود
 دکھا رہی ہے۔ پندہ اخیال
 یعنی غیر واقعی چیز نظر آ رہی
 ہے ساجد معدوم۔ عالمِ غیور جو
 کہ معدوم ہے وہ نظر آتا ہے۔
 آن حقیقت۔ عالمِ غیب
 نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا
 ہے۔

۱۱۰۱ آری۔ یہ حضرت حق
 تعالیٰ کی محاکرِ حق ہے کہ انکار
 غیر حقیقی چیز کو حقیقی کہنے

چوں منارہ خاک پچیاں در ہوا
 ہر ایں پکڑتی ہوئی خاک مستارہ کی طرح جو
 خاک را بینی ببالا لے علیل
 اسے جیسا راتو خاک کو اوپر دیکھتا ہے
 کف ہمی بینی روانہ ہر طرف
 تو جگہ کو ہر طرف جا رہی دیکھتا ہے
 کف محس بینی و دریا از دہل
 تو جگہ کو جس کو کہتا ہے اور دریا کو کہتا ہے
 نفی را اثبات می پنداشتیم
 ہم نے معدوم کو موجود سمجھ لیا
 دیدہ کا ندر وے نفا سے شدیدہ
 وہ آنکھ جس کو نیند آ رہی ہو
 لاجرم سرگشتہ گشتیم از ضلال
 لامحالہ ہم گمراہی سے حیران ہو گئے ہیں
 ایں عدم را چوں نشانند نظر
 اس معدوم کو نظر میں کیسے جھسا دیا؟
 آفرین لے اوستا ز سحر بان
 لے ہا دو کرنے والے استعارہ آفرین ہے
 ساحراں مہتاب پیمایند زود
 جادوگر فرود چاندنی ناپ دیتے ہیں
 سیم بر بایند زیں کوں پہنچ تیج
 اس تیج دینی معاملے سے چاندنی آ رہتی ہے
 ایں جہاں جادو ما آن تا جریم
 یہ دنیا جادو ہے ہم وہ سوداگر ہیں

۱۱۰۲ گئے ہیں۔ ذرہ چمٹ۔ ساحراں۔ دنیا میں ایسے جادوگر ہیں جو چاندنی کو کپڑا بنا کر فروخت
 کر دیتے ہیں۔ کپڑا۔ سوئی کپڑا۔ ایں جہاں۔ دنیا کے بارے میں ہماری ہی بات ہے کہ ہم
 چاندنی کو کپڑا سمجھ رہے ہیں۔

خاک از خود چوں بر آید بر عطا
 خاک بلند ہی پر غرور کیسے چڑھ جاتی ہے؟
 باد را نہ جز بتعریف و دلیل
 ہوا کو بتانے اور دہیں کے سامنے دیکھتا ہے
 کف بے دریا نذر و تصرف
 بغیر دریا کے جگہ نہیں چل سکتا ہے
 فکر نہ ہاں آشکارا قال و قیل
 خیال پوشیدہ ہے اور گفتگو واضح ہے
 دیدہ معدوم بینی را شستیم
 ہم معدوم کو دیکھنے والی آنکھ رکھتے ہیں
 کے تواند جز خیال و نیت دیدہ
 وہ خیال اور معدوم کے سوا کیا دیکھ سکتی ہیں؟
 چوں حقیقت فشانہاں پیرایا
 چونکہ حقیقت چھپ گئی ہے اور خیال واضح ہے
 چوں نہاں کر راں حقیقت بصر
 اس حقیقت کو نظر سے کیسے چھپ دیا؟
 کہ نمودی معرضاں را اور دصاف
 قرآنِ نوحہ موزنے دلوں کو چمٹ۔ نیز دکھائی
 پیش باز رگان و زریں زود
 سوداگر کے معاملے اور سونا اور نفع میں کرپے
 سیم از کف رفتہ و کرایاں پیچ
 چاندنی ہاتھ سے گئی اور کپڑا کچھ نہیں
 کہ از وہت تاب سیمودہ خریم
 کہ اس کی بی بی ہوئی چاندنی خریدتے ہیں

۱۱۰۳ گئے ہیں۔ ذرہ چمٹ۔ ساحراں۔ دنیا میں ایسے جادوگر ہیں جو چاندنی کو کپڑا بنا کر فروخت
 کر دیتے ہیں۔ کپڑا۔ سوئی کپڑا۔ ایں جہاں۔ دنیا کے بارے میں ہماری ہی بات ہے کہ ہم
 چاندنی کو کپڑا سمجھ رہے ہیں۔

گز کند کرباس یا نصیب گزشتاب

دو جلدی سے ہا چنٹو گز کرباں پڑے

چو شبت او سیم عمرت لے رہی

اسے غلام! جب اس نے تیری عمر کی ماندی لے لی

قل اعوذت خواند باید کا احد

تجھے قل اعوذ پڑھنی چاہیے کہ اسے خدا

میدمند اندر کرہ اس ساحرا

وہ جادوگر نہیں اگر میں جھٹک اداں ہیں

لیک برخواں از زبان فعل نیز

تیک من کی زبان سے بھی پڑھ

در زمانہ متر ہمرہ اند

دیب میں تیرے تیری ساتھی ہیں

آں کیے یاران و دیگر خستیاں

ایک دوست ہیں اور دوسراں دا بیاں ہیں

مال ناید با تو بیرون از قصور

مال تو محوں سے باہر (ہی) نہ بھگے گا

چو تترار و زاجل آید پیش

جب تجھے موت کا دل در پیش ہوگا

تا باریں جاہش ہمرہ نیستم

اس جگہ سے آگے کا سب تم نہیں ہوں

فعل تو وانی ستاں کن ملحقہ

تیرا من و نادر ہے اس میں ہی پناہ گاہ بنالے

ساحراں او ز نور ماہتاب

جادوگری کے دریسے ہر تہ کی چاندنی سے

سیم مشد کرباس نے، کیسہ تھی

چاندنی مٹی، کپڑا اندارو جمیل عالی ہو گئی

ہیں زلفا ثبات افغان و زعفر

جادوگریوں! اگر گھوں سے فریاد سچے

الغیاث لے مستغاث از نروما

لے فریاد رس! اس خطر بھی چال سے نروما ہے

کہ زبان قول مست لے عوینہ

لے پیارے! کیونکہ قول کی زبان نکور ہے

آں کیے وانی واکں دو غدر مند

ایک دغا دار اور دو حیدر ہیں

واں موم وانی ستاں حسن افعا

تیسرا دغا دار نیک عمل ہے

یار آید لیک تا بالین گور

دوست آئے گا لیکن قبر کے رہنے تک

یار گوید از زبان حای خوش

دوست اپنی زبان حال سے کہے گا

بر سر گورت زمانے بیتم

تھوڑی دیر تیری قبر پر ٹہبے نہا ہوں

آید با تو در قصر لحد

نہایت سے ساتھ قبر کی گہرائی میں آئے گا

لے چوٹ بندہ نیا دار کی

عمر ای دھکے میں برباد

ہو جاتی ہے جو خیر ہوجاتی

ہے اور وہ کچھ حاصل نہیں

کر پاتا ہے، غش آغوش آغوش

پر یہ سہت جلاو کے ازار

کے لئے نازل ہوئی تھی۔۔۔

نقشہ افادہ۔۔۔ وہ جادوگر نہاں

جو گھریں بادھکران پر جادو

پڑھ کر دم کرتی ہیں، نیک

یہ آغوش صرف زبانی نہ ہو بلکہ

عمل بھی ہو۔

تھے در زمانہ، دنیا میں لڑا

کے تیں ساتھی ہیں، دوست

مال نیک عمل ان میں سے

دوسرے وقت ساتھ جھوڑ

دیکھ نیک عمل وہ داری کرگا

اور ساتھ دے جو فقور قصور

کی جیسے عمل فقور، بالیں

سہا پاتا۔

تھے چوٹ تیرا موت کے

وقت دوست تیں ترچک

ساتھ دیتے ہیں، اور واپس

ہو جاتے ہیں، غفل، انسان

کے اعمال اس کا قرب میں

ساتھ دیتے ہیں، فقور، جانے

پناہ، قرین، ساتھی۔

وَنَفْسٍ قَوْلٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا بَدَّ مِنْ قَرِينٍ يَدُ فَنُ مَعَكَ وَهَوَّ حَقُّ

آفسوس! اللہ! میرے قول کی تفسیر کہ ایک ساتھی ضروری ہے جو میرے ساتھ زندہ

وَنَدُّ فَنُ مَعَهُ وَأَنْتَ مَيِّتٌ وَإِنْ كَانَ كَوْنُ مَا أَكُونُ مَكَ

دلن ہوگا اور تو مردہ اس کے ساتھ دفن ہوگا تو اگر وہ شریف ہے تو تیری عزت کرے گا اور اگر

لے ہاتھ۔ انسان کے ایک
اعمال سے زیادہ بہتر کوئی عمل
کا سامنی نہیں ہے۔ مگر جو
سیکھتے ہیں، انسان کا بار بے
اور بدل انکے لئے سبب
اور پھرتے ہوئے۔ اسی میں
یہ عمل اور بہتر اثرات کے
حاصل نہیں ہوتا ہے لہذا
کسی کو سیکھنا ہے۔ انشاء
راہنما۔
تہ۔ دوش۔ پرچہ پڑھو
ہم میں کیا جاتا ہے پھر
اس میں کیا جاتا ہے۔
جوت۔ جرنی میں ہے پیشہ
ذوالفقہی عقلمند۔ صفت۔
سیسہ۔ درواغی۔ انسان کی
ظاہری حیثیت اس کے
باطنی جو بہتر کم نہیں کرتی
ہے۔ خلق۔ پیرا کا پیرا۔
لکھ وقت دم۔ دھڑکنے
کے وقت۔ آہنگ۔ وہار۔
وقت۔ گدڑی پس جھک
باس پر زانی کا ملا نہیں
ہے تو تفسیر میں کہنے میں
وقت اور وقت کا لباس
اختیار کرنا چاہیے۔ فقر و غم
کئی زانی سمایا جاتا ہے
پیشہ طور پر سکایا جاتا ہے

پس سیمبر گفت بہر اس طریق
پس سیمبر نے فرمایا ہے۔ اس راستہ کے لئے
گر نوذنیہ کو ابدیارت شود
اگر وہ نیک ہوگا، ابد تک تیرا دوست ہوگا
ایں عمل میں کسب راہ سداد
یہ عمل اور یہ کوئی، سستی کے راست میں
دو تریں کہے کہ در عالم رزق
یہ کم درجہ کا پیشہ جو دنیا میں چاروں ہے
اوش علم سے انگاہے عمل
اس پیشہ کی ابتداء جانا پھر عمل کرنا ہے
استعیذونی الخیر یا ذا النہی
اے عقلمند واپس چلوں میں مدد میں کرو
اطلب الذکر اخی و سطر القصد
اے بھائی! موتی سب کے اندر تلاش کر
ان را یتیم ناصحین انصفوا
اگر تم نصرت کرنے والوں کو دیکھو ماموش سے سونو
در دباغی گر خلق پوشید مرد
اگر دباغی میں انسان نے بھٹ پڑنا چاہنا
وقت م آہنگ را پوشید خلق
اگر بھٹی، دھوکھنے کے وقت لوہا نہ گدڑی پڑے
پس لباس کبریاں کن زن
تو کبر کا لباس جس سے ہمارے
علم آموزی طریقش قولی ست
تو علم کی کتاب ہے تو اس کا طریقہ زبانی ہے

و ان کان لیتہ اسلمک و ذلک القریٰ عکلمک فاضلہ ما سئلطعہ
اے سب سے تو مجھے جھوٹ بھانے کا اور یہ ساقی تیرا ہے، پس جس قدر تمہیں ہوتو اس کی اصلاح کرنے
باوقافنا از عمل نبود رفیق
کوئی ساتھی میں سے زیادہ باوقاف نہیں ہے
ور بود بد در لحد مارت شود
اگر وہ بہتر کا قبر ہے تو قبر میں سب ہوگا
کے توان کرد لے بدر بے اوستا
لے بابا! بغیر استاد کے کب کی جاسکتی ہے،
یہج بے ارشاد اتناوے نور
بہیں استاد کی راہنما کے بغیر ہوا ہے؟
تا دہد بر بعد مہلت نا اہل
تاکہ تھوڑی دیر بعد موت تک پہل لے
من کو یوصالح من اہلہا
کسی شریف نیک سے جو ان کا اہل ہو
واطلب الفہم من آداب الخیر
اور فہم کر پیشہ وروں سے طلب کر
بادرؤا التعلیم ولا تشمتکم لغوا
تعلیم کی مسرت پر موزہ بھرت نہ کرو
خواجگی خواجہ را اس کم نہ کرد
اس نے شریف کی شرافت کو نہ گھٹایا
اقتشام او نشد کم پیش خلق
تو لوگوں کے ہمتانے اس کی عزت نہیں گھٹائی
لبس ذل پوش را مؤمن
سیکھنے میں ذلت کا لباس پہن لے
حرف آموزی طریقش فعلی ست
دست کاری سیکھتے ہیں تو اس کا طریقہ عملی ہے

فقر خواہی آں بصبت قلم مست

فقر چاہتا ہے وہ صبر سے متعلق ہے

دانش انوارست در جان رجا

انوار کا علم (سلوک ادب) لوگوں کے دل میں ہے

دانش آنرا استاد جاں نجاں

اُس کا علم روح دروح سے حاصل کرتی ہے

در دل سالک اگر بہت اہل موز

اگر سالک کے دل میں وہ موز بھی ہیں

تا دانش را شرح آں ساز دضیا

جب تک کہ کسے دل کی روشنی تشریح نہ کرے

کہ درون سینہ شرح تہ ادرہ یک

یہی ہم نے یہی سینہ میں بھی شرح عنایت کر دی ہے

تو تہو از خارج آں رطابی

تو اسی تک باہر سے اُس کا طالب ہے

چشم بر شیرست در توبے کنار

تیرے اندر دودھ کا نام دودھ چٹ ہے

منفذی داری بہ بحر لے آبگیر

لے پانی حاصل کرنے والے تیرے اندر دودھ کا نام دودھ چٹ ہے

کہ آکھ کشم نہ شرح بہت با

کیا ہم نے نہیں کھولا تیری شرح نہیں ہے پھر

در نگر در شرح دل در اندرون

دل کی مشعر کو باطن میں دیکھ لے

نے زبانت کاری آید نہ دست

نہ تیری زبان کو آتی ہے نہ ہاتھ

نے زراہ دفتر نے قیل و قال

اور وہ حاصل نہیں ہوتا ہی، دیکھا کیے رنگ نہ لگتا ہے

نے زراہ دفتر نے از زبان

نہ کتاب کے رات سے اور نہ زبان سے

رہز دانی نیت سالک ہنوز

لیکن سالک کو بھی ان کی سمجھ نہیں ہے

پس آکھ کشم نہ بفرماید خدا

پھر فرماتا ہے، کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا؟

شرح اندر سینات نہا دریم

ہم نے تیرے سینہ میں شرح رکھ دی ہے

معلیٰ از دیگر اں چوں حالی

تو خود دودھ کی جگہ تو دودھ کی جگہ نہ لگتا ہے؟

تو چرا می شیر جونی از تغار

تو گڑھے سے دودھ کا جراب کیوں ہے؟

نگ دار از آب حبتن از غدے

حوض سے پانی پینے میں مشعر کو

چوں شہی تو شرح جوئی گدیاز

تو شرح کا طالب اور حکام کیوں بنا ہے؟

تا نیاید طعنہ کا بیضی وون

تاکہ وہ نہیں دیکھتے ہیں "کا طعنہ نہ دیا جائے"

تفسیر قولہ عزوجل وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ

اللہ تعالیٰ کے قول "اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو گئے تھے"

داخل ہے۔ جو ذکر انسان کا دل ایک جامع حقیقت ہے اُس میں ناشدہات باری تعالیٰ کا شاہد ہیں۔ جو انسان کے اندر نہیں کرتا ہے تو ایسے شخص پر لائبریریوں وہ نہیں دیکھتے ہیں "کا طعنہ نہ لگتا ہو گا" کے لئے ہیں۔

لے فقر فقر نفس شہی

صبر سے ماحول ہے

نہ زبان سے نہ صبر سے۔۔۔

تاکش انوار انوار ایں مہم

وہ ادب کے دل میں ہے وہ

دل ان سے دل نہ کرنا ہو

زبان اور کتاب سے دل

نہیں کر سکتا۔ ذرا دل صاف

کے دل میں اگر کھڑا رہے

بھی ہیں تو وہ ان اشاروں

کے سمجھے سے بھی غور ہے۔

لے تا دانش جب سالک

کے لئے نور خدا دہی ان۔۔۔

اشاروں کی تشریح کر دیتا ہے

تو اسی جانب سے آکھ کشم

دلی رشت ملتی ہے۔۔۔

آکھ کشم۔ تو ان میں مختصر

کے لئے دیا گیا ہے کیا ہم

نے تمہارے شرح میں نہیں کر

دیا ہے یعنی ہم نے وہ نور

کو دیا ہے جس سے تمہارے

ادراش دلی کو سمجھ سکے۔

آکھ کشم۔ میں مختصر

سے دیا گیا ہے کہ مرنے

تہا سے سینہ میں وہ استعداد

اکر دی ہے۔

آکھ کشم۔ ایک عام

انسان یہ سمجھتا ہے کہ علم

اسرار میں باہر سے حاصل

کئے جاتے ہیں یہ غلط ہے وہ

علم خود انسان کے دل اور

روح میں موجود ہیں غیب

دودھ کی جگہ طالب دودھ

دوسرے والا۔ تغار بڑا صاف

غذیر حوض۔ آکھ کشم۔

خطاب اگرچہ مختصر

ہے لیکن سرفراز ہیں

۱۰ ایک جہت، ان اشعار کا

خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت تک

انسان کے ساتھ ہے جس کو

عقل سے قرب نہیں مل سکے

مشاہدہ کی طلب ہوئی جائیے

تجدد فوری، قدرون، دل

میں شاہد کی کوشش کر

دور در اُسی کو جو خدا کا پھر

تا جو تو جھٹلتے حق کو باہر

تلاش کرتے دے کی ایک

مشاں تو یہ بھی کہ درویشوں کا

عشق نہ ہو اور وہ در بدر

روئی آتا پھر دوسری

مشاں یہ ہے کہ اس کی خود

پانی میں کفر ہو اور دوسرا

سے پانی مانگے۔

۱۱ آپ تیسری مثال

ہے کہ انسان گھوڑے پر

سوار ہو اور اسی گھوڑے کو

تلاش کرے لوگ اس سے

جو جھیں کہ تو کس چیز پر سوار

ہے تو اس کو کنا پڑے کہ

گھوڑے پر بس پھر بھی گھوڑے

کو تلاش کرے۔ جی نہیں

گھوڑے سوار سے لوگ کہتے

ہیں کہ گھوڑا تو تیرے نیچے

سو جڑ سے وہ نہ ہے ہاں

بس مجھے گھوڑا نظر نہیں

آ رہا ہے۔ نہ گھوڑے

کی تلاش میں درویش بنا ہوا

اور گھوڑا اس کے سامنے

سو جڑ سے اس کی تلاش تو

یہی ہے کہ انسان جا رہی پانی

میں کفر ہوا اور اس سے جو

یہی ہو۔

۱۲ جس کو ہر چہ عقلی مثال

یہ ہے کہ اس کو خدا کا پھر

یک بند پر ناں نثر برفرقی سر

رویشوں کی ایک بوی کو کری تیرے سر کی ایک بچہ

در سر خود تیج و دل خیرہ سری

اپنے سر میں لگ اور یہودہ بن جھوڑ

تا بزا نوئی میان آب جو

تو مان تک نہسے کے پانی میں ہے

بر سر ت نانت پایت اندراب

خیر ہے نہ پڑی ہے اور خیر پڑی پانی میں

پیش آب و پس ہم آب بامد

آگے بھی جا رہی پانی ہے اور پیچھے بھی

اس نہ زیر راں و فاراں سپنج

گھوڑا راں کے نیچے ہے دور اور گھوڑے کا ہواں

بین است ایں بنیر تو پدید

ہاتھ بنیر سے نیچے کھڑا ہوا یہ گھوڑا ہے

مست آن پیش وی اوستاں

وہ ابھر عاشق ہے اور وہ اس کے تھکے سامنے ہو

مست چیز پیش وی اوستاں

وہ ایک چیز پر عاشق ہوا اور چیز اس کے تھکے سامنے ہو

چون گوہر در زمر گوید بحر کو

جیسا کہ موتی سمندر میں کہے سمندر کہاں ہے

گفتن آں کو جابش میشود

اس کا کہنا، وہ کہاں ہے، اس کا بزدل بن کر

بند چشم اوست ہم چشم بدش

اس کی بڑی آنکھ بھی بس کی آنکھ کا بیرو ہے

۱۳ جو سمندر کو تلاش کرے جس میں موتی ہیں

بند چشم اوست ہم چشم بدش

اس کی بڑی آنکھ بھی بس کی آنکھ کا بیرو ہے

۱۴ جو سمندر کو تلاش کرے جس میں موتی ہیں

بند چشم اوست ہم چشم بدش

اس کی بڑی آنکھ بھی بس کی آنکھ کا بیرو ہے

۱۵ جو سمندر کو تلاش کرے جس میں موتی ہیں

بند چشم اوست ہم چشم بدش

اس کی بڑی آنکھ بھی بس کی آنکھ کا بیرو ہے

۱۶ جو سمندر کو تلاش کرے جس میں موتی ہیں

بند چشم اوست ہم چشم بدش

اس کی بڑی آنکھ بھی بس کی آنکھ کا بیرو ہے

تو ہی خواہی لبِ ناں در بدر

تو روئی کو تیرے در بدر مانگتا ہے

رو در دل زن چرا بر سر دری

جادو کا دروازہ کھٹکھٹا پھر دروازہ پر کھڑا ہوا

غافل از خود زین آں تو اکجو

تو خود سے غافل ہے اس اور اس سے پانی کا جہاں

وز غطش و ز جوع کشتی خرا

اور تو بیکس اور جھوک سے تباہ ہے

چشمہ را پیش سد و خلف سد

چشموں کے آگے بھی دیوار ہے اور پیچھے بھی دیوار

چیت ایں گفتاں و لیل ایں

یک ہے، گھوڑا ہے، لیکن گھوڑا کہاں ہے؟

گفت آئے یک لایق کہ دید

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ ایک لائق تو یہ ہے

بند گوش اوشد ہم گوش او

اُس کا کان بھی اُس کے کان کی رکاوٹ بن گیا
ہوش را توزیع کردی بر جہاں
تو نے ہوش کو (مختلف) جگہوں میں تقسیم کر دیا

ہوش با حق دارے مد ہوش او

اُس کا ہوش کہ اے اُس کے (دیوانے)
می نیز در تیرہ آں نتربات
وہ فضول (خیالات) ساگ کی قیمت کے نہیں ہیں

ترجمہ قول نبی علیہ السلام مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هِمًّا وَاجِدًا كَفَاكَ اللَّهُ سَائِرَ
آنحضور کے اس قول کی تفسیر کہ جس نے غم کو ایک غم بنالیا، اللہ تعالیٰ اُسے سارے غموں کیلئے
اَلْهُمُومِہِ وَمَنْ لَقِيَ رَبَّہِ الْهُمُومَ لَیْسَ بِاِلٰہِی الْاَلٰہِ فِیْ اٰیِ وَادٍ مِنْہَا هَلَکَتْ
کانی ہو گیا اور جس کے متفرق غم ہیں تو اُنہیں اس سے بے نیاز ہے کہ وہ کوئی وادی میں تباہ ہوا

آب ہمیش را می کشد ہر بنخ و خا

ہر چیز اور کانٹا ہوش کے پانی کو جس رہا ہے
آبہا را میکشد آن خس گیاہ
پانی کو معمولی گھاس پھوس بھی ہے

ہین کن آن شاخ بدر اخو کش
خیر دارا اُن شاخ کو کاٹ دے اور ہمسودہ کرے

ہر دو سبز بندایں زماں آخر زمر
اب دونوں سبز ہیں، انجم کو دیکھو

آب باغ ایں را حلال کن احرام
باغ کا پانی اس کیسے حلال اُنکے لئے حرام ہو

عدل چہ بود؟ آب دہ اخبار را
عدل کیا ہے؟ درختوں کو پانی دے

عدل وضع نعمتے در موضعش
عدل، جگہ پر نعمت صرف کرنا ہے

ظلم چہ بود؟ وضع درنا موضعے
ظلم کیا ہے؟ بے محل صرف کرنا

نعمت حق را بجان و عقل وہ
اُنہی نعمت، جان اور عقل کو

آب ہوش چوں سد شو شار

پہلوں تک تیرے ہوش کا پانی کیسے پہنچے؟
آب ہوش چوں سد شو الہ
تیرے ہوش کا پانی خدا تک کیسے پہنچے؟

آب ایں شاخ خوش را لو کش
اس اچھی شاخ کو پانی دے، اُس کو تازہ کر

کیں شود باطل ازال ویدمثر
یہ غراب مہلکے گی، اُس سے پہل پیا ہو گئے

فرق را آخر بہ بینی و السلام
تو آخر میں فرق کیسے سمجھے گا، والسلام

ظلم چہ بود؟ آب دادن خارا
ظلم کیا ہے؟ کانٹے کو پانی دینا

نہی بہر نیچے کہ باشد آب کش
نہی ہر جو کو پانی دینا جو پانی چوستی ہے

کہ باشد جز بلا را منبعے
صرف مصیبت کا چشمہ ہے

نہی بہ طبع پر زحیم و پر گره
نہی زحیم اور گرہوں والی طبیعت کو

لہ جہد گوش اے جگر
لا کان خود اُس کو یہ بندھو
ہے۔ ہوش، ہوش بندھو
دہشت زدہ جہوش، افسانہ
کی پر اگندہ خیالی کی کوئی
قیمت نہیں ہے۔ دروغ
اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ
کو پر اگندہ خیال نہ رہنا
چاہئے۔

آب ہوش ہم کی جمع ہے
آب ہوش کا کام و فائدہ
آب ہوش۔ اگر انسان دنیوی
مسالحوں کے موقع پر
لگا رہے گا تو آخرت سے
غافل ہو جائیگا جس میں
دنیاوی فائدوں سے پرگاہ تو
آخرت کی تکمیل ہو گئی
میں چھوڑ دینا آخرت کی فکر

میں سے آخرت کی فکر اچھی
لائے گی۔ آب۔ درخت کے
بان کو ٹکڑا کر پانی دینا درست
نہیں ہے۔ عقل یا فطرت
تو یہ ہے کہ انسان میں
درختوں کو پانی دے گا تو
کی جھڑی کو پانی نہ دے
درختوں کو پانی دے گا تو
جھڑی کو پانی نہ دے
کوئی کام ہے موقع پر
نعمت حق سے
کی غلط کردہ نعمتوں سے
روح انسانی کی تربیت کرنی
چاہئے نہ کہ روح حیوانی

کو قاب تک مدد و رکھو قیام
تک نہ سیر کیجئے دور تریشی
روح حقت عینی عینی غیر
ہے اور جسم خرقہ عینی ہے
یونہی کہ ہے پرلا دھنا جائے
نہ کہ عینی پر یہ حقت ہے
نہ عینی پر یونہی صا ہوا ہو
اور کہ عا جس میں منے
اڑائے خرقہ نہ عمل کا
ایک محل ہے مشرک کان
میں لگا نا حقت ہے
تک گر دل اگر تو بہم روح
و قیام ہی گیا ہے قیام
ہماہوں کی کلف اٹھائی
ضرورت نہیں ہے اور اگر
تو بہم جسے تو راحت
طبی چھوڑ کر ہماہوں کا
کہا۔ رہے بہت اوشفت
جسم کے لئے مفید ہے اور
راحت طبی مفید ہے۔ بہت
آسان کا جسم ووزخ کا
ایندھن ہے اس کو غیر کرنا
چاہئے روزیہ القیہ بھی
دی ہے جرابوب کی ہری
کا ہے قرآن نے افسس کو
تھا نہ غفلت کما ہے یعنی
روزخ کا ایندھن اٹھائیں
لے از قیام جسم دفع
کا ایندھن اور روح
سودہ انتہی کی شاخ ہے
دونوں میں فرق کرے کہ
اس جسم کی شاخ دھڑیں
اور آگ کی جڑ ہے اور
روح کی شاخ عالم بالا کی
چڑ ہے بہت اشد یہ
دونوں شامیں کسان نظر
آتی ہیں جس کی وجہ آگ کی

بارگن بیگار غم را بر تنمت
علم کی بیگار کو لے جسم پر سوار کر
بر سر عیسیٰ نہادہ تنگ بد
یونہی کا غیر عینی کے سر پر رکھے ہوئے ہے
سرمہ را در گوش کردن شربت
سرمہ کو کان میں لگا نا مناسب نہیں ہے
گر دل را رونا ز کن خواری کش
اگر تو دہم، دل ہے جاغز کر ذلت نہ اٹھا
زہر تن را نافع ست و قندید
جسم کے لئے زہر مفید اور شکر مفید
بہیزم روزخ تنست و کم کش
جسم، روزخ کا ایندھن ہے اس کو کٹ
ور نہ حمال خطب باشی خطب
ور نہ تو ایندھن ہی ایندھن کا یاد بردار ہوگا
از خطب شناس شاخ سدہ را
سدہ را انتہی کی شاخ حویندھن کی کڑی ہے
صل این شاخ ست از نار و دھان
اس شاخ کی جڑ آگ اور دھواں ہے
ہست مانند اس بقہویش جس
یہ جس کے سامنے (آپسین) مشابہ ہیں
ہست پیدا اس بریش حشیم دل
دل کی آگ کے لئے وہ واقع ہے
ورنداری یا بجنباں خوش را
تو اگر پاؤں نہیں رکھتا ہے خود کو حرکت دے

بر دل و جان کم نہ انجاں کنند
دل اور جان پر نہیں، مگر کہ وہ جان کی تباہی کر
خز سکیزہ میزند در مغزار
گدھا، چراگاہ میں وہ لیاں مار رہا ہے
کار دل را جستن از تن شربت
دل کا کام، جسم سے لینا مناسب نہیں ہے
در تنی شکر منوش و زہر حش
اگر تو دہم، جسم ہے، شکر نہ کھا اور زہر کھا
تن بہماں بہتر کہ باشد بے مدد
جسم وہی بہتر ہے، جو بے سہارا ہو
و زہر وید ہیں توازن بر کش
اگر وہ آگے خیر دار، تو اس کو چڑے اٹھا ڈھے
در د و عالم بچو جفت بولوب
دونوں جہاں میں، بولوب کی ہری کی طرح
گرچہ ہر دو ہنر باشد اے فتی
اے نوجوان اگرچہ دونوں ہنر ہوں
صل آں شاخ ست یقیم آسماں
اس شاخ کی جڑ، ساتویں آسمان پر ہے
کہ غلط ہیں ست حشیم و کش جس
کیونکہ جس کی آگہ اور طریق غلط ہیں ہے
جہد کن پیش دل آجہد نقل
کوشش کرنا اور اگر کسی کوشش، دل کے لئے
تا بہ بینی ہر کم و ہر بیش را
تاکہ تو ہر کم و ہمیش کو دیکھ لے

غلط بینی ہے چشم دل۔ دل کی آگہ سے دیکھ دونوں میں فرق نظر آئے گا۔ روزداری۔ انسان کو غلط بینی سے نکلنے کی بہ صورت کوشش کرنی چاہئے مگر پاؤں نہیں ہیں تو جسم کو ہی سر کا نا چاہئے۔

کایں تحک شد تبرک را کلید
کیونکہ حرکت کبرا برکت میں کیلے کی کہیں ہے

دلہ تحک گردی لے دل مستفید
اسے دل حرکت کرنے سے فائدہ مند ہوگا

در معنی ایں رباعی
اس رباعی کے معنی (اگرچہ بیانیہ میں)

گر راہروی راہ برت بکشایند
اگر قراہ (طریقت) پر چلے تو اسے کام لے لے

وزیت شوی بہتیت بگرایند
اگر تو فسو جانیگا تجھے بدی حدت اس کر دے

دریست شوی بجمعی اندر علم
اگر تو درست ہو جائے تو وہاں میں دسائے گا

وانگاہ تر لے تو بتو بنمایند
اس وقت تجھے بغیر سے وجود دے، دکھا دینگے

گر زینا باست در ہا ہر طرف
اگرچہ زینا نے ہر طرف دروازے بند کر دیئے

یافت یوسف ہم زنجبش منصرف
یوسف نے ہی حرکت سے واپسی کی ملگ بلی

چوں توکل کرد یوسف بر حمید
جب یوسف نے توکل کیا (اور) کو دے

باز شد قفل در و رہ شد پدید
دروازے کا قفل کھل گیا اور راست ظاہر ہو گیا

گرچہ زینت عالم را پدید
اگرچہ دنیا کا کوئی شکاف نظر نہیں آتا ہے

خیرہ یوسف واری باید دید
یوسف کی طرح اندر دھند بھنگا جا بے

سوی بیجانی شہ را جاشود
تا کہ آلاکھے اور راست ظاہر ہو جائے

لا مکان کی جانب تھارے لے جگ ہو جائے

آمدی اندر جہاں اے متحج
لے آؤں میں پیڑے ہوئے قدر دنیا میں آیا

یہیج می بینی طریقی آمدن
بکہ تجھے آنے کا راستہ نظر آئے

تو ز جائے آمدی و ز موطنے
تو ایک جگہ اور ایک وطن سے آیا

آمدن را راہ دانی یہیج نے
تو نے کا راستہ جانتا ہے، بکہ ہم بھی ہیں

گر زانی تا نگوئی راہ نیست
اگر تو نہیں جانتا ہے، ہرگز نہ کہہ کرادہیں بے

زیر رہ بے راہ مارا رفتی ست
اہیں ہی بغیر راستہ کے راستہ سے جاتا ہے

میری در خواب داں چپے رشتا
تو میری خوش خوشی را میں جاتا ہے

یہیج دانی راہ اس میل کجا
تو کہ جانتا ہے کوش میلان کا راستہ کج ہے؟

خوش را بینی دران شہر بہن
تو میری رائی میں دران شہر بہن

تو نے آپ کو اس تویم شہر میں دیکھے

لے ڈھک بڑی ہے
منج لہو در چنا منجید ہے
گزارہ جب انسان راہ
طریقت میں کوشاں ہو جائے
تو اس کی راست دکھائے
میں اگر زنا اختیار کرتا ہے تو
اس کو بقا نصیب ہوتی ہے۔

درکست انسان میں تہہ
کونسی اختیار کرتا ہے ہی
قدراں کو بندہ فیض نصیب
ہوتی ہے۔
لے اگر زکھا، حضرت یوسفؑ
نے نہا سے بچنے کی کوشش
کی تو زینا کے بند کئے ہوئے
دروازے کھل گئے، حضرت
یوسفؑ زینا کے بند سے سو
بھاگ نکلے گئے اور
دروازہ نظر نہیں آ رہا ہے
لیکن جب انسان کو سنبھل
کرتا ہے تو راہ پیدا ہو جاتی
ہے اور لامکان کا راستہ
پا لیتا ہے۔

لے آدمی، انسان عالم
سے جس راستہ سے آیا ہے وہ
بھی اس کی نظروں سے غائب
ہے اس طرح وہ غائب راستہ
سے مانج بالا ملک جاسکتا
ہے، بخود جائے، انسان عالم
بالا سے آئی ہے اور اس کو کئے
کا راستہ معلوم نہیں ہے۔
گرتا ہی راستہ نظر نہ آئے کی
وجہ سے اس راستہ کا احمد نہ کر
اسی راستہ سے واپس جاتا ہے
تیرہ ویں سال خان پیر میں آج
کو نے جانے سے نہ جانتا ہے
تو بہتند انسان کو جتنی، گھو کو
بند کر کے خود کو خدا کے حواری بن

جانب عالم راہ نیست را کجا

لے چٹ چوں بندی۔ دہلے
تو اکھیں بند کر کے گویا
تیری بینکوں لای سے مست
نظر دے تیری نظر بندی
کردی ہے اور قریب کی
مخافت چیزوں کو دیکھ رہا
چار چوٹی تو ہر وقت اپنی
سرکاری اور برائی کے خیال
سے اپنے معتقدوں کی ابتدا
بنا رہا ہے۔ مگر چپسی۔ مجھے
سوئے میں بھی خواب
اس طرح نظر آئے ہیں جیسے
آنکھوں کو خواب میں دیر انداز نظر
آتا ہے۔

لے مثنوی۔ تو اپنے
خریداروں کا خوشنظر رہتا
ہے لیکن تیرے پاس آنکے
باتھ فروخت کرنے کے لئے
کوئی چیز نہیں ہے۔ گرتا
اگر تیرے پتے میں بھرتا
تو پھر تو خریداروں کا نظر
ہی نہ مونا، عوام میں مقبولیت
اور عوام کو گرویدہ کرنے کی
دہی شخص کو بخش کرتا ہے
جو جس دست ہوتا ہے آئے
دلے تفت سے بھی ہوتا
مقصود ہے۔

لے آن کیے۔ یہ ایک سحر
تھا جس نے افسانے سے بڑھ
ہرگز نبوت کا دعویٰ کیا
تاکہ اس کے درپہن پہنچے
کمانے وہ اپنی گفتگو میں
ایسے جملے استعمال کرتا تھا
جن کے دوسرے ہو سکتے تھے
ایک مثنوی نبوت کے دعوے
پر مبنی ہو سکتے تھے دوسرے
مثنوی کا نبوت سے کوئی تعلق

چشم چوں بندی کہ صد شہم فخر
تو انکے کیسے بند کر کے گویا بینکوں لای سے مست
چار چوٹی تو عشق مشتری
تو اپنے، خریدار کے عشق میں ہمارا کھوں والا ہے
گر چپسی مشتری بینی خواب
اگر سوئے میں ہے تو خواب میں خریدار کو دیکھتا ہے
مثنوی خواہی بہرہ میچ پیچ
تو ہر وقت پیچ و تاب میں خریدار کا خواب دیکھتا ہے
گر ترانہ نے ہمدے یا چاشتے
اگر مجھے روئی یا ناشتہ، حاصل ہوتا
گرد را بناں مترانہ نے ہمدے
اگر تھیلے میں تیسری روئی ہوتی

بند چشم است این سوا ز غرار
غفلت کی وجہ سے اس جانب کے تیرے بینکوں کو بھرتا
بر امید بہتری و سروری
بڑائی اور سرور کی امید
چند بکد کے خواب بند چرخ
مٹوس چند دیرانہ کے سوا کب کبہ تارے
توجہ داری کہ فروشی، بیچ بیچ
تو رکھتا ہے یا کچھ کا کچھ بھی نہیں
از خریدار ان فراغت داشتے
تو خریداروں سے بے نیاز ہوتا
از خریدار ان دلت فارغ شدے
تو خریداروں سے بے نیاز ہوتا

قصہ اس شخص کے دعویٰ پیغمبری میں کہ گفتندش کہ چہ خوردہ کہ
اس آدمی کا قصہ جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا۔ وہوں نے اس سے کہا تو نے کیا رکھا ہے
کچ شہ و یادہ میگوئی گفت اگر چیزے یافتے کہ خوردہ میچ شہ
کہا میں بنا اس کو اس کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں کوئی چیز دیتا ہو کہ میں کہا جاتا تھا میں
مے و یادہ گفتے کہ ہر سخن نیک کہ باغیر اہش گویند یادہ گفتے
اور نہ بکواس کرتا کیونکہ ہر پہلی بات حق نا ہو اسے کہتے ہیں، بلکہ اسے کہتے ہیں اگرچہ
باشند اگرچہ دران گفتن مامور باشند
وہ اسے کہتے ہیں (انہی جانب سے) مقرر ہیں

آں کیے می گفت من پیغمبرم
ایک شخص کہتا تھا، کہ میں پیغمبر ہوں
وز ہمہ پیغمبران فضل ترم
اور میں تمام پیغمبروں سے فضل کر ہوں
گردش بستند و بزرگدش بشاہ
کایں ہمہ گوید رسولم از آگاہ
لوگوں نے اٹھ کر دیکھ کر، ہمہ اور بزرگوں کو آگاہ کیا
دعا پیغمبران دنیا کی ہر چیز کوئی پیغام دیتی ہے۔ یہ انسان خدا کا تمام کائنات سے افضل تھا
یہ مثنوی بھی ہیں کہ میں پیغمبر ہوں اور دنیا کے سب پیغمبروں سے افضل ہوں۔

خلق بروے جمع جوں مور و ملخ
وگ میں پرچہ بیٹوں اور بیٹوں کی طرح میں نے
گر رسول آنت کا یا ر عدم
اور اگر رسول وہ مولا ہے جو ہم سے آئے
ما از انجا آمدیم اینجا غریب
ہم میں ملگ سے آئے ہیں یہاں مسافر ہیں
و ادایشان اجواب آں خوش رسول
اس بھلے رسول نے ان کو جواب دیا
ایں نہ انتبید لے قوم از قضا
لے قوم احقر یہ نہیں سمجھتے کہ قضا
بچھو طفل خفتہ ایں جا آمدید
تم سوئے ہوئے بچوں کی طرح یہاں آگئے ہو
از منازل خفتہ بند شتید و ست
تم سوتے ہوئے اور بیٹوں میں منازل سے گذر گئے
ما بیداری رواں گشتیم و خوش
ہم بیداری میں اور خوشی سے چلے
دیدہ منزل باز اہل و از اساس
جڑ اور بنیاد سے منسلک ہو کر دیکھا
شاہ را گفتند اشک بخش بکن
و گرد نے بادشاہ سے کہا اشک بخش بکن
شاہ دیدش بس نزار و بس ضعیف
شاہ نے اس کو بہت لاغر و کمزور دیکھا
کے تو اں اور افشردن یا زدن
اس کو بک بھینچا یا مارا جاسکتا ہے
لیک با او گویم از راہ خوشی
لیکن میں اس کو خوشی سے کہوں گا

کچھ مکرست وچہ تزویر وچہ فرخ
کوئی مکر ہے اور کیا تزویر اور کیا فرخ؟
ما ہمہ پیغیب یکم و متشتم
ترس سب پیغیب اور مستتر زمین
تو حیران مخصوص ناشی لے ادیب
اسے مستدار تو کیوں مخصوص ہوگا؟
کالے گردہ کو رونادان فضول
کروے اندھا اور بہرہ اور نادانوں کے گردہ
بیخبر اینجا رسیدید از علمی
تم اندھے ہیں سے بے خبری میں یہاں آگئے ہو
بیخبر از راہ و از منزل بیدید
تم راہ و منزل سے بے خبر تھے
بیخبر از راہ و از بالا و پست
راست اور نصیب و فساد سے بے خبر
از درائے پنج و شش و تاج و شمش
ان پر پانچ اور چھ کی ایک سے پانچ اور چھ والی بگڑانک
چون قلا و دوزاں خیر رہ شناس
را بہر دلی کی طرح باغیچہ اور دہ شناس بنکر
تا ناگوید جنس او بیچ ایں سخن
تا نہیں جیسا کہی کوئی ایسی بات نہ کہے
کہ بیک ملی میر دآں نحیف
کو وہ کمزور ایک مہوچس ہے مر جائیگا
کہ چویشہ کشتہ است او را بدن
کیونکہ اس کا بدن شیش کی طرح ہو گیا ہے
کہ چو ادا ری تولاف سرکشی
کو تو جو بس کی سرکشی کیوں کرتا ہے؟

لے آئی ہیں۔ اگر رسول کی
سخرے نے بے رسول کی
کا مطلب یہ تھا کہ آدھار نہ
کے پاس سے دیا گیا ہے
اور اس کو اٹھا لے لگ
ہم سے دیا میں مجاہد
ما از انجا۔ تو نے کہا اگر رسول
کا مطلب یہ ہے تو ہم
ہیں ملک ہم سے دین میں
آئے ہیں ہم سب رسول
ہیں یہی ایک خصوصیت ہوئی
ایک خاصیت میں سخرے
نے ان کو جواب دیا چک ہم
ہیں ملک ہم سے آئے ہو
لیکن ایسے آدمی ہیں کہ
ہو کہ انہیں راستہ کا پتہ چاند
منزل کا
لے آئے سخرے نے کہ ہم
لوگ سوتے ہوئے بچوں کی طرح
ملک ہم سے راستہ کے لئے
دیا میں آئے ہو۔ ما از جہاں
میں ملک ہم سے بیداری کی
حالت میں دیا میں آیا ہوں۔
تجربہ یعنی پانچوں حواس شش
یعنی چہرہ، سم، سنا، ذوق، دماغ
۵ حواس۔ وہ لوگ نے شاہ
سے اس کو سزا دیے کا مطالبہ
کیا۔ شاہ نے اس کو بہت کڑو
دیکھا جس میں علامت حقیقت
لاغر۔ کہ تو نہ چو کہ وہ بہت
کمزور ہے مگر کہ وہ بہت نہ
کو سکے گا۔ ایک شاہ نے جو
کہ بھلے سزا کے اس کو
سمجھا دے۔

لے کہ تیری ہیں کاٹے سے
ساق سوراخ سے باہر نکلے
ہے مژدگان، شاہ نے تنہائی
میں میں سے پرچہ کر کہاں
کاہنے والا ہے اور کیا کم کر
ہے گفت، اس نے کہا دارالسلام
سے دارالسلام میں آیا ہوں
دارالسلام سلامتی کا گھر، عالم
بالہ دارالسلام سلامت کا گھر
دینا آجے میں چاند کی طرح
ہوں لہذا نہ میری کوئی گھبراہٹ
میں ہے نہ کوئی تمنشیں ہے
پادشاہ، و شاہ نے
توہنجائش سے کہہ کر تو نے کیا
کہا یا تھا اور ناشد کے لئے
تیرے پاس کیا ہے گفت
میں نے کہا اگر کچھ ہزاروں
پیغمبری کا دعویٰ کیوں کرنا
دعویٰ، ان لوگوں میں پیغمبری
کا دعویٰ ایسا ہی مشکل کام کر
جیسا کہ کوئی پہاڑیں دل کی
تقاضی کرے
سے کس پہاڑ اور تیرے دل
کوئی تلاش نہیں کرتا ہے نہ
اسی سے یہ توقع کرتا ہے کہ
وہ باریک اور مضحکہ خیز
ہرچہ پہاڑ سے ترم کچھ کچھ
وہ بازگشت آواز سے تمہارا
خلاق ہی آواز ہے گا، اگر کسی
ہی سال میں قوم کا ہے کہ نہ
کے پیغام سے ان کو کوئی شک
نہیں ہے، اگر تو ہاں اگر ان
کے پاس کسی حسین صورت کا
پیغام لاؤ تو شب کچھ تو ان
کو دیں گے

کہ درشتی ناید اینچا بیچ کار
کیونکہ کس مگر سستی کا تار نہ ہوگی
مردماں را دور کرد از گرد وے
لوگوں کو اس کے چاروں طرف سے ہٹا دیا
پس نشاندش باز پریش زجا
قوام کو ہٹا دیا، پھر اس سے وطن پرچہ
گفت اے شہ ہستم از دارالسلام
میں نے کہا اے پادشاہ! میں دارالسلام کا ہوں
نہ مرا خانہ دست وئی یک تمنشیں
میرا گھر ہے اور نہ کوئی تمنشیں ہے
پادشاہ از روی لاش گفت با
پادشاہ نے مذاق میں پھر اس سے کہا
اشتہاداری چہ خوردی بامدا
تجھے بھوک ہے؟ تو نے تجھ کب کھا یا ہے؟
گفت گز نام بے خشک تری
آننے کہا اگر میرے پاس باس یا سناہ، وہی ہوتی
دعویٰ پیغمبری بالیں گروہ
میں اس جماعت کے سامنے پیغمبری کا دعویٰ کرنا
کس کوہ و سنگ عقل و دل سخت
پہاڑ اور پتھر ہے کسی شخص نے عقل اور دل کی سختی
ہرچہ کوئی باز گوید کہ ہماں
تو کچھ کہتا ہے وہ اس کو دھڑکا رہا ہے، کہ وہی
از کجا ایں قوم و پیغام از کجا
کہاں یہ قوم، کہاں پیغام و خداوندی؟
گر تو پیغام نے آری دوزر
اگر تو حوریت کا پیغام لےئے اور سونا

کہ تیری سر کند از غار مار
کیونکہ مار چ نری سے غار سے باہر آتا ہے
شہ لطیفے بود و نری و رد وے
پادشاہ خوش مزاج تھا اور نری بھی مادت تھی
کہ کجا داری معاش و ملجأ
کہ تو روزگار اور گھٹکا کہاں رکھتا ہے؟
آدہ زانچا بدیں دارالسلام
اس جگہ سے اس سلامت کے گھر میں آیا ہوں
خانہ کے کردست ماہے دوزیں
چاند نے زمین پر کب گھر بنایا ہے؟
چہ خوردی و چہ داری چا ساز
کرتے کیا کیا کیا ہے؟ اور تیرے پاس ناشد کیا ہے؟
کہ نہیں مہرستی ویر لاف بباد
کہ تو اس قدر نفیس اور شریف اور نہرت بھر آیا ہے
کے گم من دعویٰ پیغمبری
میں پیغمبری کا دعویٰ کب کرتا ہے؟
ہمچناں باشد کہ دل خستہ کوہ
ایسا ہے جیسا کہ پہاڑ میں سے دل تلاش کرتا
فہم و ضبط نکتہ مشکل سخت
شخص کوئی کی سمجھو کہ وہ نہیں تلاش کیا ہے
میکند افسوس چون شہزباں
مذاق کرتا ہے جس طرح خلاق آواز دیتا ہے
از ہماں جاں کر باشد رجا
تیرے کس کو جان کی آسید ہوتی ہے؟
پیش تو بنہند جملہ سیم و سر
تیرے سامنے سب چاندی اور زر رکھ دیں گے

کہ فلاں جا شاہدے می خواہد

کہ فلاں جسد ایک مشوق تجھے ہو تہے

وَر تو پیغام خدا آری چو شہد

اور اگر تو شہد صیاد خدا کا پیغام لائے

از جہان مرگ سومی بزرگ ہو

موت کی دینا سے ساز و سامان کے عالم کی گناہیں

قصہ خون تو کند و جان و کر

تیرے خون اور جان اور سر کا قصہ کریں گے

بلکہ از چھیدگی ہر زنا نماں

بلکہ گھبراہ کی داسگی کی وجہ سے

عاشق آمد بر تو و می دانند

وہ تجھ پر عاشق ہو گئے ہیں، اور تجھے جانتے ہیں

کہ بیا سوی خدا لے نیک عہد

کہ اسے قول و قرار کئے تھے: اللہ کی جانب آ جا

چوں بقا ممکن ہو دفائی مشو

جب بقا ممکن ہو تو ہلاک نہ ہو

تر برائے جمیست دین و ہنر

ہنرمندی اور دین کی حمایت کی وجہ سے نہیں

تلخ شاں آید شیندن ایس بیا

اُن کی یہ بات سننا کھڑا معلوم ہوتا ہے

سبب عداوت ما و میگا زینتن ایشان باو یائے خدا کہ بحق

عوام کی عداوت اور اُن کے خدا کے اویار سے بیگانہ ہو کر زندگی کو یہ سبب جوئے کر د

شان میخوانند و باب حیات ابدی ارشاد می نمایند

اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے ہیں اور پیشگی کے آب حیات کی طرف راہنما کی گئے ہیں

خرقہ بر ریش خرقہ چھیدہ سخت

پٹی گدھے کے زخم پر سخت چپکی ہوئی ہے

جھفتہ انداز و قیاس کس خرز زرد

وہ گدھا یقیناً تکلف کی وجہ سے دردناک ماریج

خالصہ نیچہ ریش و ہر جا خرقہ

خصوصاً جبکہ پلاسٹک زخم ہوں اور یہ چپکی

خانماں چوں خرقہ اُچس صلیش

گھر لہتی ہے اور یہ حرص زخم ہے

خانماں چغد ویران سٹ بس

چند کا گھر برباد ہے، ویران ہے

گر بیاید باز سلطانی زراہ

اگر شاہ باز راستہ طے کر کے آئے

چونکہ خواہی بر کنی زو نخت نخت

جب تو اس سے ٹکے کوئی نہ لگا سکے گا

جہذا آں کس کزو پیر میز کرد

خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس سے بچ سکیگا

بر سرش چھیدہ درنم غرقہ

اچھپ کی، یعنی میں افس پر چپکی ہوئی ہو

حرص ہر کہ بیش باشد ریش بیش

جس کو زیادہ حرص ہوگی اُسکے زخم زیادہ ہونگے

نشنود او صاف بغداد طیس

وہ بغداد اور طیس کی خبریں نہیں سنتا ہے

صد خبر آرد بدیں چنداں شاہ

اُن چندوں کو بادشاہ کی سینکڑوں خبریں سننے

سے کہتا ہے: اُن کی خبریں
دور رہیں جگہ ایک مستحق کو
وہ تجھ پر عاشق ہے، اور تجھ سے
غیب جانتا ہے۔ اور تو اس
اُن شخص خدا کی جانب جاؤ تو
ناگہر ہو گئے۔ اور جہاں یہ
پیغام دو کوئی دینا سے موت
کی طرف رجحان کو دقت نہ تو
یہ لوگ اس پیغام پر پیغام
کی جان کے شخص بن جاتے
ہیں۔

سے قر۔ یہ لوگ اللہ کے
پیغام کو جو زور کرتے ہیں تو کسی
دین کی حمایت میں نہیں کرتے
جس بلکہ چمکان کو اس صفائی
دین سے دلچسپی ہے اس لئے
زور کرتے ہیں اور ان کو طیس
پیغام تلخ لگتا ہے اور ان کی
شان افس گدھے کی کس سے
جس کا ذکر آئے آ رہا ہے خود
زخمی گدھے کے زخم پر چپکی
لے کر کوئی شخص اس کے پٹے
اٹھا کر ہے تو وہ گدھا لپٹیں
اٹھتا ہے۔

سے خاندان خصم صاحب بارہ
اور غریب زخم ہوں اور بھلائے
انہر چپک گئے ہوں تو کوف
نورہ آفس آ رہا ہے۔ خانماں
ات دینا داروں کی حرص اُنکے
زخم ہیں اور دھواں اُن زخم
کے پھلنے ہیں۔ چھدا، انوکا
مسک دیرانا ہے اور اس کو
کوئی بندہ اور طیس شہر
کی کوئی سناٹا کہ تو وہ کھوسنے
کے لئے تیار نہ ہو کر گیا ہے
اگر کوئی اللہ کا پیغام لکھتا ہے
بائیں سنا کہ تو بڑا دینا دار ہے
اُن کی طرف کرتے ہیں۔

لے کر چو۔ دنیا دار پتھر کی
بانوں پر تپتے ہیں کر پرانی
کہانیاں ہیں کہتے۔ یہ جو
برائے اور بوسیدہ ہیں دور
یہ باتیں تو رانے کو بھی نیا
سنا دیتی ہیں جگرگان۔ جن
لوگوں کے دل مرده ہو چکے
ہیں یہ باتیں انکوئی زندگی
بخشتی تھی ہیں عقل کا تاج
اور اس کا نور مٹا کر دیتی
ہیں۔ مٹے غنڈہ اس دربار
کی ان باتوں سے دل نہ چرا
وہ میرے سرکش نفس پر
تجھے قابو دید کا۔

سلطہ سرمد در پتھر و ت
تجھے تاج بسا دیا گیسو
دل کی کریم کھول دے گا
با کہ گویم کیسے ان باتوں
کے سننے والے کہاں ہیں
آب حیات کے طالب
منفرد ہیں تو یک خواہی
عشق میں اگر ایک ذلت
اعمال چولے تو تو عشق
کو جوڑ جاگتا ہے تو نے
ہے عشق کا نام سنا ہے
اُس کی حقیقت سے آگاہ
نہیں ہے عشق بہت سبکتر
اور نازوں بھرا ہے بہت
مصیبتوں سے باتم گستاخ
سکے عشق عشق وفادار
ہے وہ وفاداری کو حاصل
ہوتا ہے وہ بے وفا کی
طرف نظر پو کر بھی نہیں
دیکھتے ہے بیخ عہد آلت
کی اصل اور جڑ وفاداری
اور ذلت کی چلن حفاظت
ضروری ہے۔ شہرہ سی

شرح دارالملك باغستان و جو
دارالغلت اور باغ اور شہر کی تفسیل
کہ چہ باز آورد افسانہ کہن

کہ باز پرانا قصہ کیوں لایا
کہنہ ایشا نند و بوسیدہ ابد
پرانے اور ہمیشہ کے لئے شرے ہوئے وہ ہیں
مردگان کہنہ راجا جس میں رہ
پرانے مردوں کو جان عطا کر دی ہے
دل مرزا دل ریلے روح بخش
روح بخشنے والے عشق سے دل نہ چرا

سحر ماز و از سرفراز تاج وہ
سحر ماز کر نیلے تاج بخشنے والے سحر ماز چھا
با کہ گویم در تہمہ وہ زندہ کو
کس سے کہوں پورے گاؤں میں زندہ کون؟

تو یک خواری گریزانی ز عشق
تو ایک ذلت کی جسے عشق سے جاگ جائیلا
عشق را صد ناز و استکبار است

عشق کے سیکڑوں ناز اور غرور ہیں
عشق جو انی سٹانی مخد
عشق چونکہ وفادار ہے، وفادار کا خریدار ہے
چوں درخت آدمی و بیخ عہد

انسان درخت کی طرح ہوا اور وفا کا عہد بڑا
عہد فاسد بیخ بوسیدہ بود
خواب عہد، شہری جوتی جڑ ہوتا ہے

جس شخص میں وفاداری نہ ہو وہ اس درخت کی طرح ہے جو جڑ مٹ جائے سے پھولوں سے مزین ہوگا۔

پس بروافوس دارد ہر عدو
توچہ دشمن اُس کا مذاق اڑائے گا
کز لراف و لاف میا فد سخن

کہ بیہودہ اور شیخی کی باتیں کر رہا ہے
ورنہ اُن دم کہنہ را تو میلسند
دور نہ بات پرانے کو نیا کر دیتی ہے
تاج عقل و نور ایمان میدہ
عقل کا تاج اور ایمان کا نور دے دیتی ہے
کز سوارت میلسند پرشت خوش

کیونکہ وہ تجھے عمدہ گم ہوسے پر سوار کر دے گا
کو زیلے دل کشاید صد گرہ
کیونکہ وہ دل کے پاؤں سے سیکڑوں گرہ کھول دے گا
سوئے آپ زندگی پویندہ کو
آب حیات کی جانب دوڑیلا کون ہے؟

تو بجز نامے چہ میدانی ز عشق
تو عشق کے نام کے سوا کیا جانتا ہے؟
عشق با صد نازی آید بدست

عشق سیکڑوں نازوں سے باتم گستاخ ہے
در حریف بیوفامی فسر د
بیوفانا دوست کی طرف نظر نہیں کرتا ہے

بیخ را تیمار می باید بچہد
جوتی کو کوشش سے حفاظت کرنی چاہئے
وز شمار لطف بسیر بود
اور مہربانی کے پھولوں سے کلا ہوا ہوتا ہے

جس شخص میں وفاداری نہ ہو وہ اس درخت کی طرح ہے جو جڑ مٹ جائے سے پھولوں سے مزین ہوگا۔

شاخ و برگ نخل اگرچہ سبز بود

کھوکھری شاخ اور پتے اگرچہ سبز ہوں

ورنار دبر برگ سبز و نخل نیست

اور اگر نر پتے نہ ہوں اور دوسرا ہے

تو مشوغرہ بعلمش عہد جو

تو اس کے عہدے دھوکا دکھا، عہد کی بھوک

بافسار یخ سبزی نیست بود

جود کی خرب کے ہوتے ہوئے سبزی عہد نہیں ہے

عاقبت پیروں کند صد برگ دست

انجس ہوا کی سیڑیوں پتے ہاتھ نکالیں گے

علم چوں قشرست عہدش مغر او

علم چھوٹے جیسے اس کا عہدش کا منہ ہے

در بیان آنکہ مرد بدکار چوں متمکن شود در بدکاری و اثر دولت

اس کا بیان کہ بیکار انسان جب بدکاری میں لگ جاتا ہے اور نیکوں کی دولت

نیکو کاراں بد بین شیطان صفت شود و مانع خیر گرد و از حسد

کا اثر دیکھتے ہیں شیطان جیسا بن جاتا ہے اور حسد سے شیطان کی طرح بھڑائی کیلے مانع

ہیچوں شیطان کہ خرمین سوختہ ہم را خرمین سوختہ خواہد

بجائے کہ خرمین کا کلیان جل گیا ہو سب کو بے ہوشے کلیان ملا جاتا ہے

أَرَأَيْتَ الَّذِي يَتَنَهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى

کیا تو نے نہیں دیکھا اسی کو جو بندے کو منع کرتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھے

وایاں رایوں بے بینی کرہ شود

جب تو فقا داروں کو سودمند دیکھتے ہیں

ہر کہ را باد مزاج طبع مست

جس شخص کا مزاج اور طبیعت مرتضیٰ ہو

گر نخواہی رشک المیسی بیا

اگر تو شیطان کا سانس نہیں کرنا چاہتا ہے یا جا

چوں فایت نیست بار دم مزین

جبکہ تجھ میں وفا نہیں ہے اس کا دم نہ ملے

ایں سخن در سینه ذیل مغز باست

یہ بات سینے میں مغزوں کی آندنی ہے

چوں بیاد در زباں شد جہ مغز

جب وہ بات زبان پر آئی مغز خارج ہو گیا

تو چو شیطانے شوی انجا حادو

تو تو شیطان کی طرح اسی وقت حاد بن جائے

او نخواہد بجاکس را تندرست

وہ کسی کو تندرست دیکھنا پسند نہیں کرتا

از درد عوے بدر گاہ وفا

دھوے کے دھانی سے ہٹ کر وفا کی درگاہ میں

کلں سخن عویت اغلب با من

کیونکہ یہ بات اکثر تیرے کا دھوی ہے

در خموشی مغز جاں صد مات

چپ رہے ہیں جان کے مغز کا بہت غائب ہے

خرج کم کن تا بماند مغز بفرغ

خرج نہ کر تا کہ وہ مغز باقی رہے

ملے شاخ و برگ نخل کی

جود کی خرب کے ہوتے ہوئے سبزی عہد نہیں ہے

عاقبت پیروں کند صد برگ دست

انجس ہوا کی سیڑیوں پتے ہاتھ نکالیں گے

علم چوں قشرست عہدش مغر او

علم چھوٹے جیسے اس کا عہدش کا منہ ہے

در بیان آنکہ مرد بدکار چوں متمکن شود در بدکاری و اثر دولت

اس کا بیان کہ بیکار انسان جب بدکاری میں لگ جاتا ہے اور نیکوں کی دولت

نیکو کاراں بد بین شیطان صفت شود و مانع خیر گرد و از حسد

کا اثر دیکھتے ہیں شیطان جیسا بن جاتا ہے اور حسد سے شیطان کی طرح بھڑائی کیلے مانع

ہیچوں شیطان کہ خرمین سوختہ ہم را خرمین سوختہ خواہد

بجائے کہ خرمین کا کلیان جل گیا ہو سب کو بے ہوشے کلیان ملا جاتا ہے

أَرَأَيْتَ الَّذِي يَتَنَهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى

کیا تو نے نہیں دیکھا اسی کو جو بندے کو منع کرتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھے

وایاں رایوں بے بینی کرہ شود

جب تو فقا داروں کو سودمند دیکھتے ہیں

ہر کہ را باد مزاج طبع مست

جس شخص کا مزاج اور طبیعت مرتضیٰ ہو

گر نخواہی رشک المیسی بیا

اگر تو شیطان کا سانس نہیں کرنا چاہتا ہے یا جا

چوں فایت نیست بار دم مزین

جبکہ تجھ میں وفا نہیں ہے اس کا دم نہ ملے

ایں سخن در سینه ذیل مغز باست

یہ بات سینے میں مغزوں کی آندنی ہے

چوں بیاد در زباں شد جہ مغز

جب وہ بات زبان پر آئی مغز خارج ہو گیا

تو چو شیطانے شوی انجا حادو

تو تو شیطان کی طرح اسی وقت حاد بن جائے

او نخواہد بجاکس را تندرست

وہ کسی کو تندرست دیکھنا پسند نہیں کرتا

از درد عوے بدر گاہ وفا

دھوے کے دھانی سے ہٹ کر وفا کی درگاہ میں

کلں سخن عویت اغلب با من

کیونکہ یہ بات اکثر تیرے کا دھوی ہے

در خموشی مغز جاں صد مات

چپ رہے ہیں جان کے مغز کا بہت غائب ہے

خرج کم کن تا بماند مغز بفرغ

خرج نہ کر تا کہ وہ مغز باقی رہے

سہ لکھ ترقی منہ پائی تھی۔
 تو عمری و الداری جڑ۔ واپس
 میں۔ ارشاد ہے کہ لفظ حقانی
 جس طرح کرتے ہیں واد کو کہ
 سے سر ہر طرف دیا ہے اسی قسم کا
 ظہر عارفانہ سے بخود نام۔ واد کو کہ
 والا کہتا ہے کہ میں نے جو ترقی
 نعمت کھائی وہ اسی قسم کی تھی
 یہ نعمت مجھے اور میرے دو بھائی
 خشک زمین میں سے خالی واد
 خواب بیچ ہے اُس سے رحمت

اے رئیس! ہمارا غم اور غم کیا جو ہے؟
 نے زمیں رازاں فروغ و لہری
 اُس کے زمیں کو کوئی افسانہ یا مہر تو ہی نہیں ہے
 جز اشارت کہ ازیں می بایدیم
 سوائے اس اشارے کے کبھی میں میرے رجوع
 خوردم و دانہ بیاوردم نشان
 میں نے کیا اور ایک دانہ نشان کیلئے آئی آپ
 پس موعائے خشک بل آنیکبخت
 اے نیک بخت! خشک دعا کو چھوڑ دے
 گر نہ داری دانہ ایزد زان موعا
 اگر تیرے پاس وہ دانہ نہیں ہے اے نشانے اس دنیا کا

(ایسا ہی ہے) جیسا کہ زمین میں خشک دانہ جو
 نے خداوند زمین راتا نگری
 زمین کے ایک کے لئے مادہ رہی ہے
 کہ تو دادی اصل این را از عدم
 کیونکہ تونے ہی میں کہ اس کو مدد سے غایت کیا تھا
 کہ ازین نعمت بسوئے ماکشاں
 کہ اس نعمت کو ہمارے لئے پیچھے رہے
 کہ فشانہ دانہ می خواہد درخت
 جو کہ دانہ کی طرح ہے۔ و زعت چاہت ہے
 بخششت نخلی کہ نعمت ماسعی
 تجھے کھو رعایت کر دے مہ کی کہ اپنے جو کرشش
 کہ ہے وہ بھی ہے

پتھر مچھ کر دودش دانے
میں مگر حضرت ابراہیمؑ کیسے دور تھا داد دعا
زانکہ وانی بوداں خاقون راد
کیونکہ وہ داتا خاقون و ساجار تھیں
آں جماعت راکہ وانی بودہ اند
جو رنگ و ف دار ہوتے ہیں
گشت دریا ہا شکم پر داز شاں
دیباں کی پرورش کرنے والے بنے ہیں
گشت دریا ہا سحر شاں و کوہ
دیا اور پس از ان کے تابع تسمان بھی
ایش خود اگر امیست از بہر نشا
یعنی دھماکے کے لئے بکھم ہے
آں کر انتہائے پنہاں فلک آں
ان کی وہ پوشیدہ کائناتیں ہیں کہ وہ
کاراں دارد خوداں باشد ابد
وہ ایسے کام رکھتی ہیں کہ وہ ابدی ہوتے ہیں
بلکہ باشد در ترقی و بسم
بلکہ وہ ہر ملک ترقی میں ہوتے ہیں

سبز کرداں نخل را صاحب نے
صاحب تیر نے ایں کجور کو سرسبز کر دیا
بے مرادش دایزواں صدر اد
اظر نے ان کے دانے بیز سیکڑوں مرادیں دے دیں
بر ہمہ اصناف شاں افروزہ اند
تمام طبقات پر ان کو نصیحت دیدی گئی ہے
صحن میدا نہا تانند از شاں
میدانوں کی دست اوی کے لائن رساں
چار عنصر نیز بندہ آں کردہ
ایں جماعت کے چاروں عناصر میں غلامی ہے
تا بہ بیند اہل انکاراں عیاں
تا کہ مستحقین واضح طور پر دیکھ لیں
درباید در حواس و در بیاں
حواس اور بیاں میں نہیں اس مستحقین
دائمائے منقطع نے مسترد
مستل، منقطع ہوتے ہیں، نہ مسترد
ہست آں بخشندہ صبا کرم
وہ عطا کرنے والا کریم ہے

در مناجات

اے دہندہ قوت تمکین و مجت
اے دہندہ قوت تمکین و مجت
لے دہی اور استقلال اند با عبادی غایت کرنے والے
اندر اں کاریکہ ثابت بودنی است
میں کام میں جو با عبادی کے ت میں ہے
اندر اں کاریکہ دارد اں ثبات
وہ کام جو با عبادی ہر

خلق رازیں بے ثباتی دہ نجات
مخلوق کو رازیں تا با عبادی ہے نجات دیدے
قائمی دہ نفس را کہ منتشی است
نفس کو نکال دھاتیت کر دے وہ بلیٹ جائیگا ہے
قائمی دہ نفس را بخشش حیات
نفس کو نکال دے ایں کو زندگی بخش

لے پتھر مچھ کر دودش دانے
لے پتھر مچھ کر دودش دانے
الہ ان کو دودھ میں سے
دودھ ایک آب حیات جماعت
اٹکے عین عودا کرنے والے
میں انفس میں گفت و سخن
میں نے تابوت میں دیا میں
رہتے تھے اور حضرت یونس
نے کھنکھت میں دیا میں
رہتے تھے عین عودا پانی
چاندی میں تھیں مگر تباہ کیا
ہے کاک ایاں ہوا میں نے
انہی کی سدا
اے حق خود بخوئے معص
وہوں کو کہ کے لئے بنے
میں ہیں آں کہ تھیں بکھ
باسی کراستیں جو اویں کھجور
سے ملتی ہوئی میں وہ اصل
تھیں اور وہ جہیز بر صفت
رہتی ہیں میں کہ رست قامت
فی اللہ ان آتی رست و فریغ
اے وہ جو کہ پہلے
وفا داری و وفا باندی
کا ذکر کیا تھ تو سنا تے اٹکے
لے دھار دہا کر رہی ہے
بے ثباتی میں میری تمام رشتا
اندر میں کام میں استقلال
اور با عبادی غایت ہے ایں
میں اس شعوب جو جائز لے
نفس کو بائید یہ عطا کر دے

ایک کو تر کر دیا، ایسی ہی
خزانہ کا بلا جو مست و لہلہ
کو تے کیلئے نام کی جانے گی۔
تو تکیں بہر پہنے یوں تھے
بہر دوسری خند کی وجہ سے
انسان شعلہ صفت سے
خفتہ ہوا ہے، درخیم
خند ہوا ایسی چیزوں پر جوتا
ہے جو خود غالی میں آتش خانہ
باغداد رشتہ داروں کو محض
خند کی وجہ سے قتل کر دیتے
ہیں، عاشق غالی اور بھرت
کے وار سے بہر مغفرتوں کے
حق میں عاشق ایک دوسرے
کو قتل کر دیتے ہیں، جس کی
مشکو کے مشق رائیغ فصلوں
کو قتل کر دیتے ہیں، جس کے
عاشق نے فرما کر دیا۔

تو عاشق شکر، اس خند کے
تو جس عاشق میں فنا ہوا اور
مشتوق بھی ہمیشہ زندہ رہا۔
پاک عشق ہو تو رات اپنی
سے ہو جو میری باقی رہے والی
ہے کہ کدو، فانی مشتوق کوئی
کر دیتا ہے، فانی کو فانی عاشق
بنادیتا ہے، دروں کو عاشق
جائے آپ کو لے دل کہتا ہے
انکے دل میں حسرت نہ بھارتا
ہے، ایتنا راتے ہوئے نہیں
خفتہ کا لہو لہو ہے جس کی
وہ بھی خندیں بٹھائیں ایک
سر کی دوسری سر کی کو کھائے
جاتی ہے۔

تو بہر دے جب محبت
کا حال ہے تو سب مل کر دوسرے
احوال کا رنگ، تو اس کی خبر
یوں کہہ سکتے ہو کہ کھانہ
مستور کے کون کو خند کے ذریعہ

دوسری نگرانی ہے نہایت محبت کا کون کو خند کے ذریعہ

صبر شان بخش و کف میزبان گراں

اُن کو بہر ہمارے اور خزانہ کا بھاری پلا

وز حسودی باز شاں خراے کریم

بے کریم، اُن کو حسد سے بچالے

در نعیم فانی و مال و جسد

فانی نعمتوں اور مال اور جسم میں

بادشاہ ہیں کہ لشکر می کشند

بادشاہوں کو دیکھ کر لشکر کش کرتے ہیں

عاشقان لبعتان پر قنذر

مندی غزویوں کے عاشق

وہیں و ایں خسرو شیریں بخوال

وہیں اور ایں، خسرو اور شیریں، عاشق پر جوئے

تا آتش شد عاشق و معشوق نیز

یہاں تک کہ عاشق اور معشوق بھی نسا ہو گیا

پاک الہی کہ عدم بر ہم نمد

خدا (فنا ہے)، پاک ہے کیونکہ وہ عدم کو بھلا دیتا ہے

در دل نہ دل حسد ہا سر کند

بے دل کے دل میں حسد پیدا ہو جاتے ہیں

ایں زنانے کز ہمہ مشفق تر اند

یہ عورتیں جو سب زیادہ شفقت کرنے والی ہیں

تا کہ مروانے کہ خود سنگین دل اند

یہاں تک کہ مروانہ جو خود سنگدل ہیں

گز کر کے شرع افسون لطیف

آز خربت پاکیزہ منتر اقدیر، مقسور نہ کرتی

شرع بہر دفع شر را می زند

شرعت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

خربت شر کو روک کر دے کیلئے، یک تہہ ہو کر کرتی جو

وارہاں شاں از دم صنوبراں

بہر و بہر ہیں سے اُن کو بھات دے

تا نباشد از حسد دیو جیم

تا کہ وہ خند کی وجہ سے مرد و شیطان نہ بنیں

چوں ہی سوزند عامہ از حسد

عوام حسد سے کیسے جلتے ہیں؟

از حسد خوشیاں خود را می کشند

خند کی وجہ سے اپنیوں کو مار دیتے ہیں

کر وہ قصد خون جان یکے لگ

ایک دوسرے کا خون اور جان لیتے ہیں

تا چہ کرند از حسد آں ابلہاں

ان احمقوں نے حسد سے کیا کیا ہے

کہ نہ چیز ندو ہوا شاں ہم نچیز

کیونکہ وہ ناچیز تھے، اور ان کی محبت میں ناچیز تھی

مر عدم را بر عدم عاشق کند

عدم کو عدم پر عاشق بنا دیتا ہے

نیست و ہست را مضطر کند

عدم اور ہست کو بے چین کر دیتا ہے

از حسد و فخر خود را می خونند

خند کی وجہ سے دوسروں سے اپنے آپ کو کھاتے ہیں

از حسد اندر کد ایں منزل اند

خند کی وجہ سے کونسی منزل میں ہیں؟

بزدلیدے ہر کے جسم حریف

ہر شخص مخالف کا جسم بہت بڑا کرتا

دیوار در شیشہ بر جھٹ کند

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

بھوت کو دس کی بول میں نہ کر دیتی ہے

از گواہ و از یسین و از نکول

مکواہ اور تھو اور تھو کے انکار کے دروید

مثل میزانی کے خوش درویش

ترازہ کی طرح اکو اس میں دونوں مخالف خوش

شرع چوں کیل و ترازو دان نفس

شریعت کو یقین ہے نہ از ترازو کی طرح سمجھ

گر ترازو نہ ہو تو مخالف جھگڑے کی وجہ سے

پس دریں مژداز رشت بے وفا

تو اس مژدار، بری بے وفا دوتا، میں

پیش درالِ اقبال و دولت چوں

تو اس (آخر تک) اقبال اور دولت میں کیسا جگمگ

آں مشیاطیں خود خود کھیند

و مشیطان خود بڑے ماسد ہیں

واں بنی آدم کے عیساں گشت اند

وہ بنی آدم جنھوں نے تمنا، ہوئے ہیں

از بے برخواں کہ شیطان ان پس

قرآن میں پڑھے کہ انسانی مشیطان

دیو چوں عاجز شود از اقبال

شیطان جہاں کے قدم چلنے سے مایہ زار

کہ شمایا رید بابا، یارِ یے

کہ جو ہر سے دوست ہو، مدد کرو

تا پیشہ درویش و دیو فضول

تا کہ ہر درویش، ہوش میں آجائے

جمع می آید یقین در ہزل و جد

یقین حقیق ہوتا ہے ہنذا میں اور ہر گز نہیں

کہ بد خصماں رہند از جنگ تو

کہ کوئی جھگڑنے والے کے درویش سے لڑائی اور کینہ نہ کرے

کے رہد از وہم حیف و اختیار

ٹھہر اور جلد گری کے دم سے کب بھرت سکتا ہے

ایں ہمہ رشکست خصمی وجفا

جو رشک اور جھگڑا اور غصہ ہے

چوں شود جنی و انسی در حسد

جن اور انسان کبھی حسد میں ہوں گے !

یک زماں از رہزنی خالی نیند

تھوڑی دیر کے لئے بھی رہزنی سے خالی نہیں رہتا

از خسودی نیز شیطان گشت اند

وہ بھی خدک دو سے شیطان بن گئے ہیں

گشت اند از مسخ حق بادیو جنس

انہ (انہ) کے لئے مسخ شیطان کے ہم جنس بنے

استعانت جوید از انلیساں

وہ انسانوں سے مدد مانگتے ہیں

جانب مانید جانب دایئے

جو کہے جانب درویش، جو نہ داری کرد

ہر دو گوں شیطان آید شاد

تو دونوں قسم کے شیطان خوش ہوتے ہیں

نوحید از ندان و در شک مند

دونوں رشک کرنے والے ہوتے ہیں

ملنے آؤ، اگر تمہارے پاس

تو جس تجربت کئے جس سے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

تو جس سے کہل جاتی ہے

ہر آدمی خایندہ زندانِ حسد
برکسے کہ دادا دیب اور آخرِ روز
دووں صدمے و انت پیچھے ہیں
اس شخص پر جس کو مستار نے قتل کیا ہی ہو

یہ رسیدن شاہ ازاں مدعی نبوت کہ آنکہ رسول را نہیں باشد
 داشت و اما نبوت کے مدعی سے دریافت کرنا کہ جو سچا رسول ہو اور ثابت
 وثبات شود با وجہ باشد کہ کسے را بخشد و یا بصحبت و خدمت
 ہوئے نہیں کے پاس کیا جاتا ہے کہ وہ کسی کو بخشے اور اس کی صحبت و خدمت
 اوج بخشش یا بند غیب نصیحت کہ زبان میں گوید
 سے نہ کہ بخشش یا بند کے سوا کسی نصیحت کے جو وہ زبان کرتا ہے

شاہ بریدش کہ بارے چی چیت
بادشاہ نے اس طرح ہمارے ساتھ ہی رہے گا اور وہ کہتا ہے
یا چہ بخشد ہر کے رادر سخن
یا وہ بات کہنے نہیں کسی کو کہتے ہیں
چیت نفع از غد تش دہشت
اس کی صحبت میں اس کی خدمت سے کہ نفع ہے؟
گفت خوال چیت کش حاصل نشد
نہیں کہے کہ وہ کہ چاہے جو اس کو حاصل نہ رہی؟

یا چہ حاصل دار آئس کو بہت
یا جو بہت ہے اس کو کہتے ہیں
غیر ایں فصیح زباں کن یا ملن
سو کہ اس زباں کی صحبت کے کہ کہ نہ کر
وانکدا تلع گشت چہ بود فعتش
اور جو اس کے تابع ہو جائے اس کو کہتے ہیں
یا چہ دولت ماند کو واصل نشد
یا وہ کسی دولت دہی جو اس کو نہ ملے؟

گیرم ایں دجی نمی بخور نیست
میں نے، نہ کر کے خدا کے ملک کی دہی نہیں ہے
چونکہ اَدْحٰی الرَّبِّ اِلَی الْخَلْعِ اَسَدًا
چونکہ اللہ نے شہید کی کمی کو دہی کی، نائن سوا ہے
اَوْ بَنُو دِجِی حَقِّ عَزَّوَجَلَّ
اللہ نے، نہ خود میں کی دہی کے ور سے
اِیْنَ کَرْتُمْنَا سِتْ بِالْاَمِّ رَوْد
یہ کہ کہہ کر عزت بخشی ہے اوی جا تا ہے

ہم کم از دجی دل زنبور نیست
ہم بھی شہید کی کمی کے دل کی دہی سے کہ نہیں ہے
خاند وحیش پر از جلو اشتراست
ہم کی دہی کا کمر شہد سے ہم کی ہے
کرد عالم را پر از شمع و عسل
دنیا کو موم اور شہد سے بھر دیا
وحیش از زنبور کے کمتر بود
ہم کی دہی، شہید کی کمی سے کہ کم ہوگی !

[illegible]

لہ جڑو، دودھ، شکر کے آمیزے
 بنائے گئے، لے کر غصے اور کھانے
 میں پرسیدیں۔ آدھ گے
 نہیں سحر سے بڑھ چکا دھڑکی
 سے صاب دھوی اور دھڑکی
 کو کیا فائدہ ہے، ہاتھ کے
 یعنی بیاہاد میں چلے گا۔
 انسان کے کمرے کے حوض
 میں ہے، حاضریہ پیدہ نہ ملے
 گئی، داخل میں سے اور باہر
 ڈاکر سے دونوں کو کہہ دے
 حاضریہ ہے، غفلت سمجھو
 گئے کی آپ یہ جانتے کہ رو
 کوٹ فائدہ سے حوض حاضریہ
 کو حاضریہ نہیں جانتے
 لہ جڑو، دودھ، شکر کے آمیزے
 میں نے ناکہ دیکر ہی دھڑکی
 دھڑکی سے جو کس نہی ہے
 کے پاس آئی ہو میں نے شہدہ
 کی کھنکی کو جودھی کی کھنکی میں
 سے تو رو دھڑکی نہیں ہے۔
 دھڑکی کے دھڑکی میں، ایک
 وہ کھنکی دھڑکی کو کھنکی
 کے لیے تو کھنکی پر ناکہ دھڑکی
 دھڑکی میں، ایک کھنکی اور
 دل میں کھنکی بات کے کھنکی کے
 میں کھنکی کے دھڑکی میں
 ٹھہرتے ہیں، آدھ کھنکی پر
 میں ہے والو کھنکی میں، ایک
 کھنکی ان کھنکی میں کھنکی
 بیٹوں دھڑکی کھنکی
 بڑھ کھنکی، آدھ کھنکی سے
 کے کھنکی کھنکی کو کھنکی
 کو کھنکی میں سے اور
 دھڑکی سے اور ان کھنکی
 میں ہے، دھڑکی میں کھنکی

و وفا ہائے خود را و شہدائے دِراز تجانی جَنُوبِہُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ
 ایہ وفاداریاں اور اپنی دِراز راتیں شہادت رکھتا کہ ان کے پہلو بہلوں سے دور رہتے ہیں
 را و بینوائی خود را و جگر نشنگی روز ہائے دِراز دومی گفت کہ
 کہ اور اپنی بے سہر و سامانی اور سرد راز کی جگر کی پیاس کو اور کہتے تھا کہ مجھے
 من جزایں خدمتِ مدام اگر خدمتِ دیگر است مرا ارشاد کن
 کس خدمت کے بوجہ کہ نہیں آتا ہے اگر کوئی اور خدمت ہے تو مجھے بتا دیجئے
 کہ ہرچہ فرمائی مُتَقَادِم اگر در آتشِ فتنِ ست چوں خلیلِ علیہ
 کیونکہ جو آپ کہیں میں تاباں رہا ہوں خواہ حضرت ابراہیمؑ کی طرح اگر میں گستاخ ہو
 السلام وا اگر در دہانِ نہنگ دریا افتاد است چوں یونس علیہ
 خواہ حضرت یونسؑ کی طرح تاک کے کتبہ میں جانا ہو خواہ
 السلام وا اگر بہ قنادیا بارگشتہ شدت چوں جبرئیل علیہ السلام وا اگر از
 حضرت جبرئیلؑ کی طرح ستر بار قتل ہونا ہو خواہ حضرت
 گریہ نابینا شدن ست چوں شعیب علیہ السلام و وفا و جانبائی
 شعیبؑ کی طرح اندھا بننا ہو اور انبیاء کی جاں بازی اور وفا کی تر
 انبیاء را شمار نیست جواب گفتن معشوق او را
 انبیاء کوئی ہی نہیں ہے اور معشوق کا اس کو جواب دینا

لے خلیل اضر حضرت ابراہیمؑ
 عشق خداوندی کی وجہ سے
 مزد کی آگ میں گئے پڑیں۔
 حضرت یونسؑ عشق کی وجہ
 سے بھی کتبہ میں پھنسے
 جبرئیلؑ جبرئیلؑ کو بار بار قوم
 نے شہید کیا۔ شعیبؑ حضرت
 شعیبؑ عشق خداوندی میں
 روئے دے اندھے ہو گئے
 تھے۔

۱۵ رزم جنگ نہان -
 بھلا لایحہ میں کسی کو نہ
 سوسکا نہ ہنس سکا اور ہر
 شام کہے سر صاف ہوا۔

آں یکے عاشقِ بہ پیشِ یارِ خود
 ایک عاشق، اپنے معشوق کے سامنے
 کز لرزائے تو خنیں کرمِ چنناں
 کہ میں نے تیری خاطر ایسا ایسا کیا
 مالِ رفتِ زورِ رفتِ نامِ رفت
 مال گیا اور طاقت گئی اور نام گیا
 ہیچِ ضمیمہ خفتہ یا خداں نیافت
 کسی صبح نے مجھے سوتے یا نہتے نہ پایا
 آنچه اُو نوشیدہ بود از تلخ و درد
 میں نے جو بھی کھلا ہوا اور تلخ و درد
 می شمر داز خدمتِ از کارِ خود
 اپنا تمام، اور خدمت گستاخا
 تیر با خود دمِ دریں رزم و دیناں
 اس جنگ میں تیر اور بس لا گیا
 بر من از عشقت بے ناکام رفت
 مجھے تیرے عشق میں بہت سی عورتیں پڑیں
 ہیچ شامِ با سُرِ ماں نیافت
 کسی شام نے مجھے با سُرِ ماں نہ پایا
 اُو تفصیلش یکایک می شمر
 وہ اس کو ایک ایک کر کے گن رہا تھا

ز نثر برائے منتے بل می نمود

احسان جتانے کے لئے نہیں، بلکہ ہر کردار تھا

عاقلاں را ایک اشارت بس بو

مستندوں کے لئے ایک اشارہ کافی ہے

میکند تکرار گفتن بے ملاں

وہ بلا تکلف بات کر دھاردا تھا

صد سخن میگفت اں در درگاہن

پڑانے دروے متقین سینکڑوں باتیں کہہ رہا تھا

آتش بودش نمیدانست صیت

آتش کے اندر ایک آگ تھی وہ جلتے تھا کیا ہے ؟

بعد گیر گفت اینہارفت لیک

روانے کے بعد اس نے کہا، یہ سب کچھ ہوا لیکن

ہر چہ فرماں بجائ استادہ ام

تو جو کچھ کہے، میں جان سے حاضر ہوں

گرد آتش رفت باید چون خلیل

اگر حضرت، ابراہیم کی آگ میں ٹھونکا ہو

وز زگر یہ چون ضعیف اعلیٰ شوم

اگر میں دلتے دروے (حضرت) ضعیف کیسے اعلیٰ ہوں

وَرچو یوسف چاہ وزندگم کنی

اگر حضرت یوسف کی طرح تو مجھے کنیز اور بیعتی بنائیں

رُخ نگر دامن نگر دم از تو من

میں خود نمودن گا میں تجھ سے نگر دانی نہ کروں گا

گفت عشق ایں ہر کردی نیک

عشق نے کہا، یہ سب کچھ تو نے کیا، پس

کاچہ صل صل عشق ست و لا

کچھ دوستی اور عشق کی جڑ کی جڑ ہے

بر در تنی محبت صد شہود

محبت کی تنہائی پر سینکڑوں گواہ

عاشقاں را نشانی زان کے ود

اس سے عاشقوں کی پاس کب بھٹی ہے ؟

کے اشارت بس کنہ جواز زلال

بھل میرانی کے بڑے اشارہ پر کب میں کرکتے ؟

در شکایت کہ کجفتم یک سخن

فکایت میں میں نے (ایک ہی جہی) ایک ہی نہیں کہا

یکتہ سخن فمع از فغان میکسیت

لیکن شمع کی طرح اس کی سوزش سے دور رہا تھا

ایں زماں ارشاد کن تو یار نیک

اب بتا تو اپنا دوست ہے

بر خط تو یار و سر نہادہ ام

تیرے حکم پر میں سر نہاد اور پاؤں رکھ دیکھ

وَرچو یحییٰ میبکنی نوخم سبیل

اگر حضرت یحییٰ کی طرح میرا غریب نہا ہو

وَرچو یونس در دم مای زوم

اگر حضرت یونس کی طرح مجھ کے منہ میں جا جاؤ

وَرچو یحییٰ میبکنی نوخم سبیل

اگر حضرت یحییٰ کی طرح میرا غریب نہا ہو

بہر فرمان تو دارم جان و تن

میری جان اور جسم تیرے حکم کے لئے ہے

گوش بکش پہن اندریاب نیک

کان کھول لے اور غریب سمجھ لے

آں نگر دی آچہ کردی فر عبت

تو نے وہ نہیں کیا، جو کچھ کیا وہ شائیں ہیں

۵۱ ز نثر برائے منتے بل می نمود

احسان جتانے کیلئے نہیں کہ

ربا تھا بلکہ اپنی محبت کا ثابت

بیش کر رہا تھا، فاقہاں تھن

کے لئے اشارہ کافی پر ہے

یکس عاشق کا مزاج تھیں

کو چاہتا ہے جیسے عاشق

بڑے شک سے کھڑے بیان کرتا

ہے بھل میرانی کی غلطی

معتن ہوتا ہے۔

۵۲ صد سخن۔ اس عاشق نے

اپنے دروے متقین سینکڑوں

باتیں عاشق کو شائیں جن میں

سے نے ایک ہی جہی پوری

نہیں بیان کی ہے، کتنے ہی

عاشق میں ایک آگ لگی ہوئی

تھی جس کی حقیقت کو وہ نہ

سمجھ سکتا تھا ان اعلیٰ کی ہے

شمع کی طرح آتش بہا ہوا

ہو۔ عاشق نے کہا میں یہ

مسائب تو برداشت کر رہا ہوں

درن اب ہر حکم ہواں کے لئے

میں آمادہ ہوں۔

۵۳ گرد آتش۔ اگر کم ہو تو

حضرت ابراہیم کی طرح نیک

میں گرد جاؤں تو چاہے تو حضرت

یحییٰ کی طرح مجھے قتل کر دے

وَرچو یحییٰ میبکنی نوخم سبیل

میں جیسے تھا۔ میں تیرے

کسی حکم سے خود زخمی ہو جاؤں

گفت عشق نے عاشق کی

تہام تک ایف مشکر کیا کہ تو

نے یہ سب کچھ کیا کہ چوتھ

کا صل تھا چاہے وہ نیک

عاشق نے کہا وہ کیا ہے جتنی

نے جواب دیا کہ وہ بتیے کہ

خاک اور تپا ہے۔ و لا۔ دوست۔

— 30 —

چونکہ زین ویران نوش باز گشت ماند در صحرائے دیدہ باز گشت
جسک آہس دیرانے آہس کا نور واپس ہو گیا آہس کے چنگ میں آشفار رہ گیا

کیے پرسید از عالمے عارفے کہ اگر در نماز کے بگریذ باواز و آہ و توجہ
کس شخص نے ایک طرف عالم سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نماز میں آواز اور آہ سے روئے
کند نمازش بطل ثنویانہ جواب دے اگر نام آں آیت دیدہ آیتا کہ آں
اور دور کرے آں کی نماز باطل ہوگی! ہمیں! آں نے جواب دیا کہ اس کا نام دیکھتے ہوئے
گریذہ چہ دیدہ است اگر شوق خدا دیدہ است او میکریذ یا از
کافی ہے تو یہ کہ روئے دلے نے کیا دیکھا ہے! اگر آں نے اشد تعلق کا شوق دیکھا ہے کہ
پیشانی گناہ نمازش تہ نشود بلکہ کمال گیر و کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ
ردا ہے یا نہ! کیا پیشانی سے! نماز تہ نہ ہوگی بلکہ کمال حاصل کرے گی کیونکہ نماز نہیں ہوتی مگر
القلب و اگر بخوری تن یا فراقی فرزند دیدہ نمازش تہ باہ خود
محض قلب سے اور اگر آں نے جہان تکلیف اور لادنی نہائی دیکھی ہے آں کی نماز غراب ہو جائیگی
کہ اصل نماز ترک تن است و ترک فرزند ابراہیم علیہ السلام اور
کیونکہ اصل نماز حضرت ابراہیم کی طرح جہم اور اداوار کا ترک کرنا ہے کیونکہ ہمسازی
کہ فرزند اقربان میکوزانہ تکمیل نماز و تن را با تیش فرودی
تکلیف کے لئے دیکھ کہ قربان کرے تھے اور جہم کہ نزدیک آں کے سپرد کرے
سپر و امر آمدنیغیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را بدین خصال کہ
تھے اور حضور کو انہی مستحقوں کا حکم ہے کیونکہ تم اسباب کرو اور اقبال
فَاتَّبِعُوا وَاتَّبِعُوا مَلَأَ اَبْرَہِیْمَ حَنِیْفًا قَدْ کَانَ تَلْکَ اُسُوًّا
کہ ابراہیم کی سنت کا جو کہ حنیف ہے بے شک تمہارے لئے

حَسَنَةً فِیْ اَبْرَہِیْمَ

ابراہیم میں اچھا نمونہ ہے

آں کیے پرسید از مفتی براز گر کے گریذ بنوحہ در نماز
ایک شخص نے چچھے سے مفتی سے دریافت کیا اگر کوئی نماز میں آواز سے روئے
آں نماز او عجب باطل شود یا نمازش جائز و کامل ہووے
نہ اس کی عروج نماز باطل ہو جائے گی یا اس کی نماز جائز اور مکمل ہوگی

علم آہستہ آہستہ چہ مصرع
ہیں واپس شدہ کے مثنوی
میں ہے اور دوسرے مصرع
میں مثنوی متعارف ہے کہ چکر
مولا نے چپے شعر میں کہی
دکشی کا بیان کیا تھا کہ
سے متعلق ایک اور دھڑکا تھا
علم آہستہ آہستہ یہ شعر ہمارا
کہ اگر کوئی نماز میں روئے اور
آہ و فح کرے تو نماز سدا
ہوگی یا نہیں جواب کہ خواہ
یہ ہے کہ اگر یہ کیا سیدہ کہے
ہیں تو دیکھتے ہوئے کہانی تو
اب یہ تحقیق کی جائے کہ اس
نے کیا دیکھا ہے جس کو کہ
یہ کہہ کا پانی بہا ہے اگر نہیں
خدا کا خوف اور شوق دیکھتے
اور اگر گرد اور قوسے تو نماز
کا کماں ہے اور اگر نہیں عرض
یا بیچے کی جہان دیکھتے
آں سے یہ پانی آگہ ہے ہمارا
تو نماز غراب ہو جائیگی۔ براز
میں آہستہ آہستہ۔ نوہ آواز
سے روا۔

لے بنگری۔ یہ غور کرو کہ وہ
کیوں رویا ہے۔ نہایت
شرمندگی۔ تیار ہو رہی آں
جہاں میں شوقِ دغویہ علیحدہ
کا عالم۔ دوزخ۔ اگر رونے
کا سب کوئی مٹی تکلیف یا
رہج ہے تو سب کچھ مضاعف
ہو گیا۔
تھے رہتوں۔ دھماکا ہوا
اور نکلا میں کوئی ایسی سب کچھ
تہا ہو گیا۔ مگر کمال میں
نہا کہ کیونکہ اس حالت میں اس
کا دل اللہ کے غم سے وابستہ
ہے۔ پس اس آہ کا سب سے
نماز میں ٹوٹی اور اس سے ملکر
کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ تاہم اس
لئے کہ اس نماز تو یہ ہے کہ
انسان اس میں غیر اللہ سے
بکس غافل ہو جائے۔
تھے اڑھیں۔ حضرت ابراہیمؑ
نے اللہ کے سامنے اپنی بلا
اور جان کی پروا نہ کی۔ ماقبل۔
خلاصہ یہ سمجھ لو کہ رونے اور
رونے میں بہت فرق ہے۔
ایک رونا نماز کی مدد ہے
دوسرا رونا نماز کو فاسد
کر دیتا ہے۔

گفت آپ دیدہ ناش بہر حیثیت
فرمایا اس کا نام دیجیے ہوئے کا پانی کیوں ہے؟
آپ دیدہ تاج دیدہ است از نہاں
آنکھ کے پانی نے پوشیدہ طور پر کیا دکھا ہے؟
گر ز شوق حق کُند گریہ ہراز
اگر نماز گریہ اللہ تعالیٰ کے شوق سے کرنا ہے
خوف حق گرا شد آں گریہ جست
اگر اللہ کا خوف ہے، تو رونا بہت رہے
بیشکے گیر و نماز او کمال
بہس کی نماز یقیناً کمال حاصل کرے گی
آں جہاں گریہ دیدہ آں بر نیاز
اگر اس کی نیاز مند نے جس عالم کو دیکھا ہے
در ز رنج تن بود و ز درد و سوگ
اور اگر جسم کی بیماری اور درد اور رنج سے ہو
درفناں از ماتم فسرند کرد
اگر اس نے اولاد کے رنج میں فریاد کی ہے
می نیز د آں نماز او در وجو
تو اس کی نماز دوجہ کی جست کی نہیں ہے
پس نمازش بیشکے باطل بود
تو اس کی نماز بلا مشغول فاسد ہو جائے گی
زانکہ ترک تن بود و صل نماز
کیونکہ نماز کی اصل جسم کو ترک کرنا ہے
آز خلیس آموز قراں کن ملد
حضرت ابراہیمؑ سے یکے کے اولاد کو قرآن کریم
مائل آنکہ تاب دانی لے کیا
ظاہر یہ ہے کہ اسے بزرگ: تو سمجھ لے

بنگرتی تاکہ چہ دیدست و گریست
غور کرو اس نے کیا دیکھا ہے؟ اور رویا ہے
تا بیاں شد او ز چشم خود رواں
جس سے وہ اپنے چشم سے دھواں ہوا ہے
یا نہامت از گنا ہے در نیاز
یا عاجزی میں کسی گناہ کی شہادت کی ہے
زانکہ آں آب تو دفع آتش مست
کیونکہ تیرا پانی آگ کو بجھا تا ہے
قرب یا بد در رہ حق لا محال
وہ لا محالہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے گا
رونقے یا بد ز نوحہ آں نماز
تو رونے سے اس کی نماز بدفق حاصل کرے گی
ریشاں گسٹ ہم شکست ہوگ
تو دھماکا ٹوٹا اور ٹھکڑا ہوا
کہ دل و جانش ز ماتم کر دورد
کہ رنج سے اس کا دل اور جان دونوں بولے تھے
زانکہ باغیاں وارد دل گرو
کیونکہ اس کا دل غیروں میں بھٹتا ہے
گریہ او نیسز بے حاصل بود
اس کا رونا بھی بے نتیجہ ہو گا
ترک خویش و ترک فرزند نیاز
نیاز مند کی وجہ سے اپنے آپ کو اولاد کو ترک
تن بند بر آتش نمرود رد
مردود و نمرود کی آگ پر جسم کو رکھ دے
کز بکا فرق ست بجدت اربکا
کہ رونے اور رونے میں بھی فرق ہے

مُریے در آمد بخد مست شیخ و ازین شیخ پیر من نمینخواستم بلکه پیر
 ایک مرید ایک شیخ کی خدمت میں پہنچا اور اس شیخ سے بڑی یاد و دامن ہو گیا۔ انہیں ہے
 عقل و معرفت اگر چہ عینی علیہ السلام است گہوارہ و گہیسی
 بلکہ عقل و معرفت کا دُرُخا اگرچہ عین علیہ السلام گہوارہ ہیں اور عینی علیہ السلام
 علیہ السلام است مکتب کو دوکان ہرید شیخ را گریاں پیدا و نیز
 بچوں کے کتب میں ہوں مرید نے شیخ کو روئے دیکھا اس روئے میں
 موافقت کر دو بلکہ ریت چوں فارغ شد بدرا آمد مرید دیگر کہ
 موافقت کی اور درپہنجا جب وہ فارغ ہوا اور باہر آیا دوسرا مرید جو
 از حال شیخ واقف تر بود از سر غیرت در عقب او نیز ہر دوں
 شیخ کے حالات سے زیادہ واقف تھا غیرت کی وجہ سے وہ بھی پیچھے باہر آیا
 آمد گفتش کہ اے برادر من نرا گفتہ باتم اللہ اللہ تائید نشی
 اس نے کہا اے میرے بھائی! میں تجھ سے کہتا ہوں خدا کے لئے نہ سوچنا
 ونگوئی کہ شیخ میگرسیت من نیز میگرسیت کسی سال ریاضت
 اور نہ کہنا کہ شیخ روئے میں بھی رویا کیونکہ تین سال بغیر ریا کی محنت کرنا
 بے ریا باید کرد و از عقبات و دریا ہائے پُر نہنگ کو پہنچے
 چاہئے اور گمانیوں اور ناگوں سے بھرے دریاقں سے اندر شیر اور
 بلند شیر و پلنگ می باید گذشت تا بادل گریش شیخ برسی
 جہتوں سے بھرے پہاڑوں سے گذرنا چاہئے پھر شیخ کے اس روئے کو تو پہنچ سکے
 یا نہ رسی اگر برسی شکر زویش لی الا من حصّٰ بسیار گوئی کہ
 یا نہ پہنچ سکے اگر پہنچ جائے "تذیرے لئے زمین سمیٹ دی گئی ہے" کا بہت شکر ادا کر
 آنجائے شکرست کہ اس گریش حضور قلب باشد
 کیونکہ وہ مشککہ کا موقع ہے کیونکہ وہ روح حضور قلب سے ملے گا

یک مرید اندر آمد پیش پیر پیر اندر گریہ بود و در نفسیر
 ایک مرید پیر کے پاس اندر آیا پیر رونے میں اور نفساں میں تھا
 شیخ را چون دید گریاں آں مرید گشت گریاں باز چشمش روید
 جب اس مرید نے شیخ کو روئے دیکھا رونے لگا، آں سو اس کی آنکھوں سے نکل پڑے

۱۳۵ مرید نے اس وقت سے
 پیر نے نا ہے کشش کا دامن اور
 مرید کا دامن کیا نہ تھا شیخ
 پہنچنے سے مراد ہو رہا نہیں ہے
 بلکہ وہ شخص ہے جس کی عقل
 اور معرفت بھی ہوئی جو غراہ
 وہ مرید کے اقباس سے بچو ہوں
 جیسے کہ حضرت عیسیٰ گہوارہ میں
 یا حضرت محمدؐ کی آنکھوں کے کتب
 میں تھے۔

۱۳۵ اے برادر! جس پاکدل
 مرید نے اس کو سمجھا پاک دل پہنچے
 رونے کو شیخ کے رونے جیسا
 نہ سمجھا پیر اور نا تو محض تقلیدی
 تھا اور شیخ کا رونا ایسا رونا
 ہے کہ تین سال جاہلوں کے
 بعد بھی یہ شیر آجائے تو نصیحت
 سمجھا۔

۱۳۵ کوئی کہتے ہیں کہ
 زویش لی الا من حصّٰ
 متنا و تھا و معنا نہ تھا
 نے زمین پلٹ دی گئی تو میں
 نے اس کے مشرقوں اور مغربوں
 کو دکھایا یعنی برسوں کا محنت
 میں ہو گیا۔ شیخ لا پیر یہ شیخ
 کی تقلید میں شیخ کو روئے ہوئے
 دیکھ کر رونے لگا۔

لہ کر تشریف سے والا کر ہوا
بہر ایک بار دو دوسری کو
ہنستا دیکھ کر ہنستا ہے پس
لوگوں کے ہنسنے کا سبب معلوم
کر دو بار ہنستا ہے۔ شوم
تکلف۔ چتر پیل بار ہنسنے
میں بہرے کو ہنسی کے سبب
کا علم نہیں ہوتا ہے۔ آرزو
بہر جب وہ لوگوں سے ہنسی
کا سبب معلوم کر لیتا ہے تو
دو بار ہنستا ہے۔

۱۱۱۱ پیش قتلہ جو شخص اس
کی دیکھا دیکھی کام کرتا ہے نگ
شال ہرے کی سی ہے چتر
اس پریش کے بلی کا خیرینا
ہے اور اس سے بکھر خوشی
پارے حاصل ہوتا ہے تو میر
کا تقلید ہی لعل ہی شیخ کا
افروزا ہے چونکہ اگر
کوئی نہیں پڑی رہی ہو
اور اس میں پالی ہوا ہوا
آئینہ میں سوجھ کی یک طرفہ
ہو تو اس پانی یا چمک کر
کوئی یا آئینہ کا اپنا حسن
غلی ہے تو آج ناقص چتر
نکس۔

۱۱۱۱ آگیت۔ جب کوئی
نہرے باہر نکل جائے گا کہ
چھاند لوب جائے گا تو کوئی
ادب آگیت کو معلوم ہو جائیگا
کہ وہ پانی اور چمک ان کی
ذاتی کلمہ ہنسنے کو کر رہا
تھا قلم القلم (الاولیٰ کو
ہنسنے کی بات چھوڑ کر ان
میں حیات کیا کرے۔
سحر بار دوم۔ پہلے سحر کا دہ

گو شہر یکبار خند و کر و بار
ہنسنے والا ایک بار اور پہرا دوبار ہنستا ہے
بار اول از رہ تقلید و موم
پہل بار دیکھا دیکھی اور متکلف سے
کر بخند و چویشاں آں زماں
اس وقت پہرا ان کی طرح ہنستا ہے
باز او پرسد کہ خندہ برجہ بود
پھر وہ ہنستا ہے کہ ہنسی کس بات پر تھی !

پس مقلد نہرمانند کرست
تو مقلد ہی بہرے کی طرح ہے
پر تو شیخ آمد و منہل ز شیخ
شیخ کا مقلد اور شیخ کا چشمہ ہے
پر تو شیخ ست آں تقلید شیخ
شیخ کی تقلید، شیخ کا مقلد ہے
چوں بسد در آب نوے بر جلیج
جیسا کہ کوئی پانی میں اور چمک شیشہ بہرے

چوں جدا کرد ز جو داند عنود
جب وہ نہر سے طیمہ ہو جائیگا تو مجھدا اور جانیگی
آگیت ہم بداند از غروب
بداند کے غروب سے شیشہ بھی جانے گا
چونکہ شیشہ لاکشاید امر مٹ
جب آؤ گھڑا ہو، سحر کی آؤ گھڑا ہے
خندہ آید ہم براں خندہ خودش
اس کو اپنی اس ہنسی پر ہی ہنسی آئے گی

چونکہ لاغ اطلالت دیاے بیار
جب کوئی بار بار سے اطلالت کرتا ہے
کہ ہی بیت کہ می خند تو
کیونکہ دیکھتا ہے کہ وہ ہنس رہے ہیں
بیخبر از حالت خندیدگان
(اور) ہنسنے والوں کی حالت سے بے خبر ہے
پس دوم کرت بخند و چون شود
پھر جب ہنستا ہے، دوبارہ ہنستا ہے
اندراں شادی کا اور درست
اس خوشی میں جو اس کے دہن میں ہے
فیض شادی نر زمرید بل شیخ
فیض اور خوشی، ذکر مریدوں کا گلہ شیخ کا ہے
چوں بریند شادی و قاید شیخ
جیکہ وہ شیش کی خوشی اور قاید دیکھ رہا ہے
گر ز خود دانند آں باشد صدج
اگر وہ اس خوشی کو اپنی جانے سمجھتی تھی تو
کا اندر و آں آب خوش از جوی بود
کس کے اندر وہ اچھا پانی، نہر کا تھا
کاں لعل بود از منہ تابان خوب
کہ وہ چمک عہد روشن چاند کی تھی
پس بخند و چون سحر بار دوم
تو دہرے کے دوسری بار سحر کرنے کی طرح سحر کرنے کا
کہ دلاں تقلید بر می آمدش
جو اس کو تقلید میں آئی تھی

آئی ہے پھر دوبارہ سحر صادق نمودار ہوتی ہے۔ مستند آمد۔ اب جب حقائق آشکار ہو چکے ہیں تو
نہر کو اپنی پہلی ہنسی پر ہی ہنسی آئی ہے۔

گوئی از چندیں رہ دور در
 وہ کہے گا، اتنی دور دراز سانس سے
 من دریاں وادی چگونہ خود دور
 میں ہنس میدان میں خود فاصلہ سے کس طرح
 من چرمی بستم خیال آں چہ بود
 میں نے کیا خیال کیا اور وہ کیسا تھا
 طفل رہ را فکرت مرلں کجاست
 راہ اسلوگ کے بچوں میں مردوں کی جھوٹ کہاں ہے؟
 طفل را چہ فکر آید در ضمیر
 بچے کے دل میں کیا خیال آسکتا ہے؟
 فکر طفلان را یہ باشد یا کہ شیر
 بچوں کا نکلنا دایہ یا دودھ ہوتا ہے
 آن مقلد بہت چوں طفل علیل
 مقتد، بیمار بچہ کی طرح ہے
 آن تعقیق در دہل و در شکال
 اس شکال اور دہل میں غور
 مایہ کاں سرور و سرورست
 وہ سراپہ جو اس کے باطن کا شہر ہے
 اے مقلد از بخارا باز گرد
 اے مقلد! بخارا سے واپس آ جا
 تا بخارا تے دگر بینی دروس
 تاک تو باطن میں دوسرا بخارا دیکھے
 پیک اگر چہ در زمین جا با تگت
 قاصد اگرچہ خشکی میں تیز رفتار ہے

کایں حقیقت بود ایں سرراز
 بلکہ یہ حقیقت اور یہ اسرار اور راز تھے
 شانے میگردم از عیاء و سور
 اندھے میں سے شادمانی اور خوشی کر رہا تھا!
 درک شستم شست نقشے می نمود
 میرے شست شست اس نے وہی نقش دکھا دیا
 کو خیال او کو تحقیق راست
 کہا اس کا خیال اور کہا میرے تحقیق
 یا چہ اندیشہ کند بچوں کہ پیر
 یا وہ بڑے کی طرح کیسا سوچ سکتا ہے؟
 یا موبز و جوزیا گریہ و نفیر
 یا مثنیٰ اور اخوت یا رونا اور ملنا
 گرچہ دار و بحث باریک دہل
 اگرچہ نازک بحث اور دلیل رکھتا ہو
 از بصیرت می کند اور اسال
 اس کو بصیرت سے خدمت دے دیتا ہے
 برود و در اشکال گفتن کا رست
 سلب کر یا اور اشکال بیان کرنے میں لگا دیا
 رو بخواری تا شوی تو شیر مرد
 دلت کی جانب جا، تاک تو شیر مرد سے
 صفر راں در محاش لا یفقیں
 اُس کی صف میں بہار وہ نہیں سمجھتے ہیں
 چوں بدیارت بگت رگت
 جب دریا میں پہنچا، رگت ٹوٹا ہے

ناگھونے میں ہوں گے جسد راں میں بخارا میں ظاہری ظاہر میں جو اسرار کہ نہیں سمجھتے ہیں، ہیکت، غمید ہے
 ہر مردے و ہر کارے چرخ کی کاٹنے والا ہے وہ دریا میں نہیں چلی سکتا ہے وہاں تیراک کی ضرورت ہے۔

لے کر تیرا، اس پر اپنے
 ماہن مجال کے بہتے میں
 سمجھنے کے کہ وہ جو کہ میں
 تھا وہ تو محض سفید لہریں تھا
 اب وہ اور میں اس کے کس
 قصد و مقصد تھے بہت دریاں میں
 حقیقت تک نہیں تھا
 اور خوشی مناسبت تھی
 میرے خاص علم و ہوش میں
 ایک خیال چیرتی تھی
 جو سا نکال ہی رہا ہو گا
 کہ ہے وہ حقیقت تک
 کہاں پہنچ سکتا ہے۔
 مگر غرض، جہاں رہا
 تو صرف دایہ اور دودھ اور
 کھانے پینے کی سمجھ میں
 تک جوتا ہے۔ آن مقلد
 کی مثال، بچہ کی سی ہے کل
 تعقیق، یہ مقلد اگرچہ اُن
 اسرار تک پہنچنے کی کوشش
 کرے گا یا دامن غمزدگی
 تو یہ اس کو بصیرت سے
 اور وہ درک کرے گی۔ یہ جو غور
 و فکر اس کے پاس نہ تھا
 وہ بھی اس نے بوجہ بت
 کر ڈرا۔
 مقلد، یہ اسرار
 اور راز عقل و فاضل سے واضح
 نہیں گئے بخارا وہ جو علم
 کا مرکز ہے اس کو کھڑے کھڑا
 اور جاہل کی ذلت خستہ
 کہ جب تو مرد میدان ہے گا
 تا بخارا۔ جب اس کی جاہل
 کرے گا تو پھر اس کو یک
 بخارا اپنے دل میں غور و فکر
 اور اس بخارا میں غور و فکر
 سے بحث کرنے و اسے کھل

اَوْ حَمَلْنَاكُمْ بُودِ فِي الْبَرِّ وَبِ
وہ صرف ان کو ہم نے خلق میں چلا دیا ہے
بِخَشِشِ بِيَارِ وَاَرْدِشِ بَدُو
شاہ! اس پر بہت بخشش کرتا ہے

اَنَّهُ مَحْمُولُ سُبْحِ بَحْرِ اَوْسَتِ كَسْ
جو سمندر میں چلایا ہوا ہے وہ بہادر ہے
لے خُذْہُ دَرْدِمِ وَتَصْوِيْعِ دَوْتُو
لے وہ! جو دم اور تصویع میں ڈھرا بنا ہوا ہے

بقیہ حال مرید مُقلد

مرید مقلد کے مال کا بقیہ

اَنْ مُرِيدِ سَادَةِ اَزْ قَلْبِ نَبِیْ
وہ بھولا مرید ہی، تقلید میں
اَوْ مُقَلِّدِ وَاَرْتَبِجُو مُرْدِ کَر
اُس نے تقلید میں بہرے غصے کی طرح
چوں بے بگریستِ خدِ کَر وُفُتْ
جب بہت روپکا اُس نے سلام کیا اللہ بڑا بڑکا

گُفُتْ اے گریاں جو اُبَرِ بَیْجَر
اُس نے کہا اے بے خبر! کی طرح رو پڑا لے!
اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ وَاِنِیْ مُرِيدِ
اے وسادہ دار مرید! خدا کے لئے

تَا نَکُونِیْ دِیْمِ اَنْ شَمِیْ گَرِیْتِ
یہ نہ کہنا میں نے دیکھا کہ وہ شاہ دورِ اُتقا
گَرِیْہِ کَزْ جَہْلِ وَتَقْلِیْدِ سِتْ نَظَنِ
وہ رونا جو اہل اور تقلید اور گمان کی وجہ سے ہے

تَوَقِّیْاسِ گَرِیْہِ بَرِ گَرِیْہِ مَسَا
تو روئے کو روئے پر قیاس نہ کر
ہَسْتِ اَنْ اَزْ بَعْدِیْ سَالِ جِہَا
وہ (دنا) تیس سال مجاہدہ کے بعد ہے

ہَسْتِ زَاں سُوِیْ خَر وُصْدِ طَرِ
وہاں مغل سے آگے تلو مرسلے ہیں

گَرِیْہِ مِیْ دِیْدِ وُزْ مُوْجِبِ بَیْجَر
اس سمنزد کی طرح رونے لگا

ازْ بَیْشِ اَمْدِ مَرِیْدِ خَاصِ تَفْتِ
اُس کے بچے ایک خاص مرید تیزی سے چلا

بَرِ وُفَاقِ گَرِیْہِ شِیْخِ اَزْ نَظَرِ
دیکھ دیکھ شیخ کے روئے پر

گَرِجِ دَرِ تَقْلِیْدِ سِتِیْ مُسْتَفِیْدِ
اگرچہ در تقلید میں فائدہ اٹھانے والا ہے

مِنْ جَوَاوِ بَکْرِیْسْتِ مَکَیْنِ مَکْرِیْتِ
میں اپنی طرح دیکھا کیونکہ اس کی نصیحت کا بھوکا

نِیْسْتِ تَہْمُجُوں گَرِیْہِ اَنْ مَوْتَمِنِ
وہ اس امانتدار کے روئے کی طرح نہیں ہے

ہَسْتِ زَبِیْ گَرِیْہِ بَدَلِ اَرْ دَرِ اَرْ
اس روئے سے اُس روئے تک بہت فاصلہ
عَقْلِ اِیْخَا بَیْجِ تَتَوَانْدِہِ تَادِ
عقل اس پر بھی نہیں پہنچ سکتا
عَقْلِ رَا وُاقِفِ مَدَلِ اَرْ تَا فَا لَہِ
اُس فائدہ سے عقل کو واقف نہ سمجھ

لے حَمَلْنَاكُمْ بُودِ فِي الْبَرِّ وَبِ
ہیں ہے۔ وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي
اَوْ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْبَرِّ
وَالْبَحْرِ۔ ہم نے میں آدم کو
عزت دی اور ان کو بخشی
اور سمندر میں سوار کیا۔۔۔۔

حَمَلْنَاكُمْ فِي الْبَرِّ وَبِ
ظاہری کے طار اور حَمَلْنَاكُمْ
فِي الْبَحْرِ سے عہدِ باطن کے
ظاہر مراد ہیں۔ بحقیق یہی
درا کے جزا و جزا و جزا و جزا
نیا و بخشش کرتا ہے۔ اے
خدا۔ اے وہ الہی جو
دہم اور فطالیٰ شکر پر مجاہد
ہے۔ کان عزیز یہی شیخ
زحرف میں شیخ کے
روئے کے سبب کا واقف
تھا۔

لے گُفُتْ۔ اِسْ خَاصِ
مرید نے روئے والے مرید
سے کہا تو بے خبری میں شیخ
کی دیکھا دیکھ دیکھا ہے۔ افسر
خدا کے لئے تو اپنے روئے کو
شیخ کے روئے کی طرح دیکھ
گرتے۔ تیز رونا تو مصون تقلید
میں تھا اور توجہ کے روئے
سے بے خبر تھا۔ اِسْ مَکْرِیْتِ
تیز کہنا شیخ کی نصیحت کا
بھوکا ہوگا جو توجہ سے مانتا رہے
لے تَوَقِّیْاسِ۔ اپنے روئے کو
شیخ کے روئے پر قیاس نہ
کر لینا دونوں میں زمین و
آسمان کا فرق ہے۔ بہت
شیخ کا روزنامہ کی دنیا کی
ہے جو تیس سال مجاہدہ کے بعد
حاصل ہوا ہے۔ بعض مقلد بیاہ
پر یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔

گریہ اوز غمست و ز فرح
اُس رنج کا رونا نہ غم سے ہے نہ خوشی سے

گریہ اُو خندہ اوزاں سریت
اُس کا رونا، اُس کا ہنسنا اُس جانب کا ہے

آب دیدہ اُو جو دیدہ اُو بُود
اُس کا آنسو اُس کی آنکھ کی طرح ہوتا ہے

آنچا اُو بندتتاں کردن مسک
جو وہ دیکھتا ہے، اُس کو چہرہ نہیں جاسکتا ہے

شبت گریز دچونکہ نور آید ز درو
شب کی روشنی آتی ہے، رات دور سے بھاگ جاتی ہے

پشتہ بگیرد ز باد بادھا
پشتہ بغیر باد ز باد بھاگ جاتا ہے

چون قدیم آید عث گرد و عث
جب قدیم آئے ہے حادثہ بیکار ہو جاتا ہے

برخشد چون ز قدیم گدش کند
جب قدیم حادثہ پر چھایا جاوے اسکو حیران کر دیتا ہے

گردخواہی تو بیانی صد نظیر
اگر تو چاہے تو تنو مشائیں حاصل کرے

اِس اَلَم و حسم اِس حروف
اِس اَلَم و حسم یہ حروف

حرفها مانندیں حرف از بریں
بظاہر حروف ان حروف سے مشابہ ہیں

ہر گریہ را و عصلے ز امتحاں
ہر شخص جو آزمائش کے لئے لائے گا وہ میں ملے

رُوح داند گریہ عین الملمح
بے نور آنکھ کا رونا، روح جانتی ہے

ز انچه وہم عقل باشد اں بریت
جو وہم اور عقل کی وجہ سے ہو، وہ اس سے برکت ہے

دیدہ نا دیدہ دیدہ کے شود
اندھے کی آنکھ، آنکھ کب ہو سکتی ہے؟

نیز قیاس عقل و نیز راہ حواس
عقل کے قیاس سے، حواس کی راہ سے

پس چہ داند علمت احوال نور
تو تاریکی روشنی کے احوال کیا جانے؟

پس چہ داند پشتہ ذوق بادھا
تو ہواؤں کا ذوق بھڑکیا جانے؟

پس کجا داند قدیمے را حث
تو حادثہ قدیم کو کیا جانے؟

چونکہ گردش نیست ہر نامش کند
جب اُس کو معدوم کر دیا اسکو ہم رنگ کر لیتا ہے

لیک من پر و اندام اے فقیر
لیکن اے فقیر! مجھے فرصت نہیں ہے

چون عھصائے موسیٰ آمد در قوف
جانتے ہیں حضرت موسیٰ کے عصا کی طرح ہیں

لیک باشد در صفات اِس لبوں
لیکن ان کی صفات سے عاجز ہیں

کے بوچوں اِس عصا وقت پیا
بیان کثرت وہ اُس (سوئی کی) لاثمی کیونکہ؟

حروف قدیم ہیں اور اسی طرح کے حروف انسانی کلام میں بھی ہیں لیکن دونوں میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کی لاثمی اور عام لاثمی میں۔ حرفِ با۔ قدیم اور حادثہ حروفِ بظہر یکساں ہیں لیکن انھیں اوصاف میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہر کہ عام لاثمی اور ہر کہ کے فصاں بہت فرق ہے

ہر گریہ اور رنج کا رونا نہ

غم و رنج سے ہے نہ فرحت
جنت سے بلکہ اُس کا رونا بعض

شوق خداوندی سے ہے۔
گریہ اور رنج کا رونا اور ہنسنا

محتاجِ اللہ سے عقل اور وحی
بنیاد پر ہونے سے اُس کا کوئی

عقل نہیں ہے۔ آیت دیدہ
شیخ کی عیسیٰ آنکھیں ہیں

کو وہ عالم غیب کا مشاہدہ
کرتی ہیں ایسا ہی اسکا رونا

ہے اندھے کی آنکھیں آنکھیں
نہیں ہیں۔ انچہ شیخ میں چڑ

کشتاہدہ کرتا ہے وہ عقل نہیں
ہیں۔ شبہ بطرح رات،

دن کے احوال نہیں جانتی
ہے ایسی طرح عقل اور وحی

شیخ کے مشاہدات کو نہیں
جان سکتے ہیں۔ شبہ بھڑ

بھڑکیا جانے سے
خودی کے ذوق سے کیسے

وقف ہو سکتا ہے کسی حال
شیخ کے مشاہدات اور عقل

کا ہے۔ چن قدیم۔ قدیم کے
سامنے حادثہ کا حور مدعا

ہو جاتا ہے تو حادثہ قدیم
کی حقیقت کیسے سمجھ سکتا ہے

سے دنگش حیران چونکہ
قدیم حادثہ کو شاکر اپنا

ہم رنگ بناتا ہے انسان
صفات خداوندی کی کشف

ہو کر بشریت کو گم کر دیتا ہے
صد نظیر۔ اسکی بہت مشائیں

ہیں کہ حادثہ اور قدیم میں
فرق ہے۔ آجی۔ حروف

مستقلات یا فرقان کے عام

کے کریمین پر چھوٹ مارنے اور عام پیوگ میں بہت فرق ہے۔ ہر الف قرآن پاک کے حروف خدا کی دربار سے نازل ہوئے ہیں ان کو عام حرف کی طرح نہ سمجھا جائے ان کو جو کلمات مرکب ہوں گے وہ عام کلمات کی طرح نہ ہوں گے۔ بہت ظاہری بناوٹ تو آغوشوں کی بھی ایسی ہی تھی جیسی عام انسانوں کی ہوتی ہے۔ لہٰذا گوشت، ہر جسم اپنی اجزا سے بنا ہے جس سے آغوش کا جسم بنا ہے لیکن ہر جسم کی بناوٹ میں وہ آثار کمال ہیں جو آغوشوں کی بناوٹ میں ہیں کاندیس۔ آغوشوں کے جسم کی بناوٹ سے وہ مفرے ظاہر ہوتے کہ تمام بناوٹیں بارہا نہیں دیکھتی۔ ایسی طرح اپنی حروف سے جب قرآن کلمات مرکب ہوئے تو وہ فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے۔ زانگہ۔ اب ان کلمات سے دلوں میں ایسی ہی زندگی پیدا ہوتی ہے جس طرح نفع ضرور سے قیامت میں جسموں کی زندگی ہوگی۔

انسان اپنے نہیں بلکہ وہ اللہ کے اطلاق سے متعلق ہوتا ہے۔

عیسویست اس دم نہ ہر بادوے

یہ سانس عیسوی ہے ہر ہوا اور سانس نہیں؟

ایں اکم و جسم اے پدر

اے باوا! یہ اکم و جسم

ہر الف لامے چمی ماندیدیں

ہر الف لام ان کے کیا مشابہ ہو سکتا ہے؟

گرچہ ترکیبش حروف لے ہام

اے سردار! اگرچہ اس کی بناوٹ حروف سے ہو

ہست ترکیب محمدؐ محمدؐ پوست

محمدؐ کی بناوٹ گوشت اور پوست ہے

گوشت دار پوست دار استخوان

ہر جسم گوشت رکھتا ہے کھال رکھتا ہے ہڈی رکھتا

کاندیس ترکیب آمد معجزات

اس بناوٹ میں ایسے معجزے آئے

ہچنماں ترکیب ہم از کتب

ایسی طرح قرآن کے ہم کی بناوٹ

زانگہ زیں ترکیب آید زندگی

کیوں کہ اس بناوٹ سے زندگی آتی ہے

از دھاگرد دشگافد بحر را

از دھا بنمائے ہیں سمندر کو چھاڑ دیتے ہیں

ظاہر شس ماند بظاہر اویک

انکھلا ہر دھڑکنا لگا کے ظاہری احوال خفا ہے لیکن

گریہ او خندہ او نطق او

انکھلا رونا، انکھلا ہنسا، اس کا بولنا

عقل او وہم او وحس او

اس کی عقل، اور اس کا جہم اور اس کا احساس

کہر آید از فسح یا از غم

جو کہ خوشی یا رنج سے آئے

آمدست از حضرت مولیٰ البشر

انسانوں کے مولیٰ کے دربار سے آئے ہیں

مگر تو جان اری بدین حشیش مبین

اگر تو روح رکھتا ہے، ان آنکھوں سے نہ دیکھ

می مانند ہم ہر ترکیب عوام

(لیکن) وہ عوام کی ترکیب کی طرح نہیں ہے

گرچہ در ترکیب ہر تن جنس او

اگرچہ بناوٹ میں ہر جسم اس جیسا ہے

ہچنماں ترکیب را باشد ہماں

کبھی اس بناوٹ میں وہ (آثار) ہوں گے

کہ ہمہ ترکیب ہا گشتند مات

کہ تمام بناوٹیں مات ہو گئیں

ہست بس بالا و دیگرمانش

بہت بلند ہے اور دوسری نیچی ہیں

ہچو نفع صور در در ماندگی

جیسا کہ عاجزی (قیامت) میں صورت کا ٹھکانا

چوں عصا تم از داد خدا

تم عصا کی طرح خدا کی عنایت سے

فرسناں از قرض دورست نیک

دوئی کی ملکیت، چاند کی ملکیت سے بہت دور ہے

فہم او و خلق او و خلق او

اسکی فہم، اس کی ساخت، اور انکے اخلاق

نبت از دے ہست محض ضعیف ہو

انکھلا پتا نہیں ہے وہ محض اللہ کی کارگری سے ہو

چونکہ ظاہر ہا گرفتہ اہمقال
وہ ہا رکیاں اُن سے بہت پرشیدہ ہو گئیں
لاجرم محبوب گشتند از غرض
کہ دقیقہ فوت شد در معترض
وہ یقیناً مقصد سے محروم ہو گئے
عارض میں نہکتہ فوت ہو گیا
ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
کاں کینیزک باخر خاتون چہ کرد؟
اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس چل
اِس باندی نے لی لی کے گدھے سے کیا کیا؟

داستان اُن کینیزک کہ باخر خاتون خود شہوت میراند او را
اِس باندی کی داستان جوں لی کے گدھے سے شہوت رانی کرتی تھی اور اُس نے اُس کو
شہوت راندن چوں دیاں آموختہ بود و کدوئے دقضبے
اُن لوگوں کی طرح شہوت پورا کرنا سکھا دیا تھا اور گدھے کی قصب میں کدو
میکردتا از اندازہ نلذرد و خاتون بر اُن قوت یافت لیکن بقیہ
پرہیز تھی تاکہ اندازہ سے آگے نہ جائے اور لی کو اُس کا پتہ لگ گیا کیسے کدو کا نہکتہ
کدو راندید کینیزک را بہانہ براہ کرد و جائے دور دور باں جمع
نہ سبھی، باندی کو ایک بہانہ سے بہت دور روانہ کر دیا اور وہ بغیر کدو کے
شہر بے کدو و ہلاک شد بقیہ صحت کینیزک بیگاہ باز آمد و نوحہ
اُس گدھے سے لگ گئی اور رسوائی کے ساتھ ہلاک ہو گئی باندی اچانک واپس آئی اور رونے
کر دکھ لے جانم ولے چشم روغم کیر دیدی و کدو ندیدید ذکر
گئی کہ میری جان را اور اے میری روشن آنسو تو نے کیر دیکھا اور کدو نہ دیکھا ذکر
دیدید و اُن ذکر ندیدید کُلُّ نَاقِصٍ مَلْعُونٌ لِّعَنی کُلُّ نَظِیرٍ
دیکھا وہ دوسرا نہ دیکھا ہر ناقص ملعون ہے یعنی ہر کوتاہ نظر
وَمِنْهُمْ نَاقِصٌ مَلْعُونٌ وگر نہ ناقصان ظاہر جسم مرحوم اندر ملعون
اور کوتاہ سمجھ ملعون ہے ورنہ ظاہری جسم کے ناقص قابلِ رحم ہیں نہ کہ ملعون
قوله تعالیٰ لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرْجٌ وَاَعْلٰی الْاَعْدٰی حَرْجٌ وَلَا
اللہ تعالیٰ کے قول نے ہمیں ہے اندھے پر گناہ اور نہ نگاہی پر گناہ اور
عَلٰی الْمُنْظِرِ حَرْجٌ نفی حرج کر دینے نفی لعنت نفی عتاب و
نہ مریض پر گناہ گناہ کی نفی کر دی نہ کہ لعنت اور عتاب اور غضب کی

لے چونکہ ظاہر میں سے
حقائق پر شیدہ رہتے ہیں۔
لاجرم۔ یعنی مقصد اُن کی
نگاہوں سے خوب لگ اور اہل
نہکتہ اِس عارض میں مخفی ہو گیا
چرا گویش آیا۔
نہکتہ یعنی شہوت پورا کرنا
ملعون ہے ناقص سے مراد وہ
شخص ہے جس کی عقل اور فہم
ناقص ہو کیوں کہ جس کا جسم
ناقص ہو کہ ہے وہ ناقص اور فہم
ہے۔
نہکتہ یعنی ناقص یعنی حرج
نگاہ پر کئی گناہ نہیں ہے
ناقص جسم رونے کے لئے گناہ کی
نفی کر دی نہیں اگر وہ ناقص عقل
والا ہے تو لعنت اور غضب
اور عتاب کی اُس سے نفی نہیں
ہے۔

یک کینزک نثرے بر خود فکند

ایک باندی نے ایک گدھا اپنے اوپر ڈال لیا

آں خرِ زرا بگاں خو کردہ بود

اس زنگے کو جام کی مانند دلدی تھی

یک کدوی بود حیلَت مازہ را

ایک حیل ساز (باندی) کے پاس ایک کدو تھا

درِ تیشِش آں کدو کرے عجز

بڑھیا اس کے ذکر میں کدو بہت دیتی

گر ہمہ گیر خراںد روے رود

اگر گدھے کا پورا ذکر اس میں جائے

خرا ہی شد لاغر و خالون او

گدھا ڈبلا ہو رہا تھا اور اس کی مالک

نعلبنداں را نمود آں خرِ کمیت

میں نے اس گدھے کو نعلبندوں کو دکھا پا کیا ہے!

بیچ علت اندر و ظاہر نشد

اس میں کوئی بیماری ظاہر نہ ہوئی

درِ تفحص اندر افتاد او بجد

وہ کوکشی سے جستجو میں لگ گئی

چدرایا بد کہ جاں بندہ بود

جان کو کوکشی کا سلام ہو مانا جائیے

چوں تفحص کرد از حال اشک

جب اس نے گدھے کے حال کی جستجو کی

چوں تفحص کرد از احوال خر

جب اس نے گدھے کے احوال کی جستجو کی

از شگاف در بید آں حال را

اس نے دھواڑے کی دوز سے وہ حال دیکھا

آں کینزک نثرے بر خود فکند

ایک باندی نے ایک گدھا اپنے اوپر ڈال لیا

آں خرِ زرا بگاں خو کردہ بود

اس زنگے کو جام کی مانند دلدی تھی

یک کدوی بود حیلَت مازہ را

ایک حیل ساز (باندی) کے پاس ایک کدو تھا

درِ تیشِش آں کدو کرے عجز

بڑھیا اس کے ذکر میں کدو بہت دیتی

از دوفرِ شہوت و فرطِ گزند

شہوت کی کثرت اور شہوت کے عیاذی کی تکلف سے

خر جماع آدمی پے بردہ بود

گدھے نے آدمی کا جماع سیکھ لیا تھا

درِ زرش کردہ پے اندازہ را

جس کو اس نے اندازہ کے مطابق اپنے ذکر میں پناہ

تار و دیمِ ذکر و وقتِ سپوز

تا کہ گھسانے کے وقت آدھا ذکر کر جائے

آں رحم و آں رود با ویراں شود

ترجم اور استیلاں تہا ہو جائیں

ماندہ عاجز کن چشماںِ خرِ چو

حیران ہی کہ یہ گدھا بال بیسا کس دم سے ہو گیا

علت او کنجِ تباشِ لاغریت

اس کی بیماری جس کا نتیجہ ڈبلا پن ہے

بیچ سچ از سر آں مخبر نشد

اس کے راز سے کوئی شخص باخبر نہ ہوا

شد تفحص را د مدام مستعد

اور مستعد کے لئے پہلے وہ مستعد ہو گئی

زانکہ جد جو بندہ یابندہ بود

کیونکہ جس کو گدھے نے کوکشی کا سلام بول دیا تھا ہے

دیدنِ خفتِ زیرِ آں خرِ زنگ

اس کے نیچے زنگس کو بڑا ہوا دیکھا

آں کینزک نثرے بر خود فکند

تو وہ باندی نے نیچے ہی اور گدھا اپنے

پس عجب آمد از آں زال را

تو وہ اس بوڑھی کو پسند آ گیا

آں کینزک نثرے بر خود فکند

ایک باندی نے ایک گدھا اپنے اوپر ڈال لیا

آں خرِ زرا بگاں خو کردہ بود

اس زنگے کو جام کی مانند دلدی تھی

یک کدوی بود حیلَت مازہ را

ایک حیل ساز (باندی) کے پاس ایک کدو تھا

درِ تیشِش آں کدو کرے عجز

بڑھیا اس کے ذکر میں کدو بہت دیتی

۱۔ خرِ زرا۔ خرِ زرا گزند

۲۔ شہوت کی تکلف کی زیادتی

۳۔ جماع کرنا۔ تہا۔ ذکر

۴۔ تیش۔ شغل، ذکر، کچھ

۵۔ بڑھیا۔ جتو، بھکت

۶۔ ٹرک لفظ ہے، گدھا بزرگ

۷۔ کت تصدیق کا ہے زنگس اس

۸۔ زنگی کا نام ہے شغل، ذکر

۹۔ کواں کی دوز

خرامی گائیکینیزک را چناں
گدھا باندی سے اس طرح جماع کر رہا ہے
در حد شد گرفت چوں اس مکت
وہ حد میں مبتلا ہو گئی، بولی جب یہ نہیں ہے
خرمہذب گشتہ و آموختہ
گدھا مہذب اور سدا ہوا
کردنا دیدہ در خانہ بلوخت
اُس نے، اُٹھان میں کردواڑہ کھٹکایا
از پے رُو پوش می گفت این سخن
اُٹھان میں کئے لئے یہ بات کہہ رہی تھی
کرد خاموش و کینزک لگفت
چُپ رہی اور باندی سے نہ کہا
پس کینزک جملہ آلات فساد
باندی نے خسرانی کے سب سامان
رُو ترش کرد و دیدہ پُر زخم
اُس نے نمہ بنایا اور دو کھینک لٹوڑے پڑے
در کف او نرمہ جا لبے کمر
اُس کے ہاتھ میں نرم جمادو کر میں
چونکہ با جا روب در را او کشاد
جب اُس نے جمادو لے ہوئے دوران کھولا
رُو ترش کردی جا لبے کف
ترسے نمہ بنایا اور جمادو ہاتھ میں
نیم کارہ و چشمگیں خندان کر
آدھا کمر سے ہوئے اور رفت میں ذکر کر رہا تھا
زیر لب گفت این نہاں کرد از نیز
نمہ ہی نمہ میں کہا، اُس کو باندی سے چھپایا

کہ بقتل و رسم مرداں بازنان
جو مردوں کی مردوں کے ساتھ کر رہا تھا
پس من اولی تر کہ خرمک مکت
قریں زیادہ مستحق ہوں، کیونکہ گدھا میرا ہے
خوان نہاں دست چراغ افروختہ
دستر خوان بجھا ہے اور چراغ روشن ہے
کالے کینزک چند خواہی خانہ رو
کراسے باندی، مگر میں کتنی جانور دگی
کالے کینزک آدم در بازن
اُسے باندی! دروازہ کھول میں آ رہی ہوں
راز را از بہر طبع خود نہفت
راز، اُنہی چھپی ہوئی خواہش کی وجہ سے
کرد پنہاں پیش شد در را کشاد
چھپا دینے، آگے بڑھی، دروازہ کھول دیا
لب فروانگند یعنی ماکم
ہرگز ہٹکائے ہوئے یعنی میں مدد دار ہوں
خانہ رامی رونق ہمہ عطن
اصطبل کی کوٹھری میں جمادو دے رہی تھی
گفت غاتوں زیر لب کالے استاد
بالی نے نمہ ہی نمہ میں کہا، اُسے استاد
چیت اس خرم گشتہ از علف
یہ گدھا چاہے ہے شاہ ہوا کیوں ہے؟
ز انتظار تو دو پیمش سونے در
تیرے انتظار میں اکی دفن ہو گئیں حدانہ کھنڈ
داشتش آں دم جو بحر باں عزیز
اُس وقت اُس کرے تصور کی طرح بایا لگا

۱۔ ۲ تین جماع کرنا۔
۳۔ چنانکہ۔ ۴۔ مہذب یعنی
میش و عشرت کے سب
اسباب مہیا ہیں۔ ۵۔ نمہ
جمادو دینا۔ ۶۔ ترش باندی
نے اپنے آپ کو مدد دار
ظاہر کیا۔ ۷۔ اوٹھان
کا ہاں ہاں گدھے ۸۔ ہٹکایا
نمہ ہے۔
۹۔ زیر لب۔ ۱۰۔ میں بڑا کر
بات کہی جیت۔ ۱۱۔ اگر تو
جمادو دے رہی تھی تو
یہ گدھا اس حالت میں کیوں
ہے۔ ۱۲۔ داشتش اُس نے
اُس باندی سے ایسا بڑاؤ
کیا جیسا کہ اُس کا کوئی تصور
نہیں ہے۔

بعد ازاں گفتش کہ چادر نہ بسر
 اُس کے لباس سے کہا، سر پہ چادر ڈال
 انہیں گواہ جنیں گواہیں چناں
 ایسا کہہ اور دیا کہہ
 اُن پر مقصودست مغز اُن بکیر
 جو مقصد ہے اس کا غلام لے لے
 چوں بدر کر دوش ز حیلانِ مکار
 جب اُس کو تدبیر سے اُس نکال سے باہر نکال دیا
 بود از مستی شہوت شادمان
 وہ شہوت کی مستی سے خوش تھی
 یا فتم خلوت زخم از شکر بانگ
 میں نے گنہگار بنی شکر بانگ لگاتی ہوں
 از طرب گشتہ بزان زن ہزار
 سستی سے محبت کی شہوت ہزار گنہگار، ہوشی
 چہ بزان کل شہوت اور انہر گرفت
 کیسی شہوت، اُس شہوت نے اُس کو ہر گناہ گار دیا
 میل و شہوت کر گند دل کو کور
 خواہش اور شہوت، دل کو بہر گناہ گار دیا
 لے بسا سرمست نار و نار جو
 بہت سے آگ کے سرمست اور آگ کے چوہا
 جزو مگر بندہ خدا کہ جذب حق
 سوائے اُس مرد خدا کے کہ جذبہ کے ذریعہ نظر اہتمام
 تابدا نیکان خیالِ ناریہ
 تاکہ وہ سمجھ لے کردہ آتشیں خیال
 رشتہ ہارا خوب نمایاں شدہ
 حرص، بڑائیوں کو بھلا دیکھا دیتی ہے

رو فلاں خانہ ز من پیغام بر
 خانے کے گھسبہ، میرا پیغام لے جا
 مختصر کردم من افسانہ زنان
 میں نے عورتوں کا افسانہ مختصر کر دیا
 چوں براہش کرداں زلے تبیر
 جب اُس پر زلہ فتنیں ہوئی نے اُس کو رواد کر دیا
 در فرو بست و بخلوت شادمان
 دروازہ بند کر لیا اور تنہائی میں بخش تھی
 در فرو بست ہی گفتاں ماں
 وہ دواہ بند کر دیا اور اُس وقت کہ رہی تھی
 رست ام از چاروانگ از دو انگ
 چار و دہری اور دو دہری سے بچے نکالتی تھی
 در شرار شہوت خرمیقار
 وہ گدھے کی شہوت کی چکار دیتی ہے بھڑا تھی
 بزرگ رفتن گنج را بنور شگفت
 احمق کو تو بنا دیتا تھی توجہ خیر نہیں ہے
 تا نماید گرگ یوسف نار نور
 یہاں تک کہ بھڑیا، یوسف اور آگ دونوں تھیں
 خوشتر را نور مطلق داند او
 وہ اپنے آپ کو نور مطلق سمجھ پیتے ہیں
 وار شس آرد بگرداند ورق
 اُس کو رات پر لے آئے، ورق پلٹ دے
 در طریقت نیست الا عاریہ
 طریقت میں ماضی ہی ہیں
 نیست از شہوت بزرگ آفات
 راہ و طریقت کی آفتوں میں شہوت کی گناہ بڑی تھیں

لے پیغام، لی لی نے پیغام
 میں بہت سی باتیں کہیں
 جس کی تفصیل میں نے جو مذہبی
 ہے ستر پر دہائیں چار
 دانگ، میں تصور بہت
 بڑاں عورت کی شہوت
 لے کر زلفت، لے لے کیا
 حرکت، میں کریم چیز کو بھلا
 کر کے دکھا دیتی ہے، آگے
 بسا جس طرح اس کی لہ لہ
 باہری سے پوری بات نہ
 سیکھیں اسی طرح بہت سے
 ناقص لوگ ہیں چراپے آپ
 کو کفن شیخ سمجھتے ہیں۔
 لے جتو، جس نعل سے وہ
 بجاتا ہے جس کی جذبہ سہا
 کر دے وہ یہ سمجھتا ہے کہ
 اُس کو نور مطلق حاصل ہیں
 ہوا ایک یہ ناری خیال قساور
 ایک ماضی چیز ہے اشتہار
 انسان کی حرص بڑی کو بھلا
 کر کے دکھا دیتی ہے شہوت
 انسان کے لئے سب سے
 بڑی آفت ہے

صد ہزاراں نام خوش اکڑہ ننگ

لاکھوں نیکیاں کو اکس نے بدنام کر دیا

چوں خرے ایوسف مصری نمود

بیکس نے گردے و مصری ہفت کر کے دکھایا

بر تو سر کیس رافش شہد کرد

اس کے منہ سے تیرے گور کو شہد کر دیا

شہوت از خورین بود کفن خور

شہوت کھانے سے چیرا ہوتی کر کھانے کو کھڑا

چوں خور دی میکش دی حرم

جب تو نے کھانے کو یاد دے تو زانہ نک جان بکھپے

پیش نکاح آچر لاخول و کلا

تو نکاح لاخول ولاقہ کی طرح ہے

چوں حریص خوردنی زن خواہود

جس کو ترکھانے کا حریص ہے اجلہ نکاح کرے

بار سنگیں برخے کاں میجد

جو گدھا کو گدھ ہے ، ہمساری بوجھ

فعل آتش رانمی دانی تو سرد

آہل کے کام کو تو ٹھنڈا نہ سمجھے

غلم دیگ و آتش از بود ترا

اگر تجھے دیگ آتش کا پتھر مائل نہیں ہے

آب حاضر باید و فرہنگ نیز

پانی موجود رہے اور مقل بھی

چوئل ندانی دانش آہنگری

جس کو تو بارہن کا ہنر نہیں جانتا ہے

درفرو بست آن زن خور کشید

اُس نے دروازہ بست اور گدھے کو کھینچا

صد ہزاراں زیر کا نر کر دنگ

لاکھوں غفلتوں کو بے مثل کر دیا

یوسف را چوں نمایداں جہود

وہ یہودی ، یوسف کو کیسا دکھائے گا؟

شہد را خود چوں کند وقت نبرد

موت کر میں خود شہید کو خود کیسا دکھائے گا؟

یا نکلتے کفن گریزاں شوز شر

یا نکاح کرے ، اس شر سے بچ جا

دخل را خرے بساید لاجرم

لا محار آمد کے لئے خرچ ضروری ہے

تا کہ دیوت نفکند اندر بلا

اگر شیطان تجھے مصیبت میں نہ پھنساے

ورنہ آمد گربہ و دُنبہ ربود

ورنہ بلی آئی اور چکدی سے گئی

زود بر نہ پیش ازاں کو بر نہد

جلد نہ کہ دے ، اس سے پہلے کہ وہ بچے

گر و آتش با چنیں دانش مگرد

ایسی عقل کے ہوتے مئے مانگ کے گرد بگرد کاٹ

از مشرنے دیگ ماندے ابا

چھاروں سے نہ دیگ رہے گی نہ خور با

تا پزواں دیگ سالم در آئیز

تا کہ اُبال میں ، دیگ سالم ایک مائے

لش و موسوز جو آنجا بگذری

جب تو وہاں سے گذرے گا تو اُنیں اور بال میں پھنچے

شادمانہ لاجرم کیمفر چشید

خوشی سے ، لا محالہ تیرا حجام چمکے

لہ جہود میں شہوت

یہ تو انسان کی شہوت

یہ تو کسی چیز کو ایک لمحے کے لئے

نہ وہ کبھی شہوت انسان کی شہوت

کھانے سے ہے تو شہوت کر دینے کے لئے

یا نکاح کر لینا یا بچے جیتا

جب انسان فتنہ جیتا ہے

کھانے کا تو اس کو ضرورت کی طرف زیادہ شہوت ہوگی

جس لئے کہ جب پیش ہوگی غذا داخل کر دے تو اس کا

تکلیف بھی دیتی ہے

لہ پیش نکاح غیظان کے

بھندے سے بچے کیسے صراح

وہاں کا کام کرنا ہے

یہ تو میری ساری ہی عقل

تیرا جو مانگا ، آتش میں

گدھے میں اُن کو دکھ دیتا ہے

دے اُس کو جو دے دیتے دکھنا چاہیے

یہ تو جس کی عقل کو تو

پتھر میں چاہیے ، اُس کے پاس

کسی نے اپنی موجود رہنا چاہیے

اپنی چمک کر اُن کو دکھ جائے

لہ چلن ملا جب انسان

موت کا پیشہ نہایت بدو عقل

کے غریب کی دعا ہے نہ

وہ جس کو نہ ملے گا کہ وہ

اُس کی بی لے دروازہ بند کرے

تیرا بچا ہے

در میان خانہ آو روش کشاں
اُس کو کھینچتے ہوئی گھر کے بیچ میں لائی
ہم برآں کرسی کہ دیدار کینیز
اُسی چوکی پر جو اُس نے بانڈی کی دیکھی تھی
پا برآورد و خرا اندر دے سپوخت
گدھے نے ذکر نکالا اور اُس کے اندر گھسایا
خر موڈ بگشتہ در خاتون فشرود
بکھانے ہوئے گدھے نے بی بی کے اندر دبا دیا
بر درید از زخم کیر خر جگر
گدھے کے ذکر کے بھی کر لے سے بھر پھٹ گیا
کرسی از کیسوزن از کیسوقاد
تحت ایک طرف عورت ایک طرف گر گئی
صحیح خانہ پُر زخون شد زن نگوا
گھر کا حسن خون سے بھر گیا، عمت اوندھی ہو گئی
مرگ بد باصفیحت لے پد
لے باوا! اتھوڑ سوائیوں کے ساتھ تیری موت
تو عذاب الخیر ہی بشنواز نبی
تو قرآن سے رسوائی کا مناب سٹھ لے
وانکہ ایں نفس بہیمی زخر خست
جان لے یہ حیوانی نفس، گدھا ہے
در رد نفس از بمردی در منی
اگر تو خودی، حسن کی راہ میں مر گیا
نفس مارا صورت خربد ہداؤ
وہ (اقتضائے) جائے نفس گدھے کی صورت میں
ایں بود اظہار سر در سر بخیز
قیامت میں راز کا یہ اظہار ہو گا

نخست اندر زیر آں زخر رستاں
اُس گدھے کے نیچے پھٹ پیٹ گئی
تا رسد در کام خود آں قحبہ نیز
تا کہ وہ رنڈی بھی اپنا مقصد ماس کرے
آتشے از کیر خرد دے فروخت
اُس میں گدھے کے ذکر سے، آگ لگ گئی
تا بجایہ در زماں خاتون بمرود
غیبے تک، بی بی خورزا مر گئی
رؤد با بگستہ شد از ہمدگر
اندریاں ایک دوسرے سے جدا ہو گئیں
دم نرود در حال آں زن جان بادل
اُس حالت میں سانس نہ لیا اور اُس عورت نے جان
مرداؤ و برد و جاں ریب المنول
وہ مر گئی، حادثہ نرا، اُنکی جان لے گئے
تو شبیدے دیدہ از کیر خر
تو نے گدھے کے ذکر کا کوئی شبیدہ دیکھا ہے!
در جنب ننگے ملن جاں رافدے
ایسی رسوائی میں جان فرسبان ذکر
زیراؤ بودن ازان نکلیں ترست
اُس کے نیچے ہوتا اس سے بھی زیادہ جید تھا
تو حقیقت اس کہ شل آں زنی
تو سمجھ لے کہ تو اُس عورت کی طرح ہے
زانکہ صورتہا کنت بر وفق خو
کیونکہ وہ حصلت کے مطابق صورتیں بنا دیا
اللہ از تن چوں خر گریز
خدا کے لئے، گدھے جیسے جسم سے جا کر

لہ نخست میں پیٹ گئی
سبقت پھٹتے پھٹتے
نائبہ بی بی پا برآورد۔ پا
ذکر سے کیا یہ ہے جو مذہب
سکھایا ہوا۔ قادیان غیبی۔
لہ رد و بار استریاں
ریخت المون۔ حادثہ زار
فصیحہ رسوائی۔ عذاب
قرآن پاک میں ہے لَنْدُفَعَهُمْ
عَذَابُ الْخُزْنِ تاکہ ہم
اُن کو زنجیر کے عذاب کا مزہ
چکھیں۔ آیت قرآن پاک
ذکر نفس کے نیچے ہوا گدھے
کے نیچے ہونے سے جان زیادہ
بڑا اور ذلیل ہو گیا ہے۔
لہ درود۔ انسان اگر
نفس پروری کی حالت میں
مر گیا تو جس کی صورت کس
بی بی کی صورت سے بھی زیادہ
رسوائی ہے نفس جیسا
وہ انسان کا باطن ہر گز قیامت
میں اُترتا ہے اُسی صورت
پر حشر کرے گا۔

کافراں را بیم کرد ایزد ز ناز
 اللہ تعالیٰ نے کافروں کو آگ سے ڈرایا
 گفتے آں نارصل عار باست
 گفتے آں نارصل عار باست
 اس نے کہا نہیں آگ دشمن کی جڑ ہے
 لقمہ اندازہ نخورد از حرص خود
 لقمہ اندازہ نخورد از حرص خود
 اس نے اپنی حرص کی وجہ سے اندازہ کو لقمہ نہ کھا
 لقمہ اندازہ خورے مردِ حرص
 لقمہ اندازہ خورے مردِ حرص
 اسے لالچی انسان! لقمہ اندازہ سے کھا
 حق تعالیٰ داد میز ان را زباں
 حق تعالیٰ نے ترازو کو زبان عطا کی ہے
 میں ز حرص خویش میزاں اہل
 میں ز حرص خویش میزاں اہل
 خبردار! اپنے لالچی میں ترازو کو نہ چھوڑ
 حرص جوید کل بر آید از کل
 حرص جوید کل بر آید از کل
 حرص کل جا رہی ہے، کل سے جودم رہتی ہے
 آں کینرک میشد و میگفت آہ
 آں کینرک میشد و میگفت آہ
 وہ باندی روانہ ہوئی اور کہتی تھی، ہاے
 کار بے استاد خواہی ساختن
 کار بے استاد خواہی ساختن
 تو نے بغیر استاد کے کام بنانا چاہا
 اے زمینِ دزدیدہ علمِ ناتمام
 اے زمینِ دزدیدہ علمِ ناتمام
 اے! تو نے میرا ناقص علم چور کیا
 تا پنجدے دانہ مرغ از خرمنش
 تا پنجدے دانہ مرغ از خرمنش
 جبکہ اچھے کھیس سے پرند دانہ نہ چلتا
 دانہ کمتر خور من چندیں رفو
 دانہ کمتر خور من چندیں رفو
 دانہ بہت کم کھا، اس قدر رفو نہ کر
 تا مخوری دانہ نیفتی تو بدنام
 تا مخوری دانہ نیفتی تو بدنام
 تاکر تو دانہ چنگ لے (اور) جاں میں نہ چھینے

کافراں گفتن زار را ولی ز ناز
 کافروں نے کہا، دلت سے آگ بہتر ہے
 بہجواں نائے کہ آں زن را بیک
 بہجواں نائے کہ آں زن را بیک
 اس آگ کی طرح جس نے اس عورت کو جلا دیا
 در گلو بگرفت لقمہ مرگ بہر
 در گلو بگرفت لقمہ مرگ بہر
 بڑی موت کا لقمہ لگے میں پیس گیا
 گر چہ باشت لقمہ حلوا و حبیب
 گر چہ باشت لقمہ حلوا و حبیب
 اگرچہ حلوا اور کھجور کے حلوائے کا لقمہ ہو
 ہیں ز قرآن سورۃ رحمن خوان
 ہیں ز قرآن سورۃ رحمن خوان
 آگاہ، قرآن میں ہے سورۃ رحمن پڑھ لے
 آرزو حرص آمد ترا خصم و فاضل
 آرزو حرص آمد ترا خصم و فاضل
 تمنا اور حرص تیرے دشمن اور گمراہ کر دے گی
 حرص میرے قتل ابنِ العجل
 حرص میرے قتل ابنِ العجل
 حرص حاکم ہے، اے نامرد، نامرد کے بیٹے
 کردی لے خاتون تو آشاں لایہ
 کردی لے خاتون تو آشاں لایہ
 اے لی لی! تو نے استاد کو روانہ کر دیا
 جاہلانہ جاں بخواہی باختن
 جاہلانہ جاں بخواہی باختن
 جاہلوں کی طرح جان دینا چاہا
 تنگت آمد کہ پیری حالِ دام
 تنگت آمد کہ پیری حالِ دام
 تجھے اس سے شرم آئی کہ ماں کا مال معلوم کیے
 ہم نیفتا لے رسن در گردنش
 ہم نیفتا لے رسن در گردنش
 اس کی گردن میں رہتی بھی نہ پڑی
 چو گنگو خواندی بخواں لاش ز فدا
 چو گنگو خواندی بخواں لاش ز فدا
 جبکہ تو نے کھا دیا "چمک لاش" زیادتی نہ کرو، پڑھ دے
 ایں کند علم و قناعت و السلام
 ایں کند علم و قناعت و السلام
 یہ علم اور قناعت کرتا ہے، و سلامت

لے غار میں سے نہ رہے
 کی بات بہجواں جس طرح سے
 کی آگ نے اس لی لی کی کھینچ
 میں مسئلہ کہ تمہارے گل کی
 آگ جو اسلام کو خاک و سبب
 بنا رہی ہے مسئلوں دشمنوں
 میں مسئلہ کہ گنجی جگر، جسے
 لی لی نے اپنے اندازہ کے بہتر
 کام نہ کیا حرص کی اور وہ داری
 گنجی جیتیں، جھوٹے کھجور
 زبان، کرنا زکوٰۃ کا جو کچھ
 کو بتا دیتا ہے، جھوٹے سونے
 رحمن میں ہے اللہ، نہ لقمہ
 و وحیہ المیزان، نہ لقمہ
 فی المیزان، اس وقت تعالیٰ
 نے آسمان کو کھینچا اور ترازو
 قائم کی تاکر تم تجھ کو زندہ کر دے
 لقمہ رحمن، مستحضر، معقول
 طاعتِ حق، فلاحِ حق، علی
 طلب کرنا علی کو با تم سے دینا
 ہے، لقمہ، وحیہ مست
 کر دے، وہ باندی کہہ رہی تھی
 کہ میں اس فن کی شست و شو
 تو نے مجھے تو روانہ کر دیا اور بغیر
 استاد کے کام چلانا چاہا
 اے زمین، تو نے مجھ سے آدمی
 بات کیوں، تاکر مجھے نہ مر پڑے
 جاں کا دانہ نہ چھو تو جان میں
 نہ چھینے
 لقمہ کھلاؤ، قرآن پڑھیں
 بے کھلاؤ و لا فخر منہ
 کھاؤ اور اسلاف نہ کرو
 تا قرقری، علم اور قناعت
 حاصل کرو تو دنیا سے بے نیاز
 بھی اٹھا لو گے اور مصائب
 میں بھی گرفتار نہ رہے

دنیا کو آخرت کہنے، ستمان
کر کے خاکہ در آغا لیا ہے اور
کدام نعمت اور کجی میں
میشلا ہو تا ہے۔ چہ در آقا
جب دنیا دار دنیا کے غم میں
میشلا ہو جائے تو اس پر تو
خوہرام ہو جاتا ہے۔ تفرغ
جو ہوشیار پر نہ ہو گا وہ جان
کا نہ سمجھی نہ چکے گا۔
لے تفرغ غافل، بیوقوف
السان دنیا میں میشلا ہو جاتا
ہے جو کہ جان کے دانہ کی طرح
ہے۔ باز مرغان جو ہوشیار
پر نہ ہوتے ہیں وہ جان کے
دانے سے اپنے آپ کو بھڑکھڑکے
ہیں۔ تفرغ جان صاحب
شکاری، بیوقوف پرندوں کو
ذبح کر کے کھاتا ہے اور خوش گلو
پرندوں کو فروخت کر دیتا
ہے جو گوشت کی محض میں
پہنچ جاتے ہیں ہی صورت
دنیا کے جان میں پہننے کے
بعد دنیا داروں اور اہل اللہ
دارو شاغل کو لگتی ہوتی ہے۔
لے پس کینک بلی بی کے
مرنے کے بعد باندی نے کہا
بی بی کس قدر احمق تھی مجھ سے
تھوڑی سی بات سیکھ کر اپنے
آپ کو آٹا بھجھو بیٹھی اور
ملاک ہوئی۔ ظاہر میں۔ فی
ظاہر دیکھا اور اس کے
ملاکوں سے ناواقف ہوتے
ہوئے دکان کھول بیٹھی۔
تھیں۔ پھر اسے کا مورو۔

نعمت از دنیا خورد عاقل نہ غم

عقل مند دنیا میں نعمت کھاتا ہے نہ غم
چوں در آفت در گلو شان خبل ام

جب ان کے گلے میں جان کی رستی پہنٹی ہے
مرغ اندر دام دانہ کے خورد
پرندہ جان میں سے دانہ کب چکاتا ہے؟

مشرغ غافل میخورد دانہ ز دام
غافل پرندہ جان میں سے دانہ چکاتا ہے

باز مرغان خبیر ہوش مند
پھر باخبر، ہوشمند پرندوں نے

کاندرون دام و دانہ زہر رات
کیوں کہ جان اور دانے میں زہر ہیں

صاحب دام ابلہاں را سہر برید
جان دانے لے، بیوقوفوں کا سر تقیم کر دیا

کہ از انہا گوشت می آید بکار
کیوں کہ ان کا گوشت کار آمد ہے

پیش کینزک آمد از اشکاف در
تو باندی نے دروازے کی دزد سے

گفت لے خاتون احمق اینچو پو
اُس نے کہا اسے بیوقوف بی بی! یہ کیا تھا؟

ظاہرش دیدی بر شل از تو نہاں
تو نے اسکا ظاہر دیکھ لیا اسکا راز تجھ سے پوشیدہ رہا

کیر دیدی پیچو شہد و چون حبیب
تو نے ذکر کو شہد اور مورو جیسا دیکھا

یا چو مستغرق شدی در عشق خمر
یا جب تو گدھے کے عشق میں مہو ہوئی ہو گئی

جاہلاں محسوم ماندہ در ندم

جاہل، ناداست سے محسوم رہتے ہیں
دانہ خوردن گشت بر جلد حرام

سب پر دانہ چکاتا حرام ہو جاتا ہے
دانہ چوں زہر است در دام اگر چہ

جان میں سے اگر دانہ چکے وہ زہر جیسا ہے
پہچو اندر دام دنیبا ایں عوام

جس طرح عوام دنیا کے جان لہجے سے
کردہ انداز دانہ خورد را خشک بندے

اپنے آپ کو دانہ سے بڑک دیا ہے
کوراں مرغے کو دسغ دانہ خوات

وہ پرندہ ادھا ہے جس نے جان میں سودا چاہا
واں ظریفیاں را بہ مجلسہا کشید

اور خوش گلو پرندوں کو مجلسوں میں لے گیا
وز ظریفیاں بانگ نالہ زیر و زار

اور خوش گلو پرندوں کی آواز اور نالہ تھر تھر اور گز
دید خاتون را بمروہ زیر خسر

بی بی کو گدھے کے پیچے مڑوہ دیکھا
گرترا استاد خود نقشے نمود

اگر استاد تجھے خود ایک نقش دکھا دیا
اوستا ناگشتہ یکشادی دکھا

استاد نے بغیر تو نے دکان کھول دی
آں کدو را چوں ندیدی آخر حص

اسے حصص، تو نے وہ کدو کیوں نہ دیکھا؟
آں کدو پہنہاں بامدانت از نظر

وہ کدو تیری نظر سے چھپا رہا

اِنْ هُوَ اِلَّا قَحْحِيْ يُنُوْحِيْ اَيْنَ سَتِ ابْتَدَا مَسْلَدَ

نہیں ہے وہ مگر وہی جو بھیجی جاتی ہے اس مسئلہ کی ابتدا ہے

بے منتہا چنانکہ متعارف بنانیدن طوطی اندرون آئینہ خیال

جس کی کوئی انتہا نہیں ہے چنانچہ آئینہ کے اندر کی طوطی کا چوٹا بلانا جس کو تو عکس

میخوانی بے اختیار و تصرف اوست عکس خواندن طوطی

کہتا ہے اس کے اختیار اور تعارف کے بغیر ہے وہ باہر والی طوطی کے پڑھنے کا

بیرونی کہ متعلم است نہ عکس اں معلّم کہ پس آئینہ ست

عکس ہے جو سیکھنے والی ہے نہ کہ اس سکھانے والے کا عکس ہے چنانچہ آئینہ کے پیچھے ہے

ولیکن خواندن طوطی بیرونی تصرف اں معلّم ست پس

لیکن باہر والی طوطی کا پڑھنا سکھانے والے کا تعارف ہے تو

ایں مثال آمد نہ مثل

یہ ایک مثال ہے نہ کہ مثل

طوطی در آئینہ می بیند او

آئینہ طوطی آئینہ میں دیکھتی ہے اپنے عکس کو کہ وہ اس کے سامنے منظر کے ہوئے

دربس آئینہ اں آستانہاں

آئینہ کے پیچھے وہ آستانہ چھپا ہوا ہے

طوطیک پنداشتہ کس گفت

طوطی سمجھتی ہے کہ یہ بھی آواز

پس ز جبر خویش آموزد سخن

تو وہ اپنی جبر میں سے بات کرنا سیکھتی ہے

از پس آئینہ می آموزد سخن

وہ آئینہ کے پیچھے اس کو سکھا دیتا ہے

گفت را امّوخت زراں مردِ نیر

اس ہنرمند انسان سے اس نے بات سیکھ لی

از بشر مگر وقت منطبق یک یک

اس نے ایک ایک بات انسان سے سیکھ لی

لے قحلی اس طوطی کے

با مقابل اس کا عکس جوتا

ہے آئینہ استاد طوطیک

آئینہ کے باہر والی طوطی یہ

سمجھتی ہے کہ آئینہ کے اندر

کی طوطی بول رہی ہے لہذا

وہ اس کی نقل شدہ کربتی

ہے

تلفّہ ترک کہیں تجربہ کار

استاد گفت را یہ طوطی

اس استاد کے الفاظ نقل

کر رہی ہے ان کے معانی یہ

بے تجربہ ہوتی ہے

ہنچنیاں در آئینہ جسم ولی
اسی مسدود دل کے جسم کے آئینہ میں
از پس آئینہ عقل کل را
آئینہ کے پیچھے سے عقل کل کو
اؤگماں دارد کہ میگوید بشر
وہ خیال کرتا ہے کہ انسان کہہ رہا ہے
حرف آموزد و لے ستر تقدیم
وہ حرف سیکھ جاتا ہے لیکن تقدیم راز
ہم صغیر مرغ آموزد خلق
لوگ پرندوں کی بولی سیکھ لیتے ہیں
لیک از معنی مرغیاں نیخبر
لیکن از معنی مرغیاں سے خبر ہوتے ہیں
حرف درویشاں بسے آموزد
بہت سے لوگوں نے درویشوں کے الفاظ سیکھ لئے ہیں
یا بخبر آں حرف شاں وزی بگو
یا قرآن کا مفہوم حرف کے سوا کچھ نہیں ہے

خویش را بیند مرید متلی
(غالی سے) ہر مرید اپنے آپ کو دیکھتا ہے
کے بہ بیند وقت گفت ماجرا
کب دیکھ سکتا ہے وہ گفت اور وقت کے وقت
واں و اگر سرست اوزاں نیخبر
وہ دوسرا پرستیدہ ہے اور وہ اس بے خبر ہے
می نداند طوطیت او یا ندیم
نہیں جانتا ہے کہ وہ دیکھا (طوطی) یا ندیم
کایں سخن اندر دباں قناد خلق
کیونکہ یہ بولی ان کے ہنر اور وطن میں آجاتی ہے
جز سلیمان نبی خوش نظر
سوائے حضرت سلیمان نبی کے جن کی کچھ خوب تھی
منبر و محفل بدار افر و قند
ان سے منبر اور مجلس کی رونق برساتی ہے
یا در آخر رحمت آمد رنمود
یا انعام کار اللہ کی رحمت اگر پہنچائی کر دیتی ہے

صاحب دلے در چہ خواب دید کہ گئے حاملہ در شکم آن بچگان
ایک صاحب دل نے چہ میں خواب میں دیکھا کہ ایک حاملہ گھٹیا ہے اس کے پیٹ
بانگ میگردند و تعجب ماند کہ حکمت بانگ بانگ پاسانی
میں بچے بھونک رہے ہیں وہ تعجب میں رہ گیا کہ کونٹے کے بھونکنے کا کلامہ سمجھتی ہے
ست بانگ در اندرون شکم مادر بے پاسانی ست و نیز
اور ان کے پیٹ میں بھونکنا گھٹیا ہی کے لئے نہیں ہے اور آواز مدد چاہنے اور
بانگ جہت یاری خواستن شیر خواستن باشد وغیرہ و در شکم
اور وہ گائے کے لئے بھی ہوتی ہے اور ماں کے پیٹ میں ان میں سے کوئی

نے ڈھائی کہ کون کس حرکت کو سنے خدا کے کوئی نہیں جان سکتا ہے کہ اسے خدا تو اس کی حکمت کو واضح فرمادے
خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی اور تیرا کہ پیٹ کے اندر ان گائے کے بچوں کا بھونکنا ان کی بیرونی کلاف زنی
کی مثال ہے جن سے نہ خود ان کو کلامہ حاصل ہوتا ہے نہ دوسروں کو

لے آجہاں پہنچے نور انجی
کہتا ہے کونجی نور انجی کی چمن
ہے اور اس سے کہتا ہے اور استاد
عقل کل اشرفین کونجی دیکھتا ہے
ہے و اس سے کہتا ہے
لے اور مرید ہر چہ کہتا ہے کونجی
اور یہ کہہ رہا ہے اس راز سے وہ
بے خبر تو نہ ہو کہ وہ اس میں سے
لے خدا تعالیٰ کہہ رہا ہے حرف نیکی
کی بات میں کہتا ہے میں اس کو معلوم
نہیں کرتا کہ اس بولنے والا نبی ہے
جو کونجی را طوطی سے کہتا ہے اللہ تعالیٰ
ہے جو کونجی را اس مانتی کے ہے جو
آئینہ کے پیچھے سے بولتا ہے
لے کہتا ہے۔ جس پر ہندوں کی
بولیوں کی سمجھنے میں اس بول
کے کئی چہرہ اور بولنے میں ان سے
وہ کہتا ہے کہ وہ درویشاں وہی
وہ بہت سے سن کا لکھن کائنات
انداز کے ہیں۔ یہ بخبر۔ یہ تعالیٰ ہی
تعالیٰ ہی جس سے وہ کہتا ہے حقیقت
نیک رہنے کی بھی کو رہتی ہے۔
لے صاحب دلے ایک
بزرگ تنہا میں بیٹھ کر کسی
کر رہے تھے انھوں نے خواب
میں دیکھا کہ ایک حاملہ گھٹیا
ہے اور اس کے پیٹ میں
بچے بھونک رہے ہیں جن
سے ان کو تعجب ہوا اور
سوچنے لگے کہ پیٹ میں بچوں
کے بھونکنے میں کیا حکمت
خداوندی ہے کہ بچے حفاظت
اور پاسانی کے لئے بھونکے
جن ان کے پیٹ میں بھونکے
سے یہ قدامت نہیں ہے نہ بچہ
کے لئے ہے نہ مرد کے لئے یا
وہ بچے کے لئے فریاد ہوتی ہے
وہ میں میں نہیں ہے انھوں

مادر بیکدام ازینہا نیست چون نخوش آمد بکضرت حق مناجا
 ہی (مستفرد) نہیں ہے وہ جب بیدار ہوا اللہ تعالیٰ سے دعا کی
 کرد و مَا يَعْلَمُ تَاوِيلُهُ إِلَّا اللَّهُ جواب آمد کہ آں صورت
 اور بجز اللہ کے اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا ہے ۔ جواب آیا کہ یہی صورت حال
 حال قومی ست کہ از حجاب بیرون نیلہ و چشم دل باز نشو
 اس قوم کی ہے جو پردے سے نہیں نکلتے سحر دل کی آنکھ نہیں کھلے ہے
 ودعوائی بصیرت کنند و مقالات گویند از ازاں نایشاں را
 اور وہ بصیرت کا دعویٰ کرتے ہیں اور تقریریں کرتے ہیں جن سے ذات اس کو
 قوت یاری و مستمعان را ہدایت و رشد میرد
 کوئی قوت اور مدد حاصل ہوتی ہے اور نہ نئے دلوں کو کوئی ہدایت اور رہنمائی ملتی ہے

لے چہ پڑ کشی جز نہائی
 میں ہوتی ہے۔ آگاہی یعنی
 نئے کے جن کی اس کے
 بیٹ میں سے ہونے کی آواز
 لے نازکناں۔ ریتے تھے
 واقعہ یعنی خواب عقدہ حل
 میں گرو کھل جائے معاملہ
 حل ہو جائے گفت بیش
 صاحب دل نے خراب سے
 عرض کیا میں اس فکر میں تھیں
 یاد سے غافل ہو رہا ہوں۔

آں یکے می دید خواب اندر چلہ
 ایک شخص نے چلے میں خواب میں دیکھا
 ناگہاں آواز سگ چکاں شنید
 اس نے اپنا کتے کے بچوں کو صوٹ کنا سنا
 پس عجب آمد و رازاں بانگہا
 اس کو ان آوازوں سے تعجب ہوا
 سگ بچہ اندر شکم نازکناں
 کتے کو تھوکتا ہوا کے پیٹ کے اندر رچے ہوئے
 چون بخت از واقعہ آمد نخوش
 جب وہ خواب سے بیدار ہوا، ہوش میں آیا
 در چلہ کس نے کہ گرد و عقدہ حل
 چلے میں کوئی نہیں تھا، کو عقدہ حل ہو
 گفت یارب زین شکاں گفتگو
 اس نے کہا اے اللہ! اس شکال اور گفتگو کی وجہ سے
 پیر میں بکشی تا بہراں شوم
 میں سے ہر گھول دے، تاکہ بدروزاں کروں
 در رہے مادہ سگے بد حالہ
 راستہ میں ایک حاملہ گھبراہٹ میں
 سگ بچہ اندر شکم بدنا پدید
 کتے کے بچے پیٹ میں چھپے ہوئے تھے
 سگ بچہ اندر شکم چون گردنا
 کتے کے بچے پیٹ میں کیوں بھونکتے؟
 ہیچ کس دیدست این ندجہاں
 کس نے دنیا میں یہ دیکھا ہے؟
 حیرت او و بدم میشت بیش
 اس کی حیرت کو بدنامی بڑھ رہی تھی
 جز کہ در گاہ و خدای عزوجل
 سوائے خدا کے عزوجل کی دعا کے
 در چلہ و اماندہ ام از ذکر تو
 چلے میں میرے ذکر سے قاصر ہو رہا ہوں
 در حقیقہ ذکر و سیستان شوم
 ذکر کے باغچوں میں اور سیب کے باغ میں نہیں

آمدش آواز بافتِ درِ زماں
اُس کو زانچیں فرستے کی آواز آئی
کز حجاب و پردہ بیرونِ نامہ
جو حجاب اور پردہ سے باہر نہیں نکلے ہیں
باہگ نگ اندکشم باشندیاں
نکلے کپٹ میں بھونکتا بیکار ہے
گرگ نادیدہ کہ دفع اُو بُود
اُس نے میرے کو نہیں دیکھا کہ کس کا دُفعہ ہو
از بخورِ بیضی وز ہوائے سُتری
حرم اور سرداری کی خواہش کی وجہ سے
از ہوائے سُتری و گرم دار
خریدار اور دوست کی خواہش کی وجہ سے
ماہِ نادیدہ نشا نہا میدہ
چاند کو دیکھے بغیر انشائیاں بتاتا ہے
از برائے سُتری در وصفِ ما
چاند کی صفت بیان کرنے میں، خریدار کے لئے
مُشتریِ نادیدہ گویدِ نِشاں
خریدار کو میرے دیکھے سیکڑوں انشائیاں بتاتا ہے
مُشتری کو سود دار و خود کمیت
جس خریدار میں فائدہ ہے وہ صرف ایک ہے
از ہوائِ سُتری بے شکوہ
بے حقیقت خریدار کی خواہش میں
مُشتریِ ماست اللہ اُشتِری
ہمارا خریدار اللہ ہے جس نے خرید لیا ہے
مُشتری جو کہ جو بیاں تو اُست
اُس خریدار کو تلاش کرو جو تیرا جو بیاں ہے

کاں مثالے داں زلافِ جاہلاں
کہ اُس کو جاہلوں کے ضعیف تمنا کے مثال سمجھو
چشم بستہ بہمدہ گویاں شدہ
آنکھیں بند کئے ہوئے یکساں کرتے ہیں
نے شکارِ اُمیر و نے شبِ پابلاں
ذخرا رکھ لئے والا ہے اور دُرات کا محافظ ہے
دُزدِ نادیدہ کہ منع اُو شود
اُس نے چور کو نہیں دیکھا کہ اُس کی روک ہو
در نظر کُند و ملا فیدن جری
نظر میں کُند ہے اور رکھوس کرنے میں جری جو
بے بصیرت پانہادہ در خُشار
بیز بصیرت کے بوس میں فائدہ رکھے ہوئے ہے
روشنائی را بڈاں کُثری نہند
اُس کے لئے روشنائی کو ڈیڑھا رکھتا ہے
صُدْشاں نادیدہ گوید ہر جا
مرتد کی فائدہ دیکھتے ہوئے سیکڑوں انشائیاں بتاتا ہے
ثرا ز خایدِ دوغ نوشد کف زنا
بکوس کرتا ہے تا بیاں بجاتے ہوئے کھانا چیتا ہے
لیک ایشا نرا در اں بیفِ بیکیت
لیکن اُن کو اُس میں شک و شبہ ہے
مُشتری را بادا وندا ایں گروہ
اُس جماعت نے عسکرِ باد کو کھو دیا ہے
از غم ہر سُتری ہیں بر تر آ
ہر خریدار کے غم سے آگے بڑھ
عالمِ آغاز و پایاں تو اُست
تیرے آغاز اور انجام کو جانکا ہے

بلکہ جفت میں آواز آگیاں
نکلے کے جفت کا پیٹ میں
بھونکتا ہے جس کی لافانی
کی مثال ہے تاہم نکلے
کے جوتوں کا پیٹ میں بھونکتا
بیکساں ہے نہ تو اس سے
ہیں فائدہ ہے کہ کوئی فساد
جھاڑی میں سے چھڑک جائے
اور کھڑی سے بھونکتا کرے
نہ چور کو کھانے کے لئے ہے
نکلے اور جھیل میں جھیل کی
لاچ اور سرداری کی خواہش
میں یہ حالت ہوتی ہے کہ اُس
کی نظر کُند و ملا فیدن جری
ہو کھانے میں جھیل ہو
جاتا ہے گرد دار دوست
نُشاں کوس آہِ بیانی ذات
حق کے شہزادے کے بغیر اُس
کی سیکڑوں انشائیاں بیان
کرتا ہے اور پنے خریدار کی
فہم نہ رہا کرتا ہے سُتری
وہ میرے کھانا بھونکتا ہو
شروع کرتے اور فوج
مستحقان کے لئے ہے دفع
نُشاں کوس جہاں کی کو فوج
مستحقان کے لئے ہے۔
نکلے سُتری کو ایک مومن
کو خریدار دوسرا خدا کا ہے
قرآن پاک میں ہے بائِ اَلف
اُشتِری مین اُلف و مینین
اُلف و مینین اُلف و مینین
مومنوں سے اُن کی جائیں
خرید لیں اُلف و مینین
ایک مومن کو کسی اور خریدار
کی کفر میں پڑا جائے جہاں
اُلف و مینین تیرا جہاں ہے نہ
وہ تیرے فائدہ کو جانکا
ہے۔

میں کش ہر مشتری را تو بدشت

خبردار! ہر خریدار کو تو بدست سے نہ کیجی

زونیابی سود مایہ گر خسرد

اگر وہ برائی کو خریدے گا تو خس فائدہ میں نہ کرے گی

نیست اورا خود پہلے نیم نعل

خود اسکی قیمت آدمے نعل کی نہیں ہے

حرص کورت کرد و محرومت کند

لاچنے تجھے اندھا کر دیا اور محروم کرے گا

ہمچناں کا صحابہ میں قوم لوط

جس طرح صحابہ ہیں اور لوط کی قوم کو

مشتی را صابراں دریا قند

صابر لوگوں نے حسد بدار پالیا ہے

واں کہ گردانید روزاں مشتری

جس شخص نے اس خریدار سے منہ موڑا

ماند حسرت بر خریصاں تا ابد

لاچیں کو ہمیشہ حسرت رہی

عشق بازی باد و مشوق بدست

وہ مشوقوں سے عشق بازی بری ہے

نبودش خود قیمت عقل و خرد

اس کے پاس دھڑی بھل آدمی کی قیمت ہی نہیں

تو برو عرصہ کنی یا قوت و نعل

تو اس کو یا قوت اور نعل دکھا رہا ہے

دیو ہچوں خویش مر جو مت کند

شیطان تجھے اپنی طرح مستگار بنادے گا

کردشاں مر جو مچوں خوداں سخط

اسی غضب نے اپنی طرح مستگار بنادیا

چوں سوی ہر مشتری نشا قند

کیونکہ وہ ہر خریدار کی طرف نہیں دیکھتا

بخت و اقبال و بقا زوشد بیری

نصیب اور اقبال اور بقا اس سے نہ رکھ سکتے

ہمچو حال اہل ضر و اہل درحد

جس طرح حد میں ضر و اہل والوں کا حال

قصہ اہل ضر و اہل و حسد ایشاں بر در ویشاں

مزدوں کے باشندوں کا قصہ اور ان کا نفیروں پر حسد کرنا کہ ہلاک پناہ ہیں

اغلب فخل باغ را بسکیناں میداد چوں انکور بودے عشر

سے باغ کی زیادہ پسنددار سکینوں کو دیتا تھا جب انکور ہوتے دسواں حصہ

دادے وچوں مویز و دوشاب شدے عشر دایے وچوں حلو

دیتا اور جب کشش اور انکور کا شیعہ ہوتا دسواں حصہ دیتا اور جب حلو

و یا لودہ کردے عشر دایے واز ففیل عشر دایے وچوں

خاورہ بناتا دسواں حصہ دیتا کچھ کہیں تیسے دسواں حصہ دیتا اور جب

خرمن می کوفتے از کف آمینتہ عشر دایے وچوں گندم از

کھسبان گھاتا آدمے گھائے ہوئے میں سے دسواں حصہ دیتا اور جب گھیر

لے بدست (دھر)

ہر خواہی دہم چاہی دلا

اسی خیالت حالت جڑوں

نقد اگر خدا کے علاوہ کوئی

خریدا ہے گا تو اس سے

تجھے کوئی فائدہ نہ ہوگا جس

خریدا کے پاس مجھے خریدنے

کی قیمت کہاں ہے قیمت

وہ خود کو کڑی کا ہے اس

پر اپنی عقل و خرد کے صلہ

یا قوت کو پیش کرنا نادانی

ہے

لے حق تعالیٰ کی انسان کو

اندھا کر رہا ہے مجرم

سنگسار اصاب ہیں اہل

کا دھک جس نے غارت گری کو

دھالنے کے لئے بڑھائی کی تھی

سحق و منسوب ہیں شیطان

تو اگر بچش اشرقتا ہی سے

روگردانی کرتا ہے وہ بڑا

بر نصیب ہے اور تباہ ہو

جاتا ہے

لے ضر و اہل میں ایک

کا دل تھا سبکی بیوقوفی بھولا

ہیں تو وہاں انکور کا خیرہ

تقسیم کی گئی تھی نقد کا

کے زور اور ان کی حقیت کے

ساتھ جھگڑتے

کہ جدا شدے عشر دے وچوں آرد کرے عشر دے وچوں

بھوسے سے جدا ہوتے دسواں دے دیتا اور جب آنا کرتا دسواں دیتا اور

خیر کرے عشر دے وچوں نان پختے عشر دے لاجرم

جب گرم تھا دسواں دیتا اور جب پوٹی کا تھا دسواں دے دیتا لاجرم

حق تعالیٰ در باغ و کشت برکت نہا رہے بود کہ ہم اصحاب

اشق سے لے باغ اور کشتی میں برکت علی کی تھی کسب باغ والے

باغہا محتاج ابو بودند ہم کمیوہ ہم بسیم و او محتاج

ہم کے محتاج ہوتے ہیں میں بھی اور پانڈی میں بھی اور وہ ان سے

ہیج کس نے از ایشان و فرزند ان او خرج عشر میدید بکسر

کسی کا محتاج نہ ہوتا اس کی اولاد نے بار بار دسویں کا خرچ دیکھا

واں برکت نمی دیدن پنجواں زن بد بخت کہ گیر خر وید و

اور وہ برکت نہ دیکھی اس بد بخت کی طرح جس نے گمے کا ذکر دیکھا

کدو را ندید

اور کدو نہ دیکھا

لے کتابی اللہ والا کہ

یعنی نفع دار اس کے گھر کا

چکر کاٹے رہتے تھے

تھے مستحقین حاجتوں

مختار بشر علی اعتبار سے

زمن کی پیداوار کا دسواں

حقہ خیرات کرنا ہوتا ہے

عقل کامل داشت پایاں دانی

کامل عقل رکھتا تھا اور انجام سے باخبر تھا

شہرہ اندر صدقہ و خلق حسن

خیرات کرنے اور اپنے اخلاق میں شہرہ تھا

آمدنی متمندان سوائے او

مزدور و غلام اس کی جانب آتے

ہم ز گندم چوں شدے از کہ جدا

گیہوں میں سے بھی جب وہ بھوسے سے جدا

ناں شدے عشر دے گرا دے نمان

روٹی بٹی روٹی میں سے دوسرا دسواں دیتا

چار بارہ داوے زانچہ کاشتے

جو ہوتا اسی میں سے چار بار انا کرتا

بود مردے صلحے ز تابانی

ایک نیک خدا پرست شخص تھا

در دہ ضرواں بنزدیک تمن

ہم کے نزدیک ضرواں محلوں میں

کعبہ درویش بودے کوئے او

اس کی محلی فقیر کا کعبہ ہوتی

ہم ز خوشہ عشر داوے بے پایا

فقیر یا کاری کے ہاں میں سے دسواں دیتا

آرگشتے عشر دے ہم از ان

آنا دیتا تو اس میں سے بھی دسواں دیتا

عشر ہر دغے فرونگذاشتے

کسی آدمی کے حصوں میں فرونگذاشتے نہ کرتا

از عنبِ عشرے بدائے وز مویز
انگور میں سے دھواں دیتا انگور میں سے
ہم زطلوا عشر وازیا لودہ ہم
مٹھ سے مٹھ سے کئی گھواں اور ٹالوڑے میں سے بھی
بس وصیتہا بگفتے ہر زمان
ہر وقت بہت سی وصیتیں کرتا
اللہ قسم مکیں بعد من
خدا کے لئے میرے بعد مکیں کے عقد کو
تا بماند بر شما کشت و شمار
تا کہ تم پر کھیتی اور پھسل رہیں
وخلبا و میوہا بجلد زغیب
پھل و میوہا اور میوے سب غیب سے
در محل دخل اگر خربے کئی
آمدنی کے وقت اگر خرچ کرے گا
محرک اغلب دخل را در کشتار
کاشتکار پیداوار کا اکثر حصہ کھیت میں
بیشتر کار و خور و زراں اند کے
زیادہ بورتا ہے اس میں سے توڑا رکھا تا ہے
زراں بیفشاند بکشتن محرک دست
کاشتکار بونے میں ہاتھ ہی لئے بھاڑ لٹاتا ہے
نقشگر ہم انچہ افسر لیدناں
روٹی سے جو زائے ہوتا ہے، سوچی بھی
کہ اصول و ظلم اینہا بودہ اند
کے میری آمدنی کی بنیادیں یہ بنی ہیں
دخل از آنجا آمدنش لا جرم
لا محال اس کی آمدنی اس جگہ سے ہی ہوتی ہے

عشر ہم دایے دے از دوشاب نیز
وہ انگور کے خیرے میں کئی گھواں دیت
می فروگذاشتے از نیش کم
اور کم اور زیادہ میں سے نہ چھوڑتا
جمع فرزند ان خود را آنجا
دو جوان اپنی سب اولاد کو
واگیر پیش ز حرص خوشتن
اپنی حرص سے بسند نہ کرتا
درین و طاعت حق پائدار
مستحق خدا کی اطاعت کی مخالفت میں
حق فرستادست بے تمنیں و ریب
بے اندازہ اور بے شک اللہ تعالیٰ نے بھیجی ہیں
در کہ سودست بر سودے زنی
وہ فائدہ کا دربار ہے تو فائدہ اٹھائے گا
باز کار دک و بیست اصل شمار
پھر بورتا ہے کیونکہ وہ فائدوں کی جڑ ہے
کہ ندارد در بر و بیدن شکے
کیونکہ اس کو کٹنے میں کوئی شبہ نہیں ہے
کاں غلہ ہم زراں میں حاصل کنند
کیونکہ وہ غذا اسی زمین سے حاصل ہوا ہے
میخرد چرم و ادیم و سختیاں
چمڑا اور تھلی اور بیش خریدیست ہے
ہم ازینہا می کثاید رزق بند
انہی سے بہت رزق نکلتا ہے
ہم در آنجا می کثد واد و کرم
اس میں جگہ دو علف اور کرم کرتا ہے

لے دوشاب۔ انگور کا خیرہ۔
اللہ عشر۔ وہ خدا رسیدہ
مرا جی اولاد کو وصیتیں کرتا
کہ دھواں حصہ غزوہ فرات
کرتے رہنا۔ و خلبا۔ جسد
پیداوار حقیقتاً اللہ کی ہے۔
سے ہے۔
لے در حق پیداوار کے
وقت اگر خرچ کر دے گا کم
میں رہو گے۔ محرک۔ مہینہ
کاشتکار پیداوار کا زیادہ حصہ
پھر زمین میں بورتا ہے۔
در بر و بیدن۔ اس میں با
زیادہ ہے۔ حشاشند۔
یعنی بوتا۔
لے نقشگر۔ مہینہ
سازاچہ۔ بڑی مہینہ وہ کمال
جو سرخ رنگی جاتی ہے بھینچا
بھڑک رہا شدہ کھال۔
میش۔ کڑا اصول۔ بان۔ چوڑی
میں وہ آمدنی کو صرف کرتا ہے
کیونکہ آمدنی کی اس دنیسا
میں چیزیں ہیں۔

ایں زمین و تختیاں پر دے اور بس
یہ زمین اور کمال بس پروردہ ہے
چوں بکاری در زمین اصل کار
تو بس برے و امالی زمین میں ہو
گیرم انکوں تخم را اگر کاشتی
میں نے ۱۰۱۱ اب اگر تے بیج بیا کر سچ
چوں دوسہ سال آں کو بیج چوئی
اگر دو دین سال نہ آگے تو کی کرے گا
دست بر سر میزنی پیش الہ
خدا کے آگے سر بر ہاتھ مارے گا
تا بدانی اصل ہل رزق است
تاکہ تو سمجھے کہ رزق کی اصل جڑ ہی ہے
رزق از مے جو جو از زید و عمر
رزق اس سے مانگ، زید اور عمر سے نہ مانگ
منعی زو خواہ نے از بیخ و مال
خوشنماں اس سے چاہ نہ کر خزانے اور مال سے
عاقبت زمینہا بخوابی ماتن
انجام کار تو اس سے (انگ) رہ جائے گا
ایں دم اور احوال باقی را بہل
اس وقت اس کو بکار اور باقی کو بھڑ
چوں کفر المؤمن آید من آخینہ
جب وہ دن آجائے گا کہ انسان اپنے بھائی سے
سجائے گا

اصل روزی از خدا و ان نفس
اصل روزی ہر وقت خدا کی جانب سے سبھ
تا بزوید ہر یکے راصد ہزار
تاکہ ہر ایک کے لاکھ آگے
در زمینے کش سبب پر عشتی
اس زمین میں جس کو تو نے سبب سمجھا ہے
جو کہ در لایہ و دعا کف بر زنی
بجواس کے کہ خوشامد اور دعا میں ہاتھ نہ لگائے
دست سر بردارن رزقش گواہ
ہاتھ اور سر اس کے رزق دینے پر گواہ ہیں
تا ہم اور اجمید آں کو رزق جو
جو رزق کا کش کرنا ہے اس میں سے نہ حوصلہ نہ ہے
مستی از مے جو جو از بنک و خمر
مستی اس سے چاہ، بنگ اور خمر نہ چاہ
نصرت از مے خواہ لے از نعم مال
مدد اس سے چاہ نہ کہ بچ اور مالوں سے
ہیں کہرا خواہی در ان مے خواندن
ہاں، اس وقت تو کے بچارے؟
تا تو باشی وارث ملک جہاں
تاکہ تو دنیا کی سلطنت کا مالک ہو جائے
یہرب المولود یوم امین آیینہ
وہ دن کہ اللہ اپنے باپ سے بھائی کی
سجائے گا

عاقبت انسان اپنے خزانے اور مال کو دنیا میں ہی چھوڑتا ہے، اقلق اس چیز سے پیدا کرنا چاہیے جو ساتھ دے سکے۔ چوں کہ ان ملک میں ہے یومہ کفر المؤمن و من آخینہ و آقیم و آیینہ و صاجتیم و بنینہ و بکلی امر و منہم یومہ شاد یغنیہم و میں قیامت کے دن ہر شخص اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی، اپنی اولاد سے بھائے گا ہر شخص کی اس دن وہ مانت ہوگی جو دوسروں سے اس کو لاپرواہ کر دے گی۔

لے دین۔ پسید اور
کے نہ ہی اسباب محض
آپ پروردہ میں وہ اصل
روزی میں حاصل ہے۔۔۔
مترجم۔ قرآن پاک میں
ہے مثل الذین یلقون
فی سبیل اللہ تمفل
حکمت آتش سبب
شد فی حق سبب
ماشاء حقہ و اللہ
یغنی عفت بنی لغنا و
ان عوف کی مثال جو
اشر کے دست میں صرف
کرتے ہیں ایک دانہ کی
س سے جس نے سات
بائیں ہو میں ہر مال میں
توڑا دے، در خدا اس کے
لے پتا ہے روگ کر دیتا
ہے۔

لے جت۔ جب انسان
اسب سے دیکھتا ہو جاتا
ہے تو یہ خدا ہی سے لگتا
ہے۔ جت کہیں کی جتا ہی
کے وقت سر بیٹ کر خدا
سے دعا کر، اس بات کی
دین سک انسان اصل
رزق دینے والا خدا ہی کہ
سمجھتا ہے سترق۔ جب
حقیق مذاق خدا ہے تو اس
سے رزق لگتا چاہیے۔۔۔
مستی۔ اس میں جس کو خدا
عشق سے جو حاصل ہوتی ہے
انسان و جس کی جگر چاہیے
ہوگ وہاں کی مستی تھی
ہوتی ہے مستی انسان
کی اصل لذت نفس کی
مالدار کی ہے جو خدا رضا نہ لگتا

لے ناں اس حالت کی
وجہ سے انسان کے لئے اس
کا ہر دوست اس کا دشمن
نہایت ہو گا کیونکہ دوست
بھی اس کو ایک بت کی طرح
خدا سے غافل بنا رہا تھا۔
کڑی معصیت سے مل گیا تھا
اس لئے سے مل گیا تھا ہے۔
اسی دم۔ اگر دنیاوی دوست
اس دنیا ہی میں رہے مخالف
ہو جائیں تو یہ جی خوش قسمتی
ہوگی۔ قسمیں۔ آخرت میں
جو تیرے لئے نصیب تھی
وہ تو نے دنیا میں جگت لی۔
لے پیش از ان۔ دن
دوستوں کا نعمان دنیا میں
برداشت کرنا آسان ہے
پیش از ان۔ اس کی یہ مثال
ہے کہ خواب سدا خیر ملے پر
فرماؤ اس کے سبب واقفیت
ہو جائے تو کچھ تدارک ممکن
ہے در پیر افسوس ہی افسوس
کرنا پڑتا ہے۔

لے نقد دارم۔ انسان ہی
کہتا ہے کہ اے افسوس میں
کھڑا سونا خرید کر کیا خوش
خوش ہو کر رہا تھا۔ فکر۔ اگر
خود کھوٹ ظاہر ہو جائے
اور انسان اس کا تدارک
کر لے تو شکوہ دگرتا ہے۔

زائش شود ہر دوست اس ساعت
اس لئے ہر دوست اس وقت دشمن بن جائے گا
روئے از نقاشش بر می تافتی
تو نے نقاشی سے منہ پھیر دیا
ایں دم آریا رانت با تو ضد شوند
اگر تیرے دوست اس وقت تیرے مخالف ہو جائیں
ہیں کہوں کہ روز من پیر و زشت
ہاں، کہہ دے کہ اب میرا دن نصیب دے ہے

ضد من گشتند اہل ایں سرا
اس جہان والے میرے مخالف ہو گئے
پیش از ان کہ روزگار خود برم
اس سے قبل کہ میں اپنی عمر بھری کروں
کالہ معیوب بخسیدہ بدم
میں نے ایک معیوب دار سانا خرید لیا تھا
پیش از ان کہ دوست میرا پیش
اس سے پہلے ہی کہ ہاتھ سے سسواہ چلا جاتا

مال رفتہ عمر رفتہ اے نصیب
اے سحر خیز، مال مجیب، عمر مہم
نقد دارم زر تر قلبہ بستدم
میں نے نقد دے دیا اور کھڑا سونا بے لیا
شکر کایں زر قلب پیدا شد کنول
شکریہ، کہ یہ کھڑا سونا ابھی واضح ہو گیا
قلب ماندے تا ابد در گردنم
کھڑا، سونا، ہمیشہ کے لئے میری گردن میں رہا
چوں پگہ تر قلبی او رُو نمود
چونکہ صبح سویرے اس کا کھوٹ ہی
ظاہر ہو گیا

کہ بت تو بود و از رہ مانع او
کیونکہ تیرا بت تھا، راستہ سے مانع تھا
چوں ز نقاشش انس دل می فتی
جس کے دہانے ہوئے نقاشی سے دلا اس کو ہر گز
وز تو برگردند و در خصمی روند
تجھ سے برگشتہ ہو جائیں اور مخالفت میں چلے جائیں
آینچہ فردا خواست شد لمر و زشت
جو کچھ کل کو ہوتا، وہ آج ہو گیا

تا قیامت عین شمشیں مرا
یہاں تک کہ قیامت میرے لئے پیش نقد ملے گی
عمر بالیاں بپایاں آورم
ان کے ساتھ زندگی بسر کروں
شکر کہ ز عیش پگہ واقف شدم
شکریہ کہ لنگے بے سے میرے ہفت ہو گیا
عاقبت معیوب میری دل ملے
آخر میں معیوب ظاہر ہوتا

مال و جاں داد و پگہ کالہ معیوب
میں نے مال و جاں دے دیے کالہ معیوب
شاد شاداں سوئے خانہ می شدم
خوشی خوشی ہو گئی میری جانب میں دیا
پیش از ان کہ عمر بگنشتے فزون
اس سے پہلے کہ زیادہ عمر گزر جاتی
حیف بو دے عمر ضائع کر دیم
بجے عمر ضائع کرنے پر افسوس ہوتا
پائے خود را و اشم من ز رو زود
میں بہت جلد ماہی بس ہو جاؤں گا

یار تو چوں دشمنی پیدا کند

بیرادریست جب دشمنی نافہر کرے

تو ازل اعراض او افغان کن

تو اس کے منہ مڑنے سے فریاد نہ کر

بلکہ شکر حق کن و ناں بخش کن

بلکہ اظہار شکر کر اور دنیٰ خیرات کر

از جواش زود بیرون دی

تو اس کے بورسے سے جلد باہر آگیا

نازنین یلے کے بعد از مرگ تو

وہ نازنین بھسرا یار کو تیرے مرنے کے بعد

آں مگر سلطان بود شاہ رفیع

وہ یا تو شہنشاہ فرمانروائے برتر ہے

کستی از قلاب سالوس و ذفل

تو کرا اور فریب کے آنکھ سے بچ گیا

ایں جفلے غلق باتو در جہاں

دنیٰ میں تیرے ساتھ لوگوں کا غم

خلق را با تو نہیں بد خوگنند

لوگوں کو تیرے ساتھ ہر طرح بدعات کہتے ہیں

ایں یقین داں کا اندر آخر جہاں

تو اس کو یقینی سمجھ کر اخیر میں سب

تو بمانی با فغان اندر لحد

تو صدمہ میں فریاد کرتا ہوا رہ جائے گا

ایں جفایت بہ عہد و اقیان

تیرے لہریے غم و فدا دامن کے جہد سے اچھا ہو

بشنوا عقل خود لے انبار دار

لے لکھیاں والے اپنی عقل سے سسٹ لے

کر و حقد و رشک او بیرون زند

وہ حملہ اور کینہ اور رشک ظاہر کرے

خویشتر را ابلہ و نادان ملکن

اسے آپ کو بے وقوف اور نادان نہ سمجھنا

کر گشتی در حوال او کہن

کہ تو اس کے بورسے میں پھرتا نہ بننا

تا بجوئی یا ر صدق و سدی

تا کہ تجھے اور دائمی یار کو تلاش کر کے

رشتہ یار تری او گرد دست تو

اس کی یاری کا رشتہ جھٹکا ہو جائے

یا بود مقبول سلطان و شفیع

یا شہنشاہ کا محبوب اور شفیع ہے

غر او دیدی عیاں پیش اہل

تو نے سوئے سے پہلے اس کی غفلت دیکھ لی

گر بدانی گنج زر آمد نہاں

اگر تو سمجھے سونے کا چھپا ہوا خزانہ بنا

تا ترا ناچار رو آنسو گنند

تا کہ تجھے مجبور اور اس جانب کو کر دیں

خصم گردند وعد و وسر کشاں

مخالف اور دشمن اور سرکش بن جائیں گے

لا کذ زنی قدر خواناں از آمد

خدا سے بچے اکیلا نہ چھوڑ دیتے ہوئے

ہم ز داد گست عہد باقیان

باقی لوگوں کا عہد میں تیری معاہدہ ہے

گندم خود را بارض اند سپار

اپنے گندم کو اٹھ اٹھائے، کی زمین کے سپرد کر دے

لے یا ر۔ پس ملن اگر دنیا

جی میں بڑا دوست تجھ سے کرے

تو اس پر شکوہ نہ کر بلکہ شکر

ادا کر۔ بلکہ دنیاوی حق دنیا

میں ہی لوٹ جائے پر شکر یا ر

کرنا چاہیے اور صدقہ و عیارات

کرنا چاہیے۔ اگر جانش۔ تجھے

جس بات پر شکر ادا کرنا چاہیے

کو تو اس کے جہد سے بے عمل

آپا عذاب تجھے نصرت کی

محنت میں لگ جائیگا۔ اگر نہیں۔

وہ تازدن ہوا دوست تجھے

مل جائے گا تو آخرت میں حیرا

ساختہ دے گا۔

آخرت میں کام آئے وہ خدا

یا خدا کا مقبول بندہ ہے۔

دین تھا۔ دنیاوی دوستوں کی

جھکاوی تیرے لئے رحمت

خداوندی ہے حق راجب

اظہار ان کا کسی پر کم ہوتا ہو

تو وہ ایسے احباب پیدا کر دیتا

ہے کہ انسان دینی مصروف

توڑ دیتا ہے۔

تو کیا نہ۔ اگر میں دنیاوی

دوستیاں بنائی رہیں تو تیریں

تو تنہا ہو گا اور بچ کر رہے گا

کہ اسے خدا جی تنہا چھوڑ

ایک جفایت۔ فضاوی تنگنا

کے ٹوٹنے کو تو بھیجا کہ یہ جفا

ای کی دوستی سے ملتی تھی بکھڑ

مولانا پہلے اٹھ کے راستہ

میں عروج کرنے کی خوبیاں

بیان کر رہے تھے پھر اسی

مضمون کو سرور کیا ہے۔

۱۔ تاکثر۔ جس دان کو کثر
کی ستر زمین سے دوسے تاکثر
اس کو جو زمین سے دوسے تاکثر
بھیس کے دیکھنا دیکھنا جو
نعرے کے دوسے پیدا کرے
اس کو کھنک کی دیکھ لگا دے
بجز شیعہ کی جس میں درجہ
کرنے کے جہاں جہاں پھر کا
شکا کر بیٹے، آتش لعلانی
اگر شاہی باز کر سہارا لے
تو بڑے غم کی بات ہے۔
بہن نصیحت، آپ نے بہت
سمجھا یا نہیں ان پر کوئی
اثر نہ ہوتا تھا نصیحت کسی
پر اثر کرتی ہے جس کے کان
اس کو کھنک کر لیں۔
۲۔ قنبد جس شخص کا راہ
سننے کا جو نہیں کوئی ہی
زیر سے سمجھا وہ اجراض
ہی کرے گا، جیسا کہ خدا
محبت اور پیار سے سمجھاتے
تھے کہ ان کی نصیحت غم نہ
تھیں کہ بیٹے تھے کفار قبول
نہ کرتے تھے، اَشَدُّ قَسْوَةً
قرآن نے کافروں کے دلوں کو
پتھر سے زیادہ سخت اور تڑپ
دہنے سے زیادہ دیا ہے۔
۳۔ قرین حضرت جن کی
عطا کے لئے قابلیت ضروری
نہیں ہے جب عطا ہوتی ہو
تو قابلیت خود پیدا ہو جاتی ہو
عطا اشدُّ قسوت ہے جو
قدیر ہے قوت بندہ کی
صفت ہے جو عطا ہے تو
قدیر کے لئے عطا کے شے کا
ہی سکتا ہے مگر شرط پہلے ہوتی
ہے۔

تا شود این ز روز دواز پیش
تا کہ دہر اور شمس سے محفوظ ہو جائے
کو ہی ترساند ہر دم ز فقر
جو تجھے فقر سے ہر وقت لڑتا ہے
باز سلطانِ عزیز و کامیار
تو بادشاہ کا پیارا اور کامیاب باز ہے
بس وصیت کر دو غم و عظمت کا
اس نے بہت وصیت کی اور عطا کا بیج بویا
گرچہ ناصح را بود صد داعیہ
اگرچہ نصیحت کرنے والے کے تورا مجھے ہوں
تو بضد تلطف پسندش میدی
تو سبکدوش نہیں کے ساتھ اسکو نصیحت کرتا ہو
یک کس ناستمع ز استیز و رد
ایک نہ سننے والا شخص، جھگڑا سے اور انکس سے
ز انبیاء صر تر و خوش لہجہ تر
انبیاء سے زیادہ ناصح اور شیریں زبان
ز انچه کوہ و سنگ در کار آمدند
جن باتوں سے پہاڑ اور پتھر کا راکھ بن گئے
آچنماں دلہا کہ بدشاں ما و من
وہ دن جو مشہور تھے

دیو را باد یوچ زو تر بخش
شیطان کو دیک کے ذریعہ مار ڈال
ہمچو کبکش صید کن لے ترہ صق
لے ترہ صق لے، جھوک کر کھنک سے فرار کر لے
تنگ باشد کہ کند کبکش شکار
ذلت ہے، اگر تجھے چکر شکار کرے
چون بدشاں شود بد سود شدت
چون کائن کی زمین غوری حق کوئی مان نہ ہوا
پندر رائے بسباید واعیہ
نصیحت کے لئے مخالفت کرنا لاکھ پانچے
او ز پندت میکند پہلو ہی
دو تیس ہی نصیحت سے پہلو ہی کرتا ہے
صد کس گویندہ را عاجز کند
تر کھنے والوں کو عاجز کرتا ہے
کے بود کہ رفت دم شاں در حجر
کب برسد بیکو کہ ان کی بات پتھر میں گوی ہے
می نشد بد بخت را یکشاہ بند
بد بخت کی گرہ، نہ کھنک
نعت شاں شد بل اشد قسوت
ان کی صفت بلکہ بد بختوں سے بھی زیادہ صفت، ہی

در بیان آنکہ عطائے حق سبحانہ تعالیٰ و قدرت او موقوف قابلیت
ہی بات کے بیان میں کہ عطا اور قدرت بندوں کی عطا کی طرح قابلیت پر
نیست تھیں اور عطا کا کہ انرا قابلیت باید زیرا کہ عطائے حق تعالیٰ
موقوف نہیں ہے اس (مخلوق کی عطا) کے لئے قابلیت چاہیے کیونکہ عطا کا
قدیم اسٹ قابلیت عطا صفت حقیقت جل جلالہ و
تسبیح ہے اور قابلیت عطا کا حق جل جلالہ کی صفت ہے اور

قابلیت صفت مخلوق و قدیم موقوف حادث نباشد

قابلیت مخلوق کی صفت ہے اور قدیم حادث پر موقوف نہیں ہوتا ہے

چارہ آں دل عطائے مبدلیت

اُس دل کا علاج بدل دینے والے کی ہوتی ہے

بلکہ شرط قابلیت داداؤست

بلکہ مالت کی شہادت اُس کی دعا ہے

اینکہ موسیٰ راعصا ثبناں شود

یہ کہ حضرت موسیٰ کی لاشمی اُڑھنا سہی

صد ہزاراں معجزات انبیا

انبیاء کے لاکھوں نمونہ ہے

نیت از اسباب تصرف خدا

وہ اسباب کے ذریعہ نہیں ہیں، خدا کا تصرف ہے

قابلی گر شرط فعل حق بُدے

اذا تھا لے، کہ کام کیلئے اگر قابل ہونا شرط ہوتا

سنتے نہادہ واسباب طریق

اٹھانے، دستور اور اسباب اور رستے رکھ دینے ہیں

بیشتر احوال بر سنت وود

زیادہ باتیں دستور کے مطابق ہوتی ہیں

سنت و عادت نہادہ بامزہ

پر لطف دستور اور عادت معجزہ کی ہے

بے سبب گر عزیمات موصولیت

اگر بغیر سبب کے عزت ہمیں نہیں ملتی

لے گرفت اسبب بیرون مہر

لے سبب کے پابند جبکہ باہر پر دازن کر

داداؤرا قابلیت شرط نیست

اس کی دعا کے لئے قابلیت شرط نہیں ہے

داداؤت و قابلیت ہست پوت

عطا منور ہے اور قابلیت پھلکا ہے

ہمچو خورشید کش زخشاں شود

اُن کی چھل سونج کی طرح چمک دار بنے

کان کجحد در ضمیر عقل ما

جر ہماری عقل میں نہیں سماتے ہیں

نیت ہارات ابلت از کجاست

نیت ہارنے والوں کے لئے قابلیت کہاں ہے؟

بیچ معدومے بہستی نامے

تو کوئی معدوم موجود نہ ہوتا

طالبان را ز برائیں از رقی متیق

اس نیلے سراپردہ کے نیچے طلبہوں کے لئے

گاہ قدرت خارق نیست

کبھی قدرت (اجبی) دستور کو توڑنے والی نہ ہوتی

باز کردہ خسرق عادت معجزہ

پھر رستہ کے توڑنے کو معجزہ سمجھا دیا

قدرت از عزل مبد معزولیت

قدرت مافی سبب کو معزول کرنے سے معزول نہ ہوتا

لیک عزل آں مستب فلن مہر

لیکن اُس سبب پیدا کر نیوالے کی معزول کا گمان نہ کر

قابلیت ہو تو عطا ہوتی ہے، خالق، جسے فیضِ آندس کا سلا ہوتا ہے تو شہین الہی کے خلاف ہوتا ہے

یعنی معجزہ، یہ نیت الہی کے خلاف تصور نہ ہوتا ہے۔ بلکہ جب عزت اسباب میں ہوتی ہو لیکن اذل کی قدرت میں

کو اسباب عزت عطا فرمائیے۔ لہذا اگر وہ کام اسباب اختیار کرنے چاہیں لیکن سبب اسباب غفلت نہ رہتی چاہئے

لے چارہ۔ یہ دل جو جبر ہے

بھی زیادہ مست ہے انکی

اصلاح کی توجہ نہیں ہے کہ

اذا تھا لے اُس میں تسبیح

کر دے۔ واکو اذلا اذلا

چاہے ہے قرایے دل میں

تبدیل پیدا کر کے اُس میں

قبول کرنے کی صلاحیت

پیدا فرمادیتا ہے قابلیت۔

حضرت حق تعالیٰ کی طرف

سے جو فیض اور عطا ہے اُس

کی روش میں ہیں فیضِ مقدس

اور فیضِ مقدس فیضِ مقدس

ہو ہے جذباتِ باری تعالیٰ

سے اُجھلنا یا بہت کم ہوتا ہے

اُس کے لئے استعدادِ خدا

نہیں ہے اور فیضِ مقدس

وہ ہے جو اُجھلنا یا بہت سے

اصلاح کی طرف آگاہ ہے

بقدر استعداد اور تعلیمیت

ہم پہنچا لے۔ اُنکے حضرت

مثنوی کی لاشمی اور حضرت مثنوی

کا یہ سبب، فیضِ مقدس کی

مثالی ہیں اور انکی طرح

رکرا بیاد کے معجزے اُن

ہمیزوں میں سے ہیں جن میں

قابلیت خرقا نہیں ہے۔

لے نیت۔ ان شعرات کا

اسباب ہے یہاں شدہ قابلیت

سے خلق نہیں ہے بلکہ دار

بطور فیضِ آندس کے ہے

قابلی۔ اگر ہر چیز میں قابلیت

شرط ہو تو ہر کوئی معدوم

وجود میں نہ آئے۔ اُنکے کوسہ

میں انیساب سے بہت شہرہ یافتہ

کہاں ہے وہ خود ہی معدوم کر

ہستے۔ اس حالات میں شہین الہی

ہیں جو اسبابِ دنیا میں اور

لے قدرت مطلق۔ ایشانی

کی ملک و ملک قدرت اسباب
کی محتاج نہیں ہے۔ تاہم
عوام کی مقصد کی عرض میں
اسباب رہنما کرتے ہیں۔
اسباب سببہا مقام کے اسباب
اللہ کی قدرت کے لئے جواب
نامہ ہے۔ جسے اس لئے کہ
ہر شخص واسطہ قدرت کے
مشاہدہ اہل نہیں ہے۔ تو
لیکن انسان کو وہ نظر رکھن
چاہیے جو اسباب کو جاکر کے
اصل قدرت کو دیکھ سکے۔ تاہم
جب سبب اسباب کو دیکھ
دیکھ کر اسکی نگاہیں اسباب
پے مقبض بن جائیں۔

۱۱۔ اس سبب۔ ہر غرض
سبب اسباب کی جانب سے
ہے۔ اسباب اور اس میں
چیزیں ہیں ان کا مقصد یہ
کہ انسان پر کھڑا نہ غفلت
کا گذرے اور اس پر اسباب
کے فضائل حاصل ہو سکیں۔

۱۲۔ در ابتدا جس وقت
حضرت آدم کا پتلا بنا یا جانے
۱۳۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت
جبریل کو حکم دیا کہ ان سے
ایک شے پختہ آؤ اور ایک
روایت میں ہے کہ زمین
کے ہر گوشے سے ایک ایک
شے پختہ لائے تاکہ باقی
از تمام۔ انسان کی تخلیق
میں آزمائش کی بکثرت
ہے اور یہ بھی وقت جو کئی
ہے جیسا انسان پر کھڑا نہ
فلت جاری ہے۔ یہ سب
صدق یعنی مائدہ جبریل۔

دفتر پنجم

مشنوی مولانا روم

ہرچہ خواہاں مستجب آورد

دو سبب پیدا کرنے والا جو چاہتا ہے کرتا ہے

لیک ایک اغلب بر سبب رائد نفاذ

لیکن وہ عموماً سبب پر انداز رکھتا ہے

چوں سبب نبود چہ رہ جوید برید

جب سبب نہ ہو تو راہ کو خواہ کونسا راستہ ہو نہ

اس سببہا بر نظر پائید ہاست

یہ اسباب نظر دل پر دے ہیں

دیدہ باید سبب سوراخ کن

سبب میں سوراخ کر دینے والی نگاہ چاہیے

تا مستجب بیند رائد را مکمل

تا کہ اسکان میں سبب پیدا کرنے والے کو دیکھے

از مستجب میرسد ہر خیر و شر

ہر بھلائی اور بُرائی سبب پیدا کرے خواہ کبیر تک آئے

جو خیر ال منعقدہ رشاہراہ

سوائے خیال کے جو راستہ پر نہ چلا جاتا ہے

قدرت مطلق سببہا بر آورد

مطلق قدرت اسباب کو پھاڑ دیتی ہے

تا بداند طالع جتن مراد

تا کہ طالع مراد کو تلاش کرنا جان جائے

پس سبب در راہ می آید پدید

تو سبب لا سبب کے بارے میں پتہ چلا دیتا ہے

کہ نہ ہر دیدار ضغث رائز است

کیونکہ ہر شخص جس کی گامگیری کے دیکھنے کے ہوتی ہے

تا حجب را بر کند از بصر و بن

تا کہ وہ جزا اور جہاں سے پسندوں کو کھائی دیکھے

ہر زہ بیند زہد و اسباب دکل

کو شش اور اسباب اور دکان کو بیکار دیکھے

نہست اسباب و واسطے پدید

لے باوا اسباب اور واسطے نہیں ہیں

تا بماند دور غفلت چند گاہ

تا کہ غمخیزی و غفلت کا زمانہ رہے

در ابتدا خلق جسم آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی ابتدا میں حضرت جبریل علیہ السلام کو اللہ

را اشارت کرد کہ برواز زمین مُشت خاک بر گیر و بر ولایت از

کیا کر جا۔ زمین کی بٹی سے ایک شے لے لے اور ایک روایت کے مطابق ہر

ہر نواحی مُشت خاک بر گیر

کہ ہر جانب سے شے کی شے لے لے

چونکہ صانع خواست ایجا البشر

جب بنانے والے نے انسان کی پیدائش چاہی

جبرئیل صدق را فرمود رو

جبرئیل امین سے فرمایا جا

از بر لے ابست لے خیر و شر

خیر اور شر میں آواز دے کے لے

مُشت خاک کے از زمین تال گرو

ایک شے بٹی زمین سے قبضہ میں لے لے

اومیاں بست ویا مد بزمیں

وہ کہ بست ہوئے اور نہ میں پر آئے

دستِ سحرے خاک برد آں موثر

اس نے زانہ را نے زمین کی جانب ہاتھ بڑھایا

پس زباں بکشا و خاک لے لایہ کرد

پھر زمین نے زبان کوئی اور نہ خاک کی

ترک من گو و برو جانم بخش

مجھے چھوڑ دو اور بے جاؤ میری جان بخشی کر دو

در کشا کشہا کے تکلیف خاطر

خظروں اور تکلیف کی کشمکش میں

بہر آں لطفے کہ حقیقت برگزید

اس کرم کے طفیل کراشا دقانی، لے پھر برگزید بنایا

تا ملائک را معلّم آمدی

یہاں تک کہ آپ فرشتوں کے شاگرد بنے

ہم سفیر انبیا و خواہی بدن

آپ ان سفیر کے سفیر بھی بنیں گے

بر سر رفیت فضیلت بود ازاں

حضرت، اسرائیل پر آپ کو اسی نے فضیلت ہے

بانگِ صورش نشاۃ تنہا بود

ان کے صورش کی آواز جسوں کا زندہ ہونا ہے

مغز جان تن حیات دل بود

جسم کی جان کا مغز، دل کی زندگی ہے

باز میکائیل رزق تن دہد

پھر حضرت، میکائیل مہر کا رزق دیتے ہیں

اؤ بدا وکیل پیر کرد دست ذیل

انھوں نے پیادگی کی عطا سے ہاں بھر دیا ہے

تا گذارد امر رب العالمین

تا کہ ربّ العالمین کے حکم کو انجام دیں

خاک خود را در کشید و شد خذر

زمین نے اپنے آپ کو بٹایا اور ذری

کو برائے حرمتِ خلاق فرد

کو نیکت خلاق کی عزت کے طفیل

رویتا بن من عیان خاک خوش

گھوڑے اور سوار کی ہل میری جانبے موزوں

بہر را شد ہل مرا اندر بسر

خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو، اندر لے جاؤ

کرد بر تو علم لوح کل پدید

لوح محفوظ کا علم آپ پر ظاہر کر دیا

وامّا با حقّ مکّلم آمدی

جیسے اللہ (تعالیٰ) سے گفتگو کر رہے ہیں

تو حیات جان وحی نے بدن

آپ وحی کی جان کی زندگی میں زندہ رہی کی

کو حیات تن بود تو آن جان

کر وہ بدن کی زندگی میں آپ جان کی نیکت میں

نفع تو نشو دل یکتا بود

آپ کا دم کرنا نیکت دل کا نشو دانا، ہو گا

پس زدادش داد تو فاضل بود

ان کی عطا سے آپ کی عطا بھی ہوئی ہے

سمی تو رزق دل روشن ہد

آپ کی روشنی، روشن دل کو رزق دیتی ہے

داد رزق تو نمی گنجد بکیل

آپ کے رزق کی عطا پیادگی نہیں مالتی ہے

لے خود کر۔ خود را در بخت

اگر گھوڑے کا سفیر نہ

ہیں بے بسیا ہی یا ہیزی ہو

اس کو ہرگز نہ تک کہا جا

ہے اگر وہ خالص سفیر ہے

تو نقو نہ تک کہتے ہیں۔

حقیقت۔ کہم کے گھوڑے کو

ہم ہے، ہر وہ گھوڑا جس کا

رنگ سفید اور سرخ ہو۔

لے در کشا کشا۔ بے چارہ

زمین کو معلوم تھا کہ اس سے

حضرت اکبر کا بچا ہے گا

استحسان ادا آرائش کی کوشش

میں جلا ہو گا ہندو گھوڑی

حق۔ کہ حق لوح محفوظ۔

محکم حضرت میرین دی

لے کر آئے ہیں تو ہی بھلا

سے کام ہوتا ہے۔

لے ہم سفیر حضرت عیسیٰ

اللہ کا پیام اور وہی انبیاء

کے پاس لے کر آتے ہیں اور

وہی روح کی حیات ہے

بر سر انیت حضرت اسرائیل

حضرت مشر بھونکے گے تو

سب فرد ہمساز ہو

جائیں گے نقاد۔ پیدائش

تلقا۔ انعام پیش حضرت

جبریل کی عطا حضرت

اسرائیل کی عطا سے بڑھتی

ہوتی ہے میکائیل حضرت

میکائیل کا نام رزق کی تقسیم

ہے۔

تو ہی چوں سبقِ رحمتِ برفُض
آپ بہتر ہیں۔ جیسے کہ رحمتِ کرفُض بہت ہے
بہترین ہر چہارے زانتِ بیا
از روئے آکا ہی چادوں ہے بہتر ہیں
ہم تو باشی افضلِ بہشتِ نیش
اس وقت آپ آسمان سے افسس ہو گئے
بویہ میوہِ داؤد گراں مقصودِ وحیت
اس نے سانپ با تھا کہ اس سے مقصد کیا ہے
بست آں سو گندِ باہرے سبیل
ان تسموں نے ان کا راستہ روک دیا
باز گشت و گفتِ بارتِ العباد
وہ واپس ہو گئے اور عرض کیا یا رب العباد
لیک از انچہ رفت تو دانا تری
لیکن جو ہوا تو اس کو خوب جانتا ہے
ہفت گردوں باز ماند از سیر
ماحق آسان گردش سے ترک جانیں
رحمتِ عالم سٹ احسانِ ودا
تیری رحمت اور احسان اور محبت عالم سے
ورنہ آسان ست نقلِ مشیتِ کل
وہ ایک منتقِ ہن کا منتقل کرنا آسان ہے
کہ بد زانند ایں افساک را
کہ وہ ان آسمان کو چاک کر دیں
بر گرفتِ نیک غالبِ رحمت
اٹھائے ہیں، لیکن رحمت غالب ہے

ہم ز عزرائیل با قہر و عطب
حضرت عزرائیلؑ قہر اور طاقت والے سے بھی
حاصلِ عرش ایں چہار اند و نوشا
یہ چادوں عرش کے حامل ہیں اور آپ شہادہ ہیں
روزِ محشر بہشتِ بینی حاملِ شش
حشر کے دن آپ انکے اٹھانے والے آٹھ دیکھ گئے
ہچنین بزمی شمر دوی گریست
وہ اس طرح گستاخی تھی اور دوتی تھی
معینِ شرم و حیا بندِ جبرئیل
حضرت جبرئیلؑ شرم اور حیا کی کان تھے
بسکہ لابر گردش و سو گندِ داد
انہیں نے، ان کی بہت خوشامی کیس اور شہرہ دی
کہ بود من بکارتِ سر ستری
میں تیرے کام میں سست نہ تھا
گفتِ نامے کہ ز ہوش لے بصیر
لے بصیر اس نے آپ کا وہ نام یاد کیا جس کے بے
چوں بنام تو مرا سو گندِ داد
جب اسی نے مجھے تیرے نام کی قسم دی
شرم آمد شتم از نامتِ فحل
مجھے شرم آئی، میں تیرے نام کی وجہ سے شرمندہ ہو گیا
کہ تو زوئے داوۃِ املاک را
کیونکہ تو نے فرشتوں کو وہ طاقت عطا کی ہے
مشتِ خاکے را چہ قدر و قوتِ ست
ایک ٹھنڈی مٹی کا کیا وقبہ اور طاقت ہے

لے فرشتوں۔ ان ۷۷۴
روح کو قبض کرنا ہے لہذا
صفتِ قہر کے بغیر ہیں۔
ایں چہارہ جبرئیل، میکائیل،
اسرائیل، عزرائیل۔ یہ فرشتے
قرآن پاک میں بھی تفصیل
عوضِ زینتِ کونویم کو پیش
کھائی تھ۔ اسی وقت تیرے
بہسکے جس کو کھانا پیش
ہوئے۔ وہ جی شرم گئی تھی کہ
اس کو لے جانے کا مقصد
کیا ہے۔
لے عقیقہ جو کہ حضرت جبرئیلؑ
شرم دیا کی کان ہیں لہذا
کی وجہ سے ہی اٹھانے سے
رک گئے۔ جب زمین نے
بہت خوشامی کی کہ وہ باہر
میں حاضر ہوئے اور عرض کیا
میں نے تمہیں مگر میں سستی نہیں
برقی لیکن جو کہ واقعہ ہے وہ
تیرے علم میں ہے۔
لے گفت۔ حضرت جبرئیلؑ
نے عرض کیا کہ اس زمین نے
آپ کے نام کا واسطہ دے
وہ اس کی ہلے سے آسمان کی
گردش تک جاتے تو مجھے
شرم آئی اور زمین سے جتن
لے سکا اور تو نے مجھے وہ
وقت عطا کی ہے کہ میں تو کا
چہرے میں آسمان کو چاک
کر لوں۔

فرستادن میکائیل علیہ السلام را بقبض قبضہ خاک از زمین
حضرت میکائیل کو پہنچانا زمین کی مٹی کی ایک مٹھی لینے کے لئے انسان
جہت ترکیب و ترتیب جسم مبارک ابوالشرف خلیفۃ الحق
کے باپ کے مبارک جسم کی ترتیب اور ترکیب کے لئے جواہر قاتلے
مسجود الملائکہ و معلمہم حضرت آدم علی نبینا وعلیہ
کے غلیظ اور فرشتوں کے مسجود اور ان کے استاد حضرت آدم علی نبینا وعلیہ
الصلوٰۃ والسلام ہیں

لے وقت حضرت جبرائیل کے
بر حضرت میکائیل کو پہنچا کر
آجہا کر زمین کی مٹی کے نزدیک
میکائیل زمین کے پاس پہنچے
تو وہ لرزے لگی اور آگ بھڑک
کرنے لگی اور درود رکھتے
رہنے لگی۔

۱۵ کہ تو جبرائیل حضرت میکائیل
وزقوں کی تعمیر کرتے ہیں غرض
مجاہدین کی طرح جلوہ گزشتہ
آؤ کو مروت کے پیکار کی
سے مشتق قرار دیا ہے جیسا
یہ عربی لفظ نہیں ہے بلکہ عربی
لفظ ہے بلکہ عربی لفظ ہے
اس سے یہ نہیں ہوتا ہے۔
۱۶ مسکن۔ فرشتوں کی
فطرت۔ مگر کائنات اور زمین کی
فطرت ہم کرنا ہے۔ جس کی
صفت رحمت صفت غلبہ
پر غالب ہے۔

گفت میکائیل را تو بزمیر
حضرت میکائیل سے فرمایا تو نیچے جا
چونکہ میکائیل شد تا خاکدان
جب حضرت میکائیل زمین پر پہنچے
خاک لرزید و در آمد در گریز
زمین کا بھی اور اس نے گریز کیا
سینہ سوزاں لابر کرد و اجتناب
ہلے دل سے اس نے خوف مدام اور کوشش کی
کہ بیزدان لطیف بے ندید
کہ بے مثال، مہربان خدا کے واسطے
کیں آرزاق جہاں را مشرفی
آپ جہاں کے رزق کے بیان کے مکران ہیں
زائکہ میکائیل از کیل اشتقاق
کیونکہ میکائیل کیل سے مشتق
کہا نام وہ مرا آزاد کن
مجھے اس دیکھئے، مجھے آزاد کر دیجئے
معتدن رحم الہ آمد ملک
فرشتہ اشراف قاتلے کی رحمت کی کان ہوتا ہے

مشتق کے دربار ازوے دلیر
اے بہادر! اس سے ایک مٹھی مٹی اٹھالا
دست کرد او تا کہ برباید ازاں
ہاتھ بڑھایا، تاکہ اس میں سے لے لیں
گشت اولابہ کنان واشکے یز
وہ خوش آمد کرنے لگی اور اس نے آنسو بہائے
با سر شک خویش سو گند داد
خون کے آنسوؤں کے ساتھ ان کو قسم دی
کہ بکروت حایل عرش مجید
جس نے آپ کو عرش مجید کا اٹھانے والا بنایا ہے
تشنگان فضل را تو مغربی
اشراف کے بفضل کے پیاسوں کو آپ جو تیر کر رہے ہیں
دارد و کیال شد در ارتزاق
ہے اور وہ رزق مائل کرنے میں پڑانے والے ہیں
ہیں کہ خوں آلودہ میگویم سخن
دیکھ لیجئے، کہ خون سے آلودہ ہو کر میں بات کر رہا ہوں
گفت چوں یزرم راں ایشاں نیک
(مجھے میکائیل نے) کہا کہ میں اس پر غور پر یہ نہ کہ مجھے
چلوں!

جس کو تو غم سے نڈھال کرنا چاہتا ہے

اُنکے دل پر (آہ و) نزاری کا راستہ بند کر دیتا ہے

تا فرد آید بلا بے دافے

تاکہ بغیر دیک، بلا نازل ہو جائے

وانکہ خواہی کن بلایش و آخری

اور جس کو تو بلا سے نجات دلا جاتا ہے

گفتہ اندر نے کاں آستان

قرنے تیراں میں کہا ہے کہ وہ آستیں

چوں تضرع می نہ کردن آن نفس

انہوں نے اسی وقت (آہ) زاری کیوں نہ کی؟

یک ہا شاں جو قاسی گشتہ

لیکن چونکہ اُن کے دل سخت ہو گئے تھے

تا ناند خویش را مجرم عنید

جب تک نہ عرض اپنے آپ کو مجرم نہ سمجھے

چوں نباشد از تضرع ہفتے

جبکہ (آہ) زاری کا سفر شش نہ ہوگا

جان اُور در تضرع آوری

اُس کی جان کو (آہ) زاری میں بتا کر دیتا ہے

کہ برایشاں آمد آن قہر گراں

جی بہ ہمساری قہر آیا

تا بلا زایشاں بگشتے بازیش

تاکہ اُن سے بلا واپس ہو جاتی

اُن گنہ ہا شاں عبادت می نمود

وہ گناہ اُن کی عبادت معلوم ہوتے تھے

اب از چشمش کجا داند و دید

آنہو اُس کی آنکھ سے کہاں بہتا جانتا ہے؟

قصہ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام در بیان آنکہ تضرع و زاری

(حضرت) یونس علیہ السلام کا قصہ اس بارے میں کہ عاجزی اور زاری آسمانی ہلا کے

دافع بلائے آسمانی سے حق تعالیٰ فاعل مختارست پس

نے دافع ہے اور اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہے قرعہ جبری اور

تضرع و زاری و تعظیم پیش او مفید باشد فلاسفہ گویند فاعل

زاری اور تعظیم اُن کے سامنے مفید ہوگی اور فلاسفہ کہتے ہیں

بطبع ست و بعلت مختارست تضرع بطبع را نکر و اند

کردہ مطلقاً اور مطلق کے طبع پر فاعل ہے ذکر مختار تو عاجزی و جہت کہ نہیں بدل سکتی

تو یونس را چہ پیداشت بلا

جب (حضرت) یونس کی قوم کیلئے نیکو کار ہوئی

برق می انداخت میوزیدنگ

بہل کرتا تھا بجھ کر جلاتا تھا

جملہ گاہ بر با مہا بودند شب

رات کو سب بلا غلوں پر تھے

ابر پر آتش جداشت از سما

آگ ہمسرا ابر آسمان سے پیدا ہوا

ابر می غریب رخ می سخت تنگ

بادل گرج رہا تھا چہرے کا رنگ اُور ہا تھا

کہ پدید آمد ز بالا آں کُرُوب

کہ اوپر سے وہ مصیبتیں نمودنا ہو گئیں

لے گفتہ قرآن پاک میں ہے

فَلَمَّا أَتَاهَا هَمُّهُمُ مَا شَأْنُكَ

فَقَسَّ عَلَیْهِ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِیْ

فَلَنُفِخَنَّ بِهٖ فُجْرًا فَبَدَّعَ

أَن كُوفٍ بِهَا خَافَ هَمُّهُمُ لَمْ

مَرَّ بِهٖ وَذَارَى لَیْسَ ذٰلِكَ

بِیَكُنْ أُنْ كَلَّ هَمُّهُمُ لَمْ

يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ هَمُّهُمُ لَمْ يَكُنْ

لے بڑوں میں مہر ہے
بہر ارمنا ز شام میں مغرب
کے وقت سے لے کر۔ اتر
کد میں ہے سرکش بدبوی
وہ اپنی نعت سے بارس
ہو چکے ہیں لیکن ان کی آہ و
ناری سے وہ آتش نشان بار
ہٹ گیا۔ وقت خاک میں
لین کی مٹی تیلے کے قہقہے
بیان کا وقت ہے۔ قہقہہ
مستغنیں بھڑکاتے ہیں
بات۔

لے آہ بہا آہ و ناری کی
جو نیت خدا کے دربار میں
گئی ہے وہ کہیں نہیں گئی
ہے۔ دائم بخیر جو خدا کے
دربار میں آہ و ناری کرے
اس کو دائمی مسرت میں آجاتی
ہے۔ باقرع خدا کے دربار
میں رونے سے قلب کے ایک
دائم مسرت حاصل ہوتا ہے۔
لے کہ بہا بہ حدت فریاد
ہے۔ نہیں فتنی ہو آخیر
إِنَّ اللَّهَ مِنْ غَلْظِ ذُنُوبِي
غَلْظَةً وَنُوحٍ مِنْ خَشْيَةِ
اللَّهِ وَنُفْرَةٍ دِيمِ قُرْآنِي
فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَذَلِكِ
سے نیرا وہ اللہ کو کون جیسے
محب نہیں ہے ایک کائنات
کا تلوہ جراثیم کے غرت سے
بہا ہوا ایک کون کا تلوہ جو
اثر کے راشنیں بنایا ہے۔

جملگاں از با مہس ازیر آئند
بالا غاروں سے سب نیچے اتر آئے
مادراں پچگاں بڑوں آنداختند
ماؤں نے بچوں کو ہمسرہ حال ڈالا
از نماز شام تا وقت سحر
شام کی نماز سے صبح کے وقت تک
جملگی آواز باگرفتہ شد
سب کی آوازیں بیخبر گئیں
بعد نو میدی واو ناشگفت
نامیسی اور بے مہری کی آہوں کے بعد
قصہ یونس وازست و غریض
حضرت یونس کا قصہ سب اور چڑا ہے
چوں تضرع را بر حق قدرات
چونکہ آہ و ناری کی خدا کے یہاں بہت قدر ہے
ہیں امید انوں میانرا چست
خبردار! امید رکھو اب کو جو نہیں ہے
با تضرع باش تا شاداں شو
آہ و ناری کرو تا کہ تو خوش رہے
کہ برابر می نہد شاہ مجید
کیونکہ اظہار نے برابر رکھا ہے
لا پر کرد و اشک شرم خوش راند
اس قدر ہنسے خوشامد کی اور اپنی آنکھ کے آنسو بہا

آہ و ناری کی جرحیت وہاں سے اور کہاں ہے؟
خیزلے گزینہ و دائم بخند
اے رونے والے! اٹھ اور بہت کیلئے مسکرا
گریہ کن تا بیدار خنداں شو
رو تاکہ بغیر رنج کے بنے
اشک را در فضل باخون شہید
نعت میں کہ تو کہ شہید کے خون کے ساتھ
رحمت آمد و اشک غضب و انشا
رحمت آگئی اور غضب کو فرو کر دیا

فرستادن اسرافیل را علیہ السلام بخاک کہ برو قبضہ برگیر از
حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زمین کی جانب بھیجا کہ کجاو اور حضرت آدمؑ
خاک ہر ترکیب جسم آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
ہمارے بچے اوسان پر درود و سلام ہوا کہ جس کے بنانے کے لئے ایک منہوی نے آؤ

سرمہ ہند جانب صحرا شدند
نیکے سر پہن کی مسرت ہمارے
تا ہمہ نال و نفیر آفرختند
خون کر سب نے گریہ و ناری ہستہ کی
خاک می کردند بر سر آں نضر
وہ لوگ سر پہ خاک ڈالتے رہے
رحم آمد بر سر آں قوم کہ
اس جملہ قوم پر رحم بھی
انک اندک ابر و آشتن گرفت
ابر تھوڑا تھوڑا پھینکے

وقت خاکست محدث تیفض
مٹی اور مشہور وقت کا وقت ہے
آں بہا کا نجاست ایر اکبات
آہ و ناری کی جرحیت وہاں سے اور کہاں ہے؟
خیزلے گزینہ و دائم بخند
اے رونے والے! اٹھ اور بہت کیلئے مسکرا
گریہ کن تا بیدار خنداں شو
رو تاکہ بغیر رنج کے بنے
اشک را در فضل باخون شہید
نعت میں کہ تو کہ شہید کے خون کے ساتھ
رحمت آمد و اشک غضب و انشا
رحمت آگئی اور غضب کو فرو کر دیا

گفت اسرافیل رایزدانِ ما
ہمارے خدا نے حضرت اسرافیلؑ سے فرمایا

آمد اسرافیل ہم سوتے نہیں
حضرت اسرافیلؑ بھی زمین کی جانب آئے

کائے فرشتہ صور ولے بحرِ حیا
کائے صور کے فرشتے! اور اے زندگی کے سمندر

درِ دمی درِ صو یک بانگِ عظیم
آپ صور میں ایک بڑی آواز پھونکیں گے

درِ دمی درِ صور و گوئی الصلا
آپ صور میں پھونکیں گے اور کہیں گے اے صلا

لے ہلاکت دیدگاں زینِ مرگ
اے موت کی تلوار سے ہلاکت ہرے دانوں

رحمت تو و اندم گیرای تو
آپ کی رحمت اور آپ کا وہ ہمگیر دم کرنا

تو فرشتہ رحمتی رحمت نما
آپ فرشتہ رحمت ہیں رحمت کو بلا ہرگز نہ لے

عرش معدن گاہ داد و معدن
عرش انصاف اور عدل کی گاہ ہے

جو شیر و جوئی شہد جاؤں
دودھ کی نہر اور خمر پر نیوالے شہد کی نہر

پس ز عرش اندر بہشتاں رود
پھر وہ عرش سے جنت کے اندر پہنچتی ہیں

گرچہ آلودست اینجا آں چہار
اگرچہ وہ چاروں یہاں گدلی ہیں

جرعہ بر خاک تیسرہ رنجبتند
انھوں نے تھپک مٹی پر ایک گھوٹ بھرا

کہ بروزاں خاک بر کن گفت با
کہ ماؤ! اس مٹی سے مٹی بھسرو، آزاد

باز آغا زید خاک تانِ خنیں
زمین نے بھر دنا شروع کر دیا

کہ ز دہائے تو جاں یا بد موت
کہ آپ کے سانوں سے مرنے زندہ ہو جائے

پُر شود محشر خلاق از زمین
محشر بوسہ تہوں کی زندہ مخلوق سے پُر ہو جائے

بر جہید لے کشتگانِ کر بلا
لے کر بلا کے شہید! اٹھ کھڑے ہو

برزید از خاک سرچویشاں و بر
خاخ اور پتوں کی طرح زمین سے سر نہ اٹھا

پُر شود ایں عالم از اجیای تو
یہ عالم آپ کے زندہ کرنے سے بھر جائے گا

حاملِ عرشی و قبلہ داد با
آپ عرش کے حامل اور انصاف کے قبلہ ہیں

چار جو در زیر او پُر مغفرت
مغفرت ہے پُر چار نہریں اس کے نیچے ہیں

جوئی خمر و جلد آبِ دل
خمر آب کی نہر اور جلد پانی کا در جلد

در جہاں ہم چیز کے ظاہر شود
دنیا میں ہی کچھ ظاہر ہو جائے گی

از چہ از زہر رفت لے ناگوار
کس چیز سے؟ ناگوار رفتا کے زہر سے

زال چہار و فتنہ انجختند
اُن چاروں سے اور فتنہ بپا کر دیا

لے گفت۔ جبرئیل اور
میکائیل علیہما السلام کے بعد

اللہ تعالیٰ نے اسرافیلؑ سے
کہا تم زمین کی ایک مٹی ہیں

لے آؤ خنیں۔ دوسرے کی
آواز فرشتہ صور حضرت

اسرافیلؑ موشیں مٹی پر پھینکے
جس سے سب مرنے زندہ

ہو جائیں گے۔ بحرِ حیات۔
حضرت اسرافیلؑ کا صور

سب کو زندگی بخشنے کا۔
رجیم۔ بوسہ ہڈی۔

لے دروئی حضرت اسرافیلؑ
کا صور پھر کھڑوں کو زندگی

کی رحمت ہے۔ کر بلا۔ موش
کہ بلا مراد ہے جو عاقبت میں ہے

یا دنیا جو مصائب کی جگہ ہے
رحمت۔ اے اسرافیلؑ تباہی

مکرم سے پورا عالم زندہ ہو جائے گا
عاشی عرش حضرت اسرافیلؑ

ہیں عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔
عرش۔ عرش کے بچے

سے دودھ، اشہر، مضرب،
پانی کی چار نہریں بہتی ہیں۔

پُر مغفرت۔ ان نہروں سے
وہ سہاگہ بونٹے جن کی مغفرت

ہو جائیگی۔ در جہاں۔ ان نہروں
کے آواز دنیا میں بھی ہیں۔

فتا۔ دنیا میں ان نہروں کے
آواز مٹی میں۔ جبرئیل۔ ان جلد

کی ایک ایک جگہ سے آرم
کی مٹی کا غیر بنایا۔

لے تاجو بند۔ یہ اس لے
کیا ہی تاکہ ہی آدم آن اس
نہروں کی تلاش میں لگیں۔
خیر دودھ کی نہر کا اثر ان
کے بہستان میں ظاہر ہے۔
از غیب۔ انھوں میں غریب
کا اثر آیا۔ قنبر غیب کی
کئی شہد کی نہر کا اثر ہے۔
آج۔ دنیاوی پانی میں
پانی کی نہر کی اس بے حرکت
حرکت کا کہیں اس میں جوش
نہ ہو۔
آج کے مکتب میں لیا جی
کی یہ صورت اختیار کی کہ
اسرائیل کو اللہ کی قسمیں
لی تھیں۔ مگر میں تلوہ وہاں
ہو۔ شرف پرندے کی جانا
پرندہ کا شکار نہیں کرنا بلکہ
جوڑوں پر گزرا کرتا ہے۔ آج
میں زمین سے ان کی جرات
جیت ہوئی۔

تا بجو بند اصل آنرا اس خصال
تا کہ یہ کیسے ان کی اصل کو تلاش کریں
شیر دادہ پرورش اطفال را
بچوں کی پرورش کے لئے دودھ دیا
خمر دفع غصہ و اندیشہ را
شہد اب، فقر اور فکر کو دور کرنے کے لئے
انگلیں دارو تن رنجور را
شہد، مریض کے جسم کے لئے دوا ہے
آب بہر عام اصل و فرع را
پانی عام کی جز اور شاخ کے لئے
تا ازینہا پے بڑی شوی اصول
تا کہ تو ان سے اصل کا پتہ لگائے
بشنو کنوں باجراي خاک را
اب مٹی کا نقشہ سن
پیش اسرافیل گشتہ اوعبوس
و حضرت اسرافیل کے سامنے ترشہ بنی
کہ بحق ذات پاک ذوالجلال
کہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کا واسطہ
من ازین تقلید بوی میبرم
میں اس مے میں بھند ڈالنے سے تاڑ رہی ہوں
تو فرشتہ رحمتی رحمت نما
آپ رحمت کے فرشتے، رحمت کو ظاہر کرنا لے ہیں
اے شفا و رحمت اصحاب درد
اے درد مندوں کی شفا اور رحمت!
زود اسرافیل باز آمد بشاہ
حضرت اسرافیل کو شاہ کے پاس واپس آگئے

خود بدیں قانع شدند لیرنا کمال
نالاغ خود اس پر قناعت کر بیٹے
چشمہ کردہ سینہ ہر زال را
ہر عورت کے سینہ کو چشمہ بنا دیا
چشمہ کردہ از غیب در باغہا
باغوں میں انگریز سے اس کا چشمہ بنا دیا
چشمہ کردہ باطن زبور را
شہد کہ مکتب کے باطن کو اس کا چشمہ بنا دیا
از برای طہر و بہر کرغ را
پاک اور پہننے کے لئے
تو بدیں قانع شدی ابو الفضل
اے نور! تو نے اس پر قناعت کر لی
کہ چہ میگوید فسوں محرک را
کہ حرکت دینے والے (اسرائیل) کو کیا مشورہ ہے؟
مبکن صد گونہ شکل چاہلوس
خوشامد کی ہستند و نیم کہ صد میں بنائی تھی
کہ مدار این قہر را بر من حلال
یہ ظلم مجھ پر جائز نہ رکھئے
بدگمانی میرود اندر سرم
میرے داغ میں بدگمانی پیدا ہو رہی ہے
زانکہ مرغی را نیا زارد ہما
کیونکہ ہمارا پرندہ کو نہیں سنتا ہے
تو ہماں کُن کاں دونیکو کار کرد
آپ دی کیسے جو ان دو پہلوں نے کیا
گفت غدر و ماجرا نزد
اللہ تعالیٰ سے غدر اور نقشہ بیان کیا

کتر بڑوں فرماں برداری کہ بگیر
کہ بظاہر آپ نے حکم منہ پایا کر لے لے
اُم کر دی در گرفتن سُوئی گوش
تو نے کان کو لے لینے کا حکم دیا
رحمت او بجز دست و بیکراں
اس کی رحمت کا انتخاب اور لا محذور ہے
سبقِ رحمت گشتِ غابِ غضب
سبقِ رحمت کی سبقتِ غضب پر غائب ہے

عکس آں الہام دادی در ضمیر
دل میں اُس کے بر شمسِ الہام کر دیا
نہی کر دی از قساوتِ سُوئی ہوش
عقل کو سختی کرنے سے منع کر دیا
اُو حکیم ست و کریم و مہرباں
وہ قانا اور سخی اور مہربان ہے
لے بدیع افعال بیکو کار ب
لے عجیب افعال اور اپنے کام والے خدا

فرشتانِ عزرائیل علیہ السلام ملک العزم والحزم را بکفرتن
ارادہ کی پختگی اور پختہ کاری کے پیشے (حضرت، عوذیں، عیسا، سکھ، کونشی، ہر
قبضہ خاک تا ساختہ شو جسمِ آدم علی نبیتا وعلیہ الصلوٰۃ
بجلی لینے کے لئے، سمجھنا کہ حضرت آدم (ان پر اور ہمارے نبی پر درود اور سلام ہو)
والسلام چالاک و راست کار و اتقاف ناکردن عزرائیل
کا چالاک اور درست کام کرنے والا جسم بنایا جائے اور حضرت عزرائیل کا زمین
علیہ السلام بر تضرع خاک
کہ آہ و زاری کی طرف دھیان نہ دینا

گفت یزداں زود عزرائیل را
اے اقبال نے فوراً عزرائیل سے فرمایا
اَس ضعیف ال ظالم را بیا
کو رو ظالم، زمینیا کے پاس پہنچ
رفت عزرائیل سر ہنگ تضا
مرمت کے پہاڑی (حضرت، عزرائیل) روانہ ہو گئے
خاک بر قانونِ نفیر آغاز کرد
خاک نے دستور کے مطابق چٹا شروع کر دیا
کلے غلامِ خاص و حمالِ عرش
کلے خاص بندے اور لے ویش کے اُٹھانے والے

کہ بہیں اَس خاک پر تمخیل را
کہ اُس غماوت سے ہماری زمین کو دیکھ
مُشت خاکے زو بیا و پسِ فشا
خبردار! جلد اس میں سے ایک نمٹ جائے آ
سوئے کرو خاک بہرِ اقصا
تقاضہ کرنے کے لئے زمین کے کڑے کی جانب
داد و سگندش بے سوغند خورد
اُن کو قسم دی۔ بہت سی قسمیں کھائی
لے مطاع الامر اندر عرشِ فرش
اے فرش اور فرش کے اندر معدوم و سرور اور

لے کتر بڑوں غفرتا سر نہیں
لے خدا سے وضع کیا بندہ ہر
آپ کے حکم پر اگر میں نہیں لے
آؤں اور میرے دل میں آپ
لے ہی بات پہا کر دی کہ
میں جس کی خوشامدی پر مجھ کر دیا
قساوتِ سخت دی۔ رحمت
اور سوغند فرماتے ہیں، یعنی دیکھا
رحمت کا جذبہ ہے۔
لے فرشتوں، حضرت سر نہیں
کہ ہم ہر دے پڑے پڑے
نے خود میں کو مشغول نہیں کیے
بجایا، جسم، پختہ اور حزم
پختہ کاری، چالاک و راست
کاری، جس کی صفت ہے۔
لے گفت۔ اذتھانے نے
عزرائیل کو حکم دیا کہ زمین کی
لاؤ، پختگی، پختہ کر دیکھ
طرح کے اندر کر دیکھ، سرنگ
پہاڑی، اقتصاد، وصل کرنا۔
بجائے، یعنی جس طرح میں
لے پختہ و دفعہ کی خوشامدی
کی جس مصلحت اور سرگشتی
جس کا حکم دیا جائے۔

رو بحق آنکه باتو لطف کرد

پیش اوزاری کس مزدوست

اُس کے دربار میں کسی کی (آہ و) زاری مرود نہیں ہے

اے ثرا از حق فضیلت بے شمار

اے دیکھو آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے کیا اجر ہے

رُویتا بم زامر اوسترو علن

اس کے علم سے ظاہر ہوا کہ اہل حق میں کس قدر موثر

ہر دو امر اندایں بکیر از راہِ علم

۱۰۰ - مکہ کی جگہ

وَرَحِمَ سَرِيحِ اَمْرِ لَمْ جَوَّالِ تَبَاسِ
مَا فِى مَسْجِدِ مِىنْ شَيْءٍ يَنْفَعُ

کُنْ بِمَنْزِلِ رَاسِ الْمُرْتَدِ

بنہت اسکے کہ تو غیر مشتبہ میں تاویل کرے

سینہ ام سرخون قنداز شورا

تیرے آنسوؤں سے میرا سینہ ترخون ہو رہا ہے

همیشه تورا رسد

۱۔ رمضان میں جو کچھ کھائے اور پیا ہے

ورود علو ایدتش آں حلیم

اور اگر وہ عظیم، افس کے ہاتھ میں ملے

وَرشود غرہ بحکما واولئے او

اگر وہ حلوی سے دھوکا کھا جائے اُس پر فوس؟

لیک 'حق'، فہرے، ہی آموزم

لیکن اشتعالی مجھے جبر کی تعلیم دے رہا ہے

درخند پہاں یہی ہے

کنکریوں میں لے جا عقیق چھپا ہوا ہے

۱۷ گفت۔ زبیری نے کہا کہ
اللہ تعالیٰ نے جس میں میری
میت لے جانے کا بھی حکم دیا ہے
اور بڑا ہی برے شخص کا بھی حکم
ہے لہذا اُن میں سے بڑا بھلا
کو اختیار کر لیجئے اور مجھے معاف

کر دیتے۔ گفت: حضرت
 عروین نے کہا کہ صور چمکے
 مقابلہ میں علم اختیار کے تاباں
 خط مایل اور خط قیاس ہے۔
 تاشبہ یعنی مزاج حکم خور کا

یہی اسرار
مستور و غیبی

میں پہلے جنوں فرشتوں سے بھی

زیادہ رقم لے رہے ہیں....
گھٹانے کی کوشش ہے۔

میں نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا ہے۔

نعمت کے مدد حاصل رہے اور

مگر ایسی کا سبب بن جائے۔

تلف. اسد علی صاحب
کوٹا خروئی عروج و سبب

ہے تو ایسا قبر میں ہر شخص ہوتا

1

تہر حق بہتر ز صد لطف مست

اللہ تعالیٰ کا تہر ہی سیکڑوں مہربانیوں سے بہتر
بدترین تہر شہ از لطف دوگون

اس کا بدترین تہر دوگون جان کی مہربانی سے بہتر ہے
لطفہائے مضمہ اند تہر سہراؤ

اس کے تہر میں تہر باریاں بدشیدہ ہیں
ہیں رہائش بدگمانی و ضلال

غیر دار! بدگمانی اور گمراہی جھوٹے
آں تعالیٰ او تعالیٰ ہا دہد

اس کا یہ جاننا چھے بندیاں عطا کرے
بارے آں امر سنی را ہیچ ہیچ

اب اس بندہ حکم کو قبول اس بھی
ایں ہمہ شنید آں خاک نثرند

اس پست زمین نے یہ بکھڑا سنا
باز از لورع دگر آں خاک پست

بجورہ پست زمین دوسری طرف سے
گفت نے بخیز نمود زیں زیا

انھوں نے کہا اٹھ کھڑی ہو کوئی نقصان نہ ہوگا
گوشہ نشین و مکن لایہ دگر

اٹھا نہ سوچ اور پھر خوشامد نہ کر
بندہ فرما تم نیام ترک کرد

میں حکم کا بندہ ہوں میں نہ کہ نہیں کر سکتا ہوں
جز از ان خلاق گوش چشم و سر

اس کا ان اور آئندہ اور نہ کہ یہ کہ نہ لے کے عطا
گوش من از گفت غیر او کرست

اس کے غیر کی گفت سے بڑا کان بے سہرا ہے

منع کردن جان حق جاں کند رست

اللہ تعالیٰ سے جان بچانا جاں کنی ہے
نعم رب العالمین و نعم عون

پروردگار دوزخ عالم بہتر ہے اور مدد بہتر ہے
جاں پیرون جاں فریاد بہراؤ

اس کے لئے جان دینا جان کو بڑھاتا ہے
سر قدم کن چونکہ فرمودت تعالیٰ

سرگرمیوں نے جھے حکم دیا جو کہ آجا
مستی و جفت و نہالیہا دہد

مستی اور جڑا اور تو شکلیں عطا کرے
من نیام کرد و من و پیچ ہیچ

میں مست ڈھولا اور شکن نہیں بنا سکتا ہوں
زاں گمان بد بدیش در گوش بند

اس بدگمانی کی وجہ سے اس کے کان میں کاوش
لایہ و سجدہ ہی کرد او جو مست

مہربانی کی طرف خوشامد سمجھ کر ہی
من سر و جاں می نهم رہن ضما

میں سر اور جان گروی اور ضمانت میں دستا ہوں
جز وداں شاہ رحیم داد گسر

سوائے اس منصف رحیم شاہ کے
امر او کز بحر انگیزید کرد

اس کا حکم جس نے سمجھ سے گرد آئی دی
نشووم از جان خود ہم غیر و شر

میں اپنی جان سے بھی علی اور بری بات نہ منوں گا
امر او از جان شیریں خوشترست

اس کا حکم نہیں جان سے زیادہ بہتر ہے

لہ تہر حق۔ اگر نہ تعالیٰ

کا یہ حکم تہر ہی ہے تو میرے
اس دم سے جبرہ مخلص

ہے جو میں تجھ پر کسب اور
تجھ میں سے ہوتی ہوں اللہ

کے حکم پر اگر جان سے بھی
دریغ کی جائے تو حاکم

ہے۔ جان پر وہ۔ مہ کے
حکم کے مطابق جھڑپ

دینا جان کی کوئی حق نہیں ہے
سر قدم کن ہی نہیں کے بل

چل بڑ
لہ آں تعالیٰ۔ اس کا یہ

حکم کہ تھا۔ جنت کی میں
سے عطا کر دے عطا ہے

عزرائیل نے کہا یہی حکم کے
حکم کے جاری کرنے میں کوئی

تاوی نہ کر دے گا۔ جنت بہرہ
حضرت عزرائیل کی ساری

نصیحتیں بیکار ہوتی جس
کی بدگمانی نے اس کو بے سہرا

بنا دیا تھا۔ آج اس میں نے
حضرت عزرائیل کی خدمت میں

پہنچ کر دین
لہ گفت حضرت مہربان

نے زمین سے کہا کہ تم کوئی
کی تمیل تیرے لئے نہیں ہے

میری دست داری ہے تجھے کوئی
نقصان نہ پہنچے گا۔ جنت میں

اللہ کے حکم کا عطا نہیں ہوتا
حکم پر ہر ممکن کو ممکن عطا ہوتا

ہے۔ جنت میں اللہ جنت

کے سوا اپنی جان کی کوئی

بات نہیں منشا جنت حرا

اس کا حکم ہے اپنی جان سے

بھی زیادہ پیارا ہے

لے جان، جان تو اذکی دی
ہوتی ہے اگر اس کے حکم پر
جان جانے تو وہ میسر ہو
جائیں معا کر سکتا ہے۔ جان
چاہئے۔ اذ کے مقابلہ میں
جان حیر ہے کیلک۔ میں
خضرے غافلہ کی خاطر ہوا
نقصان نہیں بر داشت کر سکتا
موت جس کے حکم کو کسی
کی آواز سے نہیں سنا
جاسکتا جس کے حکم کے
ساتھ مجبور نہیں ہوں۔

لے در بیان۔ جواں خدیں
وہ ہر سال میں سبب لایا
پہ نظر رکھتے ہیں انبیا سے
تلق نظر کرتے ہیں انبیا کو
کار میر کا آدھیجے ہیں حضرت
بازیدہ سبطانی نے فرمایا تھا
کہ میں نے فرشتہ دروازے نہ
کسی انسان کی بات میں اور
دکسی انسان سے گفتگو کی
تو میں کو سبب یہی تھا کہ
وہ ہر سال کا حضرت خدای
کو پہنچے تھے

لے کہ کون سی صدی وہ
اضطراب نے فرمایا ہے۔
موجودہ زمانہ میں ہر گز
کہ راحت و مسرت نہ رہے
از غماں غلاب و شمن دوست
کہ دل ہر دو در غمت اوت
حقان اکھبار۔ دوار نے کہا ہے
شکایت کی تو میں نے جواب
دیا کہ اصل سبب کو دیکھان
میں رکھ۔

جاں از و آمد نیامد از جہاں

جان اس سے آئی ہے وہ جان سے نہیں آئی

جاں چہ باشد کش گز نیم بر کریم

جان کیا ہوتی ہے کہ میں اس کو کریم پر عزیز ہوں

من نہ انم خیر الا خیر او

میں اس کی خیر کے علاوہ کوئی خیر نہیں جانتا ہوں

گوش من کرست از زاری کنا

رو نے والوں سے سہارا نہ لیا ہوا ہے

صد ہزاراں جان ہوا و انگاں

وہ لاکھوں جانیں منت دے دیتا ہے

یک چہ بود کہ بسوزم زو کلیم

کتن کیا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے میں کل ہواؤں

ضم و حکم و عی من از غیر او

میں اس کے غیر سے ہوا اور مجھ اور مادہ ہواؤں

کہ نمم در کف او پجو سناں

کیونکہ میں اس کے ہاتھ میں بھالے کی طرح ہوں

در بیان آنکہ مخلوق کے ترا از و ظلمے رسد بحقیقت او تپوں آتے

اس کا بیان کہ جس مخلوق سے تپے تکلیف پہنچے وہ در حقیقت ایک آد کی طرح

است عارف اس بود کہ بحق رجوع کند نہ بات و اگر بات

ہے عارف وہ جانتا ہے جو اذ قاطع کی طرف رجوع کرتا ہے نہ کہ آؤ کی جانب

رجوع کند ظاہر انا از جہل کند بلکہ رائے مصالحتی چنانکہ بازیدہ

اور اگر بظاہر آؤ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اذ ان کی وجہ سے نہیں بگڑ مصلحت کی

قدس سرہ گفت کہ چندیں سال ست کہ شمن با مخلوق سخن

وہ سے چنانچہ حضرت بازیدہ قدس سرہ نے فرمایا کہ بہت سے سال ہو گئے ہیں کہ میں نے

نگفتہ ام و از مخلوق سخن نشنیدہ ام لیکن خلق جنیں پیدا نہ

مخلوق سے بات نہیں کی ہے اور نہ میں نے مخلوق سے بات سنی ہے لیکن وہ کہہ سکتے ہیں کہ میں

کہ با ایشان میگویم و از ایشان می شنوم زیرا کہ ایشان مخاطب اکبر

ان سے گفتگو ہیں اور ان سے سنتے ہوں کیونکہ وہ بڑے مخاطب کونین دیکھتے ہیں

رائی بیند کہ ایشان چوں صد اند نسبت بحال من اتقا

کیونکہ میرے اشارے صدائے بارگشت کی طرح ہیں اور اختلاف نہنے والے کی توبہ،

مستمع عاقل بصدا نباش چنانکہ مثل ست معروف قال

صدائے بارگشت کی طرف میں ہوتی ہے چنانچہ مشہور مثل ہے کہ دیوانے کیس

الْحَدَّاءُ لَوْ تَدَلَّ لَوْ تَشَقَّقِي قَالَ لَوْ تَدَلَّ أَنْظُرِي مَنْ يَدْفَعِي

ہے کہ اگر تو مجھے کہیں چلاؤ رہی ہے میں نے کہا اے دیکھ جو مجھے ٹھکرے رہا ہے

احتمانہ از بسناں رحمت مجو
بہر توئی سے پہلے سے دم کا خواہاں نہ ہی
از دم شمشیر تو رحمت مجو
تو حور کی دھار سے دم نہ کھائیں کر
بارسناں تیغ لالہ چوں کئی
تو پہلے اور حور کی خوشامیہ کن کرتی ہے؟
اول صنعت آذرست و من صنم
وہ کارگیری میں آذر ہے اور من بیت ہوں
گر مرا ساغر کند ساغر شوم
اگر وہ مجھے ساغر بنائے میں ساغر بن جاؤں
گر مرا چشمہ کند آبے دہم
اگر وہ مجھے چشمہ بنادے میں پانی دوں
گر مرا باران کند خرمین دہم
اگر وہ مجھے بارش بنادے میں کیاں دوں
گر مرا مارے کند زہر فگنم
اگر وہ مجھے سانپ بنادے، تو زہر آکھوں
گر مرا شکر کند شیریں شوم
اگر وہ مجھے شکر بنادے میں شیریں بن جاؤں
گر مرا شیطان کند سرکش شوم
اگر وہ مجھے شیطان بنادے میں سرکش بن جاؤں
من جو کلکم در میان مستعین
میں دو احمقوں کے درمیان غم کی طرح ہوں
خاک را مشغول کرد او در سخن
انہوں نے بے نیکی کر باتوں میں لگے یا
ساحرانہ در بود از خاکداں
وہ زمین سے خبیثہ بازوں کی طرح لے آئے

در دہان اتر دھار و بہر او
اہں (ا) اتر دھار کی خاطر اتر دھار کے گھٹن میں جاؤں
زاں شبے جو کاں بود در دست او
اہں شاہ سے ہانک وہ جس کے ہاتھ میں ہو
کو اسیر آمد بدست آں سنی
وہ اہں بلند (ا) اتر دھار کے ہاتھ کے پابند میں
آلتے کو ساز دم من آں شوم
وہ آواز جو بنانا ہے میں بنی جانا ہوں
در مرا خنجر کند خنجر شوم
وہ اگر مجھے خنجر بنائے، خنجر بن جاؤں
در مرا آتش کند تابے دہم
اگر وہ مجھے آگ بنادے گرمی پہنچاؤں
در مرا ناوک کند در تن جھم
اگر وہ مجھے تیر بنادے میں جھم میں گھس جاؤں
در مرا یارے کند مہر انگنم
اور اگر وہ مجھے دوست بنادے تو محبت ہو دوں
در مرا حنظل کند پر کیں شوم
اور اگر وہ مجھے ایلو بنادے تو میں کینہ در دھاؤں
در مرا سوزاں کند آتش شوم
اور اگر وہ مجھے جلانے والا بنادے تو میں آگ بن جاؤں
نیتسم در وصف طاعت میں بین
میں منیت طاعت میں خدیج نہیں ہوں
یک کفے بر بود زان خاک کہن
(اور) اہں پرانی مٹی سے ایک کفے بھی سرلی
خاک مشغول سخن چوں تیغوں
زمین میں ہر شے کی طرح بات میں مشغول تھی

لے در دہان (ا) اتر کے کس
مک میں کی چوں دھار چوں
چاہیے۔ اگر وہ سانپ کے گھٹن
میں جانے حکم دے تو میں کو
ہی بہتر سمجھتا چاہیے۔ جو بہت
حضرت حورائیں نے نسخہ آیا
ناہی جتنی اتر دھار لے چے میں
بہتر دہن کے آگے کے ہوں۔
تا تو کسی پر محبت کا حکم پر
تو میں دم کدوں گا تو خنجر۔
کسی پر تو بہتر حکم ہو تو میں
تیر کروں گا۔
لے کو زبازاں جس طرح ہو
مک دے گا میں وہی کروں گا
خواہ اہں کسی کا فائدہ ہو یا
بظاہر نقصان ہو۔ اگر وہ کہے۔
حضرت حورائیں نے فرمایا اتر
دھار لے جو کہ میں مجھے لے گا
میں وہی کروں گا۔
لے (جسے) حدیث تفسیر
اثر مکتوبہ یعنی کوثر جنت
اے حبیب میں افسانہ
الغرض میں افسانہ
یضا کو۔ جو آدم کے دل
اتر دھار کی کو دھار جھنک کے
دریاں ہیں اُن کی پشت دھار
چے جیسا چاہیے۔

لے کر تبت بے رائے زمین
کی رائے بے اصل حق تبت
زمین کی حق کو جس میں حضرت
عزرائیل لے گئے جس میں
بسکڑے پتے کو کتب میں
لے جایا جاتا ہے۔ گفت۔
حضرت عزرائیل چونکہ زمین
کی خوشامد سے تارتد ہوئے
تو اسے تھانے ان کے لئے
جہاد کا عہدہ پسند فرمایا۔
لے کر تو راداری حضرت
عزرائیل کو ملک الموت بنا کر
تو انھوں نے عرض کیا کہ میں
جانداروں کی روح قبض
کروں گا وہ مجھ سے کبھی
کرے اور مجھے پتا نہیں
کہیں گے تو یہ بات آپ
میرے لئے کیوں پسند کرتے
ہیں گفت۔ اللہ تعالیٰ نے
حضرت عزرائیل کے جواب
میں فرمایا کہ میں موت کے
اسباب پیدا کروں گا تو لوگ
ان کو دیکھیں گے تیری موت
سے مومن کی نگاہیں ہٹ
جائیں گی۔
لے کر حضرت عزرائیل
نے عرض کیا یہ تو درست ہے
کہ وہ کی عمدہ اسباب پر مبنی
ہے لیکن خاصانِ خدا بھی تو
ہیں جو اسباب سے قطع نظر
کرتے ہیں اصل کو پیش نظر
رکھتے ہیں۔ امکانِ وقت میں
پڑنا تاکہ وہ لوگ پہنچتے
ہیں کہ وہ اس تاثیر سے لیکن
جب وہ افراد کرے تو ہر
نعل خداوندی ہی ہے۔

بُردِ واقع تبت بے رائے را
بے درت حق کو اللہ تعالیٰ کے پاس لے
گفت یزداں کہ بعلمِ روشنم
اللہ تعالیٰ ہنے فرمایا اپنے روشن علم کی قسم
گفت یا رب دشمنم گیرند خلق
انھوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دشمن بھی کرے
تو راداری خداوندِ سنی
اسے بزرگ خدا تو مناسب سمجھتا ہے
گفت آسبا لے پیدا کر میں غیاں
اُس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میں اسباب ظاہر کروں گا
از صداع و اشترا و از خضاق
اور دوسرا درون کے جوڑے اور دھمکے کے دم سے
سُدہ و اسہال و استنقا و سل
سُدہ اور دست اور استنقا اور سل
تا بگردانم نظر شاں را ز تو
تا کہ ان کی نگاہ سے پسند دوں
گفت یا رب بندگان ہستند نیز
ان دو رائے لے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے بھی
چشمِ شاں باشد گزارد از سبب
ان کی نظر سبب سے گزری ہوئی ہوتی ہے
مُرمَر توحید از کمال حال
حالت کے مرمَر توحید کی جانب سے توحید ہر
ننگرِ اندر تبت و قوت و سل
وہ بھار اور قوت اور سل کو نہیں دیکھتے ہیں
زانکہ ہر یک نے میں مریضہ را دوتا
کیونکہ میں مریضوں میں سے ہر ایک کی دوا ہے

تا بلکتب آں گریزاں پائے را
(جیسا کہ کتب میں بسکڑے پتے) کو
کہ تڑا جلا و ایں خلقتاں گنم
کہ مجھے مخلوق کا جلا و ہستادوں کا
چوں فنام خلق را در مرگِ خلق
جس موت کے لئے میں مخلوق کا گمراہی کا
کہ مرا مبنغوض و دشمن رو گنی
کہ مجھے مبنغوض اور دشمن کے جیسے والا بنائے
از تبت و قوت و سراسم فنام
ایسی، بخار اور درون قوت اور سراسم اللہ کا
وزر کام و از جدام از فوق
اور ز کام سے اور کوڑھ اور چسکی سے
کسر ذات الصدق لدغ در ددل
ہی نہ لے اور نہ لے اور نہ لے اور نہ لے اور نہ لے
در مریضہا و سببہائے سر تو
مریضوں اور جہر سے سببوں میں
کہ سببہا را بدتند اے عزیز
کہ اسباب کو پاک کر دیتے ہیں اے عزیز
درگذشتہ از عجب از فضلِ ر
وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بدتند لے لے لے
یافتہ از تبت ز علت و اعتلال
پائے ہوئے ہیں اسباب سبب تبت سے نہات
راہِ نہ ہند ایں سببہا را بد
دل میں ان اسباب کو راستہ نہیں دیتے ہیں
چوں روانہ پذیراں فعلِ قضا
جب وہ دوا کو قبول کرے وہ قضا خداوند کا
کرتا ہے

ہر مرض وارد و امید ایں یقین
یقین کے ساتھ چاہئے کہ ہر مرض کی دوا ہے
چون خدا خواہد کہ مریہ بفسر
جب خدا چاہتا ہے کہ انسان بھٹکے
ویر و جوش لرزہ نہند کہ آں
اُس کے جسم میں وہ ایسی کچھ پیدا کر دیتا ہے
برق اوسردی نہند چناں
اُس کے جسم میں ایسی سردی پیدا کر دیتی ہے
چون قضیہ آید طیب ابلہ شود
جب تصالائی ہے طیب ہر وقت ہوتا ہے
کے شود محبوب ادراک بصیر
جینا کا احساس کب چھوٹ سکتا ہے
اصل بیند دیدہ چون اکل بود
جب آکھ مکھن ہوتا ہے وہ اصل کو کھیتا ہے

چون دولے رنج سر باوینس
جس طرح جالے کی تکلیف کی دوا ہو سکتی ہے
سردی از صدر پوستن ہم بگذرد
اُس سردی سے کٹھنوں پرستوں میں سے گزر جاتی ہے
نے ز آتش کم شود نے از دھان
جڑا آگ سے کم ہوتی ہے نہ دھو سے
کاں بجامہ ہم نکر دو آتش آں
کہ وہ پکڑوں سے بھی نہیں ملتی ادا آگ سے بھی
واں دوا در رفع ہم گمرہ شود
وہ دوا نفع پہنچانے میں بے راہ ہو جاتی ہے
زین سببہائے حجاب گول گیر
اچھ کو مبتلا کرنے والے ان مہیا ہے
فرع بیند چونکہ مرد احوال بود
جب انسان بھٹکے ہر توراہ کو کھیتا ہے

جواب آمدن از حضرت عزرائیل را کہ آں کہ نظر او بر
اٹھ تھالے کی جانب سے حضرت عزرائیل کو جواب آنا کہ جو نظر اسباب اور
اسباب مرض و زخم تیغ نیاید بر کار تو عزرائیل ہم نیاید کہ تو
مرض اور تلوار کی اٹھا سناں پر نہیں پڑتی ہے لے مرضیں وہ تیرے کلمہ پر بھی نہ پڑتی
ہم سببی اگرچہ مخفی تری ازاں سببہا و بود کہ براں بخور مخفی
کیونکہ تو بھی ایک سبب ہے اگرچہ اُن سببوں سے نادر مخفی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اُس جبار
نہ باشد و غن آفر بآلہ منکھ و لکن لا تبصرون
سے یہ مخفی نہ ہو کہ جو اُن سبب سے کہے بھی زیادہ قریب ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے ہو

گفتہ زواں ہر کہ باشد دل
اٹھ دھانے لے زواں چھٹ میں کو باندھ دلا ہو مگر
گرچہ خویش از غامر نہاں کرد
اگرچہ خوں سے لپٹے آپ کو چھپا دیا ہے

پس ترا کے بیند او اندر میاں
وہ تجھے درمیان میں کب دیکھے گا؟
پیش روشن دیدگاں ہم پردہ
روشن آنکھ والوں کے سامنے تو بھی ایک پردہ ہے

لے ہر مرض حین شریف
ہے ہر مرض ذرا ذرا سے بھلا
کی دوا ہے۔ ہرستیں سردی
سے ہرستیں کے درمیان ہوا
ہوتا ہے لیکن اگر خدا چاہے
تو سردی پرستوں سے گند
کر دی کہ کتا رہی ہے ...
وہ درجہ جس میں سردی
گھٹتی ہے کہ دیکھوں سے
جس پر شام ہے آگ اور
دھری ہے۔
لے ہر نفسا قطبہ خداوندی
کے خلاف ہر درویش کا ثابت
ہو جاتی ہے اور طیب ہوتا
حالات سے آتی وہ تجھ پر کر
ہے بقیہ بھی وہاں کیست
حاصل ہے وہاں سے
دھمکے نہیں پڑتے ہیں
اور کلام جس کا کرتی ہے
جو کھینک کر کہے وہ آباب
کو دیکھتا ہے۔
لے جواب خدا تعالیٰ نے
حضرت عزرائیل کو جواب دیا
کہ تم بھی ہر ایک سبب
ہو اگرچہ مخفی کی نگاہ سے
مخفی ہو لیکن اسباب بعینہ
تم کو بھی سبب کہیں گے کہ
حقیقی نعمتوں سے بھی محروم
کریں گے۔ گفتہ۔ اٹھنے
فرمایا کہ تم بھی محض ایک سبب
ہو اسباب بعینہ کی نگاہ
پر وہ چاک کر کے کھینک
پہنچ جاتی ہے۔

و انکا ایشاں را شکر باشد راضل

اور یہ کہ موت اُن کے لئے شکر ہوتی ہے

تلخ بنویش ایشاں مرگ تن

جسم کی موت اُن کے لئے گڑی نہیں ہوتی ہے

آنکد وارست از جہان بیج بیج

جو شخص بھی درجہ دنیا سے بھڑکتا تھا

برج زنداں را شاستار کاینے

کسی اہلکار نے قید خانہ کی مٹا دی تو

کلے دینے ایں سنگ مرمر است

کہ اپنے انیس اُس نے سنگ مرمر توڑ دیا

آں رُغام خوب آں سنگ لطف

و ہمدرد پتھر اور وہ نازک پتھر

چون شکستش تا کہ زندانی برست

جب اُس کو اس نے توڑا کہ قیدی پھر تھی

بیج زندانی نگوید ایں فشار

یہ بے باک کہ کون قیدی نہ کہے گا

تلخ کے باشد کے را کش بر بند

اُس شخص کو ناگوار کہ ہر گاہ میں کربا نہیں

جاں مجرگشت از غولائے تن

جسم کے شرور میں سے جان بھڑکتا کر

ہیچو زندانی چہ کاندہ رشتباں

کون سے اُس قیدی کی طرح جو راتوں کو

گوید بے یزداں مراد تن مبر

و کہے گا اے خدا! مجھے جسم کے اندر نہ کر

گویدش یزداں و عاشد متجرب

اُس سے عاشقِ اُتالی ہوئے گا کہ دعا قبول ہو گئی

چون نظر شاں مست باشد دُرؤل

کیونکہ اُنکی نگاہِ آفتاب کی، دلوں میں سے نہ نکلتی

چون زندان چاہ و زندان چین

کیونکہ وہ کونوں اور قید خانے میں جاتے ہیں

می نگرید بر فواست بیج بیج

وہ ناچنے کے نغمے جو جاتے ہیں نہیں روتا ہے

بیج ازور رنجہ دل زندانی

کیا اُس سے کون قیدی رنجیدہ ہو گا

تا زوان و جان ما از جس است

حتیٰ کہ ہماری روح اور جان ما جس سے بھڑکتا

برج زندان را ہی بود و کیف

قید خانہ کی عمارت کے لئے اچھا اور مناسب

دست او در جرم ایں بایست

اُسے جرم میں اُس کا ہاتھ توڑنا چاہیے

جو کہے کہ جس آرنش بدار

موائے اُس کے جس کو قید خانے سے سلیقہ نہ پائیے

از میان زہر ماراں سوائے قند

سماجوں کے زہر میں سے شکر کی جانب

می پرد با پر دل بے پایے تن

دل کے پردے پر پرداؤں کی قید کے زکسے پاؤں سے

خسب و بیند بخواب و گلستان

سوئے اور وہ خواب میں باغ کو دیکھے

تا دریں گلشن گنم من کرو فر

تا کہ میں اس باغ میں گنم سے اُڑاؤں

و امر و اللہ اعلم بالصواب

والیس نہ جاؤ اور اظہارِ ارادہ بہرہ رونا ہے

لے تاکہ جو صاحبِ عیبت

اُس جہان کی کھانسی نہ ہو

دوستِ بزمِ بیدار دوست

اور مارنے والے کو بُرا نہیں

کچھ کہتے وہ اپنی موت کا کیا

ہی کہتے ہیں جیسا کہ کوئی نہیں

کی قید سے نکل کر میں میں

پہنچ جائے بیج بیج دنیاوی

دولت

لے بیج مومن کی موت

اِس ہے جیسے کسی قیدی کا

قید خانہ کو شہلا کوئی کا کارن

اُس کو توڑے گا وہ کسی قیدی

کو تعریف ہوگی کہتے ہیں

بات کوئی قیدی نہ کہے گا نیکو کار

سنگ پر برج میں مٹا

جوتے کے پاؤں وہ قیدی یہ

بائیں کہے گا جو جیل خانہ سے

پہنچیں پر جائے

لے بیج مومن کی موت تو

یہ ہے کہ کسی کو سماجوں کے

زہر سے کھا کر زندہ میں جیسا دیا

جائے جات جب درجہ

کی قید سے آزاد ہو جاتی ہے

تو اُس کی پرواز بڑھ جاتی

ہے۔ پھر مومن کی دنیاوی

زندگی کی یہ شاں ہے حرکت

اُس قیدی کی تباہی ہے کہ

وہ میدانِ زہر اور روحِ جہم

میں نہ کہ رات کے خواب میں

گرا تباہی اُس قیدی کی

دعا قبول کرے کہ وہ کشتہ

توڑاں بسببِ مہم

بِخِشِ خولے رہیں چرخِ شُبُور
دیکھ، ایسا خواب کیسا اچھا ہوتا ہے

بیج اُو حسرت خوردہ را بآفتاب
کیا اُس کو بیداری پر کوئی حسرت ہوتی ہے

مومنی آخر در آرد صفِ زم
تو مومن ہے، بالآخر مگر کی صف میں آجا

بر اُمید راہ بالا کن قیام
ماہِ باہ کی راہ کی امید پر کھٹا رہ

اشکِ می بار و می سوز از طلب
طلب میں آنسو ابد جلتا رہ

لب فرو بند از طعام و از شراب
کھانے اور پینے سے ہونٹ بند کر دے

و مہم بر آسماں میدار امید
ہر وقت آسمان سے امید دار رہ

و مہم از آسماں می آیدت
آسمان سے ہر وقت تجھے پہنچت ہے

گر تیرا آنجا برد نبوؤ عجب
اُتر رہا تجھے اس حوت کیجئے، عجب نہ ہوگا

کایں طلب دے تو کروگانِ خدا
تیرے اندر یہ طلب خدا کی مرہون ہے

جب دکن تائیں طلب افزوں شود
کوشش کرے تاکہ یہ طلب بڑھے

خلق گوید مُرد مسکین آں فلاں
مصدق کہے کہ وہ فلاں ہے جانا مر گیا

مَرگِ ناپید و بختِ در رُود
موت کو دیکھ بغیر بخت میں چلا جاتا ہے

برتنِ با سلسلہ در قعر چاہ
کنویں میں بندھے ہوئے جسم پر چاہ

کہ تیرا بر آسماں بود تم
کہو کہ آسمان پر تیری فعل موجود ہے

پہچو شمع پیشِ محرابِ غلام
محراب کے سامنے اسے کوہان؛ شمع کی طرح

پہچو شمعِ مسرِ بریدہ جملہ شب
تمام رات شمع کی شمع کی طرح

سوئے خوانے آسمانی کن شتاب
آسمانی خوان کی جانب جلدی قدم بڑھا

در ہوائے آسماں رقصاں جوید
ہوا کی طرح آسمانی ہوا میں رقص کرتے ہوئے

آبِ آتشِ رِزقِ می افزایت
پانی اور گرمی جو زیادہ رِزق بڑھاتا ہے

منکر اندر عجز و بسنگِ در طلب
کنواری پر غلبہ نہ کر، طلب کو دیکھ

زائلِ ہر طالبِ مبطلوبِے سُرّت
کیونکہ ہر طالب ایک مبطلوب کے لائق ہے

تا دولتِ زیرِ چاؤ تنِ میرِیں شود
تاکہ تیرا دل جسم کے اس کوئی سے باہر نہ آئے

تو بگوئی زندہ امِ اے غافلان
تو کہے گا، اے غافل! میں زندہ ہوں

لفظِ آہن ہیں۔ اس قیدی
کی زندگی کسی پیداری سے
بیچ۔ بیداری اور موت کے
جسم میں آجائے پر اس کو
کوئی خوشی نہیں ہوتی ہے۔
تو ہی جبکہ مومن کے لئے
دنیا قید گاہ ہے تو جس کو
اس سے نجات حاصل کرنے
کی کوشش کرنی چاہیے اس
کے لئے آخرت میں مغفلیں
آراستہ ہیں۔ برآمد۔
آخرت کی طرف راہِ باب
ہونے کے لئے رات کو عجب
میں کوکڑا پناہیئے اور شہرِ
حق کی طرح آنسو بہانے
چاہئیں۔

آج۔ ایک مومن
کوشش بیداری میں جادت
کے اندر شمع کی طرح پھول
اور پراشک رہنا چاہیے
آب۔ زیادہ پانی کی
حرکت کر کے بخوری نعمتوں
کا منتظر رہنا چاہیے۔ جیتہ۔
بیدار کے وقت کی بات
شاخیں ہر وقت لرزتی
رہتی ہیں۔ تو ہم۔ اٹھ کھڑے
کی طرف سے جس طرح بخوری
نعمتوں کا انتظام ہے اور
نعمتوں کا انتظام ہو رہا
ہے۔

آج۔ آخرت میں
جنگ جیسے کام زور انسان
کی طلب و جستجو ہے نہ کہ
انسان کی جسمانی حالت
کوئی طلب۔ یہ طلب ان
جسمانی نعمتوں کی حالت نہ۔
یہ کہ نہ ہر طالب کے لئے

ایک مناسب مطلب ہونا چاہیے۔ جبکہ کن فطری مطلب میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً۔ جب تو میر
فراس حالت میں مگر کوئی جگہ مرہم نہیں اور تو نے آپ کو بادی زندگی کے ساتھ زندہ رکھے

لے کرتی تھیں۔ مردہ کے
 دلوں سے تو یہ کہے ڈگریج
 میرا جسم نامہ جسموں کی طرح
 مر رہا تھا کہ ہے میں دل
 میں آٹھویں جہنمیں جا رہا تھا
 رہی تھی۔ جانتی تھیں۔ اگر کوئی
 گل و شبنم کی سیر کر رہی
 ہے تو ہم کے کسی خواب جگ
 پڑے ہوئے پر کوئی مصدر
 نہیں ہوتا ہے۔ جانتی تھیں۔
 جو روح عالم پر زخم میں آرام
 سے سو رہی ہے اس کو جسم کی
 کوئی یاد نہیں ہوتی ہے۔
 یا ایک جہنم جنت میں اٹھ
 ہوتے وقت اتنا کرے گا کہ
 کاش میری قوم میرے اس
 جہنم و جنت سے سنبھلتی۔
 لے کر خواہر جنت میں یہ
 ہادی دین نہ ہوگا اور روح
 زندہ رہے گی اور اس کو
 زندہ رکھنے کے لئے عذاب اس
 کو بدلی عزت کرے گا۔
 مثنوی لکھی اور اس کا ہر گام
 درج کیا۔ اب مولانا نے مثنوی
 لکھی کہ بیان شروع کیا ہے
 انجمن۔ یہ حدیث اسی الفاظ
 سے کتاب میں مذکور نہیں ہے۔
 یا ایک۔ یہ حدیث مسموم
 و سنان کے مسند میں کتابوں
 میں مذکور ہے۔
 لے واری۔ اعلان جس قدر
 رزق ظاہری سے دردمیج
 اس قدر اس کو رزق باطنی
 حاصل ہوگا مگر یہاں مثنوی
 رزق ان تمام میں سے پاک ہے
 جو رزق ظاہری میں ہے۔

گر تین من پیچو تنہا خفتہ است
 اگرچہ میرا جسم جسوں کی طرح سوچا ہے
 جاں چو خفتہ در گل و نسرس بود
 جب روح گل اور نسرس میں سوئی ہوئی ہو
 جان خفتہ چہ خبر دارد ز تن
 سوئی ہوئی روح کو جسم کی کیا خبر؟
 میزند جان در جہان اکمل
 یہ روح پانی میں لگا رہی ہے
 گر خواہد زیست چاہے این کن
 اگر روح کس جسم کے بغیر نہیں جی سکتی
 گر خواہد بے بدن جان تو زیست
 اگر تیری جان جسم کے بغیر زندہ نہ رہیگی

ہشت جنت در دم بشکفتہ است
 آٹھ جہنمیں میرے دل میں کھلی ہوئی ہیں
 چہ غم ست ارتن در اس سرگس بود
 اگرچہ اس سرگرم میں ہو تو کیا غم ہے؟
 کو بگشاش خفتہ یا در گوخن
 کردہ چمن میں سویا ہوا ہے یا جہنم میں
 لعنہ یا لکنت قومی یعلمون
 کاش میری قوم جان ہی سے کاش نہ
 پس فلک ابوان کہ خواہد بدن
 تو چہ آسمان کس کا محل ہوگا؟
 فی السماء بر ذقن روزی کیست
 آسمانوں میں ہے کھانا ذقن کس کی ہڈی پر؟

در بیان وفات چرب و شیرین دنیا و مانع شدن او
 اس بیان میں کہ دنیا کی چٹنی اور شیریں چیز نامہ گوار ہے اور وہ اثر کے طعام سے
 از طعام اللہ چنانچہ فرمود "الجوع طعم اللہ یحییٰ ابدا
 مانع ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ بھوک اللہ کا کھانا ہے جس سے وہ زندہ رہیں گے۔
 الصدیقین ائے فی الجوع یصل طعام اللہ عز وجل قال
 کہ زندہ رکھتا ہے میں بھوک میں اللہ عز وجل کا کھانا پہنچتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آیت عند ربی یطعمنی و یسقینی
 نے فرمایا اور میں اپنے خدا کے پاس رات گزاتا ہوں وہ مجھے کھاتا اور پلاتا
 و قول اللہ تعالیٰ یدر قون فرحین
 ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے ان کو رزق دیا جائے گا وہ خوش رہیں

و آری زیر روزی بیزہ کثیف
 اس گندہ اور معمول ہڈی سے بھلا کھانے کو
 گزیرا اس طل کو شمی خوری
 اگر تو اس لذتِ خدا کے ہزاروں رطل کھا گیا
 رفتی در لوت و در قوت شریف
 تو لذتِ خدا اور شریف روزی میں پہنچے جانے کا
 میری پاک سبک بچوں پر
 اتب ہی پاک اور ہلکے وہ گزری کی طرح ہزار
 کہے

کہ نہ بھس بادِ قلوبِ نعت کند
کیونکہ نہ رنج کا ترک نہ خیر سے قوی کرے گا
گر خوری کمر گرسہ مانی چو زارغ
اگر تو کم کھائے کھائے کھائے کھائے کھائے
کم خوری نگوئے بد خوشی و دق
تو کم کھائے، مددِ حاجی اور عقل (الدق (دہلی)
از طعام اللہ و قوتِ خوشگوار
اللہ کے کھانے، اور خوشگوار خوراک کے مدد
بش در ورہ شکیبا و مضر
روزے میں صابر اور مضر بن کر
کاں خدائے خوب کار و بڑا
کیونکہ خدا چاہے کام کرنے والا اور نیکو کار
انتظارِ نازِ نادر و مروتِ سیر
پیش ہوا انسان روزی کا انتظار میں کر لے
بیٹھا ہر دم بھی گوید کہ کو
نے سہ و سامان کتنا ہوتا ہے کد کد ہے
چوں نباشی منتظرِ نایدتو
جب تو منتظر ہوگا کیسے پاس نہیں آئے گا
اے پدرا لانتظارِ لانتظار
اے پادرا! انتظار کرو انتظار کرو
ہر گرسہ عاقبت قوتِ بیافت
اللہ کا ہر بھوکے نے مدد دی واصل کر دی
ضیف باہمت چو آتشِ کم خور
باہمت وہاں جب کھانا کم کھا رہا ہے
جز کہ صاحبِ خوان در پیشِ نیم
بجز نفاس کیسے میسر نہ ہاں کے

چار میخِ معدہ آہنجت کند
(۱) معدہ کی تکلیف ہے ستائے گی
و خوری پڑے دار و غمت و داغ
اگر پیٹ بھر کر کھائے گا تو خوری کا داغ پڑے گا
پُر خوری شدِ حمہ رائے مستحق
پیٹ بھر کر کھائے تو ہمہ ہست کا مستحق ہو گیا
بر چہاں دریا چو شستیِ خوشوار
ایسے دریا پر کشتی کی طرح سوار ہو جا
و مبدم قوتِ خدرا منتظر
ہر وقت اللہ (خدائے) کی روزی کا منتظر رہ
ہد بہار امید بد و انتظار
انتظار میں تجھے رہتا ہے
کہ سبک آید و ظیفہ یا کر دیر
کد خوراک جلدی آئے گی و دیر میں
و مجامعت منتظر در ماندو
بھوک کی وجہ سے وہ منتظر رہتا ہے
آں نوالہ دولت ہفتاد تو
ستر ستر دولت کا نفع
از برائے خوان بالا مردوار
مردوں کی طرح آسانیِ خوان سا
آفتاب دوتے برے بتافت
دولت کا آفتاب انہیں پر چمکا
صاحبِ خوان آتش بہتر آؤ
پسند زبان عمدہ کھانا لاتا ہے
ظن بدکم بر بر رزاق کریم
سچی روزی دینے والے کے پاس میں بدگالی نہ کر

لہ کر۔ روزی ظاہری و در
قوی اور مدد کی بہاویاں
پیدا کرتا ہے۔ مگر خوری بہا
روزی ظاہری کی کسی کو کوئی پائی
دونوں مضر ہیں۔ داغ و دھج
سستی کی سبب ہے جس
سے داغ و دھج ہو جاتا ہے۔
پیش ہوا انسان ظاہری روزی
کے منتظر رہتا ہے اور مستحق روزی
کا منتظر رہتا ہے جب اس کو
مستحق روزی حاصل ہوتی ہے
انتظار رہتا ہے اور روزی کا
منتظر نہیں رہتا ہے۔
۱۔ جتنا، جب ظاہری روزی
نہ ہوگی اور جس کے لیے تو
انسان مستحق روزی کا منتظر
رہے گا اور رحمت حق تعالیٰ
حق کر روزی مستحق روزی عطا
فرمادے گا۔ انتظار۔ حدیث
شریفہ: اَلْمُتَنَتِرُ الْغَنِيُّ
اَلْمُتَنَتِرُ الْغَنِيُّ اَلْمُتَنَتِرُ الْغَنِيُّ
منتظر رہنا بہتر ہے عبادتِ حق
۲۔ مروت۔ ظاہری روزی
سے احتراز کر کے جب بھوک
پیدا کر کے تو مستحق زندگی
کا آفتاب ظہور کرے گا۔
ظیفہ۔ اگر صلیب کھانا کم کھا
ہے تو سب سے پہلے اس کے لیے
اور اچھا کھانا دے کر کے لانا پڑے گا
جو کہ کہنے پر لای کا یہ طریقہ
ہے کہ وہ بہانہ کی پروا نہیں
کر لے اور اسے کھانے سے
..... اور اسی کھانا
نہیں کھاتا ہے تو خود کھا
اس طرح کی بدگمانی نہ کر وہ
سچی بہاویاں ہے۔

سر پہر اور مچھو کو بے لے سند
لے مستقل : پہاڑ کی طرف سر اُٹھا
کاں سر کوہ بلند مستقر
مستقل : بلند پہاڑ کی چوٹی

تا نخستین نورِ خورشید بر تو زند
تا کہ پہلے ہی سورج کی روشنی تجھ پہ پڑے
ہست خورشیدِ سحرِ منتظر
صبح کے سورج کی منتظر ہے

در جواب آن مغفل کہ گفت اسے
اُس بیوقوف کا جواب جس نے کہا
مرگ بنوے و خوش بنوے
موت نہ ہوتی اور دنیا کی سلطنت
وَعَلَىٰ هَذِهِ الْوَنَىٰ
اور اسکا معنی

کہ خوش ہوئے اس جہاں اگر
دنیا اگر زواش نبوئے
میں الفشارات

آں یکے میگفت خوش بود کجاں
 یک شخص کہتا تھا دنیا ایسی ہوتی
 آں دگر گفت از بود مرگ بیج
 دوسرے شخص نے کہا اگر موت باکس نہ ہوتی
 خرمیے بودے بدشت افراشته
 جنگل میں ابھرا ہوا ایک کھلیں ان ہوتا
 مرگے راتوز زندگی پنداشت
 تو نے موت کو زندگی سمجھا
 عقل کا ذب ہستے و ملعون میں
 ہرگز عقلیوں کو ایسا نہ سمجھنا

گر بنو دیے پائے مرگ اندر میاں
اگر موت کا پاؤں در میاں میں نہ ہوتا
کنیز زیدے جہاں تیج تیج
قرچہ تیج و شب ایک تیج کی بڑول
مہمل و ناگوفتہ بگذاشتہ
بیکار بغیر گھائے ہوئے جھوڑا ہوا
تخم را در شور و خاکے کاشتی
تیج کا شور زمیں میں بوریا
زندگی را مرگ پینداں غمیں
وہ باہل : زندگی کو موت سے سمجھنے سے

اے خدا بنمای تو ہر چیز را
اے خدا! تو ہر چیز کو دکھا دے
یہیچ مُردہ نیست پُر حسرت مُرگ
کوئی مرنے والا موت پر حسرت سے نہیں ہے

آپجنا تکہ ہست در خدعہ مرا
جس مصرع کہ نہ دھوکے کے گھر میں ہے
حشرش آنت کبش کم بود بزرگ
اہں کی یہ حسرت ہے کہ اہں کا توڑ کم ہے

اسے خدا قرآن کو صحیح حالت میں ہمیں دکھا۔ ے۔ یقیناً جب مرے پردہ اُڑا اور عقبت کی حقیقت کُل جانی ہے
 قدموں پر افسوس نہیں کرتا بلکہ اپنے احوال مسند کی پرافسوس کرتا ہے۔

ورنہ از چلبے بصر او وقت اد
ورنہ وہ کنوں سے جھک رہا ہے
زین مقامِ اتم و تلیس مناخ
اِس مہر کی جگہ اور مست ہائے
مقصد صدقے نہ الوان دروغ
ستانی کا بھگوان، نہ جھوٹ کا خلف
مقصد صدق و تلیس حق شدہ
ستانی کی مجلسِ ادا و امانی کا بھرتی ہو گیا
ورنہ کردی زندگانی تیسیر
اگر تیرے مقصد زندگی بسر نہیں کی ہے

در میان دولت ویش و کشاد
دولت اور مہیش اور عیش میں
نقل اقا و کش بصرائے فراخ
وہ وسیع جگہ میں منتقل ہو گیا
بادۂ خاصی نہ مستی زد و غ
خصوصی مشرب، نہ کھجور کی مستی
رستہ زین آب و گل آتش کدہ
آتش کدہ کے اِس آب و گل سے چڑھا ہوا
یکدوم ماندست مروانہ بمیر
ایک دوسرا نسل باقی رہے ہیں مروانہ موت اختیار کر

فَيَا أَيُّهَا الَّذِي مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى الْمُعْطَى النِّعَمَ قَبْلَ اسْتِحْقَاقِهَا
اِس اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کے بغیر جس جراتِ استحقاق سے پہلے ہی نہیں معا کرتا ہے
وَهُوَ الَّذِي يَنْزِلُ الْعَيْثُ مِنْ بَعْدِ مَا قَضَوْا وَمَرْبِّ بَعْدِ
وہ ہی ہے جو بارش برساتا ہے لوگوں کی مایوسی کے بعد اور بہت سی دریاں ہیں
يُورِثُ قُرْبًا وَرُبَّ مَعْصِيَةٍ يَمُوتُونَ وَرُبَّ سَعَادَةٍ تَأْتِي
جو قرب پیدا کر دیتی ہے اور بہت سے عباد ہیں جو بارگاہِ ہمالہ بہت سی سعادتیں ہیں
مِنْ حَيْثُ يُرْجَى النِّعَمُ لِيَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُبَدِّلُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتًا
جو اُن کے لئے اصل ہوتا ہے، وہاں سے نیک کی توقع ہوتی ہے تاکہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی بُرائیوں کو بھلائیوں میں بدلتا ہے

در حدیث آمد کہ روزِ رستخیز
حدیث (طریف) میں آیا ہے کہ قیامت کے دن
نفعِ صور امرست از مردانِ پاک
مرد کا چمکتا خدا کے پاک کا حکم ہے
باز آید جان ہر یک در بدن
ہر ایک جان جن میں واپس آجائے گی
جان تن خود را شناسد وقتِ وز
دن کے وقت مدح اپنے جسم کو بیان لیتی ہے

اُمرا آید ہر یکے تن را کہ خبیر
ہر جسم کو حکم ہو گا کہ اُخبر
کہ برآید اے ذرا تر سوز خاک
کہ اے جو نیوڑ! تنہا سے سدا اُجھا رو
بہنو وقت صبح ہوش آید تن
جس طرح صبح کے وقت جسم کو ہوش آجائے گا
در لباس خود در آید با فرد
روغن کے ساتھ اپنے لباس میں آجائے گی

ملہ ماتم، جس مادہ کو ہے
نقل کرنے کے بعد اس وقت
کے سین مقام پر منتقل ہو گا
جس مقصد صدق و امان پاک
میں ہے اِن اُنشائیں فی
جست و تہقیر فی مقصد
صدق و حقیقت فی مقصد
جو لوگ پر ہمارے ہیں وہاں
اور ہر دین میں ہی ہمارے ہوتے ہیں
اِذا کے مقصد ہو گئے
ورنہ کر دی مگر وہاب تک
آخرت کی تیار نہیں کر سکا
اب کر لے اور صحت سے پہلے
مرا دوسرے اختیار کر لے
وہاں پہنچ جائے۔ اب یہ بات سمجھو
ہے کہ حضرت جی کے قرب میں
کیا کیا نہیں حاصل ہو گئی
ملہ و رُبَّ مَعْنٰی
فراقِ حال کا سبب بن جاتا
ہے۔ رُبَّ مَعْنٰی بہت
عناد ہمارے ساتھ ہوتا ہے
اِنَّ اللہَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ
کی تڑپوں کو بھلا نہیں دیتا
کہ وہاں تھوڑی سی روایت بد
برعاش نفعِ تھوڑی سی فائدہ
سے تڑپے زندہ ہو جائیں گے
ذرا تڑپہ کی وجہ سے جھولتی
چلتی ہے۔

ملہ ہجر جملہ بندے
انسان بیدار ہوتا ہے سب کو
ہو جائیں گے۔ جان میں ہوتے
ہے اس جسم میں آجائی بندہ
جسم کا لباس میں ہی اور نہیں
جسم کو خوب پہنانا ہوتے ہیں
اِس میں ہر ایک کو کسی کی مدد
کسی دوسرے کے جسم میں ہوتے

لے جاتی تھیں۔ عالم کی روح
عالم میں ظاہر کی مدد ظالم
میں پہنچ جاتی ہے۔ گرفتار
ہر روح اپنے جسم کو اس علم
کے ذریعہ پہنچانے کی جو
خدا نے اس کو عطا کیا ہے
جس طرح کہ بیڑہ اور اس کا
بہرہ ایک دوسرے کو پہچان
لیے ہیں۔ باقی جانوں اور
ہیں اپنے جہت کے پہچان لیتا
ہے۔ صبح انسان کا نیند
سے صبح کو بیدار کرنا
جہت۔ شہر ہے۔ اسی سے بڑے
شہر کو سمجھو۔

لے جاتی تھیں۔ قیامت میں
جس طرح روح جسم کی مدد
پیدا کر کے آئے گی اسی
طرح انسان سے داییں اور
بایں جانب سے پیدا کر کے
انسانوں کے پس آجائے۔
دور کش فرستے ہر انسان
کے ہاتھ میں جس کی نیکوئی
اور گناہوں کے عبادت سے
پکا دیں گے جن خود جب
صبح صبح کو انسان موت کی
نیند سے بیدار ہو گا اس کی
ہر جہت و شرف کے پس پہنچ
جائے گی۔

لے گریانت۔ اگر اس
نے تباہ کر کے ایک عادت
پائی ہوگی تو صبح بھر میں
وہ اس کے سامنے آئے گی
اور اگر وہ کل سے ہوتا یاں تمام
اور زشت اور گمراہ تھا تو
اس کا سایہ اعلان اس
کے بایں ہاتھ میں آجائے گا
تو میر۔ اگر انسانی نیک تھا

جسم خود شناسد و دروے رُود

اپنے جسم کو پہچان میں ہے اند میں ہی جاتی ہے

جان عالم سُوئے عالم میرود

عالم کی روح عالم کی جانب جاتی ہے

کہ شناسا کردشاں علم را

کیونکہ ان کو علم خدا ہی نے شناسا بنا دیا ہے

پائے کفش خود شناسد در ظلم

اندھروں میں پاؤں اپنے جہت کو پہچان لیتا ہے

صبح حشر کو چکا ست لے ستیگر

اسے بنا۔ کے ظالم صبح بھٹی قیامت ہے

آپٹناں کہ جاں پیرد سوئے طیں

جس طرح روح جسم کی ہوتی کی طرف بڑھ کر آتی ہے

درفکش بہند نام نخل وجود

اس کے ہاتھ میں دیے ہیں جہت اور سارے احوال

چوں شود بیدار از خواب او سحر

جب وہ صبح کے وقت بیدار ہو گا

گر ریاضت اوہ باشد خجے خوش

اگر اس نے اپنی عادت کی اصلاح کر لی ہوگی

ور بد اودی خام ور زشت بخلال

اگر وہ کل کچا اور بھڑا اور گمراہی میں تھا

ور بد اودی پاک با تقوی و دین

اور اگر وہ کل پاک اور تقوی اور دیندار تھا

ہست مارا خواب بیداری ما

ہمارا سونا اندھا جاگتا ہمارے لئے

جان زرگر سُوئے درزی کے رُود

سونا کی روح، درزی کی جانب کب جاتی ہے

روح ظالم سُوئے ظالم میرود

ظالم کی روح ظالم کی جانب جاتی ہے

چونکہ بڑہ ویش ویش وقت ضحکا

جس طرح کہ بیڑہ کچھ اور بیڑہ صبح کے وقت

چوں نداند جان تن خود لے تنم

لے تنم روح اپنے جسم کو کیوں پہچانے گی

حشر اکبر اقیاس از بے بکر

بڑی قیامت کو جس پر قیاس کر لے

نامہ پڑا زبیرا و ازیمیں

امکان نہ پائیں اور داییں جانب سے بڑھ کر آجائے

فسق و تقویٰ آجی وے خورہ بود

بدکاری اور تقویٰ جس کی جس کی عادت تھی

بازا آید سُوئے او آں خیر و شر

وہ بھلا اور بُرا اس کی جانب پائیں آجائے گا

وقت بیداری بھماں آید بیش

بیداری کے وقت وہی سامنے آئے گی

چوں غزا نامہ سید یا ہد شمال

قش کا یا باں ہاتھ نہایت نامہ صیابا ہد

چوں شود بیدار یا بد و دینمیں

جب بیدار ہو گا، داییں ہاتھ میں پائے گا

بر نشان مرگ و حشر دو گوا

دو گواہ ہیں موت اور حشر کی علامت ہے

قش کا احوال مردائیں ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ ہاتھ سونا اور بیدار ہونا ہمارے لئے
اور بھر قیامت میں توفہ ہو جانے کے گواہ ہیں۔

خضر اصغر حشر اکبر را نمود

چند قیامت نے بڑی قیامت دکھادی

لیک ایں نامہ خیالت نہاں

لیکن یہ امانتاریال اور پاشیدہ ہے

ایں خیال لیکنجا نہاں پیدا اثر

یہ خیال بہاں پہنچا ہوا ہے آخر پیدا ہوگا

درمہندس میں خیال خانہ

انجینیریں کس گھس کا نقشہ دیکھ

آں خیال از اندولک پیدرول

وہ خیال اندر سے ابھر آجائے گا

ہر خیالے کو کند در دل وطن

وہ خیال دل میں وطن بناتا ہے

چوں خیالے آں مہندس ضمیر

جیسا کہ افسانہ خیال کے دل کا خیال

مخلصم زین ہر دو حشر قصہ است

ان دونوں حشروں کے بیان میں ہر قصہ واقعہ ہے

چوں برکباد آفتاب رستخیز

جب قیامت کے دن سورج طلوع کرے گا

سوئے دیوان قضا پویاں شوند

فیصلہ کی بجگہ ہی کی طرف دوڑیں گے

نقد نیکو شادمان و نازناز

نیک کی نقدی خوش اور ناز ناز ہوگی

لحظ لحظ امتحانہا می رسد

دم جو امتحانات ہوں گے

چوں قندیل بے روغن گشتہ است

جس طرح لائیں گے تیں اور پانی دھس ہوجاتا ہے

مرگ اصغر مرگ اکبر را زدود

چھوٹی موت نے بڑی موت کو مٹا دیا

واں شود در حشر اکبر بس عیاں

اور وہ بڑی قیامت میں واضح ہوگا

زین خیال آنجا برویاند حضور

اس خیال سے اس جگہ سرزمین آئیں گی

در دیش چوں در زمینے دانہ

اُس کے دل میں بس طرح ہے یہ سرزمین

چوں زمیں کہ زاید از خم دژوں

جس طرح زمین اند کے نیچے آکا دیتی ہے

روز محشر ضرر تے خواہ شدن

قیامت کے دن ایک صورت بنے گا

چوں نبات اندر زمین دانگر

جس طرح کہ دانہ قبول کرنے والی زمین ہوتا ہے

مومنناں را در میانش حصہ است

مومنوں کے لئے اُس کے میان میں ایک حصہ ہے

بر جہند از خاک خوب زشت نیز

اچھے اور بُرے میں حق سے اٹھ کھڑے ہونگے

نقد نیک و بد بکورد در روند

نیک اور بد کی نقدی بھی جی جی جائے گی

نقد قلب اندر زحیر و در گداز

کھوئی نقدی بھی دماغ اور پچھلے میں ہوگی

سیر دلہا می نماید در جسد

دلوں کا راز جسم میں نمایاں ہو جائے گا

یا چو خاکے کہ بر وید سبز باش

یادہ زمین جو سبزے آکا دیتی ہے

بلے حشر اصغر میں سر کر

بیدار ہوا حشر کبر میں بیٹ

سازندہ ہوا مرگ اکبر

میں سزا مرگ کبر میں خزا

لیک دیا میں ہوا امانت

فرشتے تیار کر دیے ہیں وہ

آسم سے پاشیدہ ہے بیٹ

میں وہ ظاہر ہوجائے گا

ایمان والے یہ ایمان نادر

بہاں پرستیدہ ہیں

اُس کا اثر ظہر ہو کر دیکھو

در زمینیں باسی کی پشان

ہے کی تعمیر کے دل کے

خیالات آخر میں سرزمین

استدار کہتے ہیں

آقا خیال انسان کے

اندول میں تھوکتا ہری

صورت اختیار کرکے جس

جس طرح زمین کے اندک

بنے وقت کی صحت اختیار

کھیتا ہے ہر جگہ لے کر

کے خیالات ہوا عرض کرتا

میں سرزمین اختیار کر کے

اور جبر میں جاتیں گے محکم

یہ دونوں سرزمین کا مفصل

نقد بیان نہیں کیا جا رہا ہے

بلکہ مومنوں کے لئے بطور حشر

ای کو ذکر کیا گیا ہے

کھیتنے کے نزدیک وید

زندہ ہو کر حالت میں ہوگا

کرکھی جاتے گا بکھڑے ہوئی

تقریر جیسی نقد

میں پیچھے کے ہوا مقامات

شروع ہوجائیں گے اور پیچھے

ہوئے گا راز ہر ہوجائے گا

چوں دل کے ناظر طرح

تاکہ ہر ہوجائے سرزمین

کے اندک سے اپنی کاپت

مولا نا کہ اگر تشریح ہے تو حق کی کڑی نقدی ہے مولا نا کہ اگر تشریح ہے

لے آئے۔ اگر انسان میں
تقریب سے تو اسی پر سرسری
نہو اور جو جائے گی اور اگر
بیکار ہے تو ہفتہ کی طرح
سڑکوں پر جائے گا چلتا
نہو سے آگے نہیں دیکھتا
ہی جائیگی جسے جلد بڑا
امام نامہ پائیں باتیں کہ
دیا جائے گا چشم کر میں ہر
شخص دائیں بائیں نظر کریں
گھبراہٹ کر کہیں اس کا مواظفہ
بائیں ہاتھ دکان پر چڑھیں
کا ہوا۔ تار کسی شخص کے
ہاتھ ایسا امام نامہ آئے تو
پورے ہوا ہر جس میں
کے ہونہ کوئی حد نہ ہوگی
تو تک نہ دکان تالی ہوتا۔
لے آئے رخصت بائیں گھبراہٹ
نے جو مردان اور عورتیاں
ہیں وہ سب اس مواظفہ سے
ہی درج چلی گی اور اس کا
کھڑو و خوار کی گھا ہوا ہوا۔
تفصیل میں لکھوں سے ہمارے
رجل کو جو جرم میں کے ہم
عنا کے گھر سے ہوں گے اور
سندرت کا دستہ بند ہوا۔
سے آئے چرواہوں کو جو چرواہوں
کے بارے میں تو ان میں ہے
الکھو و غلغلیہ علی انہو جرم
و کھشتا انہو و کھشتا
از جرمہم ہما کا نواہیست
آج ہم ان کے گھر پر ہر
ہو جس گئے اور جس سے ان کے
ہاتھ گشت کو کریں گے اور ان
کے کارناموں پر ان کے ہاں
گواہی دیں گے:

از پیاز و زعفران و کوکنار
پیاز اور زعفران اور کھنکاش
اں کے سرسبز غنّ المتقون
ایک سرسبز ہوا دیکھ کر ان آج ہم پر ہوا دیکھ کر ان
چشمہا بیرون جبیدہ از خطر
خطر سے آنکھیں باہر علی ہوتی ہوگی
باز ماندہ دید با در انتظار
انتظار میں آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی
چشم گرداں سوئے چپ سوئے رست
آنکھیں بائیں جانب اور دائیں جانب گھومتی ہوگی
چشم گرداں سوئے راست سوئے چپ
آنکھیں دائیں جانب اور بائیں جانب گھومتی ہوگی
نامت آید بدست بندہ
ایک بندہ کے ہاتھ میں اعانت آئے گا
اندر ویک خیر ویک توفیق نے
میں میں ایک بھلائی اور ایک توفیق ہوگی
پرز سر تا پایے زشتی و گناہ
شروع سے آخر تک بُرائی اور گناہ سے ہر ہوا
اں وغل کاری دُز دیہائے او
اُس کی مکاری اور چرواہوں سے
چوں بخواند نامہ خدواں تقیل
جب وہ ہر جس لینے امام نامہ کو پڑھے گا
پس و اں گرد و چو زداں سکوار
تو وہ دکانوں کی طرح سون کی جانب رواں ہوگا
اں ہزاراں بخت و گفتار بند
و ہزاروں دسیس اور بُرے بول

سبزی پیدا کنند دشت بہا
امام نامہ ہمارا کا جمل سبزی آگاہ دیتا ہے
واں در گرجم چوں بنفشہ سز گول
دوسرا بھی بنفشہ کی طرح سر جھکائے ہوگا
گشتہ وہ چشمہ زیم مشرق
شمال کے دے دے آگاہ دیتا ہے کہیں ہی ہوتی ہوگی
تا کہ نامت نایدا ز سوئے کنار
تا کہ امام نامہ پائیں جانب سے آجائے
زانکہ نبود بخت نامہ راست کا
اس لئے کہ راہیں امام نامہ کا نصیب راہیں امام نامہ
زانکہ نبود بخت نامہ راست کا
تا کہ دائیں امام نامہ کا نصیب راہیں امام نامہ
سرسید از جرم و فسق آگندہ
جو جرموں سے کالا اور فسق سے پھر ہوا
جز کہ آزار دل صدیق نے
سوائے پتے بندے کی دل آزاری کے کہ ہوا
تسخر و خنک زدن براہل اہ
راہ و طریقت کے اہل کا خالق آواز دے اور یاں بیٹے
واں جو فرعونان آنا و انائے او
اُس کی فرعونوں کی سی انایت اور تکبر سے
داند او کہ سوئے زینل شد حل
وہ جان جائے گا کہ قیدمان کی جانب کھنک
جرم پیدا بستہ راہ اعتدار
تصور کھلا ہوا اور مندرت کی راہ بند ہوگی
بر دہاش گشتہ چوں مسار بند
ہر کسی کی طرح ہمارے کے گشتہ بند ہی گئے

رخِختِ دزدی در تنِ دوزخِ دانش
چہرہ کا سامانِ بدن پر اور اس کے گوشتیں
پس رواں گرد و بزدلانِ سعیر
تو وہ دوزخ کے قید خانہ کی جانب روانہ ہوگا
چوں مُوکل آں ملائکہ پیش و پس
فرشتے سب اسی کی طرح آگے اور پیچھے
میشہ بندش میسا بندشِ نیش
اس کو بے جا نہیں ہے اس کو نہ کچھ نپرد کر دینے
میکشد پابر سر ہر راہ او
وہ ہر راستہ پر پاؤں کیچھتا ہے
منتظر می ایستد تنِ میزند
انتظار میں کھڑا ہو جاتا ہے چپ ساہو بھٹا ہو
اشکِ میبارِ چو بارانِ خواں
(موسم) خوار کی بارش جیسے آنسو ہوتا ہے
ہر زمانے روئے واپس میکند
وہ ہر وقت خدا کو دیکھتا ہے
پیشِ زحق امر آید از اقلیم نور
نور کے عالم سے اشک کی جانب سے ہم آہنگ
انتظارِ چیتی لے کانِ شر
اسے شر کی کان! کابھی کا انتظار ہے!
نامہاتِ آنت کت آمدست
تیرا وہی اعلا نام ہے جو تیرے ہاتھ میں آیا
چوں بدیدی نامہ کردار خویش
جبکہ کرتے اپنے عمل کا اعلا نام دیکھ لیا
بیہدہ چہ مول مولے میسنی
کیوں بیہودہ حال شول کرتا ہے

گشتِ پیدائش شدہ افسانہ اش
نمل می و آس کا تفتِ نحر ہر گیب
کہ نباشد خار را ز آتش گزیر
کیونکہ کانٹے کے لئے آگ کے سوا چارہ نہیں
بودہ پنہاں گشتِ پیدائش
پچھے ہرتے تھے کو تو ان کی طرح کاہر ہوتے
کہ بروئے سنگ بگہدائے خویش
کراے گئے! اپنے پاخانوں میں جسا
تا بود کہ بر چہر زان چاہ او
شاید کہ وہ اس کنویں سے کھو جاتے
برآمدے روئے واپس می کند
کسی اُمید پر مڑ کر دیکھتا ہے
خشک اُمید ہے چہ دارا و جزاں
وہ سوائے اس کے اور کیا خشک اُمید رکھتا ہو!
رُو بد رگا و مقدس میکند
دراگاہِ تقدس کی طرف رجوع کرتا ہے
کہ بگویندش کہ لے ابطالِ غور
اس سے کہہ دو کہ اے جھڑے! سنئے!
رُو چہ واپس می کنی لے خیر و سر
اے بیہودہ! مڑ کر کیوں دیکھتا ہے!
لے خدا آزا و لے فیطالِ ست
لے خدا دشمن! اور لے شیطان کے بھاری!
چہ نگر می پس ہیں جو امی کا خویش
پچھے کیا دیکھتا ہے! اپنے کام کی جڑا دیکھ
درخیں چہ کو اُمیدِ روشنی
لیے کنویں میں روشنی کی کیا اُمید ہے!

لے تختِ دزدی در تنِ دوزخِ دانش
سے جہنم کا سامانِ بدن پر
سورے ز فرشتہ کس برود
ہے سیکرہ بر سر آتش
خار و رجز می حسبِ ہک
کام آتی ہے چن کوئی جو
فرشتے ہیں اُس سے وندہ
تھے اب کو تو ان کی طرح
پر شدہ ہوئے۔
تھے ہی بندش وہ دھتے
اس کو جس کی طرف پس
نیش میں عذابِ سامان
یسی جہنم میں جاس کا حکم
ہے ہی کند وہ جہنم کی
جائے ہے کراہی
اُمید پر مڑ کر دیکھ لیا
خوار ہو کر خوار کی بارش
بے کار ہوئی ہے بیہودہ
وہ مڑ کر آتے تھے لے
وہ بار کر دیکھ لیا
تھے پس اُس جھڑے
لے مالدوس سے خطاب ہو
کہ لے جھڑے! امان نامو
سے ننگے مڑ کر کیوں دیکھتے
ہے کس جڑا کا انتظار ہے تیرا
اعلا نام تیرے ہاتھ میں آیا
ہے اب بیکار حال شول
کوئی قائم نہیں ہے اب
تھے عذاب کے گزشتے میں
ہے وہاں روشنی کی کوئی
اُمید نہیں ہے۔

بو دم امیدے محض لطف تو

بے تیرے میرانی سے امید بھی

بخش محض لطف بے غرض

بغیر بے کی میرانی سے خاص بخشش

روپس کردم بدای محض کرم

میں محض خاص کرم کی حسرت بردا

سوئے آں امید کردم زئے خوش

اُس کرم کی جانب میں نے اپنا چہرہ کیا ہے

خلعتے ہستی بدای را لگاں

تو نے مفت وجود کا لباس عطا کیا

چوئل شمار دجرم خود را و خطا

جب وہ اپنے جرم اور خطا گناہ

کاے ملائک باز آیدش ہما

کے فرشتے اُس کو ہمارے پاس لے آؤ

لا ابالی وارا زادش کنیم

بے پروائی سے ہم اُس کو آباد کر دیں گے

لا ابالی مر کے باشد مباح

بے پروائی اُس کے لئے مناسب ہے

آتش خوش بر فروزم از کرم

ہم کرم سے ایک آجواں روشن کر دیں گے

آتشے کز شعلہ آتش کمتر شرار

وہ آگ جس کے شعلے کی چھری سی چنگاری

شعلہ در بنگاہ الہی زنیم

ہم الہی غیرۃ میں آگ دیکھیں گے

ما فرستادیم از جہنم

ہم نے جہنم آسمان سے بھیجے

از درائے راست باشی یا عتو

میں زندگی یا سرکشی کے علاوہ

بو دم امیدے کریم بے غرض

اے بے غرض سنی! بے امید بھی

سوئے فعل خوشتن می ننگرم

میں اپنے عمل کو نہیں دیکھ رہا ہوں

کرد وجود دادہ اریش بیش

کرتو نے مجھے پہلے وجود سے زیادہ درجہ ملتی

من ہمیشہ معتقد بودم براں

میں ہمیشہ اُس پر بے حد رکتا تھا

محض بخشایش در آید در عطا

خاص بخشش، عطا میں مل جائی

کردش چشم و دل سوئے رجا

کیونکہ اُس کی آنکھ اور دل امیدوار عطا، ہیں

واں خطا ہا را ہمہ خط برزیم

اور اُن سب خطاؤں پر قلم پیر دیں گے

کش زیاں نبود جرم وار صلاح

جس کو نیکی اور بدی سے کوئی نقصان پہنچے

تا نماند جرم و زلت بیش و کم

تاکہ جرم اور نقصان نہ تھری رہے نہ زیادہ

می بسوزد جرم و جبر و اختیا

خطا اور جبر اور اختیار کو جلا دالے

خارا گلزار روحانی کنیم

کانٹے کو روحانی بہن بنا دیں گے

کیمیایا یصلیہ لکھ اعمالکم

تو تمہارے لئے تہا کے اعمال کی اصلاح کرتا ہوں

لہ بودم بے میری نید

خیرے اُس کرم سے وابستہ

ہے جو کسی بھی بدلے اند

میں سے بے نیاز ہے

مخمر کر کے اُس کرم کو

دیکھتا ہوں اپنے احوال اور

بخالی کر نہیں دیکھ رہا ہوں

خلعتے کرتے ہیں درویش

کیا قاتل تیرا اُن کرم تھا

ورنہ اس سے پہلے نیک

احوال کہاں تھے

چوئل شمار جب

گنہگار اپنی خطا میں گناہ

تو خاص بخشش عطا شروع

کرتے کی تھامے

و کرم کر کے اُس کو

اُس گنہگار نے جاری بخشش

سے امید دلائی ہے کہ ہذا

اُس کرم کی جانب سے

واپس لے آؤ، لا ابالی، ہم

اُس کی تمام خطاؤں سے

کرتے ہیں اور ہم کو بڑا

نہیں ہے کیونکہ ہم بے پروا

ہیں بے پروا وہ ہوتا ہے

جس کو کسی کی نیکی و بدی

سے کوئی نقصان پہنچے

لہ آتش خوش بہنے کرم

کی وہ آگ جو جہنم کو گرم کرتی

اور خطاؤں کو جلا کر خاک بناتی

ہو جاتا ہے جیسے آتش و آفتاب

پاک ہیں سے پاک

آتش و آفتاب اللہ زکوة و نور

سید و ائمہ علیہ السلام

و نور و کرم و نور و نور

سوسناطہ سے بری ہو

کرو اور شیکستہ ہو

احوال کو شہادت دے

لے تمہارے گناہ کو

خود چہ باشد پیش نورِ مستقر
مشتعل نہ کے سامنے خود یک ہے
کرو فر اختیارِ لبِ لبشر
ابو البشر کے اختیار کی شان و شوکت
پیارہ پارہ منظرِ بینائے او
چربی کا ٹکڑا اس کے دیکھنے کا آ رہا ہے
مُدِ کشِ دوقطرہ خونِ نبی جہاں
خون کے دو قطرے مٹی دل اگلے ہو گا آ رہا ہے
طُمرِ تاقے درجہاں اُلفتِ
تولنے دیا میں دُھیمِ ہمسار کی ہے
ایسا زانِ پوشِیں ریادار
اے ایسا! اُس پوشِیں کو یاد رکھ
تو گدگ سے بھرا ہوا ایک کبیرا ہے
ارٹنی بُدی مٹی را واگذار
تو مٹی سے پیدا ہوا تھا، خودی کو چھوڑ

قَصَّہٗ ایا زو حُجْرہ داشتن اوجہٗت چارق و پوشِیں و
ایاز اور افس کے چپیں اور پوشِیں کے لئے حُجْرہ دیکھنے کا قصہ اور افس کے
گماں بُردن خواجہ تاشاں کہ اورادِ راں حجْرہ دینے آتے
ساتھ تاشاں کا گمان کہ افس حجْرے میں اس کا حُجْرہ نہ ہے دہانہ
بَسَبِ محکمی دُرُ و گرائی قفل و فتنِ اُبدِاں جا
کی مضبوطی اورتے کے ہماری ہیں اور افس کے دہانے کی وجہ سے

آں ایاز از زبر کی انگیختہ
ایاز کو زبردستی سے بھڑکا ہوا تھا
پوشِیں و چارقش آویختہ
اُس نے اپنی پوشِیں اور چارقش لٹکائی تھی
چارقت اینست منکر درِ علما
خیر کی یہ چپٹیل ہے ہلستری پر نفرت کر
شاہ را گفتند اُورا حُجْرہ ایست
انھوں نے بادشاہ سے کہا اُس کا ایک حجْرہ ہے
پوشِیں اور چارقش آویختہ
اُس نے اپنی پوشِیں اور چارقش لٹکائی تھی
چارقت اینست منکر درِ علما
خیر کی یہ چپٹیل ہے ہلستری پر نفرت کر
شاہ را گفتند اُورا حُجْرہ ایست
انھوں نے بادشاہ سے کہا اُس کا ایک حجْرہ ہے

جس طرح ایاز نے علاج کے نام میں اپنی افس حقیقت کو عرض کرنا تھا، ایاز اور سلطان محمود کا کھیل
غلام تھا اور یہ قرنی کر کے اُس کا محبوب ترین و عزیز گیارھا تھا جو کہ قتل کا پتہ تھا اُس نے اپنی غلامی کی حالت کی
پوشِیں اور چارقش ایک جگہ سے لٹکائی تھیں۔ چارقت۔ ایک قسم کی چپٹی تھی جو چلی لوگ پہنتے تھے۔
شاہ نے فرمایا: ایاز! کہہ دو کہ دروازہ اُس حجْرہ میں مارا ہے آپ کو بتاتا کہ موجودہ عورت سے فوری طور پر کڑی
رہل کر رہے۔ شاہ را۔ دوسرے دروازے سلطان محمود سے کہہ کر کہ ایاز! کہہ دو کہ جو ہے جس میں وہ کس کو
نہیں جانے رہتا اور اُس کو مضبوطی سے بند کر رکھا ہے اُس نے زبردستی کر کے یہ حجْرہ چلی۔

لے خود چہ باشد جبرِ قدر
افعالِ انسانی ہیں وہ منہج
صفات و اسما بار بارِ تعالیٰ
ہیں اُطلسِ اعتبار سے اُن
میں ایک نور ہے لیکن چونکہ
اُن کا صدور بندہ کے اختیار
سے ہوتا ہے اس عارض کی وجہ
سے اُن میں بُرم و نہلا کلفت
پیدا ہو گئی ہے جب حضرت
حق تعالیٰ اپنے کرم سے اُس
اختیار کی نسبت کو کوڑا دیا
تو اُن کا نور راسخ ہو گیا اور
کون افعال میں بُرم و نہلا
صفت باقی نہ رہی گوشت
مولانا بندہ کے اس اختیار کی
حقارت اور صفت کو کاف ہر
تولنے میں اُطلس میں بندہ کا
اختیار افس ایک زبان کی وجہ
سے ہے۔ نہ تو کئے گناہوں
میں اس کو تعلق ہے نہ افس کی
معمول چپٹی سے ہے۔ شیعہ
مسموم میں اختیارِ محض
کافی اور نہ تو اس کی وجہ سے
اسے اس معمول میں
اختیار کا حق دل کے غور
کے لئے افس سے ہے یہ ہے
شاہ کے اختیار کی حقیقت
لے کر ایاز کی مٹی کی جس
جگہ سے اس نے افس میں
اپنی ماحول کی شوکت بنا
رہی ہے۔ ارٹنی جیکساں
اس قدر اپنے ہے تو فخرِ حق
اُس کے نام سے افس کی فکر
وہابی کی یہی مسئلہ ہے
رہی ہو جائے قصہ ایاز ایک
دہان کے کوئی اصل حقیقت
کو اس طرح چپٹیل نظر آ رہا تھا

شاہ شاہ شاہ نے بازار کو
چھوڑ کر نئے کے پاس سے
جو حکم دیا تھا وہ اس بنا پر
نہ دیا کیوں کہ اس کی
وجہ سے شاہ بازار سے دکانوں
پر گیا تھا بلکہ اس نے اس حکم
کے ذریعہ دکانوں کو نشتہ
کے لئے خالی کیا تھا۔ پاک
بادشاہ بازار کو جس جہت سے
پاک کھینچا تھا لیکن یہ شاہ
کا دل لرز رہا تھا کہ اگر شاہ
ان دکانوں کی بہت سی
نئی قریاں کر سکتا تھا۔
شاہ اپنے ذکر سے شاہ
بھی کھینچا تھا کہ بازار نے قریوں
خود اپنے نہیں کیا ہے اور اگر
کیا ہے تو چونکہ وہ ہر جہت
سے اس کا جہی پائے کرے
ہو۔ اگر اس نے خود ہی
تجربہ کیا ہے تو وہ اس نے ہی
تجربہ کیا ہے جس کی وجہ سے
میں وہی نہیں ہے کھینچ کر
چرے لوگ کہہ رہے ہیں۔ ان ایان
ایا زانوس و صحت کار لینے
ناہید و کار ہے۔
شاہ بھت دیا ہو سکتا
ہے کہ یہ اشعار کو ترک شاہ
کی نالی ایان کی قریبوں یا
مولانا نے ایک مہریت
سے مختصر مقررہ ہے کہ
کی مہریت کی طرف متقل
ہو کر مختصر کی سمت نش
کردی ہو جو مختصر سے
تمام موجودات یا بازار اگر
شاہ کا مختصر ہے تو بازار
مرد ہے اگر مختصر کی طرف
ہے تو بازار سے مختصر کی

شاہ را بروئے بنوئے بدگماں
بادشاہ کو اس پر بدگمان نہ تھی
پاک نیش از ہر غش و غل
وہ اس کو ہر گھٹ اور غیب سے پاک کھینچتا
کہ مبادا کا میں کو دختہ شود
کہ وہ خود خواستہ و کسبہ ہو
ایں نہ کردت او و گر کرد او روتا
اس نے یہ کیا ہوگا اور اگر کیا ہے تو جانے
ہر چہ محبوبم کند من کردہ ام
میرا پیارا جو کرے وہ میں نے کب ہے
باز گفتے دو از ان مخم و خصال
پھر کہتے اس خصلت اور عادت سے بہت ہے
از ایا ز این خود محال ست بعید
ایا ز سے یہ خود نامم اور بعید ہے
ہفت دریا اندر یک قطرہ
ساتھ میں دریا کے اندر ایک قطرہ ہیں
جملہ کیا کہا از ان دریا بزند
سب اس دریا سے پاکی حاصل کرتے ہیں
شاہ شہانت و بلکہ شاہ ساز
وہ شاہنشاہ بلکہ شاہ ساز ہے
چشمہا نے نیک ہم ہر فے ہند
کسی نگاہ میں ہو اس پر ہر فے ہیں
یک دہاں خواہم بہینا فلک
آسمان کی چٹان والا ایک منہ چاہتا ہوں

شعرے میکروہ ہر استحال
وہ آزمائش کے لئے خالق کر رہا تھا
باز از وہش ہی لرزید دل
پھر وہ ہم سے اس کا دل لرز رہا تھا
من خواہم کہ برو خجلت رود
میں خواہاں نہیں ہوں کہ اس کو شرمندگی ہو
ہر چہ خواہد گوین مجنوبیات
کہ جسے وہ جو چاہے کرے، ہمارا پیار ہے
او نم من اوچہ گرد رہد ام
وہ میں ہوں نہ ہو، اگر چہ مجھ پر ہے میں ہوں
انچنین تخلیط از او ست خیال
اس طرح کی گزیر ہو اس اور ہم سے
کو یکے دریا ست قعرش ناپدید
کیونکہ وہ ایک ایسا دریا ہے جس کی تہ نہیں ہے
جملہ ہستیاں ہر ش ذرہ
تمام ہستیاں اس کی ہمت کا ایک ذرہ ہیں
قطر ہائش یک بیک مینا گزند
اس کا ایک ایک قطرہ جاناٹانے والا ہے
وز بزلے چشمہ بزمناش یاز
نظر ہر کی وجہ سے اس کا نام ایاز ہے
از رہ غیرت کہ حسنش بچرت
غیرت کی وجہ سے کیونکہ اس کا حسن بچرت ہے
تا بگویم وصف آن شک نک
تا کہ اس وصف کا کہ کی تعریف کر سکوں

عبادت مراد ہے از رہ غیرت۔ اشعرا

غیرت از چہ برم رستہ کویدی ہم

موصوفیہ مدحیہ ترغیب ہم

یکتہ دہاں میرا یہ چہ اساتذہ تعریف سے قاصر ہے۔

درد باں یکم چنیں و صد چنیں

اور گرم ایسا اور اسی جیسے سیکڑوں نہ پاؤں

اینقدر ہم گر نگویم اے سند

اے مستند! اگر میں اتنا بھی نہ کہوں

شیشہ دل را چونازک دیدہ ام

چون کہیں نے دل کے شیشہ کو نازک ہمس

من شہر ہر ماہ تہ روز لے ضم

اے محبوب! میں ہر مہینہ کے شروع میں تیرے

ہیں کہ امر و زاول سہ روزہ آت

خبردار! آج میں دن کا پہنسا دن ہے

بر دلے کا ندر غم شاہے بود

جو دل شاہ کے عشق آئیں (مبتلا) ہو

تنگ آید در بیان آں امیں

اُس امانت دار کے بیان میں تنگ ہو جائیں

شیشہ دل از ضعیفی بشکند

کز دہی سے دل کا شیشہ ٹوٹ جائے

بہتر کیس بس قبا بدریدہ ام

تسکین کے لئے میں نے بہت سی نقابیں چاک کر لی ہیں

بے گماں باید کہ دیوان شوم

بقیثہ دیوانہ بن جساتا ہوں

روزیر و زیست نے یہ روزہ آت

کا مہالی کا دن ہے، نہیں ہر روزہ ہے

دمدم اور اسیر میں مہ بود

اُس کا ہر وقت اس جہنم کا شروع ہوتا ہے

در بیان آنکہ آنچہ بیان کردہ میشود صورت قصہ است و آنکہ

اس بیان میں کہ جو کچھ بیان کیا جائے گا وہ قصہ کا ظاہر ہے اور

آں صوتیت در خورد ایں صوت گراں است و در خورد

یہ کہ وہ ظاہر، ظاہر ہستوں کے لائق اور اُن کی تصویر کے آئینہ کے لائق ہے

آئینہ تصویر ایشانست از قدوسی کہ حقیقت ایں قصہ رات

اور وہ طاققت جو اس قصہ کی حقیقت ہے سیری گویا کو

نطق مرا ازین تنزل شرم می آید و از نجات سر و نش

اُس کے بیان کرنے سے شرم آتی ہے اور شرمندگی سے سر اور آدمی اور

و قلمم کم میکند و العاقل تکلفیہ الإشارة

قلم کو اٹھانے والی ہے اور عقل مند کے لئے اشارہ کا لہجہ

قصہ محمود و اوصاف ایاز چوں شرم دیوان رفت کنون ساز

محمود کا قصہ اور ایاز کے اوصاف اب ترتیب سے باہر ہو گئے تھے کہ میں دیوانہ بن گیا ہوں

مے زمین محمود ایاز کا عنوان تو قصہ کی ظاہری مضمتک میں مقصود اپنے عشق خداوندی کو بیان کرنا ہے قصہ محمود

چونکہ یہ زمین عشق متیق کی دیوانگی پیدا ہو گئی ہے لہذا یہ قصہ بھی اب بے ربط ہو کر رہ گیا ہے۔

لہ قدران۔ اس قدرت کی

سیکڑوں تقریبیں بھی ہیں

ایہیں کی خبریں کو لایا بیانی

نہیں کر سکتی ہیں۔ جہنم۔ مگر

شام کا ستارہ ہے تو ایاز زار

ہے اگر مولانا کا قصہ ہے تو

آٹھ سو مراد ہے۔ استغفر۔

مستحق کی تعریف کرنے سے

عاشق کو سستی ہوتی ہے شیشہ

دل۔ قبا چاک کرنے سے چوڑ

کو تسکین ہوتی ہے۔

لہ حق مہوں کا جنوں ہیں

کے ہستیاتی تین دنوں میں جوش

پر ہوتا ہے۔ یہ بھی قسم ہے کہ

حقان علیہ نے ایسی حالت

میں ایک چوڑا ہے سے رویتا

کیا کہ حقان کے بارے میں جری

کہا رہا ہے تو اس نے

حقان کو بندھائیں وہ اور

خاتم تیار اس پر حقان نے

کہا تو نہیں جانتا کہ اس خود

حقان ہیں تو مٹی جیڑا ہے

نے فکر کر کیا تو نہیں جانتا کہ

میں ایک دیوانہ ہوں ادب کے

ہر مہینہ میں تین دن جنوں کا

دورہ پڑتا ہے اور حق اُن

دنوں کا پہلا دن ہے اس پر

حقان ہنس پڑا اور اس کو

انعام دیا یعنی ہے کہ اس

عطیہ کے تین دن کی طرف

اشارہ ہو

چونکہ مولانا فرماتے ہیں بہت

میں دیوانگی کا یہ زمانہ پہلا روز

ہے ہرگز جس کے دل

میں عشق حقیق کا شوق ہو

اس کے لئے تو ہر کلمہ مہینہ کے

آٹھ کے تین دن میں

لے کر باقی ہندوستان کا
جانور ہے مگر کب میں جا کر
جب کسی وہ خواب میں بندھا
کو دیکھتا ہے تو اسی پرستی
طاری ہو جاتی ہے کیفت۔
ایک جیون نظم اور تانیہ پر
قادر نہیں رہتا، آجیون بیزا
مرتب ایک جیون نہیں ہے
جیون در جیون در جیون ہے
ذائب بھی جیون کائنات کی دلکا
بیان نہیں کر سک رہا ہوں،
لہذا اُس کا غم میرے ہم کو
گھلا رہا ہے جیون سے
میں اپنے آپ کو ناکر کے
مقام شاہد میں پہنچ گیا ہوں
لے آئے، باز، اے محبوب
اب بھومیں یہ طاقت نہیں ہے
کو تیرے عشق کا تقدیر بیان
کر سکوں اب میرا دھو خود
تقدیر میں کر رہ گیا ہے نہیں
تقدیر کو بیان کر رہا ہوں
میں تیرے عشق میں کناہ کر
خود افسانہ بن گیا ہوں خود طور
میں کہ صد خود طور کی نہی
وہ تو حضرت موسیٰ کی صدائے
یاد گشت تھی اب میں طور ہوں
تو موسیٰ ہے لہذا میری آواز
دوام تیری آواز ہے کہ
پیارا خود میں آواز کو کچھ نہیں
سمجھتا موسیٰ نے سمجھا۔
لے کو تیرا اندر چلے شہرے
یہ نہ سمجھا کہ یہاں اکل بے ضو
ہے ہاڑ میں بھی شہر ہے
لیکن حضرت موسیٰ مہیسا
شہر نہیں ہے۔ اندکے
اصل لذت مدح کو حاصل

زائکد سلیم دید ہندستان خواب
کیونکہ میرے اچھے ہندوستان کو خواب میں دیکھ لیا
کیف یا کی الظلم لی والقافیہ
مجھے ظلم اور قافیہ کیسے دستیاب ہوا
ما جیون ولا جیون فی الشیون
علوں کی وجہ سے بے ایک ہی جنون نہیں ہے
ذائب جیون من اشادات النکنا
کئیوں کے اثاروں سے پورا ہون مٹ گیا
لے ایاز از عشق تو شتم چوٹوے
اے ایاز، میں تیرے عشق میں بال سیبا ہو گیا ہوں
بس فناء عشق تو خواند بکجاں
میں نے تیرے عشق کا افسانہ اول دن جان سے پڑھا
خود تو میں بخوانی یقین لے مقتدا
اے مقتدا! یقیناً تو خود پڑھ رہا ہے
کوہ بیچارہ چہ داند گفت حسیت
بیچارہ پہاڑ کیا جانے گفت گویا جوتی جو!
یک موسیٰ ہم گفتہا کندر
لیکن موسیٰ گفتگو میں سمجھتے ہیں
کوہ مسید اند بقدر خوشنیت
اپنی بقدر پہاڑ بھی جانتا ہے
تن چو اصرط لاب باشد ز احسا
جسم حساب لینے میں اصرط لاب کی طرح ہے

از خراج امید برونہ شد خراب
آدمی سے امید منقطع کر کے، گاؤں تباہ ہو گیا ہے
بعد ما صاعث اصول العافیہ
جبکہ عافیت کی جست میں برباد ہو گئی ہیں
بل جیون فی جیون فی جیون
بلکہ جیون در جیون در جیون ہے
مندان کانت البقاء فی الفنا
جب سے میں نے فنا میں بقا کی تھکھٹھائی کر
ماندم از قصہ توقض من بگوئے
میں تیرے قصہ سے تھک گیا تیرا قصہ بیان کر
تو مرا کافسانہ گشتیم، بخوان
میں جو افسانہ میں گپ ہوں تو مجھے پڑھ
من کر طور موسیٰ دین صدا
میں کہہ، طور میں تو موسیٰ ہے اور یہ صدا یاد گشتہ ہو
زائکد بیچارہ ز گفتہا تہی ست
کیونکہ وہ بے چارہ گفتگوؤں سے نال ہے
کوہ عاجز خود چہ داند لے سند
اے مسند! عاجز پہاڑ کیا جانے
اندکے دارد ز لطف روح تن
جسم، روح کا تھوڑا سا لطف رکھتا ہے
آیتے از روح ہچوں آفتاب
روح کی نشانی سورج کی طرح ہے

جوتی ہے جسم میں اس سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے میں مال حضرت موسیٰ، اور پہاڑ کا ہے حق۔ اب
مولانا نے جسم اور روح کا مستقل بیان شروع کر دیا ہے فرماتے ہیں جسم سے روح کے منازل اور
ماتاب کا اسی طرح پتہ لگتا ہے جس طرح اصرطاب سے سورج کے احوال کا پتہ چلتا ہے۔ اصرطاب
ایک آگ ہے جس سے سورج یا اندرونی آگ کے فاصلوں کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

اُن منجم چوں نباشد چشم تیز

جب وہ نجومی تیسرا نگاہ نہ ہو

تا مضطرب لایے کُند از بہر او

تا کہ وہ اُس کے لئے مضطرب نہ دے

جاں کز اضطراب مجیداً و صواباً

جر جان اضطراب کے ذریعہ نیک بات سلام کرے

تو کز اضطراب دیدہ بنگری

تو جو کہ آنکھ کے اضطراب سے دیکھتا ہے

تو جہاں رات در دیدہ دیدہ

تو نے جان کو کہو کہ بقدر دیکھا ہے

عارفاں را مَر مُہبت اُن بچو

عارفوں کے پس سر ہے وہ طالب کر

ذُرّہ از عقل و ہوش ابراہیم

اگر عقل و ہوش کا ایک ذرہ میں میر ہے پاس ہے

چونکہ مغیر من عقل ہوش تہی

چونکہ میرا دماغ ہوش اور ہوش سے خالی ہے

نے گناہ اور راست کو عقلم بُرد

و اُس کا گناہ ہے جو میری عقل نے چھوڑا

یا حَبِیرَ الْعَقْلِ فَتَانَ الْحِجْبِ

اے عقل کو حیران کرنے والے جو کونست میں جتا کر رہا ہے

مَا أَشْتَمَ مِثْتَ الْعَقْلِ مُدَّحِشَتْنِی

تو نے جب مجھے حیران کیا تو میری عقل کی تائید نہیں

بَلْ جُنُونِی فِی هُوَا الْعَقْلِ مُسْتَطَاب

بلکہ میرے عقل میں سیرا حیران بھلا ہے

گر تباہی گوید او ویرا سی

اگر وہ بولی میں بولے یا تباہی میں

شرط باشد مر و اضطراب یز

اضطراب بنانے والے انسان کی ضرورت ہوتی ہو

تا بر داز حالت خورشید کو

تا کہ وہ سورج کی حالت معلوم کر سکے

چہ قدر داند ز چرخ و آفتاب

وہ آسمان اور سورج کی کیا قدر جان سکتا ہے

وَر جہاں دیدن قیاس بے تفسیری

عالمِ دامن کو دیکھنے سے یقیناً بہت مایوس ہے

کو جہاں سبب چرما لیدہ

جہاں کہاں ہے! مویوں کو تاؤ کیوں دیا ہے؟

تا کہ دریا گرداں چشم چو جوئے

تا کہ یہ نہریں آنکھ مست سر پہن جائے

اِس چہ سودا و پریشان گفتی

تو یہ دیوانی اور بے ترتیب باتیں کرنا کیوں ہے؟

پس گناہ من دریں تخلیطیت

تو اس خلط میں میر کیا تصور ہے؟

عقل جملہ اقلان پیش بُرد

تمام عقل مندوں کی عقلیں اُنکے آگے سرزد ہیں

مَا سَوَاكَ لِلْعُقُولِ مُرْتَجِی

تیرے ہوا عقلوں کی اُسب و سبب نہیں ہے

فَا حَسَدُكَ الْحُسْنَ وَ ذَا كُنْتَنِی

جب تو نے مجھے زیست بخش تو میں نے نص پرست نہیں کیا

قُلْ بَلَىٰ وَآلَا بُزْیَاكَ الصَّوَابُ

کہہ دے ہاں! اللہ مجھے شایک بدل دے

گوش و ہوش کو کہ درمیش سی

تیرا کان اور ہوش کہاں سے کہ تو اسکو مجھے

سے آن سہم جو کسی راہ است
تو میں کے احوال نہیں دیکھ
مست آنکھ کے اضطراب و خیر
بخت ہے جان جو کہ راہ است
چاند اور سورج کے حاصل کو
دیکھ کے نفس اضطراب کے
ذریعہ حقیقت تک پہنچ سکے
تو کہ اگر انسان نفس آنکھ کے
اضطراب کے ذریعہ فائدہ کی
حقیقت کو سمجھ کر کوشش
کری تو وہ حقیقت تک نہ پہنچے
پہنچے تو جہاں تا کہ کے ذریعہ
سمجھے والا اس کو کہ بقدر
سکے۔ مآلجان۔ حدوں سے
سر حاصل کرنا چاہے پھر
معدنِ دماغ ہوں گے۔

لے ذرہ اگر کہیں تھوڑی
جو منفی قویں آئندہ بیانی
ذروں لیکن جو کہ میری نفس
اور حواس گم ہونے میں ہلاک
ہے ترتیب بیان کر رہا ہوں۔
نے گناہ۔ وہ مشن میں کی جو
سے ہوش دھوس گم ہوئے ہیں
میں کو کہی تصور نہیں ہے
کی شان یہی ہے کہ اس کے
ساتھ مآلجان کی عقلیں گم
ہو جاتی ہیں مجھ حیران کرانے
داؤ بنانا۔ خدا میں جتا کرانے
داؤ جتنی عقل جتنی تھوڑی۔
لے ہاتھ نہایت ہوش سے عقل
کے جنوں کے ہوش کے عقل
کی تائید نہیں ہو جتنی۔
بے حیران میں جتا ہے۔ تفسیر
تو نے مجھے زبانی ہی کہتا ہے۔
پس یہ کہانی میں تو میری
و خوش کی تفسیر کرنے پر تیار
مثنوی کا اور نادم۔ حق ہو
ہو سب اور اس کے کہنے کیلئے

لے بارہ اس کی شرب کو
صاحب بہت ہی برداشت
کر سکتا ہے اس کی غلامی کے
حلقہ کا ہر کان اہل نہیں ہے
بارہ کی رائے مجھے جونی کا پیر
دُور دھڑلے لگا جلد زنجیر لا
لیکن وہ زنجیر اپنے زلف کی
لاہوے کی زنجیر میری ڈانگی
کی تاب نہ لائے گی بہت
جس شخص کے پاؤں میں عشق
کی ٹیری پڑی ہوئی ہو اس
پر نصیب آفریں کئی
لے نصیب عشق کے تیر
کی نہ جتا ہوتی ہے نہ انتہا
نقص نہ ان کا پیرا نہ قطع
خان و آفریں غور آفریں
ایار کا قصہ شروع کر دیکھو
اس میں بہت سی حکمتیں
پوشیدہ ہیں بہت سی بینی
عیش و عشرت کے سامان
کے ہوتے ہوئے انسان کی
زلف رتی ہے نہ خرم۔
لے صد ہزاراں قدیمہا
سے یہ خردانی توہوں اور وہوں
کی تباہی کا سبب بنی ہے
شہر آفریں شیطان کہ ہر طرح
کا عیش و عشرت اور رتہ
کی بڑائی کا مٹی ہی وہی اس
کی گراہی کا سبب ہوئی۔
خواجه شیطان کا کہ کامیاب
تھا اور آگ سے پیدا ہوا تھا
جو کہ رتی سے اہل ہے اس
لے اس نے آپ کو سردار
اور سردار زادہ کہا۔

حلقہ اوسخوہ ہر گوش نیت
اُس کا حلقہ ہر کان کے لائق نہیں ہے
رَوَ رَوَ لے جان و دوزنجیر یہ
اے جان! جا جا، جلد زنجیر لا
گرد و صد زنجیر آری بردرم
اگر دوسو زنجیریں لائے گا میں توڑ دوں گا
سود کے دار و مرا ایس و غلط و پند
مجھے یہ غلط اور نصیب کہاں نصیب ہوئی ہے؟
ہم نہ دار و پتو مطلع مقطع
مطلع کی طرح قطع ہی نہیں رکھتا

بارہ اودر خور ہر ہوش نیت
اُس کی شرب ہر ہوش کے مناسب نہیں ہے
بارہ دیگر آدم دیوانہ وار
میں دیوانہ وار دو بارہ آگیا
غیر آں زنجیر زلف و لبس
میرے عشق کی زنجیر کے علاوہ
ہست برپائے دلم از عشق بند
میرے دل کے پاؤں میں عشق کی پیری سے
قصہ رعشقش نہار و مطلع
اُس کے عشق کا قصہ کوئی مطلع نہیں رکھتا

حکمت نظر کردن در چارق و پوستین کہلیظ
چپٹل اور پوستین کو دیکھنے کی حکمت کیونکہ پس انسان دیکھے
الانسان مدام خلق
کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے

کان یکے گنجہ ست مالا مال راز
کیونکہ وہ راز سے بھرا ہوا ایک خزانہ ہے
تا بدین چار قے باپوستین
تاکہ چپٹل سے پوستین کے دیکھے
عقل از سر، شرم از دل میرد
سرے عقل کو اور دل سے شرم کو خارج ہے
مستی ہستی بند رہ زیں کیس
دست کی مستی نے اسی حکمت سے ڈاکڑی کی ہر
کہ چلا آدم شود بر من ریس
کہ آدم میرے سردار کیوں ہوں؟
صد ہزاراں قے بل و آمادہ ام
لاکھوں ہزاروں کے قابل اور آمادہ ہوں

باز گرداں قصہ عشق ایاز
ایاز کے عشق کا قصہ تو تھا
میرود ہر روزہ در حجرہ بدیں
وہ ہر روز حجرہ میں اس لئے جاتا تھا
زائکہ ہستی سخت مستی آورد
کیونکہ دوست بہت سستی لاتی ہے
صد ہزاراں قرن پیشیں لہیں
اس لئے کہ لاکھوں سال پہلے اسی
شد غزازیلے ازیں مستی بلیس
اسی مستی کی وجہ سے حنائوں و ملیں بنا
خواجہ ام من نیز و خواجہ ارادہ ام
میں سردار ہوں اور سردار زادہ بھی ہوں

در نہر من از کے کم نیستم
میں نہر میں کس سے کم نہیں ہوں
مَن ز آتش زارہ ام آوازِ دل
مَن ز آگ سے پیدا ہوا ہوں وہ بکھرے
او کجا بود اندراں دو گر کم
وہ نہاں میں وہ کہاں تھا؟ جگہ میں

تا بخند مت پیش دشمن بستم
تک پہنچ کر دشمن کے سامنے دبا ہوا ہوں؟
پیش آتش مَر و مل را چہ محل
آگ کے سامنے کچھ نہ کیا؟
صدر عالم بودم و فخرِ زمن
عالم کا صدر اور زمانہ کا فخر تھا

در بیان آید کریمہ خلقی اے اَنْ مَن قَاہِر مَن نَّار و قَوْلُهُ تَعَالٰی
آپ کریم کے بیان میں جنوں کو آگ کی پلٹ سے پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ کا
فِي حَقِّ اِبْلِيسَ عَلَيْهِ اللَعْنَةُ - اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْاِنْحِنَ فَفَسَقَ
بلیس (ابلیس) پر اللہ لعنت کرے کہ بارے میں شک وہ جنوں میں سے تھا پھر ہمارے
عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ
اپنے رب کے حکم سے

شعلہ میزِ آتش جانِ نیر
ہاتھ کی جان شعلہ دہلی
تلف غلط گفتم کہ بد قبرِ خدا
نہیں میں نے لکھا بلکہ وہ خدا قبر تھا
کارِ بے علتِ مسترا ز علل
رضا کا کام بے علت، جلتوں سے پاک ہے
در کمالِ صنیع پاکِ مستح
قابلِ توجہ، پاک کام کے کمال میں
سیرِ آبِ چو بود آبِ مانع او
سیرِ آب کا ناز کیا ہوتا ہے؟ ہمارا پاک مانع
عشقِ واں لے فنّی تنّی دو
لے فنّی جیسے جسم اور لے فنّی کو ناز دوست

کاشی بُود الولدِ سُرّابِ
کیونکہ آگ کا دبا ہوا، تھا لڑکاپ کا ناز ہے
علتِ راپیشِ آوردنِ چرا
کوئی علت پیش کرنا کیسا؟
مستمر و مستقرست از ازل
ازل سے، دائم اور قائم ہے
علتِ حادثِ چہ گنجِ باحدث
حادث کے ہوتے ہوئے حادث کی علت کیا گنج؟
صنعِ مغرستِ آبِ صورتِ چو پست
صنعتِ مغر ہے اور آب چمکنے کی طرح صورت ہے
جانتِ جویدِ مغر و کویدِ پوست
جوتی ہی جانی کو مغر بنا لیا جوتا پست سے کوید کو

جے تو جس علت اور سببِ خدا کی گئی ہے عشقِ واں دفع میں بایستگی پیدا کرتا ہے اور
جسم کو گھٹاتا ہے۔ عشقِ واں کھن کا ایک پس ہے

لہ دشمن، جیسی نصبت
آدم، وصل کچھ، جیسی نصبت
زنجیر میں لگے کئی ہوئی
ہے، آگ کا، حضرت آدم کی
پارلش سے پہلے خطا کی
بہت عورت تھی، جیسی نصبت
آئینہ سے ثابت ہوا کہ خطا
جنوں میں سے تھا اور جنوں
کی پیدائش آگ سے ہوئی
ہے، جیسی نصبت، جیسی نصبت
آتش ہے، ترس کا دواغ
جیسی نصبت، ثابت ہوا کہ
جیسا باپ دیا بیٹا۔
لہ تھے، جیسی نصبت کی
نازانی کی علت، جیسی نصبت
وہ اصل علت، جیسی نصبت
لہ، اللہ تعالیٰ کا قدرت

بر میں نہیں ہوتا ہے، لہذا
اللہ تعالیٰ کے کلمات اور
صفا ازل ہی کوئی اور
حادث اس کی علت کیسے ہیں
سکتا ہے تو شیطان کی علت
کی علت اس کے آتش
ہرے کو تدارک دینا سبب
نہیں ہے بلکہ قدر ازل میں
اس کو نافرمان قرار دیا گیا
تھ اس وقت نہ آگ تھی نہ
شیطان کا آتش ہونا تھا۔
تو کہ جب چو بود کہ تھا
سیرِ آب یعنی جیسے
ادھان کے لئے باپ کے
ادھان ملتے ہیں۔ اب
فرماتے ہیں کہ باپ خود اللہ
کا بنا یا ہوا ہے وہ کیا علت
ہی کے کہ اس کی شکست
ہے بایں اس کا ظاہر چھوٹا

۱۔ دوزخی کہ پوست باشد و دوش
وہ دوزخی کہ کمال جس کی دوست ہو
معنی مغزت بر آتش حاکم است
تیرا جو ہر اور مغز آگ پر ٹھکڑا ہے
کوزہ چوبین کہ دروے آب سبوت
کلاوی کا پیار میں جس سے آگ پانی ہے
معنی انسان بر آتش مالک است
انسان کا جو ہر آگ مالک ہے
معنی ہیزم بر آتش حاکم است
ہیزم کا جو ہر آگ بر حاکم ہے
پس میغز الو بدن معنی فزا
پس تو جسم کو نہ بڑھا، روح کو بڑھا
پوستہا بر پوست می افزوده
تو نے جگہ پر بھلا بڑھا ہے
زالکہ آتش را علف جز پوشیت
آگ کی خوردگ جگہ کے علف نہیں ہے
ایں تکبر از نتیجہ پوست است
یہ تکبر پوست کا نتیجہ ہے
ایں تکبر چیست غفلت از کباب
یہ تکبر کیا ہے؟ جوہر سے غفلت
چوں خبر شد ز آفتابش تخ نہا
جب اس کو سورج کا پتہ چلا، برف نہ چلا
شد ز دید لب جلد تن طمع
جوہر کے دیکھ لینے سے جلد جسم لای بن گیا

۲۔ سنی انسان روح نانی
ان کی مالک ہے تو مالک فزا
جسم کا دار و دار و عارف ہے
آگ سے کیسے تباہ ہو سکتا جو
مالک ہی فزا کا نام ہے جو
آگ کا حاکم اور دار و دار ہے۔
پوستہا، جگر تو جسم پوست ہی
گیا ہے اور پوست ہی چیز ہے
تو تو ہی جوہر کے دھڑ میں ہے
تو تو جسم پر ہو رہی ہے جگر
پیدا ہوتا ہے اور اندہ کا قہر
اس کا قاض ہے۔

۳۔ آفتاب کی خبر
تیرے کبر و فزا ہے تاہی کسی
لے خبر زبان اور تو کو کہبت
پند کرتا ہے جو کہ یہ خبری نہیں
پر ہی کا سب ہی خبری خبر
انسان کا کبر جس کی ذات مٹا
باری سے غفلت کا نتیجہ ہے جلد

۱۔ دوزخی کہ پوست باشد و دوش
وہ دوزخی کہ کمال جس کی دوست ہو

معنی مغزت بر آتش حاکم است
تیرا جو ہر اور مغز آگ پر ٹھکڑا ہے

کوزہ چوبین کہ دروے آب سبوت
کلاوی کا پیار میں جس سے آگ پانی ہے

معنی انسان بر آتش مالک است
انسان کا جو ہر آگ مالک ہے

معنی ہیزم بر آتش حاکم است
ہیزم کا جو ہر آگ بر حاکم ہے

پس میغز الو بدن معنی فزا
پس تو جسم کو نہ بڑھا، روح کو بڑھا

پوستہا بر پوست می افزوده
تو نے جگہ پر بھلا بڑھا ہے

زالکہ آتش را علف جز پوشیت
آگ کی خوردگ جگہ کے علف نہیں ہے

ایں تکبر از نتیجہ پوست است
یہ تکبر پوست کا نتیجہ ہے

ایں تکبر چیست غفلت از کباب
یہ تکبر کیا ہے؟ جوہر سے غفلت

چوں خبر شد ز آفتابش تخ نہا
جب اس کو سورج کا پتہ چلا، برف نہ چلا

شد ز دید لب جلد تن طمع
جوہر کے دیکھ لینے سے جلد جسم لای بن گیا

۱۔ دوزخی کہ پوست باشد و دوش
وہ دوزخی کہ کمال جس کی دوست ہو

معنی مغزت بر آتش حاکم است
تیرا جو ہر اور مغز آگ پر ٹھکڑا ہے

کوزہ چوبین کہ دروے آب سبوت
کلاوی کا پیار میں جس سے آگ پانی ہے

معنی انسان بر آتش مالک است
انسان کا جو ہر آگ مالک ہے

معنی ہیزم بر آتش حاکم است
ہیزم کا جو ہر آگ بر حاکم ہے

پس میغز الو بدن معنی فزا
پس تو جسم کو نہ بڑھا، روح کو بڑھا

پوستہا بر پوست می افزوده
تو نے جگہ پر بھلا بڑھا ہے

زالکہ آتش را علف جز پوشیت
آگ کی خوردگ جگہ کے علف نہیں ہے

ایں تکبر از نتیجہ پوست است
یہ تکبر پوست کا نتیجہ ہے

ایں تکبر چیست غفلت از کباب
یہ تکبر کیا ہے؟ جوہر سے غفلت

چوں خبر شد ز آفتابش تخ نہا
جب اس کو سورج کا پتہ چلا، برف نہ چلا

شد ز دید لب جلد تن طمع
جوہر کے دیکھ لینے سے جلد جسم لای بن گیا

۲۔ سنی انسان روح نانی
ان کی مالک ہے تو مالک فزا
جسم کا دار و دار و عارف ہے
آگ سے کیسے تباہ ہو سکتا جو
مالک ہی فزا کا نام ہے جو
آگ کا حاکم اور دار و دار ہے۔
پوستہا، جگر تو جسم پوست ہی
گیا ہے اور پوست ہی چیز ہے
تو تو ہی جوہر کے دھڑ میں ہے
تو تو جسم پر ہو رہی ہے جگر
پیدا ہوتا ہے اور اندہ کا قہر
اس کا قاض ہے۔

۳۔ آفتاب کی خبر
تیرے کبر و فزا ہے تاہی کسی
لے خبر زبان اور تو کو کہبت
پند کرتا ہے جو کہ یہ خبری نہیں
پر ہی کا سب ہی خبری خبر
انسان کا کبر جس کی ذات مٹا
باری سے غفلت کا نتیجہ ہے جلد

چوئل نہ بیند مغر قانع شدہ پست
جب جوہر کو نہیں دیکھتا ہے، چمکے برقاغ ہو جاتا ہے
عزت اینجا گبریت ذل میں
اِس جگہ عزت کا زلی ہے اذلت میں
در مقام سنگی وانگاہ انا
تو پتھر کی جگہ ہے اور پھر کہنے
کبرزاں جویدہ ہمیشہ جاہ وال
نیکتر ہمیشہ نرتہ اور مال کا وہاں راستہ ہے
کایں دو ولیہ پست افزوں کنند
کیونکہ یہ دونوں عدم ہا یرمال کمال کو پھٹا آئیں
دیدہ رابر لب نفراشتند
لوگوں نے مغز کے مغز پر تفسر نہ آسانی
پیشوا ابلیس بود ایں راہ را
اِس راستے کا پیشوا ابلیس تھا
مال چوں مارست آں جاہ اژدہا
مال سانپ جیسا ہے اور زہر اژدہا ہے
زاں زمر دمار را دیدہ جہد
اِس زخرو سے سانپ کی انگلیں مل جاتی ہیں
چوئل بدیں رہ خار بنہا دان لیں
جبکہ اُس پھیلائے اِس راستہ پر کھانے بھلے
یعنی ایں غم پرمن از غدر لیت
یعنی جے یہ تکلیف اُس کی فدا سے ہے جہتی
بعد ازاں خود قرن بر قرن آمد
اُس کے بعد صدروں پر صدیاں آئیں

بند عمر من قنع زندان اوست
میں نے قناعت کی اُس نے محسوس کیا۔ کی پیری ہو کر قناعت
سنگت فانی نشد کے شکنج میں
پتھر جب تک فانی نہ ہوا، نگین کب بننا
وقت مسکین شستن تست وقتا
(ما فاکل تہ رہے مسکین شستن اور نہ اس کا وقت اقرب ہو)
کز سرگین ست گلخن را کمال
کو بھی کو محو بر سے کمال (ماصل) ہے
ششم وحم وکبر و خوت آگنشد
چولی اور کوشت اور عجز اور غور بہر تہیں
پوست ازاں رونے لب پناختند
اِس سب سے چمکے کو منفہ سمجھ گئے
کو شکار آمد شبیکہ جاہ را
جو رتہ کے جال کا شکار بنا
سایہ مرواں زمر و ایں دورا
اِن دوروں کا زمرہ، مردوں کا سایہ ہے
کو زگرد مار و زہر و وا زہد
سانپ انصاف ہو جاتا ہے اور مالک نہایت با جماعت
ہر کز خست او گفت لغت بریں
جو بھی زخمی ہوا اُس نے کہا شیطان پر لعنت
غدر را آں مقتدا سابق پست
فدا سے کا وہ مقتدا اور پیشوا ہے
جملگان بر رشتہ او پا زوند
سب اُس کے طریق پر چل پڑے

وہ شیطان پر لعنت کرتا ہے۔ آں مقتدا یعنی شیطان۔ بعد ازاں۔ اب میں تسد گرہا ہیں اُس شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔

لہ چوئل نہ بیند جب
انسان کو ایک حقیقت پہنچتا
نہیں ہوتا وہ ظاہر بر قناعت
کرتا ہے اور قناعت کی پیری
اُس کو کبر کو، غرور میں مستو
کرتی ہے، غرور میں قناعت
معاورے کے حامی قناعت
ہیں کہ جو شخص دنیا میں مستو
میں قناعت اختیار کرتا ہے
وہ با عزت رہتا ہے سوائے
اِس معاورے کے کسی پرستی
مراد نہیں ہے میں۔ چیت۔
مولا نارتا ہے میں قناعتی
کفر ہے اور میں ذاتِ حق
کنا ہے۔ جسکے جسم کے شر
کو جب تک معاورے کے
نور نہ آتا کیا جائے جسکے
ذہن کے۔

دہدہ را چوئل نہ بیند
نے اُس پر ہر کوئی دیکھ نہیں
لے وہ چمکے کو شکار ہو جاتا ہے
چیتا۔ ایں گراہوں کا پیشوا
شیطان ہے جو خود ہوا اور
مرج کے جال کا شکار ہو گیا
آل۔ مال اور نہ جہ کی محبت
انسان کیلئے سانپ انصاف
ہے بزرگوں کی محبت جہتی
کے لئے زکوہ ہے۔ نفاق زکوہ
مشہور ہے کہ زکوہ کا خیر
سے سانپ انصاف ہو جاتا ہے
اور وہ اسی پر چمکے کرتا ہے
کے قابل نہیں رہتا
چوئل۔ راہ را پست
چوئل شیطان نے کتنے چمکے
میں اب جس کس کو بھی نہیں
راہوں کی تہ تکلیف پہنچتی ہے

لے ہر کہ نہد منت بدلے فتی
لے زبوں : جس نے بڑا راستہ قائم کیا
جمع گرد و بروے آں جملہ بڑہ
دوسرے گتہ اس پر جمع ہر جاتا ہے
لیک آدم چارق و آں پوتیں
لیکن آدم چہنل اور وہ پرستیں
چوں یا آں چارقش مورد بود
جس کا دیار، چنل اس کا ورد حق
ہست مطلق کار ساز نیستی است
مطلق وجود، نیستی کا نام ہے
بر نوشتہ ہیج بنویں کے
کبھی کوئی کلمے ہوئے پر کھتا ہے ؟
کاغذے جوید کہ آن بنوشتہ نیست
وہ کاغذ کاغذ کہلے جو کھا ہوا نہیں ہے
تو برادر موضع ناکشتہ باش
لے بھائی تو نہ ہوئی ہوئی جس کا
تا مشرف گردی از نول و لقم
تاک تو زن اور لقم سے مشرف ہو جائے
خود ازیں پالودہ نالیسید گیر
خود میں نافو سے کو نہ چک ہوا بنا سے
زانکہ زیں پالودہ ستیہا بود
کیونکہ میں نافو سے ستیاں (پیدا) ہوئی ہیں
چوں در آید نزع و مرگ کہے کنی
جب نزع اور مرگ آئے تو آہ کرتا ہے

لے ہست مطلق : انسان اپنے
آپ کو نسبت کرے صاحب ہی
اس میں منت خداوندی کا
بے جہت جہت کے بے کاغذ
پر کوئی نہیں کھتا ہے جس کا
میں رخت پہلے سے لگا ہوا ہو
اس میں یا پورا نہیں دیکھا
ہے نہ اپنے آپ کو نہ کرتب
بق حاصل ہوگا کاغذ سے
خوشنوس مادہ کاغذ کاغذ
کو تپے باغ بجز میں ہی
لگا یا جاتا ہے تو زور ازنا
کو اپنے آپ کو نہ گھٹے ہوئے
کاغذ اور بجز زمین کی طرح
بنالیا جائیے

لے تا مشرف : چہ قدرت
جہ قدرت سے اس پر نقش
نکھارے گی اور میں مرگ
نئے پورے گھاسے گی خود
اپنے آپ کو نہادی تو تو

تا در افتد بعد از و خلق از عی
انکے بعد جسک ہی خلق اندے ہیں اسے چہتی ہے
کو سرے بودست ایشان دم غوہ
کیونکہ وہ سرے تھا اور وہ دم کی جڑ سے
پیش می آرد کہ ہستم من ز طیں
سامنے آتا ہے کہ میں طیں کا ہوں
لاجرم او عاقبت محمود بود
لا محالہ اس کا انجام قابل ستائش تھا
کار گاہ ہست کن جزیت حیت
موجود ہونے کا کار گاہ نیستی کے ہوا کیا ہے ؟
یا نہالے کار و اندر مغرے سے
یا ایک پورے کے تھالے میں کوئی دوسرا پور لگنے
ختم کار و موضع کر کشتہ نیست
اس جگہ سچ ہوتا ہے جو ہوئی ہوئی نہیں ہے
کاغذ اسپیدنا بنوشتہ باش
تو نہ کھ ہوا سفید کاغذ ہی جا
تا بکا زور تو ختم آن ذوالکرم
تاک وہ صاحب کرم جس میں بیج بوئے
مطمئن کہ دیدہ نا دیدہ گیر
جو مطمئن توئے دیکھا ہے اس کو نہیں دیکھا ہے
پوتیں و چارق از ریات وود
پوتیں اور چنل ہمیں دیارے عمل جاتے ہیں
ذکر و لوق و چارق آنکھ کہے کنی
تب ہر اکی گڑی اور چنل کی یاد کرتا ہے

سے مان کرے پھر فیک کی لذتیں حاصل ہوں گی۔ ترکہ۔ انسان دنیاوی لذتوں میں پسند کر سکتے ہیں جانا
ہے اور اپنی اصل حقیقت کو فراموش کر دیتا ہے جو کہ روید پھر ایسے وقت میں ماست کا اظہار
کرتے کہ اس کو اس کا کھانا دینی نہیں ہوتا۔

تا نگردی غرق موج زشتیے

جب تک تو کسی بُرائی کی موج میں غرق نہ ہوگا

یاد ناری از سفید راستیں

ترس جان کی کشتی کو یاد نہ کرے گا

چونکہ درمانی بغرقاب بکلا

جب تو مصیبت کے سمندر میں پھنس جائیگا

دیو گوید سگریدایں خام را

شیطان کہتا ہے اس بے وقوف کو دیکھو

دورایں خصلت فرہنگ ای

یہ خصلت ایماز کی ذہانت سے بید ہے

اُوخر وں آسماں بُوہد ز پیش

وہ پہلے سے آسمانی شرف تھا

کہ نباشد از پناہت کشتیے

جس میں جبری پناہ کے لئے کوئی کشتی نہ ہوگی

تنگری در چارق و در پوستیں

پہچل اور پوستیں کو نہ دیکھے گا

پس ظلمنا و در سازی برولا

پھر بے درپے میں نے ظلم کیا وہ کو در بنائے گا

سگر بیدایں مرغ بے ہنگام را

اس بے وقوف (انسان) نے (دلے) بٹھنے کو ذبح کر دیا

کہ پدید آید نمازش بے نیاز

کہ انش کی نماز بغیر ماجرہ کے ہو

نعر بے او ہمدرد وقت خوش

اُس کے بے نعرے اپنے وقت پر تھے

در معنی آنکہ اِنَّا الْکُشِیَاءُ لَمَّا هٰی وَمَعْنٰی اَنکَ لَوْ کَشِفَ

اس معنی کے جان میں کہ ہمیں چھڑوں کو ایسا دکھا جیسی وہ ہیں اور اس کے معنی کر اگر

الْخَطَا مَا اَزْدَدَتْ یَقِیْنًا وَمَعْنٰی اِیْسَ بَیْتِ

بہرہ بٹا دیا جائے تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہو اور اس بیت کے معنی

در ہر کہ تواز دیدہ بد می نگری

جس میں توازن دیکھ کر بد می نگری سے دیکھتا ہے

و در بیان اِیْسَ مصرعہ

اور اس مصرعہ کے معنی ہیں

لے خرماں از بے آموزید بنگ

اے خرماں! اس سے امان دینا سیکھو

صبح کاذب آید و فریبیدش

صبح کاذب آئے اور انکو فریب نہیں دینی

۱۱۱۱ اگر انسان کا خودیہ جادہ ہے تو اس کا یقیننا بڑھا جائیگا۔ لے خرماں۔ جو کچھ اپنی اموال کو اپنا

انگوڑی طرح برقت اموال کرنا چاہے جس طرح ایا نے برقت اپنی اموال کر لی تھیں انھیں خدا کو کرنی پڑی تھی۔

یعنی۔ صبح کاذب وقت صبح ہی تھا تا وقت اس کو دھکا دے سکتا تھا۔

۱۱۱۱ اگر کسی جبری پناہ ہے کہ جب تک تو باطل تہذیب کا اپنی اس حیثیت کو نہ دیکھے گا چنانکہ جب مصیبت کے سمندر میں پھنسے گا تب تو کہے گا۔ تو پر شیطان کو براہے گا۔ اور کہے گا کہ اب بے وقت کی قرب اور دوست سے کیا فائدہ ہے جس کو ذبح کر دیا تو جو جرجر بے وقت نہیں دیتا ہے اس کو ذبح کر دیا جائے گا۔ اور۔ ایسا کر یہ حالت ذبح کو اس کو وقت گدہ جائے پر تہذیب ہمارے کی ہر نماز مجھ کو دکھائی دے تھی اور وہ آسمانی شرف تھا اس کی تمام ماجرہ بروقت تھی۔

۱۱۱۱ آقا۔ یہ دعا امام ہادیؑ

کی طرف منسوب ہے سورۃ

نہ اس مناسبت سے لکھو

یہاں ذکر کیا ہے کہ ایسا کر

معاذ اللہ کر لے کر جبری جانے

کی حقیقت معلوم نہ تھی اسی

لے انھوں نے اس کو کچھ کیا۔

لَوْ کَشِفَ الْخَطَا دَیْصَحَت

اے کہم اللہ وہ جب کا مقرر ہے

کو یہ راہی باقیہ میں ہو

کا کہ اگر غریب سے بھدے

لکھا ہٹ جائیں تو میرے یقین

میں کوئی اضافہ نہ ہوگا۔

جو تہذیب میں ایسا اور

یقین کے آخری مرتبہ پر چلے

دور کر۔ اس شعر کا مطلب یہ

ہے کہ انسان کو دروس کر لینے

اپنی قیاس کرنا ہے جیسا تو فرما

ہے درسا ہی دوسرے کو لکھنا

لے آئی دنیا۔ دنیا اور تو بہ
کا صبح وقت نہیں پہناتے
ہیں اپنے وقت تو بہ کرتے
ہیں جبکہ تو بہ نہیں رہتی
صبح کا صبح صبح وقت کو نہ
پہناتے ہے بہت سی تو ہیں
تجہ ہوتی ہیں، تاقد اگر کاذب
صبح میں کل پر تہا ہے تو توٹ
یا جاتا ہے صبح کاذب خدا
کرے کاذب صبح کسی کی دہر
نہ بنے ورنہ وہ تباہ ہو
جاتے گا۔

کے تے شہ جو شخص خود
غفل میں مبتلا ہے وہ دوسرے
کو غفل پر نہ بکے مگر توری۔
اگر انسان خود راغب ہے تو
اس کو دوسروں کو نشانہ
نہیں دیکھنا چاہیے۔ پدما۔
بہت بد کام ہے وہ اپنے اہل
کو دوسروں کا اعلان نہ ہو کر
پرہیز ہے۔ آج خاں بنگلہ
میں چوگر خود کی حق دہانیا
کو مادی گرفتار کیے تھے۔

کے وان امیران سلطان
حمود کے دربار کے دوسرے
امراء جنہوں نے بازار کی
فصلیت کی تھی خود بنگلہ
انہوں نے مجھے کے بارے
میں ایذا پہنچائی تھی کہ
خیال کیا۔ خاں۔ سلطان
حمود کو بازار کی پالی کا بغیر
خفا اور مجھے کی تاشی کا
سکھ ان امیروں کو اس کی
پالی کا بغیر دلانے کے لئے
دیا تھا۔ اس کے امیروں سلطان

اہل دنیا غفل ناقص داشتند
دنیا والے ناقص نفس رکھتے تھے

صبح کاذب کاروانہا را ز رست

صبح کاذب نے ان، قافلہ کو تباہ کیا ہے
صبح کاذب خلق را رہبر مباد
خدا کرے صبح کاذب مخلوق کی راہنما نہ بنے

لے شہ تو صبح کاذب را زین

لے وہ شخص کہ تو صبح کاذب کا پابند ہے

گرنداری از نفاق بد اماں

اگر تجھے بڑے نفاق سے امن نہیں ہے

بدگماں باشد ہمیشہ زشت کار

بدگماں ہمیشہ نیک کار ہوتا ہے

آں خساں نذر کثریہا ماندہ اند

وہ کہنے جو بھی میں پہنچے ہوتے ہیں

واں امیران جیسے قلب ناز

آج کہنے دھوکے باز سسر داروں نے

کو دینہ دار دو گنج اندراں

کوہ دینہ رکھتا ہے اور اس میں خزانہ ہے

شاہ میدانست خود پاکی او

شاہ خود اس کی پاکی کو جانتا ہے

کالے امیران حجرہ بکشائید در

کالے سردارو! حجرے کا دروازہ کھول دو

تا پدید آید سگالشہائے او

تا کہ اس کی تدبیر کا ہر جو حساب میں

تا کہ صبح صادق پنداشتند

حق کو اس کو صبح صادق سمجھ بیٹھے

کہ بجوئے روزیروں آمدت

جوں کی امید بہا ہر آگئے ہیں

کو دہد بس کاروانہا را بباد

جوت فلن کو برباد کر دیتی ہے

صبح صادق را تو کاذب ہم نہیں

صبح صادق کو بھی تو کاذب نہ سمجھ

از چہ داری بر بردارن ہماں

تو تو بھائی پر اس کامان کیوں کرتا ہے؟

نامہ خود خواند اندر حق یار

دوست کے پاس میں اپنا خط پڑھتا ہے

انبیاء اسرار کو کثر خواندہ اند

انہوں نے انبیاء کو ماد و مگر اور پڑھا کہ ہے

ایں گماں بزدلند بر حجرہ ایاز

ایاز کے حجرے پر بد بھی گمان کیا

زائے خود و سنگر اندر نیکیاں

اپنے آئینہ میں دوسروں کو نہ دیکھ

بہر ایشاں کرد او آں جُست و جبر

اس نے وہ جستجو ان کے لئے کی تھی

نیم شب کہ باشد او زان بیخبر

آدمی رات کو نہ کہہ کہ وہ اس سے لاپرواہ ہوگا

بعد از ان برواست لشہائے او

پھر اس کی سنا جا رہے وقت ہے

حمود نے اسی امیروں سے کہا کہ تم غیب میں ایاز کی اہم میں مجھے کا دروازہ کھول دو تاکہ اس

کے پریشیدہ حالات ظاہر ہو جائیں پھر اس کو بھی کی سزا دوں گا۔ جسے لشہا جی ایاز نے

کے خیالات اور ماں جی کرنے کی تدبیریں۔

مشر مارا دادم آں زرد و گہسّر

میں نے وہ زرد جو محسّر تھیں دیا
اِس ہی گفتِ دل اومی طمید

وہ یہ کہ رابعتا اور اس کا دل بڑبڑا رابعتا
کہ منم کایں برزبانم میسّر و

کہیں ہوں کہ میری زبان سے جاری ہوا ہے
باز میگوید بحق دین او

بہر گہست ہے اُس کے دین کی قسم
کہ بقذفِ زشت من طیرہ شود

کہ وہ میرے بڑی جہت رکھنے سے ناراض ہو
بمثلاً چوں دید تا ویلاتِ رنج

بمثلاً انسان جب رنج کی توجہ ہو جاتا ہے
صاحب تاویل ایاز صابرت

توجہ کرنے والا ، صاحب ایاز ہے
ہچو یوسف خوابِ این ندانیا

(حضرت یوسف کی طرح اِن قیدوں کا خواب
خواب خود را چوں ندانم قیر

جب بھلا آدمی اپنے خواب کو نہیں جانتا
گر زخمِ صد تیغ اور از امتحاں

میں گرا زائش کی ستر کھریں اس کے ماروں
داند او کاں تیغ بر خود می زخم

وہ جانتا ہے کہ وہ تلوار میں اپنے زار را ہوں
دربیان اتحاد عاشق و معشوق از زوئے حقیقت اگر چہ

من از اں زردا نخواہم جز خبر

میں اُس زرد کے باہمی سے نہ خبر کے کہ نہیں
از برائے آں ایاز بے تنید

اِس بے نظیر ایاز کی وجہ سے
اِس جفا گر بشنود اچوں شود

یہ ظلم اگر وہ سنے گا، اِس کا کیا حال ہوگا؟
کہ ازیں افزوں بود کمین او

اِس کا ترتیب اِس سے بڑھ کر ہے
وز غرض در بر من غافل بود

اور میری غرض اور راز سے غافل ہو
بر و بند کے خود او مات رنج

کامیابی دیکھتا ہے اور غم سے اُنہیں دیکھتا ہے
کہ بھر عاقبتھانا ظرست

کیونکہ وہ تاج کی سند کو دیکھنے والا ہے
ہست تعبیرش بیشِ اوعیاں

اُس کی تعبیر اُن کے سامنے ظاہر ہے
کہ بود واقف ز بر خواب غیر

وہ دوسرے کے خواب کے مزے کب کھائے ہوگا؟
کم نگر دو وصلت آں مہرباں

اِس مہربان کا حسن کم نہ ہوگا
من و کم اندر حقیقتا و نمم

حقیقت میں میں وہ ہوں ، وہ میں ہے
دربیان اتحاد عاشق و معشوق از زوئے حقیقت اگر چہ

حقیقت کے اتحاد سے عاشق اور معشوق کے اتحاد کے بیان میں اگر چہ
قرین کا حلق کر دے چہ گہر کو گدو جاتا ہے کہ یہ اُس کے تھوڑا سا تپنے کو مارا داتا ہے۔ در بیان اب

ملہ تر شاہ بادشاہ نے یہ

ہی کہ دیکھا کہ جو ہر زبان
میں وہ تپا ہے ہی جگے

اکرموت چار دیا آیتا ہی
گفت بادشاہ نے یہ حکم تو

دیہ یا حاکمیں وہ اچے بے چین
تھا اگر اُس کے گلیں ایاز

کو اس کا ہم چکا گلیں نے
بدگانی کی بنیادیں کے بڑو

کی کھنکھار دیکھ رہے تھیں
کہ کس تدریج ہوگا آج کی

پھر بادشاہ ملہ میں کہتا تھا کہ
ایاز کے غلوں پر یقین ہے

کہ وہ اُس غم کے باہمی میں
بھگتے بدگمان نہ ہوگا بلکہ

بگے کہ دشمن پر حقیقت
مال واضح کرنے کیلئے میں نے

یہ حکم دیا ہے
ملہ تھوڑی صحبت اور اب

وہ صحبت کی کوئی بہتہ
توجہ کر تھوڑے تھوڑے اور

خمس غفلت سے وہ نہیں پتا
ہے صاحب تاویل بادشاہ

نے خیال کیا کہ اُنہیں کام
کی کوئی بہتر توجہ کرے

حضرت یوسف نے اپنے قیدوں
قیدوں کے خواب کی تفسیر

تفسیر دی تھی جس نے دیکھا
تھا کہ وہ گھر نہ رہا ہے جس

کو کہہ رہا تھا کہ تفسیر ہے کہ تو
پھر بادشاہ کا ساتھی ہے گا اور

جس نے دیکھا تھا کہ تفسیر کے
سزا کی روایاں کہتے ہیں کہ

سے کہا تھا کہ توسلی پر چڑھا
چاہیگا۔ اِن روایاں چھوڑ

اوس کے ساتھی
ملہ کر زخم ملہ میں مدد ملے

کا گھر میں ایاز کے تھوڑے سا

مختصا رانداز روتے آئند نیاز ضد بے نیازی ست چنانکہ آئینہ
ہو اقبال سے تضاد میں کو نیاز بے نیازی کی ضد ہے جیسا کہ آئینہ
بے صورت مرادہ اسٹے بمصورتی ضد صورت ست لیکن
بہر صورت کا اور مرادہ ہے اور صورت کا ہوتا صورت کی ضد ہے لیکن
میان ایشان اتحادی ست در حقیقت کہ شرح آن راز
در حقیقت ان میں ایسا اتحاد ہے جس کی شرح دلاز ہے
وَالْعَاقِلُ تَكْفِيْدُ الْإِشَارَةِ
اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

اندر آمدن ناگہاں رخو یسے
ہی اچانک بیماری پیدا ہو گئی
تا پدید آمدن مبداء مجنون خنقا
عقل کے اس سے مجنون کے دھوکے میں خنقا پیدا ہو گیا
گفت چارہ نیست ہیج از رنگ نش
اُس نے کہا قصہ کرنے کے حلقہ کوئی حلقہ نہیں ہے
رگ نے آمد بدار انجامد و فنون
انجام دیا، وہاں ایک تجربہ مند نقاد آیا
بانگ زرد در زمان آں عشق خو
نوراً وہ عشق سے ایچ چہیم
گر بمیسر م کو پرو جسم کہن
اگر میں مر جاؤں، کدہ سے بُرا جسم چلا جائے
چوں نمی ترسی تو از شیر عریں
جبکہ تو بیکار کے شیر سے نہیں ڈرتا ہے
گرد بر گرد تو شب گرد آمدہ
تیرے چہ چادوں طرف رات کو چکر مارتا ہے
ز ابھی عشق و وجد اندر جگر
(تیرے، جگر کے، اندر عشق اور دم کی کثرت سے)

جسم مجنون راز رنج دو یسے
فراق کی تکلیف سے مجنوں کے جسم
خون بخوش آمد ز شعلہ اشتیاق
خون کی چٹاری سے خون خوش میں آگیا
پیش طیب آمد بدار و گردش
اُس کا علاج کرنے کے لئے طیب آیا
رگ نون باید برائے دفع خون
خون کے دفع کرنے کیلئے نصد کرنی چاہیے
باز و ش بست گرفت آں پیش او
اُس نے اس کا ہاند باڈھا اور اسکو اس کے سامنے بکھرا
مزد خودستان ترک فصد کن
اپنی فیس بے لے اور نصد نہ کر
گفت آخرا چہ می ترسی ازین
اُس نے کہا آخر تو اس سے کیوں ڈرتا ہے؟
شیر و گرگ و خرس ہر لوز و دودہ
شیر اور بھڑیا اور بکھار اور ہر جتا اندودہ
می نیاید شان ز تو لوتے بشر
تجربہ سے نہیں انسان کی بر نہیں آتی ہے

لے مختصا رانداز روتے آئند نیاز ضد بے نیازی ست چنانکہ آئینہ
مشتوق میں تضاد ہے ایک
عرفت نیاز ہے دوسری طرف
بے نیازی ہے جیسا کہ آئینہ
بے صورت ہے اور صورت
اُس کے اعتدائی ہے بظاہر ان
دونوں میں تضاد ہے لیکن حقیقت
دونوں میں اتحاد ہے اُس کی برائی
کے قصہ سے تشریح کرتے ہیں۔
نوراً ایچ چہیم
ہو گیا عشق کی شدت سے اُس
کے فراق میں جوش پیدا کر دیا
جس سے اُس کے گھر میں خنقا
دھوکے کا دم پیدا ہو گیا
ستے جس طیب طیب نے
کا خون کو کم کرنے کیلئے نصد
کرنا ضروری ہے لہذا نصد کرنے
والے کو دیا جائے۔ باڈوش
نصد کرنے کیلئے جب اُس کا
بازو باندھا تو مجنون ضرور جانے
لگا اور کہا کہ خود میں مر جاؤں
نصد نہ کرو۔
ستے گفت فصد دے کہ تو
جنگوں میں لڑا ہوا ہے تو اپنے
دشمنوں سے بھی نہیں ڈرتا ایک
نشدے سے کیوں ڈرتا ہے تجھی
شیر کی بھاری تیر چٹا۔ دودہ
دودہ، جی کیا ہے۔ چکر فصد اور
غم نے تیرا جگر بھڑا دیا ہے ان
دشمنوں کو تجھ میں سے اسی
کی بر نہیں آتی ہے اور وہ
تجھے اپنا دشمن سمجھ کر تجھ پر
مولویں کرتے ہیں۔

۱۰۰ مشنوی۔ ایک ۲۰۰ مشنوی
مشنوی کے اتحاد کی ضرورت
کرتے ہیں کسی مشنوی نے بھی
سے دریافت کیا کہ تو مجھ سے زیادہ
محبت کرتا ہے یا اپنے آپ سے
اُس نے کہا میں اپنی تمام صفات
مگر کہ چکا ہوں اب میرے علم
سے عالم تیری قدرت سے ظہور
ہوں۔ لہذا اگر مجھے دوست
رکھنا ہوں تو اپنے آپ کو دوست
رکھنا ہوں اور اپنے آپ کو دوست
رکھنا ہوں تو مجھے دوست رکھنا
ہوں اب دونی ختم ہو گئی جو
لہذا یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا
۱۰۱ ہرگز جھوٹات و صفات
باری پر یقین کامل حاصل ہوگا
چونکہ وہ خودی کو ختم کر چکا ہے
لہذا اُسکی خودی میں خدا یعنی
ہے۔ آخر جب ایک انسان
فرائض و نوافل کے ذریعہ خدا
کا قریب حاصل کرتا ہے اور
خدا کی اخلاق سے متعلق ہوتا
ہے تو اس انسان کو دیکھنا
کو دیکھنا ہے۔

۱۰۲ مشنوی صبح کے وقت
کی شہاب گفت۔ عاشق
نے کہا کہ میں بھی اپنے آپ کو
فنا کر چکا ہوں تو اور میں نہیں
نہیں ہیں کہ ان کے پاس میں
محبت کی کیا اور زیارت کا سؤل
ہو سکے

مشنویؒ نے عاشق پر سید کہ خود را دوست ترمیداری یا مرا
ایک مشنوی نے عاشق سے دریافت کیا تو اپنے آپ کو دوست رکھتا ہے یا مجھے
گفت من از خود مرده ام و بتوزندہ ام از خود و از صفات خود
میں نے کہا میں اپنے اعتبار سے مرده ہوں اور تیرے ذریعے زندہ ہوں اپنے آپ کے اور اپنی
نیست شیدہ ام و بتو هست شیدہ ام علم خود را فراموش کردہ ام و
صفات کے اعتبار سے معلوم ہو گیا ہوں اور تیرے ذریعے سے مرہو ہوا ہوں میں نے اپنا علم خدا پر ہے اور
از علم تو عالم شدہ ام قدرت خود را بباد دادہ ام و از قدرت
تیرے علم کے ذریعہ عالم بن گیا ہوں میں نے اپنی قدرت کو بباد کر دیا ہے اور تیری قدرت
تو قادر شدہ ام اگر خود را دوست دارم ترا دوست داشته
مجھے ذریعہ صاحب قدرت ہو گیا ہوں اگر اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں تو مجھے دوست
باتم و اگر ترا دوست داشته باتم خود را دوست داشته باتم
رکھتا ہوں اور اگر تجھے دوست رکھتا ہوں تو اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں

شکر را آئینہ یقین باشد

جس کو یقین کا آئینہ حاصل ہو

گرچہ خود ہیں خدا کے ہیں باشد

اگرچہ وہ خود ہیں ہے وہ خدا ہیں ہوگا

اُخْرِجْ بِصِفَاتِي إِلَى خَلْقِي مَنْ رَأَاكَ فَقَدْ رَأَانِي وَمَنْ
میری مخلوق کی طرف میری صفات میں نکل جس نے تجھے دیکھا تو جیسا کہ میں نے دیکھا اور جس نے
قَصْدَكَ قَصِدَنِي وَمَنْ أَحَبَّكَ أَحَبَّنِي وَقَسَّ عَلَى هَذَا
تیرا قصد کیا اُنہیں قصد کیا اور جس نے تجھ سے محبت کی اُنہیں محبت کی اور اسی پر قیاس کرے

دوستی کا ہے فلاں ابن فلاں

میں کی شریک وقت کر کے فلاں فلاں کے بیٹے

یا کہ خود را راست گویا ذالکرب

یا اپنے آپ کو راست بتاتا اے غزوہ

کہ پریم من از تو راست ترا قدم

کہ میرے پاؤں تک تجھ سے چڑھوں

گفت مشنویؒ بعاشق زاتحلا

انتہا نام ایک مشنوی نے عاشق سے کہا

مر مر تو دوست داری عجب

تو مجھے عجب زیادہ دوست رکھتا ہے

گفت من در تو چنان فانی شدم

میں نے کہا میں تجھ میں ایسا فنا ہو گیا ہوں

برئین از ہستی من جز نام نیست

مجھ میں میرے وجود کا سوائے نام کے کچھ نہیں ہے

زاں سبب فانی شد مں آئینیں

اس لئے میں ایسا فانی ہو گیا ہوں

ہچمو سنے کو شود کل لعل ناب

اُس پتھر کی طرح جو ہم خاص لعل بن گیا ہو

وصف آں سنگی نہ اندازد

اُس میں پتھر کی صفت نہیں رہتی ہے

بعد از اں گردوست خویش را

اُس کے بعد اگر وہ اپنے آپکو دوست لکھتا ہے

و کہ خور را دوست دارد و بکمال

گروہ (دل و جان سے سورج کو دوست لکھتا ہے)

خواہ خود را دوست دارد لعل ناب

خاص لعل خواہ اپنے آپ کو دوست رکھے

اندریں دو دوستی خود و فرق نیست

ان دونوں دوستیوں میں فرق نہیں ہے

تتا نشد او لعل خور را دشمن ست

جب تک وہ لعل نہیں بنا، سورج کا دشمن ہے

زانکہ ظلمانی ست سنگاے باخسور

اس لئے کہ رائے باخسور پتھر تارک ہے

خویش را گردوست دارد کافرت

اگر اپنے آپکو دوست رکھتا ہے تو کافر ہے

پس نشاید کہ بگوید سنگ آنا

بس مناسب نہیں ہے کہ پتھر "انا" کہے

در وجود جز تو لے خوش کام نیست

اے خوش نصیب! تجھ میں تو سوا کچھ نہیں ہے

ہچمو سر کہ در تو بجز آئینیں

جیسا کہ سر کہ لے شہد کے سمندر! تجھ میں

پُر شود اواز صفات آفتاب

وہ سورج کی صفات سے پُر ہو جاتا ہے

پُر شود اواز وصف خور اُپشت زو

وہ آگے اور پیچھے سورج کے وصف سے پُر ہو جاتا ہے

دوستی خور بود اں لے فتی

اے نوجوان! وہ سورج سے دوستی ہوتی ہے

دوستی خویش باشد یکماں

اے شک اپنے سے دوستی ہوتی ہے

خواہ یا اوردوست دارد آفتاب

یا خواہ وہ سورج کو دوست رکھے

ہر دو جانب جز ضیاء شرف نیست

دونوں جانب سورج کی روشنی کے علاوہ کچھ نہیں ہے

زانکہ یک من نیست انجا دو من

کیونکہ ایک وجود نہیں ہے یہاں دو وجود ہیں

ہست ظلمانی حقیقت خدہ نور

تارک حقیقت نور کی خدہ ہے

زانکہ او متاع شمس البرست

کیوں کہ وہ شمس اکبر کا منظر ہے

اُوہمہ تاریکی ست و در فنا

وہ مجسم تاریکی اور فنا میں ہے

اُس کا اپنے وجود کا اقرار سورج کے غیر کے وجود کا اقرار ہے۔

لے بریں میرے وجود کا نام

ہی نام ہے در تاس وجودی

در اصل تو ہے سرکہ سرکہ

کو اگر شہد کے سمندر میں

ڈال دیا جائے تو سرکہ کا حص

نام ہی نام رہی بیگا ورنہ

وہ سب شہد میں مگر شہد

بن گیا ہے۔ بجز جس ہم میں

کسی دوسرے جسم کی پوری

صفات ہمیں تو اب اس

پیلے جسم کا نام ہی نام باقی رہا

پتھر نے جب سورج کی صفات

کو اس درجہ قبول کر لیا کس

میں پتھر کی زرا اور وہ سورج

کی صفات کو قبول کر کے لعل

بن گیا تو اب وہ حرف نام

کا پتھر ہے اُس میں پتھر کی

صفت باقی نہیں ہے۔

لے بعد ازاں۔ لعل اگر اپنے

آپ سے محبت کرے تو وہ

سورج ہی سے محبت کہلائیگی۔

وہ اگر وہ لعل، سورج سے

محبت کرے گا تو اُس کی وہ

محبت خود اُس کی اپنی ذات

سے محبت کہلائے گی۔ اب

اُس کی اپنی ذات سے دوستی

اور سورج سے دوستی میں کوئی

فرق نہیں ہے۔ اس لئے کہ اُس

میں اور سورج میں صفات

کی یکساںیت ہے۔

لے تافذ۔ ہاں اگر وہ پتھر

ابھی لعل نہیں بنا ہے تو اُس

اور سورج میں تضاد ہے پتھر

میں تاریکی ہے اور سورج میں

صفائی اور روشنی بہ خوشی

راہ اگر اس حالت میں وہ

پتھر اپنے آپ سے محبت کرے

تو وہ سورج کا کافر ہے۔

لے گشت کس نہ جرنی ہو
۱۲۰ کن کہنا اس جو سے کو
ہے اور منصور کی کا پھر کینا
جین ایمان ہے آج نہ اگر
کوئی فرعون صفت والا شخص
آنا حق کیے تو وہ وطن ہے اور
کوئی منصور حق کی صفات
والا انسان ہی کہے تو اس
پر لڑکی رحمت ہے نہ کہ
بھگوان ان شرکی صفات
سے شغف نہیں ہے تو حق
میں اور اذیت ہے میں تصاد
ہے مابین آنا مختلف صفات
خداوندی کا آنا حق کسان میں
جو لائق بنائے۔ میں آنا وہ
نہ میں کوئی فرق نہیں ہے
کیونکہ نور اور صفات کے اعتبار
سے دونوں میں اتحاد ہے۔
مقرر۔ ذات باری تو کسی انسانی
شکل میں مانا حاصل ہے جو کفر
ہے۔

۱۲۱ جمہور کے رویے
اپنے پتھر ہیں کو در کے صحن
بنے کی کوشش کر رہے گئے رفت
رفت اس صفات کو فنا کر کے اللہ
کی صفات کے لیے بقا حاصل
ہوگا۔ دست۔ میرے در کے
اوصاف رفت رفت فنا ہو جائیں
صفات خداوندی کا میرے اندر
جما رہ جائے جو صفت تو کائن
کی طرح جتنی سماعت تھا اور
اس نصیحتوں کو لیں کر کے متنا
خداوندی کو صفت عرض بنائے
۱۲۲ چہرہ۔ اگر انسان میں انصاف
ہے تو اس کو کون کون کھولنے
والے کی طرف توجہ دے گئے
نہ اپنے جسم کی خدا کی کرتی

گفت فرعون انا الحق گشت پست
کس زمرن نے آنا حق کہا وہ پست ہوا
آل انار العتہ اللہ در عقب
اُس آنا کے لئے اذیت تھائی کی منت در پے ہے
زانکہ اوسنگ سید ہدایں عقیق
کیونکہ وہ سب بخرقہ۔ یہ عقیق ہے
ایں آنا ہو بود در سترے فضول
اسے پیورہ! یہ آنا اذیت۔ ہر۔ حق
جہد کن تا سنگیت کمتر شود
تو کوشش کرتا کہ تیر بخرقہ کن کم ہو جائے
صبر کن اندر جہاد و در عنان
مجاہدہ اور شجاعت میں مسہر کر
وصف سنی ہر زماں کم میشود
بخرقہ کن کی صفت ہر لمحہ کم ہوگی
وصف ہستی میر و دان بیکریت
تیرے جسم میں سے وجود کی صفت بیکر مابقی
سمع شویکبارگی تو گوشوار
تو کان کی حوت نوراً سماعت۔ بن جا
چہ چوچہ کن خاک می کن گر کسی
اگر تو رہے تو کون کوننے والے کی طرح بنی ہو
گر رسد جذب خدا آب معین
اگر خدا کا جذبہ آجی تو جہاں۔ بن یا
کار کے میکن تو و کاہل مباش
کچھ کام کر۔ اور کاہل نہ بن

گفت منصور انا الحق بزرست
کسی منصور نے آنا حق کہا وہ باا ہے
وین آنا را رحمتہ اللہ لے محب
اور یہ آنا اسے رحمت اذیت تھائی کی رحمت ہے
آں عذقیے نور بود و ایں عشیق
وہ نور کا رحمت میں تھا اور یہ عاشق ہے
زا اتحاد نور نر را و حلول
نور کے اتحاد کی دو سے اذیت حلول کے طور پر
تا بلعلی سنگ تو انور شود
تا کہ تیسرا بخرقہ میں بنے سے رکھن ہو جائے
وہ مہم می ہیں بقا اندر فنا
محبت۔ محبت۔ محبت میں بقا دیکھ
وصف لعلی در تو محکم میشود
جو میں صلہ کن کی صفت معین ہو جائے گی
وصف مستی میفزاید در سیرت
تیرے باطن میں مستی کی صفت بڑھ جائے گی
ماز حلقہ لعل یا بی گوشوار
تا کہ تجھے صل کے متلا کا گوشوار مل جائے
زین تن غامی کہ در آئے رسی
اس حق کے جسم کی ہوا کہ تو اپنی تک پہنچ جائے
چاہا نہ کندہ و بخوشد از زمین
کون کھولے۔ بن زمین سے جوش ہائے
انک اندک خاک چہ را میراش
تھوڑی تھوڑی کنوں کی بقیہ کھود

چاہئے کہ وہ آب مہبت تک پہنچ سکے۔ اگر تیرے مجاہد کے ساتھ اگر حضرت حق کی جانب سے جذب
خارج ہو جائے تو یہ نقص تک پہنچنے کے لئے زیادہ مجاہدوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

کاشمیکن گوش ماں از بہر آب
پانی کے لئے کام کرے گاں ہیں جا
ہر کہ رنجے دید گنجے شد پدید
جس نے تکلیف آفٹی، خوانہ حاضر ہوا
گفت پیغمبر کو عست و سجود
پنچیسہ نے فرمایا ہے، رکوع اور سجود
حلقہ آں درہم آنکوبین زند
جو شخص اس دروازہ کی کنڈی کھٹکتا ہے

اندک اندک دور کن خاک تڑاب
تھوڑی تھوڑی خاک اور پتھر سٹ
ہر کہ جدے کرد درجہ تے رسید
جس نے کوشش کی، نصیبہ کو پہنچ گیا
بر در حق کو فتن حلقہ وجود
انہ اتنا ہے، کہ درہم راہ کی کنڈی کھٹکتا ہے
بہر او دولت سرے پیریں نند
اس کے لئے دولت ہمہ آتی ہے

آمن آں امیران تمام با ستر پنگاں نیم شب و کشادن
آن چلتوڑ امیران میں ستر پنگاں کے آدھی رات کو، اور امان کا موسم
حجرہ ایا زو دیدن چارق و پوستین را آویختہ و گمان
گھوڑا اور چیل اور پوستین کو قطع کرنا دیکھنا، دیکھنا کہ ہر
برون کہ آں نکرست و روپوش و خانہ را خفرہ کردن ہر
ہنگامی اور آواز ہے، اور گھبراہٹ کے ہر اس گوشہ کو گھوڑا جس
گوشہ کہ گمان آمد و چاہہ کنناں آوردن و دیوار ہاں سوراخ
نہیں خیال آیا، اور کنڈیوں کو گھونے والوں کو لانہ و دیواروں میں سوراخ
کردن و چینیے نایا فتن و خجل نوید شدن چیتانکہ
کرنا اور کسی چیز کو نایا، اور شہر مندہ اور نا امید ہونا، یا کہ انہی
بدگمانان خیال اندیشاں درکار انبیا و اولیا کہ میگفتند کہ
اور انہی کے سب میں بدگمانوں اور بچنے والوں پر کہنے آ کر
ساجرانہ و خوشیتن ساختہ اند و تصدیر میجوین یعز
جادوگر ہیں اور اپنے آپ کو بنائے ہوئے ہیں اور برائی چاہتے ہیں جس کے
نفع شخص خجل شدن ایشان شود ندا د
جدان کا شہر مندہ ہونا، نصیب نہیں ہے

آں امیریں بردر حجرہ شدند طالب گنج و زخمرو نندند
و انہی جو بنے کے نام چاہتے ہیں، خزانہ دور سونے اور زخمرو کے حلقہ بنے

لے کاری کن، انسان کو جو بڑے
خرد کن چاہیے اور عقیدے
حصول کو مستعد بن چاہیے،
ہر کہ محنت کرے، رنگاں نہیں
کسب ہے جو کوشش کرتا ہے
وہ پانتا ہے، گنت جہانیں
میں لے کے جاتا ہیں، اگر وہ حق
کھے اور انسان کو نقص نہ پہنچے
حاصل میں نہ بھڑکے، اگر وہ ان
کھلایا جاتا ہے، عبادت میں
زنجیر بھاتا ہے۔
لے حلقہ، شہر مندہ ہے
میں و قیادت، لکھنے والے
جو شخص حق کا دروازہ کھٹکتا
ہے تو دروازہ کھل جاتا ہے،
زنجیر میں، یا زنجیر چیتیں
اور پستیں میں لے لگادی
ہے کہ حق خدا کی جانب
و گئی کا دیوانہ بن جائے۔
لے چٹا کر، یہ گم ہاں کے
مسائل میں ہیں شہر مندہ ہو
جس طرح انبیاء اور اولیاء کے
نقد فرمیں ایسے وقت شہر مندہ
ہوئے ہیں جبکہ ان کی فرزندگی
ان کے لئے مفید نہیں ہوئی
تے، نقد، صدر کا مقام
داخل کرنا، خود بخود

لے کر آکر۔ ایسے عہد پر
ایسا سخت نفس کا عہد
جس کا کھلا آسان نہ تھا
تو بعض مضبوط نفس کسی
بھل کی وجہ سے نہ تھا
بلکہ پتا یہ راز چھپائے کیسے
لگا یا تھا تو تم دگر اگر دلوں کو
چیں اور پسین کا مال معلوم
ہو تو انکو مگر ہی یہ معلوم
کر گئے تیش۔ بابت روکنے
باقی احوال کی سن دو جاہر ہے
جس نے وہ حفاظت کرتے ہیں۔
رہ۔ یہ قوفوں کے نزدیک
سو جاہان سے بہتر ہے غنہ
روپے پیسے کو جات کی خیرات
کھتے ہیں۔

۱۱۔ حق شایہ۔ لاجی ان کر
وہ راز تھا اور عقل آہستہ زوی
کی غیب سے رہی علی جزو تازہ۔
حرص انسان کو فوری نفسی فتن
کی طرف دھرتا ہے خواہ کچھ
سمجھا ہے غلب۔ ہریت
جو کہہ سے پانی لقا کرے برتا۔
آپڑ حرص کا خلیقا اور عقل کی
آگاہ و غنی حق۔ غالب بود ہونا
جو کہنے جان کی طرح تھا اپڑ
حرص غالب حق اپنے عقل کی آواز
وہ کبار جاتا بہت عقل کی آواز
وہ اس کے اشارے ان کو لگتا
عقلی برکت ہے۔

۱۲۔ غلبہ ہمت کے اشارے
اسکے پرشیدہ ہر جاتے ہیں کہ یہ
غضب صبر کے میں چلو ہر جتن
یہ غلبہ حب جس جاتے ہے
تو اس کا غور کرتا ہے اور ہر
انسان نفس اسکو جانت کہ ہے
نفسی تو اس۔ خیر دل کی دشمنی

تجربہ کار کا لکھنا و لکھنا۔

قفل را بر میکشاند از ہوس

ہوس سے انھوں نے تالا کھولا

زانکہ قفل صعب ہے پیچیدہ بود

کیونکہ اس نے مضبوط تالا لگا رکھا تھا

نہ زنجیر سیم و مال و زر خام

چاندی و مال اور خامیوں کے زنجیر

کہ گروہے بر خیال بد منشد

کہ ایک جماعت بڑے خیال پر تم ہو جائیگی

پیش باہمت بود اسرار جاں

جان کے راز، باہمت کے سامنے

زربہ از جان ست پیش لبہاں

یہ قوفوں کے نزدیک سنا جان سے بہتر ہے

عشقتا بید نہ تلف از حرص زر

دوسروں کے لالچ میں نہس۔ دوڑتے تھے

حرص تازہ دیدہ ہوئے سرب

سرب کی جانب لالچ بیکار دوڑتا ہے

حرص غالب بود ز چوں جاں شد

لالچ غالب تھا اور سونا جان کی طرح بن گیا تھا

حرص غالب بود ز زرم چو جاں

جان جیسے سونے پر حرص غالب تھی

گشتہ صد تو حرص غوغا لے او

حرص اور افسوس کا شہ تنگسنا ہو گیا

تاکہ در چاو غرور اندر رفت

تاکہ دھوکے کے گھوڑے کے اندر گرے

چوں زینہ رام بار او شکست

جب جال کے جہد کی دھڑ سے اس کا زینہ ٹوٹا

باد و صدف رنگ و دانش چیں

چند انھوں کی سیکڑوں عقلوں اور کھجور کے ساتھ

از میان قفلہا بگزیدہ بود

تالوں میں سے غنیمت کیسے

از برائے کتم آں سراز عوام

بلکہ افسوس راز کو عوام سے چھپانے کے لئے

قوم بگزیدہ نام سالوم کنند

دوسری قوم میرا نام نکلا کر کہے گی

از حسان محفوظ تر از لعل کاں

کیموں سے کان کے صل سے زیادہ محفوظ ہوتے

ز زنتار جاں بود پیش شہاں

شاہوں کے نزدیک سونا جان کی خیرات ہے

عقل شاں میگفت آہستہ تر

ان کی عقل میں حق "نہیں"۔ بہت آہستہ

عقل گوینیک میرکان نیست

عقل کہتی ہے میں طرح دیکھ دوہا نہیں ہے

نوعہ عقل آن ناں پنہاں شد

اس وقت عقل کی آواز دوسرے میں تھی

گفت این ست ایر متاع را نگا

اس نے کہا کہ یہ ہے۔ یہ ہر وہ چیز

گشتہ پنہاں حکمت ایمائے او

داناں اور اس کا استراہ بچھ گیا

آنکہ از طاعت ملاہ ت نشنود

وہ جو دعا کی علامت نہیں سمجھتا

نفس تو اسے بر رویا بہ دست

تو انھیں نے نفس پر تو ہر بائیس

تا بیدوارِ بلا ناید سرش

جب تک اس کا سر نیست کی رو، تک نہیں آتا ہے

کو دوکانِ راحِصِ لوزینہ و شکر

بادام کے صوبے اور شکر کا لکی بچوں کے

چونکہ دردِ دُنباشش آغاز شد

جب اس کے چھوٹے کا درد شروع ہوا

حجرہ را با حرص و صد گونہ ہوس

عمرہ کو سیکڑوں ہوس اور حرص سے

اندر افتاد بر بزمِ زاز و دام

از دام سے لکھے اندر گھر

عاشقِ سہ در قندِ بکروفر

شبان و شکر سے، عاشقِ سہ گرا ہے

بنگرید از بیا رازِ یس

انھوں نے بایں اور دانیں چاہیے دیکھا

باز گفتند ایس مکانِ بیرونِ نیت

انھوں نے پھر کیا یہ جگہ بغیر غبد کے نہیں ہے

ہیں بیاور سیخمائے تیز را

غیر وار! تیز سلاخیں سلا

بر طرفِ کند و جستنِ ارفیق

ان لوگوں نے ہر طرف کھود اور ملاشلی

خُفرِ باشاں بانگِ میلدا و نزاں

ان کو اس وقت گروہوں نے بکھارا

زاں سگاش شرمِ مہمِ میلداشتند

اس بگانی سے ان کو شرم بھی آ رہی تھی

باز در دیوارِ باسوزِ انجبا

پھر دیواروں میں سوزاں

نشد و پند دلِ آں گوشِ کرش

اس کا ہر لکانِ دل کی نصیحت نہیں سنتا ہے

از نصیحتِ بکر دو گوشِ کر

دونوں کان کو نصیحتوں سے بہرا بنا دیتا ہے

در نصیحتِ بکر دو گوشِ کر

اس کے دونوں کان نصیحت کے لئے کھلے

باز کردند آں زمانِ چندس

ان چند شخصوں نے اس وقت کھولا

پتھر اندر دُغِ گندیدہ ہوا

جس طرح نیچے شری ہوئی چاہے پتھر

خوردنِ امکاں نے دستِ بکر دو

کھانے کا امکان نہیں اور دونوں پر بندھ ہوئے ہیں

چاہتے بدیدہ بود و پستیں

پہنی ہوئی پستیں اور پوسٹیں تھیں

چارقِ اینجا جُزپے و پوشِ نیت

اس جگہ پہن آؤ کے سوا نہیں ہے

امتحانِ کنِ خُفر و کارِ نیرا

گروہ اور نالی کا امتحان ہے

خُفرِ ہاگرد و گولائے عمیق

گروہ اور عمیقے غار ڈال دیتے

کندائے غلیم لے گندگاں

اے گندو! ہم غالی خندتیں ہیں

کندارا بازمی انپاشتند

انھوں نے خندوں کو دوبارہ پھیر دیا

بہمنیں کردند از جہل و غمی

نادانی اور اندھ پن سے یہی طرح کئے

لے تاجہ یور، جب تک

مصلحتِ کب کی دہرے آئے

تو نہیں کھڑا تے نہ وقت

تک یہ دل کی نصیحت نہیں

سنتا ہے کہ دوکانِ اس شخص

کی مثال بچوں کی سی ہے جو

مٹھائی کے لالچ میں کئی نصیحت

نہیں سنتے ہیں، چونکہ جب

مٹھائی کھانے سے پھر مٹے

اور ٹھیکان لکھی میں شب

بچے کے کان کھتے ہیں خود

اب پھر انا کے گلے کے کھتے

کا ذکر شروع کیا ہے

تھیں پھر وہ ٹوک از دھام

کر کے انا کے فوجیں اس طرح

گئے جس طرح جیسے کئی پرچہ

میں گرتے ہیں کہ وہ اس میں

سے کچھ کھا سکتے ہیں، ورنہ

سالم باہر نکل سکتے ہیں، یہی

حال ان لوگوں کا تھا کہ انکو

دبان مال بھی نہ آیا اور

رُسا ہو گئے

تھیں باز گھنڈے جن سے میں مال

نہ پانے کے باوجود انھوں نے

کب کب یہ جگہاں سے نالی نہیں

ہو سکتی ہیں اور پوسٹیں تو مال

کو چھانے کے لئے ایک آؤچی

بیچتھائی یعنی کھونٹے کے لئے

گدا لیں، کارِ نیرا، تیری گویا

گروہ، خُفر، پھر گروہ ان سے

کہہ رہے تھے کہ نہ پاک

خیالات والو جو نہ گروہ

ہیں، راتیں، اب وہ اپنے

خیالات پر شرمندہ تھے انھوں

نے گروہوں کو پست نہ دیا

کر دیا

لے لالہ۔ وہ اپنے کام پر
لاحق پڑھ رہے تھے وقت نہ
اُن کو اپنے کاموں کو چھوٹا ناگن
دعا دیاروں کے سوزان اور
زیر کے گزرتے اُن کی پُسل
کھارے تھے۔ تھیں۔ اُن کو کمر
اور سوراخوں کو اس طرح اب
بندھی نہیں کیا جاسکتا کہ ایاز
کے سامنے اُن حرکتوں کا انکار
نہیں ہو سکتا۔ وہ سب حیران
تھے اور درویش کی گواہی سے
ڈر رہے تھے۔
لے ماقبت۔ انجام کار وہ
مہر دم دایں ہوتے اور حرکتیں
کی طرح سروں پر دو چہ دار رہے
تھے۔ بازگشت۔ وہ لوگ غالی
ہاتھ اور خندہ ہی طرح تھے
جس طرح کفار ہونگے جیکر انہیں
اور رسولوں کی برکت کا چھوٹکا
اور بد اعمالوں کے چہرے سیاہ
اور نیک کاروں کے سفید ہو
جائیں گے۔
لے شاہ شام کے قصداں سے
صیانت کیا کہ ہماری بیلیں۔
ہمیشہ زرد جو ہم سے کیوں
غالی ہیں اگر تیرے ہی کہہ کر وہ
مہر نے چھپائے ہیں تو ہمیں اُن
کے آثار ہمیں برسرِ درہم نے
چاہیں تھے۔

بے عدل لالہ دلِ درہم سید نہ

برسینہ میں بے ستمار "لالہ" تھی

زاں ضلالتہائے باوقارِ اشاں

اُن کی یہود۔ دوز کی مٹا بیسیاں

ممکن اندائے آس دیوار نے

اُس دیوار کی پسیا مسکن نہ تھی

گر خدایع بیگنا ہی میدہند

اگر وہ اپنی بے گناہی کا دعو کا دیں

جملہ درحیرت کچھ عذر آوزند

سب حیرت میں تھے کہ کب مقرر کریں

ماقتبہ نو میدوست لب گزراں

انجام کار نہ امید اور ہاتھ اور ہنٹ کاٹنے جوتے

باز گردیدند سوئے شہر یار

نہ۔ کی طرف واپس ہو گئے

ماند مرغِ حرصِ شاں بے عینہ

اُن کی حرص کا پیر نہ بیکسنگس کے رہ گیا

خفہ دیوار و درختِ اشاں

گڑھا اور دیوار اور دروازہ اُن کے چٹور تھے

بایا زامکان بیچ انکار نے

ایاز کے سامنے انکار کا کوئی امکان نہ تھا

حائط و عرصہ گواہی میدہند

دیوار اور مٹی گواہی دے رہے ہیں

تا ازیں گردابِ جاں بیرونِ ند

تا کہ اُس بخور سے جان کو باہر نکالیں

چوں ناں دوست بر سرِ ہاں

عورتوں کی طرح درہم شہر پر ہاتھ جوتے

پیر ز گرد و ریزے زرد و شہر یار

خود کے بھرے ہوئے، بھرے زرد اور خندہ

باز گشتن تماں از حجرۂ ایاز سوئے شاہِ توبرہ تھی و خجلِ نمبو

چٹخروں کا ایاز کے خمر سے بادشاہ کی طرف تازی توبرہ اور شہر مند ہو کر پڑ گیا جیسا

بدگماناں در حقِ انبیا علیہم السلام در وقفِ ظہورِ برأت و

کہ انبیا علیہم السلام سے بدگمان کرنے والے اُن کی برکت اور پاکی کے ظاہر

پاکیِ ایشاں کہ یوم تبیص و جوح و قسود و جوح و

ہر جانے کے وقت کہ جس دن جبکہ بھرے سفید اور بیکھ بھرے کالے ہو جائیں گے اور

قوله لعل انیوم القیامۃ تری الذین کذبوا علی اللہ وجہہم مسودۃ

اُنہوں نے کھول قیامت کے روز تو دیکھیں ان لوگوں کو جنہوں نے خدا پر جھوٹا قہار کئے بھرے کالے ہوئے

کہ بقلاں زرد و میاں تنہیت

کہ تھماری بیس بیانی اور سونے سے غالی ہیں

فر و شادی در رخ و رخسار کو

تو نہ اور رخسار پر نشان اور غشی کہاں ہے؟

شاہ قاصد گفت میرا حوالِ صیت

بادشاہ نے قصدا کہا ہاں کیا احوال ہیں؟

ور نہاں کر دید دینار و تسو

اگر تیرے اشراف اور مٹیاں چھپا رکھی ہیں

گر تیر پہاں بیخ ہر بیخ آورت

گر تیر ہزار درخت کی جڑ ہر کونسیا ہے

آنچہ خورد آن بیخ از ہر وز قد

جڑو نہ اور شکر اس جڑ نے کیا ہے

بیخ اگر بے برگ از مایہ تہیت

جڑ اگر بغیر بیخ کے اور سرائے سے خالی ہے

برزبان بیخ بگل مہرے نہد

جو کی زبان پر مٹی مہر لگ دیتی ہے

اں امیراں مجملہ در عذر آمدند

اُن حسب سرداروں نے معذرت کی

عذر اں گرمی و لاف و مامون

اُس جوش اور شہین اور اناہیت سے مگر کے لئے

از تجالت جملہ انگشتاں لڑاں

سفر زندگی سے انگلیاں کاٹنے جوئے

گر بریزی خوں حلا الت حلال

اگر تو خون بہائے تیرے لئے حلال ہی حلال ہے

کردہ اکیم آنہا کرا زامی سترید

بہرے رہ کیسا جو ہمارے لائق تھا

گر تیر بخشش جرم ماے و لفرور

لے دل کو رخص کر کے توالے اگر تو ہمارے جرم بخش ہے

گر تیر بخشش یافت نو میدی کشا

اگر تو بخش دے گا تو مایوس نہ کشا دل کا دل کی

گفت شے نے یس نوازیں گدا

بادشاہ نے کہا نہیں یہ نوازیں اور یہ سزا

امیدت بدل جائے گی روز تباری جان آپ یہ زبان ہے گفت بادشاہ نے کہا اس سارا

میں سزا عطا کرے گا ہم نہیں ہے ایسا کام ہے

برگ بینہ ہم دجو ہم اخضر

سبز ہے اُن کے چوں پتوں ہے دکا مسلق ہیں

نک منادی می کند شاخ بلند

اب بلند شاخ بیکار رہی ہے

برگہائے سبز بر اشجار حصیت

درختوں پر سبز بیچے کیسے ہیں؟

شاخ دست پا گواہی میدہد

شاخ، ہاتھ پاؤں ہیں جو گواہی دیتے ہیں

پہو سایہ پیش مہ ساجد شدند

سایہ کی طرح چاند کے سامنے سجدہ کرنے لگے جگئے

پیش شہ رفتند بابتغ و کفن

تلوار اور کفن لے کر شاہ کے سامنے گئے

ہر یکے میگفت کے شاہ جہاں

ہر ایک کہ رہاقت کر لے شاہ جہاں!

و رتہ بخشش ہست انعام نوال

اگر تو صاف کر دے انعام اور عطا ہے

تا چہ فرمائی تو لے شاہ مجید

اے بزرگ بادشاہ! اب آپ کیا فرماتے ہیں؟

شب شبیہا کردہ باشد روز روز

آدیا سہوا کو رات نے رات چن کیا دن نے دن چن

ورنہ صد چوں مافلے شاہ باد

ورنہ ہم جیسے سیکڑوں بادشاہ پر تو تباہ ہیں

من نخواہم کرد ہست آن ایاز

میں نہ کروں گا یہ ایاز کی حکیت ہے

امیدت بدل جائے گی روز تباری جان آپ یہ زبان ہے گفت بادشاہ نے کہا اس سارا

میں سزا عطا کرے گا ہم نہیں ہے ایسا کام ہے

لے گرتو جڑ زمین میں
بچوں ہوتی ہوتی ہے لیکن
اس کے تلوار جڑیں پر ظاہر
ہوتے ہیں برگ چھپے ہوئے
اعمال کے اثرات نیکیوں کے
چھروں پر ظاہر ہوں گے
پاک ہیں بے بینا ہضم فی
ذخوہ ہضم فی ذخوہ
میں سمجھوں کہ آثار ان کے ہیں
سے نمایاں ہیں آجہ پتوں کو
جو کی حقیقت واضح ہوجاتی
ہے۔

لے بیچ جڑ میں اگر زندگی
نہ تو درخت پر سبز بیچے نہیں
آئیں گے جڑ زبان مٹی نے
جڑ کے شہ پر ہر گدی ہو
لیکن اس کی خاکیں جڑوں
کے ہاتھ پاؤں ہیں گریں
رہے ہیں تقدیر جرم کے لئے
قاعدہ تدبیر بخشش و کفر
بادشاہ کے سامنے جاتا تھا اور
اس طرح سزا پر اپنی آگاہی
کرتا تھا۔

لے از غلات بہر بخشش
نے انھیں سارا کھاتا تھا اور
بادشاہ کے کہہ رہا تھا کہ اگر
ہیں تم کو دیا جائے تو ہم
اسی کے قابو میں اگر آپ
صاف کر دیں تو آپ کا کوہ
ہے شب شبیہا۔ رات اپنا
کام کرتی ہے اور دن اپنا
ہمارے سارے کام کرتی ہے
اور آپ کی ساری پرور ہے
میرے بخشش اگر آپ صاف
کر دیں گے تو ہماری کوس

ملے خور بادشاہ نے بازار کو
کھڑا کر ان ایسے لوگوں کو اس کے
جواز کر دیا اور اس حیاتِ بادشاہ
نے کہا تمہارا علم و زیادتی
ایاز کے جسم اور آرزو پر پہنچی
ہے اگرچہ اگرچہ ایاز اور میں
دو ہیں ہیں لیکن اس معاملہ
میں یکاگت نہیں ہے۔ جیسے
اگر بادشاہ کے غلام پر کوئی
تہمت لگے تو بادشاہ ذلیل
نہیں ہوتا ہے، غلام ذلیل
ہوتا ہے لہذا اس معاملہ کا
تعلق باوجود یکاگت کے ایاز
ہی ہے۔

یعنی اگر کوئی شاہ کا خور
بھی کرتا ہے تو وہ اس کے علم
کے بعد و سر پر کرتا ہے۔ شاہ
شاہ کو جرم کا علم ہی ہوتا ہے
تو اپنے علم کی وجہ سے اس کا
اظہار نہیں کرتا ہے۔ جتنی قدر
چوکہ بادشاہ کو جرم کا پورا علم
ہوتا ہے تو سفارش صرف
اس کے علم کی جاتی ہے۔ اگر گتہ
شاہ کے علم کی وجہ سے خطا کار
کو بہت ہو جاتی ہے ورنہ
بہت اس کو خطا کرنے کا
موقع نہ دے۔

سے خوش نہائے اگر کوئی قتل
میں خطا کرے تو اس کے
رشتہ داروں کو دیت دینی
پڑتی ہے چونکہ قاتل انہی
رشتہ داروں کے سپاہی کی
اسید پر قتل کرتا ہے یا کسی موت
خطا کار شاہ نے علم کے سہارا
خطا کرتا ہے تو اس کی خطا کی
ذمہ داری بھی شاہ کے علم پر
آتی ہے۔ بہت شاہ کے علم
کی تسلی خطا کار بھاری ہو جاتی

جس حالت میں شیطان اس کی آواز کرے کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی بات نہ مانی تو وہ جہنم میں جاتا۔

خوالہ گردن بادشاہ قبول توبہ تمامان و حجرہ کشایاں و سزا
بادشاہ کا غفلت و غور اور جرم کو سزا دینا اور سزا
دادن و ادب گردن ایشان بالیاز کہ یعنی اس جنایت پر
وینا اور اس کو تنبیہ کرنا۔ ایاز کے شہرہ کرنا کیوں کہ یہ زیادتی
عرض اور فتنہ است غنڈرا و پذیرد

اس کی آواز پر پہنچی تو اس کا غور و تدبیر کرے

زخم بر گہائے آن نیکو پست
زخم اس پر گہائے آن نیکو پست کی جگہ پر لگا ہے
ظاہر اودیم ازیں سودو زیاں
اس نفع اور نقصان کے اعتبار سے ظاہر سود و زیان
جزو مزید حلم و انتظار نیست
مزید حلم اور جرم سے کے سوا کچھ نہیں ہے
بیگنہ را تو نظر کن چوں گند
بیگنہ را تو نظر کن چوں گند

تو غور کرے قصور کو وہ کیا بنائے گا؟
ماہی اظہار اں حلم سے بس
انکے ظاہر کرنے کے لئے فقط حلم مانع ہے
لا ابالی وار الا حلیم او
لا پروائی کے ساتھ سوائے اس کے حلم کے
ورنہ ہیبت اس مجاش کے نہد
ورنہ خوف اس کو کب گھٹائش دیتا؟
ہست بر حلمش دیت بر عاقلہ
انکی توبہ کی وجہ سے (میساک) مائلہ پر دیت
دیو دمرستی کلاہ ازوے ربود
نستی میں شیطانی اس کی توبہ سے بھاگ
دیو بادام بجا کر دے ستیز
شیطان آدم سے کب جھگڑا کرتا؟

ایں جنایت بر تن عرض ویت
یہ علم اس پر اور اس کی آواز پر ہوا ہے
گرچہ نفس واحدیم از لئے جاں
اگرچہ جان کے اعتبار سے ہم ایک ذات ہیں
تہمتے بر بندہ شہ را عاری نیست
غلام پر بہت شہ کی ذلت نہیں ہے
منتہم را شاہ چوں فاروں گند
بیکہ شاہ بہت کردہ کو قارون بتا دیتا ہے
شاہ را غافل مدان از کار کس
شاہ کو کسی کے کام سے غافل نہ سمجھو
من ہنا کشفع بمیش علم او
انکے علم کے آگے وہاں کوئی ہے جو سفارش کرے؟
آں گند اول ز حلمش میجد
خطا پہلے پہل اس کے علم کی بنا پر صادر ہوئی ہے
خوش نہائے جرم نفس قاتلہ
قاتل نفس کے جرم کا خوشنہا
مست بیخود نفس ما راں حلم بود
ہمارا نفس اس جرم سے مست اور بیخود تھا
گر نہ ساقی حلم بودے بادہ ریز
اگر ہم کا ساقی شرب چھلانے والا نہ ہوتا

جس حالت میں شیطان اس کی آواز کرے کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی بات نہ مانی تو وہ جہنم میں جاتا۔

لے گا وہ آدم کو ملائکہ سے
زیادہ علم حاصل تھا لہذا
شیطان اٹھو دھوکہ دے
سکتا تھا لیکن چون کہ آدم
نے جنت میں اللہ کے علم کا
جام لی لیا تھا تو اس سے
خفا سرزد ہو گئی۔ بلاؤں سے
اُس کو بڑبڑا کر کے کھانا نہیں
کے لئے بہت ٹھنڈ ہے۔ باز
آں حضرت آدم نے اللہ تعالیٰ
کے علم کی انیوں کالی جس
سے اُن پر غفلت طاری ہو گئی
عقل پھر اُس غفلت سے اُن
کی عقل نے الشک برباری
سے پناہ پکڑی۔

سے فرعون۔ بادشاہ نے
ایاز سے کہا اب تو جو چاہے
کر معاف کر دے یا بدل
لے لے کی عدلی یعنی بدل
لے لے مہربانی کر اور یہ
بھی سمجھ لے کہ عدلی یعنی
بدل لینے میں سکڑوں مہربانی
پوشیدہ میں اس لئے کہ
قصاص کے ذریعے جو مبین
مصفوف درجائی ہیں اس
لئے قرآن نے قصاص کو
قرار دیا ہے جو شخص صاف
کرتا ہے وہ قاتل کی ایک جان
کی طرف تو دھیمان دیتا ہے
لیکن اُن جانوں کی طرف نظر
نہیں کرتا ہے جو قصاص کے
ذریعے محفوظ رہتی ہیں۔

سے گرد و صد۔ اُن
جوش میں راہ اعتدال چھوڑ
بچتا ہے لیکن ایاز سے یہ
مکس نہیں ہے۔

اوستہ دِ علم و نقا و نقود
علم کے استاد اور نقد کو کہنے والے تھے
شذریک بازی شیطان دوی درد
شیطان کے ایک داؤں سے شرمندہ ہو گئے
زیرکے دانا و حیش کردہ بود
انگوڑ نہیں اور عقلمند اور جست کر دیا تھا
درد را آورد سوائے زحمت او
اُن کے سامان کی جانب چر لوروا کر دیا
ساقیم تو بودہ دستم بکیر
میرا ساقی تو تھا میری دستگیری کر

میرا ساقی تو تھا میری دستگیری کر

گاہ علم آدم ملائکہ را کہ بود
ملائکہ کے اعتبار سے آدم کے علم کا درجہ تھا
چونکہ درجہ جنت شارب علم خود
چونکہ انھوں نے جنت میں مہر کی شراب لی
آں بلاؤں ہائے تعبیم و دود
اللہ تعالیٰ کی تعبیم کے حدانوں سے
باز آں انیوں علم سخت او
پھر اُس کے انتہائی علم کی انیوں نے
عقل آمد سوائے حلیش متبیر
عقل اُن کے علم کی جانب پناہ پکڑی کی ہوئی تھی

عقل اُن کے علم کی جانب پناہ پکڑی کی ہوئی تھی

فرمودن شاہ ایاز را کہ اختیار زن از عفو و مکافات کہ لازم
بادشاہ کا ایاز سے دانا کر بدلے اور معاف کرنے میں سے جو بھی پسند کرے اختیار کر کیونکہ انصاف
و لطف ہر چہ کنی اینجا صوابست در ہر یکے را مصلحت بہت
اور ہر بانی میں سے جو بھی تو کرے گا اس مقام پر درست ہے اور ہر ایک میں مسعیت ہیں
کہ در عدل ہزار لطف و رحمت و لکم فی الفصا صحت
ایسے کہ انصاف میں ہزاروں مہربانیاں درج ہیں اور تمہارے بدلے لینے میں زندگی ہے
مٹکس کر کہ راہت میدار و قصاص را وریں یک جیات
جو شخص بدلے لینے کو ناپسند کرتا ہے اُس میں قاتل کی ایک زندگی
قاتل نظر میکند و در صد ہزار جیات کہ معصوم و مصفوف
پر نظر کرتا ہے اور وہ اُن لاکھوں زندگیوں کو جو سزا کے خوف کے
خواہر شدن در حصن بیم سیاست نمی تگرد
قلعہ میں محفوظ اور مامون ہو گئی نہیں دیکھتا ہے

کن میان مجرماں حکم اے ایاز
اے ایاز! مجرموں کا فیصلہ کر
گر د و صد بارت مجوشم و عمل
اگر میں تجھے دو سو بار دہی کام میں جوش دلاؤں
اے ایاز پاک با صد احتراز
سیکڑوں پر میں گناہوں کے ذریعہ پاک اے ایاز
در کف جوشتم تا یم یک نفل
تیرے جوش کے جھالوں میں ایک نفل بھی نہ پاؤں

لے زانہاں۔ سحر
کا امتحان کر کے ست ہے
نوگ شرمندہ ہوئے یہ
اب یہ لوگ بھی سحر
شرمندہ ہیں۔ سحر
دیرانے علم ہی نہیں ہے۔
وہ علم کا ہے تھوڑا ہے
وہ صرف بڑا ہی نہیں ہو
بلکہ بڑا ہی کا یہ ڈور سا
ہے گفت۔ ایازہ شادی
باتوں پر کیا کر۔ یہ تیرا
عطا اور دین ہے ورنہ میری
حقیقت تو وہی چیز اور
پوستیں ہے۔

۳۱
ہر آں حدیث شریف
ہے من غریف غریف
غریف غریف دہرے اپنے
آپ کو یہاں لے لے اپنے
عدا کو یہاں لے جا رقت۔
جس طرح ایازہ کیس اور پتیں
اسکی ابتداء تھی۔ بقیہ ویت
شاہی عطیہ تھا جس طرح انسان
کی اصل مرد کا نطفہ اور عورت
کے رحم کا خون ہے۔ تیرا کہ
یہ دنیاوی عطا اس لئے کی جو
تاکر تو انکو دیکھ کر بڑی عطا
کا طلب گار رہے۔ زان۔ دنیاوی
عطا آخرت کا نونہ ہے جس
طرح چند سبب لڑکے کو
کے طور پر دکھائے جاتے ہیں۔
۳۲ گفت۔ کیس کے جویر
کی باگی رکھادی جاتی ہے۔ گفت۔
امشاد ایک صفت بیان
کرتا ہے تاکہ شاعر اپنے علوم
کو جان کر ان کا وہاب ہے
قد۔ اگر شاگرد امت کے کشتہ
کوشن کرے کہہ کے کہ اس
امشاد کے پاس۔ انانتہ

زانہاں شرمندہ خلق ہے شمار
ناتش ہے شمار مخلوق شرمندہ ہوئی ہے
محرر ہے فقرست تنہا علم نہایت
صرف علم ہی نہیں ہے۔ بلکہ راتھا سمندر ہے
گفت من دام عطا تست این
اس نے کہا میں جانتا ہوں یہ آپکی دین ہے
بہر آں پیغمبر این را شرح نیست
اسی سے پیغمبر نے اس کی شرح کی ہے
چاقہ لطف آدخونت پوستیں
تیرا چل لطف ہے اور تیرا خون پوستیں ہے
بہر آں داوست تا جوئی دیگر
مجھے سنے دیا ہے تاکہ تو اور طلب کرے
زاں نماید چندیب کس باغباں
باغباں چند سبب اس لئے دکھاتا ہے
گفت گندم زان دہد خربار را
ایک مثنوی گہوں خربار کو اس لئے دیتا ہے
نکتہ زان شرح گوید اوتار
امشاد اس شرح میں سے ایک نکتہ بیان کرتا ہے
ورگوئی خود بینش بود و بس
اگر تو کہے کہ اس کے پاس بس بھی تھا
اے ایازا کنوں بیا و داد دہ
اے ایازا! آپ آ اور انصاف کر
مجرمانت مستحق کشتند
تیرے مجرم گردن زدنی ہیں

زانہاں ہا جملہ از تو شرمسار
آزائیکوں کی وجہ سے سب مجھے شرمندہ ہیں
کوہ و صد کوہ است این محو علم نیست
یہ ہم ہی نہیں ہے پہاڑ اور سیکڑوں پہاڑ ہے
ورنہ من آں چاقم واں پوستیں
ورنہ تو وہی چل اور وہی پوستیں ہوں
ہر کہ خود شاخت نیز دل را شاخت
جس نے اپنے آپ کو بسا نا اس نے خدا کو بھی بیا
باقی لے خواجہ عطاے اوستایں
اے جناب! باقی اس کی دین ہے
تو گو کہ بینش جزاں قدر
تو نہ کہہ کر لے پاس اپنے سوا نہیں ہے
تا باری دحل و محل بوستان
تاکہ تو باغ کی آمدنی اور دھن کو سمجھ سکے
تا باند گندم انبار را
تاکہ وہ ڈھیر کے گہوں کو سمجھ جائے
تا شناسی علم اُورا مستزاد
تاکہ تو اس کے علم کو مزید سمجھ جائے
دورت انا از دچناں کریش خس
تیرے اس طرح دور بینک و بیکاس طرح دھمی چکا
داد ناد و درجہاں بنیاد نہ
دنیا میں عیب انصاف کی بنیاد رکھ دے
وز طمع بر عفو و حلمت می تند
اور تیری معافی اور حلم کے لالچ پر قائم رہ

۳۳
ملاحظہ اور کوئی علم نہیں ہے تو امشاد اس کو دروس سے نکال دیتا ہے۔ اے ایاز۔ بادشاہ نے ایاز سے کہا۔
مجرمانت۔ یہ چنگیز قتل کے سخت ہیں لیکن تیری بردباری اور عفو کے طالب ہیں۔

تا کہ رحمت غالب آید یا غضب

تا کہ دیکھیں کہ رحمت غالب آتی ہے یا غصہ

از پئے مردم ربائی ہر دو ہست

انسانوں کی کشش کے لئے دونوں ہیں

بہر ایں لفظ ائت مستقبل

اسی لئے واضح لفظ ائت مستقبل

زانکہ استفہام اثبات است ایں

کیونکہ استفہام یہ اثبات ہے

ترک کن تا مانداں تقریر خام

رہنے دے، تاکہ تقریر ناقص رہے

تہر و لطفی چوں صبا و چوں ببا

تہر اور مہر صبا اور وبا کی طرح ہے

میکشد حق راستاں را تا رشد

اللہ تعالیٰ مجھ کو ہدایت کی جانب لکھتا ہے

معده حلوائی بود حلوا کشد

حلویے والا معده ہوتا حلویے کو کھینچتا ہے

فرش سوزاں سردی از جاش بود

گرم فرش بیٹھے والے کی ٹھنڈک دور کرتا ہے

دوست بینی از تو رحمت می جہد

تو دوست کو دیکھتا ہے تو تجھے رحمت بھیجی ہے

نور بینی روشنی بیروں جہد

تو نور دیکھتا ہے، تو روشنی باہر آتی ہے

آب کوثر غالب آید یا لہب

آب کوثر غالب آتا ہے یا لہب

شاخ طلم و ششم از عبد ائت

طلم اور غصہ کی شاخ عبد ائت (کے وقت) ہے

لفی و اثبات است در لفظ قریں

لفی اور اثبات ایک لفظ میں ملا ہوا ہے

یک روے لفظ لیس شد فیں

لیکن اُس میں لیس کا لفظ چھپا ہوا ہے

کاشہ خاصاں منہ بر خوان عام

خواص کا پیالہ عوام کے دست خوان پر نہ رکھ

آں یکے آہن ربا ویں کھربا

ایک مقناطیس اور یہ کھربا ہے

قسم باطل باطلاں را میکشد

باطل فرقوں، برے لوگوں کو کھینچتا ہے

معده صفرائی بود سر کا کشد

صغریے والا معده ہوتا سر کو کھینچتا ہے

فرش افسردہ حرارت را خورد

ٹھنڈا فرش، گرمی کو کھتا جاتا ہے

خصم بینی از تو سطوت می جہد

تو دشمن کو دیکھتا ہے تو تجھ میں جو دبدبہ چمکتا ہے

نار بینی یا دغاں ظلمت دہد

تو آگ یا دھواں دیکھتا ہے تو تاریکی پیدا ہوتی ہے

ہے جو نرم قلوب کو اپنی طرف مائل کرتی ہے۔ آہستہ آہستہ۔ دنیائیں حضرت حق کو دونوں صفوں کا ظہور ہے

اسکا کھربا وہ چمکے گا اپنی طرف کھینچتا ہے۔ میکشد۔ دنیائیں حضرت حق کو دونوں صفوں کا ظہور ہے

اے خاصاں ہونا راست بازوں کی کشش کرتا ہے اور اسکا مغنی ہونا غلطکاروں کی کشش کرتا ہے، غرض کہ

ایمان یا کفر کی کسی استعداد ہے اسکا مطابق اسکا میلان جو مقدمہ۔ دنیائیں ہر چیز کی کشش اپنی ہم جنس کی طرف جو مقدمہ۔ کبھی حال ہے تو کسی کا بھی حال جو دوست اور دشمن کا بھی حال ہے تو نور دار کا بھی حال ہے۔

لے جا کر اب یہ دیکھا ہے

تو ان پر ہر دم کرتا ہے عتاب

نازل کرتا ہے، ہر دم آب کوثر

اور عتاب لپٹے، آتے

دو دنیاؤں کے عالم و غفہ دور

صفین گویں کو اٹھاتا ہے

کی جانب متوجہ کرتی ہیں

بہر ایں۔ طلم اور غصہ کی صفت

کی طرف اشارے کے لئے

ائت مستقبل میں نقل بھی ہے

اور اثبات بھی ہے۔ زانکہ

ائت میں ہمزہ استفہام

انکا کے لئے جو ائت مستقبل

میں داخل ہے جو خود انکار کے

صفی میں ہے اور انکا کا انکار

اثبات ہوتا ہے لہذا اس سے

الذکر ربوبیت ثابت ہوگئی

جس کا متعقبی معلوم ہے اور

شستہ ہو چکا ہے صفی میں ہیں

تہہ ہر ارب نہیں ہوں، تو

ربوبیت کے انکار کا متعقبی

غصہ ہے لہذا ائت مستقبل کا

جملہ دونوں صفوں کی طرف

اشارہ ہے۔

لے کا کاشہ خاصاں۔ اب یہ

بات کہ ربوبیت کا ہونا اور

امیرت کھد کی بات ہے تو

یہ خواص کو کھنے کی ہے

عوام کے سامنے اس کی تقریر

مناسب نہیں ہے۔ تہر و لطف

اللہ تعالیٰ کی یہ دونوں صفیں

صبا اور وبا کی ہیں صبا

پرورش کرتی ہے، وانا کافی

ہے ان میں سے ایک مقناطیس

ہے جو لہجے کو کھینچتا ہے لہجی

صفت تہر سنگ۔ دوسرے کے

لئے ہے اور دوسری صفت

جملہ اور لفظ ہے۔ یہ کیوں

لے قصہ عرض کرنا چاہتا

میں سے یہ ایک پہنچا جس
کی کشش کر رہی ہے، فقیر
نمودن، شاہ نے ایاز سے
کہا کہ مجھوں کا جلد فیصلہ کر
انتظار کی تکلیف موت سے
زیادہ ہے مشہور و مقول ہے
الانتظار أشد من الموت
والایام معطر کوٹانے کا
داعیہ بھی ہوتا ہے کہ اس
سوچ ہے کہ اس کام کے کر
کا بہت وقت ہے، تو انکے
جوہر کو انتظار میں رکھنا بھی
ایک قسم کی سزا ہے۔

لے گفت، ایانے ہندو
کہ مجھوں کا فیصلہ کرنا شاہ
کا کام ہے، شاہ کے سامنے
میری مثال ایسی ہی ہے جیسی
زہرہ اور غطاؤز، اور شبہا
خاتون کی سرخ کے سامنے
کوئی حقیقت نہیں ہے۔
گزرتی، اگرچہ اپنی حقیقت
چیل اور گدھی سے زیادہ
سمجھتا تو اس چیز اور گدھی
کی حفاظت کرے اس حالت
میں کیوں مبتلا ہوتا کہ میں
مجھے ملامت کرن اور عاصہ
طرح حرج خیالات تو تم کریں۔
لے دست در کردہ، ان
عاصدوں کی حالت تو اس
شخص کی سی ہے جو نہ میں
باتھ اپنے ڈولے کا اسیں کو
خٹک ڈھیلا لگانے چہ
نہر میں ٹٹک ڈھیلا لکڑی
کرنا اور پھلی کو ٹٹک زمین
میں تلاش کرنا کیسا نہ ہے۔
برسن، ان عاصدوں نے
مجھ صاحب جفا کیا اور

سایہ ونا سما جس سے دنا کرنا آئے۔

نصہم و یارو نور و نار و فخر و عار
دشمن اور دوست، نور اور نار، نور اور دلت
مور و مار و پود و تار و زیر و زار
چیونٹی اور سانپ، تانا اور بانا، گانا اور دنا

تخت و دار و برد و حار و سرد و خار
تخت اور سولی، تختہ اور گرم، پھول اور کاٹا
ہر یکے با جس خود برمی شمار
ہر ایک کو بہن جنس کے ساتھ گن لے

تعمیل فرمودن بادشاہ ایاز را کہ زود ایں حکم را بفصل رسان
بادشاہ کا ایاز کو جلدی کرنے کا حکم دینا کہ جلد اس حکم کا فیصلہ کر دے
و منتظر مدار و این فرمینا لگو کہ انتظار موت و آخر و جواب
اور منتظر۔ لگو اور، ہمارے پاس بہت وقت ہے، نہ کہ کیونکہ انتظار موت ہے اور ایاز
گفتن ایاز بادشاہ را و عجز آوردن او
کا بادشاہ کو جواب دینا اور اس کا معذوری ظاہر کرنا

لے ایاز میں کار را زو تر گذار
اے ایاز! یہ کام جلد کر لے
گفت لے شہ مجھ کی فرماں نرأت
اس نے کہا اے بادشاہ! سب حکم آپ کا ہی ہے
زہرہ کہ بویا غطاؤز دیا شبہا
زہرہ اور غطاؤز یا شبہا کون ہوتا ہے؟
گزرتی و پوشتیں بگدشتے
اگر میں گدھی اور پوشتی سے (اگے) بڑھتا
تفل کردن بردر حجرہ چہ بود
حجرہ کے دواڑے پر تفل لگانا کیا تھا؟
دست در کردہ درون آبجو
نہر کے پانی میں ہاتھ ڈوبوے ہوئے
پس کلوخ خشکے رجو کے بود
تو نہر میں ٹٹک ڈھیلا کہاں ہوتا ہے؟
برمن مسکین بجا دارند ظن
مجھ ایسے عاجز پر ناحق بدگمانی کرتے ہیں

زانکہ نوع انتقام ست انتظار
کیونکہ انتظار بھی، ایک قسم کا بدلہ ہے
باد و جو آفتاب اختہ فرسات
سورج کے ہوتے ہوئے رستارہ معدوم ہے
کہ بروں آید بہ پیش آفتاب
کہ سورج کے سامنے باہر آئے
کنجیں تخم ملامت کشتے
تو ملامت کا ایسا بیج کب بوتا؟
در میان صد خیالات خود
عاصد کے سیکڑوں خیالات کے درمیان
ہر یکے زیناں کلوخ خشک جو
ان میں سے ہر ایک ٹٹک ڈھیلا تلاش کرنا ہوتا؟
ماہی با آب عاصی کے خود
پھل، پانی کی نافرمان کب ہوتی ہے؟
کو فارا شرم می آید ز من
کہ دنیا کو مجھ سے شرم آتی ہے

گر نبودے زحمت نامحرم
اگر ناموس کی پریشانی نہ ہوتی
چوں جہانے شبہتے اشکال بہت
چوں کہ دنیا شبہ اور اشکال کی ملکدار ہے
گر تو خود را بشکنی مغزے شوی
اگر تو اپنے آپ کو شکست کرے گا، مغز بھانپے گا
چو زار اور پوستہ آواز ہاست
اگر دونوں کے چھلکوں میں (رہتے ہوئے) آوازیں ہیں
دار و آوازے نہ اندر خورد گوش
وہ آواز رکھتا ہے لیکن کان کے لائق نہیں ہے
گر نہ خوش آوازی مغزے بُود
اگر مغز کی خوش آوازی نہ ہوتی
ثر غوغا آں زان تحمل میکشی
اس کی کھٹ کھٹ کو تو ایسے برداشت کرتا ہے
چند گلے بے لب بے گوش شو
کچھ مدت تک بغیر ہونٹ اور کان کے بن جائے گا
چند گفتی نظم و نشر و زافاش
تو نے نظم اور نشر اور زافاش کر بہت کیے
چند بختی تلخ و تیسر و شور و گز
چند بختی تلخ و تیسر و شور و گز
چند خوری چرب شیریں اظعام
تو نے میٹھا اور روغنی بہت کھا نا کھایا
چند شبہا خواب را گشتی اسیر
تو بہت سی راتوں میں تیند کا قیدی بنا

چند حرفے از وفا و گفتے
تو میں وفا کے بارے میں چند باتیں کہتا
حرف میرنیم مایہ وں ز پُست
ہم چھلکے سے باہر کی گفتگو کرتے ہیں
داستان مغز لغزے بشنوی
تو عمدہ مغز کی باتیں سنے گا
مغز و روغن را خود آواز کجاست
مغز اور روغن کی خود آواز کہاں ہے
ہست آواز نہاں ز گوش ہوش
اس کی آواز ہوش کے کان میں پوشیدہ ہے
ثر غوغا آواز قشری کشنود
چھلکے کا کھوکھلا کون سنسٹا !
تا کہ خاموش از بزم مغزے زنی
تا کہ چھلکے سے مغز تک پہنچ جائے
وانگہاں چوں کج یف نوش شو
پھر ہونٹ کی طرح شہد کا سہا می بنے گا
خواجہ یک در امتحان کن گنگناں
صاحب ! ایک روز آوازے ہو گونگا بن جا
ہم یکے بار امتحان شیریں پز
ایک دن امتحان کے لئے میٹھی بھی پکالے
امتحان کن چند رونے درصیام
چند دن روزے میں آزمائے
یک شبے بیدار شود دولت بکیر
ایک رات بیدار ہو، دولت حاصل کرے

چتر پختی روزِ مزہ کی عادت کے خلاف کچھ مجاہدہ کرنا پڑے گی کہ جس دن روزے رکھ کر دیکھو
راتوں کو خوب سوچا ہے کبھی بیداری کی دولت بھی حاصل کر

اے مجرّم تجھ کو مولانا فرما
جس سے دے ادا نہیں ہیں
ورنہ میں دوائے مصدور کو
واقعہ کہکے بیان کرتے ہیں
مہمانے چونکہ غوم و حقائق
کے بیان میں شبہ اور اشکال
پیش کرنے لگے ہیں اس لئے
ان کو وہ سمجھنا مشکل ہے
لہذا ہم مصدور باتیں ان کو
سنادینے میں کرتے ہیں اگر تم
مجاہدہ کر کے ذرا لو اپنے ہم
کے جیسے تو گورنگے تو مغز
میں جگہ کے ہونگے بات
سمجھ لو گے۔
اے چور جب تک اخوت
کی گرتی چھلکے میں ہے تو وہ
بہت سے جب چھلکا ٹوٹ
جائے تو پھر وہ کھوکھلا ہوتا
ختم ہو جاتی ہے۔ دلاؤ مغز
میں بھی آوازے ہیں جسم کے
کان سے سننے کی ہیں یہ وہ
عقل کے کان سے سننے کی جو
گرتے۔ اگر مغز میں آواز نہ
ہو تو چھلکے کی آواز کو سننا
کون پسند کرے۔ ثر غوغا
چھلکے کی آواز اس لئے
برداشت کی جاتی ہے کہ
مغز تک رسائی ہو جائے۔
اے چند گاہے۔ انسان
مجاہدوں سے شب و
غوش میں جائے تب اس
کائب اسرار کا شہد بکھاتا
ہے چند گفتی انسان بخت
بولتا ہے کہیں نظر کہتا ہے
کہیں نظر کسی دن آنا نہیں
طور پر وہ خاموشی بھی ہو کر
دیکھے تو خاموشی کے نوائے
سانے آئیں گے۔

حق پرورد ہرگز میں گھڑنا
ہے اب کچھ مجاہدہ کر کے کچھ
حکایت پہلے اشعار میں
غاموشی اور صبر اختیار
کرنے کی تلقین تھی۔ اس
حکایت میں بھی غاموشی اور
صبر کے ساتھ اعمال نامہ پر
غور کرنے کی ہدایت ہے۔
تقریب کسی کے مرنے پر
تقریب کا جو خط لکھا جاتا تھا
انکے اطراف کو سیاہ کر دیا
جاتا تھا، اب بھی اخبارات
میں موت کی خبر کو سیاہ بورد
کے اندر شائع کیا جاتا ہے۔
والا کتب وہ ملک جہاں
کھڑے احکام جاری ہوں۔
درجیں۔ دایاں ہاتھ بابرکت
ہے اچھا اعمال نامہ دایں
ہاتھ میں تے گا۔

ملہ خود تم۔ انسان کو صبر
وغاموشی سے اپنے اعمال نامہ
پر اس دنیا میں غور کر لینا
چاہئے۔ موزہ چپ۔ دکان
میں موزہ اور جوتہ دیکھ کر
پہننے سے پہلے کچھ پہچان لیتے
ہو ایسی طرح اعمال نامہ کو قبل
از وقت پہچان لو۔ بہت
صبر و ہند اور شیر کی
آواز عدا گانہ میں اسی طرح
اچھے برے اعمال ناموں کے
آواز بھی جدا گانہ میں تھیں۔
اللہ کی قدرت میں مابیت
کو بدل دینا ہے وہ برے
کو بدل بنا سکتا ہے۔
ملہ تیر شامے۔ وہ پربانی
کو بھڑائی میں تبدیل کر دیتا
ہے مگر تجھی۔ اگر انسان انکے

نہ ہوں انکوں میں تامل بلکہ انکے اعمال نامہ میں ہوں۔ تو اللہ کی

روز بارہ روزی بسر در ہزل و جد
تو نہ بہت سے دن سفیدہ بات اور مذاق میں بسر

روز کے دو جہد را شوق مستعد
دو روز کوشش کے لئے مستعد بن جا

حکایت در تقریر اس سخن کہ چندیں گاہ گفتگو را از مودم بندتے
اس بات کو واضح کرنے کے لئے ایک حکایت کرتے ہیں ہم نے گفتگو کو آزما یا، کچھ حرکت
صبر غاموشی نیز بیاز مایم
بلکہ غاموشی کے صبر کو بھی ہم آزما رہے ہیں

آں کیے را در قیامت ز انتباہ
تنبیہ حاصل کرنے کیلئے قیامت میں ایک شخص کے
سر سپہ جوں نامہائے تفریہ
تفریہ کے خطوں کی طرح اسکی پیشانی کا لکھی
جملہ فسق و معصیت آں بیکری
وہ پورا کا پورا فسق اور گناہ تھا

آنچنان نامہ پلید و پر وبال
ایسا اعمال نامہ ناپاک اور وبال سے بھرا ہوا
خود ہم اینجا نامہ خود را بریں
اس جگہ خود اپنے اعمال نامہ کو دیکھو لے

موزہ چپ کش چپ ہم در دکا
بائیں موزے، بائیں جوئے کو بھی دکان میں
چوں نباشی راست میل کی چپی
جب تو دایاں نہیں ہے، سمجھ لے بایاں ہے
آنکھ گل را شاہد و خوشبو کند
وہ جو بیوں کو محبوب اور خوشبو دار بنا دیتا ہے

ہر شتمالے را میننی او دہد
وہ ہر بائیں کو دایاں بن دے دشا پڑ
گر چہی با حضرت او راست ہا
اگر تو بایاں ہے انکے دربار میں دایاں بنو

در کف مدنامہ عصیاں سیاہ
ہاتھ میں گناہوں کا سیاہ اعمال نامہ آگیا
پر معاصی متن نامہ وحاشیہ
اعمال نامہ کا متن اور حاشیہ گناہوں سے پر تھا
بیمو دارا الحرب پراز کافری
دارالحرب کی طرح کفر سے پُر تھا

در یکمیں ناید در آید در شمال
دایں ہاتھ میں نہیں آتا، بائیں ہاتھ میں آتا ہے
دست چپا شاید آں یار یکن
وہ بائیں ہاتھ کے لائن سے کیا دایں کے

آں چپہ نیش پیشاں ز امتحاں
تو آواز سے پیچھے ہی اسکو بایاں سمجھ لیتا ہے
ہست پیدا لغز شیر و کبی
شیر اور بندر کا لغز واضح ہے
ہر چہ را راست فضل او کند
اس کی مہربانی بائیں کو دایاں کر دیتی ہے

بحر مار مینے او دہد
سمندر کو بہنا پانی وہ عنایت کرتا ہے۔
تا بزمینی دست بر و لطفش
تاکر تو اس کی مہربانی کا غلبہ دیکھ لے

تور واداری کہ ایں نام نہیں
کیا تو مناسب سمجھتے کہ یہ ذیل اعمال نامہ
ایں چنیں نام کہ پر ظلم و جفا
ایسا اعمال نامہ جو کلام اور زیادتی سے پر ہوگا

بگذر از چپ در آید دیکین
بائیں ہاتھ سے غور کر دائیں میں آئے
کے بود خود ز خوراند دست راست
دائیں ہاتھ کے مناسب کب ہوگا

قصہ زاہد و زن غیتور و جفت شدن زاہد با کنیزک باکے ماند
زاہد اور غیرتمند بیوی اور زاہد کا لونڈی سے بہتری کرنا ایسا ہی ہے
کہ سخن گوید کہ حال او مناسب آں سخن و آں سخن مناسب
کہ کوئی شخص ایسی بات کہے کہ اُسکی حالت اُس بات کے مناسب اور وہ بات اُس کے
دعویٰ او نباشد چنانکہ کفرہ و لکن سائلہم من خالق السموات
دعویٰ کے مناسب نہ ہو جیسا کہ کفارہ اور اگر تو اُن سے دریافت کرے کہ آسمانوں
وَالْأَرْضِ لَيَقُولَنَّ اللَّهُ خد مت بت سنکلیں کردن و جان و
اور زمین کو اُس نے پیدا کیا وہ ضرور کہیں گے اللہ نے پتھر کے بت کی خدمت کرنا اور جان
زرفر لے او نمودن چہ مناسب باشد با جانیکہ داند کہ خالق
و مان کو اُس پر قربان کرنا کیا مناسب ہوگا اُس جان کیلئے جو جاتی ہے کہ
سموات و ارضین الہیت سمیعہ و بصیرہ حاضر
آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا سمیع اور بصیر، حاضر
و مرقبے مستولے و غیوے الخ
اور نگہبان غالب اور غیرتمند خدا ہے

زاہدے را بد کے زن بچو حور
ایک زاہد کی بیوی حور میسی تھی
زانکہ بد زن را کنیزے مہوشے
کیونکہ بد بیوی کی ایک چاند میسی لونڈی تھی
زن ز غیرت پاس شوہر داشتے
بیوی غیرت کی وجہ سے شوہر کی نگہبانی کرتی
مدتے زن شد مراقب ہر دورا
ایک مدت تک بیوی دونوں کی نگہبانی کرتی

رشنک اندر حق او بس غیور
اُسکے بارے میں رشک کرنیوالی اور بت غیرتمند تھی
دردل زاہد بد از بے آتشے
زاہد کے دل میں اُس کے عشق کی آگ تھی
با کنیزک خلوش نگذاشتے
اُسکو تنہائی میں لونڈی کے پاس نہ چھوڑتی
تا کہ شاں فرصت نیفتد در خلا
تاکہ اُنہیں تنہائی میں موقع نہ ملے

۱۔ یہ ہیں۔ ذہین۔ نقد۔
پہلے بتا تھا کہ ظلم و جفا
سے بڑا اعمال نامہ دائیں ہاتھ
کے قابل نہیں اب بتایا ہے
کہ نجاست سے طوٹ اعضا
نماز کے لائق نہیں ہیں۔
۲۔ سخن۔ انسان وہ
بات کہے جس کی تائید اُس
کا عمل کرے کفار زبان
سے خدا کے وعدہ کا اقرار
کرتے ہیں عمل یہ ہے کہ بتوں
کے سامنے سجدے کرتے
ہیں۔
۳۔ زاہد۔ زاہد سے مراد
وہ بختی ہے جس میں زہد
نہ ہو۔ ۴۔ کنیز۔ یہ پہلا شعر
کے دوسرے مصرع کی
علت سے آئے یعنی وہ
زاہد کی بیوی پر عاشق
تھا۔ ۵۔ مراقب۔ نگہبان۔
۶۔ خلوا۔ خلوت، تنہائی۔

تا در آمد حکم و تقدیر الہ

سہانک کہ اندک حکم اور تقدیر آہستہ

حکم تقدیرش چو آید بیوقوف

اقلع کے بغیر جب اسکا حکم اور تقدیر آتی ہو

بود در تمام آن زن ناگہاں

وہ بیوی تمام میں تھی، اچانک

بالنیز گفست روہیں مرغ وار

لونڈی سے کہا، خبردار! پرند کی طرح جا

آں لنینک نہ شد چوں آں شنید

جب اُس لونڈی نے یہ سنا انہیں جان پرگنی

خواجه درخانہ ست خلوت میں

آقا گھر میں ہے اور اس وقت تنہا ہی ہے

عشق شش سالہ لنینک را میں

لونڈی کی چھ سال سے یہ خواہش تھی

گشت پیراں جانِ بخا نہ شافت

گھر کی جانب جلد دوڑ پڑی

ہر دو عاشق را چنان شہوت

دونوں عاشقوں کو شہوت نے ایسا غافل کیا

ہر دو با ہم در خمیند از نشاط

خوشی سے دونوں ایک دوسرے میں گھر گئے

یاد آمد در زماں زن را کہ من

اس وقت بہوی کو یاد آیا کہ میں نے

پنہ در آتش نہاد من بخویش

میں نے خود رولی کو آگ میں رہ دیا

گل فروشست از سر و بجاں دید

میں نے مٹی دھوئی اور بڑے جان پرند دیکھی

عقل حارسِ خیرہ سرگشت تب

نگہبان (بہوی) کی عقل ناکارہ اور تباہ ہو گئی

عقل کہ بود در قراقت خسوف

عقل کیا چیز ہے؟ چاند میں گرہن آجاتا ہے

یادش آمد طشت در خانہ ہذاں

اُس کو طشت یاد آیا اور وہ گھر میں تھا

طشت میں را زخانہ مایاں

ہمارے گھر سے چاند کی طشت لے آ

کو بخواجه ایں زماں خواہد رسید

کہ وہ اسوقت آقا کے پاس پہنچ جائیگی

پس و اں شد مثنوی خانہ شادمان

تو خوشی خوشی گھر کی طرف دوڑی

کہ بیا بدخواجه را خلوت خنیں

کہ وہ آتی ہو اسی تنہا کی جانب

خواجه را در خانہ خوش خلوت فیتا

آقا کو گھر میں اچھی تنہائی میں پایا

کا احتیاط و یاد در بستن نمود

کہ دروازہ کی کڑی لگانا اور احتیاط یاد پڑی

جاں بجاں پیوست آمد ز احتیاط

اُس وقت وصل سے جان بجاں پیوست ہو گئی

چوں فرستادم دُر اسوئے وطن

اُس کو وطن کی جانب کیوں بھیجا؟

اندر افکندم فح فرار بہمیش

میں نے سریندھے کو بھیج دیا ہر گز الدیا

در پے اور فت و چادری کشید

انکے پیچے روانہ ہوئی اور چادر مٹتی تھی

تہا در آمد تقدیر اور حکم

خداوندی کے بالحقین عقل

ناکارہ ہو جاتی ہے، آجائیں۔

مگر، خبر نہ ہو کہ یہ تو

بغیر اطلاع غرض و در پرند کی

طرح۔

تکے تان لنینک۔ اُس لونڈی

کو بھی اپنے آقا سے چھ سال

سے عشق تھا اور تنہائی کی

زبان تھی جس موقع کو شہوت

سے اس میں مای پرگنی

اور جس خیال سے کہ آقا سے

تنہائی میں ملے گی گھر کی

جانب دور پڑی۔

تکے محضت۔ دو لونڈی گھر

پہنچی تو آقا کو خلوت میں پایا۔

دیکھتیں، میں دروازے کی

کڑی لگانا احتیاط خوشی۔

احتیاط میں چل رہی تھیں

گھر پہنچتے۔ لونڈی اور آقا کا

تنہائی میں ملنا ایسا ہی ہے

جیسا کہ رولی میں چنگ نہاں

دینا چاہیے نہا جاتی ہے۔

تکے میں دو مٹی کی جی جواں

کوسات کرنے کے لئے نہ

سر پر لگ رہی تھی۔

۱۰۰۰ آں - بی بی اور لوتنی

کی روش میں بہت فرق تھا۔ بی بی کی ڈور سے جاک
- بی بی بھی اور لوتنی عشق
کی وجہ سے بیٹے عارف۔
- ہم اعمال عارف اور زاہد
کی سیسا، شہ کا بے عارف
کی سیسا، شہ کا بے عارف
اور زاہد کی سیسا، شہ کا بے عارف
گرتی، زمانہ و کان کا
قبض اور لوطی - شہ کا
کی قدرت میں ہے۔
کے لئے حضور، سا دست میں
کرائیں قدر وسیع ہو جائے
بے کوہ جیسے سے بڑا کا
اُس حضور سے وقت میں
کر گدڑ ہے عارف کا ایک
روز پچاس ہزار سال کی
برائیں جانتے اور وہ
قریب کے اُن مقامات کو
جو زاہد پچاس ہزار سال میں
طے کرے ایک دن میں طے
کر لیتا ہے۔

۱۰۰۰ قدر عارف اپنے
ہر دن میں وہ کام کرتا ہے
جو زاہد پچاس ہزار سال میں
کر پاتا ہے۔ عقلمند - یہ زمانہ
کے لوط اور قبض کا معاملہ
عقل اور دہم نہیں سمجھ سکتے
ہیں۔ عشق اور خوف
کا فرق پیر بیان کیا ہے۔
نہایتی انسان شہادت اور
صوبہ کا نظام ہے لہذا اُس
کی صفت خوف ہے اللہ
کی صفت عشق ہے۔ چونکہ
یہ بی بی - قرآن پاک میں ہے
مُحَمَّدٌ وَجْهَتُنَا وَوَجْهَتُنَا
اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ

عشق کو دہم کو فراق غنیم
کہاں عشق اور کہاں خوف، بڑا فرق ہے
سیر زاہد ہر مہرے بیکروزہ راہ
زاہد کی سیر ہر مہرے ایک دن کے راستہ پر ہے
کے بودیک روزا و حسین الف
اُسکا ایک روز پچاس ہزار سال کا کہاں ہو سکتا ہے
باشد از سال جہاں پہنچے ہزار
زمانہ کے سال سے پچاس ہزار سال کی ہے
زہرہ و محم ار بدر گو بدر
دہم کا پتہ اگر پتے تو کہہ دے پتہ جا
جملہ قربانند اندر کیش عشق
عشق کے مذہب میں سب قربان ہیں
وصد بندہ ہوتا ہے فرزند و جو
شہر نگاہ اور پتہ - بھلا اندے کی صفت ہے
بائیکہ شوق در مطلب
مطلب لے مارے - بھلا کاسا تھی بن
خوف ہو و نہایت دال اکو بن
لے پیا - خوف اللہ (تعالے) کی صفت نہیں ہوتی جو
وصف یاد دہد و وصف پاک کو
کہاں عارف - وصف کہاں پاک کا وصف
صد قیامت بگذر و اُن ناتمام
نہایتیں گذر جائیں اور ناتمام رہے

اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔
۱۰۰۰ جس محبت - جب محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کمال سے ضعف ہے اور محبت کے
کمال کو ہی عشق کہا جاتا ہے لہذا عشق اللہ تعالیٰ کی صفت ہوا۔ انسان میں اگر عشق ہے تو وہ اللہ تعالیٰ
خداوندی کا برتو ہے۔ اصل نہیں ہے۔ وصف حق - عشق اور خوف میں بہت فرق ہے۔ شرح عشق -
اللہ کی صفت عشق غیر محدود ہے اور قیامت تک کا زمانہ محدود ہے غیر محدود و محدود میں نہیں
سہا سکتا لہذا عشق خداوندی کا بیان قیامت تک بھی ممکن نہیں ہے۔

اَلْاَشَقُّ جَانِ دَوِید و اَبْنِ یَم
وہ دل کے عشق سے دوڑی اور یہ خوف ہے
سیر عارف ہر دمے تا تحت شہ
عارف کی سیر ہر مہرے شہ کے تحت تک ہے
گرچہ زاہد را بود رونے شکر
اگرچہ زاہد کا ایک دن بھی غنیمت ہے
قدر ہر روزے زعفر مر دکار
کام کے انسان عارف کے ہر دن کی غنیمت
عقلیہ ایں سر بودیہ رون در
عقلیں ایں جانب سے دروازہ کے باہر ہیں
تس موی نیست اندر پیش عشق
عشق میں بان برابر (بھی) در نہیں ہے
عشق وصف ایز دست اما کو
عشق - لٹ کی صفت ہے لیکن خوف
چون مجتہد - تواندی از بے
جب تو نے قرآن میں - مجتہد پڑھا
پیش مبت صف حق اَلْاَشَقُّ نِز
پیش محبت کو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے عشق کو بھی
وصف حق کو وصف شہ کا کو
کہا اللہ تعالیٰ کی صفت کا فاک کی صفت کی صفت
شرح عشق ایں بگویم بر و ام
میں اگر مسلسل عشق کی شرح کروں

اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔
۱۰۰۰ جس محبت - جب محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کمال سے ضعف ہے اور محبت کے
کمال کو ہی عشق کہا جاتا ہے لہذا عشق اللہ تعالیٰ کی صفت ہوا۔ انسان میں اگر عشق ہے تو وہ اللہ تعالیٰ
خداوندی کا برتو ہے۔ اصل نہیں ہے۔ وصف حق - عشق اور خوف میں بہت فرق ہے۔ شرح عشق -
اللہ کی صفت عشق غیر محدود ہے اور قیامت تک کا زمانہ محدود ہے غیر محدود و محدود میں نہیں
سہا سکتا لہذا عشق خداوندی کا بیان قیامت تک بھی ممکن نہیں ہے۔

لے عشق را جس قدر زیادہ پرہیز گئے اسی قدر پرواز زیادہ ہوگی۔ تاہم لادہ کے خوف کی سیر پاؤں کے ذریعہ سے عارف کی پرواز یا چھوڑ دینے والے عشق کے ذریعہ سے چکاں ہوا اور وہی کی پرواز وہی تھا جس میں کسی نہیں ہے۔ کہے کہ زائد جو غافل سے عشق کی گزند بھی نہیں پہنچ سکتے ہے۔

۱۵ جو گھر اگر لادہ کا نظام کی کوشش ہی کرے تو وہ جس کو کسی عاشق ذریعہ سے مسل ہو سکتے ہیں عشق و غم کے بعد کا باج و جنت۔ عشق و غم سے جبر اختیار مذہب مراد ہے عشق سے جذب پیدا ہوتا ہے اور بعد جبر اختیار سے بالہ ہے۔

۱۶ جس رسید نہ لے لے گا پہنچ کر دروازہ کھلا جس کی آواز آتا اور لوندی تک پہنچ کر آقا جی حالت چھلانے کے لئے تیار کی گئی ہاندہ کر کھلا ہو جی خوشی۔ لی لے لوندی کو پریشان حال دیکھا اور آکا کو غلامیں دیکھ کر تو بی کشمکش میر گئی اور میں صورت حال نہایت سکتی۔

زائک تارخ قیامت احارت کیوں کہ قیامت کی تاریخ محدود ہے عشق را یا نصیر پرست ہر پرے عشق کے پانچھوٹے پر ہیں اور ہر پر زائد با ترس می تا زوہ پیا خوف زدہ زائد پائند سے ڈرتا ہے

چہ مجال بادیا برق اے پسر اے بیٹا! ہوا یا بجلی کی کب مجال کے رسد ایں خائفان در گرد عشق یہ لوندی لے عشق کی گزند کب کہاں پہنچ سکتے ہیں جو گھر اگر عینا تہا بے ضو اس کے ہوا کہ نور کی عنایتیں آجائیں از قش خود و دش خود باز رہ اپنے منہ پہلے اور اپنی رخص سے باز رہ ایں قش و دش بست جبر و اختیار یہ منہ پا اور خود آرائی جبر اور اختیار ہے

حد کجا آنجا کہ وصف این دست اس کی انتہا کہاں جو خدا کی صفت ہے از فراز عرش تا تحت الترشے عرش کی بندی سے زمین کے نیچے تک ہے عاشقان پیراں تراز برق و ہوا عاشق ہیں اور ہوا سے زیادہ تیز لانے والے ہیں چونکہ او در راہ حق بہشت ادھر جگہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر کوبے کا سامنا فرما کر سازد درو عشق کیونکہ عشق کا دروازہ آسان کو فرش بنا دیتا ہے کہ چہاں وزیں روش آزاد شو کہ دنیا اور ایں دشمن سے آزاد ہو جا کہ عوی ضعیف ایں شہباز رہ کیونکہ اسی شہباز نے شاہ کی جانب راست پایا ہے از ورامی ایں دو آمد جذب یار دوست کی کشش ایں دونوں سے بالا ہے

رسیدن زن بخانہ و جدا شدن ز ابدار کینزک و رسوا شدن بیوی کا گھر میں پہنچ جانا اور زائد کا لوندی سے علیحدہ ہو جانا اور رسوا ہونا

چو ل رسید ایں زن بخانہ و رکشاد جب بیوی پہنچی اس نے گھر کا دروازہ کھولا اں کینزک بہت آشفتہ زماں وہ لوندی پریشان حال ساز و سامان سے بھاگی زن کینزک را پیر و لبیدہ بدید بیوی نے لوندی کو پریشان حال دیکھا شوی خود را دید قائم در نماز اس نے اپنے شوہر کو نماز میں کھڑے دیکھا بانگ در و رکش ایشاں سقا دروازے کی آواز ایں کے کان میں پڑی مرد بر جست و درآمد در نماز مرد کو دروازے اور نماز میں لگ گیا دریم و آشفتہ و دنگ مرید گزید اور برہم اور حیران اور سرکش درگمان افتاد زن راں بہتاز اس حرکت سے بیوی مضطرب ہو گئی

شومی را رواشت و لائق بخاطر
 اس نے بے گنہگار دامن ہٹایا
 از ذکر باقی نطفہ می چکبند
 شرمگاہ سے باقی نطفہ چمک رہا تھا
 بر سرش زرد سیلی و گلفت مہیں
 اس نے جس کے سر پر چڑھا زارا اور بلی لے لی
 لائق ذکر و نماز ست اس کو ذکر
 یہ شرمگاہ، نوکر و خداوندی اور نماز کے لائق
 نامہ پر ظلم و فسق و کفر و کین
 ظلم اور فسق اور کفر اور کین سے ہوا ہوا احسان
 گر تپسی گبرا کا کس آسمان
 اگر تو کافر سے دریافت کرے کہ آسمان
 گویا دو کس آفریدہ آں خداست
 وہ کہے گا کہ یہ اس خدا کا پیدا کیا ہوا ہے
 کفر و فسق و اتم بسیار او
 اس کا کفر اور فسق اور بسیاری ظلم
 ہست لائق باچنین قرار است
 ایسے بچے افراد کے ساتھ کیا مناسب ہے؟
 فعل او کردہ دروغ آں قول
 اس کے من سے اس کی بات کو جھٹلایا
 پس دروغ آمد ز سر تا پای او
 وہ سر سے پاؤں تک ایسا جھوٹا ثابت ہوا
 روز محشر ہر نہاں پیدا شود
 محشر کے دن ہر چھپی ہوئی چیز ظاہر ہو جائیگی
 دست و پا بد و گواہی با بیان
 انکے ہاتھ اور پاؤں دھماکت کیسے گواہی دیں گے

دید آلودہ منی خصیبہ و ذکر
 خعبہ اور شرمگاہ کو منی سے ستا ہوا دیکھا
 ران و زانو گشتہ آلودہ و پلید
 ران اور زانو آلودہ اور ناپاک ہو گئے تھے
 خصیبہ مرد نمازی باشد اس
 نمازی انسان کے خعبے ایسے ہوتے ہیں
 و اس جنیں ران و زانو پر پذیر
 اور ایسی گندی ران اور شرمگاہ
 لائق است انصاف اندکین
 انصاف کر، دامن ہاتھ کے لائق ہے
 آفریدہ کیستے میں خلق جہاں
 اور یہ جہاں کی مخلوق کس کی پیدا کی ہوئی ہے؟
 کافریش بر خلائش گواست
 جس کی خدا کی پراس کی خلائق خواہ ہے
 ہست لائق باچنین قرار او
 اس کے ایسے انصرار کے مناسب ہے؟
 آن فضیلتها و آن کردار کا ست
 وہ ترسوائیاں اور گمشدہ کام
 تا شد او لائق عذاب و ہول را
 یہاں تک کہ وہ عذاب اور ذکر کا مستحق ہو گیا
 کہ اگر ترشش دہم لے وای او
 کہیں اس کی شرع کروں تو اس پر اسوں سے
 ہم ز خود ہر مجھے رسوا شود
 ہر خدا کار خود رسوا ہو جائے گا
 بر فساد او و پیش مستعاف
 خدا کے سامنے اس کی خرابی پر

لے دامن منی گلی کا دامن
 بر ترشش بی بی نے آٹکا کے
 سر پر دھڑا مار تھیں بڑوں
 اتار پھینکے جس طرح انسان
 کا خجاستوں سے آلودہ بدن
 نماز کے لائق نہیں ہے یہی
 طرح بڑا عمامہ دامن
 کے لائق نہیں ہے۔

لے ہو چرس لاخسے اگر
 دریافت کیا جائے کہ اس کا
 اور زمین کس نے پیدا کیا
 تو جانے سے ہیں کہے گا کہ
 نے لیکن کام شرک کر کے
 تو یہ اس کے کام اس کے
 اقرار سے مناسب نہیں
 کہے ہیں۔

لے فعل او وہ کا زجر
 کامل اس کے قول کو عقوبت
 رہا ہے وہ یقیناً عذاب کے
 لائق ہے۔ روز محشر محشر
 کے دن ہر دھل چھپی بات
 ظاہر ہو جائے گی خود جو
 کے ہاتھ پاؤں اس کے
 خلاف تمام بائیں خلاف ہر
 کر دیں گے۔

دست گوید من جنیں دُردیدہ ام

ہاتھ کے گائیں نے اس طرح چوری کی ہے

پائی گوید من شد ستم تا مثنیٰ

پاؤں کے گائیں مقاصد کی جانب گیا ہوں

چشم گوید کردہ ام غمزہ حرام

آنکھ کے گائیں نے حرام اشارہ کیا ہے

پس دروغ آمد ز ستر پائی خویش

تو دھرتے پاؤں تک جھوٹا بچھے گا

آپنجان کردن سار با فروغ

جس طرح پیر نور سباز میں

پس چنیاں کن فعل کلخ ویز پلا

تو ایسا عمل کر کہ خود بغیر زبان کے

تاہمہ تن عضو عضو لے پیر

اسے بیٹھا ! تاکہ تیرا عقد عقد

رفتن بندہ پے خواجہ گواست

غلام کا آتاکے پیچھے چلتا ہوا ہے

گر سید کردی تو نامہ عمر خویش

تو اگر تو نے اپنی زندگی کا نامہ لکھ کر دیا

عمر گر بگذشت بخش ایندم است

اگر عمر گزر گئی ہے، اس کی جزا بھی ہے

نیخ عمرت را بدہ آب حیات

اپنی عمر کی جڑ میں آب حیات ڈال دے

جملہ راضیہا ازیں نیکو شوند

سب گزشتہ اس سے بھلا ہونے کا

سیاآت را مبدل کرد حق

اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہوں کو تبدیل کر دیا

لب گوید من جنیں بوسیدہ ام

ہونٹ کہے گائیں نے اس طرح بوسہ دیا ہے

فرج گوید من بگرد ستم زنا

شرع کا وہ گئی میں نے زنا کیا ہے

گوش گوید چیدہ ام سوال کلام

کان کہے گا میں نے بُری بات مچی ہے

کرد عرش کرد ہم اعضائے خویش

کیونکہ اُن کے اعضاء نے اُس کو بھلا دیا

از گواہی خمیہ شد زرقش دروغ

غیب کی گواہی سے اُس کا کر جھوٹ ثابت ہو گیا

باشد آشتہا لقتن وعین بیاں

آشتہا لقتن اور عین بیان ہے

گفتہ باشد آشتہا اندر نفع و ضرر

نفع اور نقصان میں آشتہا کہہ دے

کہ منم محکوم وایں مولائے مات

کہ میں محکوم ہوں اور میرا آقا ہے

توبہ کن زانہا کہ کردستی تو پیش

جو تو نے پہلے کیا ہے اُس سے توبہ کرے

آب توبہ اش دہ اگر او بے نعمت

اگر وہ خشک ہے، نہ ہو توبہ پانی دیدہ

تا دوزخ ت عمر کردد باثبات

تاکہ تیری عمر کو دوزخ جم جائے

زہر یارینہ ازیں گرد و چو قند

گدازند زہر اس سے شکر بن جائے گا

تاہمہ طاعت شود آں مابقی

تاکہ وہ پہلا سب عبادت بن جائے

لے مثنیٰ اور زین غمزہ
اشارہ بہتر انکلام مثنیٰ بات
آپنجان جس طرح زانہا تا
کے اعضاء نے اُس کے غمزہ
پر چڑھے کو بھلا دیا اس طرح
قیامت میں ہر گنہگار کے
اعضائے کو بھلا دیں گے
پس ایسا سلسلہ کا توڑیں جو
کہ اُس کا نفس خود اس کے اقرار
میں جائے۔

لے رفیق غلام کو آتاکے
پیچھے چلتا غلامی کا اقرار ہے
گرتہ اگر انسان گنہگار ہے
تو اُس کو پیش توبہ کر لین
چاہئے۔

لے عمر انسان کو خیال
نہ کرنا چاہئے آخری عمر میں
توبہ بیکار ہے دوزخ کے
پتے اگر تیرا جائیں اور اُس
دوزخ کی جڑ کو لپٹا دیا جائے
تو مفید ہوتا ہے جملہ اشیاء
اگر لپٹ کر بن جائے تو اُس
کی پہلی خطا میں صرف معاف
نہیں بلکہ تیسری میں تبدیل
ہو جاتی ہیں۔

خواجہ بز تو بہ نصوحی خوش تین کوخشے کن ہم بجان و ہم تین
لے خواجہ! نصوح والی توبہ پر عمل کر جان اور ہم سے بھی کوخشش کر
شرح اس توبہ نصوح ازمن شو بگر ویدستی ولے از نو گرو
اس نصوح کی توبہ کی شرح مجھ سے سن لے تو اس کا، گر ویدہ ہے لیکن از سر نو گردیدہ

حکایت بیان توبہ نصوح کہ چنانکہ شیرازستان بیرون آید
نصوح کی توبہ کے بیان میں حکایت کہ جس طرح دودھ پستان سے باہر آجاتا ہے تو پھر
باز در پستان نرود آنکہ توبہ نصوحی کر دہر گز از اس گناہ یاد
پستان میں نہیں جاتا جس شخص نے نصوح والی توبہ کر لی وہ ہر گناہ کو رحمت
نکند بطریق رغبت بلکہ ہر دم نفرتش افزوں باشد واک
کے تصور پر راغبین کرتا ہے بلکہ ہر لمحہ اس کی نفرت بڑھتی ہے اور وہ نفرت
نفرت دلیل اس باشد کہ لذت قبول یافت اس شہوت
اس کی دلیل ہوئی ہے کہ اس نے (توبہ کی) قبولیت کی لذت حاصل کر لی ہے

اول بے لذت و اس بجائے اس نشست

دو شہوت اول بے لذت یعنی اس کی جگہ بیٹھ گئی
بزر عشق را جز عشق دیگر چرایا نے نگیری زو نکوتر
عشق کو دوسرے عشق کے سوا کوئی چیز نہیں مانتی کہ تو اس سے بہتر عشق کیوں نہیں بنا لیتا

و آنکہ دش باز بکداں گناہ رغبت میکند علامت آنست
اور جس کا دل پھر اس گناہ کی طرف رغبت کرتا ہے یہ اس کی علامت ہے کہ اس کو
کہ لذت قبول نیافتہ است قبول بجائے اس لذت گنا
توبہ کی قبولیت کی لذت حاصل نہیں ہوئی ہے اور قبولیت اس گناہ کی لذت کی بجز
نشستہ است فسئیسرہ لیسری نشدہ است لذت
نہیں یعنی ہے اور وہ اکثر ہم عقرب بہت کیسے آسانی دینگے "و لا مصداق نہیں بناو

فسئیسرہ لیسری باقیست بر فے پس مہیا گر واکم مراد
"پس یہ اس کو عشق کی بہت دہی ہے" لذت اس لے لے باقی تو ہم اس کیلئے دہشتیں
را برائے صفتے کہ اورا بدوزخ برد
بہت کر رہے ہیں جو اس کو دوزخ میں لے جائیں گے

لے خواجہ! تو اس کا اس سے
تو نو! الی اللہ توبہ نصوح
یعنی اللہ تعالیٰ سے معصدا
توبہ کر دہر گناہ نصوح کو
ایک شخص تو دہا ہے اس نے
جو توبہ کی اس کو توبہ نصوح
فرماتے ہیں توبہ نصوح جو
شخص نصوح والی توبہ کر دیت
سے اس سے اس گناہ کو دہا
مسا دہونا ایسا ہی کا ہے
میں کا دودھ پستان سے
باہر آجاتے کے بعد پستان میں
نہیں۔

لے بجز میں عشق کو عشق
ہی کاٹ سکتا ہے اگر کسی کسی
عشق کا عشق فنا کرنا چاہے
تو دوسرے عشق سے عشق
پیدا کر لے۔ آن نفرت گناہ
سے توبہ کرنے کے بعد گردش
گناہ سے نفرت ہو گئی ہے تو
یہ توبہ کے قبول ہونے کی
علامت ہے۔

لے فسئیسرہ لیسری نہ چ
نیکی کرتے تو اس کے لئے
نیکی کی راہیں کو دہری جاتی
ہیں اور جب دہری کر رہے
تو اس کے لئے دہری کی جی
کھل جاتی ہیں۔

بلے دلاک یعنی وہ نصوح
شخص عورتوں کو نہا کر رازی
لہذا جو کہ اس نصوح کو چہرہ
نہا نہا اور اس نے اپنے ہوا
قوت کو بھیا رکھا تھا۔ او۔
اس نصوح نے اپنے آپ کو
عورت خاص کر کے زنا
حق میں نوکری کر لی تھی۔
جو آپس۔ وہ عورتوں کے
بدن کی کر مراد لذت میں
کوتا تھا۔ چاہے اس زنا
پہننا تھا لیکن اس کے ہوا
شہوت کھلی تھی۔

اسے وہ عورتوں میں تمام ہم
غیر زاریاں پہناتے آتی تھیں۔
تو یہاں نصوح نے اس کام سے
کئی بار وہ کی لیکن وہ تو بہر
ی نہ رہا۔ رکت نصوح نے
اس عارف سے وہاں کی فراغت
کی وہ عارف اس کے عہد سے
وقف تھا لیکن اس نے عہد
نہ کیا۔

اسے بڑی شہوت اور بارشوں کی
خلیہ کیفیات سے واقف
ہو جاتے ہیں لیکن عہد نہیں
کرتے ہیں۔ ہرگز۔ جو شخص ہرگز
سے واقف ہو جاتا ہے اس
کے منہ پر قلع لگ جاتا ہے۔

بود مر دے پیش ازین امش نصوح

اسے ہے ایک مرد اس کا نام نصوح تھا

بود رومی او چو رخسار زناں

اس کا چہرہ عورتوں کے چہرے کی طرح تھا

او بختام زناں دلاک بود

وہ عورتوں کے تمام میں اس کرنے والا تھا

سا بہا میسر دلاک و کس

اس نے سب کو اپنے کا پیش کیا اور کوئی

زنا نہ آواز خوش زن وار بود

کیونکہ اس کی آواز اور چہرہ زنا تھا

چادر و سر بند پوشید و نقاب

اس نے چادر اور دھپے اور نقاب پہن لیا تھا

دختران خسرواں رازیں طریق

اس طریق پر بادشاہوں کی لڑکیوں کو

تو بہا می کرد و پادری کشید

وہ بہت توبہ کرنا اور بچے بچا

رفت پیش عالمے آن زشت کار

وہ ہر کار ایک عارف کے پاس گیا

ستر او دانست آں آزاد مرد

وہ آزاد مرد اس کا راز جان گیا

برگیش فضل ست در دل راز ہا

اس کے ہونٹ پر ملا ہے اور دل میں رازیں

عارفاں کہ جام حق نوشیدہ اند

وہ عارف جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا جام پیا

بہر کرا سرا حق آموختند

جن کو اللہ تعالیٰ کے راز بتائے گئے ہیں

بدر دلاک زناں اور افستوح

عورتوں کو تمام میں اس نے اس کی آمد کی تھی

مردی خود را ہمیکرد او نہاں

اس نے اپنے ہوا میں چھپا رکھا تھا

در دغا و حیلہ بس چالاک بود

وہ بازی اور دغا میں چالاک تھا

بؤنیز و از حالت آں بواہوس

اس بواہوس کی حالت سے باخبر نہ ہوا

یک شہوت کامل و بیدار بود

لیکن شہوت پوری اور بیدار تھی

مرد شہوانی و در غرہ شباب

شہوت والا مرد اور جوانی کے غور میں تھا

خوش بھی مایہ میشت الی عشق

وہ عاشق عہد حریف بہشت اور نہشت

نفس کا فرتو بہش رامی درید

کا فرتو نفس اس کی توبہ کو توڑ دیتا

گفت مارا در دغاے یاد دار

کہا میں دغا میں یاد رکھتے

لیک چوں علم خدا پیدا نکرد

لیکن اس نے خدائی علم کی طرح ظاہر نہ کیا

لب خموش و دل پراز آواز ہا

ہونٹ خاموش اور دل آوازوں سے بھرے

راز ہا دانستہ کو پوشیدہ اند

انہوں نے رازوں کو چھپا رکھا ہے

مہر کردند و ہا ش دوستند

ان کے منہ پر مہر لگا دیے اور ہا ش دوست

سُت خندی گفت ابد نہا

ز آنکہ دانی ایزرت تو بہ دہاد

وہ تو دشمن کرنا اور کہا اسے بدامنی

در بیان آنکہ دُعائے عارفِ واصل و درخواستِ اواز حق

بموجودِ خواستِ حقت از خوشین کہ کُنْتُ لَکَ سَمْعًا وَ

بَصَرًا وَلَسْنَا نَاوِدًا ۝ قَوْلًا تَعَالٰی وَمَا دَمِيتُ اِذْ رَمِيتُ

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَرَّحٰی ۝ آیاتِ اخبارِ آثار میں بسیار شرح

سبب سازی حق تا نصوصِ راگوشِ گرفتہِ توبہ آورد

آں نمازِ ہفت گہر و نرگشت

دو دعا سون آسمان کو پار کر گئی

کان دُعایِ شمع نے چوں ہر دستا

کیونکہ دیش کی دُعا ہر دعا کی غن نہیں ہے

چوں خدا از خود سوال و گد گند

جب خدا اپنے آپ سے سوال کرے اور نچ

یک سببِ اُنیخت ضعیف دُعا الجلال

اذا تَعَالٰی کی کاریگری نے ایک سبب پیدا کر دیا

اندراں تمام پُر میکرد طشت

وہ اس مقام میں طشت بھر رہا تھا

گوہرے از حلقہائے گوش او

اس کے کان کے بلے کا مونی

پس در تمام را بستند سخت

پھر انھوں نے مضبوطی سے تمام کا دروازہ بند کیا

تا کہ پسے اس کو سامان رکھنے کی جگہیں تلاش کریں

لے آنکہ اس عارف نے

کہا نصوص میں سے وہ تو نور

واقف سے نہ تھے اس سے

توبہ کرنے کی ترقی دے۔

در بیان۔ اور اللہ کو اللہ

تعالیٰ سے پورا قرب حاصل

ہو جانے تو اسے اللہ تعالیٰ

سے دعا کرتا جیسا ہے جیسے

خود دعا اپنے آپ سے دُعا

کرے تو اس کے قبول نہ

ہونے کے کوئی سنی نہیں ہیں

گنہگارِ حدیثِ قدسی ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تک

انسان نوح کے ذریعہ ہم

سے قربت حاصل کر لیتا ہے

تو اس انسان کے افضل

ہی جاتا ہوں۔ و ما رقیبت۔

مخصوص کے معنی چمکے کہ اللہ

تعالیٰ نے بندہ کیلئے قرار دیا۔

سے آں دعا نصوص کے لئے

اس عارف کی دُعا نے پناہ کام

کر دیا۔ فانی سے شمع اگر چہ

فانی ہے لیکن اس کی بات

خدا کی بات ہے۔ مگر کون۔

سوال کرنا کیسے جب میں مونی

کا کہ جو اس کی توبہ کا سبب بنا۔

سے اندراں نصوص تمام

کام کر رہا تھا جس دوران میں

خبر دہی کا ایک مونی گم

ہو گیا۔ مگر سے۔ وہ مونی کا

کے بارے کا تھوہیجِ رخت

مینی تمام میں جس جگہ پر

آنا کر رکھتے ہیں۔

زخمتها جُستند و آں پیدا شد

ساناں میں ڈھنڈا دو نظرس نہ آیا

پس بجِ جُستن گرفتند از گرفت

انھوں نے سب سے زیادہ کوشش سے ڈھنڈا نہ دیا

در شگافِ تحت و فوق و ہر طرف

نیچے اور اوپر کے مسکاف میں اور ہر جانب

مردوزن جو یاں شدند از ہر طرف

مرد اور عورت ہر جانب جواں ہوئے

بانگ آمد کہ ہمہ عسریاں خمید

اعلان ہوا کہ سب ہٹے ہو جت نہیں

یک بیک اُجا جُستن گرفت

ایک ایک کر کے دربان عورت نے توش کر پڑا

آن نصوص از زین شد دخولوتے

وہ نصوص خوف سے تنہائی میں جلا گیا

پیش چشمِ خوشتن میدید مرگ

وہ اپنے سامنے موت کو دیکھ رہا تھا

گفت یارب بار بار گشتہ ام

اُس نے کہا: اے خدا! میں نے بہت غم کھان کیا ہے

کردہ ام آنہا کہ از من می سنتر

میں نے وہ کیا جو میرے لائق تھا

نوبتِ جُستن اگر در من رسد

تو جُستن کی فوج اگر مجھ تک پہنچی

در جگر افتاد اتم صد شر

میرے جگر میں سینکڑوں چنگریاں مل گئیں

ایں چپیں اندوہ کا فرامباد

اس طرح کا غم کافر کو بھی نہ ہو

دزدگو ہر نیز ہم رسوا شد

موتی کا چور بھی رسوا نہ ہوا

در دہان و گوش و اندر ہر ترکان

ہتھ میں اور کان میں اور ہر شکاف میں

جُستجو کردند دراز ہر صدف

ہر صدف سے موتی کی آنکھوں نے جُستجو کی

جملگاں از ہر درِ خوش صدف

سب اچھے سیپ کے موتی کے لئے

ہر کہ ہستید از غموز و از نوید

جو بھی بڑھی اور جوان ہیں

تا بدید آید گہر و اہ مشگفت

تا کہ عجیب موتی کا داد نظر آ جائے

زوی زرد و لب کبود از خستے

خوف سے چہرہ زرد اور لب نیلے تھے

سخت می لرزید او ماند بزرگ

وہ بچے کی طرح بہت لرز رہا تھا

تو بہاؤ عہد ہا بشکستہ ام

تو بہ اور عہد توڑے ہیں

تا چپیں سیل سیاہی در رسید

یہاں تک کہ سیاہی آایا بہاؤ آگیا

وہ کہ جان من چہ عتہا کشد

ہائے میری جان کیسے تنہا برداشت کرے گی؟

در منا جا تم ببین بُوی جگر

میری دماغ میں میرے جگر کی دوسرے

دامنِ رحمت گر نعم داد داد

میں نے رحمت کا دامن تھا ہے فوادِ عز و اراد

۱۔ ہر شکاف یعنی ہلکے

ہر سرخ میں خاص مشرق

کروی۔ ہر طرف یعنی ہلکے

۲۔ ہر صدف میں موتی ڈھنڈا

شروع کروا۔ مسکاف سیپ

حاجت۔ وہ عورت جو حتم

کی دریاں تھی۔

۳۔ آن نصوص

یہ نصوص کہ اگر اس کو چنگا یا گیا

تو اس کا راز کھ جائیگا جس

کے نتیجہ میں اس کی موت

آجائے گی۔ گفت۔ اب اس

نے خدا سے گریہ و زاری شروع

کر دی۔

۴۔ نوبت

تھا کہ اگر میری حالت کاوشی

لی گئی تو سخت مصیبت آجائے گی

۵۔ جگر۔ اس غم کی آگ جگر میں

ملی ہے جس کے جلنے کی خوشبو

آتی ہے۔ دامن۔ وہ عرصہ

کو رہا تھا کہ میں نے تیسری

رحمت کا دامن تھا ہے۔

کاشکے مادرِ نژادے مر مرا
سہش بے ماں نہ بنتی
لے خدااں کن کہ از تومی سزد
لے خدااں وہ کہ جو تے لایق ہے
جانِ سنگیں دایم دل آہنیں
میں پتھر کی جون اور لہے کا دل بکھتا ہوں
وقت تنگ آمد اور ایک نفس
میرا وقت تنگ ہو گیا، تھوڑی دیر کیلئے
گرد مرا ایں بار ستاری کنی
اگر آپ کی دفعہ تو میری پردہ پوشی کر لے
توبہ ام پندیر ایں بار دیگر
اس بار پھر میری توبہ قبول کر لے
من اگر ایں بار تقصیر کے گم
میں اگر کس دفعہ کوتاہی کروں
ایں ہی زاری صد قطرہ رول
وہ یہ زاری کر رہا تھا اور سیکڑوں آنسو جاری تھے
تا نمید و بیچ افرنکی خیں
کوئی نرسہنجی بھی اس طعرت نہ فرے
نوحا میکرد او بر جان خوش
وہ اپنی جان پر تو سے کرتا تھا
لے خداوے خدا چندان جفت
اسے خدا اسے خدا ایسا تھا کہ

یا مرا شیرے بخورے در چرا
یا جنگ میں مجھے شیر کھا جاتا
کہ زہر سوراخ مارم میگزرد
کیونکہ ہر سوراخ سے مجھے سانپ ڈس رہا ہے
ورنہ خون گشتے دریں بیخ و خیں
ورنہ اس رنج اور گریہ میں خون بن جاتے
بادشاہی کن مرا فریاد رس
شاہی برزت، میری فریاد رس کر
توبہ کردم من ز ہر نا کردنی
میں نے ہر نہ کرنے کے کام سے توبہ کی
تا بہت دم بہر توبہ صد کم
تاکہ میں توبہ کے لئے تنہا کر کسوں کوں
پس دگر مشنودعا و گفتنم
پھر کبھی میری دعا اور بات نہ سنتا
کاندرا فت دم بکجا دو عواں
کسیں جلا دور سپاہی کے ادا تھوں پھنسا ہوں
بیچ ملکہ را مبادا ایں میں
کسی بددین کا بھی ایسا نہ ہو
رؤی عزرائیل دیدہ پیش پیش
سامنے ملک الموت کا چہرہ دیکھ کر
کان رو دیوار باؤ گشت جفت
کہ در دیوار آئیں کے ساتھ ہی جو گئے

نوبتِ جستن رسیدن بنصوح و آواز آمدن کہ ہمہ اہل جستن
نصوح کی تلاش کی نوبت آئی اور آواز آنا کہ ہم نے سب کی تلاش کی ہے
نصوح را بخوید و بیہوش شدن نصوح ازاں ہیبت
نصوح کی تلاش کی اور اس خوف سے نصوح کا بیہوش ہوجانا اور انتہائی

لے تھکے، وہ نصوح تلاش
کے دوران کب رہا تھا کاش میں
پیدا نہ ہوتا اور اگر پیدا ہو گیا
تھا تو جھل میں کوئی شیر کھا جاتا
چرا چرا گاہ جو میں میں چلا
جڑ سے محبت میں ہوں
تھکے جانے لگیں میں پتھر کا
ہوں ورنہ اس پریشانی سے
مجھے چاہا جائے تھا سنا کی
پردہ پوشی تاکہ کوئی بیسی
مجاہد تقصیر نہ کرے، قصور
جلا دے اور نہ والا سزا
دینے والا تو ہی نصوح ہے
تھکے محمد، جہنم میں توڑیں
ملک الموت، اسے خدا کی
لے نہ کر ایں تہہ بکا لاکھڑ
و دیوار کوئی تھکے

وَنَشَاوَهُ شَدْنِ كَارٍ بَعْدَ اَزْ نِهَابِ بَسْتِ كِي كَسَا كَانْ يَقُولُ

بندش کے بعد سالہ کامل ہو جاتا جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں وقت فرمایا کرتے
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَ مَرَضٌ أَوْ هَمٌّ اِسْتَدَىٰ
تھے جب اُن کو کوئی مرض یا غم ہوتا تھا - جمیع ترسنت ہوتا

أَرْقَمَهُ تَنْفَرَجِي

کھس جاتے تھے

بانگ آمد از میان جستجو

گشت بیہوش گزراں پیرِ یزید روح

ہوش عقولش رفت شد او چو لعل

سیر او با حق بر پیوست از نہاں

باز جانش را خدا در پیش خولند

در کنارِ رحمت دریافت

بمحرِ رحمت اُن ماں در خوش خند

رفت شاداں پیش صلِ خوشن

پائی بستہ پر شکستہ بندہ

می پرداں باز سُوی کی قباد

وہ باز شاہ کی جانب مڑ رہا ہے

در میان یارب یارب ہوا

جملہ رنج و غم پیش آئے نصوح

ہمو دیوارِ شکستہ رفتاد

چونکہ ہوش رفت از تن آزل

چوں تہی گشت و وجود او نماند

چوں شکست آں شقی او میراد

جان بحق پیوست چوں بیہوش

چونکہ جانش وارِ ہید از ننگ تن

جاں چوں بازو تن مرا ورا کندہ

چونکہ ہوش رفت پایش بر کشا

جب اُس کے ہوش چلے گئے پاؤں کھس گیا

لے کسا کان یقول میں سنہڑ

نے فرمایا جب صحبت اشتبا

کریجی جاتی ہے تو سب

خداوند کی متوجہ ہو جاتی ہے

یہ حدیث سن کر در ہے

آرامتہ شستہ گروہ قطع

لے چہ درجہ روح و راجع

سے پرواز کر گئی چونکہ جس

بیہوشی میں اُس کو قرب حق

بیشتر آگئی چلن شکست

اُس کی انتہائی ایسی نے

اُس کو دریائے رحمت کے

ساحل پر پہنچا دیا چونکہ جس

جسم سے پاک ہو کر دربار

خداوندی میں پہنچ گئی

لے جان - روح جسم میں

اس طرح مقید ہے جس طرح

انسان کا گھڑ میں مقید کرنا

جاتا ہے - چونکہ جب جسم

بے مرض ہو جاتا ہے روح

پرواز کر کے شاہ کے پاس

پہنچ جاتی ہے

چونکہ دریا ہاں رحمت خوش کرد

جب رحمت کے سمندر میں برش ارا

زور لاغر شکر زلفت شد

کدور زور مجیب اور مونا ہو گیا

مردہ صد سالہ بیروں شد ز گور

ستر سال کا زورہ قسب سے باہر آ گیا

لین ہر نوئے زمیں سر سبز شد

یاب دلانے زمین سر سبز ہو گئی

گرگ با برہ حریف سے شد

بھڑا بکری کے بچہ کے ساتھ شرب نوش بنا

سنگہا ہم آب حیاں نوش کرد

پتھروں نے ہمیں آب حیات پیا گیا

فرش خاکی اٹلس وز رفعت شد

خاکی فرش، اٹلس اور زربفت بن گیا

دیو ملعون شد بخوبی رشک خور

ملعون شیطان، وحشی میں غور بن گیا

شاخ خشک اشکو فکرو دفع شد

خشک شاخ نے نکل کھلائی، عمدہ ہو گئی

نامید لاک خوش رنگ خوش بے

نایرس، اچھے رنگ بھون بکے بن گئے

یافت شدن گوهر و حلائی خواستن حاجباں کینہ کاں ہزارہ

موتی کاں جانا اور شہزادی کے دریاؤں اور لونڈیوں کا نصیب سے مسانی چاہنا

از نصوح و بر سر و دست او بوسہ دادن و عنذر خواستن

اور اس کے سسرار ہاتھ کو چومنا اور عنذر خواہی کرنا

بانگ آمد ناگہاں کہ رفت سیم

اچانک آواز آئی، خوف ختم ہو گیا

بعداں خوف و ہلاک جاں بدو

اس کے بعد کہ جاں کا زور ابد پاکست، جی

خون شد و اندر فرج و زنا یم

غم ختم ہوا اور ہم خوشی میں چمک اٹھے

از غریو و نعرہ و دستک نہ دن

غور اور نعرے اور ہتھیلاں، بجاتے سے

آل نصوح رفتہ باز آمد بخوش

یہ برش نصیب پھر بخوش میں آ گیا

می حلائی خواست از مے ہر کے

ہر شخص اس سے مسانی چاہ رہا تھا

شد پیدائ گم شدہ و زیتیم

وہ نایاب گم شدہ موتی، مل گیا

مژدہ آمد کہ اینک گم شدہ

خوشخبری آئی کہ یہ گم شدہ، موٹا ہے

مژدہ گانی دہ کہ گوہر سیتیم

انعام دے، کیونکہ ہم نے موتی پایا ہے

پڑ شدہ تمام فت ذوال الخزن

تمام گنج گما، رنج نرانی ہو گیا

دیدہ شمش تابش صد وزہش

ایک آنکھ نے سورجوں کے نور سے زیادہ نور کر دیا

بوسہ می دادند بدوشش بے

اس کے ہاتھ بہت چومتے تھے

لے چونکہ جب دریا نے
رحمت جوش میں آتا ہے تو
جس پر ہم جھینسا پڑتا ہے
اس میں زندگی پیدا ہوتی
ہے۔ آدھ۔ اگر رحمت سے
زورہ موتی بن جاتا ہے وہ
بے رونق ہوتی ہے یوں اور
چٹان اکارتا ہے پڑنے
نور سے زندہ ہوجاتے ہیں
بڑا ہلا بن جاتا ہے۔

۱۵۔ اس ہر خشک زمین
سر سبز بن جاتی ہے۔ مروت
بھنی دیکھ ختم ہو جاتا ہے
بھیر ہو جیو لاکر پانی پینے لگتے
ہیں۔ حلائی مسانی۔ باغیچہ
اب یہ اعلان ہو گیا کہ کدو اور
خول کا وقت ختم ہو گیا حلائی
بن گیا ہے۔

۱۶۔ بعد ان۔ جب موتیوں
میں ترش کے ملنے کی
خوشخبری دے دی گئی۔
خود کو ان تمام متعلقین نے
خوشخبری سے انعام کی دعوت
کی۔ آفریو۔ تمام میں خوشی کے
نعرے بتاتے تھے کہ ہم دیکھ
ہو چکے۔ آن نصوح۔ اب
وہ نصیب بہرشی سے بخش
میں آیا تو اس پر نرک وہ کینت
تھ جو چند روزوں کے چلنے کے
بعد ہوئی تھی۔ حلائی خواست
میں حلائی خواست۔

لے جتناں سبے نصرت سے

نہ جس نے آپ پر یگانہ کی

نہی میں صاف کر دیے کچھ

جنت کو کشت خوری سے

قبیر کیا جانا ہے تراکضی

پر زیادہ پرگانی ہلے تھی کوئی

کو خیرازی سے زیادہ قرب ہوتا

تھا خاص شہزادی کا جسم

میں دے لے لے نصرت نصرت تھا

دونوں ایک راز دوم ہوتے

ہوئے تھے آؤں اس پرگانی

کا اتفاقاً تو یہ تھا کہ سے پہلے

نصرت کی جانت تھی میں نہیں

تھی عزت بھانے کیلئے اس کو

موقع نہ تھے کہ اگر موتی

لٹے ہیں سے تو اسکو کسی جگہ

رکھ دے ادا لازم سے ہی جاتا

لے میں غلامیہ خادمہ کھینچ

کر لے ہوئے نصرت سے دعا کیا

آج کہہ تھے اور نصرت کہ

ما تھا کہ اس کا کرم تھا روز

جو کچھ تم تو گولے کہا میں نہیں

سے پہنچوں میں دنیا میں سے

زیادہ گنہگار ہوں تم سے جو کچھ

کہا وہ تو ایک فیصد ہے اس

بانے میں خواہ کسی کو شک ہو

میں مجھے اپنی بڑائی کا یقین ہے

میری بد اعمالیوں کو میرے سوا

اور کون جان سکتا ہے۔

لے میں بھی نصرت نے کہا

اپنی بڑائیوں کو میں جانتا ہوں

یا خدا جانتا ہے انداز

شیطان یہ اہتاد تھا لیکر

میں بڑائی کرنے میں شیطان کا

مجھے استاد کیا یہ اس کا کرم

ہے کہ وہ میری پردہ پر شمس

کھاتا ہے اور میرے پہنے

ہوئے تو ہی دیتا ہے۔

بدگشاں بودیم مارا کن حلال

ہم بدلی ہو گئے تھے، ہمیں صاف کر دیجئے

زانکہ ظن جملہ بروے بسش بود

کیونکہ سب کا اس پر زیادہ گمان تھا

خاص دلالتش بود محرم نصوص

نصوص اس کا خاص حاقی اور محرم تھا

گو ہر ابرو دست او بر دست لبس

اگر موتی چڑایا ہے تو یہی اس نے چڑایا ہے

اول اور اخواست حبتین در نزد

سور کی پہلے اس کی شمشیری لینی چاہی

تا بود کاں را بیند از دجبا

تا کہ ہو سکے کہ وہ اس کو کہیں والد سے

لبس ملا لیبھا ازو میخواستند

وہ اس سے بہت مسافیاں جا رہے تھے

گفت بد فضل خدائے دادگر

اس نے کہا نصرت خدا کا کرم تھا

چہ طالی خواست میباید زمن

نہ سے کیا مسافیاں چاہی جائے؟

آنچہ گفتندم زبدا ز صلیکیت

جو کچھ انھوں نے میری بڑائی میں کہا ہے ایک نصرت

کس چہ میداند زمن جزا ندکے

نصرت سے کے عارہ کوئی میرے پاس نہیں کیا جاتا؟

من متنبی آں داتم و شاترین

وہ میں جانتا ہوں اور میرا استاد

اول ابلیسے مرا استاد بود

شروع میں شیطان میرا استاد تھا

وہ میں جانتا ہوں اور میرا کارہی کہ

بعد از ان ابلیس پیشیم بار بود

اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

اپنی خطا کی اور نہ کارہی کہ

بعد از ان ابلیس پیشیم بار بود

اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

وہ میں جانتا ہوں اور میرا کارہی کہ

بعد از ان ابلیس پیشیم بار بود

اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

وہ میں جانتا ہوں اور میرا کارہی کہ

بعد از ان ابلیس پیشیم بار بود

اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

وہ میں جانتا ہوں اور میرا کارہی کہ

بعد از ان ابلیس پیشیم بار بود

اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

محرم تو خوریم اندر قیل مقال

بات جیت میں ہم نے آپ کا گوشت کھایا

زانکہ در قربت ز جملہ پیش بود

کیونکہ وہ قرب میں سب سے آگے تھا

بلکہ ہمچوں دوقن یک گشت روح

بلکہ دو جسم اور ایک روح بنا ہوا تھا

ز و ملازم تر بخاتون نیست کس

بیکم سے اس سے زیادہ کوئی قرب نہیں ہے

بہر حرمت داشتش تاخیر کرد

لیکن اس کی عزت رکھنے کے لئے تاخیر کی

اندریں مہلت رہا ندویش را

اس فرصت میں وہ اپنے آپ کو بچا لے

وز برای غدر بر میخواستند

غدر خواہی کے لئے کھڑے ہو جو جانتے تھے

ورنہ زانچہ گفتہ شد ستم تبر

ورنہ جو کچھ کہا گیا میں اس سے (ہی) بڑا ہوں

کہ منم مجرم تر از اہل زمن

میں زانکے لوگوں سے زیادہ مجرم ہوں

بر من اس کشفست اگر شکیست

اگر کسی کو شک ہے تو مجھ پر واضح ہے

وز ہزاراں مجرم و بد فعلی کے

ہزاروں جرم اور بد اعمالیوں میں سے ایک

جرمہا در ششتی کردار و ن

اپنی خطا کی اور نہ کارہی کہ

بعد از ان ابلیس پیشیم بار بود

اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

وہ میں جانتا ہوں اور میرا کارہی کہ

بعد از ان ابلیس پیشیم بار بود

اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

وہ میں جانتا ہوں اور میرا کارہی کہ

بعد از ان ابلیس پیشیم بار بود

اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

وہ میں جانتا ہوں اور میرا کارہی کہ

بعد از ان ابلیس پیشیم بار بود

اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

وہ میں جانتا ہوں اور میرا کارہی کہ

بعد از ان ابلیس پیشیم بار بود

اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

وہ میں جانتا ہوں اور میرا کارہی کہ

بعد از ان ابلیس پیشیم بار بود

اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

حق بیدیاں جملہ نوادیدہ کرد

اگر حق نے دسب کچھ اور بن لکھا بنایا

تاز رحمت پوستیں دوزیم کرد

یہاں تک کہ اس نے رستے میری بندہ چوکی

بہر چہ کردم جملہ ناکردہ گرفت

میں نے جو کچھ کیا اس کو نہ کیا ہوا ٹھہرایا

پہچو سر و وسوسہم آزاد کرد

اس نے مجھے سرور اور مسکن کی طرح آزاد کر دیا

نام من در نامہ پاکاں نوشت

میرا نام پاک رگوں کی قہرست میں لکھ دیا

عفو کرداں جملگی مجرم و گناہ

اس نے وہ سارے مجرم اور گناہ عفا کر دیئے

آہ کردم چون رزن شد آہ من

میں نے آہ کی میری آہ رزنی کی طرح ہو گئی

آں رزن بگرتم ویر وں شدم

میں نے وہ رزنی پکڑ لی اور باہر میں آیا

در بن چاہے ہی بودم ایمر

میں کنویں کی تہ میں قیدی تھا

از ہوس و ترنگنا بودم زبوں

ہوس کی وجہ سے میں تنگ کوچہ میں عاجز تھا

آفرینہا بر تو بادا اے خدا

پسے خدا! تجھے آفریں بر آفریں ہے

گر سر بر موئے من گرد زب

اگر میرے ہر بال کا ہر زبان میں جانے

میزنم نعرہ دریں روضہ عیون

اس باغیچہ اور چشموں میں میں صدائیں رے رہا ہوں

تا نگردم در فصیحت روی زرد

تا کہ میں رسوائی میں زرد و زرد بنوں

تو بہ شیریں چو جاں روزیم کرد

جان میں شیریں تو بہ مجھے عاف کر دی

طاعت ناکردہ را کردہ گرفت

نہ کی ہوئی عبادت کر کیا ہوا ٹھہرایا

پہچو بخت و دو لقم دل شاد کرد

مجھے نصیب اور دولت کی لہ خوش دل کر دیا

دوزخی بودم بنجشیدم بہشت

میں دوزخی تھا مجھے بہشت بخش دی

شد سپید آں نامہ و روی سیاہ

وہ کالا اعلیٰ نامہ اور چہرہ سفید ہو گیا

گشت آویزاں رزن در چاہ من

رتھی میرے کنویں میں رزن کی تھک

شاد و زفت و فربہ و گلگون شدم

خوش اور مژا تازہ اور شریخ ہو گیا

روز و شب اندر فغان و نفیر

دن رات فریاد اور رونے میں تھا

در ہمہ عالم نمی گنجم کنوں

اب میں ہرے عالم میں نہیں گستاخ ہوں

ناگہاں کردی مرا از غم جدا

تو نے مجھے اچانک غم سے جدا کر دیا

مٹکر ہائے تو نیاید در سیاں

میرے مٹکر گئے بیان نہیں ہو سکتے ہیں

خلق رایا لیت قومی یلعنوں

لوگوں کو! کہتے میری قوم لعن کرے

لے ہرچہ یہی نہیں کہش
نے میرے گناہوں سے تھک
نظر کی جگہ میری بڑائیوں کو
بھائیوں سے بدل دیا
میں تمام دنیاوی ملاحی کو
سرور اور مسکن کی طرح
آزاد کر دیا۔ تاہم میں اب
اس نے میرا نام نکال دیا
کہاں ہے اور کچھ دوزخی
کو بخش دیا ہے۔

آہ آہ کردم میں نے اپنی
خطا کا ہی پتہ کی اس پہلے
تس کا کام دیا اور مٹا کر
کے کنویں سے باہر نکل آیا۔
از ہوس و ترنگنا ہوس
کی تھک میں تھا اب میں ہوس
عالم میں نہیں شمار ہوں۔

گشت آویزاں رزن در چاہ من
اگر یہاں رزن کا چاہ ہے تو
انہ کا شکر ادا کرنا چاہے تو
مکن نہیں ہے۔ تاہم
منفعت کے بدبختی کے
یا لیت قومی یلعنوں
عقل پر زنی و جھٹلانی میں
آپنا گناہیں یعنی کا ش میری
قسم میں بات کو جانے
کو کہنے کے غدا نے میری بخشش
کر دی ہے اور مجھے باعزت
لوگوں میں سے بنا دیا ہے۔

باز خواندن شاہزادی نصح را از بہر دلای بعد از استحکام
شاہزادی کا نصح کو قربہ کے مستحکم ہوجانے کے بعد دانش کے لئے دوبارہ پڑھانا
توبہ بہانہ کر دین اور دفع گفتن اور وعدہ اور دین اور
اور اس کا بہانہ کرنا اور دل کرنا اور فہم کرنا

دختر سلطان مای خواندست

ہمارے بادشاہ کی لڑکی تجھے پڑھائی ہے

تا سرش شوقی گئوں لے پار سا

تاکہ اسے ایک : قرائن کا سرحد سے

کے بالیدیا بشوید با گمش

کو جو ہاش کرے : اپنے سے اس کو نہلائے

وین نصح تو گئوں بیمار شد

تیری یہ نصح اسب بیمار ہو گئی ہے

کہ مرا واللہ دست از کار رفت

کیونکہ خدا کی قسم لقمہ بیکار رہے

از دل میں کے دواں تر و فرم

میرے دل سے وہ ڈر اور گری کہاں پاسکتی ہے؟

من چشیدم تلخی مرگ عدم

میں نے موت اور عدم کی تلخی چکھ لی ہے

نشنم تا جاں شود از تن جدا

جب تک جاں میں ہے ہوا ہوا میں نہ توڑوں گا

پار و دوشوئے خطر الا کر خیر

خیر کے علاوہ خطر کے کہاں باطل چلیگا؟

بعد ازاں آمد کے گز مرتحت

اس کے بعد کوئی آیا، کہ مہربانی سے

دختر شاہست بھی خواندیا

بادشاہ کی لڑکی تجھے پڑھائی ہے

خیز تو دلا کے نمی خواہدش

ایک کی خواہش تیرے علاوہ کسی ہاش کرنا لے کے

گفت روز و دست من بیکار شد

میں نے کہا بیکار میرا ہاتھ بیکار ہو گیا ہے

رو کے دیگر خواہشتاب و گفت

بلکہ تیری سے دوسری کو ڈھونڈ لے

بادل خود گفت گز در رفت برم

وہ اپنے دل میں کہتا تھا کہ برم مد سے گزر گیا

من بزم یکرہ و باز آدم

میں ایک اور بزم چکا ہوں اور پھر وہیں آیا ہوں

توبہ کردم حقیقت با خدا

میں نے اللہ سے حقیقی قربہ کی سچ

بعد از من منت کر ابار در

اس صحبت کے بعد کس کا دوبارہ

حکایت در بیان اس کے کہ توبہ کند و پشیمان شود و باز

اس بیان میں حکایت کو کوئی شخص توبہ کرے اور شرمندہ ہو اور پھر

اس پشیمانیہارا فراموش کند و از مودہ را باز آید و در

شرمندگیوں کو بھلا دے اور آواز لے ہوئے کو دوبارہ آواز لے اور منتقل

لے باز خواندنی اس توبہ

کے بعد شاہزادی نے پسر

نصح کو پڑھایا لیکن اس نے

معدت کر دی۔ پھر آوازیں۔

اب تمام واقعات کے بعد

نصح کے مہربانی آیا کہ

شاہزادی کوئی ہے اس کا

دل تجھ سے بد نہ ملانے کو

چاہتا ہے جو حق۔ یہی تیری

عنائی حق سے تر و مٹانے

گفت نصحت لے کہا اب

میرے ہاتھ بیکار ہیں اور میں

بیکار ہوں۔

لے باقی خود نصح دل

دل میں کہہ رہا تھا کہ تاجی کا

ڈر میرے دل سے کب مل

سکتا ہے۔ توبہ اب میں نے

اس کام سے اپنی قرب کر لی

ہے جو لے دم کہتے تھی

جبر۔ ایک دفع اس صحبت

سے نجات پا جانے کے بعد

اس میں اس صحبت میں

بہتے کو تیار ہوتا ہے

لے حکایت۔ اس حکایت

سے یہ تا قصور ہے کہ

ایک اس صحبت سے نجات

پا جانے کے بعد اس صحبت

میں پہنچے کا بہت بڑا انجام

ہوتا ہے۔

خسارت ابد در افتد کہ من جزو المحبوب خلعت بہ الندامۃ

زمن میں مبتلا ہوجائے کیونکہ میں شمع نے آرائے ہوئے کو آرایا جس کو ندامت ہوئی

وچوئل تو بہ اور اثباتے وقوتے و خلاوتے وقبولے و

اور جب میں کی توبہ کا پکاؤ اور قوت اور شیرینی اور قبولت اور مدد اس کو

مددے بدو نرسد چوں درخت بے بیج ہر روز زرد تر

حاصل نہ ہو تو وہ پھر جڑ کے درخت کی طرح ہے جو روزانہ زیادہ زرد اور خشک ہوتا ہے

و خشک تر نعوذُ باللہ من ذلک

میں اس بات سے بھلائی پناہ پاتے ہیں

گاڑے بودوم اور ایک تھے

ایک دھوبی تھا جس کا ایک عرصہ تھا

در میان سنگلاخ بے گیاه

بغیر گھاس کی چھتری زمین میں

بہر خوردن غیر آب آسجا بود

دہان کھانے کھیلنے پانی کے سوا نہ تھا

آں حوالی نستان ویش بود

اطراف میں بنسپیل اور جنگل تھا

شیر را پیل نر جنگ اوفتاد

شیر کی نر اپنی سے لڑائی ہوئی

موتے واما نزاں ضعیف فکار

ایک عرصہ تک کمزوری کی وجہ سے فکار کا مجربا

زانکہ باقی خوا شیر ایشان بوند

کیونکہ وہ شیر کا بچا ہوا کھانے والے تھے

شیر یک روباه را نسر مودرو

شیر نے ایک بڑی سے کہا، جا

گر خرے یابی بگردم غنار

اگر تو جنگل کے اطراف میں گھوم پائے

پشت ریش شکم تہی تن لاغرے

زخمی کر، خالی پیٹ، کمزور جسم

روز تاشب بینوا ہوجے پناہ

شب و روز بے سردمان اور بے پناہ

روز و شب خرداں کور و کبود

گدھاواں دن رات اندھا اور تاریک چشم تھا

شیرے بودا نجا کہ صیدش بیش بود

دہان ایک شیر تھا جس کا بیشہ شکار کرتا تھا

خستہ شد اں شیر واما نزاں اصطیاد

وہ شیر زخمی ہو گیا اور شکار کرنے سے عاجز ہو گیا

بینوا مانند دزدان چاشت خوار

دروغے، ہارنے سے محروم ہونے

شیر چون رنجور شد رنگ آمدند

جب شیر بیمار ہو گیا، وہ پریشان ہو گئے

مر خرے را بہر من صیتادشو

میرے لئے گدھے کی سہاری بن

رو فوشس خواں فریبانش بیا

جاس پر منتر پڑھ جس کو قریب آئے

لے چل۔ مرزبیں کاؤ

بہار و اس کی غریب اس پر

دانش نہ ہو تو توبہ کرنے والے

شخص کی صفحہ بے جڑ کے

درخت کی سی ہے جو روز بروز

خشک ہوتا ہے تاکہ اسے

اس کے پتے پھرنے پھرنے

کا کارے۔ ایک دھوبی

کا ایک گروہ تھا جس کی کمر

زخمی تھی اور پیٹ خالی رہتا

تھا جس کی وجہ سے وہ کمزور

ہو گیا تھا۔ سنگلاخ چھتری

زمین پر گدھا کیوں بھی نہ اور

برمال خواں۔ اطراف نستان

بنسپیل کا جنگل۔ چٹا بھائی

شیر وہ شیر کسی ہاتھی سے لڑ کر

زخمی اور زخمی ہو گیا اور بھی

جانوں کا شکار کرنے کے

قابل نہ رہا

تھکتے۔ ایک مرد سے

وہ شکار کرنے کے قابل نہ تھا

اور دوسرے دن سے خواں

کا کچھ کھاتے تھے وہ بھی

بوسے تھے۔ چاشت خوار

خیر شیر نے بڑی سے کہا

کسی گدھے کو پھلا کر میرے

پاس لے آ۔ پھر خوار بہر من

شعور۔ منتر

زاں فسونہائے کہ میدانی بگو
جو شستر ترہائی ہے، وہ پڑھو
پس بگیرم بعد از اں صید و گر
اُس کے بعد میں دوسرا شکار کروں گا
من سبب بآثم شہما در لونا
میں تو شہ میں تھام کے سبب بھانڈا
نرم گرداں زود تر اینجا شش
نرم گرداں، جلد یہاں لے آؤ

یا خیرے یا گاؤ بہر من بگو
یا گدا یا ہلکا سے لے تاکش کر
چوں بیابم قوتے از خم خسر
جب میں گدے کے کھوت سے طاقت بڑھوں گا
اندکے من میخورم باقی شہما
میں تھوڑا سا کھ لوں گا، باقی شہ
از فسوں و از غنہائے خوشش
اُس کو شستر اور اچھی باتوں سے

تشبیہ کردن قطب کہ عارف و اصل ست در اجرائے
قطب، مارٹ (اصل، یقین) کی مخلوق کو رحمت اور مغفرت کی اُن مراتب کی ابتدا
دادن خلق از قوت رحمت و مغفرت بر مرتبے کہ حقیقت
سے روزی شینے کی تشبیہ بیان کرنا جو اللہ نے اُس کو الہام کیلئے اور شیعہ
الہام داد و تمثیل بشیر کہ اجرے خوار و باقی خوار سے اند
مثال دینا کیونکہ اس کے روزی خوار اور بیکار کھانے والے ہیں غیر
بر مراتب قرب ایشاں بشیر نہ قرب مکانی بلکہ از قرب
سے نزدیکی کے اعتبار سے مکانی قرب کے اعتبار سے نہیں بلکہ معانی قرب کے اعتبار
صفتی و تفصیل ایں بسیارست و اللہ الہامی
سے اور اس کی بہت تفصیل ہیں اور خدا مایت کہنے والا ہے

باقیاں ایں خلق باقی خوار او
باقی اُن مخلوق اُس کا بچاؤ کھانے والی ہے
تا قوی گرد و کند صید و خوش
تا کہ قوی ہو جائے اور خوشی مانڈوں شکار کرے
کز کف عقلت جملہ از خلق
کیونکہ تمام لوگوں کی روزی عقل کے ہاتھوں سے ہے
ایں نگہدار ار دل تو صید جو
اگر تیرا دل شکاری ہے تو اُس کا خیالی رکھ

قطب شیر و صید کردن کار او
قطب شیر ہے اور شکار کرنا اُس کا کام ہے
تا توانی در رضائے قطب کیش
تجھے جب تک ہو سکے قطب کو رضی کئے کی خوشنک
چوں بر نجد بینوا مانست خلق
جب وہ رعیت ہو جائیگا مخلوق بے سرساز بھائی
زانکہ وجد خلق باقی خوار او
کیونکہ مخلوق کی معاشی اُس کا پس خورد ہے

لے خیر نہا۔ بوڑھی کی ہالاکیا
مشہور ہیں، خم، گوشت، قدر
روزی آرزوں میں گدے کو
بہکا کر سے پاس لے آتا
تشیہ جس طرح شیر شکار کرتا
ہے اور باقی روز سے اُس کا
بچاؤ کھانے کیلئے کرتے ہیں
اسی طرح قطب خدا سرکار
سارے الہی کا شکار کرتا ہے
اور رعیت اویا اُس کے ذمہ
اپنی غواہی حاصل کرتے ہیں
لے قطب جو شخص اپنے
دور کا قطب جاتا ہے وہ
اُس کا عارف کا پروردگار
استغفار کرتا ہے اور دوسرے
اویا اُس کا توجہ اور لقب
اُس کے واسطے سے فیضیاب
ہوتے ہیں۔ تا قانی ہر دل کا
فرض ہے کہ وہ قطب خدا
کی خوشنودی حاصل کرے
اور اُس کو خوش رکھے۔

لے چوں بر نجد اگر قطب
رعیت ہو جاتا ہے تو رعیت
دل کے سرور و ان رہ جاتے
ہیں۔ جو خلق بقید ہو گوں کی
روزی اُس کا پس خورد ہے۔

اوج عقل و خلق چوں اعضاء تن

د عقل کی طرح اور مخلوق جسم کے عقدا کی طرح چہ

ضعف قطب از تن بود از روح

قطب کی کمزوری جسم کی ہوتی ہے نہ کہ روح کی

قطب آں باشد کہ گرد خود تند

قطب وہ ہوتا ہے جو اپنے گرد گھومتا ہے

یار یہ وہ در مت کشتیش

اس کی کشتی کی تربت میں مدد کر

یاریت در تو فزاید نہ درو

تیری مدد تجھ میں اضافہ کرے گی نہ کہ نہیں

پنجو رُوب صید گیر و کن فیش

لوٹری کی طرح شکار کر اور اس پر قرار ہو جا

رو بہا نہ باش راں صید مرید

مرد کا شکار نہ ہوٹری کی طرح کا ہوتا ہے

بستہ عقل ست تدبیر بدن

جسم کی تدبیر عقل سے وابستہ ہے

ضعف درشتی بود در نوح نے

کمزوری کشتی میں ہوتی ہے نہ کہ نوح میں

گردش افلاک گرد او بود

آسمانوں کی گردش اس کے گرد ہوتی ہے

گر غلام خاص و بندہ کشتیش

اگر تو اس کا خاص غلام اور بندہ ہو گیا ہے

گفت حق ان تصموا للہ بنصرہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر تم اللہ کی نوکری کرو

تا عوض گیری ہزاراں صیدش

تا کہ تو ہزاروں سے زیادہ شکار جیسے میں میں کرے

مردہ گیر و صید گفتار مرید

سکر کش پنجو مرے کا شکار کرتا ہے

چرک در بالین روینہ شود

غبار و غلیظ نہیں آگے والاں میں جاتا ہے

جواب گفتن رُوبہ شیر را

لوٹری کا شکار شیر کو

جیلہا سازم ز عقاش کفر

تدبیر میں کروں گی آشکر عقل سے بیگانہ کردگی

کار من دستان و از رہ بُردنت

میرا چہرہ و مکر اور دھوکا دینا ہے

یک خیر مسکین لا غرا بیافت

ایک کمزور مسکین گدھے کو برابر

گفت رُوبہ شیر را خدمت کنم

لوٹری میں شہرے کا میں خدمت، بھلاؤ گی

جیلہ و افسوں گری کا مریت

صید اور شکار پر صحت میرا بیت ہے

از سر کہ جانب جویش شافت

بہار پر ہے، خبر کی جانب دوزہ ہی تم

لے آؤ جس قطب اوریتہ
مخلوق کی وہی نسبت ہے جو
مقلد اوریتہ، اعضا، اعضا
مقلد کے ذریعہ غبارک مقلد
کرتے ہیں، لخت، قطب ہے
روحانی شلف طاری نہیں
ہو سکتا گذشتہ اشعار میں
کے جس شلف کا ذکر ہے وہ
مقلد جہانی شلف ہے اس
کی روح اور جسم کی ہی نسبت
ہے جو حضرت نوح اور کشتی
کی تھی، یا یہ قطب کس
مدد کی ضرورت ہے وہ اس
جہانی مقلد ہے۔

یاریت، توجہ کی قطب
کی دینی خدمت کرنا وہ تیرے
لے ہی صید ہے گفتار
کے ساتھ دل کر عباد کرنے کو
اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد قرار
دیا ہے، اور ہزاراں اس مدد کا
فائدہ ہمیں بصورت صید
خداوندی میں حاصل ہوگا، پنجو کہ
جس طرح لوٹری شیر کے لے
شکار کرتی ہے اور اس سے
خود فائدہ اٹھاتی ہے اسی طرح
تم جو بھی قطب کی دینی خدمت
کرو گے خود فائدہ اٹھاؤ گے۔
میرا یہ قطب کا ارادہ نہ ہو کہ
قطب کو ست کا وہ لوٹری کے
شکار کی طرح ہو گا کہ خود اسکو
صید کرے، میرے قطب کو
نہ کرنا چاہئے جس کی تیری مدد
ہوتی ہے میں قطب کے پس
پشتی کر کے کوئی دوزخ میں
میرا تیرے جس کا عباد
خداوندی میں جائز نہایت
نورس کی نصرت ہاں ہوتی
ہے۔

لے گفت و بڑی نے گھرے
سے کہا آپ ہیں غنیمت پر ہے
جگہ میں کیوں پڑے ہوئے
ہیں گفت و بڑی نے گھرے کہا
یہ خدا کی تقسیم ہے جو سب
حق ہے میں جس پر راضی
ہوں نہ ترک۔ انسان کو سب
حالت میں شکر ادا کرنا چاہیے
اور سوچنا چاہیے کہ اللہ تم
نے میں کو اس سے بدرجہ
حالت میں نہیں کیا۔ چرکہ۔
اللہ کی تقسیم پر شکر کرے
انقدر۔ صبر کرنے سے کفار کی
پیدا ہو جاتی ہے۔
اللہ راضیہ رزق کھدا کا
تقسیم کر دے جبکہ وہ
سب کا ایک ہے راضی
کی تقسیم پر راضی رہتا
ضروری ہے۔ تمام کیڑے
کوڑے ترے جس قبضہ کا
ہیں سب جس کی ہی منتوں
سے رزق حاصل کر رہے ہیں
دنیا کی ساری مخلوق جس کے
ہی خواں نعمت سے روزی
مائل کر رہی ہے
اللہ ہی خورد۔ ساری مخلوق
کو روزی پہنچا رہا ہے کوئی
جاندار روزی سے محروم نہیں
ہے۔ غیر حق۔ اللہ کے علاوہ
سب جس میں اظہار کا
دوست ہے تو دوست کا
جس سے کر۔ بیوقوفی ہے۔

پس سلام گرم کر دو پیش رفت

گرم چش سے سلام کیا اور سامنے آ گئی

گفت چونی اندر میں صحرائے خشک

بولی، اس خشک میدان میں آپ کیسے ہیں

گفت خرگرد غم ور در ارم

گھر سے لے کہا میں خواہ تم میں ہوں یا جنت میں

شکر گویم دوست اور خیر و شر

اجتہاد اور برائی میں دوست کا شکر ادا کرتا ہوں

چونکہ قسام اوست کفر آمد گلہ

جبکہ وہ تقسیم کرنے والا ہے تو شک کرے

باز گفت الصبر مفتاح الفرج

پھر اس نے کہا صبر کی دہلی کی کنجی ہے

راضی من قسمت قسام را

میں تقسیم کرنے والے کی تقسیم پر راضی ہوں

بہرہ و راز نعمت اوصاف عام

اس کی نعمت سے تمام دماغ نامہ اٹھاتے ہیں

مرغ و ماہی قسمت خود بخود

پرند اور مچھلیاں اپنا مقدر کھاتے ہیں

خوان اوست راسر عالم گرفت

اس کے دستِ خوان نے پورے عالم کو گھیر لیا ہے

مئی خورد و هیچ کم ناید از ازل

وہ کھا رہے ہیں اور اس کی کوئی کمی نہیں آتی جو

باش راضی گر توئی دل زندہ

اگر تو زندہ دل ہے، راضی رہ

غیر حق جملہ عز وند اوست دوست

اللہ اٹھائے، کے علاوہ سب دشمن ہیں وہ دوست

پیش آں سادہ لے درویش رفت

اس سیدھے اور غریب کے سامنے آ گئی

در میان سنگلاخ و جانے خشک

پتھر والی زمین اور خشک جگہ میں

قسمت حق کر دو من اں شا کر م

اللہ نے میرا مقدر بنایا ہے میں اس پر شکر گزار ہوں

زانکہ ہست اندر قضا از بدتر

کیونکہ حکمِ خدا دوزی میں بسے سے ہی زیادہ بُرا ہے

صبر باید صبر مفتاح الفصلہ

صبر کرنا چاہیے، صبرِ مطہر کی کنجی ہے

صابراں لے رند خور و خرچ

صبر کرنے والوں کو کسٹھ اور عقل کی آبی ہے

کہ خداوند دست خاص عام را

کیونکہ وہ خاص و عام کا آتا ہے

میرساند روزی و خوش و معلوم

دوستی لٹکا اور کیڑے کوڑوں کو روزی پہنچاتا ہے

مور و مار از نعمت اومی چرند

چیرنمیاں اور سانپ اس کی نعمت کھاتے ہیں

بر سر خوانش خلایق در شگفت

مخلوق اس کے دستِ خوان پر تعجب میں ہے

کیست بے روزی بگواند جہاں

بتا، دنیا میں بے روزی کون ہے؟

کوزاند روزی ہر بندہ

وہ ہر بندہ کو روزی پہنچاتا ہے

باعذا از دوست کہ کوکب است

دشمن سے دوست کا شکر، وہ کب بھلا ہے؟

شکر کن تا نایدت از بدتر
شکر ادا کرتا رہے تاکہ تجھے بد سے بدتر نہ ملے
تا دہد دوسم خواہم انجیں
تا دہد دوسم خواہم انجیں
جب تک وہ مجھے چھاتی پانچ میں شہدہ انگریز
گنج بے مار و گل بے خانیت
خود بغیر سانپ کے اور بیل بیل کاٹنے کے نہیں ہے
یک حکایت یاد دارم از پدر
جے ہواک ایک کہانی یاد ہے

حکایت دیدن خرسقائے بانوائے آسان تازی را در
نقے کے گدھے کا خاص مطلب میں سازمان کے ساتھ خوک ٹھکڑوں کو دیکھنے کی
آخر خاص و متمنا بردن آں دولت را در موعظہ آنکہ متمنا
حکایت اور اس دولت کی نشا کرنا اس نصیحت کے بارے میں کہ
نباید بردن الا بمغفرت و عنایت کہ اگرچہ صد گول بجے
سوائے مغفرت اور مہربانی کے جتنا نہ کرنی چاہیے خواہ سینکڑوں تکلیف ہوں
بوزجوں لذت مغفرت بود ہمہ شیریں شود باقی ہر دولت
جب مغفرت کی لذت حاصل ہو جائیگی وہ (تکلیف) سب شیریں ہو جائیگی نتیجہ ہر
کہ آں را نا آزمودہ متمنا میری باں رنجے قرین ست
دولت کی بغیر آزمائے توشتا کرے تو اس کے ساتھ کوئی تکلیف ہوگی جس کو تو
کہ آں را نمی بینی چنانکہ از ہر دایمے دانہ سپیداشود
نہیں دیکھ رہا ہے • جیسا کہ ہر حال کا دانہ کھلا ہوا ہوتا ہے اور حال پنہاں ہوتا ہے
فتح پنہاں تو دریں یکے ام ماندہ و متمنا میری
تو اس جان میں رہتے ہوئے تشنگا کرتا ہے کہ اس کے اس دانے
کہ کا شے باں دانہا رفتی پنداری کہ آں دانہا
تم پہنچ جاتا • تو خیال کرتا ہے کہ وہ دانے

بیدارم است
بہر حال کے ہیں

لے شکر کن جس حالت
میں ہیں جسے اس شکر
گزارہ نا چاہیے کہ اس سے
بہتر حالت میں نہیں ہے
تا دہد جب تک مجھے رسول
روزی حاصل ہے میں دینا
روزی کی خواہش نہ کروں گا
کیونکہ ہر دینا نصرت کے
ساتھ کوئی نہ کوئی تکلیف وہ
بات ضرور ملے گی ہے خواہ
کے ساتھ سانپ بے چوں
کے ساتھ کاٹا ہے

۱۷ حکایت اس حکایت
سے یہ سمجھانا ہے کہ شکر ہی
مصلحت کے ٹھکڑوں کو کراچی
خوار کر دیتی تو اس کے
ساتھ انیس جنگ میں تیری
کھانے پینے کے درمیان
انسان کو چاہیے کہ چاقوت
اور تیر کی حمایت کا طالب
ہے اگر اس کو یہ چیز حاصل
ہو جائیگی تو مصائب کی تمنی
سیر نی سے بدل جائے گی
اگر انسان نہ آنا ہی ہوئی نصرت
کی تمنا کرے تو اس کے
ساتھ کی صحبت سے پریشان
ہو جائے گا

۱۸ چنانکہ دنیا کی برکت
کے ساتھ کوئی صحبت دانت
بچا دے تو اس کے ساتھ
حال ہی ہے انسان دانہ کی
تمنا کرتا ہے لیکن وہ حال
سے غافل ہوتا ہے

لے باقی۔ اس گدھے کو
مصلحتیوں کی وجہ سے موت
کی نیت تھی۔ جو کچھ اس
گدھے کو خرچہ کرنا تھا خشک
گھاس بھی بیٹھ بھڑھتی
تھی اور ہر حالت کو بے ک
سیخ سے پٹھا تھا جس سے
اس کی پشت زمین تھی جیسے آگ
دروغ و مصلحت۔ آگ کی طرف
والی مڑی ہوئی شکل کا
ہوتا ہے۔ بستی نہ بنے
زبان۔ آخر تھک رہا تھا
اسٹبل۔

اللہ عز و جل کے گدھے
نے غلامی اسٹبل میں عربی
گھوڑے دیکھے جو بہت عرصہ
مات میں تھے۔ تیرے پاس۔
اسٹبل کی زمین پر چڑھ کر دیکھا
اور گھاس اور دان پر وقت
سب گھوڑوں کو کھانا تھا۔
ان کے بدن پر گھریلا چھترا
اور بالی ہوئی بچھڑا۔ اس
گدھے نے آسمان کی طرف
شکوہ کر کے دعا شروع کر دی
کہ اے یاں میں بھی تیسری
مخلوق میں اس طرح کی مصیبت
میں کیوں ہوں۔

اسے شب۔ دن کی پٹائی
سے۔ رات بھر دو میں اور
جو کچھ میں گزارتا ہوں اور
وقت موت کی انتظار کرتا ہوں
یہ عربی گھوڑے کس قدر مصیبت و
عشرت میں ہیں تو نے مجھے
مسابقت کیلئے کیوں مخصوص
کر دیا ہے۔

بود ستفائے مر اور ایک ختمے

ایک شفق کا ایک شمع تھا
نشت از بارگراں وہ جاریش

بھاری بھاری وجہ کی وجہ سے انکی گردن جیسے بھاری تھی
جو کجا از کاؤ خشک او میر نے

جو کہاں؟ وہ خشک گھاس بھی بیٹھ بھڑھتی
میر آفرید اور راسم کرد

اسٹبل کے دارو نے اسکو کہا۔ راسم کس
پس سلاش کرد و پریشانی

اس کو سلام کیا اور اس سے حال پوچھا
گفت از روشنی و قصیر من

اس نے کہا اس کو چند دن کیلئے میرے پیر کرد
گفت سپارش بہن تو روز چند

اس نے گدھا اس کے پیر کر دیا اور راسم سے
خرید و سپرد و از زحمت برست

اس نے گدھا اس کے پیر کر دیا اور راسم سے
خرید و سپرد و از زحمت برست

اس نے گدھا اس کے پیر کر دیا اور راسم سے
خرید و سپرد و از زحمت برست

اس نے گدھا اس کے پیر کر دیا اور راسم سے
خرید و سپرد و از زحمت برست

اس نے گدھا اس کے پیر کر دیا اور راسم سے
خرید و سپرد و از زحمت برست

اس نے گدھا اس کے پیر کر دیا اور راسم سے
خرید و سپرد و از زحمت برست

گشت از محنت و تا چوں چنبرے

مشقت کی وجہ سے ملتے کی وجہ سے زہر آ گیا تھا
عاشق و جویئے روز مرگ خویش

وہ اپنی موت کے دلی کا جواں اور عاشق تھا
در عقب زخمی و سیخ آہنے

پیچھے زخم اور لوہے کی سیخ
کا شنائے صاحب خیر بود مرد

کیونکہ وہ گدھے کے مالک کا شناسا تھا
کز چہ اس خرق گشت تا بچو دل

کہ یہ گدھا دال کی طرح کیوں زہر آ گیا؟
کہ نمی یابد جواں بستہ دین

کیونکہ اس بے زبان کو جہ نہیں ملے ہیں
تا شود در آخر شیشہ زورمند

تا کہ اسٹبل میں طاقتور بن جائے
در میان آخر سلاش بست

اس نے اس کو اسٹبل میں بندھ دیا
بانوا و فرہ و خوب و جہید

باسر سامان اور مونے اور عمدہ اور نئے
کہ بوقت و جو بہنگام آمدہ

گھاس اور جو بر وقت حاضر
پوز بالا کرد کاے رب مجید

اس نے گدھا کو آٹھ یا کھانے بزرگ پر دروگہ
از چہ زار و پشت رش لاغرم

میں کس وجہ سے عاجز اور زخمی کر اور لاغری
آرزو مند مرمون و بندم

لوہہ لہو میں مرنے کا درد سندھ ہوں

حال ایں اسپاں خنیں خوش بانوا
ان گھڑوں کی لیے سازش کے ساتھ عوامات
ناگہاں آوازہ پیکار شد
ایک جنگ کا عہد ہو گیا
زخم ہائے تیر خوردند از عدو
انہوں نے دشمن کے پیروں کے زخم کئے
از غزا باز آمدند آں تازیان
دو بی گھڑے جنگ سے لوٹے
پایہاں شان بستہ محکم بانوا
نواسے ان کے پاؤں مضبوط بندھے ہوئے تھے
می شکافیدند تنہا شان پیش
انہوں نے لشکر سے ان کے دلوں میں چیرا دیا
چوٹ خراں را یہ میگفت آ خدا
جب گرجے انہیں دیکھ کر باقائے نوا
زان نوایز ام و زین زخم زشت
میں اس سرساز و زین کے زخم سے بیزاری

من چہ مخصوصم بتعزیر بلا
میں وہاب اور مصیبت کے ساتھ نصرت کیوں ہوں؟
تازیان را وقت زین و کار شد
عربی گھڑوں کی زین اور کار کا وقت آگیا
زفت پیکا نہاد رایشاں سوبو
جسک جنگ ان میں تیرہ گھس گئے
اندر آخر جملہ افتادہ بتان
استطیل میں سب پت پڑے ہوئے تھے
نعلبندراں ایستادہ در قطار
نعلبند وائی میں کھڑے تھے
تا بروں آرد پیکا نہاد ریش
تاکہ زخم سے تیسرے باہر نکالیں
من بفقر و عافیت ام رضا
میں نے مفلسی اور آرام پر رخصت اندری دی
ہر کہ خواہد عافیت دنیا بہشت
جس نے عافیت چاہی اُس نے دنیا بھروسہ

جواب گفتن روباہ خرا

لوٹری تو تھمے کہ جواب دینا

گفت روباہ جستن رزق حلال
لوٹری نے کہا، حلال رزق کا تھمنا کرنا
عالم اسبابے رزق بے سبب
یہ عالم اسباب ہے اور بغیر سبب کے رزق
وابتغوا من فضل اللہ است امر
اور اللہ کا فضل طلب کرو۔ حکم ہے
گفت پیغمبر کہ بر رزق کفایتی
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ اسے جو ان رزق کا

فرض باشد از برائے امتثال
حکم بجالانے کے لئے امتثال ہوتا ہے
می نیاید پس فهم باشد طلب
حاصل نہیں ہوتا ہے، مطلب کرنا ضروری ہے
تا نیاید غصب کردن بچو مکر
تاکہ چیتے کی طرح چھینا نہ پڑے
درفروبت مست بر د قفلها
دروازہ بندھے اور دروازے پر لٹکے ہیں

۱۔ بہانہ کیجیے کہ وہ
جنگ کا وہاں مزید اور ان
۲۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۳۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۴۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۵۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۶۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۷۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۸۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۹۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۱۰۔ ہر گھڑوں کی زین کے

۱۱۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۱۲۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۱۳۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۱۴۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۱۵۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۱۶۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۱۷۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۱۸۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۱۹۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۲۰۔ ہر گھڑوں کی زین کے

۲۱۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۲۲۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۲۳۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۲۴۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۲۵۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۲۶۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۲۷۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۲۸۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۲۹۔ ہر گھڑوں کی زین کے
۳۰۔ ہر گھڑوں کی زین کے

جبش آمد شد را و التساب

ہماری حرکت اور آتا جانا اور کس تا

لے کھیدایں در کشادن راہیت

بغیر کھجی کے اس دروازے کے کھلنے کی راہ نہیں ہے

گر تو بنشینی بچا ہے اندر

اگر تو کونہ میں جتا ہے

ہست منقلح بران قفل و تجا

اُس تالے اور پر دے کی کھجی ہے

بے طلب ناں منت اللہ نیست

بغیر شجر کے رونی ہند کی منت نہیں ہے

رزق کے آید برت لے دوفول

ترسے پاس رزق آئے گا، اسے صاحب مایہ را

جواب گفتن آں خرواہ را

اُسے کہہ دے کہ لاوڑی کو جواب دینا

گفت از ضعف تو کل باشد آں

اُس نے کہا توکل کی کمزوری سے یہ ہوتا ہے

ہر کہ خویہ بادشاہی و ظفر

ہر شخص شاہی اور کاسیابی جانتا ہے

و آثم و در جملہ شدہ اکال زق

چندے اور درندے سب رزق کھاتے ہیں

جملہ را رزاق روزی می دہد

سب کو رزق دینے والا روزی دیتا ہے

رزق آید پیش ہر کہ صبر جست

جس صبر اختیار کیا رزق اُنکے سامنے آجائے گا

ورنہ بدہناں کسے کو داد جاں

ورنہ وہ دونی (دھم) دیتا ہے جس نے جان ہی پر

کم نیاید نقت ناں لے پسر

لے بیٹا! (پسپے میں) اُنکے لئے روٹی کا ٹکڑا نہیں

نے پئے کسب اندونے خال رزق

نہ وہ کمائی کے درپے ہیں نہ رزق کو لا دے والے

قیمت ہر یک بہ پیش منی نہد

ہر ایک کا حق اُس کے سامنے رکھ دیتا ہے

سج و کوشش ہاں بے صبری نت

محنت اور کوشش بغیر بے صبری کی جوتے ہیں

جواب گفتن روباہ خرواہ کہ من را ضمیم بہ قسمت خود

لاوڑی کا کہہ دے کہ اس بات کا جواب دینا کہ میں اپنے اقسام پر راضی ہوں

گفت روباہ آں توکل نادرست

لاوڑی نے کہا، یہ توکل ناجائز ہے

گردناور گشتن از نادانی ست

ناجائز یا بکر کا ناگاہی سے

چوں قناعت پیمیر گنج گفت

جب کہ قناعت کو پیغمبر نے خواہ کیا ہے

کم کے اندر توکل ماہرست

بہت کم میں، جو توکل میں ماہر ہے

ہر کے را کے رہ سلطانیت

ہر شخص کو شاہی کرنے کا راستہ کیتر ہے

ہر کے را کے رسد گنج نہفت

ہر شخص کو چھپا ہوا خزانہ کیست ہے؟

لے ہے کھید جانی کے ہیز

کوئی تاوا نہیں کھتا ہے ہیز

رزق حاصل کرنے کے لئے

کما تا ضروری ہے۔ جگر تو۔

و غری نے گمے سے کہا اگر

تو کونوں کے اندر جا کر بیٹھ

جائے تو تیرے پاس رزق

خود میں آئے گا۔ گفت۔

گمے نے کہا کہ سب کے

بغیر رزق کا نہ آتا توکل نہ ہر

کی وجہ سے ہے ورنہ اگر خدا

پر تو توکل کیا جائے تو رزق

خود آتا ہے۔ جگر۔ دنیا میں

کے لئے شجر کی پتی ہے

ورنہ رزق تو خود پہنچتا ہے۔

لے دام۔ چرنے والے ہار

آکاں۔ زیادہ کھانے والا۔

رنج۔ چونکہ انسان بے صبر

اس لئے رزق کی تلاش میں

لارا مارا پڑتا ہے۔

لے گفت روباہ۔ لاوڑی نے

گمے سے کہا اس قدر توکل

کو رزق خوار سے بہت کیا ب

ہے، جگر کے۔ توکل کا یہ مرتبہ

صرف شاہوں کو حاصل ہے

قناعت۔ آنحضرتؐ کی قناعت

اور صبر کو خواہ سے جبر کیا

ہے خود ہر شخص کے ہاتھ

نہیں آتا۔

خود بشناس و بر بالا میر
بہتر رتبہ پہچان اور ادب سے ناک
جہد کن و اندر طلب سے نما
محنت کر اور طلب میں خوشش کر

تا نیفتی در نشیب شور و شر
تا کہ تو شور و شر کے غم میں نہ گہرے
چوں نداری در توکل صبر را
جسکہ تو توکل میں صبر نہیں کر سکتا ہے

باز جواب گفتن خیر و وہا را

گدھے ۲ دوبارہ لودھی کو جواب دینا

گفت خرمعکوس میگوئی بدان
کہ نے کہا: مجھے تو نے اٹلی کہہ رہا ہے
از قناعت ہیج کس بے جا نشد
تق قناعت سے کوئی شخص نہیں مرے
ناں زخوکان و سنگان بود دین
مذق سوروں اور گڑوں سے (بھوکا) ہوا نہیں ہے
آہنما کہ عاشقی بر رزق زار
جس طرح تو رزق کا عاشق زار ہے
گر تو نشستانی بیاید بر دورت
اگر تو نہ دوڑے گا تیرے دیر آئے گا

شور و شر از طمع آید یوئے جاں
جان کی جانب شور و شر لای سے آتا ہے
از خیر بھی پیچس سلطاں نشد
لای کرنے سے کوئی شخص بادشاہ نہیں بنے
کسب مردم نیست این لای مرغ
بارش اور اثر ان لوگوں کی کائی نہیں ہے
ہست عاشق رزق ہم بر رزق خوا
رزق بھی، رزق کھانے والے کا عاشق ہے
و تو بشتابی دہد در دست
اگر تو دوڑے گا دیر سے نہیں دیر کرے گا

تو تقریر معنی توکل حکایت آن ابد کہ توکل امتحان میکرد
توکل کے معنی کی تقریر اداس زاد کا نتیجہ جو توکل کا امتحان کرتا تھا اور
وازا اسباب منقطع شد و از شہر بیرون آمد و از شوارع و
اسباب سے جدا ہو گیا تھا اور شہر سے باہر نکلی تھا اور راستوں پر
رہگذر خلق دور شد و پس بن کو ہے مجبور و رغایت گریگی
لوگوں کی رہ گزشتہ دور ہو گیا تھا اور بے آواز چلائی کہ جس کے بچے انتہائی ہلکے کو
سر بر سنگ نہاد و با خود گفت توکل کرم بر سب سازی
مطلب میں ایک چہرہ سرکہ ہوئے تھا اور اپنے آپ سے کہتا تھا کہ (اے خدا) میں نے
رزاقی تو تو از اسباب منقطع شدم تا بنیم بیست توکل را
تیری سب سازی اور رزاقی پر توکل کیا ہے اور اس لیے مسدود ہو گیا ہوں تاکہ میں توکل کے سبب بنانے کو
دیکھوں

اے خود و انسان کو
اپنے تجربہ پر رہنا چاہیے نہ
محبت میں جتنا ہو جائے گا
جسکہ توکل کا مرتبہ حاصل ہے
ہے تو انسان کو رزق کی
کامیابی کرنی چاہیے۔ محنت
گدھے نے لودھی سے کہا تو
انہی بات کرتے ہے توکل سے
نہیں بلکہ لوی سے مدد
و شر میں جتا ہوتا ہے۔
اے آرزو قناعت۔ قناعت
معر نہیں ہے اور جس میں
نہیں ہے۔ قناعت۔ منقطع
اور گڑوں کو بغیر کھانے کے
بارش اور انسان کو کھانے
کے بغیر ہوتا ہے۔ انتہائی
جس طرح انسان رزق پر
عاشق ہے تو رزق ہی میں
پر عاشق ہے انسان جس کے
تو خود خود مدد سے رہا جاتا
ہے۔
اے دگر۔ ایک گدھے
توکل کے سبب منقطع ہوئے
آنا یا تو شہر سے بہت
ایک پہاڑ کے قعر میں
خوار و غبار کی طرح ہے۔
راستہ۔ ہجر۔ یکو تنہا۔

آل نیلے زاہد شنیدار مصطفیٰ

ایک زاہد نے مصطفیٰؐ کی جانب سے منہ

گرنخواہی ورنخواہی رزق تو

خود تو چاہے، یا نہ چاہے، تیسرا رزق

از رزلے امتحاں آں مرد رفت

استحسان کے لئے وہ شخص روانہ ہوا

کہ بنیم رزق مے آید مکن

کو میں دیکھتا ہوں رزق میرے پاس آتا ہوا

کاروانے راہ گم کرد و کشید

ایک قافلہ نے راستہ گم کر دیا اور آگیا

گفتاں میں ہر دایں طرف چو نہ

ہو لا یہ شخص اس طرف اکیلا کیوں ہے؟

لے عجب مرده است یا زندہ کاؤ

قیمت ہے، یہ مرہ ہے یا زندہ کو وہ

آمدند و دست بروے میزدند

وہ آئے اور ہاتھ اس پر دھرا

ہم خنبد و خنبدانید سر

ہم بھی نہیں اورد نہ سسر ہلایا

پس بگفتند ایں ضعیف کے مراد

پھر انھوں نے کہا، یہ بے مراد کمزور

ناں بیاد و دند و دردی کے طعام

وہ دردی اور دیکھی میں کھاتا لائے

پس بقاصد مردندان سخت کرد

تو اس شخص نے جان بوجھ کر دانت بند کر دیئے

رحم شاں آمد کرایں بس بنیواست

آن کو رحم آیا کہ بہت بے سرو سامان ہے

کہ یقین آید بجاں رزق از خدا

کہ جان کو رزق یقیناً پہنچتا ہے

پیش تو آید دواں از عشق تو

تیرے عشق میں ڈوڑتا ہوا تیرے سامنے آتا ہوا

در بیاباں نزد کوہے خفت تفت

جنگل میں پہاڑ کے پاس جلد جا سوتا ہوا

تا قوی گردد مرا در رزق ظن

تا کہ رزق کے بارے میں یہ خیال مضبوط ہو جائے

سوے کوہ آں متحن را خفتہ دید

پہاڑ کی جانب اس آزمائش کو کر لے کہ سوتا دیکھا

در بیاباں از رہ و از شہر دور

جنگل میں، راست اور شہر سے دور

می نترسد بیج از گرگ و عدو

بیمیر نہیں اور دشمن سے بالکل نہیں ڈرتا ہے

قاصد اچیزے نلفت آں حنبد

اس نیک نعت نے جان کو کچھ نہ کہا

وا نکرد از امتحاں بیج او بصر

آزمائے کیلئے اس نے بالکل آنکھ نہ کھولی

از مجاعت سکتہ اندر او فتاد

بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے

تا بریزندش بحلقوم و بکام

تا کہ اس کے حلق اور ناک سے اس کا دلیر

تا ببیند صدق آں میعاد مرد

تا کہ وہ شخص وعدہ کی بجائی دیکھ لے

وز مجاعت ہالک مرگ و فتا

اور بھوک سے مرگ اور فنا میں تباہ ہے

لے کہ اس نے آنحضرتؐ کی یہ بات سنی تھی کہ رزق لا محالہ پہنچتا ہے رزق جو انسان کا عاشق ہے، آواز برائے آزمائش کے لئے یہ زاہد جنگل میں ایک پہاڑ کے پاس جا بیٹا۔

لے متحن یعنی وہ زاہد جو توکل کی آزمائش کر رہا تھا، غور نہ کیا۔

لے آمدند وہ قافلہ دارے اس کے پاس آئے اور اس کو بلا یا کیوں اس نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار کر لی، آزمائش یعنی فاقہ کشی کی وجہ سے یہ بھوک ہو گیا ہے۔ قاصد قصداً۔

کارِ آرد و رند و قوم اشتافتند

و بختی لائے اور لوگ دُر پڑے

رخِ نند اندر دہانش شوربا

نہیں نے شوربا اُس کے شمع میں دالا

گفتے دل گرچہ خود تن میزنی

اُس نے کہا ہے دل اگرچہ تو خاموش ہے

گفت دل دائم بقاصد می نغم

دستِ بہ میں جاتا ہوں و لفظِ اگر بہا ہوں

استحاضا زیں بیشہ تنو چوں بو

اُس سے زیادہ کیا کڑا لاشِ بومی ؟

تابانی دز تو گلِ نگذاری

تاکہ نہ سمجھے اور توکل سے دگر دگر ہے

بعد ازاں بکشا دال مسکین بہن

اُس کے بعد اُس مسکین نے شمع کھول دیا

ہر چہ گفت سالِ سول پاکِ تب

جو کچھ اُس پاکِ دل رسول نے فرمایا

بستہ دند انہا بش را بشکافتند

انہوں نے اُس کے بند دانتوں کو کھولا

می فشر دند اندر دنان پاربا

اُس کے اندر انہوں نے دنی کے ٹکڑے کئے تھے

رازِ میدانی دنانے می کنی

تو رازِ جان کیا ہے اور رازِ کرہا ہے

رازِ حق اللہ ست بر جان و نغم

میر کی جان اور جسم کا رزق دینے والا اللہ ہے

رزق سوئے صابران خوش می رُو

صابرانی جی ب رزق بھی طمع آتا ہے

حرص آور دن چہ باشد از خری

حرص کرنا کیا ہوتا ہے و گدے میں سے ہے

گفت کرم امتحانِ رزق من

کہا میں نے رزق کا امتحان کر لیا

ہست حق نیست وے تیجِ رب

برحق ہے اور اُس میں کوئی شبہ نہیں جو

باجواب گفتنِ روباہ خمر را و تحریضِ گردنِ او خراب کب

و مری کا چہرہ گدے کو جواب دینا اور اُس کو کالی کی رغبت دلانا

دستہا در کسبِ زن جہدِ اقل

غریبہ کو کوشش سے کالی کسے ہاتھ چلا

کسے کن یاری یارے بکن

کنا، کسی دوست کی مدد کر

یاری یارانِ دیگر می کنند

دوسرے دوستوں کی مدد کرتا ہے

ہم در و گر ہم ستفا ہم حایکے

ہم دوسری ہیں، ہم ستفا ہیں، ہم نے دلا دیا

گفت روبایں حکایتِ اہل

نہا میں نے کہا اہلِ گفت کو چھو

دستِ وادستِ خدا کا کسے کن

خدا نے ہاتھ دیے ہیں، کچھ کام کر

بہرے در کسے پامی نہد

جو شخص کالی میں قدم دھاتا ہے

نارِ عجم کسبِ نایدازی کے

اسے کس سے بیٹے ایک شخص سے نہیں ہوتے

لے کار و رند چمکا دینے لگے

بھینس لے لے انہوں نے

بغیر کے درویش اس کا شمع

کھولا اور خوبے میں دانی

کے کھوئے بلوکر اس کو کھوئے

گفت، اُس راندے نے

دل سے کیا کہ تو راز کو جانتا

ہے اور یہ آنا پیشِ بطورِ ناز

کے کر رہا ہے، گفت دل

دل نے جواب دیا کہ ہاں بے

ہیں کاظم کے کہ جانِ تویم کا

رازِ حق ہی ہے، استحقاق

مردانہ لڑنے میں اس سے بہتر

استحقاق اور کیا ہو جس سے

مسلم ہو گیا کہ صابران کے

یاس رزقِ غریب کرنا ہے

تاجدار، یقیناً توکل اختیار

کرنا چاہیے حرص کرنا گدے

ہیں ہے

لے ہند ان جب قاف

دالے جہاں اس زائد کر کھا

کھلا کچے قوسِ زاہد نے شمع

کھولا اور کہا میں نے رزق

کے مساویں آنحضرت کے

فران کرنا زیادہ باطل ہے

ہے تجھ میں، براگشت کرنا

جہدِ اقل، نادار کی کوشش

دست، خدا نے تجھے ہاتھ

دے دیئے ہیں کہ ہاتھوں سے

کام کروا دیا میں نے کارِ کار

دوسروں کی بھی مدد کر

تجھے، معاشرے میں

ہر شخص دوسرے کی کالی کا

محتاج ہے ہر چیز پر غصہ نہ

کر سکتا، ریشہ در لگا کر دوسرے

کی مدد کرتے، درویش

پنے بیٹے سے اُن لوگوں کی دُ

کرنا ہے جس سے کام نہیں

چوٹ با نوازیت عالم برقرار

دنیا سحرکت سے قائم ہے
طلبخواری درمیان شریعت

ہر کے کارے گزیند زانفتار

مزدت کی وجہ سے ہر شخص ایک پیشہ کرتا ہے
راہ سنت کار و کسب گزینت
نشت کاراست کام اور کمانی کرنا ہے

جواب گفتن خر و باہ را کہ توکل بہترین کسبتا کہہ کے محتاج ست
گدے کا دوسری کو جواب دینا کہ توکل بہترین کمانی ہے کیونکہ ہر شخص توکل کا محتاج ہے
بتوکل کہ لے خدایں کار مرا راست و دوماقتضی توکل ست و
کہے خدا میرے اس کام کو سبب کار کہہ اور دعا توکل پر مشتمل ہے اور
توکل کہے ست کہ بیچ کہے دیگر محتاج نیست
توکل وہ کمانی ہے جس کی دوسری کمانی کی محتاج نہیں ہے

می ندائم در دوعالم مکبے

دو دلوں جہان میں کوئی کمانی بہتر نہیں جانتا ہے

تا کشد شکر خدا رزق مزید

مٹی کا لٹکا شکر مزید رزق کو کھینچتا ہے

زانکہ در کسبت ست برفضا

کیونکہ ہر کمانی میں تو خدا کی جانب ہاتھ ملاتے ہیں

ویں دماہست از توکل در سیرار

دراصل یہ دوما توکل ہی ہے، سمجھ لے

فارغی از نقص رتبع و از خراج

تو پورا وار اور آمدنی کے غمناک سے فارغ ہے

ماندہ شتند از سوال از جواب

وہ سوالی اور جواب سے تھک نہ

گفت من یہ از توکل بر رے

اُس نے کہا میں خدا پر توکل سے بہتر

کسبت کش را نمی دانم ندید

اسا غریبہ دیکھنے کی کمانی میں کوئی نظر نہیں جاتا

خود توکل بہترین کسبتا

خود توکل بہترین کمانیوں میں سے ہے

کائے خدا کار مرا تو راست آر

کہے خدا! تو میرے کام کو درست کر دے

در توکل بیچ نبود احتیاج

توکل میں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی ہے

بحث شاں بسا خداند ز خطا

بحث حقیقت میں ان کی بہت بحث ہوتی

جواب گفتن خر و باہ خر را

وہی کا گدے کو جواب دینا

بعد از ان گفتش کہ اندر مہلکہ

انکے بعد اس نے اُس سے کہا کہ ہلاکت میں ڈالنے کے

لے برت۔ دنیا کا ساخو باہی
ادعا سے قائم ہے جملہ آری
پیشہ شکر پروری۔ راہ۔
سنت طریقہ ہی ہے کہ
انسانوں کو کسب کرنا چاہیے
جواب گفتن گدے نے کہ
توکل میں ایک پیشہ ہے اور
ایسا پیشہ ہے کہ دوسرے پیشے
اس کے محتاج ہیں اس لئے
کہ ہر پیشہ دراپے اسلئے
کر کے دھاک لے لے لے لے لے
ہے اور یہ دعا توکل پر مشتمل
ہے اور توکل خود ایسی چیز ہے
کہ اس میں کسی دوسری چیز
کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۰۰ گفتہ پیشہ۔ نتیجہ
نظر مثال۔ تا کشد شکر تو ان میں
فرمایا کہ ہے۔ اگر شکر کرے
توکل اور زیادہ دیکھے۔ خود توکل
توکل میں کمانی کا ایک طریقہ
اور اس طریقہ کے دوسرے
طریقوں میں اس کی ضرورت
پڑتی ہے اور اس میں کسی
دوسرے پیشہ کی ضرورت نہیں
انسان جو بھی طریقہ اختیار کرتا
ہے اس میں دعا کرتا ہے اور
خدا پر کھرسکا اظہار کرتا ہے۔
۱۰۱ ریت۔ پیداوار۔ خراج۔
آؤں۔ جسکا کان۔ دوسری نے
کہا ہاتھ پاؤں توڑ کر مٹا دینے
آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے
اور اے آپ کو ہلاکت میں
ڈالنے کی مہلت ہے۔

صبر در صحرے خشک سنگلخ
خشک اور بھریے جنگل میں مہر کرنا
نقل کن زیں جالبہ سوائے مرغزار
اس جگہ سے سبز ناز میں منتقل ہو جا
مرغزار سبز مانند چناں
جنھنوں کی طرح کا سبز ناز
خرم آں حیوان کہ او انجاردود
وہ جانور خوش نصیب ہے جو وہاں چلا جائے
ہر طرف درے یکے چشمہ دہاں
اس میں ہر جانب ایک چشمہ جاری ہے
از غری او را نمیکفت آفتاب
نہ گدھے ہیں سے اسکو نہیں کہتا آفتاب کہ لے ملوں !
کوشا طفر بہی و سرتو
تیری شان و شوکت اور شاپے کی خوشی کہاں ہے ؟
شرح روضہ گردوغ و زوئیت
اگر باغیچہ کی تفصیل جھوٹ اور فریب نہیں ہے
ایں گد چشمی وایں نادیدگی
یہ بھکاری ہیں اور نندہ ہیں
چوں زچشمہ آمدی چونی تو خشک
جیسے کہ تو چشمہ برے آئے ہے تو خشک کیوں ہو ؟
گرتومی آئی ز گلزار چناں
اگر تو جنھنوں کے باغیچے سے آ رہی ہے
زایچہ میگونی و شمرش میگنی
تو جو بچہ کہہ رہی ہے اور کھلی تفصیل کر رہی ہے

اتحقی باشد جہاں حق فراخ
حاصل ہے ۱۰ اظہر کی دنیا وسیع ہے
می چرا آنجا سبزہ گرد و جوبار
وہاں چھپے کے کنارے پر سبزہ پھر
سبزہ رستہ اندرا آنجا تاماں
وہاں کہہ سبزہ آگاہ ہوا ہے
اشتر اندر سبزہ ناپید اتشود
اُس سبزہ میں اونٹ چھپ جاتا ہے
اندر و حیوان مروتہ در اماں
وہاں میدان اسی میں خوش عیسیٰ ہے
چوں از آنجائی چرازاری چنیں
جسک تو اُس جگہ کی ہے، ایسی کھڑکیوں ہے ؟
چیت ایں لاغر تن مضطرب تو
تیرا پریشان اور کھردر جسم کیوں ہے ؟
پس چرا چشمت آراں مخموریت
تو تیری آنکھیں اُس سے رست کیوں نہیں ہیں ؟
از گدائی تست نز بگلرنگی
بھکاری ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ سرداری سے
گرتو ناف آہونی کوئوئے مشک
اگر تو برن کا ناف ہے تو خشک کی خوشبو کہاں ہے ؟
دستہ گل کو برائے ارمغان
تحفہ کے لئے غلہ دست کہاں ہے ؟
چوں نشانے در تو نامدائے سنی
لے سنی ! تجھ میں اُس کی کوئی نشانہ نہیں ہے ؟

مثل اورین اشتر در بیان آنکہ در مخبر دولتی فرواثر آں جو
اونٹ کی مثال لانا، اس بار سے میں کہ اقبال سنی کی بات کرنا لے میں اسکی شان و شوکت

سلطہ جوتا رچھڑ کر رہا ہے۔
وہاں یہ سبزہ ناز ہے جیسا
جنت میں ہوگا کہ کہہ سبزہ
آگاہ ہوا ہے، اشتر، اتنا اچھا
سبزہ ہے جس میں اونٹ کا
ہونا ہے، مگر نہ خوشی
از غری، گدھا ہر جگہ گدھا
تھانہ ناز ہے اس سے
یہ نہ ہوا کہ کوئی سے کہتا
کہ اگر تیرا بیان میرے ہے تو
کہیں بھال ہے۔
گدھے کو گدھا کوڑی سے
کہتا کہ اگر وہ جگہ ان کوڑی
کہے جو تو بیان کر رہی ہو
تو اُس جگہ کے اچھے آثار
تجھ پر کیوں نہیں ہیں اور
تو کیوں لاغر و کھردرا ہے۔
پس چرا آں جگہ کی خوشبو
سے تیری نگاہیں رست
ہونی چاہئیں، اتنی تیرا
نہ وہ میں تو گدائی کی وجہ
سے سرداری کی وجہ
سے نہیں ہے، بھگتی۔
ایزادہ مرانی۔
گدھے کو گدھا کوڑی سے
کہتا کہ اگر تو جنت کے باغیچہ
سے آ رہی ہے تو تیرے ہاتھ
میں کھدکے لئے غلہ ہونا
چاہیئے تھا، آج کل تو
ہاتھ تھامیں اُن سے تیرے
اتر نشانہ کیوں نہیں ہے
نقص، اس شان کا خلاصہ
ہے کہ کیا اوقات انسان
کی حالت اُس کے قول کی
تواریک رہتی ہے۔

زینبی جائے منتہم و آشتن باش کہ او مقلد ست در اں

اور ایش آفرودہ دیکھے توبت لگانے کا موقع ہوگا کہ وہ اس بارے میں عقیدے

لے گفت ایک شخص نے

اونٹ سے دریافت کیا کہ آپ

کہاں سے آ رہے ہیں میں نے

کہا تیرے حق کے تمام میں سے

فصل کہے کہ آسمان میں

اونٹ کی رائیں پس جوتی نہیں

وہ طغیانی وہ بان تہا ہی رائیں

تہا ہی بات کی تصدیق کر رہی

ہیں اور جس حضرت موسیٰ کی

واضح کے آڑے کو دیکھ کر فرشتے

کی جرات ہوئی اُس نے خود

انکے خدا کی دعوت کی تڑپ

کر رہی جلوس یعنی تحریک شاہی

پر جس کی وقت

۱۵ نقش تو جب کسان

دیکھی تھو تو کی حرف اُن

سے تو اُس نے انخوی امتوں

کی لذت نہیں بھی ہے اب

اگر وہ اس صامت سے کہاں کا

تہی ہو تو خود اُس کو مل جس

کی گزیر یہ کر دیکھ اور اُس کو

دھڑی زوئی دھڑی ہوگا کہ

آخرت کے دورے دیوار کی مٹا

ہیں ہے کسان دنیا سے ہزار

ہو جاتا ہے مرقع جو پہنکنا

پانی کا پتھر کو شے لیتا نہیں

لے بیٹھا پانی نہیں دیکھا ہے

۱۶ بیکہ وہاں کا ایمان

مضیٰ تقلیدی سے اسکا ہوا

پر جس نہیں ہے اپنی نظر

تقلیدی ایمان والا بہت جلد

شیطان کے سکہ کے پڑ جاتا

ہے چوں - جینہ تحقیق دیاں

کے بد شکوک و شبہات و افس

ہو جاتے ہیں

آں کیے میگفت اشترا کہ ہے

ایک نے اونٹ سے کہا کہ ہاں

گفت از حمام گرم کوئے تو

اُس نے کہا، تیری جگہ کے گرم حمام میں سے

مار موسیٰ دید فرعون عنود

فرشتہ ذوالن نے حضرت موسیٰ کا سانپ دیکھا

زیر کاں گفتند بایستے کہیں

عقل مند نے کہا، چاہیے تھا کہ یہ

معجزہ گرا نژدہا گر مار بُد

نہیں ہوا اڑدھا یا سانپ تھا

رب اعلیٰ گرویت اندر جلوس

اگر وہ خدمت پر بلند خدا ہے

نفس تو تاملت قلقت نبید

تیرا نفس جب تک چینیے اور ضراب کا ستا

کہ علامات ست راں دیدار تو

کیونکہ اُس نور کے دیدار کی علامتیں ہیں

مرغ چوں بر آب شوے می تند

پر نہ جب کھاری پانی کا پتھر مٹے

بلکہ تقلید ست آل ایمان او

بلکہ اس کے وہ ایمان نقل ہے

پس خطر باشد مقلد را عظیم

لہذا مقلد کے لئے بڑا خطر ہے

چوں بہیند نور حق امین شود

جب وہ اللہ تعالیٰ کا نور دیکھتا ہے مہلک

ہو جاتا ہے

از کجائی آئی اے اقبال پے

اے مبارک قدم! تو کہاں سے آ رہا ہے؟

گفت خود پیداست از زانوئے تو

خدا نے کہا، کہ تیری ران سے خود ہر ہے

فہلتے میخواست نرمی می نمود

نبہت چاہیے گا اور نرمی برستا تھا

شند تر کشتی چو بہت اور پٹیں

زیادہ پر ہم ہو جاتا اگر نہ جب کا خدا ہے

نخوت و شرم خدا کش چش

اُس کا خدا کی غصہ اور تکبر کہاں گیا؟

بہر یک کمرے چرتا میں چاہیو

تو ایک کمرے کی وجہ سے یہ خوشامد نہیں ہوا

دائمر روح خوشہ غیبی ندید

سمجھ لے کہ تیری روح نے نہیں خوش نہیں کیا جو

التجانی مشک عن دار الغرور

دھوکے کے جہان سے تیرا بھاؤ

آب شیریں را ندید ست او مدد

اُس نے مجھے پانی کی مدد میں دیکھی ہے

رُویے ایماں را ندیدہ جان او

اُس کی جان نے ایمان کا چہرہ نہیں دیکھا ہے

از رہ در زہن ز شیطاں زحیم

راست اور ڈاکر کا مومن شیطان کی جانتا ہے

ز اضطر ابات شک او ساکن شود

وہ شک کی برضا نہیں سے سکون پاتا ہے

کامیابی اور آمد بود در اضطراب
جو اس کی اصل سے کہ وہ اضطراب میں مبتلا ہے
در غریبی چارہ نبود در اضطراب
جسے وطن میں اضطراب سے بھٹکا رہ نہیں ہے
دیورا بروے دگر دتے نمائد
شیطان کا پھر اس پرست پرست رہا
سرسری گفت و مقصد وار گفت
سرسری طور پر کہے اور مقصد کہے
روح درید و جامہ او عاشق نبود
منہ توچا اور پرکے پھاڑے، عاشق نہ تھا
زاکہ در لب بود اس نے در کلب
کیونکہ وہ ہوں پہلے ہوں میں نہیں ہے
بود او جزا پئے آسیب نے
اس میں عوض و مستانے کے ہوا نہیں ہے
نشدن صف بلکہ گرد کارزار
صف شکن نہیں ہے، کلمہ کا گڑھا مانا ہے
تبع گرفتہ ہی لہزہ کفش
اس نے تلوار پھلڑا لی، اس کا ہاتھ لڑکا
نفس رشتش نرو آمادہ بود
اس کا رشتہ نفس نر اور آمادہ ہو
جز موی خراں نہایت نقل و
فرے کے ہوا اس کی منتقلی نہ ہو گی
آفت او ہم جو آں خراز خزلت
ہلکے معیت میں اس کے کہے کمرے گئے جسے

ہے۔ لاتجرم۔ زنا، عقل، لامحالہ، رائے انفس سے مغلوب ہو جائے گی۔ حملہ مادہ۔ عورت کے حمل کا انجام دہی مرتابے جو گھر سے کے حملوں کا تھا کہ آخر میں فوجی نے اس کو کھینچا۔

لے کر اپنے باپ کی عمر پر
 خنکشی کی تیریں موتی میں چسپ
 شہر و دیہات، دیکھ کر بھی کچھ
 اسلوب و ادب، رہتا ہے جب
 دوسرے سے لگ بھگ جانی
 جوان کی ہل سے توساں
 جاتی ہے، چنگر کو۔ جب
 شاہوہ حاصل ہو جاتا ہے اور
 وہ اپنے دوستوں کو
 پھر اس شیطانی گروہ میں
 پاتا ہے۔ شیخو گروہ کے
 گروہ سے متعلق رہی
 تقریر پر کچھ لیکن اسکی ساری
 باتیں تقصیری نہیں لہذا وہی
 کے جوئے میں اٹھا۔
 لے کر گروہ کی باتیں
 ایسی ہیں کہ جو کسی کو غلط
 دینی کی سرطینیں کر کے اپنے گروہ
 پر مامور ماسٹک کو ٹھیک
 بنائے۔ حقیقتاً ماسٹک نہ ہو
 اگر ماسٹک ماسٹک نہیں
 کرتے تھے لیکن وہ حقیقت
 پر مبنی نہ تھے بلکہ وہ
 تھے۔ برقی۔ ماسٹک نہیں
 کی خبر کو یہ دیکھ رہے تھے لیکن
 ان میں ایمان نہ ہو جاتا تھا
 خود ماسٹکوں کو نقصان
 پہنچانے کے اختیار کر
 لیتے تھے۔
 لے کر ماسٹک۔ لومڑی اور
 گروہ کے لوگوں میں گروہ
 کے سے ہے۔ یہی ہے جو ماسٹک
 میدان جنگ میں خود کو
 تیار کرتے۔ حرمت، انہیں
 انکار کر کے لیتے ہے لیکن
 اس کے دل نہ لڑتا ہے۔ ماسٹک
 جس شخص کی عقل، وہ جو بعد
 نفس نہ رکھیں کی تہی کی باطن

لے وصف حیوانی۔ نامِ جبرائیل
رنگے ہو کا قواسم کر رہے ہیں
یہیں ان میں عقل کا ادھر نہیں
ہے کہ حقیقت تک پہنچ سکے
عورت میں ظاہر ہے یہ جو مادی
ہے عقل سے کام نہ کر سکتی
کچھ نہیں پہنچتی ہے عقل۔
آرامش ان میں نہ عقل ہوتی ہے
تو وہ نفس پر غلبہ حاصل کریتی
ہے۔

لے رنگ بڑی۔ اُس گدھے
نے رنگے ہو کر کچھ عقل سے
کام نہ دیا تو جسے وہ اڑھائی
راحت و آرام کا محتاج تھا جس
کے اسباب وہاں مینا دتے
یہ افسانہ تھا جو اس کا کوئی کیا
پاش کا منظر ہی تھے اداوار
موجود نہ ہو۔ جو سچا، بھلا، ایک
جبار ہے جس میں انسان
کھا تا رہا ہے لیکن اُس کا
بہت نہیں بھڑکا۔ اچھے مشہور
ہے افسانہ چلتا چلتا لفظ
میر کا، اُن کی کہنی ہے عقیدہ
عقیدہ کے وہ نہیں کٹائے
ہوتے ہیں شک کے عقیدہ کے
وہ ان کا جس حال ہوتا ہے یا
کریستنی پر شک سے دیا جائے
تو تنہا کہ مشاہدہ کیلئے سالوں
کا ہرے کی ضرورت ہے۔

کرتا ہے۔ رنگے حاصل کرنے کے
لئے روحانی خاک کی ضرورت
ہے۔ جو عقل میں وہ قسم کی
روحانی توانیاں کھائے کہ بعد
مشاہدہ کا مزہ حاصل ہو۔
عقہ۔ رسولوں کی روزی اور
ہکت جب ماس ہوتی ہے
جس کا انسان کا ہر دن کھانچا
موت گادی جتنے جوئی مددہ ہوتا

وصف حیوانی بود بر زن فزوں

عورت پر حیوانی وصف غالب ہوتا ہے

لے خنک آنکس کہ عقلش نہر بود

وہ شخص قابلِ نیا رکب دے جس کی عقل نہر ہو

عقل جزویش نہر و غالب بود

اُس کی جزوی عقل نہر اور غالب

رنگ بڑی سبزہ زار آن خرقیند

اُس گدھے نے سبزہ زار کے رنگے ہو کر کچھ

تشہ محتاج مظر شد و ابر نے

پیشا پاش کا محتاج ہو گیا اداوار نہیں ہے

اِسپر آہن بود و صبر لے پدرا

لے باوا! صبر ہے کی ڈھال ہوتی ہے

صدر دِل آرد مقلد دریاں

مقلد تنو و سیلین بیان کرتا ہے

مشک آلودست آنا مشکیت

مشک آلودہ ہے، لیکن مشک نہیں ہے

تالک شکے مشک گرد لے مرید

اے مرید! تالک سیکن مشک بنے

کہ نباید خورد و جو بیخو خسراں

گدھوں کی طرح جو نہ کھائے چاہئیں

جزو نفل یا سمن یا گل مجر

رنگ یا پانیل یا گلاب کے سوا نہ پھر

معدہ را خو کن بدلایان و گل

اُس ریحان اور گلاب کا معدہ کو مادی بنائے

خوی معدہ زیر کہ و جو باز کن

اِس گھاس ادا جو سے معدے کی عادت پھر

زانکہ سویی رنگ بود ادر زکوں

کیونکہ اس کا سیلان رنگ اور کی طرف ہوتا

نفس زشتش مادہ و مضطر بود

اُس کا نفس مادہ اور بے چین ہو

نفس انشی را خرد سالب بود

ادہ نفس کو عقل سلب کر دیا ہوتی ہے

جملہ تحتہا رطبع ادر مید

اُس کی طبیعت میں سے مادی دلیلیں مائیں

نفس را جوغ البقر بد صبر لے

نفس کو انتہائی بھوک تھی، صبر دھما

حق نوشته بر سپر جان الظفر

اخذہ حقانی، لے ڈھال پر کھ دیا ہے فتح ہوتی

از قیاسے گوید آن را زریعان

وہ قیاس سے بتاتا ہے، نہ کرکٹ مادہ سے

بوی مشکش و جزویشکیت

اُس میں مشک کی بو ہے لیکن مشکیت کے سوا کچھ نہیں

سالہا باید دران روضہ جرید

سالوں اس باغچہ میں چرنا چاہیے

آہوانہ در حق چسرا غولان

ہنزوں کی طرح حق میں مچا باہر پھر

رؤ بصحرائے منتن با آن نفر

اُنی دگر کے ساتھ منتن کے جنگل میں جلا جا

تابایان حکمت و قوتِ مُسل

تا کہ تو رسولوں کی روزی اور حکمت مان کرے

خوردن ریحان و گل آغاز کن

ریحان اور گلاب، کھانا مشہور دیا کرے

نہ توں سہارا۔ کیا ہے سہارا کی توفیق حاصل کرنا۔

معدہ تن سوئی کہداں میکشد
 جسم کا معدہ، چرکی طرف لے جاتا ہے
 ہر کہ کاہ و خو خوردش باں شود
 ہر گھاس اور جو کھاتا ہے ذبح ہو جاتا جو
 نیم تو مشک ست نمی بوشک میں
 غبردار اجڑا آٹھا مشک اور آٹھا مٹتی ہے
 آں مقلد صد دلیل و صد بیان
 وہ عقیدت تو وسیلے اور نظر بے بیان
 جان او خالی ازاں گفتار او
 اُس کی جان اُس کی گفتار سے خالی ہے
 چونکہ گویندہ ندارد جان و فر
 چونکہ کہنے والا جان اور شان و شوکت نہیں رکھتا جو
 میکند گستاخ مردم را براہ
 دعا مانوں کو راستہ دیتے ہیں دلیر بنا ہے
 پس حدیثیں گرج پس بافرمود
 اُس کی بات اگرچہ بہت شان و شوکت والی ہو

معدہ دل سوئی ریاں میکشد
 دل کا معدہ ریاں کی طرف کھینچتا ہے
 ہر کہ نور حق خورد و تر آں شود
 جو اللہ کا نور کھاتا ہے، قرآن ہی پاتا ہے
 ہیں میفر ایشک افزا مشک چین
 غبردار ایشکی نہ بڑھا چین کا مشک نہ بڑھا
 در زبان آرد ندارد ریتج جاں
 زبان پر لاتا ہے، کوئی جاں نہیں رکھتا ہے
 کلا آتش بے مغز زان اسرار او
 اُس کے اسرار سے اُس کا دماغ بے مغز ہے
 گفت اورا کے بود برگ و مثر
 اُسی گفتگو میں پہل اور بچے کب ہو گئے
 او بجاں لرزاں ترست از برگاہ
 وہ گھاس کے بچے سے زیادہ جان سے لرزتا ہے
 در حدیثیں لرزہ ہم مضمر بود
 لیکن اُس کی بات میں یکساں مضمر و مفہوم ہو گئی

لے جاتا ہے جہاں سے
 جہاں خدا کی طرف جنت
 کرتے کہ روحانی معدہ
 کی غذا پاتا ہے جو کہ جو
 جہاں خدا کی عبادی ہو
 ہے وہ پاک ہو جاتا ہے
 نورانی خدائے انسان کو
 کی طرح متبرک ہو جاتا ہے
 نیز قرآن میں درود تو
 میں جہاں میں درود کو
 آں عقیدہ، وہ شخص جو نہایت
 باتیں بیان کرتا ہے اُس کی
 مہربانی تقریر ہوتی ہے
 اُس میں کوئی جان نہیں ہوتی
 ہے داس کے دماغ میں
 کے اسرار ہوتے ہیں۔
 لے جاتا ہے جب کہنے دے
 میں کوئی جان نہ ہو تو اُس کی
 بات بے تجربہ ہوتی ہے۔
 حق کو۔ دوسروں کو وہ
 بسا اور پاتا ہے جس میں خود را
 ہے۔ پس اس عقیدہ تقریر
 اگرچہ پر شوکت ہوتی ہے،
 لیکن اُس میں خوف بھی پختہ
 ہوتا ہے۔ ترک۔ شیخ
 اور ناقص انسان کی رہائی
 میں بلا فرق ہے شیخ نورانی
 صاحب درویش میں رہتا ہوا
 ہے اور اُس کی بات پر تاثیر
 ہوتی ہے۔
 لے جہنگل انسان کو خود
 صاحب کو پہنچا دیتے ہیں
 میں تاثیر ہوا اور نور اُس کی بات
 کے لئے بہت واجب دلی کے
 ہو جاتا ہے کہ اُس کی بات پر
 اور اُس کی طرف جتنا کہ کام ہوتا
 ہے۔ تجربہ۔ باتیں نورانی
 طرف بہت ہو جاتا ہے جہز

فرق میان دعوت شیخ کامل و اصل و میان سخن
 لاں شیخ و اصل و سخن کی دعوت کہ ان ناقصوں کی بات کے درمیان فرق جو فضل
 ناقصان فاضل کہ فضل تحصیل بر خود بستہ اند
 کے آدمی ہیں اور جنہوں نے دوسروں سے فضل لیکر لئے آپ کے واجب کرنا ہے

شیخ نورانی زرہ اگر کند
 نورانی شیخ راہ حق سے آگاہ کرتا ہے
 جہد کن تاست نورانی شوی
 جو کوشش کرتا کہ راستہ اور صاحب نور بنائے
 ہر چہ در دوشاب جو شیدہ شود
 جو چیز اگر کہ خبر سے جو پیش دہی جائے
 با سخن ہم نور را ہمہ کند
 بات کے ساتھ نور ہمراہ کرتا ہے
 تا حدیث را شود نورش روی
 تاکہ اس کا نور تفسیری بات کے ساتھ ہو
 در عقیدہ طعم روشاں شود
 عقیدہ میں اُس کا مزہ، اگر کہ شیرے کا ہو جانا

سلطہ ہم آہ زین جب ہو کہ
نوریں مانی بن جاتے تو
پھر کس مہر کی غیر کس
قوم پر ہوتی ہے فرغودہ
کشتہ و تہجدہ - چرخہ اب
نورانی شخص جرات میں کیے
اس میں نور اور پاکیزگی ہوتی
آسمان آسمان اور پاکیزہ
ذاتی پانی ہے پیرانا پانی
وہاں نہیں ہے آسمان کا ہے
نورانی شخص اسکا نور
خیال کی شان پر اسکا پانی
کیسے اور کی مثال
اب کیسے ہے آب و آہ
بارش کا پانی سیکڑوں نامور
کاسب ہے پیرانا پانی
مردہ پڑوسی سے جھڑپے
کاسب بنتا ہے -
تہ آہ گرم - اب گرمی
کو نقد میں وتری نے منکس
کس طرہ کرنا کرنا -
گرمی نے وتری پر چرائی
جس کے لیکن چونکہ نقد تھا
آخر میں خود پسپا ہو گیا نقد
چونکہ گرمی کو نور باطن میں
نہ تھا وتری کو کراس پر
غالب - گیا اور گرمی کی
حرص نے دیوں کے ہوتے
ہوتے شے کو ناب کر دیا -
مکاتیت - اس حکایت سے
یہ بتا دیا ہے کہ متعلقہ نہیں
ایس ہی ہے جیسے ہجر سے
کی اتوار

از جزر و زسیب بہ وز گردگان
کہ جزر و زسیب اور ہی اور اخروٹ
عالم آندہ نور چوں فرغودہ شد
میں - جب نور سے غفلت میں حب
ہر چر کوئی باشد آں ہم نورناک
تو جو کچھ کہے وہ میں نورانی ہوگا
آسمان نشو آبر شو باران ببار
آسمان میں جا - آبر میں جا - بارش برسا
آب اندر ناو داں غاریت
پیرانا میں پانی مانگا ہوا ہے
فکر و اندیش ستش ناو داں
نور اور خیال ، پیرانا جیسا ہے
آب باران باغ صدف آود
بارش کا پانی باغ کو سورتگ کا بنا دیتا ہے
آز گرم سوی آں رو باہ و خر
میں فوری اور گرمی کی طرف ترشتا ہوں

لذتِ دو شاب یابی تو آواں
تو ان میں انگور کے شیشے کا رنگ
پس ز علمتِ نور یا بکر قوم لہ
تو میرے ہم سے سرکش قوم نور میں کر دے
کاسماں ہرگز نہ بارش در غیر پاک
کیونکہ آسمان پاک کے بارہ نہیں برساتا ہے
ناو داں بارش گند نبود کار
پیرانا بارش برساتا ہے - وہ کہ آمد نہیں
آب اندر آبر و دریا فطریت
آبر اور دریا میں اصل پانی ہے
وحی کشوف ست آبر و آسمان
کھلی ہوئی وحی ، آبر اور آسمان ہے
ناو داں ہمسایہ در جنگ آود
پیرانا پڑوسی کو جنگ پر آمادہ کر دیتا ہے
تا پچاس از راہ برد آں خر نکر
دیکھ اس گدھے کو کس طرح رستے سے شکا دیا
ز بوں شدنِ خرد در دستِ رو باہ از حرصِ علف
گھاس کی حرص کی وجہ سے گدھے کا روزی کے ہاتھ میں مطلب ہر مانا

خرد در محلہ برو بہ سخت کرد
گدھے نے وتری پر و تری سخت حملے کیے
ظنظن آدراک و بینائی نداشت
وہ ہم اور بصیرت کا کرد خرد نہ رکھتا تھا
حرص خوردن آینماں کز ثمنِ نیل
کھانے کی حرص نے اس کو ایسا دیس کیا
چوں متقدر بد فریب او بخورد
چونکہ متقدر تھا اس کا فریب کھانے
دمردہ رو بہ بر و سکتہ گماشت
وتری کے کرتے اس پر سخت غاری کر دیا
کز زوش کرد با انصردیل
کہ بائی سر و دیس بنے ہوئے انکو مغلوب کر دیا

حکایتِ اس مختصہ پر رسیدنِ لوطی از دور حالتِ لواطت
ہجر سے کاقت اور لوط کا لواطت کی حالت میں اس سے دریافت کرنا

کہ ایں خنجر از ہر حیثیت گفت از ہر آنکہ ہر کہ با من اندیشد
کہ ہر شخص کس کام کے لئے ہے اُس نے کہا ایں نے کہ جو میرے ساتھ بڑی بات
شکمش بشکافم لوطی بر سر او آمد و شد میکرد و میگفت
سوچے گا میں اس کا بیٹ بھارتوں کا دینی اُس پر جہنم اور آخرت
الحمد للہ کہ من باتو بد نمی اندیشم

اور کہ رہا تھا خدا کا فکر ہے کہیں جو سے بڑے کام کی نیت نہیں رکھتا ہوں

بیت من بیت نیست تعلیمت ہزل من ہزل نیست تعلیمت
میرا شعر کو غری نہیں ہے ایک خط ہے میرا خاق خاق نہیں ہے تعلیم ہے

قوله تعالى إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا لَّكَ بَعْضَ مَا فُوتَكَ
اللہ تعالیٰ کا حق ہے بیشک اس طرح نہیں کرتا اُس باسے میں کہ وہ جو کچھ مثال بیان کرے

لَمْ يَأْتُوهَا فِي تَغْيِيرِ النُّفُوسِ بِالْآنِ نَكَاتٍ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ
اِس میں سے بھی زیادہ (جوئی چیز) جو کچھ کی وجہ سے نفوس میں تغیر پیدا کرتے کیلئے اِس

هَذَا مَثَلًا وَأَنَّهُ جَوَابٌ مِيفَرَايْدَ كَلِمِ اسْ خَوَاتِمِ يَضِلُّ بِهٖ كَثِيرًا
یہ بھی جی ہوتی ہیں (انھوں نے) اِس مثال سے اشارہ کیا ارادہ جو اور یہ کہ جواب فرماتے کہ میں نے چاہا

وَيَهْدِي بِيْهِ كَثِيرًا كَهْفَتْنِهٖ بِجَوْنِ اسْتِ كَلِمِ اسْ رَاوِ مَرْخِ رُو
اِس سے بہت گمراہ ہوں اور بہت ہدایت دیتیں کیونکہ ہر آرائش ایک ترانہ ہے کہ بیت اِس سے

شوند و سیاراں بے مُراد شوند و تَوَاتُلْتُ فِيْهِ قَلِيلًا
شرفرو ہو جاتے ہیں اور بہت سے بے مراد ہو جاتے ہیں اور اگر قرآن میں تمھارا بھی غور

لَوَجَدْتُ فِيْ نَتَائِجِهِ الشَّرَّ يَفْعَلُ كَثِيرًا
کرے قرآن میں بہت سے عمدہ قوائد پائے گا

کوئی دے را لوطیے در خاک بُرد
ایک اُلام کر لیتا ہے کو ایک اُلام کر لیتا ہے کیا

بریا نش خنجرے و بدآن لعین
اِس صون نے ہنس کی کمر پر خنجر دیکھ

گفت آنکہ با من آریکے نش
اُس نے کہا یہ کہ اگر کوئی بدینیت میرے رخ

لے اُنھوں نے۔ اُس دینی نے
طنز اِس بیت پہلویت
شر کے صحن میں اور در بیت
کو غری کے صحن میں ہے میری
میرے مشار میں بہت سے
سمائی میں ہزل من ہزل
مولانا نے ہماں سے خوش
تقلیل کیا ہے اِس کی تخریب
کہتے ہیں

لے اَنَّهُ اللَّهُ قَرَأَ
سماعی کیلئے جب کچھ در

اُس کے یہ کیا شایں ہیں تو
نکارتے معترض کیا کرتے ہیں

میں اِس جہتی جوئی میں قرآن
کیوں دی جاتی ہیں قرآن

نے اُس کے جواب میں کیا
کو تباہ کیلئے اِس عذر کی

مثالیں دینا کوئی بُری بات
نہیں ہے اور ایک کمال نش

بھی ہے کہ اِس قسم کی خلوص
کچھ قرآن کر کے گروں اور

کچھ صحیح مفید ہو کر بہت بات
ہوں

لے کوئی دے۔ غم کرانے
والا اِس سے کہ وہ اُنھوں نے
ہے بیان کر بخوش جنت

ملہ چونکہ جب انسان
میں بہادری نہ ہو تو اس کے
لئے بھڑا اور شرکی ٹوپے کی
جسٹ لونی بیکار ہے۔۔۔۔۔
مولا انصاف، انصاف کی مشہور
تلمو اور حضرت ملا کے پس
حق، شہر خدا، حضرت ملا کا
لقب آئنا شد ہے۔
ملہ کرشمے۔ اگر کوئی بھڑا
سیحہ کی طرح دم کرنا سکے
جس سے مڑے زخم ہو
جلتے تھے، تو وہ حضرت سیح
کے جوٹ اور دانت کہاں
سے لائے۔۔۔۔۔ تو تاریخ چندہ۔
فتوح، خدا۔۔۔۔۔ تو حضرت
ابراہیم نے اپنے جسم کو آگ
میں نشان دیا تھا اگر کہیں۔۔۔
دیں دراصل میں ہے۔ آج۔
جو دین میں سے مانے بنے
وہ عذاب ابھی ہے۔
ملہ فنا تھاں۔ ملے، فنا
دوسروں کو وہ ظاہر کر بہادر
بنا تا ہے خود بزدلی دکھاتا
ہے۔ دتر ہوا۔ میا لا پلہ ہے
کہ ہوا میں بھڑکے فخر و کر
اُس کا خون پینا چاہتا ہے۔
کیر آو تا سلس میں سے بھڑا
محورم بہتا ہے۔ ترقی بہرہ
کی داریں ایک مذاق ہے
قرین۔ راہ سلوک کے پیر ہے
کا یہ علاج ہے کہ وہ اللہ کے
دربار میں گرے و زاری کرے۔

گفت لوطی حُمدِ بندہ را کہ من
اعلام کرنے والے نے کہا اذکارِ بحر کو کہ میں نے
چونکہ مردی نیست خنجر با چہ سود
بلکہ بہادری نہیں ہے، بھڑوں سے کیا فائدہ،
از علی میراث داری ذوالفقار
(حضرت، علیؑ سے تھے ذوالفقار میراث میں ملتی
گرفٹونے یاد داری از مسیح
اگر تو حضرت، مسیحؑ کی دعا یاد رکھتا ہے
کشتی سازی ز تو زین و فتوح
تو چندے اور نذرانوں سے کشتی بناتا ہے
بیت شگستی گیرم ابراہیم وار
میں نے انا تو حضرت، ابراہیمؑ کی رکت بت توڑا
گردیلست هست اندر فعل آر
اگر کام میں تیرے پاس دیں ہے، لا
آں ویسے کو تڑا مانع شود
وہ دلیل جو میرے لئے مانع ہے
خائفان راہ را کردی لمیر
قرنے راست میں ڈرنے والوں کو بہادر بنا دیا
برہمہ درس تو گل می گئی
توبہ کو تو گل کا درس دیتا ہے
لے نمخت پیش رفتہ از سپاہ
اے بھڑے، تو لشکر سے آگے ہوا
چوں زنا مردی دل آگندہ بود
جب زنا مردی سے دل پڑ ہو
توبہ کن اشکباراں چوں مطر
تو بکر، بارش کی طرح آئندہ بہا

بدیندریشیدہ ام باتوبفن
کسی فریب سے تیرے ساتھ بڑا ارادہ نہیں کیا
چوں باشد دل ندارد سود خود
جب دل نہ ہو، خود فائدہ نہیں دیتی
بازوی شیر خدا ہست بیار
تیرے پاس شیر خدا کا ہاتھ ہے تو لا
کو لب دندان میسے اے وقع
لے سے خرم: (حضرت، مسیحؑ کا جوٹ اور دانت کا
کوئے ملاح کشتی اچھو نوح
حضرت، نوحؑ جیسا کوئی ایک قلعہ کہاں ہے؟
کوئت تن را فدا کردن بنار
جسمہ کت کو آگ میں فنا کرنا کہاں ہے؟
تیغ چوہیں را بیاں کن ذوالفقار
اس کے ذریعہ کوئی کی تلوار کو ذوالفقار بنا دے
از عمل آں نعمت صانع شود
میں سے، وہ خدا کا مصلاب ہے
از ہمہ لہزیاں تری تو زیر بر زیر
چپکے چپکے تو سب سے زیادہ لرزنے والا ہے
در ہوا تو پیشہ را رگ میزنی
تو ہوا میں بھڑکی رگ پر (نقشہ) لاتا ہے
بر دروغ و ریش تو کیرت گواہ
تیرے جھوٹ اور داری پر پتہ افاد گواہ ہے
ریش و سبلت موجب بود
داری اور موجبیں سبب کا سبب ہوتی ہیں
ریش و سبلت راز خندہ باز خر
داری اور موجبہ کر مذاق سے پس

داروی مردی بخور اندر عنق

مس میں مردانگی کی دوا کب

داروی مردی کن و عین مشوی

مردانگی کی دوا کر اور نامرد نہ بن

معدہ را بگذاڑ سوی دل خرام

معدہ کو چھوڑ اور دل کی جانب بن

رستمی گریادت خنجر بگبیر

اگر تجھے رستم بن چاہیے، خنجر پکڑ

رستمی گریادت جوشن پیوش

اگر تجھے رستم بن چاہیے، زره پہن سے

یکدو گمے زو تگلف ساز خوش

ایک دوسم میں خوب تگلف کر

بر سر میلاں چو مرداں پایدار

میدان میں مردوں کی طرح، جم

تا کے از جامہ زناں بچو زناں

عورتوں کی طرح نہ لباس سے تکب تکب اٹھ کر کیو

تا شوی خورشید گرم اندر محش

تا کہ تو درج اقل میں گرم سورج بن جائیے

تا بروں آئند صد گول خوبرو

تا کہ سیکڑوں قسم کے خوبصورت پیدا ہوں

تا کہ بے پردہ زحق آید سلام

تا کہ اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے بغیر تھکے سلام

و زبیزی مالی چادر بگبیر

اگر تو بچو بھلے بن کی جانب اٹھ جائے مادا دھلے

و زبیزی مالی رو کوں فروش

مگر تو بچو بھلے بن کی جانب اٹھ جائے با مقصد بی

تا ترا عشق کشا اندر برش

تا کہ تجھے عشق، اپنی آغوش میں گھنٹے سے

تا نگردی نبستلا در پائے وار

تا کہ تو رسول کے نیچے نبستلا نہ ہو

در صف مرداں در آہجوں بنان

نیز سے کی طرح مردوں کی صف میں آ جا

غالب شدن جیلہ رو باہ براستعصام و تعفف خروکیشدن

گدھے نے بھاؤ اور مخالفت پر رومڑی کے جیلہ کا غالب آ جانا اور رومڑی کا

رو باہ خمر را بسوئے بیشہ شیر

گدھے کو شیر کی بھار کی جانب کیچی سے جانا

رو باہ اندر جیلہ پائے خود مشرد

رومڑی نے مفردی میں تدم رکھا

مطب آں خانقہ کو تا کہ تفت

اُس نے خانقاہ کو اتال کہاں ہے؟ کہ جسد

چونکہ خرگوشے برد شیرے بچاہ

جب نہ بوس شیر کہ کنویں میں پیہنھا دے

ریش خر بگرفت و آں خمر را بہر برد

گدھے کی داڑھی پڑی اور اُس گدھے کو لے گئی

دف زند کہ خر برفت و خر برفت

ذت بھائے، کہ گدھا گیا، گدھا گیا

چوں نیار درو بہے خرتا گیاہ

تو مڑی گدھے کو گھاس کے پاس کیونٹے لگی

لے اقل سورج جب ریش
اقل میں برتے ہو اقل شمس میں
زمین پر بہت بڑا گرم پڑتی ہیں
عشق نامرد، تاڑوں مرد کے
حسین اور زید اہل حق ہے۔
ہندو، ہمارے گرسے روٹے
رکھے تو قرب خداوندی میسر
آجائے گا۔

لے اقل جیتی۔ اگر قورہ سلوک
لا کہ ہم نہایت ہے تو بچو
کے خنجر سے نفس کشی کر دو
عورتوں کی طرح چادر اوڑھ کر
خانہ نشین بن جائیے۔ راو
سلوک میں تعفف سے کیا آگے
قدم رکھو نہ بے نفع ہوگا۔ تا کہ
سوی۔ وقتان۔ جلا۔ استعصام۔
مخالفت چاہنا، تعفف، پاکیزگی
بقیہ بھائی۔

لے اقل خود فرد میں کوی
ہوئی۔ ریش خر گرفت یعنی
غالب آئی، مغرب پیسے نقد
گدھے کے کہ "خر گرفت"
کی آہ میں "دوسرے سر نہیں
لے، ایک مہر کی لاگو چاہی کہ
تھا چو کہ پہلے نقد گدھے کا
ہے کہ خرگوشے نے دھڑکے
شیر کو کنویں میں گرا دیا تھا

گوش را بر بند و افسونہا مخر

کان بند کرے اور منہ نہ سنس

آں فسونہا خوشتر از حلوائے او

اُس افسونہ کے حلوے سے یہ خوشتر ہیں

خمبائے خسروانی پُر زمرے

شہاب سے بڑے ہی خشکوں نے

ماشقمے باشد آں جان بعید

وہ اُس سے دور وہاں شراب کی ماشق ہو گئی

آب شیریں چون زمیند مرغ کور

اندھا پرند جب شہا پانی نہیں دیکھے گا

موسیٰ جاں سینہ را سینا کند

روحانی موسیٰ، سینہ کو سینا بنا دیتا ہے

خسرو شیریں جاں نوبت زکرت

روح کے شیریں قہار نے زکرت کا بیٹ دیا ہے

یوسفان غیب لشکر میکشد

یوسفی یوسف لشکر کش کر رہے ہیں

اشتران مصر را ز سوئے ما

مصری اوتوں کا رخ ہماری جانب ہے

شہر مانسرد اپرا ز شکر شود

نخل کو ہمارا شہر شکر سے بھر جائے گا

در شکر غلطید لے حلوائیاں

اے حلوائیو! شکر میں غرق ہو جاؤ

نیشکر کو بید کا اینست و بس

کھانڈ کھنڈ و بس کام نہیں ہے

یک ترش در شہر ما اکنون مانند

ہمارے شہر میں اب کوئی تھکا نہیں رہا

چونکہ شیریں خسرواں را بر نشانند

چونکہ شیریں نے بہت سے خسرو بھائیہ ہیں

لے خوش مولانا سا مک کر

نصیحت کہتے ہیں کہ دہ

شیخ کے قول پر عمل کرنا خوشگوار

دوسرے لوگوں کی بچی بچی

باقوں سے شیخ کی بات نہ جانا

بہتر ہے۔ تمہاری شاہی شہزاد

میں شیخ کی باقوں کی کستی

سے آتی ہے۔ ماضی چھوڑ

شیخ سے دور ہوگا اور اُس

نے شیخ کی باقوں کی کستی نہ

ماصل کی ہوگی وہ شراب کی

کستی سے محنت کر سیکے گا۔

لے بہت شیریں ہے کہ یہ

شیخ کی باقوں کی کستی سے

محروم ہے اُس نے دور مری

کی باقوں پر ایمان دیتا ہے۔

کوتھی جاں شیخ کا نہیں پینے

کو وہ لطف بنا دیتا ہے۔ خوشو۔

شیخ نے مسلا عام دے دی

ہے جس نے اس وقت شہر

میں تہہ اڑا لیا ہے۔ پتھرا

غیب۔ اس سے مراد روحانی

مخبرین ہیں، حضرت جبریل

کی مہابت سے تہہ مصری

کا ذکر کیا ہے جس سے روحانی

بہتر مراد ہیں۔

لے اشتران مصریٰ روحانی

شیوخ، قرآن مجید، گھنٹے،

طوائف، وہ ساکسہ و ہزار

کے طالب ہیں، عقدا ئیاں۔

جس شخص میں غلط صفر کا

غلبہ ہو تا ہے اُس کو شکر لاجھی

نہیں گئی اس سے راؤ شکر میں

ہیں، بیچکے ہیں سے، اور روحانی

آمر ہیں، یاد میں شہر کاں، ایک

ترش، اس سے مراد شکر ہے شکر۔

مثنوی مولانا رومؒ کے مثنوی

نقل برنقل ست مے برے ہلا

آجہ نقل پر نقل، شراب پر شراب ہے

سرکہ نہ سارا شیریں میشود

نوشاں کا سرکہ سیف ہو جائے گا

آفتاب اندر فلکے تک زہا

سورج آسمان میں دستک دے رہا ہے

چشہا مخمور شد از سبزہ زار

ہرہ زار سے آنکھیں نشیں ہو گئی ہیں

چشم دولت سحر مطلق میکند

دولت کی آنکھ، پورا حیرت کر رہی ہے

شہزاد یوسف آں زینا تو جلا

برص کی وجہ سے زینب جان ہو گئی

آتشے اندر دل خود پر فرسوز

اپنے دل میں آگ روشن کر لے

تو بحال خوشیتن میباش شاد

تو اپنے حال پر خوش رہ

گر خیرے رامی بزر درو بہ ز سر

اگر دزدی گدھے کا سر کاٹ دیتی ہے

بر متارہ رو بزن بانگ صدا

سارہ پر چڑھ جا، بلاوے کا اعلان کر دے

سنگ مرمر لعل و زریں میشود

سنگ مرمر لعل اور سنہرا ہو جائے گا

دُر ہاچوں عاشقان بازی کُناں

دُر سے عاشقوں کی طرح رقص کر رہے ہیں

گل شکوہ میکند بر شاخسار

سناخوں پر پھول کھل رہے ہیں

روح شد منصور آنا حق میند

روح منصور بن گئی ہے آنا حق کا تہہ کا چچا

عشرت از سر گہ خوش خوش شاد

خوش خوشی مسرت سے از سر نو پیش منسا

دفع چشم بد پسندانے بسوز

نظر بد کے دفع کرنے کے لئے کالا دان بھلا

تا بیابی در جہان جاں مُراد

تاک تو جان کے جہان میں مراد حاصل کر لے

گو بہر تو خرم باش و غم مخور

کہہ دے کاٹ لے، تو گدھا بن اور غم نہ کما

حکایت آں شخص کہ از ترس خوشیتن را در خانہ انداخت

اُس شخص کی حکایت جس نے خوف سے اپنے آپ کو گھسریں جا ڈالا، مضاروں

زہا زرد کردہ چوں زعفران لبہا کبود چوں نیل و دست

کو زعفران کی طرح زرد کئے ہوئے، اور ہونٹوں کو نیل کی طرح نیلا کئے ہوئے، ہاتھ زیت

لرزاں چوں برگ درخت، خداوند خانہ پُر سید کہ خیرست

کے پتوں کی طرح کھپکھپتے ہوئے، گھر کے مالک نے دریافت کیا، خیر ہے

وچہ واقعا است گفت از بیرون خرمی گیرند بخیر گفت

اور کیا واقعہ ہے؟ اُس نے کہا، باہر بیگم میں گدھے پکڑ رہے ہیں اُس نے کہا

۱۵ نہ تو رو بلند نہ پر ہر نہ کر
اعلان کیا جاسکے ہے ترک مین
چلنے نیلا رات آت ہے یس شیخ
کاف بدو چاہی مستحق
چشمہا ب سالکوں کی نگاہیں
مخمور ہیں بھگتور عروج شے
نکے کے ہر دہا باندہ حاصل
کر کے نہ حق کا نہ وہ باندہ
۱۶ تو جان بے شمار ہے کہ
زینا حضرت یوسف کی زینا
سے نور بن گئی تھی شاد
یہ کہہ کر روح کی گردن کے
بدن اس کو نورانی و مسل
ہو گئی جیسند بے شمار ہے کہ
کالا دان کی دھوئی سے نظربد
زایل ہو جاتا ہے۔ تو جان
یہ آفران جو ذکر کئے گئے ہیں
خود تیرے ہی توان سے
خوش رہ تاکہ دنیا میں مراد
حاصل کر لے مگر قرعے، مگر
لوہری نہ ہے کہ پاک کر رہی
ہے کرتے دے تو گدھا زین
اور بھرے تو زرد رہ۔

۱۷ حکایت۔ اس حکایت
سے یہ بتا ہے کہ انسان
انسان بن جائے تو بگدھا
پکڑنے والے سے اسے کوئی
خطہ نہیں جب ملک انسان
گدھا ہے وہ غریب کہ جاتا
ہے۔

تو خرمیستی چرمیتری گفت بچہ می گیرند و تمیز بر خاست است

تو گدھا نہیں ہے کیوں ڈرتا ہے؟ اس نے کہا کوشش کر کے پڑھنے ہیں اور تیرا گدھا نہیں ہے

امروز ترسم کہ مرا خرم گیرند

اسی دن ہوں کہ مجھے گدھا سمجھ لیں

زرد رو و لب بود و رنگ نیت

چہرہ زرد، ہونٹ نیلے، رنگ نون

کہ ہی کر زرد تر اچوں بید دست

کہ تیرا ہاتھ بید کی طرح لرز رہا ہے

رنگ رخسار چمنیں چوں ریختی

رخسار کا رنگ کیوں نق ہو رہا؟

خرم ہی گیرند امروز از بروں

آج ہر سے گدھے پکڑ رہے ہیں

چوں نہ خرم تر از این ہیست غم

جنگد گدھا نہیں ہے جا بے اس سے کیا غم؟

گر خرم گیرند ہم نبود شکفت

اگر مجھے بھی گدھا سمجھ لیں تو تعجب نہیں ہے

جدید تمیز ہم بر خاست است

بہت کوشش میں تیرا بھی آٹھ گنی ہے

صاحب خرم بجائے خرم برزند

گدھے کی بجائے گدھے دل کو پکڑ دے جائیگے

ہست تمیزش سمیع شے بصیر

انکو تیرے، (دور) سننے والا اور دیکھنے والا ہے

خرم لے عیسیٰ دولا ترس

تو گدھا نہیں ہے لے لے (اپنے) دڑکے میں تو ڈر

عاش شد کہ مقامت آخرت

خدا بچائے کہ تیرا مقام اصطبل ہو

اُن کے اتریں درخانہ گریخت

ایک شخص خراب سے گھر میں ہلکا آیا

صاحب خانہ گفتش خیر بہت

گھر کے مالک نے اس سے کہا خیر ہے!

واقعہ چست چوں بگریختی

کیا واقعہ ہے، تو کیوں بھڑک رہا؟

گفت بہر شہرہ شاہ خروں

اس نے کہا خالام بادشاہ کی بیگم رکے لے

گفت میگیرند خرمے جان غم

میں نے کہا بے چارے کیا مان! وہ گدھے پکڑ رہے ہیں

گفت بس چند و گرم اند گرفت

اس نے کہا وہ پکڑنے میں بہت سخت اور مر رہی ہیں

بہر خرم گیری بر آوردند دست

گدھے پکڑنے میں انھوں نے ہاتھ کالے ہیں

چونکہ بے تمیز یاں ماں سرورند

چونکہ بے تمیز رنگ ہمارے سردار ہیں

نیست شاہ شہر ما یہودہ گیر

ہمارے شہر کا بادشاہ غراہ خواہ پکڑ لے تو لائیں؟

آدمی باش و خرم گیر اں ترس

تو آدمی بن جا اور گدھا پکڑ لیاؤں سے نہ ڈر

چرخ چارم ہم ز نور تو برست

چرخ آسمان ہی تیرے نور سے پڑ رہے

لے آئے تھے شہر سے گدھے

بگڑے ہیں پڑے جا رہے تھے

ایک شخص دیر کا ایک گھر میں

غصے کیا۔ تیرے بید کے تحت

کی نرم شاخوں کی چمک مشہور

ہے شہرہ بیگم۔ خرقہ۔

نکرتی خالام

لے گئے صاف خانہ

نے کہا گدھا نہیں ہے تو

کیوں ڈرتا ہے۔ چوتھو۔

سروش کی انتہا لے آئے

کے لے گدھے اور بیگم

کی تیر ختم کر دی ہے چونکہ

جب بے تیر سردار تھیں

تو گدھے کی بجائے یوں گدھے

گدھے دالے کو بھی پکڑ سکتے

ہیں۔

لے نیت۔ اس شعر کا تعلق

اس حکایت کی طرف کیے ہیں

خرم یعنی چوں نہ خرم ہے۔

آدمی۔ انسان بن جا۔

السان کو میں صفت ہونا

چاہیے خرم یعنی نہ ہونا چاہیے

چرخ چارم جبکہ انسان کو

میں صفت ہونا چاہیے۔

تو یہاں حضرت یعنی چوتھے

آسمان پر ہیں اسی طرح

انسان کاں کا مقام بھی ہوتا

آسمان ہے۔

تو زجر خ و آخر اں ہم برتری

تو آسان اور تاروں سے بھی بالاتر ہے

میر آخر گرچہ در آخر بود

اصطبل کا داروڑ اگرچہ اصطبل میں ہوتا ہے

میر آخر دیگر و خسر دیگر است

داروڑ اصطبل دوسری چیز ہے اور گدھا دوسری

چہ در افتادیم در ونبال آخر

ہم گدھے کے بچے کب بڑ گئے

از انار و از ترنج و شاخ میب

انار کی اور میوں کی اور میب کی ٹہنی کی

یا ازاں دریا کہ خوش گوہر است

یا اُس دریا کی جس کی موج موتی ہے

یا ازاں مرغ اں کہ گلچیں می کنند

یا ان پرندوں کی جو پھول چھنتے ہیں

یا ازاں باناں کہ کبک اں پر وند

یا ان بانوں کی جو چکریں پالتے ہیں

فرد بانہا نیست نہاں نہاں کہ جہاں

دنب میں مخفی سب چیزیاں ہیں

ہرگزہ را نرد بانے دیگر است

ہر گزہ کی ایک دوسری چیز ہی ہے

ہر کیے از حال دیگر نے خبر

ہر ایک دوسرے کی حالت سے بے خبر ہے

این راں حیراں اواز چیتش

یہ آئے باسے میں حیراں کو کس چیز سے خوش ہے

صحن ارض اللہ واسع آمدہ

اللہ کی زمین کا صحن وسیع ہے

گرچہ بہر مصلحت در آخری

اگرچہ مصلحت تو اصطبل میں ہے

ہر کہ اورا خمر بگوید خمر بود

جو اس کو گدھا کہے وہ گدھا ہے

نے ہر آنکو اندر آخر شد خمر است

یہ نہیں ہے کہ جو اصطبل میں ہے وہ گدھا ہے

از گلستان گوی در گلہائے تر

چمن اور تر پھولوں کی بات کر

وز شراب و شاہدان بے حییب

اور شراب کی اور بے حساب مشقروں کی

گو ہر ش گویند وینا درست

اُس کا موتی کو یا اند بیٹا ہے

بیضہا زیں و سیمیں می کنند

سونے اور مایندگی کے اندھے دیتے ہیں

ہم نگوں شکم ہم استاں می پرند

پیٹ کے بن میں اور چٹ بھی اڑتے ہیں

پایہ پایہ تا عیان آسمان

درجہ بدرجہ آسمان کی بلندی تک

ہر روش را آسمانے دیگر است

ہر درخت کے لئے ایک دوسرا آسمان ہے

ملک با پہناوے پایاں و سر

ملک وسیع ہے اور بے ابتداء اور بے انتہا ہے

واں دریں خیرہ کہ حیرت حیرتیش

وہ اسکے بلے میں حیران ہے کہ اسکی حیرت کس کی ہے

ہر درختے از زمینے سر زوہ

ہر درخت ایک زمین سے اٹھا ہے

لے کر یہ بات پتہ اور

پائے کے لئے نہ خود پتہ

میں بھی پتہ کیا ہے یہ خبر

اصطبل پر مرنے سے گدھا

ہونا ضروری نہیں ہے داروڑ

اصطبل، اصطبل میں ہے

لیکن گدھا نہیں ہے۔۔۔

اس طرح اہل اندر دنیا میں

رہتے ہوئے دنیا دار نہیں

ہیں۔ سچ مولا کا پتہ آپ

کو کتاب ہے کہ گدھے کے

تقدیر کو چھوڑ کر اُپ آخرت

کی بات کر۔

لے آگے۔۔۔ یہ سب

جست کی چیزیں ہیں۔ دریا۔

اس سے مراد ذات حق ہے

مُرگان۔ یعنی ادبیا و دانش۔۔۔

پازاں۔ یعنی حاکم۔ کچاں۔

یعنی نفس قدس۔ نزدیک تھا۔

یعنی عورت کے خند پاتے

ہیں مشہور ہے کہ اٹھ تلے

کی جانب پہنچا کر اے راستہ

انسانوں کے سانسوں کی تعداد

کی مقدار ہیں۔ حق نہ نفاذ کر

نظر آتی ہے۔ توحش یعنی ملک۔

لے جہنم کے۔ ہر ملک پر جو

حق ہے دوسرا اس سے بے خبر

ہے مٹی کی بات و اقوات مرہ

پر جو حق ہوتی ہے شیئ نہیں ہے

بلے خبر ہوتا ہے۔ آہ۔ ہر ملک

چوکہ دوسرے ملک کی عقل سے

بے خبر ہے۔ آئے۔ دوسرے پر

حیران ہوتا ہے۔ حق تو یہاں

استدراست ہے کہ زمین صحت

طرح کے حاکم اٹھتے ہیں۔

بر درختان منکر گویاں برگ شاخ

درختوں پر پہنچے اور شاخیں منکر داد کرتی ہیں

بلبلان گردش گوفہ پُر گرہ

بلبلیں تہہ نہ لگنے کے پاروں پر کہتی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد کُن رجوع

یہ بات مانتا نہیں کہیں سے واپس کر

کر زہے ملک زہے عرصہ فراخ

کو محب ملک ہے اور محب وسیع میدان ہے

کازاں چہ میخوری مارا پدہ

کون سے میں سے کیا کر رہا ہے ہمیں دے

سوی آں کوباہ شیر و قمر و جوع

اُس لومڑی اور شیر اور قمر اور جوع مل کر

بر درن رو باہ آں خرایش شیر و جستن خراش و عتاب کردن

لومڑی کا اُس گدے کو شیر کے سامنے سے مانا اور گدے کا شیر سے کوبھاننا اور لومڑی

رو باہ با شیر کہ ہنوز خرد و ر بود کہ تعجیل کردی و عذر گفتن شیر و

کا شیر پر عذر کرنا کہ گدھا ابھی دور تھا کہ تو نے جلدی کردی اور شیر کا معذرت کرنا

لابہ کردن شیر و باہ را کہ پرو بار دیگرش بفریب

اور شیر کا لومڑی کی خوشامد کرنا کہ جاؤ دوبارہ اُس کو فریب دے

تا کہ شیرش محمد خرد و مرد

تا کہ شیر کو ملے سے اُس کو خرد و مرد کر دے

تا بہ نزدیک آمدن صبرے نکر د

اُس کے نزدیک آنے تک صبر نہ کیا

خود بنودش قوت امکان تحمل

اُس میں خود قوت اور طاقت کا امکان نہ تھا

تا بہ زیر کوہ تازاں نعل رنجت

پہاڑ کے نیچے تک بسا محم چلا گیا

چون نکر دی صبر و وقت و غا

تو نے نہ کر کے وقت صبر کیوں نہ کیا

تا بہ اندک حملہ غالب خسوی

تا کہ تو غور سے سے محضے قاب ہو جاتا

لطف رحمانست صبر و احتساب

مہر اور پنے آپ کو تھاکہ توں دیکھنا خدا کی مہربانی

چونکہ رو باہش بسوئے مرج بُرد

لومڑی جب نہں کو چراگاہ کی جانب سے گئی

دور بود از شیر و آں شیر از بُرد

وہ شیر سے دور تھا اور شیر نے جنگ کی وجہ سے

گنبدی کر واز بلندی شیر ہول

ہولنگ خیر نے اونچائی سے چھٹانگ لگائی

خرد و دوش دید و رکشت گنجیت

گدے نے نہں کو دور سے دیکھا اور پٹ گیا اور

گفت رو بہ شیر را اے شاہ ما

لومڑی نے شیر سے کہا اے ہمارے بادشاہ

تا بہ نزدیک تو آید آں غوی

تا کہ وہ گمراہ شیر سے قریب آ جاتا

کہ شیطاں ست تعجیل و ستاب

محبت اور جلد بازی شیطاں کا کر ہے

لہ ز درختان بہر دست

کی شاخ و برگ خدا کی تسبیح

میں مصروف ہے بلبلان

یعنی پہنچے عاشق آئین سخن

یہ عاجز غیب کا بیان نہ ختم

ہوئے والا ہے

لہ بر درن لومڑی گدے

کو ہلکا کر شیر کے پاس لگتی

گدھا قریب نہ پہنچتا تھا کہ شیر

نے وہاں مہم نہ کر دیا اور گدھا

جگایا خیر نے لومڑی کی

خوشامدی کہ دوبارہ گدھے کو

لا حرج چو آگاہ دور گدھا

ابھی شیر سے دور تھا شیر نے

حملہ کر دیا

لہ گنبدی کر واز بلندی

بہر نا حول طاقت و نقل

رہنمون تیر و درنا و تھانگ

غوی گمراہ یعنی گدھا

شیطان حدیث شریف کہ

جلد بازی شیطانی ہے اور

آہنگ خدا کی جانب سے ہے

دور بود و حلا را دید و گریخت
وہ دور تھا اور حلا دیکھ کر بھاگ گیا

گفت من پند آتم بر جاسنت در
کہت میں کہا، میں تمہارا سنت بھال ہے

لیک گفتم زور من بر جابود
لیکن میں نے کہا، میری طاقت بھال ہوگی

نیز جوع و حاتم از حد گذشت
لیکن میری بھوک اور حاتم کی حد سے گزر گئی

گر توانی بار دیگر از خسر
اگر تو عقل مند ہی سے دوبارہ

مشت بسیار دارم از تو سن
مجھ پر تیرا بہت اسحق ہے

گر خدا روزی کنداں خرم را
اگر اللہ قلم سے اُس کو میری روزی بنادے گا

گفت آریے گر خدایاری دہد
اُس نے کہا، ہاں اگر خدا مدد کرے گا

پیش فراموش شود ہولے کزید
تو وہ اُس خوف کو بھول جائیگا جو اُس نے دیکھا

لیک چوں آرم من اورا بترتاز
لیکن جب میں اُس کو ملے آؤں دوڑ نہ پڑتا

گفت آریے تجربہ کردم کمن
اُس نے کہا، ہاں میں نے تجربہ کر لیا ہے کہ میں

تا بہ نزد کیم نیاید خرم تمام
جب تک گردن، بالکل میرے پاس نہ آجائیگا

رفت روبر گفت لے شرہ تہتے
لوٹری روانہ ہوئی، بولی اے مشاہد!

ضعف تو ظاهر شد و آتشی سخت
نیری کمزوری کا ظہر ہو گیا اور تیری آگ بڑھ گئی

خود بدم زین ضعف خود نادان
خود کمزور ہوں اس کمزوری سے میں خود نادان

نے کہ درین ضعف دست پائود
نہ کہ مجھ میں ہاتھ اور پاؤں کی کمزوری ہوگی

صبر و عظم از تجوع و آوہ گشت
بھوک کی وجہ سے میرا صبر اور عظم بیکار ہو گئی

باز آوردن مرا ورامی سزد
اس کو پھر لاسکے تو مناسب ہے

جہد کن باشد یاریش بفن
کوشش کو شاید کرے تو اُس کو دوبارہ لے گئے

بعد از ایں صید ہشتم ترا
اُس کے بعد تجھے بہت حکار بخشا

بر دل آواز عی مہرے نہد
اُس کے دل پر اندھے پن کی مہر لگا دے گا

از خری او نباشد ایں بعید
اُس کے گدھے پن سے یہ بعید نہیں ہے

تا بادشن ندی از تعبیل باز
تا کہ تو پھر ملدی کی وجہ سے اسکو بر باد نہ کرے گا

سخت رنجورم مخاض گشت تن
سخت بیمار ہوں، جسم زخمی ہو گیا ہے

من جنبہ حقہ باشم بر قوام
میں حرکت نہ کروں تاکہ اسرار ہو گیا طریق کے مطابق

تا بپوش عقل اورا غفلتے
تا کہ غفلت اُس کی عقل کو چھپا دے

لے آت بخن، بے آبرو
ہونا، گھٹ، شیر نے کہا میں

سمکھا تھا کہ میری قوت بھال
سمکھا تھا کہ میری قوت بھال ہے

ہے اور میں اپنی کمزوری سے
ناواقف تھا، لیک، شیر نے

کہا میں سمکھا تھا کہ مجھ میں قوت
ہے اور میرے ہاتھ پاؤں

کمزور نہیں ہیں، بیزدور
وجہ جلد عمل کی یہی ہوئی کہ

بھوک بہت لگ رہی تھی
اور بھوک میں عقل کم ہو گئی

تھی، مگر توانی تیری عقلندی
ساتھ خاصہ ہے کہ تو حق کو دہلا

آے، بخت، تیرا مجھ پر بہت
احسان ہے مگر یہ کم ہو گا

کہ دوبارہ لے آئے،
میں حقدار، اگر خدا لے جائے

گدھے کی روزی دے دی
تو میں کہا کہ تو ہی جو جان کا

پھر بہت حکار کر کے تجھے
بکھلا یا کر دیں گا، گفت، لوٹ

نے کہا اگر خدا کی مدد شاہیں
حال رہی تو پھر گدھے کے

دل پر اندھے پن کی مہر
لگ جائے گی۔

میں پہلے حلا خوف
وہ بھول جائیگا، لیک، لیکن

اگر ایں بار میں اُس کو لے آؤں،
تو ملدی کر کے اسکو بر باد نہ

کر دینا، مخاض، دھواں، تیر
نزد کیم، شیر نے کہا اس بار جب

وہ قریب آجائیگا تو حقدار لگا
ورنہ قاعدہ کے مطابق سوتا

رہوں گا، بہت، باطنی توجہ۔

لے نا بکار۔ ناماں باقی باز پر
کھڑا نہ تھاں مگر کیا رہ۔
بچوں کے کھیلنے کی نرم گمان
تو تھایس۔ کوٹری لے کھام
اُس کی توبہ کو توڑ دیں گے۔
خوار تر گدھے ہمارے بچوں
کا کھوتا ہے اور ان کی عقل
ہمارے کرکھ کھوتا ہے ہی
حال شیطان اور عام ہے۔
زصل۔ بھول تارے کی تاخیر
سے بچ کر عقل میں مذہانت
پیدا ہوتی ہے لیکن زصل کی
عطا کردہ عقل عقلی عمل کے
مقابلہ میں بھیجے ہے۔ اور نگار۔
عوم کی عقل غطا رد اور
زصل تاروں کی تاثیر سے
ہیں شیطان کی عقل فدا دار
ہے۔

لے غلم الانسان۔ (ان غلام
میں مولانا نے وٹری کی زبان
سے عقل کامل کے صفات بیان
فرمائے ہیں قرآن پاک میں ہے
عَلَّمُوا الْاِنْسَانَ مَا لَا يَعْلَمُ
انسان کو وہ سکھایا جو وہ جانتا
تھا۔ دوسری جگہ قرآن پاک
میں مذکور ہے قُلْ اِنَّمَا اَعْلَمُ
عِنْدَ اللّٰهِ اَبْ كَيْفَ يَكُونُ
الَّذِي كَيْفَ يَسْ بے ترتیب۔
عقلی کاموں کو ان کی ترتیب
حاصل ہوتی ہے اس لئے ان
غلامانہ قدس کی تربیت
کا آغاز کرتا ہے۔ سب سے پہلے
لے کہا جو کہ ہو سکتا ہے کہ وہ
گدھا بن کر توبہ توڑ دے اور
بیشکی کی برکت میں ہستلا
ہو جائے۔

لے در بیان۔ اب مولانا
سمجھا رہے ہیں کہ اللہ کے عہد

توبہ ہا کر دست خسر با کر دگار
گدھے نے خدائے بہت توبہ کر لی ہوگی
عقل خرباز بچہ دستان ماست
گدھے کی عقل ہمارے کرکھ کھوتا ہے
تو بہائش را بفن بریم نرم
ہم کرے اس کی توبہ کو توڑ دیں گے
گلہ تر خر گوئے فرزندان ماست
گدھوں کا گھڑ ہماری اولاد کی گھینہ ہے
عقل کاں باشد ز دوران زصل
وہ عقل جو زصل کی رفتار سے (پیدا) ہو
از عطار دوا ز زصل وانا شد او
وہ عطار اور زصل سے عقلمند بنا ہے
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ خَمِ طَعْمًا ماست
عقلم انسان ہمارے طعم کا دائرہ ہے
ترتیب آں آفتاب روشنیم
ہم اس روشن سورج کی ترتیب ہیں
تجربہ گردار دوا بایں ہم
اگر وہ تجربہ رکھتا ہے تو اس کے ہوتے ہوئے
بُو کہ توبہ بشکند آں مست خو
ہو سکتا ہے کہ وہ کامل توبہ توڑ دے

کہ نگر دم غترہ ہزار با نگار
کیں ہزار تاق کے دھوکے میں نہ آؤں
فکر تش کبادہ طفلان ماست
اس کی سمجھ ہمارے بچوں کی نرم گمان ہے
ما عدوئے عقل و عہد رو شبنم
ہم عقل اور روشن عہد کے دشمن ہیں
فکر تش باز بچہ دستان ماست
اس کی سمجھ ہمارے کرکھ کھوتا ہے
پیش عقل کل ندارد آں محل
عقل کل کے سامنے وہ مرتبہ نہیں رکھتی ہے
ما زاد کرد دگار لطف خو
ہم مہربان خدا کی عنایت سے
علم عند اللہ مقصد ملے ماست
اللہ کا علم ہمارے مقاصد میں
رَبِّیْ اَلْاَحْلٰ اِذَا ل رومی نرم
اسی ہے ہم ربّی الاغلی کا نعرہ دھاتے ہیں
بشکند صد تجربہ زیر دگر
سینکڑوں تجربے اس کرے ٹوٹ جائیں گے
دور رس شومی اشکستن دزو
اقرب توڑنے کی بد بختی اُس میں اور کرے

در بیان آنکہ نقض عہد و توبہ موجب بلا بود بلکہ موجب مسخ
اس کا بیان کہ توبہ اور عہد کو توڑنا معصیت کا سبب ہوتا ہے بلکہ مسخ کا
ست چنانکہ در حق اصحاب سبتہ اصحاب ماندہ عیشی
سب ہے، چنانچہ سبت و انوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دسترخوان والوں کے

اور توبہ کو توڑنے سے بد بختی آتی ہے پہلی قرین تو عبد شکلی کی وجہ سے سوار عبد بندر بنائی گئی تھی حضورؐ
کی اُمت میں یہ صورتی مسخ تو نہیں ہے لیکن باطنی مسخ ہوتا ہے یعنی دل سوز اور بندہ رہ جاتا ہے
اور قیامت میں یہ اُن اُس دلی کی صورت اختیار کرے گا۔

علیہ السلام کہ وجعل منهم القردة والخنازیر وانذیر

ہمیں میں ہے اور کر دیا ان میں سے بسند اور سوز اور اس اُمت میں
اُمتِ مسخ دل باشد نعوذُ باللہ من ذلک وروزیقات
دل مسخ ہوگا ہم اس سے اذ کی پناہ چاہتے ہیں اور قیامت کے

تق راصورت دل دہند

دن بدن کول کی صورت دے دینگے

۱۔ نقص نقص یہ دہندے ہو کر
تو کا وہ ہفت کے روز بچیں
شکار نہ کیا نہ کرے گی سیکل
انہوں نے اس عہد کو توڑا اور
ہم کے توجہ میں آئی کوئی کر کے
بند اور سوزنا یا کیا بہت
ہفت کا دن ہفت غصہ
قالب برآئینہ بندر شکستہ
عہد کے باوجود ہفت کے روز
کا شکار کھیلے گئے۔

۲۔ اندریں اُمت محمدیہ
میں صوری مسخ نہ ہوگا باطنی
سرخ ہوگا چوٹ دل بوزینہ
جب انسان کا دل بند کا دل
بن جائے تو اس کا جسم بند
کے دل سے بھی بدتر ہے۔
گزشتہ جس دعوئی میں صورت
سے زیادہ دل متحرک ہے۔
اصحاب کھف صاحب کھف
کے لئے کا دل بھلاقت صورت
کی بُرائی سے پہلے پر کئی باب
ذاتی۔

۳۔ مسخ ظاہر بہمانی مسخ میں
یہ حکمت ہے کہ اگر مہریت
حاصل کریں آرزو ہر باطنی
ظہر پر لکھوں مسخ میں جو
عہد شکنی کی وجہ سے گدھے
اور مکر رہنے ہوئے ہیں۔

موجب لعنت شود در انتہا

انہی کا لعنت کا سبب ہوتا ہے

موجب مسخ آمد و الاک مقت

مسخ اور ہلاکت اور قالب کا سبب بنا

چونکہ عہد حق شکستہ از بُرد

چونکہ انہوں نے عہد سے اذ کا عہد توڑا

لیک مسخ دل بُودے و لفظین

لیکن اسے کھدار! دل کا مسخ ہوتا ہے

از دل بوزینہ شد خواراں گلش

اُس کی بچی بندر کے دل سے زیادہ ذلیل ہو گئی

خوار کے بُودے بصورت کس جا

تو صورت کے اعتبار سے وہ گدھا ذلیل کیوں ہوتا؟

بیچ بوش منقصت نال صورتش

اس صورت کو کوئی نقصان تھا؟

تا رہ بیند خلق ظاہر کت را

تاکہ کھلے ہوئے اندر سے کھلے ہوئے کے ظہر کو دیکھے

گشتہ از توبہ شکستن خون خر

توبہ توڑنے کی وجہ سے سوزا اور گدھے بنے ہیں

نقص میثاق و شکست توبہا

عہد کا توڑنا اور توبہ کا توڑنا

نقص عہد و توبہ اصحاب بیت

سببت والوں کا توبہ اور عہد کو توڑنا

پس خدا آں قوم را بوزینہ کرد

تو خدا نے اُس قوم کو بندر بنا دیا

اندلیں اُمت نہ بد مسخ بدن

اس اُمت میں جسمانی مسخ نہ تھا

چوں دل بوزینہ گردواں دش

جب اُس کا دل بند کا دل ہو گیا

گر نہر بودے دش را از اختیار

اگر کس کے دل میں کوئی اختیار ہی نہ ہوتا

آں سگ اصحاب خوش بدیرش

اصحاب کھف کے لئے کی سیرت واقعی تھی

مسخ ظاہر بُودا ہل سبت را

سببت والوں کا مسخ ظاہر تھا

از رہ ہر صد ہزاران دگر

باطنی طور پر دوسرے لاکھوں

دوم بار آمدن رو باہ براں خیر گریختہ تا باز بفریبش

بھاگے ہوئے گدھے کے پاس کوئی کا دوبارہ آنا تاکہ اس کو فریب دے

لے پت بیامہ جب لومڑی
دوبارہ گدھے کے پاس آئی
تو اس نے اس سے پناہ مانگی
تاجواں گدھے نے لومڑی کو
کہا اے بزدل میں نے تیرا
کیا بگاڑا تھا کرتے مجھے شیر
کے بالغاں جاکر کیا آئندہ
یعنی شیر
لے توجہ گدھے نے لومڑی
سے کہا تو میری جان کی دشمن
مضیٰ باطنِ خواست کی وجہ
سے ہی کر دترم۔ مجھے بیکری
دجر کے مضیٰ بدیشی کی وجہ
سے ڈنک مارتا ہے۔ آج پت
خیشان کی انسان کو بیکری
وجہ کے چاک کرتا ہے۔ بلکہ
شیطان کو انسان سے طبع
محسوس ہے اسی لئے وہ
ہر آدمی کے روپ ہے۔
لے آکر شیطان کی نازی
عداوت بیکری وجہ کے مضیٰ
کو انسان پر ظلم کرنے کو تیار
کرتی ہے۔ چرمان۔ انسان
کو خوش کنی جگہ کی طرف بلا کر
کون میں دھکا دیتا ہے۔
کڑواں۔ لاکھ دلاکر تیار کر دیتا
ہے۔ آجی۔ شامہ راوی کو بھی
شور و شر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

پیش بیامہ زور و رو بہ سونی خر
بھر بہت جلد لومڑی گدھے کی جانب آئی
ناجواں مرداچہ کر دم با تو من
لے بزدل! میں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟
ناجواں مرداچہ کر دم من ترا
اے نامرد! میں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟
موجب کین تو با جا تم چہ بود
میری جان سے تیرے کین کی کیا وجہ تھی؟
ہمچو کفر دم کو گز دیا ئے فتنے
بھوکے طرح جو جان کے پاؤں میں کاٹتا ہے
یا چو دیوے کو عذوبی جان ما
یا شیطان کی طرح جو ہماری جان کا دشمن ہے
بلکہ طبعاً حصم جان آدمی ست
بلکہ فطرت سے آدمی کی جان کا دشمن ہے
از پئے ہر آدمی او نگلد
وہ ہر آدمی کا پیچھا کرنے سے باز نہیں آتا ہے
زانکہ خبث ذات اوبے موجب
کیونکہ اس کی نازی خواست بغیر کسی سبب کے
ہر زمانہ خواہد ترا تا آخر گہے
دو بجے ہر وقت خوشی کی جست بھاتا ہے
کہ فلاں جا حوض آبست غیل
کہ فلاں جگہ پانی کی حوض اور چھنے ہیں
آدمی را با ہزاراں کتر و فر
آدمی کو باجمہ ہزاروں شان شوکت کے
آدمی را با ہمہ وحی و نذیر
باوجود ہر طرح کی وحی اور ڈراوے کے آدمی کو

گفت خراز چوں تو یائے اؤڈر
گدھے نے کہا، تم مجھے دوست سے پناہ ہے
کہ مرا با شیر کر دی پیغمبر زن
کہو نے مجھے شیر سے بھڑا دیا
کہ بہ پیش اثر دھا بر دی مرا
کہ تو مجھے اندر سے کے سامنے لے گئی
غیر خبث جو ہر تو اے عنود
لے کر کش ہوا نے تیری طبیعت کی خواست کے
نارسیدہ ازوے اؤرا آفتے
بغیر اس کے کہ کوئی تکلف انکسوس ہے پیچھے
نارسیدہ ز حمتش از ما و کاست
ہماری جان سے جس کو کرم اور نقصان پہنچے بغیر
از ہلاک آدمی در خرمی ست
آدمی کی تباہی سے خوشی میں ہے
خو طبع زشت خود را کے ہلد
وہ اپنی بری عادت کب چھوڑتا ہے؟
ہست سونی ظلم عذر وان مانے
ظلم اور زیادتی کی جانب کھینچنے والی ہے
کہ در اندازد ترا اندر چہ
کہ تجھے کسی کو اس میں ڈال دے
تا در اندازت محوضت سرنگول
تاکہ تجھے حوض میں اوندھا بگاڑ دے
اندر افکند آں عیس در شور و شر
اُس ملعون نے شور و شر میں ڈال دیا ہے
اندر افکند آں عیس بر دشمن
وہ ملعون کنیز پر سے گیا (اور) اندر گرا دیا

بیگنا ہے بیگزند سابقہ

بغیر کسی پسند خطا اور تکلیف کے

کے رسید اور از مردم زشتیہ

انسان سے اس کو بُرائی کب پہنچتی ہے؟

گفت رُو بہ آں طلسم سحر بود

لوٹری نے کہا، وہ جادو کا طلسم تھا

ورنہ من از تو تنہا سکیں ترم

ورنہ میں تو جسم میں تجھ سے زیادہ کمزور ہوں

گر نہ زان گو نہ طلسم ساختے

اگر اس جگہ ایسا طلسم نہ بنتا

یک خیال بینا چوں پیل وارِ ج

ایک اور گندھے سے بھوکوں کا ایک مال ہے،

من ترا خود خواستم گفتن بد رس

میں تجھے سکانے میں خود کہنا چاہتی تھی

لیکے فت از یاد علم آموزیت

سیکے تجھے علم سے کتنا بھول گئی

دیدمت در جوارِ کلب و دینوا

میں نے تجھے جوارِ کلب میں اور بے سرو سامان کیا

ورنہ باتو گفتے شرح طلسم

ورنہ میں تجھ سے طلسم کی شرح کمزور تھی

شد فراموش آنکہ گویم مرثرا

میں بھول گئی کہ تجھ سے کہوں

کے رسید اور از آدم ناحقے

کب اس پر آدم سے ظلم ہوا ہے؟

کو دادم آرد از غم پشتیہ

کہ وہ بروقت غم کے پشتے لگا رہا ہے

کہ ترا در چشم چوں شیر نمود

جو تجھے شیر جیلا دکھائی دیا

کہ شب در روز اندر آنجا میجرم

لیکن دن رات اس جگہ جرتی ہوں

ہر شکم خوارے بد آنجا تاختے

ہر بیٹو، وہاں دوڑ جاتا

بے طلسم کے بماند سبز مرج

بغیر طلسم کے چراگاہ سبز کہاں رہ سکتی ہے؟

کہ خیال ہوں اگر بینی مترس

کہ اگر تو اس طرح ڈر دیکھے تو نہ ڈرنا

کہ دم مستغرق دل سوزیت

کیونکہ میں تیرے فکر میں ڈوبی ہوئی تھی

میشتابیدم کہ آئی تا دوا

میں دوڑ پڑی کہ تو دوا تک آجائے

کاں خیالے می نمایذیت جسم

کہ وہ ایک خیال نظر آتا ہے، جسم نہیں ہے

حل آں مشکل مہیب لڑیا

اس خوفناک دل کو اٹھانے والی مشکل ہو حل

جواب گفتن خرواہ را

گدھے کا لوٹری کو جواب دینا

تا نہ بینم رُوئے تو لے زشت رُو

میں نہ دیکھوں تیرے چہرے کے زشت رُو

گفت رُو رہیں ز شیم آمو

میں نے کہا اے دشمن میرے سامنے سے ڈھک

لے بیگنا ہے۔ ان کی

کوئی خطا نہیں، انسان نے

شیطان کا کچھ بگڑا ہے۔

گفت، لوٹری نے گدھے

سے کہا تجھے جو شیر نظر آیا وہ

کوئی حقیقتاً شیر نہ تھا بلکہ

ایک طلسم تھا، طلسم وہ سہم

خیال جو مجھ پر عمل میں نظر

آئے گئے، وہ عیسائی تصویر

جو کسی دھندلے دیکھنے پر بنا گئی

ہے۔

شے در نہ اگر حقیقی شیر ہوتا تو

میں جو تجھ سے بھی کمزور جسم کی

ہوں وہاں کیسے بج سکتی تھی۔

گرتے طلسم بنانے کی وہ پیچ

کہ ہر بیٹو وہاں پہنچ سکے

یکت جہاں، پیل اور گندھے

بھوکے پھرتے ہیں اگر طلسم نہ

ہوتا تو وہ چراگاہ دکھائی دیتے

آج، گندھاؤں میں تیرا بس تجھے

پہلے ہی اس طلسم کی حقیقت

بتانا چاہتی تھی لیکن میں بھول

گئی، اگر دم چرک میں تیرے

فرم تھی اس بے طلسم کی

حقیقت بتانا بھول گئی۔

شرح انظر، جوارِ کلب

وہ جوار کی جس میں سر رشت

بھوک لگی رہتی ہے، دوا میں

غذا لگاتی ہیں بتا دیتی کہ وہ

طلسم خیال چیز ہے کوئی

حقیقی شیر نہیں ہے، مشکل

یہی دہی شیر گفت، گدھے

نے لوٹری سے کہا میں تیری

بُری صورت دیکھنا نہیں چاہتا

میرے سامنے سے چل جائے

خدا نے بھرت مایا ہے اور

تیرے چہرے کو بھی بے شرم

اور سخت بنا لیا ہے۔

آں خداے کرثر ابد بخت کرد

جس نولے تھے بد بخت بسا یا ہے

بالکدیں زوی می آئی بمن

تو کس منہ سے میرے سامنے آ رہی ہے

رفتہ در خون و جانم آشکار

تو کفتم کتنا میرے خون اور جان کے دیے ہوئی

تا بدیدم زوی عزرائیل را

یہاں تک کہ میں نے ٹنگ لٹوت کائنات دیکھ لیا

گرچہ من ننگ خراخرا خرم

اگرچہ میں گدھوں کے لئے موجب خرم بن گیا

آپنج من دیدم زہو بے بے آلا

جو میں نے بے پناہ نور دیکھا ہے

بیڈل و جاں از نہیب گان شکوہ

اس خوف کے خوف سے بے دل درجے جان ہر کر

بستہ شد پایم در اندم از نہیب

اس وقت دُور سے میرے پاؤں بستہ ہو گئے

عہد کردم با خدا کا سے دُور امان

میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اے امانوں کا

تا نشو و نما و سوسے کس بعد ازین

پس کے بعد میں کسی کے بہکانے میں نہ آؤں گا

حق کشادہ کرد اندم پای من

اللہ تعالیٰ نے اس وقت میرے پاؤں کو

ورنہ اندر من رسیدے شیر نر

دور دور تر شیر بھیر پر آ پڑا تھا

باز فترت ادت آں شیر عریں

اس بھار کے شیر نے بھر تھے جینا ہے

زوی زشتت را وقیع و سخت کرد

تیری بھڑی صورت کو بے شرم اور سخت کیا

ایں چنین سغری ندارد کرگدن

ایسی تو بھائی گیتنڈا بھی نہیں لکھتا ہر

کہ ترا من رہم تانم غنزار

کہ میں تیرے ہی جھگل کسے لئے رہ رہوں

باز آوردی فن و تسویل را

تو پھر مکاری اور حیل لاتی ہے

جانورم جاندارم ایں کے خرم

میں جانور ہوں میں جاندار ہوں اسکس میں کس

طفل دیدے پیر گشتہ در زماں

اگر بچہ دیکھ لے تو فوراً بڑھا ہو جائے

سرنگوں خود را اورا فکندم ز کوہ

میں نے اپنے آپ کو پہاڑ سے اوندھا کر لیا

چوں بدیدم آں غدا کے عجیب

جب میں نے کھڑکھٹا وہ غاب دیکھا

برکشازیں بستگی تو پای من

اس تہ سے میرے پاؤں کھول دے

عہد کردم نذر کردم اے معین

لے مددگار میں نے عہد کیا میں نے منتیں

زاں دعا و نزاری و مہربانے من

میری دعا اور عاجزی اور ہائے سے

چوں بے در زیر پنجشہ رخ

گدھے کا شیر کے پنجہ میں کیا حال ہوتا؟

سوی من از کمرے ہن القریں

کو سے میری جانب سے بڑے سامنے

لے سگری بہت روئی

بے حیا کرگدن گیتنڈا

زندہ تو میرے خون اور جان

کے دیے تھی تا بدیدم کس

نے دھڑی سے کہا تو نے کھل لکھ

کے سامنے لے کھلا کر اکتوں

حیل سازی کے خرم اگرچہ

میں جانور اور گدھا ہوں لیکن

جاگ رہا کیسے پسند کر سکتا ہوں

طعن مصائب سے بچ رہا

بن جاتا ہے

لے بیل۔ ایں شیر کے

خوف سے میں نے اپنے آپ

کو پہاڑ پر سے اوندھا کر لیا

بستہ۔ ایں خوف سے میرے

پاؤں لام نہ دیتے تھے

کروم۔ ایں وقت میں نے

خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر میرے

پاؤں کھول دے تو میں ہر کس

کے بہکانے میں نہ آؤں گا

لے حق کا وہ۔ اس عہد

اور دعا کی برکت سے میرے

پاؤں کھل گئے اور میں کس

بھاکہ ورنہ شیر درج بہت

اور بھر ظاہر ہے شیر کے پنجہ

میں میرا حال ہوتا۔ باز۔

اب کر کے کے لئے خیر

نے تھے وہ بارہ مہینے۔

تو ایں شیر کی بھاری پیش

الغوی۔ بڑا سامنے۔

حق ذاتِ پاک اللہ الصمد
اللہ پاک بے نیاز کی قسم
یارِ بدجلانے شانِ لدیٰ سلیم
لے بیوقوف! بڑا ساپ جان لے لیتا ہے
از قریں بیقول و گفت گوئے او
ساتھی ہے جس کی گفتگو بات کے بغیر
چونکہ او افلسِ بدتر تو سایہ را
جب یہ تم پر سنا پڑا لیتا ہے
عقل تو گرا ڈرہائے گشتِ مست
تیری عقل اگر مست اڑھا ہے

دیدہ عقلت بدو بیرونِ جہد
اس سے تیری عقل کی آنکھیں باہر نکلی پڑی
درجہاں نبود برتر از یارِ بد
دنیا میں بڑے دوست سے بڑا کوئی نہیں ہے

جواب گفتنِ روبہ خرا

لوٹری کا حکم سے کہ جواب دینا

گفت روبہ صاف مارا درویش
لوٹری نے کہا ہائے تیریں کوئی سمجھ نہیں ہے
اِس ہمہ وہم تو اس کا سادہ دل
اے بھولے! یہ سب تیرا وہم ہے
از خیالِ زشتِ خود منکرِ بمن
اپنے بڑے خیال سے مجھے نہ دیکھ
ظنِ نیکو بڑا برا خوانِ صفا
فصلوں پر نیک گمان کر
اِس خیالِ وہم بدچوں شد پڑے
جب یہ بڑے خیال اور وہم ظاہر ہوئے ہیں

کہ بود بہ مارِ بد از یارِ بد
کہ بڑے ساتھی سے بڑا ساپ بہتر ہوتا ہے
یارِ بد آرد سوسِ نارِ حیم
بڑا ساتھی دوزخ کی جانب لاتا ہے
خوبد دزد دل نہاں زخمے او
دلِ خیرِ طور پر عادت اس کی مادے بچا لیتا ہے
دزد دُاں بے مایہ از تو مایہ را
وہ بے مایہ تیرا سراپ بچا لیتا ہے
یارِ بد اور از مردواں کہ ہست
بڑے دوست کو اس کا زبرد سمجھ

طعن او اندر کف طاعون نہد
اس کا زہر دانا مجھے طاعون کے اٹھیں دھریگا
وہ ہر عینِ حقینِ گشتِ خود
یہ میرے لئے خود آنکھوں میں لیتی بات ہوئی ہے

لیک تخیلاتِ وہمی خرد نیست
لیکن وہی تخیلات بھی بھولی چیز نہیں ہیں
ورنہ بر تو نے غشی دارم نعل
ورنہ میں تجھ سے نہ کوٹ رکھی ہوں نہ کینہ
بر مچتاں از چہ داری سُوئے ظن
دوستوں پر تو کیوں بدظن کرتا ہے؟
گرچہ آید ظاہر ازیشاں جفا
اگرچہ ظاہر اُن سے ظلم سہ زد ہو
صد ہزاراں یار را از ہم بُرید
لاکھوں دوستوں کو ایک دوسرے سے کاٹ
دیا ہے

لے لے تو زہرِ سراسیمہ
زہرِ سراسیمہ بھلا ساپ تر
مض مار دھلا ہے پسک بُرا
ساتھی تو جس میں پہنچا رہتا
ہے۔ آنکھیں ساتھی کی خوب
انسان میں کھل کر پرا کر
جالتے ہیں جو کہ جب سچ
ساتھی کا خیال پڑتا ہے تو وہ
خیر اسرا سراپ بچا لیتا ہے۔
فصل خواہ انسان کتنا بھی
مفتد میں لکھی جیسے دوست
کی محبت میں کتنا نکاحی

لے دوجہاں۔ دنیا میں بے
یاد سے تیری کوئی چیز نہیں ہے
اب تو میرے مقابلہ کی وجہ
سے جس باوے میں بے
میں یقین کے ساتھ میں
ہو گیا ہے۔ گفت۔ دروس
نے کہا میری خبر میں کوئی
سمجھ نہیں لیتی میں صاف
اور خطا ہے تیری ہوں لیکن
دہم کوئی مسئلہ چیز نہیں
میں بات کو خطا دکھا رہا
ہے ورنہ مجھ میں کوئی کوٹ
نہیں ہے۔

لے از خیال۔ وہم کی بنیاد
بدظن سے بدظن کا
نہیں ہے فصلوں کے حصے
میں بہتر خیال رکھنا چاہیے تو
اُسے دیکھ کر کوئی غشی نہ پڑے
ہو جائے۔ جس خیالِ سگمان
سے بہت سے دوستیاں ٹوٹ
جاتی ہیں۔

۱۴ نقشہ دوست و دانش
کیلئے کہ باریابی کی کتاب ہے تو
عقلندی میں ہے کہ اس سے
برگمانی نہ کی جائے۔ تقدراہم
نے اس کا تعلق پہلے مصرع
سے قرار دے کر بالفرض انقدر
کے مطنی کے ہیں بعض حضرات
تقدراہم سے قراس کا تعلق
دوسرے مصرع سے کیا جائے
اور یہ مطنی کے جائیں کہ یہ
مقدر کی اس مطنی کو صاف
کر دیا جائے۔

۱۵ عالم و ہم اور خیال
راہر کے لئے عالم بنے ہیں
ان کی خیالات سے حضرت
ابراہیم کو بھی تعریف پہنچی
اور انھوں نے وہم کی بنیاد
تیار کر کے کہ یہ میرا
خدا ہے اور یہ اس سلسلے کا
احساس کر کے اس سے رجوع
کیا۔ چنانچہ یہ میرا خدا ہے
سولانا نے حضرت ابراہیم کے
اس قول کی بنیاد پر کام قرار
دیا دوسرے مفسرین کے نزدیک
ان کا یہ قول قوم کو ان کی مطنی
کا احساس دلانے کے لئے تھا۔
وہم کی بنیاد پر عقیدہ کا انھار
تھا۔ تاہم دوسرے مفسر
میں اول سے مفسرین کی تفسیر
مردود ہے۔

۱۶ تبارک حضرت ابراہیم تبارک
نہ تھے وہم میں مبتلا ہو گئے اور
چاند کو خدا کا کبریا قبول فرما
اور گھبراہٹ میں کہ بنیاد پر کیا کہ
ذکر کے بغیر۔ حق عقل ہوا
حضرت ابراہیم کی عقل پر جو
قائم تھی کہ وہم نے مطنی میں
جنگل راہ کی تھی نوع میں منہ

مشفق کو کرد خور و امتحاں

جس مہراں نے زیادتی اور امتحان کیا ہو
خاصہ من بدگ بنو دم زشتیم
نصرت میں بڑی قسم کی بدعت نہیں ہوں
وہم بدے بدائیں سگائیں قدر
اگر بالفرض، والتقریر کوہ خیال بڑا تھا
عالم وہم و خیال و طبع وہم
وہم اور خیال اور مزاج اور عرف کی دنیا
نقشبائے اس خیال نقشند

اس نقش بنانے والے خیال کے نقش
گفت ہذا ربی ابراہیم را
نقشبند حضرت ابراہیم نے کہا یہ میرا ہے
ذکر کو کب راجحیں تاویل گفت
ستارے کے بارے میں ایسی تاویل کی
عالم وہم و خیال چشم بند
وہم کی دنیا اور انھوں کو بند کرنے والے خیال نے

تیار کر کے امد قالی او
یہاں تک کہ یہ میرا خدا ہے۔ ان کا قول ہوا
غرق گشتہ غفلت ہا ہی چون جبال
پہاڑوں جیسی عقلیں ڈوب گئیں
عقل ثابت تر زکر را وہم ہیں
دیکھ وہم نے بہت جی ہوئی عقل کو
کو بہا را ہست نہیں طوفان فضوح
ایس طوفان سے پہاڑوں کی رسوا کیا ہیں

۱۷ حرف شریف میں حضور نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح کی تھی کہ میں کوہ لے کر آیا تھا
اور ایک حدیث میں اہل بیت کی بجائے نقشبند

عقل باید کہ نباشد بدگماں

عقل کو چاہیے کہ بدگمان نہ ہو
آنکہ دیدی بد نہ بد بوداں طلسم
جو تو نے دیکھا وہ بُرا نہ تھا وہ طلسم تھا
عفو فرما بند از یا راں خطا
اقر، دوستوں کی مصلحت صاف کر دیتے ہیں
ہست زہر و رائے سَدِ عظیم
ساکھ کے لئے ایک بڑی کاوش ہے
چون غلبے را کہ گم شد ز گرد
حضرت ابراہیم، غلبہ (اض) جیسے کہ جوہر ہوتے

چونکہ اندر عالم وہم اُفتاد
چونکہ وہم کے عالم میں ہست ہو گئے
آنکے کو گوہر تاویل مُفت
اس حالت میں جس نے تفسیر کی مٹی پر
آپنیاں گرا زجائے خویش کند
ایسے پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہلا دیا
خریط و خرد را چہ باشد حال او
اعمن اور گدے کو کب حال ہوگا؟
در بحار وہم و گرداب خیال
وہم کے سمندروں اور خیال کے سمندریں
کہ چہ فرمودست گفتن اے امیں
کیا کہہ دیئے کو کب؟ اے امیں!

کو امانے مجز کہ در شتی نوح
نوح کی کشتی کے بسوا اس کہاں ہے؟
۱۸

۱۹

زین خیال رہن راہ یقیں
یعنی کے راستہ کو خاک کے اس خیال کی وجہ سے

مرد ايقاں رست از دہم خیال
صاحب یقین دہم اور خیال سے نہات پائے

واں کہ را نور عمر نبود سجد
جس کا سہارا عمر کا نور نہ ہو

صدہ ہر ازل گشتی باہول دہم
ہاگوں کشتیاں خوف اور ڈر سے

کتریں فرعون پست فیلسوف
کم از کم فرعون، چالاک اور فیلسف

کس نہ اندر زوی زن کیست ایں
کوئی نہیں جانتا وہ زندگی قدرت کیون ہے؟

چوں ترا دہم تو دار ذخیرہ سر
جبکہ تیرا دہم تجھے جیسراں نادیتا ہے

عاجز م من از مہی خوشتن
میں اپنی خودی سے عاجز ہوں

از مہن و ماہر کہ ایں درمیزند
جو خودی اور انانیت کیساتھ تیس روانہ کو لکھتا ہے

بے من و مانی ہی مجویم بحال
میں (دل) جان سے بخود اویے انانیت والے کو ڈھونڈ

ہر کہ بے من شد ہر نہا خود او
جولے خود ہو گیا، تمام خودیاں وہ خود ہے

آئین بے نقش شد یا بد بہا
وہ بے نقش کا آئین بن گیا، قیمت پائے گا

ہر کہ جو شخص خودی نہا کر ہے اس میں اپنی خودی نہیں ہے اس میں مخلوق خدا کی خودی ہے اور وہ جسد
عقل ان کا درست ہے۔ تاہم جب انسان کے دل میں خود اپنا نقش نہیں ہے تو اس دل کی قدر و قیمت ہے
اس میں دوسروں کی تصویریں نمایاں ہو سکتی ہیں۔

گشت ہفتا و دو دلتا ہل میں
دستِدار بہشتِ فرقت بن گئے

موی ابرو را نمی گوید ہلال
وہ ابرو کے بال کو چاند نہیں کہتا ہے

موی ابروئے کجے را ہش زند
اُبرو کا کج یا بال ایس کو ہفتا کہتا ہے

تختہ تختہ گشتہ در دریا بے دہم
دہم کے دریا میں تختہ تختہ ہو گئی ہیں

ماہ او در برج دہمی درخوف
اس کا چاند دہم کے برج میں گرہن میں ہے

وانکہ دانندیش بر خود گمان
اور جو جانتا ہے اس کو اپنے بائے میں گمان نہیں ہوتا

از چ گردی گرد دہم آں دگر
تو دوسرے کے دہم کے کیوں چکر کاٹتا ہے؟

چہ نشینی پرمی تو پیش من
تو خودی سے بہر ابرا میرے سامنے کیوں بیٹھتا ہے؟

عاشق خوش است بر لامی تند
وہ اپنا عاشق ہے، فسقا کا چکر کاٹتا ہے

تا شوم من گوئی آں خوش صولجا
تا کہ میں کس اچھے بے کی گیند بن جاؤں

یار مجہ شد جو خود را نیست دست
دوست کا دوست بن گیا جبکہ اپنا درست نہیں

زانکہ شد حاکی مجمل نقشہا
کیونکہ وہ تمام نقشوں کا مظہر بن گیا

ہر کہ جو شخص خودی نہا کر ہے اس میں اپنی خودی نہیں ہے اس میں مخلوق خدا کی خودی ہے اور وہ جسد
عقل ان کا درست ہے۔ تاہم جب انسان کے دل میں خود اپنا نقش نہیں ہے تو اس دل کی قدر و قیمت ہے
اس میں دوسروں کی تصویریں نمایاں ہو سکتی ہیں۔

سجستہ دور۔ دست کے منہ
فرقت ہی کی بنیاد پر چھانچے

دستِرخیم ہر سر کی دست ہفتا
فوتوں میں ہفتا کی بنیاد پر چھانچے

ایک نہات پائے اور وہ دو دوز
ہر دو جو سر اور اسی کی نہات

پیش کر کے ہفتا ہفتا ہفتا
مرد ايقاں پہلے ایک نقد گرا

بے میں یا کیا کیا تھا ایک
صاحب کی کہ با بال مگر ہر تھا

اور وہ مٹی آٹھ کے سامنے کیا تھا
وہ چاند کی کوشش کر رہے تھے

تو اٹھنے لگی اٹھ کے سامنے
چاند مگر یہاں اور کہنے لگے کیا نہ نظر

آ رہا ہے جس کی قسم حضرت عود
نے کی۔ درجب وہ مڑا ہوا ہوا بنا

وایں تر وہ چاند تاب ہو گیا کچھ
وہاں کے در و افلاک سے طعنے لگ کر

فرعون کی کو دھڑکتے دہم کی بنیاد
پر کیا دوسری کر رہا۔

سجستہ زین میں دور و دلت
جس کی سر کی زین ہے وہ دور کی کشت

نہیں کہتا ہے اور اگر سمجھتا ہے
تو اپنے آپ کو کشت نہیں سمجھتا

بہم سب بہم کا زبانی ہو چکا
انسان کہنے اپنے دہم کا حال کیا

نفسک ہے تو دوسرے کے دہم کا
کیا حال کر سکتا ہے، مگر ہم جیک

انسان خود خودی میں جلا ہو تو
دوسرے کی خودی کا حال نہیں

کر سکتا۔

سجستہ آتوس جرفان خودی
میں مست ہے وہ تو خود اپنا نقش

ہے اس کو تمام فضا میں نہیں
ہو سکتا، آتوس، ایسے شیخ

کی تو شکر کی ضرورت ہے جو
انانیت اور خودی کو نہا کر رہا ہو

پھر اس کی اطاعت نہ ہو گی

حکایت شیخ محمد سررزی غزنوی قدس سرہ زوہ العزیز

بُد محمد نام و کنیت سررزی
نام مستند اور کنیت سررزی تھی
ہفت سال اودائِم اندرِ مطلب
سات سال وہ ہمیشہ (مصلوب) مقصد میں تھے
ایک مقصودش جمالِ شاہ بُود
سیکس اُن کا مقصد شاہ کا جمال تھا
گفت بنمایا فسادِ من بزمِ
عزیز کیا دکھا دے، درِ بزمِ چشمِ کورون کا
وَر فر و افقیِ نمیریِ شکست
اگر تجھے گرد گئے نہ گرد گئے میں تھیں اداں کا
درمیانِ عمقِ آبے اُفتاد
ایک پانی کی گہرائی میں جسا بڑے
از فراقِ مرگِ بربخود نوحِ کرد
اپنی موت کے سسواں پر رونے لگے
کارِ پیش باز گونہ گشتہ بُود
مسلان کے لئے آٹا ہو چکا تھا
اِن فِی مَوْتِی حَیَاتِی مِیَزِے
تجھ کی میری موت میں میری زندگی کا نہ ہو گشتہ
باہلاک جانِ خود یک ل شہ
اپنی جان کی ہلاکت پر مطمئن ہو گئے تھے
نرگس و نسریں عذوقِ جانِ اُد
نرگس اور نسریں اُن کے جان کے دشمن تھے

زاہدے درغزنی از دانشِ غزنی
غزنی میں ایک زاہد عقل سے پروردہ
بُود اُفتادش سررزی ہر شب
ہر شام کو اُن کا اُفتاد انور کی کونسل تھی
بُس عجائب دید از شاہ وجود
موجود اُن کے انھوں نے ہر شب عجائب دیکھے
بر سرِ کُر رفت آں ز خویش سیر
وہ اپنے آپ سے ہمیشہ دور کر رہا تھا اپنی سیر
گفت نامدِ نوبتِ آں کلمتِ
فرمایا اُس اعجاز کا موقع نہیں آیا ہے
اُوفروا گشت خود را ز دود
انھوں نے عشق میں اپنے آپ کو بچے بیکٹ کیا
چوں نمر از نس آجناں سیر مُرد
جب اُنھوں نے مرگ سے نہ ڈرے وہ جان سے بے زلزلہ
کایش جیات اُد را چو مرگے میمُرد
کیونکہ یہ زندگی اُن کو موت کی طرح نظر آتی تھی
موت را ز غیب می کرد اُوک
موت کی وہ غیب سے بھیجے آ گئے تھے
موت را چوں زندگی قابلِ شہ
موت کو زندگی کی طرح قبول کر لے رہے تھے
سُیف و خنجر چوں علیؑ بجاں اُد
حضرت، علیؑ کی طرح تلوار اور خنجر اُن کا بجاں تھا

ملکِ حکایت چڑھ گیا ہے
شیخ کی سرست کا چھڑ گیا تھا
میں میں خودی اور ذات نہ ہو
اُس کے مناسب محمد سررزی
غزنوی کا ذکر کیا ہے جو اس
صفت کے ساتھ موصوف تھے
سررزی سرر زجھو کی پیل
کی کوئل چو کہ یہ دوزخ اُسی سے
اُفتاد کر گئے تھے اپنے اُن کا لب
سررزی پریش تھا۔ سررزی غزنی
کا کہنے والا غزنی اور غزنی غزنی
شہر ہے جس میں سلطان محمود
غزنوی پیدا ہوئے تھے۔ مطلب
یعنی وصل الی اللہ شاہ وجود
اللہ تعالیٰ جہاں ہیں اُن کا مقصد
عجائب دیکھنا تھا بلکہ دیکھنا
خود اُدنی تھا۔

ملکِ خوش سیر میں اُن کا بغیر
دیدارِ خداوندی کے زندگی سے
دل ہر کیا تھا اور زہر دہشتا د
چاہتے تھے۔ گفت۔ دیدارِ جلال
کی درخواست پُران کو جواب
کا ابھی نہیں وہ مقام حاصل
نہیں ہے جس میں دیدار ہو سکے
وَر اگر چہ اُسے گرا کر بھی پہنچے
آپ کو چاہئے کہنے کی کوشش
کر دے تو تمہیں پہنچے نہ دیا
جائے گا اور اگر نہ تھے تمہارا
بدن شکست نہ ہو گا دہلیان۔
وہ چاہا دے کہ وہ قریبی
میں جا کر سے بخش۔ اوندھا۔
آزاد ہو چکا کہ زندگی سے
دل بھر چکا تھا۔ اور اُنھوں نے
سے بھی نہ سہے تو رونے لگے
ملکِ آس۔ ورنہ کو زندگی
عزیز ہے اُن کے لئے اُنہی
بات ہو گئی اُن کو اپنی موت
بیاری تھی۔ موت۔ وہ موت

کی بتا کرتے تھے اُن کو اُن کو یقین تھا کہ موت کے بعد دیدارِ جمال ہو جائے گا بات دل شہر میں وہ مطمئن
تھے چوں علیؑ پہلے مولانا بیان کر چکے ہیں کہ حضرت علیؑ کے لئے اسبابِ موت دنیا کی لذتوں سے زیادہ
بہتر ہے۔

ہاتھ آمد روز صحرائے شہر
آواز آئی، جنگ سے شہر کی جانب جتاؤ
گفت لے دانائے لازم موبو
عرض کیا، اسے میرے تمام رازوں کے جاننے والے!
گفت خدمت آفکد بہر ذل نفس
نرایا خدمت ہے کہ نفس کو زیر کرنے کیلئے
مذتے از اغیا زرمی مستان
ایک مدت تک، مالداروں سے روپے لے
خدمت اینست تا نگیند گاہ
ایک وقت تک تیری ہی خدمت ہے
بس سوال و بس جوابے ماجرا
بہت سے سوال، بہت سے جواب اور گفتار
کزین و آسمان پر نور شد
کوزین اور آسمان فورے بھر گئے
لیک کو ترم آں گفتار را
لیک میں نے وہ گفت کو مختصر کر دی

ہاتھ طرفہ ازورائے سر و جہر
مجھ پر آواز آئی اور نور کی آواز کے علاوہ
چہ کنم و شہر از خدمت بگو
شہر میں کیا خدمت کروں، و خدا ہے
خویش ساز تو جو غلبے میں
قوا ہے آپ کو قیاس دین کی طرح بنائے
پس بدر ویشان مکیں می رسا
پھر مکیں درویشوں کو پہنچا
گفت سمعاً طاعت لے جاں پنا
عرض کیا، اسے جاں پناہ! میں نے سنا، قبول کیا
بدمیان زاہد و رب الثوری
زاہد اور مخلوق کے رب کے درمیان ہوا
در مقامات آں ہمہ مذکور شد
در مقامات میں وہ سب مذکور ہیں
تا نموشد ہر خستے اسرار را
تا کہ ہر کھستہ اسرار کو نہ بھٹے

آمدن شیخ بعد از چندین سال از بیاباں شہر غزنین
شیخ کا بہت سے سالوں کے بعد جنگ سے غزنی میں آنا اور غنی اخبار کے سے
وزنبتیل گردانیدن باشارت غیبی و تفرقہ کردن آنچہ
بجھتی تھا اور جو کچھ صحیح ہوتا اس کو فقہار میں
جمع آمدہ بر فقرارے
تقسیم کر دیتا

ہر کرا جاں ز غزلتیکست
جس شخص کی جان تھیک کی ذلت و اہت ہے
نامہ برنامہ پیک پیکست
و اس کیلئے خطہ پختہ اور تمامہ پر تمامہ ہے

چالیس روز گذری کرئی پڑتی ہے تفرقہ تقسیم
تیر کرار، یہ ضرائح نامہ کا ہے۔



۱۵ ہاتھ چونکہ خدا نے فکر
میں مرتبہ پر پہنچا تھا میں
وہاں حال ہو تو فیض آواز لے
اُن کو حاکمیت کی کردہ شہر میں
جائیں زمین گردانی کرس اند
بیک بگیں۔ گفت۔ ان
ہر ملک سے سوال کیا کہ شہر میں
جا کر کیا کریں تو جواب دیا ہے
آپ کو کھاس زمین بنا کر...
قیاس و بس، یہ ایک بجلی
تھا جو طرح طرح کے جیلوں سے
گذا کرئی کرتا تھا کسی جیل کو کڑا
دیتا تھا کسی سزا دیتا تھا اور
مختلف طریقوں سے بیک
باجی تھا تا جہاں حکامات میں
ہیں کہ تھے ذرا دور ہی سفر
لوگوں نے جس کو گارگ نام
قیاس دوس تھا ہے اور کھڑو
کر یہ دوس قید کا تھا۔
۱۶ گفت۔ اُن بزرگ نے
عرض کیا کہ اس حکم کو بجا کر
کوڑیوں میں بزرگ اور فوج
کی رہا پس ہمیں جس سے ملک
اور زمین سزا دے گا
یہ کتاب کا ہم ہے جس میں شیخ
محمد سرزدی کے تھے ذکر میں
بعض لوگوں نے جس کو سزا
روم کی تعین فرما دیا ہے
۱۷ زمین گردانیدن۔ بے
قوت میں مسلم ہوا تھا کہ سزا
فرمیں۔ ریاضت اب بھی
باقی ہے ان کو شیخ کی کوڑی
علقہ میں جب داخل کرتا ہے
تو مختلف ریاضتیں کرات
ہے اور اس میں یہ ریاضت
بھی داخل ہے کہ کسی مریہ کو

ملہ در بستر میں اس کی
کے صبر سر زدی غنی میں
پہنچے گوں نے انکے استقبال
کے لئے خبر کر سہا یا پس وہ
بہر اطلاع خفیہ راست سے ظہر
میں داخل ہو گئے اور اپنے لئے
اس امر اور ذکر پسند کیا۔
تہ گشت خفیہ طور پر
غنی میں پہنچنے کے بعد انکے
لئے مگوں سے کہا میں غزنی
میں خود غنی کے لئے نہیں
آیا ہوں میں قرآن آپ کو
ذیل کرنے اور بیکار اچھے
کے لئے آیا ہوں۔ تو نہیں۔
کارت گدائی بہت کم تکلفی
میں ایک سو نام فقیروں کی طرح
انگوں کا تاکہ اچھے مریض
ہوں اور لوگوں سے بجا بھلا
مشغول۔

تہ انحراف۔ غائب لای
اور طبع کا حکم دے تو پھر
قناعت ذات ہے اور ذات
میں عزت ہے۔ اور ذات جب
خدا کی سے ذات کا طلب
ہو تو طالب خدا عزت کو
پسند نہیں کرتا ہے۔ بہت۔
یعنی میں فقیس دیکھ گیا میں
میں بھکاری ہوں گا تو تھوڑے
فقیروں کی مصافحت ہے اگر
توفیق ہے تو ہم خدا کے لئے
وو۔

رؤشہم آورد آن سراں پذیر
اخص تم ہائے ما نے شہر کا رخ کیا
از فرح خلق با استقبال رفت
مطلق خوشی سے استقبال کیلئے روانہ ہوئی
جملہ اعیان و مہاں برخاستند
سب ہنسے اور سر وار کھڑے ہو گئے
گفت من از خود نمائی نامدم
انہوں نے کہا میں خود نمائی کے لئے نہیں آیا ہوں
نیستم در عزم قال قیس من
میں بات جیت کے ارادہ میں نہیں ہوں
بندہ فراموش کر امرست از خدا
میں تم کو کاغذ ہوں کیونکہ خدا کا حکم ہے
در گدائی لفظ نادراورم
میں بھکاری میں میں سب لفظ نادراورم
تا شوم غرق مذلت من تمام
تاکہ میں پوری طرح ذلت میں ڈوب جاؤں
امرتحق جانست من آں راتبع
خدا کا حکم جان ہے میں اس کے تابع ہوں
چوں طمع خواہد ز من سلطان دین
جو کہ دین کا شاہ، مجھ سے طمع چاہتا ہے
او مذلت خواست کے عزت نم
انہوں نے ذات چاہا میں کب عزت کے درپے ہو گیا
بعد ازین گدیہ مذلت جان من
اس کے بعد بیک اور ذات میری جان ہے
شیخ بر میگشت در نیلے بدست
مستحق مگر تھے اور بھولے ہاتھ میں

شہر غزنی گشت از روش مُیر
غزنی شہر ان کے چہرے سے منور ہو گیا
او در آمد از رو دزیدہ تفت
وہ جلتہ در راستہ سے اندر آ گئے
قصر با ازہر او آراستند
ان کی وجہ سے مکانات کو آراستہ کیا
جز بنجھاری و گدائی نامدم
ذلت اور بھکاری میں کس کے ہوا کے لئے نہیں آیا ہوں
در بدر گردم بکف ز نیل من
میں ہاتھ میں بھولے کر در بدر گردم
کہ گدا باشم گدا باشم گدا
میں بھکاری ہوں میں بھکاری ہوں میں بھکاری
جز طریق خس گدایاں نہیرم
کیونکہ فقیروں کے بجا طریقہ ذلت ہے
تا سقبطا بشنوم از خاص عام
تاکہ خاص و عام سے بجا بھلا مشغول
او طمع فرمود و ذل من تمنع
انہوں نے لای کا حکم دیا اور جس نے قناعت کی تو نہیں
خاک برفرق قناعت بعد ازین
اس کے بعد قناعت کے سسرہ فوعل
او گدائی خواست کے میری غم
انہوں نے بھکاری میں چاہا میں کب بھکاری ہوں گا
بیست عبا س اندر انبان من
میری بھول میں بیست عبا س ہیں
شمی نہ خواہد توفیقیت بہت
لے خواہد ہاگہ تھے کہ توفیق ہے تو کہ نہ ہونے
تھے

بَرْتَر از کُرسی و عرشِ اسرار او
ان کے بہتی احوال کُرسی و عرش سے بڑھتے
انبیاء ہر یک ہمیں فن میں نہ
ہر ایک ہی اسی طرح نرسہ نکات ہے
اَوْضُوا لِلّٰہِ اَفْرِضُوا لِلّٰہِ مِیز نہ
انہ کر قرض دو، انہ کر قرض دو، کہتے ہیں
دُرُودِ راسِ شیخ می آرد نیاز
یہ شیخ در بدر عاجز ہی کرتے ہیں
اَلْکَدائی کہ بختِ میکرد او
وہ بکارتی ہیں جود و کوشش کر رہے تھے
وَر بکرے نیش از بہر گلو
اگر وہ ملن کے لئے بھی کرتے
دَر حَقِّ اُو خور دنان و شہدِ شیر
اُن کیلئے روٹی اور شہد اور دودھ کی خوراک
نُو مینوشد رنگوناں می خورد
قوربی رہے ہیں، ملن روٹی کھا رہے ہیں
چوئلِ شرارے کو خورد رنگونِ شمع
جیسا کہ وہ آگ جڑھن کا روغن کھا رہی ہے
نَانِ حویے را گفت حق اَکْثَرُ فَا
انہ (قائے) نے روٹی کا تیراے کیلئے فرمایا اَکْثَرُ ذکر
اِس گلوئے اِستلاید وِس گلو
یہ ملن آراکش تھا اور یہ ملن
اَمرو فرماں بُودنے حرص و طمع
ملن اور منہ ران تھا، ذکر لابی اور ملن

شَیْئًا لِلّٰہِ شَیْئًا لِلّٰہِ کار او
بکھ نہا کے لئے، بکھ نہا کیلئے اُن کا کام تھا
خَلْقِ مُفْلِسِ گدیہ ایشاں می کنند
خلقِ مفلس ہے، اُن سے بیک اگتے ہیں
بَارُکُوں بِر اَنْصُرُوْا لِلّٰہِ می تند
اُن = اَللّٰہ کی مدد کرو، ہمیں کہتے ہیں
بَر فلکِ صَد در برائے شیخ باز
شیخ کیلئے آسمان پر سینکڑوں روزانے لکھاتے ہیں
بہر نیرواں بُودنے بہر گلو
خساک کے لئے تھا، ذکر ملن کے لئے
اَلْگلو از نورِ حق دار و غلو
وہ ملن خدا کے لئے دُر سے پُر تھا
بہ زچلہ دزسہ روزہ صَد فقیر
سینکڑوں فقروں کے چڑا اور روزہ سے بہتر تھی
لَا لَمِیکار د بَصُور ت می چرو
لاز رہے ہیں، بظاہر پڑ رہے ہیں
نُو را فزاید ز خوردش بہر جمع
ہم کے کھانے لوگوں کیلئے نور بڑھتا ہے
نور خوردن را کُفست اَکْثَرُ فَا
نور کرنے کے لئے، بس کرو، نہیں منہ رانا
فَارِغِ اَز اَسْرانِ اَیْمِنِ اَز غلو
اِسراں سے بے نیاز ہے اور غلو سے محفوظ ہے
اَنجناں جان حرص را بُود بُتغ
ایں جان حرص کے تابع نہیں جوتی ہے

اے بزرگ شیخ کا ستارہ و ش
دکری سے لیتے تھیں انھوں
نے بکھائی، ایشاں کو بھی بکھائی
ایشاں، ایشاں کو بھی بکھائی
ہی ہے کہ باوجود ہر قسم کے
غلن کے غفلتِ خلق سے بیک
لگتے ہیں، اَقْرَضُوا، ایشاں کیلئے
ہیں کہ خدا کو جس دوا اور فدا کی
مدد کرو مگر خلقِ خود قرض
اور دلی محتاج ہے، و تندیہ
شیخ در بندہ سے پھرتے تھے
حال کا سوا کے سینکڑوں روزہ
اُن کے لئے لکھتے رہتے تھے
اے آن گزائی شیخ کا بکارتی
ہیں، بکھائی، قضا کے حکم
کے مطابق تھے، در اگر وہ اپنے
لئے ہیں کہتے تھے، میں تمام
پرستی بکھتے تھے کہ اُن کا کھانا
چینا اُن کے لئے خدا کی عطا
اور اُن کے لئے دنیا کی تقویں
دوسرے کا کھانے کا چاہوں
سے بہتر تھیں، روزہ دین
دن کا صبر وصال، قرآنیہ
بزرگ کھا، لکھتے ہیں تودہ
نور میں جاتا ہے۔
اے چوں، بزرگ کے لئے
دنیا کی تقویں ہی دوسروں کے
لئے اِمْت، مادہ ہی نہیں ہیں
طرحِ آگیزہ، جتنی کر کھاتی ہے
تو دوسروں کو نور حاصل ہوتا
ہے، اتنا خورے، جن کی
غنائیں محض روٹی ہیں، ان کے
لئے قرآن کا حکم ہے خُشْکُ
بِاَشْبِیْہِ ذُلًا لِّشَرِّ فَا کھا
اور پھر بس صبر سے تجاوز نہ کرو
تین جن کی غذا نور میں ہے، انکو
بِخُشْکُ یعنی کھانا کھا کر کا
مکمل نہیں ہے جو درجہ میں

لے کر مویہ سا کر گیا تاجے
کو کہنے تو اس میں تاجے
ہی کا نام ہے آن لکوان
شیخ جو ایک دم پہنچے
اس میں نورانی عین پس
تھیں گنجہای خدا لے شیخ
کے سامنے زمین کے سامنے
خوئے پیش کر دیتے تھے
لیکن شیخ نے عرض کر دیا تھا
کہ اگر میں زرا کا طالب ہوں
تو عاشق نہیں بن سکتا ہوں
ہفت۔ اگر کوئی جنت کے
خروج یا دوزخ کے دوسے
جہات کرتا ہے تو وہ مومن نہ
ہے عاشق نہیں ہے کیونکہ
دوزخ اور جنت کا تعلق بدن

سے ہے۔
۸۔ عاشق جس عاشق نے
خدا کے عشق کی دوزی کمالی
اس کے لئے بدن بھی چھوڑا تھا
ہے اور جنت دوزخ کا تعلق
بدن سے ہے لہذا وہ جنت
کی انتظار کرتا ہے اور اس سے
دوزخ کا خوف عبادت کرتا ہے
وہی ملک شیخ کا بدن ہوا تھا
تو لیکن اس میں جسمانی مشقت
نہ تھی۔ عاشق عشق پروردی
نہیں چاہتا ہے جنت اور
دوزخ عبادت کی پروردی
ہے جس طرح جبرئیلؑ اس سے
چوری کا تصور نہیں ہو سکتا
اس طرح عاشق سے پروردی
کی خواہش کا تصور غلط ہے۔
۹۔ عاشق عاشق خدا کو
بڑی قدر ہے تیل کے عاشق
کے لئے یہی دنیا کی سلطنت
یعنی جی مجوں کے نزدیک

گرتیوید کیمیا مس را بہ
اگر کیمیا تاجے سے کہے کہ دے
آں گدائی کہ بجد میسر راؤ
وہ ہیکاری ہیں جو وہ کرشنش سے کر رہے تھے
گنجہائے خاک تا ہنقم طبق
زمین کے خوئے ساتویں طبقہ ایک
شیخ گفتا خالقاً من عاشق
شیخ نے کہا اے خالق! میں تو عاشق ہوں
ہشت جنت گرد آرام و نظر
اگر میں آسودہ منتوں کو نظر سے لادوں
مومنے باشم سلامت جو من
میں سلامت کا طالب ہوں ایک مومن ہوں

۱۰۔ عاشق کو عشق پروردی خود دوست
وہ عاشق جس نے خدا کے عشق کی دوزی کمالی
وہیں بدن کہ دارد آں شیخ فطن
وہ سمجھتا ہے جو یہ بدن رکھتے ہیں
عاشق عشق خدا و انگاہ مزد
عشق خدا کا عاشق اور پسر پروردی
عاشق آں یسلی کور و کبود
اندھ، نیسیل، یسلی کا عاشق
پیش او یکساں شدہ بدعا کوند
اس کے لئے جی اور سونا یکساں ہو گیا تھا
شیر و گرگ دواز و واقف شدہ
شیر اور گرگ! اور دودھ اس سے واقف ہو گیا تھا

مسنے اور جتنی فرق نہ تھا نہ اس کو جان کا غم تھا نہ شیر۔ مجنوں جھگڑ میں پڑتا تھا اور اس کے
چادوں طرف ہر قسم کے دوزخ سے ہوتے تھے۔

تو بمن خود را طمع بنود رفہ
تیرے آپ کو مجھے (تو بہ) زیادتی اور لالچ ہوگا
بود از آتناار حکمتہائے ہو
وہ اللہ کی محنت کا نتیجہ حب
عرضہ کردہ بودیش شیخ خق
اظہار حقانیت کے لئے شیخ کے سامنے پیش کر دیتے تھے
وز بکویم غیب تو من فاشم
اگر میں تیرے غیب کی ہمت کر دوں تو میں فاش ہوں
وکنم خدمت من از خوف سقر
اگر میں دوزخ کے ڈر سے عبادت کروں

زانکہ ایس ہر دو بود حفظ بدن
کیونکہ یہ دونوں چیزیں بدن کا حصہ ہیں
صد بدن پیش نیر زد تہ توت
انکے آگے بیکراؤ بدن غیب کے لئے کی جنت نہیں ہے
چیز دیگر گشت کم خواشن بدن
وہ دوسری چیزیں ایک ایس کو بدن نہ کہ
جبرئیل مومن آنگاہ دزد
الاستدار جبرئیل اور پھر چور
ملک عالم پیش او یک تہ بود
دنیا کی سلطنت اس کے سامنے ایک تہ تھی
زرچہ باشد کہ نہ بدجاں را خطر
سونا کی جڑ ہے ایس کو جان کا غم نہ تھا
بچو خوشیاں گرد او گرد آمدہ
اپنوں کی طرح انکے چادوں طرف جمع ہو گئے تھے

مسنے اور جتنی فرق نہ تھا نہ اس کو جان کا غم تھا نہ شیر۔ مجنوں جھگڑ میں پڑتا تھا اور اس کے
چادوں طرف ہر قسم کے دوزخ سے ہوتے تھے۔

کایں شست از خوی حیوں پاک

کریہ حیوں کی خلعت سے بہت پاک ہو گیا ہے

زہر دہاں شد شکر ریز خرد

عقل کا شکر کا بھار دہندہ کا زہر ہوتا ہے

محرم عاشق را نیار د خورد

دہندہ کا عاشق کا گوشت نہیں کھا سکتا

و ز خورد فی المشل دام و دوش

بالغرض اگر اس کو جانور اور دہندہ کھلے

ہر چیز جز عشق ست شد کاول عشق

جو عشق کے سوا ہے وہ عشق کی غذا ہے

داند مرمغ را ہرگز خورد

داند مرغ کو کبھی کھا سکتا ہے !

بندگی کن تا شوی عاشق فعل

عبادت کرتا کہ تو شاید عاشق بن جائے

بندہ آزادی طمع دارد ز جد

بندہ قسمت سے آزادی کا لالچ لکھتا ہے

بندہ دائم خلعت ادرار جوست

بندہ ہمیشہ خلعت اور انعام کا جریاں ہے

وز گنج عشق در گفت و شنید

عشق کہنے اور سننے میں نہیں سوتا

قطرہ ہائے بحر را نتوان شمرد

سمندر کے قطرہوں کو شمار نہیں کیا جا سکتا

ایں سخن پایاں ندارد کافلاں

اسے فلاں ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

پیر عشق و محم و شمش زہر ناک

عشق اور زہر ہے گوشت اور پیر ہے بڑے

زانکہ نیک نیک باشد ضد بند

کیونکہ اچھا نیک ، بد کی ضد ہوتا ہے

عشق معروفست پیش نیک بند

بر نیک دہ کھائے عشق پہچانی ہوئی چیز ہے

محرم عاشق زہر گرد و مکشش

عاشق کا گوشت زہر بن جائے ، الٹو پاک کرے

دو جہاں یکداند پیش نول عشق

عشق کی چوٹی کے لئے دونوں جہاں یکساں ہیں

کا بدان مرا سپ را ہرگز خورد

آخر کبھی گھوڑے کو کھا سکتا ہے !

بندگی کسب است آید و غفل

عبادت کسب ہے ، غفل میں آجاتی ہے

عاشق آزادی نخواہد تا ابد

عاشق کبھی آزادی نہیں چاہتا

خلعت عاشق ہمہ دیدار است

عاشق کی سب خلعت اس کا دیدار ہے

عشق دریا نیست قعرش ناپید

عشق نہ دریا ہے جس کی گہرائی معلوم نہیں ہے

ہفت دریا پیش آں بحرست خرد

اس سمندر کے ساتوں دریا چھوٹے ہیں

باز رو در قصبہ شیخ زراں

شیخ زراں کے قصبہ کی طرف واپس چل

در معنی لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ

اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا ، کے معنی

لہ کائنات ، جس میں جہاں

صفت ختم ہوئی تھی اور

خلوتیت پیدا ہوئی تھی جس

کا گوشت دوست عشق سے

زہر ناک ہو گیا قاتلِ ہر عشق

عشق کھائے شکر کا بھار

ہے اور دروں کے لئے زہر

تشنہ ریزہ وہ شکر ہو جس پر

بھاروں کی ہوائی تھی ، کھینچ

عاشق کا گوشت عشق سے نہ چا

ہو جاتا ہے اگر دہندہ اس کو

کھائے تو مر جاتا ہے جس

ہر چیز عشق کی خدا ہے

دو جہاں اس کے لئے یک

داز ہے دانہ بندہ کو نہیں

کھاتا ، بندہ را ز کھا کھا ہے

لے کا جان گھوڑا کھا دے

عشق کا کھا ہے اور کھائے

کونیں کا ، جنگ جہاد

کسی چیز سے عشق کی

ہے عشق میں عداوت نہیں

ہے ، جہاد گھوڑا آزادی

چاہتا ہے عشق گرفتاری

چاہتا ہے عداوت گداز

کا خواہاں ہے عشق صرف

دعا کا طالب ہے

لے اور محبت عشق کی

فاقہ بیان ہے وہ دہائے

قیامت کا ہے ، لہر سمندر

کے قعرے ٹھکانا کھنڈ

دریا کے عشق تودہ دیا ہے

کھائے ، القاب دیکھ سنا

سمندر ایک چھڑا سمندر

قصر کی تہاں کسی طبع

بیاں ہو سکتی ہیں ، شیخ زراں

شیخ محمد سرور زراں

لے جسے نہیں اس قدر
بزرگ شیخ اور عشق اس سے
مگر اگر کرار ہے عشق غالب
چاہے کرنا ہے اس سے
ڈرتے رہو عشق عشق کے
کارنامے یہ ہیں کہ وہ مستدر
کو رنگ کی طرح ڈال دیتا
ہے پہاڑ کو ریت کی طرح
پیس دیتا ہے عشق آسمان
میں شکست کر دیتا ہے زمین
کو راز دیتا ہے
سے آغوش عشق کی منت
یہ بھی ہے کہ وہ آنکھوں کو دکھا
توڑنے لگے بارے میں
فرمایا اگر تو نہ ہوتا تو میں
آسمانوں کو نہ پیدا کرتا تھا
اور انبیاء میں عشق تھا
لیکن آنحضرتؐ میں بدرجہ اتم
تھا میں بردا۔ آسمان کی
بندی عشق کی بندی
سمجھانے کے لئے ہے۔۔۔
منفعتیہا۔ آسمان کی بندگی
میں اصل منفعت یہی ہے
منفعتوں کی مثال انڈے
کی اور اس منفعت کی مثال
چمڑے کی سی ہے جو مائیں
ہے۔
تھے خاک۔ زمین اور مٹی
پیدا کرنے کی منفعت یہ
ہے کہ عاشقوں کی دولت کو
اس سے سمجھو جو خاک زمین
خاک ہوتی ہے پھر اس میں
سبزوارا رنگ جاتا ہے اس
سے عاشقوں کی تبدیلی کو
سمجھو۔ آتو یہاں زوں کا جواز
عاشقوں کا جواز سمجھنے کے

شد نہیں شیخے گلے کو بکرو
ایسے شیخے رنگی گلے کے بھکاری بن گئے
عشق جو شد بحر را ماند ریگ
عشق بندہ کو رنگ کی طرح نکرو دیتا ہے
عشق بشکا ذلک لک صد شگفت
عشق آسمان میں شگفتاں مثال دیتا ہے
با محمد بود عشق پاک جفت
پاک عشق محمد کا ساتھ تھا
منتہی در عشق چوں او بود فرد
عشق میں چونکہ وہ منتہی اور یکساں تھے
گر نبودے بہر عشق پاک را
اگر آپ پاک عشق کے لئے نہ ہوتے
من بدایں افراتم جرح منی
میں نے اپنے آسمان کو اسی لئے پسند کیا
منفعتیہا دگر آید ز جرح
آسمان کے دوسرے فوائد (میں) ہیں
خاک را من خاک روم یکسری
میں نے مٹی کو بالکل مٹی بنایا
خاک را دادیم سبزی نوئی
مٹی کو ہم نے تازگی اور سبزی بخشیں
باتو گویند ایں جبال را سیات
ہمے ہوئے پہاڑ آپ کو بتاتے ہیں
گرچہ اس غیبت میں نقش الہیہ
ہے جیسا! اگرچہ وہ مٹی ہیں اور یہ صورت ہے

عشق آمد لا ابالی انقوا
عشق لا پروا ہے
عشق ساید کوہ را مانند ریگ
عشق پہاڑ کو ریت کی طرح پیس دیتا ہے
عشق لرزاند زمین را از لرزاف
عشق زمین کو آسانی سے لرزادیتا ہے
بہر عشق او را خدا لولا کہ گفت
عشق کی وجہ سے خدا نے آپ کے لئے لولا کہ فرمایا
پس مرا و را ز انبیاء تخصیص کرد
قرآن میں ہے ان کو مخصوص کر رہا
کے وجودے دادے اطلاق
تو میں آسمانوں کو جو دکھ عطا کرتا؟
تا علو عشق را فہمی کنی
تاکہ آپ عشق کی بلندیوں کو سمجھ سکیں
آں جو بیضہ تالغ آید ایں جو فرخ
وہ انڈے کی طرح تالغ ہیں یہ مٹی کے بچے کی طرح
تا ز دل عاشقان بوی بری
تاکہ آپ عاشقوں کی دولت کا پتہ لگا سکیں
تا ز تبدیل فقیر اگر شوی
تاکہ آپ فقیر کی تبدیلی سے آگاہ ہو جائیں
وصف حال عاشقان اندر تھا
عاشقوں کی حالت بجا دین
تا بفہم تو گند نزدیک تر
تاکہ (بافتہ) تیری سمجھ کے زیادہ قریب کر دے

لے ہے مگر جو عشق ایک سبزی چیز ہے اور اس کی صفات کی ان چیزوں سے تشبیہ عشق سمجھانے کے لئے ہے۔

عَصَدُ رَا بَاغَا تَشْبِیْہِ کُنْد

غدا کو کانٹے سے تشبیہ دیتے ہیں

آں دِل قاسی کہ سَنکِیں خواندند

وہ سخت دل جس کو پتھر کا کہتے ہیں

دَر تَصَوُّرِ دَر نِیَا دِ عَیْنِ آں

اگر وہ بعینہ تصور میں نہ آئے

آں نَباشد لَیْک تَشْبِیْہِ کُنْد

وہ وہ نہیں ہوتا لیکن تشبیہ کرتے ہیں

نَا مَناسِب بَدِ مَشا لے رَا نَد

مناسب نہیں ہے، ایک مثال دیتے ہیں

عَیْبِ بَر تَصَوُّرِ بَر نَفِش مَدَاں

اُن مثال پر عیب ہے اُس کا انکار نہ کر

رَفِیقِ شَیْخ و رِخَانِہ امیرِے بہر گدیرِے رونے چہا بار بار زنبیل

شیخ کا ایک امیر کے گھر پر نہیں اشارے سے چار مرتبہ تن زنبیل کے بیگ

بَاشَارَتِ غَیْب و عِتابِ کَر دَن امیرِے اُو رَا بَدَلِ قَاحَت

بشارتِ غیب اور اس پر اُن پر اُس بے خبری کے لئے نالوں ہونا اور

وَعَدِے کُفْشِ اُو امیرِے رَا

اُن کا امیر سے وعدہ کرنا

شَیْخ رُونے چار کَر ت چوں نَفِیہ

شیخ ایک دن میں نیک کی طرح چار مرتبہ

دَر کُفْشِ زَنْبِیْلِ دُشْ بَدِ زَنان

انکے ہاتھ میں زنبیل اور کھانچا کیلئے کانٹوں کے چوڑے

نَعْلَہائے اَبَا گُو دَا سَتِ کَپِیر

اے بیٹا! اُن کی نعل بندیاں ہیں

چو اَمیرِے شِ دِ کُفْشِ اے دَقِیْع

جب امیر لے گا کھانچا اُن کے کہا، اے بے خبرم

اے خُصْ بے شَرَمِ چَندِیں جُوشِجے

اے کینہ بے شرم! اتنی ہماگ دوڑ

اِیْسِ چَہ سَغری چَہ زَویستِ مِچَکَا

یہ کیا مٹائی اور کیا نشہ اور کیا کہ ہے؟

کِیستِ اِنِیَا شَیْخِ اَندر نِزِ دُتُو

بڑے! یہاں تیری قید میں کون ہے؟

بہر گدیرِے رَفْتِ دَر قَصرِ امیرِے

بیگ لے گئے امیر کے محل میں گئے

فَالِقِ جَاں مِی بَکُودِ تَا مَے نَاں

جان کا پیو کرنے والا، ایک روٹی ہانکتا ہے

عَقْلِ کُتّی رَا کُنْدِ مِخْمِ رَہ سَر

جو عقل عقل کو بھی مہسردان کر دیتی ہیں

گَوِیْتِ چِیزِے مَندِہ نَا مِ شَیْخِ

میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں میرا نام، عقلِ مذکر

تَا کَے دَنا چَندِ بَارِ زَی دُتُوئے

کب تک اور کتنی دو گئے دُتوئے کے لئے؟

کَہ رُوئے اَندر آئی چَا رَا رَا

کہ تو ایک دن میں چار بار آتا ہے

مَنْ نَدِیدِمْ نَرُ کَلَا مَانَدِ تُو

میں نے تجھ جیسا بُرا فقیر نہیں دیکھا

اے غدا، اسی کو تشبیہ

مثنوی میں ہے لیکن افسوس

کانٹے سے تشبیہ دی جاتی ہے

اُن قاسی سخت دل کو پتھر سے

تشبیہ دی جاتی ہے، اگر تشبیہ

سے تشبیہ ہو جائے تو یہ تشبیہ

تو یہ تشبیہ کا نقصان ہے اس

سے تشبیہ کا انکار نہ کرنا چاہئے

اے رفیقِ شیعہ نشانہ میں

سے ایک امیر کے گھر پر

دن میں چار مرتبہ بیگ لے

گئے جس پر اس امیر سے نیک

برہم کو کثرتِ مرتبہ

عملِ ذکرِ نفس، اُن کے لئے

میں زنبیل اور دُش بے

کی مٹائی ہے تھے اور

رہے تھے کہ انکے کانٹے

مرد روٹی ہانکتا ہے

اے منتہای، یہ عجیب

مسلحہ میں خدا خودی

شیخِ مستغنی اور علقِ حزن

لیکن اللہ کا حکم ہوا کہ

محتاجوں سے روٹی نہیں

دیتے بے شرم بکر، میرے

کہا کہ میں دیکھا ہوں تجھے

یہ ہاتھ کبھی پڑی ہے...

تسے غصہ، اہی امیر سے

کہا کیلئے روٹی کیلئے بار بار

تدویر کا دو دو کوسے

تسری سخت روٹی سے

تیرے تو یہاں کوئی تیرے

خام سے جو بار بار تیری

کرے نہ کہ بار بار

لے نقاس جس جس دس شہر
بیکاری تھے اسے نقاس کے
سستی بیکاری بن ہو گئے خانقہ
گھر ڈے کی زین کا فدا غاش
بردوش بسن خادم کجہو۔ بیرون
گفت مشیغے نے فرایا میں یہ
بیک اشک کے کم سے، اگستا
چوں میرے دل میں عشق کی
آگ لگی ہے، جہیزاں۔ اگر میں
لپے اندر روئی کی حورن کیوں
تو پناہ پست چاروں ہفت
میں نے سات سال تک جھک
میں جو کہتے تھے پر گروہ کیا
ہے
تار برگ یسین سبز پتے
کھانے سے ہون کا رنگ سبز
ہو گیا یا جن میں خوشامی ہو گئی
ابوالمشر حضرت آدم ہاں ملطفا
انسان مراد ہے۔ زیر کاں۔
ذہن لوگ جہاں کی کمال
نکالتے ہیں انھوں نے میرے
دنیوی حواس کے لیکن انکو
عشق کا علم حاصل نہیں کیا۔
تار جہیزات شہید ہے۔
آقوان ساقی عشق عشق کی
فیرت کا ققام ہوا اور ان کی
آکھوں سے پوشیدہ رہا تو کچھ
حیرت ہے کہ یہ لوگ ڈرے
باریک ہیں تے لیکن انکو عشق
نکرت آیا، نیک ہیں حیرت۔

حُرمت و آب گدایاں بُردہ
تو نے فیرد کی حیرت اور آہو بڑا کر دی
غاشیہ بردوش تو عباس دوس
عباس دوس تو تیرا غلام ہے
گفت امیرابندہ فرمانم خموش
انھوں نے کہا کہ امیر میں تم کا غلام ہوں چپ رہ
بہرزاں درخوش حاصل دیدے
اگر میں اپنے اندر روئی کی جرم و کیمت
ہفت سال از سوز عشق جسم پر
جسم کو یہ دینے والی عشق کی کوئی سات سال
تار برگ خشک و نازہ خوردم
یہاں تک کو خشک اور پڑ پتے کھانے سے
تا تو باشی در حجاب بولبشر
جب تک تو آدمیت کے پرورے میں ہے
زیر کاں کہ مویہا باش کا قند
ذہن لوگ جنھوں نے مونکافیاں کی ہیں
علم میر نجات و سحر و فلسفہ
خسبوں اور جادو اور فلسفہ کا علم
لیک کو شید نذا امکاں خود
لیکن اپنے مقدور ہوا انھوں نے کوشش کی
عشق غیرت کرد زایشاں کشید
عشق نے غیرت کی اور ان سے جدا ہوا
نور چشمے کہ بروز اتسارہ دید
آکھ کی وہ روشنی جس نے دن میں ستارہ دیکھ لیا
زیر گذر کن پند من پندیر یں
ہیں کہ بھڑ، ہاں میری نصیحت مان لے

ایں چہ غبائسی زشت آورده
یہ کیا بڑی جفاست تو نے اختیار کی
ہیج تلحد را مبادا میں نفس نخس
یہ نفس نفس کسی جے دیں کا نہ ہو
زانتشم اگر نہ چندیں مجوش
تو میری آگ سے آگاہ نہیں ہے اسقدر عشق ہو آ
اشکم ناخوارہ را بدیدے
روئی کھانے والے پیٹ کا پھل ڈھواتا
در سیاہاں خوردہ ام من برگ لڑ
میر نے جھک میں انکو کے پتے کھانے میں
سبز گشتہ بودا میں رنگ تنم
میرے جسم کا یہ رنگ سبز ہو گیا
سرسری در عاشقان کتر نگر
عاشقوں کے سرسری نظر سے دیکھ
علم ہیئت را بجاں در یافتند
انھوں نے علم ہیئت کو (دل) و مای سے دریافت
گر چہ نشانم حق المعرفہ
اگرچہ پورے طور پر وہ نہ جان سکے
برگزشتند از ہمہ آقران خود
اپنے تمام ساتھیوں سے آگے بڑھ گئے
شدنخیں خورشید زایشاں پدید
ایسا سورج ان سے بڑشیدہ ہو گیا
آقالبے چوں از و رودر کشید
ایسا سورج اس سے کیوں بچ ہو گیا
عاشقان را تو چنم عشق میں
تو عاشقوں کو عشق کی نظر سے دیکھ

وقت نازک گشتہ لجاں در صد

وقت نازک ہو گیا اور جان انداز رہی ہے

فہم کن موقوف آگفتن مباحث

سمجھو کہ بکثرت پر موقوف نہ رہ

نے گمانے بردہ تو زین نشاط

نہیں ترے پیش و رفت میں ہو گئی کی ہے

واجب ست جائز تہمت و تعیل

فرض ہے اور جائز ہے اور حرام ہے

باتو نتواں گفتا بنم عذر خود

اس وقت تجھ سے اپنا عذر نہیں بیان کیا جاسکتا

سینہ بای عانتھاں کم خراش

ماشغول کے سینے کو زخمی نہ کر

حزم را گذار و میکن جت سیاط

بجستہ کاری کو نہ جھوڑ اور احتیاط کر

این سطر را گیر در حزم بے خیل

لے دوست! احتیاط میں اس سطر کو دریا نہ کر لیتا

گرایاں شدن امیر از نصیحت شیخ و عکس صدق او و اشار

شیخ کی نصیحت اور اُن کی تہانے کے پڑنے سے امیر کا رو پڑنا اور جرات

کردن مخزن بعد از ان جرات و گستاخی و استعصام شیخ

اور گستاخی کے بعد عصبانہ پیش کر دینا اور شیخ کا بھٹنا اور شیخ کا

قبول نہ کر دینا شیخ و گفتن کہ من بے اشارت نیام

قبول نہ کرنا اور اشارت سے مراد یہ نہیں کر سکتا ہوں

تصرف کردن کہ بے امر غیب نسام

کیونکہ میں بغیر جس حکم کے نہیں بے سکتا ہوں

ایتہ گفت گریہ در شد بایے ہائے

یہ فرمایا اور بایے اسے کر کے رونے لگے

صدق او ہم بر ضمیر میر زد

اُن کی سچائی نے امیر کے دل پر بھی اثر کیا

صدق عاشق بر جملے می تند

عاشق کی سچائی بہت تیز پراثر کرتی ہے

صدق موسیٰ بر عصا و کوہ زد

حضرت موسیٰ کی سچائی نے ناطہ اور پہاڑ پر لڑکھا

صدق احمد بر جمال ماہ زد

حضرت احمد کی سچائی نے پاند کے حسن کو تار

اشک غلطان بر رخ او جلائے جائے

بلکہ جو اُن کے چہرے پر آنسو بہ رہے تھے

عشق ہر دم طرف دیگے می پسزد

عشق ہر وقت ایک عجیب رنگ بکھاتا ہے

چہ عجب گر بردل وانا زند

کیا عجب ہے اگر عقلمند کے دل پر اثر کرے

بلکہ بردریائے پُر آشکوہ زد

بلکہ بہشتناک دریا پر اثر کیا

بلکہ بخورشید رخشاں راہ زد

بلکہ روشن سورج کا راستہ روک دیا

ملہ وقت نازک شیخ نے

امیر سے کہا میں اپنے مثنوی کی

پوری کیفیت بتا دیاں نہیں

کر سکتا کہ جو بھی سمجھ لے یہ

بھلا رہی ہیں مجھے مشغول کر

ہے گئے گئے کرتے اپنی

میش و رفت کی زندگی کو

سے مجھ پر ہر گمان کی ہے

تجھے جس میں احتیاط برسی

چاہیے

تو رب حزم احتیاط

کے مختلف مرتبے ہیں ایک

دوسرے ہیں آخر کوئی نامیق

اور کاذب خبر دے تو احتیاط

فرض ہے اگر کوئی نیک آدمی

خبر دے تو احتیاط جائز ہے

اگر خدا اور رسول کوئی خبر کہ

تو میں احتیاط برتنا حرام ہے

تسکین یا محسن میں حرم

ذلیل سے دوستی حرم

خدا تعالیٰ حرم کرنا

ملہ اس گفت و شنید نے

امیر کو نصیحت کی اور پھر

زار زار دہنے لگے صدق کو

اُن کی سچائی نے امیر پر اثر

کیا۔ صدق عاشق۔ عاشق کو

سچائی غیر عاذ کر بھی سزاؤ

کر دیتی ہے امیر تو یہ جاندار

تھا۔ صدق موسیٰ حضرت

موسیٰ ہی کی سچائی نے ناطہ کو

پھاڑ کر تار کر دیا ناطہ زخما

بنی کوہ طوس زلزلہ لگایا۔ بخیر

وہاں جس نے راستہ دے دیا۔

صدق احمد حضرت احمد کی سچائی

سے شوقِ انور ہوا اور سورج

واپس ہو گیا۔

سلف تو کہو اور اس پر کسی روز
 ہے اور یہی بردہ کا حال ہے
 جب بہت پرکھنے والے دیکھے
 تو یہ نہ ٹھیکے کہ اگر چاہے
 یہ کے خزانے سے بھی تو گئے کہ
 شوق میں کہیں بہ حال یہ بخوان
 عافیت انیس سے جو چاہیں
 ہیں خزانہ اس کے کیا یہ مگر
 کو بہ نظر محسوس ہو چکے ہیں آپ
 کئے تو دونوں جہان فقیر ہیں
 گفت میں نے فرمایا بے خدا
 یہ کہ جس سے کہیں اپنے اہل
 خود لوں۔ دیکھنا۔ دوستان۔
 ۱۵۰۰ ہجری ہذا۔ میں نے یہاں
 کیا فتح کو دراصل یہی منظر
 تھا اس لئے کہ اب یہی کی عطا
 کئے تھے جو شیخ کی عفت
 کی وجہ سے شیخ کی حق پرست
 در بردہ ہی وہ شہر بھی حال
 ہے جس سے عفت کا کھانا
 رہا۔ اگرچہ کہ اپنے قول میں
 تھا کہ شیخ نے اس جہاں کو
 بند کیا ہے کہ انہیں خوشی
 دہی مالگیاں شیخ نے کہا ہم
 تو خدا کی عفت سے ہوا کرتے
 ہیں ورنہ ہم ہاں سے بے نیاز
 ۱۵۰۰ ہجری۔ دو سال تک
 عفت کے کہ ہمیں کو کھانا
 بہت تر قہ کے انکا اولیٰ قہوں
 تو رہا اب یہ گئے فقیر کو
 ہوئے کہ ہم انکا اولیٰ قہوں
 یا اور بہت واکرو انہاں
 قہا بعض عادت سے مسلم
 ہوا سے کہ انہوں نے عفت
 اور۔ چھوڑ دیں کہ ایک قہا
 عادت تو رہا تھا وہ انیس سے
 بے حساب تھے اور شیخ کرتے
 رہتے تھے وہ قہا انے عفت

دینی عفتی عادت کے عطا کرنا

دستِ بخش

مثنوی مولانا رومؒ

زو برو آوردہ ہر دو در نفیر
 آئے سائے دونوں رولے (اور) فراد کرنے لگے
 ساعتے بسیار چوں بگریستند
 جب بہت دیر تک روئے
 ہر چہ خواہی از خندانہ برگزین
 جو چاہو خندانے سے لے لو
 خانہ آن تست ہر چہ ت میں بہت
 آپ کو مگر ہے جو آپ کی خواہش ہے
 گفت دستوری نہ دادند مچنین
 فرمایا، انھوں نے ایسی اجازت نہیں دی ہے
 من ز خود نتوانم ایں کردن فصول
 میں یہ مجھ سے اپنی جانب سے نہیں کر سکتا
 ایں بہانہ کرد و مہرہ در ربود
 یہ بہانہ کیا اور وہ بازی جیت گئے
 گرچہ صادق بود بے غل بود و خشم
 اگرچہ وہ سچا ہے کہ کھوٹ اور بے غشہ کے
 گفت فرمانم مچنین وادست آگ
 فرمایا مجھے خدا نے یہی حکم دیا ہے
 مالگیاں از ازاں درخواستیم
 ہم نے اس وجہ سے تقویٰ کی وجہ درخواست کی

گشتہ گریاں ہم امیر و ہم فقیر
 امیر اور فقیر بھی رو پڑا
 گفت میرا اور اکھیز لے ارجمند
 امیر نے اُن سے کہا، اے اقباس! اُمیر
 گرچہ استحقاق داری مچنین
 اگرچہ ایسے تڑ گئے کے مستحق ہو
 برگزین خود ہر دو عالم اندکست
 خود پسند کر لیجئے، دونوں جہاں تمہارے ہیں
 کہ بدست خویش چیزے برگزین
 کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز لے لینا
 کہ کنم من ایں دخیلانہ دخول
 کہیں دوستانہ دخل دوں
 مانع آں بدکاں عطا صادق بود
 مانع یہ تھا کہ وہ بخشش پر غور نہ تھی
 شیخ را ہر صدق می ناید چشم
 لیکن ہر سچ شیخ کی نظر میں نہیں آتا
 کہ گدایانہ برو مانے بخواد
 کہ فقیرانہ جا۔ رولی مانگے
 ورنہ از اموال بے پروا ستیم
 ورنہ ہم ہاں سے بے پروا ہیں

اشارت آمدن از غیب شیخ کہ ایں دو سال بفرمان
 شیخ کو غیب سے اشارہ ہوا کہ ہمارے حکم کے مطابق ان دو سال میں تم
 مابستدی و ببادی بعد ازیں بدہ و مستان دست در
 نے لیا اور دیا اس کے بعد وہ اور لو نہیں ہوئے کے شیخ (اور)
 زیر حسیہ میکن کہ آنرا چوں انبان ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
 خواہاں کہ وہ کہہ لے (معرفت) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے

کریم در حق تو ہرچہ خواہی بیابی تا یقین شود عالمیاں را کہ
تجدید کدو کردا ہے، تم چہا ہو گئے لے لو گے تاکر دنیا داں کو یقین آہائے کہیں
ورائے ایں عالم عالمے است کہ خاک بکف گیری ز ر شود و

عالم کے علاوہ کوئی عالم جس میں تم جتنی بات چاہو تو سنا ہو جائے اور
مردہ درواید زندہ شود و خسل کبر درواید سعید کبر شود و کفر
مردہ آس میں آہائے تودہ ہو جائے خسل کبر آس میں آئے توسعد کبر بن جائے کفر

درواید ایمان شود و زہر درواید تریاق شود نہ دالیں
آس میں آئے تو ایمان بن جائے زہر آس میں آئے تریاق بن جائے وہ نہ ہیں عالم میں
عالم است نہ خارج ایں عالم نہ فوق نہ تحت نہ متصل

ماں ہے نہ اس عالم سے خارج نہ اوپر نہ نیچے نہ باہر نہ جدا
بہ منفصل بیچوں و بیچگونہ — ہر دم از وہنرا اثر و نمونہ
بے مثال اور بے کیف ہے ہر وقت اس سے ہزاروں افراد نمونے

ظاہر میشود چنانکہ صنعت دست با صورت دست و غمرہ
لاہر ہوتے رہتے ہیں جیسی کہ ہاتھ کی دستکاری ہاتھ کی صورت کے ساتھ اور اکھ

چشم با صورت چشم و فصاحت زبان با صوت زبان نہ
کی آواز، اکھ کی صورت کے ساتھ اور زبان کی فصاحت زبان کی صورت کے ساتھ نہ
داخل نہ خارج نہ متصل و نہ منفصل وَالْعَاقِلُ لِكَلْفِیہِ الْإِشَارَةُ
داخل ہے نہ خارج ہے نہ متصل ہے نہ مجمل ہے اور عقلند کے لئے اشارہ کافی ہے

بعد از اں امر آمد شش از کردگار

اس کے بعد اُن کو خدا کا حکم پہنچا

مبادا میت ز غیب ایں دستگاہ

ہم نے تجھے غیب سے یہ قدمت دیدی ہے

دست در زیر حصیرے گن برآر

ہوئے کے نیچے ہاتھ ڈال، نکال لے

در کف تو خاک گرد زربدہ

تیرے ہاتھ میں جتنی سونا بن جائیگی، دے

تا دوسال ایں کار کرداں مردگار

اُن کا گزارنے دوسال تکسے کام کیا

بعد از ایں می دہ لے از کس مخواہ

جس کے بعد دے، لیکن کس سے نہ مانگ

تیر کہ خواہد از تو از یک تا ہزار

جو تجھ سے ایک سے ہزار تک مانگے

ہیں ز گنج رحمت بے مہرہ

رحمت کے بے حساب خزانے سے دے

لے غفلت، عالم اسباب
کے علاوہ ایک دوسرا عالم تو
جہاں اشیا کا درجہ و ترقی
سبب مادی کے ہوجاتا ہو
اور اس کا ظہور اس عالم میں
ہوجاتا ہے شعور کا قلع
اس عالم سے ہے اور اس
عالم میں جی اس کا ظہور ہو
جاتا ہے، جس کبر و تعالیٰ
اس کے اثرات غور سے لے
گئے ہیں، سبب کبر و تعالیٰ
اس کے اثرات اچھے سامنے
لگے ہیں۔

لے تا دوسال، دوسال تک
شیخ محمد سرری کا یہ طریقہ کار
راہ کردہ، بیگمانگتے تھے اور
اس کو غریبوں اور محتاجوں
میں تقسیم کر دیتے تھے، تھوڑی
دوسال بعد ان کو حکم ہوا کہ آپ
تم لوگوں سے نہ مانگو، نہیں
خود دیں گے رقم و نقد و
جس وقت کبر کردا کہو۔

لے تیر کہ، اشارہ کرتے
شیخ سے فرمایا کہ تم اپنے وقت
کے نیچے سے جہاں ہوا جہاں
قدر چاہو نکال کر تقسیم کرنا
کر دو، در کف تو جتنی اقد
ہیں لو گے تو سنا بن جائیگی۔

دارِ نِزداں را تو بیش از بیش دِل

ترودا کی علف کر بیش از بیش سم

نے پشیمانی نہ حسرت یں کرم

اس ملام میں نہ سہ زندگی ہے نہ حسرت

از برای رُوئے پوشش چشم بد

بڑی لکھڑے پردے کے لئے

وہ ہدست مائل بشکستہ پشت

کر لئے ہوئے لکھڑے دالے کے اتھ میں دیتے

ہر کہ خواہد گوہرِ مکنون بدو

جو چاہے اس کو اچھوتا دلی دے

بیمو دست حق گزاف رزق پاش

اللہ کے ہاتھ کی طرح مفت رزق پاش

ہیچو بارانِ سبز کنِ فرشِ جہاں

دینا کی زمین کو بارش کی طرح سبز کر دے

کہ بدادے زارِ کیسے رُپ دین

دین کے رب کی قیاس میں سے سونا بانٹنے

حاکم طائی گدائے در صفش

ماتھائی اٹھنے (دیکھ لکھنے والوں کی اصف میں تھا)

ہر چہ خواہندت بدہ منڈیش دِل

جو تھوڑے انگلیں دے، ہائیں کی تھکر ذکر

در عطاءئے ماندِ تحسیر و نہ کم

ہماری ملام میں نہ ڈنڈا ہے اور دھکی

دستِ زیرِ بویا کن لے سند

اسے مہمدا، بوریے کے بچے ہاتھ کر

پس ز زیرِ بویا کن تو مشقت

بہر حق بوریے کے بچے سے نفی بھرے

بعد ازین از اجرِ نامنوں بدہ

پس کے بعد ختم نہ ہونے والا اجر دے

رُو، یٰ اللہ فوقِ ایدِ ہم تو باش

ماتھان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ بن

واٹم داراں را ز عہدہ واراں

قرض داروں کو ذمہ داری سے چھوٹا

بو دیک سالِ دگر کارش میں

ایک سال اور اُن کا یہی کام رہا

ز رشدے خاکِ یہ اندر کفش

والی جی اُن کے ہاتھ میں سونا بن جاتی

داشتم شیخِ ضمیمہ سائلِ را بے گفتنِ قدرِ دم و امداد

بغیر کہہ شیخ کا سائل کے دل کی بات جان لینا اور انکے کہے بغیر قرض خواہوں اور قرض کی مقدار

بے گفتنِ ایشان و گفتنِ کہ نشانِ ایشان باشد کہ آخر چہ

کوجاں لینا اور کہنا کو طاعت یہ ہوتی ہے کہ میری مخلوق کی جانب سیری

بِصَفَاتِي إِلَى الْخَلْقِي فَمَنْ سَأَلَكَ فَقَدْ سَأَلَني

صفات کے ساتھ توں جس نے تجھے دیکھا اُس نے مجھے دیکھا

ماجت خود گر نگفتے آں فقیر

اگر فقیر اپنی مسرت نہ بتاتا

لے تحریر ڈنڈا، دست بیک

کے بچے ہاتھ دالے کا کرم

نظر بدے بچانے کے لئے ہے

نامنوں جو منتقل نہ ہو نکٹوں

چھپا ہوا، روباں جیڑا تھ

خدا کا ہاتھ ہے جو صفت عطا

کرتا ہے

لے واٹم داراں و عہدوں کا

قرض ادا کر، اور ایک سال

بے گنجی کا یہی کارخانہ کر دینے

کے بچے سے نکال کر فروخت کر دینا

کر دیتے رہتے تھے تمام حاکم

طائی مہیا علی ہیں اُن کے بچا کر

کی صفت میں ہوتا تھا

لے دامنِ شیخِ نقیب کی

ضرورت خود بخود جان جاتے

تھے اور جب مزدور تھ

دیکھتے تھے اور اُس کی وجہ

تھی کہ وہ اللہ جلّے کی صفات

سے مصحف جو پکے تھے حقیقت

خود سائل اپنی حاجت بیان

کرتا وہ اُس کے دل کی بات

جان جاتے تھے جس قدر قرض

ہوتا وہاں ادا کر دیتے جتنی رقم

میں کوئی قید ہوتا اسکو دیکھتے

پیش اور روشن ضمیر ہر کسے
ان کے لئے ہر شے کے دل کی بات روشن تھی
آنچہ در دل داشتے آن پشت خم
وہ زخمی کمر والا جردل میں رکھا
پس بگفتندے چہ دانستی کہ او
تر و گری نے اُن سے کہا آپ کیسے جان پیتے ہیں
او بگفتے خانہ دل خلوت مست
وہ فرماتے، کردل کا مسہر عالی ہے
اندرو مجر عشق نیز دل آن نیست
اُس میں خدا کے عشق کے ہوا سدا نہیں ہے
خانہ را من رونم از نیک و بد
میں نے اچھے بُرے سے دل کرمان کر لیا ہے
ہر چہ بنیم اندر و غیر خدا
میں اس میں خدا کے علاوہ جو کچھ دیکھتا ہوں
گردِ آبِ نخل یا عرجوں نمود
اگر پانی میں کھجور کا درخت یا غار نخل آئی
در تگ آب ارب بینی صورتے
پانی کی تہ میں اگر کوئی صورت دیکھے
لیکنا آب از قدنی غالی شدن
لیکن پانی کے گڑے کو کث سے غالی ہونے تک
تا نماند تیرگی و خس درو
تا کہ اس میں کدورت اور گھاس بچھڑا نہ بیے
جز گلابہ در زنت کو اے منقل
اے غلغلے کیچھو کے ہوا تیرے بدن میں کیا ہے؟
تو بر آئی ہر دمی کز خوابِ خور
جیوایہ حال ہے کہ سونے اور کھانے سے

از فقیر و وام دار و محبتے
فقیر اور قرض خواہ اور تحسب دی کی
قدراں دایے بد نے بیش و کم
اُس کی بے سدر احس کو دیتے دنوارہ نام
ایں قدر اندیشہ دار دایے عمو
لے بچا کہ وہ اس قدر سوچتا ہے؟
خالی از گدیر مثال جنت مست
جروال سے خالی ہو وہ جنت کی طرح ہے
جز خیال وصل او تیار نیست
وصل کے خیال کے ہوا اُس میں کوئی نہتے دلا نہیں ہے
خانہ ام پرست از عشق احد
میرا گھر خدا کے عشق سے پڑے ہے
آن من بنو و بود عکس گدا
وہ میرا نہیں ہوتا، فقیر کا عکس ہوتا ہے۔
جز عکس نخلہ سیریں نمود
باہر کے کھجور کے درخت کے عکس کے سوا نہ تھا
عکس بیرون باشد آن نقش لے فتنے
لے نوجوان! وہ نقش باہر کا عکس ہو گا
تفریقہ شرطست در جوئے بدن
بدن کی نہر کی صفائی ضروری ہے
تا امیں گرد و نماید عکس رو
حق کو وہ امیں بن جائے اور باہر کے عکس نکلا
آب صافی کن ز گل اے خصم دل
لے دل کے دشمن! پانی کو جھٹی سے صاف کر لے
خاک ریزی اندریں جو بیشتر
اس نہر میں اور زیادہ بھٹی ڈالت ہے

لے جس مصدر بستی
مفعول قرار دے کر ہم نے
قدی ترمو گیا ہے بپشت خم
یعنی برجمے داپہر، بپشت
بگفتند۔ و گری نے اُن سے
سہلہ کیا کہ آپ دل کی بات
کیسے جان پیتے ہیں۔ او بگفتے
وہ شین جواب میں کہے کہ ہم
لوگں کا دل بپشت کی طرح
احتیاج سے غالی ہے اس
میں سہلے مفتی خداوندی کے
کوئی چیز نہیں ہے ہم لے پیتے
دل کو مفتی خداوندی کے ہوا
سے باطل غالی کر لیا ہے۔
لے ترمو۔ اب ہمارے دل
میں جو کچھ ہوتا ہے وہ فقیر کا
عکس ہوتا ہے اس وجہ سے ہم
اُس کی سب ضرورت جان چکے
ہیں۔ مگر در آب۔ پانی صاف
چیز ہے اُس میں اگر کھجور کا
درخت نظر آئے گا تو وہ باہر کا
عکس ہو گا اور پانی میں جو تصویر
ہو گی وہ کھجور کے وہ باہر کا عکس ہو گی
لیکن دل کو صاف کرنے کیلئے
مجاہدات کے ذریعہ اس کا۔
تفریقہ ضروری ہے۔
لے۔ تا نماند۔ جب اُس میں
خود گلابین ز رے کو آبِ انس
ہیں بیرون کی ملک نظر آئے گا۔
تو گلاب۔ انسان کا بدن کیچھڑ
سے بناتا ہے اُس کی صفائی
کے لئے بہت محنت و کاروبار۔
تو بر آئی۔ تو ہر رات خواب و
غور میں لگا ہوا ہے جس سے
اُس کی کدورت میں اور اضافہ
ہوتا ہے۔

سبب دانستن ضمیر ہائے خلق

دلوں کے دل کی بات جانتے کامیاب

عکس رُو ہا از رُوں دُر آجبت

تو باہر سے جہروں کا عکس پانی میں جا پڑا

تا بدانی ہر سہرہ درویش را

تاکہ تو ہر فقیر کے دل کی بات جان لے

خانہ پُر از دیو و تناس مودہ

بعوت اور جن نامہ اور دہنوں سے ہوا گھر

کے زار و اح میخا بوبری

حضرت میخا کی رعوں سے ترک ہوا گھر

کز کد ایں مکنے سہرہ گند

کو کس نہاں خانہ سے رو آجسرا

تا خیالات از دروند رفتن

باہن سے خیالات کو صاف کرنے میں

تا انگر داند ترا ز اہل بروں

تاکہ وہ تجھے باہر والوں میں سے نہ سمجھے

چوں لآں آب از نہا خالیست

جب اس پانی کا دل اسی سے خالی ہے

پس مصفا کن درون خویش را

تراپے باہن کو صاف کرے

پس تزلزل اطن مصفا ناشدہ

تیسرا باہن مصفی نہیں ہوا

اے خیرے راستینہ ماندہ درخی

اؤگدے! تو جگدے کی وجہ سے گدے بن گیا

کے شناسی گریخا لے سہرہ گند

اگر کوئی خیال مندوار ہو وہ ترک ہوجائے گا

چوں خیالے میشود در زہد تن

زہد میں جسم خیال کی طرح ہوجاتا ہے

ایں خیال کثر ہوئے اندر

باہن میں سے یہ کثیرا خیال کمال دے

غالب شدن مکر و باہ براستعصام خمر

دوڑی کے مکر کا گدے کے بھاد پر غالب آجائے

لیک جوغ الکلب باخر خوفیت

لیکن گدے میں جوغ الکلب تنہا

پس گویا کہ برود عشق رغیف

روغن کے عشق نے بہت سے گدے کاٹے ہیں

کاذق ققآن یکنون کفر امدت

مذکور قریب تک کہ نہ جائے "مذکور ہے"

گفتا اگر کمرست کیرہ مردہ گیر

سزاوارت ہے، ایک مرتے مردہ کو بھلے

خر بے کوشید و اور ارفع گفت

گدے نے بہت کوشش کی اور اسکی ممانعت کی

غالب آمد حرص صبرش شد ضعیف

حرص غالب آگئی اور صبر کمزور ہو گیا

زال سولے کش خالق داد

اس رسول ہے جن کو خالق ماس تھے

گشتہ بوداں مجاعت را امیر

و گشتہ ہو گیا قیدی بن گیا تھا

۱۵ چوں جب آپ دل

میں صفائی پیدا ہو جائیگی ہر

خارج چیز کا عکس اسی میں نظر

آنے لگے گا پتہ پتہ۔ جب تو

اس کی صفائی کرے گا پھر ہر

سائن کا عکس تیرے دل میں

نوردار ہو جائے گا۔

۱۶ اے خیرے جیل لانی

گدے بن میں جتا رہے گا

تو وہ خیریش کو گینتی نہ ہوگا

مکتب چھپنے کی جگہ چوں جب

انسان نہ رہا اختیار کرتا ہے

اور خیالات سے دل کو پاک

کرتا ہے تو اس کا جسم نہاں

کی طرح لطیف ہوجاتا ہے

زادیں برون میں اہل ہوں

ہستعصام بھاد پر جیسا الکلب

بہن جیسے البقہ۔

۱۷ غالب گدے کی حرص

میں یہ غالب آگئی روغن کے

عشق نے بہت سوں کو پاک

کیا ہے۔ کاذق عشق شریف ہے

کاذق ققآن یکنون کفر

"مذکور قریب ہے کاذق بن جائے"

یعنی انسان کا نفس کو کافر

بنادیتا ہے مجاعت ہو کر

گفت گدے نے سزا اگر یہ

دوڑی کا کمر ہے اور میرے

مارنے کی ترکیب ہے تو ہر

کے ذریعہ بار بار کی موت سے

ایک امدت آجی ہے۔

گر حیاتِ این ست من مُردہ ہم
اگر زندگی یہ ہے تو میں مُردہ بہت سہوں
عاقبت ہم از خری خبط بگرد
انجام کار گنیمہ ہیں سے جز بڑ بھی کردی
مرگ را بر احمقان آساں گند
محقون پر موت کو آساں کر دیا ہے
کہ نذر اند آبِ جانِ جاوداں
کیونکہ ادویہی ہاں کی دوزخ نہیں گننے میں
جراتِ اُو بر اہلِ از احمق ست
موت بر افس کی جأتِ عاقبت سے ہے
تا بروزِ مرگ بر گے باشد
جانگِ موت کے دن تیرا قسٹ ہو
کہ بر آفتانِ بُروازِ غیبِ جوڈ
جراثیم پر غیب سے سعادت کرتا تھا
گردِ گہ کہ تزش جوئے گشت
حرجِ کبھی بھی افس پر ہر کسرت مند کر دیا

یکسیر اور بھوک کی فحشیت کے بیان میں

انہی ہیضہ برآرد از تو سر
 بیض کے بعد تھو میں پیدا ہوا میں گی
 ہم بلطف ہم محبت ہم عمل
 پاکیزگی کے اعتبار سے میں گلے کی آواز سے بھی اور میں کے
 خواصہ درجوع صید نفع و بہتر
 خصوصاً جو کہ میں سینکڑوں خاندانوں کے رہبر ہیں
 جو ع درجاں چنین خوارش میں
 جو کہ کو جان میں جگہ دے۔ انکو نہیں نہ سمجھ

Presented by www.ziaraat.com

۳۷ حکایت - ایک شیخ ایک
مريد کے ساتھ اس شہر کی طرف
جا رہے تھے جہاں قلعہ تھا مريد
روٹی کی حرص کی وجہ سے پریشان
تھا شیخ نے کہا: اے کفایت...
میں کشف ہوئی تیرے لئے اس کو

حکایتِ مرید کے شیخ ازاد
 اُس مرید کی حکایت جس کے دل کی
 نصیحت کرد زبان و در
 زبان سے نصیحت کی اور نصیحت
 بخشیدش باہ
 اُس کو ترغیب

حصص ضمیر او واقف شد و اورا
 شیخ واقف ہو گیا اور اس کو
 غنیمت نصیحت قوت توکل
 کے نذرانہ اللہ تعالیٰ کے علم سے
 ہر حق عزوجل
 کی قوت بخش دی

شیخ میشد با مریدے بید رنگ
سین ایک مرید کے ساتھ بغیر توقف کے ردا ہوئے
ترس جوئے و قحط در فکر مرید
مرید کے فکر میں قحط اور بھوک کا خوف تھا
شیخ آگاہ بود و واقف از ضمیر
شیخ باخبر تھے اور دل سے واقف تھے
از برائے غصہ نا مشغول
تو روئی کی فکر میں مبتلا ہوتا ہے
تو نہ زان نازنینان عزیز
تو ان پیارے ناز پروردوں میں سے نہیں ہے
جوئے رزق جان خاصان خدا
بھوک، خاصانِ خدا کا رزق ہے
باش نافع تو از انہا نیستی
تو مطمئن رہ، تو ان میں سے نہیں ہے
کاسہ بر کاست ہاں بزناں ملام
ہمیشہ پیالہ پر پیالہ روئی پر روئی ہے
چوں میر و میر و دناں پیش پیش
جب مرنا ہے، روئی آگے آگے جاتی ہے
تو برقی ماندناں بر خیز و گیر
تو بھوک، روئی وہ گھنی کھڑا ہوئے لے
بیش توکل کن ملر زان پاوست
خبردار توکل کر ہاتھ پاؤں نہ لرزا
ماشت مست و مینر اومول
وہ عاشق ہے اور آواز دھمے رہا ہے، ٹھہر ٹھہر
گر ترا صبرے بدمے رزق آمد
اگر تجھے صبر ہو تا تو رزق آجاتا

موسیٰ شہر نے ناں را بجا بود رنگ
شہر کی جانب ڈوبان روئی کی سیاب تھی
ہر دمے میگشت از غفلت مزید
جو غفلت کی وجہ سے، ہر لمحہ بڑھ رہا تھا
گفت اور اچند باقی در زحیر
انہوں نے اس سے کہا کہ ایک پریشانی میں بیٹھا ہے
ویدہ صبر و توکل و موعظی
تو نے صبر اور توکل کی آنکھ بند کر لی ہے
کہ ترا دارند بے جوز و مویر
کہ تجھے بغیر اخروٹ اور مثنیٰ کے رکھیں
کے زبون بھجو تو گنج گداست
وہ سمجھ بیٹھے امنِ فقر کے تا وہی کہاں ہے
کا ندر ایں مطبخ توبے ناں باستی
کہ تو اس مطبخ میں نصیبِ روئی کے ٹھہرے
از برای این شکم خواران عام
ان عام پیشروں کے لئے
کہ زبیم بے نوائی کشتہ خویش
کہ بے سرو سامانی کے ذریعے اپنے آپ کو مارا ہے
لے بکشتہ خویش را اندر زحیر
لے وہ کہیں نے اپنے آپ کو بھائی میں مار ڈالا
رزق تو بر تو ز تو عاشق ترست
تیرا رزق تجھ پر تجھ سے زیادہ عاشق ہے
کہ زبے صبریت اندلے فضول
کہ زبکہ اسے بیہودہ؛ وہ تیری بے صبری کو جانتا ہے
خوشتن چوں عاشقان بر تو زد
عاشقوں کی طرح اپنے آپ کو تجھ پر لٹاؤں

سلحہ کشت میں وہ شہر قحط
زہ و تھروئی کران اور کیاب
تھی آغفلت میں صفا کی
رزاق کی غفلت سے، نتیجہ
بچپس بیچ کتاب، آؤ لے۔
تو روئی کی عمر میں مل رہا ہے
تجھے غلبہ پر ہوس نہیں ہے
تو کہ۔ تو ان خاصانِ خاص
سے نہیں ہے جن کو جوئے کا
قحط دیا جاتا ہے تجھے وہی ر
دینا دی خدا مستر جانتے گی۔
گنجِ احمق

سلحہ کا۔ دینا داروں کے
لے بکشت کھانا یا موجود
ہے چونکہ بے۔ جب نہ جاتا
ہے تو ہی روئی کشتہ جاتی
ہے جو پریشان میں غریبوں
کو نصیب کر دی جاتی ہے اور
وہ روئی ٹھہرے سے کہتی ہے
کہ تو روئی کی عمر میں مرا ہے
اٹھاپ روئی لے۔

سلحہ ہیں پیشینے ٹھہرے
کہ انسان رزق کا آتما مشق
نہیں ہے جتنا رزق انسان
کا عاشق ہے، اظہارِ مطلب
لہذا وہی رزق انسان کو
عاشق کے ہمس کے پاس
پہنچتا ہے، عاشقیت۔
رزق انسان پر عاشق ہے
اور وہ اس کو کہتا ہے شہر
میں تیرے پاس پہنچا ہوں
کیونکہ انسان کی بے صبری
کو جانتا ہے۔

اِس تپے لرزہ زخوفِ جنّیت
دُر تو کُلِ سیرِ می تانِ بَزرِست

بھوک کے گھر سے یہ جانا اور کجاں کیوں ہے؟
زکلی میں بیٹھ بسا ہو کر زندہ وہ نکلے ہو

حکایتِ آں گاؤ کہ تنہا در جزیرہ ایست بزرگ حق تعالیٰ

اُس جیل کی حکایت جہاں بڑے جزیرہ میں ایسا ہے اظقان اُس بڑے جزیرے

آں جزیرہ بزرگ اہر روزِ پُر کُند از نبات و ریاحین کہ

کو روزِ محاسن اور خوشبودار یہودیوں سے بھر دیتا ہے تاکہ رات تک

تا علفِ آں گاؤ باشد تا شبِ آں گاؤ ہمہ را پھر دو فرہ

سب میں کھائے چارہ ہے وہیں سب کو پھرتا ہے اور ہسار کی

شود چوں کوہِ پارہ چوں شبِ شود خوابش نبرد از غصہ و

طرحِ مژا ہوجاتا ہے جب رات ہوجاتی ہے اُس کو رنج اور ڈر سے نیند

خوف کہ ہمہ صحرا چریدم فردا چہ خورم تا ازین غصہ لاغر

نہیں آتی ہے کہ میں نے تمام جنگل چرایا کس کو کیا چوں گا یہاں تک کہ وہ اس

شود ہیچوں خلّال روزِ بر خیزد ہمہ صحرا سبز تر و انبوہ تر بیند

رنگ سے نکلے کی طرح لاغر ہو جاتا ہے ہر روز اُٹھتا ہے تمام جنگل کو زیادہ سبز اور

از لے باز بخورد و فرہ شود باز شبش ہماں غم بگیم دساں

زیادہ گنا دیکھتا ہے اُس میں سے بھر کھاتا ہے اور مڑا ہو جاتا ہے ہر رات کو لے دہی غم

کہ او مچنیں مے بیند اعتمادِ نمی کند

اُپکڑتا ہے ساروں گند گئے ہیں کہ وہ میں دیکھ رہا ہے اور ہر دہائی میں کڑا ہے

ایک جزیرہ سبزست اندر جہاں

اُس میں ایک ایک کیلا میں مہم گس پترے والا ہے

جملہ صحرا چر د اوتا بشب

تمام رات تک تمام جنگل کو چر دیتا ہے

شبِ اندیش کہ فردا چہ خورم

رات میں اس ڈر سے کہ کل کو کیا کھاؤں گا

چوں برآید صبح گردِ سبز دشت

جب میں ہوتی ہے جنگل سبز ہو جاتا ہے

اندرو گاؤیت تنہا خوش دہاں

اُس میں ایک ایک کیلا میں مہم گس پترے والا ہے

تا شود زفت و عظیم منتجب

مٹھی کو مڑا اور بڑا اور بزرگ بن جاتا ہے

گرد اوجوں تارِ مولا غرِ غم

وہ غم سے بال کی طرح کزور ہو جاتا ہے

تا میاں رستہ فیصل سبز و دشت

سبز چارہ اور کھیتی کر تک ہوتی

لے حکایت اِس حکایت کو

یہ جانا مفسر دے کہ جس طرح

اِس جیل کی بے صبری بھی اور

زارق کے فکر میں گھما جاتا تھا

یہی حال انسان کا ہے

لے ریا میں خوشی و رنج

جنگل، دانت کر کے نہ لگتا

حق تعالیٰ وہاں عہدِ خوراک

کھانے والا

لے جولو صحرا بڑا سبز و زار ہو

جیل کیلئے کوئی بھر خوب

کھاتا، اور مڑا تازہ بن جاتا

منتجب، عجیب، بزرگ

شبِ رات بھر اس میں

دستا کریں نے سب چراگاہ

کھالی اب کس کو کیا کھاؤں گا

تفصیل سبز و خرم

اندرافت رگاؤ با جوئے البقر

جس جوئے البقر کے ساتھ اس میں قفس جاتا ہے

باز رفت و قربہ و کمتر شود

بھر مڑا اور تازہ اور بھاری بن جاتا ہے

باز شب اندر تپاقتدار فزع

وہ بھرات کو گھرا ہٹ گئے بخاریں ہلکا ہوتا ہے

کہ چرخا ہم خورد فردا وقت خور

کھانے کے وقت میں کل کو کب کھاؤں گا؟

بیچ نیند کش کہ چندیں سال من

وہ کب نہ سویت کہ اتنے سال سے میں

بیچ رونے کم نیاید روزیم

کسی دن بھی میرا رزق کم نہیں پڑتا ہے

باز حوں شب میشوداں گاؤفت

پھر جب رات ہوتی وہ مڑنا ہنس

نفس آگاہ و شب آن دشتاں جہاں

نفس وہ میں ہے اور دنیا وہ جنگل ہے

کہ چرخا ہم خورد مستقبل عجب

کہ میرت ہے میں آئندہ کیا کھاؤں گا؟

سالاہا خوردی و کم نامد ز خور

تو نے سائوں کھا یا اور وہ کھائے کم نہ ہوا

لوت پوت خوردہ را ہم یاد آر

کھائے جوئے قفس کھاؤں کو یاد کر

قصد آں گاؤ را یکسوئے نہ

ہنس میں کہ قصد ایک وقت رکھ

تا بشب آں را چرخد او سر بسر

رات تک وہ اس کا چرخ جاتا ہے

آن تنش از پیہ وقتوت پیر شود

اس کا بدن چری اور طاقت سے بھر جاتا ہے

تا شود لاغسر ز خوف منتبغ

چراگاہ کے ڈر سے لاغسر ہو جاتا ہے

سالاہا این ست کاراں بقسر

اس ہنس کی سالوں بھی طاقت رہی

میخورمیں سبزہ زار و زیر چمن

اس سبزہ زار اور اس چمن کو چتر رہا ہوں

چیست این ترس و غم و دلسوزیم

ابھرا میرا یہ خوف اور غم اور دل سوزی کیوں ہے؟

یشود لاغر کہ آوہ رزق رفت

لاغر ہو جاتا کہ آوہ رزق غسر ہو گیا

کوہی لاغسر شود از خوف ہا

جو روٹی کے ڈر سے لاغر ہوا جاتا ہے

لوت فردا از کجا سازم طلب

کل کی خوراک کہاں سے طلب کروں گا؟

ترک استقبال کن و ماضی نگر

آئندہ کو چھوڑ اور ماضی پر غور کر

منگر اندر غابر و کم باش زار

مستقبل کو نہ دیکھ اور بڑھان نہ بن

زاں خرو زان شیر نہ پیغام دہ

میں گدھے اور ز شیر کا پیغام نہ دے

صید کردن شیراں خرا و تشنه شدن شیراز کوشش و رفتن

شیر کا ہنس گدھے کو شکار کرنا اور محنت کی وجہ سے خیر کا پیغام نہ جانا اور چھڑ پڑ جانا

سلاہ جوئے بقدر وہ مڑے

جس میں انسان کا کسی طاقت ہے

بیست نہیں ہو جسے نظر ہوا

وزن کچھ اسٹیشن چھوڑ

تجربہ کچھ نہ دروازہ کھلیں

میں کی کسی طاقت رہی کون

لو کہ کرنا ہو پورا اور رات

نوکھلی ٹکڑی میں؟ یا چرچا

اور کبھی نہ سوچا یہ خوف بجا

ہے اتنے سال گزر گئے اور

کچھ ہر حال بد خوراک میں

پڑی ہے۔

سچ۔ وہ کبھی نہیں پوچھتا

کونسی روز میں روزی کر نہیں

لی رہی ہے تو میں غم کیوں نہ

نفس۔ انسان کے نفس کو

میں کھنکھار دیتا رہی چلی۔

کہ چہ۔ انسان اس نگر میں

کھائے کہ کسی کو کیا کھاؤں گا؟

تجربہ۔ انسان کو چاہیے کہ

ماضی پر نظر رکھ مستقبل کی

غور چھوڑے۔

سچ۔ یہ یہ کہ کوئی

نہ نہ تو میں کہتا رہا ہے نہ

اسی طرح کہ آئندہ کی فکر

میں نہ پڑھتا کروں شیر نے

گدھے کو شکار کرنا اس محنت

میں شیر کو چاہیے تو وہ پانی

پینے چاہتا اور میں نے اس

وہ نفس گدھے کا دل بھر دیا

کھا یا شیر نے کھردرا کر

کون گدھے کہاں ہے تو وہ

نے جواب دیا اگر گدھے کے

گدھے تو وہ تیرے پیچھے

مگر کہ اندر وہ رہ چکے

تیرے پس کیسے آج تا۔

بہشتِ مآب خورِ ذابا ز آمدن شیرِ رواہ جگر بند و دلِ گروہ
جاگرانی ہے، شہیے واپس آئے ایک لڑی گڑھے کا بھرا اور دل اور گروہ کھینک
خررا خوردہ ہو دکھ لطف ترست شیرِ طلبِ کردل و

قری کیونکہ عہد تھا شیر نے تلاش کیا تو دل نہ جھگڑ نہ پایا
جگر نیافت از رو بہ پر سیدِ کردل و جگر و گردہ کجاست
لڑی سے ڈرنا نہ تھا کہ کردل اور جگر اور گردہ کہاں ہے؟

رو بہ گفت اگر او دل و جگر ہوئے کینچاں سیلستے کہ
لڑی نے کہا، اگر اس کے دل و جگر ہوتا تو وہ سختی جو اس نے اس دن دیکھی نہ تھی
دیدہ ہو اں روز بہرا حیلہ جانِ برہہ ہو دکھ کے بر تو باز آمد
میں سے ہزار حیلہ سے جان بچانی تھی تو میرے پاس کب آتا؟
لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ
اگر ہم سنے اور سمجھتے تو دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے

پارہ پارہ کردش آں شیرِ دلیر
اُس بہادر شیر نے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے

رَفْتُ سُوئے چِشمۂ تاجِے خورد
جنگ کی جانب گیا تاکہ پانی پانی سے

آں ناں چوں فرستے شدِ صالِش
مہم وقت چوڑی اس کو موقع ملا

جُست دَر خردل نہ دلِ مُدِ جگر
گدھے میں دل بھڑکا دل تھا نہ جگر

کہ نہ باشد جانورِ رازیں دو مُد
جانور میں یہ دونوں لازمی ہوتے ہیں

کے بادیں جا آندے بارِ دگر
دو دو بارہ ہنس جگر کب آتا؟

واں ز کوہِ افتادوںِ ہولِ گرِیز
وہ پہاڑ سے گرا اور خوف اور جھگڑ

بُرد خرا رو بہک تابشِ شیر
لڑی گڑھے کو شیر کے سائے لگتی

تَشَبُّد از کوششِ اُسِ سلطانِ دُر
محنت کی وجہ سے وہ دوزخوں کا بادشاہ و پادشاہ بن گیا

رو بہک خورِ دَاں جگر بندِ دلِش
لڑی اس کا جگر اور دل کھانسی لگتی

شیرِ جوں واگشت از چشمہِ نخور
شیر جب چغڑ سے خوراک کی وہ بھالیں کیا

گفت سوبہ را جگر کو دلِ چہ شد
لڑی سے کہا جگر کہاں ہے، دل کیا ہوا

گفت اگر ہوئے ورا دلِ یا جگر
اُس نے کہا اگر اس کے دل یا جگر ہوتا

آں قیامتِ دیدہ بود و رِستخیز
اُس نے قیامت اور خستہ دیکھا تھا

لے لُٹکا، دوزخی دوزخ
میں کہیں گے اگر صبح بات
من لینے اور کچھ جاتے تو آج
دوزخ میں نہ ہوتے، تو جھگڑ
نہیں لڑی، سلطانِ دوزخ کو
کا بادشاہ شیر۔

لے تو جھگڑ، جب شیر پانی
پیتے چلا گیا تو لڑی کو موقع مل
گیا وہ گدھے کا دل اور جگر کھانسی
شیر شیر نے دیکھا تو
گدھے کا دل و جگر موجود تھا۔

لے گفت شیر نے لڑی
سے کہا دل اور جگر تو یہ جواور
میں ضرور ہوتے ہیں وہ اس
گدھے کے کہاں ہیں، اگر تو کہے
لڑی نے کہا اگر اس گدھے
کے دل و جگر ہوتا تو یہ دو بارہ
تیرے پاس کیے آتا، آں کہا
اُس گدھے نے تیرا قیامت خوب
دیکھا تھا اور پہاڑ پر سے
سڑے ہی گڑھا۔

بار دیگر کے بر تو آمدے
دوبارہ تیسرے پاس کس آتا؟
چوں نبا شد رُوح جُز گل نیست

محب روح نامہ جو تو جہنم کے سوا کچھ نہیں ہے
بول قارورہ است فندیش محو
اُس کو قدیم دُکب و دُشباب کی شیش ہے
صنعتِ خلقت اس شیش و سفال
شیش اور دیوانہ صنوق کی کارگری ہے
در لہب ہا نبود الا اتحدا
ردِ شنیوں میں اتح کے سوا کچھ نہیں ہے

نیمت اندر نور شاں اعدا و حیند
اُن کے نور میں قدرت اور شمار نہیں ہے
نور دید اُس مومن مُدرکِ شمسیت
مومن نے نورِ دیکھ دوستانہ بن گیا

پس کے مینڈ خلیس و مصطفیٰ
 اس لئے نہیں اور مصطفیٰ کو ایک دیکھتا ہے
 پس دوبین شیشٹ اور نوح را
 وہ شیشٹ اور نوح کو دورد دیکھتا ہے

آدمی آنت کورا جاں بُود
آدمی وہی ہے جس میں جاں ہو
مردہ مانند رگشتہ شہوتند
روٹی پر ہونے والے دھبے میں اور شہوت پر قربان ہیں

حکایت آل راہب کہ روز با چراغ میگشت در میان
 اُس درویش کی حکایت جو میں چرخ گئے ہوئے بازار میں چکر لگاتا تھا اُس
 بازار ازیمہ جالتے کہ اور ابود
 محلہ سات کی دوسرے درویش کو حاصل تھی

چوں کہ اندھ جس غصہ کا جوہر ہے
گراہ غصہ ان کا نام نہیں
کہنا تو گراہ غصہ ہی نہیں ہے
دل میں جب غم نہ ہو تو وہ
دل نہیں انسان میں غم نہ
ہو تو وہ کھو گئی کہتے ہیں
آن آج جس شیخ میں کوئی
نہیں وہ تو بن نہیں سہ
چٹاب کی کشش ہے شریعت
یعنی نعل کی کشش سہ
یعنی اپنی کا پیرا غ۔

۱۷ تاہم، چاروں طرف سے
تقدیریں میں تقدیر اور دور
ہے، ان کی روشنی جیسی ہے
سے اس میں وحدت سے
آن سمجھو یہ سونے، منہ
اجسام پر نکلے تو ان میں تو
سمجھا اس میں ہر ایک
بعض کا کفر کیا، میں
اجسام اور نور، ہر
بلکہ نور اور نور کو سمجھا
میں جوت ہے قوم کا
مبارک، حضرت یحییٰ علیہ
حق و صلہ، جو جس
دوروں میں سے کسی میں تو
نہیں کہتے ہیں:

۲۵ تجر نہ رو رہی ہے
میں اپنی موت آئی رہی ہے
میں موت ہو اتنی عمو
نہیں ہیں موتیں میں مسکرو
بھی دیکھو یہ شہرت اور
کے مقتول ہیں حکایت
حکایت کا غماز یہی ہے
بظاہر انسان جہت میں
وہ انسان جن میں اندر یہ
موت کھپ رہی ہے

لے آئے کیے ایک بندہ اک
عاشق دیں ہر شاہِ بے بے
کچھ نہ دھڑکا پھر تھا جین
دن میں چراغ کی روشنی سے
تکلیف کرنا غلامِ اراد کی
کی بات ہے تو چراغ لے گیا
تو جھ کر رہا ہے۔ گفت۔ اُس
عاشق نے کہا میں ہر شاہ
ایسے آدمی کی تلاش میں ہوں
جو اللہ کی عطا کردہ رُوح
سے زبرد ہوا اور مجھے کوئی
انسان نہیں ملے۔ ہر شاہ
اُس بیہودہ شخص نے کہا کہ
یہ سارا پانڈا انسانوں سے
چلایا ہے اور تجھے کوئی انسان
نظر نہیں آتا۔
اُسے عقلمند فرما۔ اُس عاشق
خدا نے کہا میں ایسے انسان کی
تلاش میں ہوں جو دو حالتوں
میں غصہ اور حرص کے وقت
سیدھے راستہ پر چلتا ہو۔ وقتِ شرم
اور غم تو آدمی انکار نہ جائیے
ہو وہ کسی صاحبِ فہم نہ کا۔
جیسے پیش میں بادِ خدا نہ ہی
جیسے پیش میں خوفِ خدا نہ رہا۔
سزا اگر ایسا آدمی مجھ میں ملے
تو میں ہنسنے لگاں تو اُن کی روں
میں گفت۔ اُس شخص نے
کہا اے انسان کا دانا کیسا ب
ہے اگر چلا دھار ہے تو
تفصلاً خداوندی کے حکم سے
فائل ہے اور انسان کے
افعال کو اس کا اختیار نہیں
سمجھتا ہے۔ تاہم انسان
کا اپنا اختیار کیا ہے اُس
تو تقدیرِ خداوندی ہے۔

اُس کیے باشعورِ میگشت روز
ایک شخص دن میں چراغ لے ہوئے گھر مت تھا
بوا الفصولے گفت اور اکا فلا
ایک بیہودہ نے اُس سے کہا کہ اسے غلام
ہیں چمیکڑی تو جو یاں با چراغ
آئیں تو چراغ لے ہوئے کیوں گھر مت ہے؟
گفت مجھ کو ہم ہر شاہِ رُوح آدمی
اُس نے کہا میں ہر شاہِ انسان تلاش کرنا ہوں
گفت من جو یلے انساں گشتا ام
اُس نے کہا میں انسان کا چراغ بننا ہوں
گفت مرنے ہست ایں بازار پر
انفوریٰ مرنے کہا۔ یہ بازار بھرا ہوا ہے
گفت خواہم مردِ برجادہ دورہ
اُس نے کہا میں دور رہے راستہ پر انسان چاہتا ہوں
وقتِ شرم و وقتِ شہوت مردِ
غمصہ کے وقت اور شہوت کے وقت انسان کہاں ہے؟
کو دین دو حال مرنے درجہ
دنیا میں ان دو حالتوں میں انسان کہاں ہے؟
گفت نادرِ جینِ بھوئی و لیک
اُس نے کہا تو کیا ب چیز تلاش کر لے لیکن
ناظرِ فرعیٰ زاصلے بے خبر
تو خارج کر دیکھے مال ہے اُس سے بے خبر ہے
چرخ گرداں را قضا گرہ کند
تفصلاً گھر سے ملے آسمان کو گمراہ کر دیتی ہے

گردِ بازار و دوشِ میرِ عشق و موز
باز میں اور اُس کو دلِ عشق و دوش سے پُر تھا
ہیں چمیکڑی بھوئے ہر دکاں
ہر دکاں کے پاس تو کیا دھڑکا ہے؟
درمیانِ روزِ روشن چیت لاغ
دکھن دن میں ہے کیا مذاق ہے؟
کہ کُودے از جباتِ آں دے
جوشِ سانس کی زندگی سے زندہ ہو
می نیامِ ہنچ و حیراں گشتا ام
میں کسی کو نہیں پاتا ہوں اور حیران ہو گیا ہوں
مردانندہ آخرائے دانائے حُر
لے عقلمند آزاد! بالآخر انسان ہی ہیں
درِ رخِ شمس و ہنگامِ شہرہ
غمصہ کے راستہ میں اور شہوت کے وقت
طالبِ مرنے دو اُم کو بگو
میں ایسے انسان کی طلب میں کو بے خبر رہتا ہوں
تا فدلے او کتم امر و زجاں
تا آق میں اُس پر جان مستر بان کر دوں
غافل از حکمِ قضائی نیک نیک
تو اللہ کی گفتا کہ اُس سے بالکل غافل ہے
فرعِ مایمِ اصل احکامِ قدر
ہم شاہ ہیں تقدیر کے احکامِ اصل ہیں
صد عطار در اقصا ابلہ کند
تفصلاً سبکدوش عطار کو بے وقت نادیتی ہے

چرخ۔ تقدیرِ خداوندی آسمان کو جس راستہ سے بھٹکا دیتی ہے عطا دستارہ جو آسمان کا بخشی ہے
جس کو تقدیرِ احمق بنا دیتی ہے۔

تنگ گرواند جهان چارہ را

دو تہر کی دین کو تنگ کر دیتی ہے

لے قرای دادہ رہ را کام کام

لے (دو) کو تو نے، بقدم قدم راستہ لے کرنا قرار دیا

چوں بدیدی گردش تنگ کیا

جبکہ تو نے بن جانے کے بقدر کے چکر کو دکھا ہے

خاک را دیدی برآمد بر ہوا

تو نے ہوا پر غزو کو دیکھ ہے

دیکھتائے فکر می بینی بخش

تو نے فکر کی دیکھوں کو جوش میں دکھا ہے

گفت حق ایوب را در کموت

اعزاز میں (اللہ تعالیٰ) نے حضرت، ایک نایاب

ہیں بصیر خود کن چندیں نظر

خبردار! اپنے صبر پر زیادہ نفسہ رکھ

چند بینی گردش دلاب را

رہٹ کی گردش کو یک تک دیکھو

تو ہی گوئی کمی بنیم ویک

تو کہتا ہے میں دیکھ رہا ہوں، لیکن

گردش کف را چو دیدی مختصر

جب تو نے دریا کے مختصر جھاگ دیکھے

آنکہ کف را دید سر کو باں بود

جس نے جھاگ کو دیکھا اس نے سر پیشا

آنکہ کف را دید نیتیا کند

جس نے جھاگ کو دیکھا وہ نہیں کرتا ہے

آب گرداند خدید و خارہ را

وہ لہے اور (سب) خارہ کو پانی بنا دیتی ہے

خام خامی خام خامی خام

تو کجا ہی کجا ہے، کجا ہی کجا ہے، کجا کجا

آب جو را ہم ہیں آخربا

آ، بالآخر شہر کے پانی کو ہمیں دیکھ لے

درمیان خاک سنگ را درآ

گزر کے درمیان ہوا کو دیکھ لے

اندرا آتش ہم نظری کن ہوش

ہوش سے آگ کو بھی دیکھ لے

من بہر مومیت صبرے اومت

میں نے تجھے ہر سال کی بار بار صبر دہا ہے

صبر دیدی صبر دادن را نگر

تو نے صبر دیکھا ہے، صبر دینے کو دیکھ لے

سر بر فل کن ہم ہیں میرا با

سر بارہر کو نکال، پانی دانے کو بھی دیکھ لے

دید آئرا بس علامتہا ست نیک

اس کے دیکھنے کی بہت سی علامتیں ہیں

حیرت باید بدیریا درنگر

تجھے حیرت درکار ہے، دریا کو دیکھ

وآنکہ دریا دید او حیراں بود

جس نے دریا دیکھا وہ حیراں ہے

وآنکہ دریا دید دل دریا کند

اور جس نے دریا دیکھا وہ دل کو دریا بنا لیتا ہے

۱۰ نہایت تقدیر کے مانے

تہ میری ہے وہے اور سنگ

خارہ کو تقدیر پانی کر دیتی ہے۔

لے کر تو نے یہ جو دکھا ہے کہ

راستہ پر قدم لے کر آئے

ہیں یہیری خام کام کاری ہے سب

کچھ تقدیر کرتی ہے چرخ کی

تو ظاہری اسباب پر نگہ رکھنا

ہے، درحقیقت سب کے مافوق

سے طاقت، تو ظاہر پر نظر

رکھنا ہے حقیقت اور باطن

تجھ سے پرشہر ہے۔

۱۱ دیکھا ہی جس طرح نیک

بہتر کے جس میں کس کی

ہی طرح اسباب ظاہری بغیر

نور حقیقی کے کچھ اثرات نہیں

رکھتے ہیں گفت، حضرت

ایوب کا صبر مشہور ہے خدا

نے انکو بھی یہ حکم عطا کیا ہے

صبر کو نہ دیکھ مہر دینے والے

کو دیکھ چکے ہیں، رہٹ کو نہ

دیکھ کر ٹھٹھالنے والے کو

دیکھ، تو جی تیرا دمی تو ہے

کہ حقیقی سب کو دیکھتا ہے

لیکن حقیقی سب کو دیکھنے والا

کی ایک علامت بھی تیرے طور

نہیں ہے۔

۱۲ گردش بینی، ان تہیت

کی جو بہت تھوڑے ہیں تو نے

یہ ہیں ہیں دیکھی ہے اگر عطا

حیرت میں پہنچتا تو دریا سے

حقیقت ذات باری تعالیٰ

پر نظر کرنا، آنکہ جو حرف تہیت

پہنچ رہا ہے اور انکو دریا

جدا چیز کہتا ہے وہ لامصل

سمجھ کر تا ہے جو محض دریا

دمت پر نظر رکھتا ہے اس کو

محمود جراتی حاصل ہوتی ہے۔

لے آنکھ لکھا۔ جو شخص دریا
حقیقت سے غافل ہے اور
مصلحت ملبوں اور مچھانوں کو
دیکھ رہا ہے وہ اپنے افعال
کو شمار کرتا ہے کہ کچھ فتنائی
اور کچھ اضطرابی ہیں اور وہ
شخص جس کی دریا پر نظر ہے
اپنے اختیار سے افعال کو یہی
سمجھتا ہے کہ یہ اختیار بھی
فدا کا مظاہرہ ہے۔ جو گوش
بروز بین ایسے شخص کو سکون
حاصل نہیں ہوتا جسے غش کو
بینی اس کو اچھا نہ حاصل
ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ بینی
دنیا کے دھندوں سے لگتا
ہے اور خودی ابر سے محروم
رہتا ہے۔ ہر کارش گذر وہ
وہ مخلوق کو فنا کر کے خالق کی
حسرت میں لگ جاتا ہے۔

۱۱۱۔ مہربان اور مخلوق میں
مست ہو کر خدا سے غافل ہو
جاتا ہے۔ غرق ہو یعنی فنا
فی اللہ۔ درجن معرہ
آزاد کر خیر بخش باز یاد
پاؤ وہ بیس مجاہدوں کے زور
ساق کیا جاتا ہے۔ جمع ہتھ
پرست۔

۱۱۲۔ گفت۔ اس آتش
پرست نے کہا اگر خدا
چاہے گا تو میں مومن بن
جاؤں گا اور اگر مزید بہرانی
ہوئی تو میرے مومن بنی وہ
مومن جس کو میں، الیقین
کا درجہ حاصل ہو میں جاؤں
میرا آپر مسلمان نے کہا
خدا مجھے مومن بنانا چاہتا

آنکھ لکھا دیدہ باشد در شمار
جس نے جھانک کر دیکھا کہ غمتی میں ہے
آنکھ کف را دید در گردش بود
جس نے جھانک کر دیکھا وہ چکر میں ہے
آنکھ کف را دید بیگارش کند
جس نے جھانک کر دیکھا وہ اس سے بیکار رہتا ہے
آنکھ کف را دید گرد دست او
جس نے جھانک کر دیکھا وہ اس کا دست بجا تا ہر
آنکھ کف را دید آید در سخن
جس نے جھانک کر دیکھا وہ باتیں بناتا ہے
آنکھ کف را دید پا لودہ شود
جس نے جھانک کر دیکھا وہ صاف کیا جاتا ہے

وآنکھ دریا دیدہ شد بے اختیار
اور جس نے دریا کو دیکھا وہ بے اختیار ہو گیا
وآنکھ دریا دید او بغیش بود
اور جس نے دریا کو دیکھا وہ غم سے بے گشت ہے
وآنکھ دریا دید برادرش کند
اور جس نے دریا کو دیکھا وہ اس کے سولی پر بٹھا رہتا ہے
وآنکھ دریا دید باشد غرق ہو
اور جس نے دریا کو دیکھا وہ خدا میں غرق ہو جاتا ہے
وآنکھ دریا دید شد بے ماون
اور جس نے دریا کو دیکھا وہ بیخود اور بے مال ہو گیا
وآنکھ دریا دید آسودہ شود
اور جس نے دریا کو دیکھا وہ آرام سے ہو جاتا ہے

دعوت کروں مسلمان مرمغے را باسلام وجواب

مسلمان کا ایک آتش پرست کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کا جواب

مرمغے را گفت مردے کاے فلا
ایک شخص نے ایک آتش پرست کو کہا لے فلاں
گفت اگر خواہد خدا مومن شوم
اُس نے کہا اگر خدا چاہے گا میں مومن بن جاؤں گا
گفت میخواید خدا ایمان تو
اُس نے کہا خدا میرے ایمان کا خواہشمند ہے
لیک نفس نحر من آں شیطان شت
لیکن منہوس نفس اور تیرے شیطان
گفت منصف چو ایشان غالبند
اُس نے کہا اے منصف! جب وہ غالب ہیں

ہیں مسلمان شویا باش از مومنلا
خبردار! مسلمان ہو جا، مومنوں میں سے جہا
ور فراید فضل ہم موقن شوم
اگر زیادہ مہربانی کرے گا صاحب تیرے عباد کا
تار ہزار دست دروغ جان تو
تا کہ تیری جان دروغ کے ہاتھ سے نجات پا جائے
می کشند سوائے کفران کشت
تجھے کفر اور بت خانہ کی طرف کھینچے
یلد او باشم کہ با شہ زورند
میں اس کا درست ہوں گا جو طاقت ور ہو

ہے تاکہ تجھے دروغ سے نجات مل جائے لیکن تیرا نفس اور شیطان تجھے کفر اور بت خانہ کی
جانب کھینچتے ہیں۔

یہ آں تانم بدن کو غالب بست

میں اس کا بدن ہو جو غالب ہے

چوں خدا میخواست از صفتی رفت

جب خدا مجھے بخت پہنچاں چاہتا ہے

نفس و شیطان خواہش خویش بزد

نفس اور شیطان کی اپنی خواہش ہیں

تو یکے قصور رائے ساختی

تو نے ایک صل اور سرائے بنائی

خواستی مسجد شود آں جائے خیر

تو نے چاہا وہ ابھی جگہ مسجد بنے

یا تو باغیدی یکے کر باس تا

یا تو نے شریعت بننا سیکر

تو قبایلی میخواستی خصم از نبرد

تو نے قبا رشتائی چاہی دشمن لے مخالف سے

چارہ کر یاں چو بود جان من

مے میری جان بکریں کسے کیا چارہ ہو گا؟

اوز بون مشر مجرم اس کر باصیت

وہ مغلوب ہو گیا اس بکریں کی کیا خطا ہے؟

چوں کسے ناخواہ او بر مے براند

جب کس نے اس کے خلاف اس پر حملہ کیا

صاحب خانہ بدین خواری بود

گھر والا اس دولت میں ہو

ہم خلق گرد من از تازہ دنوم

میں بھی برسیدہ بن جاؤں گا خزانہ تلخہ افزا

چونکہ خواہ نفس آمد متعال

جب کہ نفس کی خواہش مددگار ہے

آں طرف فتم کر غالب جاد بست

میں اس طرف ٹھکوں گا جزا دہ کیجئے دالہ ہے

خوشش پر سوچو چاشمش زلفت

اسکے چاہنے کا کیا فائدہ جب کہ اس کی نہیں پہنچتی ہے؟

واں عنایت قہر گشت خرد و مرد

وہ مہربانی مغلوب اور ریزہ ریزہ ہو گئی

اندر و صد نقش خوش افراختی

اس میں تو نے اپنے نقش بنائے

دیگرے آمد مر آرا ساخت دیر

دوسرا آیا اس نے اس کو بہت عدا بنایا

خوش بسازی بہر پوشیدن قبا

پہننے کے لئے ابھی قبا بنائے

رغم تو کر باس را شملوار کرد

تیرے رخصت کپڑا کو مشغول کر دیا

مجزربون رائے آں غالب شن

غالب آئے والے کے بارے میں جاننے کے سوا

آنکہ او مغلوب غالب نیست

جو غالب سے مغلوب نہیں ہے وہ کون ہے؟

خارجن در ملک و خانہ اوشاند

اس کی تکیہ اور گھر میں کانون کی ہمدانی لگا دی

کلیں چنین بروے خلافت میرد

کہ اس طرح کی اس پر حکومت ہو

چونکہ بایں اس چنین خواہے شوم

جبکہ میں ایسے کزور کا دست بن جاؤں

تسخر آمد ایش شارانہ کال

تو جرات نہ لے چاہا ہوا مذاق ہے

لے آئے تیرے پرست سے

جب کہ نفس اور شیطان کو بہر

بور ہے تو وہ کون سے پرست

کے تیری کسانہ دینا ہے

چون خدا کر خدا پرست چاہی

چاہتا ہے اور نفس شیطان

کے مقابل میں اس کی کو نہیں

پہنچتی ہے تو کسے چاہئے؟

فائدہ ہے خرد و مرد پرورد

تو نے مگر کوئی ایک تھوڑا سا

بنائے کس کو مسجد بنا چاہئے

کوئی دوسرا اس پر غالب کر

اس کو بہت عدا بنائے تو مسجد

بنائے والے کی خواہش کا کیا

فائدہ ہو

لے آئے اگر تو نے پرست

لے بنا کر تو میں کی تیا بنائے

اور تیرا مخالف کر کے شمشیر

بنائے تو کسے کیجئے اس

کے سوا اور کیا چاہئے؟

کے سامنے مغلوب ہو جائے

چاہے بکریں کے لئے اس کے

سوا کوئی چاہے نہیں ہے کہ

غالب کے سامنے مغلوب ہو

جائے اور وہ جو کہ کوئی نہ

چاہے بکریں کے لئے اس کے

سوا کوئی چاہے نہیں ہے کہ

غالب کے سامنے مغلوب ہو

جائے اور وہ جو کہ کوئی نہ

چاہے بکریں کے لئے اس کے

سوا کوئی چاہے نہیں ہے کہ

غالب کے سامنے مغلوب ہو

جائے اور وہ جو کہ کوئی نہ

چاہے بکریں کے لئے اس کے

سوا کوئی چاہے نہیں ہے کہ

ملے حق اگر میں خواہ کا فرما
آتش پرست ہوں تو میں یہ
خیال نہیں کر سکتا کہ اللہ کا
بچا ہوا نہ سوار شیطان اور
نفس کی خواہش پروری ہو۔
قرعے آتش پرست کہتا ہے
کہ میں عقیدہ نہیں رکھ سکتا
کہ کوئی شخص خدا کی ملکیت
میں کسی بے رغبت عکرائی
کر سکے۔ درحقیقت اس کے سامنے
دم میں نہار کے اور خدا نفس
کو دفع کرنا چاہے اور دشمن
دفع نہ ہوا درخدا کا غصہ اور
بڑھتا ہے۔ بچہ نہ کرنا اور
شیطان کی کسی حالت ہے تو
پھر خدا کی بجائے شیطان کا
بندہ بن جانا چاہیے کیونکہ خدا
مغلوب اور شیطان غالب
ہے۔

۱۰۔ تباہی اور اس حالت میں
اگر شیطان کی بجائے خدا کی
بلندگی کی جائے گی تو شیطان
نفس میں جیسے گمراہ خدا
کوئی مرد نہ کر سکے گا۔ اگر جب
شیطان کا شکار ہو رہا ہو تب
تو شیطان کے علاوہ ہر
بھلا اور کوئی کر سکتا ہے۔ حاش
اللہ! اللہ تعالیٰ اس سے پاک
ہے کہ اس کا ارادہ ہر اہمیر
تجسس۔ اس کی خدائی میں
ایک لمحہ اس کے حکم کے
علاف نہیں ہو سکتا۔

۱۱۔ ملکیت۔ دنیا اور دولت
اس کا ملک ہے شیطان ہی
کے دربار میں ملتا ہے۔
ترجمان۔ یہ خدا بدوش قوم
حق کا بھائی اس کا پیتھنا

من اگر تنگ منساں یا کافر
میں اگر آتش پرستوں کے لئے انگ یا کافروں
گر کے ناخواہ او ورغم او
اگر کوئی ایسی خواہش کے بغیر اور اسکی دولت کے لئے
ملکت اور افر و گیسرتیں
اس کی ملکیت پر اس طرح قبضہ جائے
دفع او میخواد و می بایدش
وہ اس کو دفع کرنا چاہے اور اسکو کرنا چاہے
بندہ اس دیو می باید شدن
اس شیطان کا بندہ ہونا چاہیے
تا مبادا ایں کشد شیطان من
تاکہ ایسا نہ ہو کہ شیطان تم سے یکدوری کرے
آنکہ او خواہد مراد او شود
جو وہ شیطان چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے

آن نیم کہ بر خدا ایں ظن برم
میں وہ نہیں ہیں کہ خدا پر اس طرح لوگوں
گرد اندر ملکیت او حکم جو
اس کی ملک میں حاکم ہو
کہ نیا رد دم زدن دم آفریں
کودم کو پیدا کرنے والا دم نہار کے
دیو ہر دم غصہ می افزایش
شیطان ہر وقت اس کا غصہ بڑھاتے
چونکہ غالب اوست در ہر گھن
جسکہ ہر محسوس میں وہ غالب ہے
پس چو دستم گیر داخدا و الممن
تو اس جگہ خدا میری دستگیری کرے گا؟
از کہ کار من دگر نیکی شود
بھروسہ دوسرے سے میرا کام بچا ہوگا

مثیل شیطان بر در حرمین

رحمن کے دربر شیطان کی مثال

حاش اللہ ایش شار اللہ کاں
اللہ پاک ہے جو اس نے چاہا
ہیچکس در ملک او بے امر او
کوئی شخص اس کے حکم کے بغیر اسکی ملک میں
ملک ملک اوست فرماں آن او
سلطنت اس کی سلطنت ہے، حکم اس کا ہے
ترکماں را اگر سکے باشد بدر
اگر ترکماں کے دروازے پر گستا ہو

حاکم آمد در مکان و لامکان
وہ مکان اور لامکان میں حاکم ہے
در میفراید سیریک تار مو
ایک بال برابر زیادتی نہیں کر سکتا ہے
کتریں سنگ بردار آں شیطان او
اس کا شیطان اس کے دروازہ پر آتی نہیں ہے
بر درش بہنہا وہ باشد رے و سر
اس کے دروازے پر نہ تو اور سر رکھے ہوتا ہے

مخالفات کہنے سے ہوتا ہے جسے جانتے ہوئے کہے گئے ہوتے ان کو توں کی توں کہتے تھے لیکن یہی انسان
ہر دہی نئے زبیر کی طرح حلا کر دیتے تھے۔

کو دکان خانہ دُش می کشد
گھر کے بچے اُس کی نرم کہینے ہیں
باز اگر بیگانہ مُعبر کُند
بھر اگر کوئی : منہ ہی گزرتا ہے
کہ اشدّ اوعیٰ الکفار شد
کیونکہ وہ کفار پر سخت ہیں : بن گیا
ز آب تتلبجہ کہ دواش ترکاں
نپٹے حیرے کی وجہ سے جو ترکاں نے اپنے دیا
پس سگ شیطاں کہ حق مستش کُند
تو شیطان کتا جس کو لاشہ (قسط) پیدا کرتا ہے
آبرو ہا را غدا ئے او کُند
آبروؤں کو اُس کی غذا بنا تا ہے
آب تجاج ست آب رُوی عام
عوام کی آبرو پست لا حیرہ ہے
بر در خرگاہ و قُدرت جانِ
اُس کی جان قدرت کے خیمہ کے دروازہ پر
گلہ گلہ از مرید و از مرید
مُرید اور سرکش جماعت و جماعت
بر در کھف الوہیت چوسگ
الوہیت کے خائے دروازے پر کھٹنے کی طرح
اتے سگ دیوا امتحان می کن کرتا
اے شیطان کتنے ! امتحان کر کہ کب تک
حملہ می کن منع می کن می نکر
مسد کر ۔ روک دیکھ

کا جو دافان کے اختیار کے منافی نہ ہو۔

باشد اندر دست طفلان خوارند
وہ بچوں کے ہاتھوں ذلیل ہوتا ہے
حملہ بروے ہیچوشیر ز کُند
نر شیر کی طرح اُس پر حملہ کرتا ہے
باولی گل باعد و چون خار شد
دوست کیساتھ بھول اور دشمن کیساتھ کانٹا بن گیا
آنجناں وانی شدت پاسبان
ایک وفادار اور مسافرا بن گیا
اندر و صد فکرت و حیل تندر
اُس میں ہینکڑوں خیال اور چیلے ڈانٹا ہے
تا بر دوا و آبروئے نیک و بد
تاکر وہ بچلے اور بُرے کی آبرو اٹا لے جائے
کہ سگ شیطاں زان بابد طعام
کہ شیطان کتا اُس سے غذا حاصل کرتا ہے
چوں نباشد حکم راقباں بگو
علم پر تسلط نہ کیا : نہ ہوگی : دینا
چوں سگ باسط ذرا لُو حید
کھٹنے کی طرح چوکھٹ پر بازو پھیلائے چکے ہے
ذره ذره امر جو برجستہ رگ
ذره ذره بڑھتی ہوئی رگ کیساتھ حکم کا طالع ہے
چوں دیر رہی نہند ایں خلق پا
اِس راستہ میں کس طرح یہ مخلوق پاؤں رکھتی ہے
تا کہ باشد مادہ اندر صدق و کُند
کہ چٹائی میں کون مادہ اور کون تر ہے؟

لے کر : کئے کُتوں کی یہ
: ست حق کو کھا لیں اور
جنہوں کے لئے ست تھے
دوستوں کے لئے بھول اور
دشمنوں کے لئے کانٹے۔
تیب : ترکاں اُس کئے کو بھلا
دیا پلاتا تھا وہ اُس کا پس
قدر و فادار اور مسافرا بن گیا۔
پس : جب مسافر تھا اپنے
پرستار ترکاں کا ایسا لڑا بڑا
ہے تو شیطان جس کو کھلائے
یہ کیا اور طرح طرح کی ترقیا
اُس کو کھلا کرتا ہے۔ جھٹکا
لوگوں کی آبرو سے غذا حاصل
کرتا ہے
لے : بر در خرگاہ : اللہ تعالیٰ
کے دربار میں شیطان اُس کے
خبر دینے کی زبان نہ ہوگی۔
تو کھلائے کے دربار میں ہر
اور قدرت : ہر سرکش کھٹنے کی
طرح اٹھے اٹھ جائے ہوئے
تجاربے : وسیعہ چوکھٹ
میں مزید : سرکش : بر در
کھٹ : اللہ کے دربار کے
نار کے سامنے شیطان کھٹے
کی طرح بیٹھا ہے جس کا ذرا
ذره : اللہ کے حکم کا منتظر
ہے۔
لے : اتے سگ : اللہ نے
شیطان کو اُس لئے بھلا کر
سے تاکر وہ دربار میں بیٹھنے
وانوں کا امتحان کرے اور
چٹائی کے نزدیک کو پہچان
لے اور چٹائی میں بیکس
نہیں ہیں اُن کو دربار تک
نہیں پہنچے دے : لہذا شیطان

لے پس اغوز، تو اغوز،
کی تعبیر اس نے دی گئی ہے
کہ دربار میں سب سے دالوں پر
اگر سلطان تخت بھونکے تو وہ
اغوز کے مالک کو بچا رکھیں
کہ وہ اپنے گئے کو راستہ سے
بٹا دے تاکہ وہ دربار تک
پہنچ سکیں۔ چونکہ جب ترک
خود گئے سے عاجز ہو تو پھر
اغوز بھونکے بغیر ایک ہے۔
ترک۔ وہ ترک خود گئے سے
پناہ مانگتا ہے۔
لے تو حق ترک یہ کہے کہ
گئے کے در سے تو اندر نہیں
آسکتا اور میں باہر نہیں آسکتا
چاک۔ ایسے ترک اور
مہمان کے سر پر خاک جو۔۔۔
رائش بندہ ترک سے بات
بہت پسند ہے کہ وہ گئے سے
دوے گئے تو درکار میں کی
ذات سے شیر خون کی گئے
کر دے تاکہ۔ انسان جو
لطیفہ اظہر ہے وہ شیطان کے
در سے اور مغرب ہو جائے
یہ ٹہری بات ہے۔
لے چن کی۔ جب مالک
خود گئے سے در سے تو حق
میں کے لئے کیا خاک رکھیں۔
سنت۔ جہر و تہر کے معاد
میں جو میں سرکہ ہے وہ میں
میں ہے اسی ایک جانب جہر
اس مقدمہ کے لئے اس کا
کوئی اختیار نہیں ہے جب
انسان کو اختیار ہو تو پھر مشک
اس کا پھل دینا اور منہ کو ناکارت
نہو گا ہذا میں قیدہ کے سلطان
انہیں ناکار کرئی ہوگی اور چنانچہ

پس اغوز از بہرچہ باشد چو رنگ
تو اغوز کس لئے ہوتی ہے : جب گنت
اس اغوز آنت لے ترک خطا
یہ اغوز اس لئے ہے کہ لے خطا کے ترک :
تا بیکیم بر در خسرو گاہ تو
تا کہیں تیرے گھر کے در پر آ جاؤں
چونکہ ترک از سطوت سنگ عاچون
جبکہ ترک اہی، گئے کے محو سے عاجز ہے
ترک ہم گوید اغوز از سنگ کہ من
ترک میں کہے کہ میں گئے سے پناہ چاہتا ہوں کیونکہ میں
تو نمی یاری بایں در آمدن
تو اس دروازے تک نہیں آ سکتا
خاک کنوں بر سر ترک و عشق
اب ترک اور مہمان کے سر پر خاک
حاش بندہ ترک بانگے بر زند
عذرا یہ ہے ترک ایسی ذات بلائے کا
ایک خود را شیر یزداں خواندہ
لے وہ کہ تو اپنے آپ کو خدا کا شیر کہتا ہے
چون کن دایں سنگ بر تو شکار
یہ گنتا تیرے لئے شکار کب کرے گا؟

گشتہ باشد از ترفیع نیست رنگ
بڑائی کی وجہ سے تہس نہس نہ رہتا ہے
بانگ بزرگ بر سنگ درہ بر کشا
گئے کو دھکا اور راستہ کھول دے
حاجتے خواہم ز جود و جہا تو
تیری سخاوت اور تیرے سے حاجت کما مل کر لیا
اس اغوز و ایں فغاں نا جا کست
یہ اغوز اور یہ فغاں بیکار ہے
ہم ز سنگ ماندہ ام اندر وطن
میں اٹھس میں گئے سے عاجز ہوں
من نمی یارم ز درویروں شدن
میں دروازے سے باہر نہیں آسکتا
کہ گئے سنگ ہر دورا بند عشق
کہ ایک گنتا دونوں کی گردنیں پکڑ دے
سنگ چہ باشد شیر زخون گئے کند
گنتا کیا ہوتا ہے : شیر زخون کی گئے کر دے
سالاہا شد با گئے در ماندہ
سلاوں گند گئے تو گئے سے عاجز ہے
چون شکار سنگ شدنی آشکار
جبکہ تو گنتا بندوں گئے کو شکار میں گما

جواب گفتن مومن سنی مرکا فرجبری را در اثبات اختیار بندہ
بندہ کا اختیار کے ثابت کرنے میں سنی مومن کا جببیری کو تو کہ جواب دینا
دلیل گفتن کہ سنت را ہے باشد کہ کو فتہ اقدام انبیاء علیہم السلام
اور میں بیان کرتا کہ سنت وہی راستہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کے پاؤں کا روندنا
تو ایات کے جن میں امت اور روح کا کام لازم آتا ہے جسے تو امتیاری طور پر گمراہی لانے کا اہتمام ہے اور روح
دینے والوں کی سزا ہے اور میں مسک کی باتیں جانب تہر کا عقیدہ جس کی پیروی انسان کو اپنے افعال کو صالح بنانا
ماندہ ہے اور ان کی نسبت کو انسان کی قدر سے مغلوب بنانا ہے اور ان کے نتائج جو کہ عین کے نتائج سے بھی

و برکین آں راہ بیابان جبرست کہ خود را اختیار نہ بیند و
ہو اے آں کے دائیں جانب جبر کے جنگل کا راست ہے جو کہ اپنا اختیار نہیں
امر و نہی را منکر شود و تاویل کند و از منکر شدن امر و نہی

کھتا ہے اور امر و نہی کا منکر ہو جاتا ہے اور تاویل کرتا ہے اور امر و نہی کے منکر ہوئے بہشت
لازم آید انکار بہشت دوزخ کہ بہشت جزائے مطیعان

اور دوزخ کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ بہشت نساہت و زاریوں کی جزا ہے
امرست دوزخ جزائے مخالفان امر و دیگر نگویم کہ بچا نجا

اور دوزخ منکر کے مخالفوں کی جزا ہے میں اور مزید نہیں کہتا کہ کیا نتیجہ
کہ العاقل تکفیہ الاشارة و برکین آں راہ بیابان قدرت

محتا ہے، مقلد کے لئے اشارہ کافی ہے اور ان کے بائیں جانب تدر کا جنگل ہے
کہ قدرت خالق را مغلوب قدرت خلق و اند و از ان فساد را

جوانہ کی قدرت کو مخلوق کی قدرت سے مغلوب کچھ ہیں، در اس سے وہ
زاید کہ آں مع جبری بر شمر د

خواباں پیدا ہوتی ہیں منکر وہ جبری، تشریف مستگان نابز

گفت مؤمن بشنوائے جبری خطا
مومن نے کہا اسے جبری بات میں

بازی خود دیدی لے شطرنج باز
لے شطرنجی، تو نے اپنی چال دیکھ لی

نامہ عذر خودت بر خواندی
تو نے اپنے مذکر کی کتاب پڑھ دی

نکتہ گفتی جبریانہ در قضا
قضا کے بارے میں تو نے جبروں کا نکتہ بیان کیا

اختیارے بہت مارا بے گماں
یقیناً ہمارے لئے بھی، اختیار ہے

اختیار خود میں جبری شو
اپنے اختیار کو دیکھ جبری نہ ہیں

لے گفت شستی مسلمان
نے جبر کے عقیدے والے
کو جواب دیا جبری۔ وہ
شخص جو جبر کا عقیدہ رکھتا

ہے
لے اختیارے۔ جبر کے
عقیدے میں انسان کے

اختیار کا بالکل انکار ہے
مولانا انسان کے اختیار
کو بہت کرتے ہیں۔

آن خود گفتی نیک آدم جواب
تو نے اپنی بات کہی، اب میں جواب دیتا ہوں

بازی خست بہیں پہن دوزخ باز
مخالف کی لمبی چوڑی چال بھی دیکھ لے

نامہ شستی بخواں چہ ماندی
شستی کی کتاب بھی، پڑھ دکر، تیرا کیا حال ہے؟

بہتر آن بشنوزمن در اجسرا
معاذ میں مجھ سے اس کا راز میں لے

حسن را منکر تانی شد عیاں
تو انکھن دیکھی جس کا انکار نہیں کر سکتا

رہ رہا کردی براہ آکج مژد
تو نے راست چھوڑ دیا، راست پر آگیا، تیرا حال ہے

پیش مجنب اختیار چون بلیس

تو قرار اختیار حرکت میں آجائے جب شیطان

چونکہ مطلوبے بریں کس عرضہ کرد

جب اس شخص پر مطلوب ہمیش کب

واں فرشتہ خیر با بر غم دیو

فرشتہ شیطان کے برعکس بھلائیوں

تا مجنب اختیار خیر تو

تا کہ تیرا بھلائی کا اختیار حرکت میں آئے

پس فرشتہ و دیو گشتہ عرضہ دار

فرشتہ اور شیطان پیش کرنا لے بنے

مئی شودز الہام ہا زو سوسہ

دوسرا اور الہاموں کی وجہ سے بھلا ہے

وقت تحلیل نماز لے بانک

اسے بیع : نماز ختم کرنے کے وقت

کہ ز الہام و دعائے خوب تاں

کہ تہا ہی اچھی دُعا الہام ہے

باز از بعد رگنہ لعنت گنی

پھر ممانہ کے بعد تو لعنت کرتا ہے

ایں دوضد عرضہ کنندہ در سیرار

در پردہ یہ دو صفاد ہمیش کرنے والے

چونکہ پردہ غیب بنیز و ز پیش

جب غیب کا پردہ سامنے سے اٹھ جائیگا

و ز سخن شاں و اشامی بے گزند

انہ بلا مختلف اُن کی گفتگو کو پہچان لے گا

شد دلالہ آردت پیغام ویں

دُعا نہا ہے تیرے پاس ویں کا پیغام لانا ہے

اختیار خفت بکشاید نبرد

سویا ہوا اختیار جنگ شروع کر دیتا ہے

عرضہ دار و میکند در دل غریو

پیش کرتا ہے، دل میں غور پر پا کر دیتا ہے

زانکہ پیش از عرضہ خفتہ این و نحو

کیونکہ پیش کرنے سے پہلے : اور تو صحتیں سولی موتی

بہر تحریک عروق اختیار

اختیار کی رگوں کو حرکت میں لانے کے لئے

اختیار خیر و شر ت و کسہ

تیرا خیر اور شر کا اختیار دینے شروع کر دیتا ہے

زاں سلام آرد و باید بر ملک

اسی لئے فرشتوں کو سلام کرنا چاہیے

اختیار ایں نماز م شد رواں

اس نماز کا دُعا اختیار ختم ہو گیا

بر بلیس ایراکر ازوئے منغنی

شیطان پر، کیونکہ تو اسی وجہ سے کب مڑا جاتا

در حجاب غیب آمد عرضہ دار

غیب کے پردے میں پیش کرنے والے ہیں

تو ب بینی روی دلالان خویش

تو اپنے دُعاؤں کا چہرہ دیکھ لے گا

کاں سخن گو در حجاب اینہا بدند

کہ پردے میں گفتگو کرنے والے یہی تھے

لے جان مجنب شیطان تیرے

مستحق کو پیغام لانا ہے تو

و آد کا کہ کام ہے اور تیرے

خواہیدہ اختیار حرکت میں آئے

ہے اور جفت شروع کر دیتا

ہے، اور پس فرشتہ : اشرافاتی

کا فرشتہ شیطان کے برعکس

غریب پیش کر کے دل میں

عجبان پر پہنچا ہے اگر شرک

ہمکنے خود اختیار پیدا

ہو جاتے ہیں فرشتہ فرشتہ

اور شیطان تو تیرے اندرونی

اختیار کو تحریک دیتا ہے

تیرے اندر موجود ہوتا ہے

لے جی شود : جو اختیار خود

انسان میں موجود ہوتا ہے وہ

فرشتوں کے الہام اور شیطان

کے دوسروں کے ذریعہ قوی

ہو جاتا ہے۔ وقت غیب

جس وقت نماز ہی تمام ہو جاتا

ہے تو فرشتہ کی بھی نیت نکلتا

ہے اس لئے کہ انہی کی وجہ

اور الہام سے اس کے نماز

ادا کیے۔

لے باز مجاہد کے بعد

شیطان پر اسی وجہ سے صحت

بہت ہے کہ جس کے دوسرے

کی وجہ سے وہ جگہ میں مبتلا

ہوا اور اس نے کو بھی اختیار

کی : اچھی و برائی فرشتہ اور

شیطان : چکر و محض ہیں

جسک دنیوی زندگی کا :-

حجاب لغت ہو جائے جو تو

فرشتہ اور شیطان کو

خود دیکھ لے گا اور جو پس

پردہ اُن کی باطن نہیں

اُن کے ذریعہ تو اُن کی شخصیت کا کو پہچان لے گا۔

لے ڈبر۔ وہاں شیطان تجھ سے کہہ دے گا کہ میں نے دل میں اسور میں تو ڈالا تھا تجھے بھروسہ تو کیا تھا فرشتہ فرشتہ تجھ سے کہے گا کہ میں نے تیرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس گناہ کی لغت اور خوش بہت سے غم کو سبب بنے گی۔ آں کلام۔ فرشتہ یہ بھی کہے گا کہ کلام روز میں ہے تجھے جنت کا راستہ بتایا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ ہم تم سے خیر خواہ ہیں اور تم سے بات حضرت آدم کو سجدہ کرنے والے میں۔ ایسی ذات۔ فرشتہ یہ بھی کہتا ہے کہ جس طرح ہم نے قبائے کے باپ کی صورت کی تمہاری خدمت کرتے ہیں اور نیک راستہ بتا کر تجھے مقدمہ نہ پانا چاہتے ہیں۔ آں کلام۔ فرشتہ نے یہ بھی کہا کہ یہ شیطان کی جماعت تھامے باپ کی بھی دشمنی اور ان کو سجدہ کرنے سے اس کے انکار کیا تھا۔

لے آں فرشتہ کہہ دے گا کہ تو نے جارا کہا نہ مانا اور شیطان کا کہنا مانا۔ آں کلام۔ پہلے تو نے میں رکھا تھا آواز مثنوی حق باپ آواز سے آواز مگر یہ پہچان لے ہم وہی ہیں یا نہیں تھا۔ آں کلام۔ اندھیرے میں اگر کوئی تھپتھپ بات کرتا ہے تو ان میں سے کسی کی آواز سے پہچان جسنے جو کلمات میں بات کرنے والا شخص تھا۔

ڈیو گوید لے اسیر طبع و تن شیطان کہے گا کہ طبیعت اور جسم کے قیدی!

وال فرشتہ گویدت مگ گفتت اور وہ فرشتہ تجھ سے کہے گا کہ میں نے تجھ سے کہا تھا

آں فلاں وزت کفتم من چنان کیا میں نے فلاں روز تجھ سے ایسا نہ کیا تھا؟

ما محبت جان و روح افزائی تو ہم جان کر کیا رائے والے اور تیری روح کو بڑھانے کے لیے

ایں زمانت خدمتے ہم میکنم میں اس وقت بھی تیری خدمت کر رہا ہوں

آں گزہ باباتے ابو دہ عدی وہ گزہ تیرے باپ کا دشمن تھا

آں گرفتی وان مانداستی تو نے وہ لے لیا اور ہماری بات کو نظر انداز کیا

ایں زماں مالا وایاں را عیاں اب میں اور ان کو آنکھ سے

نیم شب چش بشنوی زاری دوتو جب تو آہیں رات کر دوت کی آواز داری سنتا

درد و کس در شب خبر در ترا اگر رات میں دشمن تیرے پاس نصیب نہیں

بانگ شیر و بانگ سگب در سید رات کو شیر کی آواز اور سگ کی آواز آئی

روز شچوں باز در بانگ آمدند روز شچوں باز در بانگ آمدند

دون سلا۔ چہ جب وہ بولے

عرضہ میگردم نہ کردم زور من میں نے پیش کیا تھا میں نے بھروسہ کیا تھا

کہ ازیں شادی فزول گرد غمت کہ اس خوشی سے تیرے رنج میں اضافہ ہوگا

کہ ازاں سویبت رہ گئے جناں کہ جنتوں کو راستہ اس جانب ہے

ساجدان وخلص بابائی تو تیرے باپ کے مخلص اور سجدہ کرنے والے ہیں

سوی مخدومی صلیت مینرغم مخدوم بننے کی جانب تجھے بلاتا ہوں

وز خطاب انجبر و کردہ ابا اور سجدہ کر کے کہے اس نے انکار کیا تھا

حق خدمت ہائی مانداستی تو ہماری خدمتوں کے حق کو نہ پہچانا

درد زگر بشناس از سخن و بیای دیکھ لے، ایہ درد گفت گری پہچان لے

چوں سخن گوید سر دانی کہ آوتو جب وہ سب کلمات کہتے تو جان دیتا ہے کہ وہ سب

روز از گفتن مشناسی ہر دورا دن میں بات کرنے سے تو دونوں کو پہچان دیتا ہے

صورت ہر روز تار بکی ندید تو نے اندھیرے کی دوہ کی مشیت بھی

پیشا نشان بانگ آں ہومند تو وہ ہوشیار آواز سے ان کو پہچان دیتا ہے

درد و کس۔ رات میں جو شخص بائیں کرتے ہیں وہ میں انکی آواز پہچان کر تحقیق کر لیتے ہو کہ ان دنوں میں سے کلا

بات تو شخص نے کہی اور فلاں بات فلاں شخص نے کہی تھی رات میں ان کے آواز مثنوی حق تو دن میں جب

دونوں کی آوازوں کو سنتا ہے تو جان مانا جو کلمات کی فلاں آواز شیر کی تھی اور فلاں گتے کی تھی۔

مخلص اینکہ دیو و روح عرضہ دار
خدا سے ہے کہ شیطان اور فرشتہ پیش کرنا اے
اختیار سے ہست درنا پدید
ہم میں چھپا ہوا اختیار ہے
اوتاراں کو دکاں را میزنند
استاد بچوں کو پٹتے ہیں
بیچ کوئی سنگ را فرو بیا
ترکھی پتھر کو کت ہے اس آنا
بیچ ماسل مرکوئے را زند
مقلد انسان بھی ڈھیلے کو اڑتا ہے
در خرد جبر از قدر سوا ترست
عقل و جبر قدر سے زیادہ بڑا ہے
منکر حس نیست آں مرقدر
تجربہ انسان جس کا منکر نہیں ہے
منکر فعل خداوند جلیل
خداوند جلیل کے فعل کا منکر
آں بگوید دود ہست نار نے
وہ کہتا ہے دودھواں ہے اور آگ نہیں ہے
ویش ہمیں بیت معین نار را
اور یہ جبری آگ کو موجود دیکھتا ہے
جامہ اش سوزد بگوید نار نیست
اس کا پورا جلتا ہے، کہتا ہے آگ نہیں ہے
پس تسفط آدایں دعوی جبر
یہ جبر کا دعوئے سفسطائیت ہے

ہر دو ہستند از متمم اختیار
دونوں اختیار کا مکمل ہیں
چوں دو مطلب ید اید در مزیہ
جب دو مطلب دیکھتا ہے جوش میں آتا ہے
آں د ب سنگ میہ را کے کنند
یہ سزا کا لے پتھر کو کب دیتے ہیں؟
و دنیا ی من دہم بدر استرا
اگر تو نہ آئے گا تو میں ترے کو سزا دوں گا
یہج با سنگے عتابے کس کنند
کوئی کہیں پتھر پر فتنہ کرتا ہے
زانکہ جبری حس خود را منکرست
کیونکہ جبری اپنے جس کا منکر ہے
فعل حق حتی نباشد لے پیر
لے بیٹا! اللہ تعالیٰ کا کام جس میں نہیں آتا
ہست در انکار مدلول دلیل
دلیل کے منکر کے انکار ہیں (جس کا) ہے
نور شمعے بے ز شمع روشن
شمع کی روشنی بغیر شمع کے روشن ہے
نیست میگوید پئے انکار را
انکار کے لئے نہیں ہے، کہتا ہے
جامہ اش دوزد بگوید نار نیست
اس کا پورا جلتا ہے، کہتا ہے دھواں نہیں ہے
لاجرم بدتر بود زین روز گبر
اس اختیار سے دو لاعلم دہریہ سے بدتر ہے

پھر آگ سے ملتا ہے اور آگ کا انکار کرتا ہے دھواں سے کہہ دیتا ہے اور دھواں کا انکار کرتا ہے۔
جس تسفط جبر کا عقیدہ و سفسطائیت عقیدہ و جبری ہے جو شیاعر کو موجود نہیں آتا بلکہ انشیاعر کے وجود کو
اور خیال کہتا ہے اور یہ سفسطائیت عقیدہ دہریہ کے عقیدہ سے بھی بدتر ہے۔

لے مخلص بات کا خدا سے
کہ انسان بیل اور بیل کرنے میں
با اختیار رہتا ہے جبر نہیں ہے وہ
اختیار و شہد ہوتا ہے جس کے
ساتھ آجائے یہاں اختیار ہے؟
طاقت آجاتی ہے آدوتاں۔
استاد بچوں کو مختار سمجھ کر کھلی پڑا
بچہ چوکھو جبر جس سے چوکھو
نہیں آتا ہے بچہ چوکھو جبر
مان کر کوئی شخص چوکھو ہوتا
ہے نہ اسکو نہ اسحق بہت
ہے۔ دوزخ و عذاب کرے معلوم
ہوتا ہے کہ جبر کا عقیدہ تو قدر
عقیدہ سے بھی بدتر ہے کیونکہ
کے عقیدہ کی بنیاد پرانی
فعل کا انکار نہ آتا ہے جو
محسوس چیز ہی ہے تو اگر جبری
اپنے ایک محسوس کا منکر ہے۔
لے مرقدر قدر شخص
جو اپنے آپ کو خود مختار مانتا
ہے اور خدا تعالیٰ کا بندہ کہ
اختیار رکھنا کرنے کا منکر ہے وہ
ان کے ایک فعل کا منکر ہے
جو جس چیز نہیں ہے منکر منکر
شخص جو خدا تعالیٰ کے بندہ
کو اختیار رکھنا کرنے کا منکر ہے
وہ صرف ایک نظریہ دین کے
تجربہ کا منکر ہے۔ آں جو جبری
عقیدہ کا منکر ہے۔ کہتا ہے کہ وہ
کہتا ہے دھواں موجود ہے مگر
اس کی وجہ سے نہیں ہے کہ
خود بخود پیدا ہو گیا ہے اور ہم
جتنی کا تو رہے لیکن ہم جتنی کی
وجہ سے نہیں ہے بلکہ خود بخود
موجود ہو گیا ہے۔

لے جس جبری محسوس کا انکار
کرتا ہے تو کمال کیونکہ
آگ کے وجود کا انکار کرتا ہے

طے کر کر رہا دوسرے اختیار کی حالت میں مال کو سوچو دانا ہے خدا کا شکر ہے لیکن خدا کی حالت میں خدا کو بھی پکارتے گناہ ہے اور سوسطانی حال کے وہ بھی کا شکر ہے جو عالم دنیا کے سب انسان انسان کے اختیار کے تابع ہیں اس لئے ایک دوسرے کو حکم دیتا ہے اور منع کرتا ہے اگر مخالف ہو مگر نہ کیجئے تو نہ حکم دیتے نہ منع کرتے۔

آج جری یہ کہتا ہے کہ حکم دینا اور روکنا سب غلط ہے انسان کو کرنے نہ کرنے میں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے جس کی حیوانات تک اس کا انکار کرتا ہے۔

ایک قدری جرم نہ کو اختیار مطلق قرار دیتا ہے وہ دلیل میں دقیق چیز کا منکر ہے لہذا جری قدری سے بے مقصد ہی بڑھا ہوا ہے۔ تاکہ۔ انسانی اختیار ہونا باطنی جہ سے ہی بنا رہا نہ مختلف قرار دیا گیا ہے۔

گہر گوید مست عالم نیت رب دہر یہ کہتا ہے عالم سرحد ہے خدا نہیں ہے

ایں ہی گوید جہاں خود نیت ہیج یہ کہتا ہے کہ دنیا خود کچھ نہیں ہے

جملہ عالم مقدر در اختیار اختیار کا سارا جہاں مقرر ہے

اویں ہی گوید کہ امر و نہی لاسا وہ کہتا ہے کہ حکم دینا اور منع کچھ نہیں ہے

حسن را حیوان مقرر است رفیق لے دوست احسن کا حیوان مقرر ہے

زانکہ محسوس است ما را اختیار کیونکہ ہمارا اختیار محسوس ہے

یار بے گوید کہ نبود مستجب

یار بے کہتا ہے جو قبول نہیں ہوتا ہے

ہست سوسطانی اندر تیج تیج سوسطانی، جی دنا ب میں ہے

امر و نہی اس بیار و اک میار حکم دینا اور منع کرنا یہ لا اور نہ لا

اختیار نیت اس جملہ خطا کوئی اختیار نہیں ہے، یہ سب غلط

لیکے ادراک دلیل آمد رفیق لیکن دلیل کا ادراک دقت طلب ہے

خوب می آید برو تکلیف کار ابھی بنیاد پر کام کا تکلف بنانا مناسب ہے

درک جدانی چون اختیار واضطرار و شتم و اضطبار و باطنی احساس جیسے کہ اختیار اور اضطراب اور غصہ اور صبر کرنا اور

سیری و نابار بجائے حس است کہ زرد از سرخ بدیاں فرق پہلے ہونا اور ہلکے حق کے قائم مقام ہے جو کہ زرد کو سرخ سے

گند و خرد از بزرگ تلخ از شیریں و مشک از سرگس و شتر اور چھوٹے کو بڑے اور کڑھے کو پیٹھے اور مشک کو گوریے اور سخت

از نرم و سرد از گرم و سوزاں از شیر گرم و تر از خشک و لمس کو نرم سے سرد کو گرم کو اور جلنے والے کو کھٹکے اور تر کو خشک سے اور دوار

دیوار از لمس در پس منکر و جدانی منکر حس باشد نہادہ کے چھوٹے کو درخت کے چھوٹے سے فرق کرتی ہے تراطنی احساس کا شکر جس کا شکر ہوگا

کہ وجدان از حس ظاہر تر است زیرا کہ حس را توان بستن و اور میں سے بھی بڑھ کر کیونکہ باطنی احساس جس سے بڑھ کر کہے کیونکہ جس کو احساس کرنے سے باز رہا

منع کردن از احساس و بستن راہ و مدخل و جدانیات اور در کا جا سکتا ہے اور باطنی احساسات کے راستہ اور مدخل کو بند کرنا ممکن نہیں ہے

را ممکن نیست وَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَةُ

مکن نہیں ہے اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

دُرُک و جدانی بجائے جس بُود
باطنی اسکس جن کی جگہ ہے
نغمی آید بُرو کُن یا مکن
اسی پر بعدِ نیت سے کر یا نہ کر
ایں کہ فردا ایں کُنم یا آں کُنم
یہ کہ کو یہ کردن گا، یا وہ اکردن گا
واں پشیمانی کہ خوردی زان بُدی
اور وہ شہدنگی جو تھے ہی سے اُشانی
جملہ قرآن اُمروہی ست و وعید
سانات کائن امر اور نہی اور ڈراوا ہے
بیچ دانای بیچ مقل ایں کُنند
کوئی سمجھدار کوئی مفند یہ کرتا ہے
کہ بگفتن کہ چینیں کن یا چناں
کون نے کہا تھا اب کر یا دیں
عقل کے حکمے کُنند بر جو بنگ
لکڑی اور پتھر کو عقل کب حکم دیتی ہے؟
کامے غلام بستہ دست کستہ پا
کواسے ہاتھ بندھے، پاؤں ٹٹے ہوئے غلام!
خلقے کو اختر و گردوں کُنند
وہ خالق جس نے ستارے اور آسمان بنایا

ہر دو دریک جدول لے عم میرو
لے چا! دو دن ایک گول میں جاتے ہیں
امر و نہی و ماجرا ہا در سخن
حکم رست اور سنج کرنا اور بات میں واقعات
ایں دلیل اختیار ست لے صنم
لے پیارے! پر اختیار کی دلیل ہے
ز اختیار خوش گشتی مہمتدی
اپنے اختیار سے قربایت یا سبب
امر کردن سنگ مرمر را گردید
سنگ مرمر کو حکم کرنا، کس نے دکھا ہے؟
با کلوخ و سنگ خشم و کین کُنند
ذیلے اور خشمے فتہ اور کین کرتا ہے؟
چوں نکر دید لے موات و عاجوں
لے نرود اور عاجوں! تم نے کیوں نہ کیا؟
مر چیگی کے زندہ بر نقش چنگ
چنگ بھائیولا چنگ کی تصویر کو کب بھاتا ہے؟
نیزہ برگیر و بیاسوئے و غا
نسیزہ تمام اور چنگ کی جانب آ
امر و نہی جاہلانہ چوں کُنند
جاہلوں کا حکم دینا اور سنج کرنا کب کب ہے؟

۱۱۱ عقلمند جن چیزوں میں اختیار نہیں ہے ان کو کئی حکم نہیں دیا جاتا ہے چنگ کی تصویر میں جبکہ کچھ کا اختیار
نہیں ہے اس کو کئی حکم نہیں دیا جاتا ہے۔ کلاسے جس قوم کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں اس کو چنگ میں
جا کر بے بازی کا کوئی حکم نہیں دیتا ہے۔ عقلمند اسے بتاتے ہیں کہ تم سے تمہارے اور آسمان بنائے
پر بعد از اس کیے صادر ہو سکتا ہے کہ وہ غیر ناکار حکم دے یا منہ کہے۔

۱۱۱ دُرک بطور تہذیبی
بطور جو دھان کے زیرِ مہل
ہر دھان بخش اورش کی
باطنی قوتوں کو کہا جاتا ہے۔
سولہا کے زمانے کا حصہ یہ
ہے کہ کچھ مملکت قروہ ہیں
جو ہذیر و دھان انسان کو
حاصل ہوتی ہیں جیسا کہ ہجور
ہو تا مضطر ہو تا یا مفت اور صبر
کرنا اور کچھ مملکت وہ ہیں
جو ہذیر و حواس مہل میں ہیں
جیسا کہ کسی چیز کا چھوڑنا ہوتا
یا کرنا یا چھوڑنا وغیرہ قروہ یعنی
مملکت ایسی ہی جیسا کہ
وہ مملکت جو حواس کے ذریعہ
ہوتی ہیں بلکہ دھانیاں
محسوسات سے زیادہ بھائی
ہیں کیونکہ محسوسات کا ذریعہ
حواس ہیں اور حواس ان
مستقل کر سکتے ہیں دھان
کو مستقل کرنا ممکن نہیں ہے تو
جو شخص کسی دھان یا سوس کو
کرتے آدھ حواس کے فکر کی
طرف ہے وہ اس سے غافل
ہمق ہے قواس کما سے چرت
فرجوا انسان کے اختیار کا فکر
ہے جو کہ ایک وجہ نی چیز ہے
قدر ہے فرقے زیادہ ہمق ہے
جدول گول ہیں کہ انسان کا
یہ اختیار کو یہ کرنا جو اختیار
کی دلیل ہے۔

۱۱۱ جملہ کائناتوں میں ہیں
قدادام اور نہی میں وہ سب
انسان کے اختیار کا پتہ دیتے
بشر و فیصلہ جن میں کوئی اختیار
نہیں ہے ان کو نہ کوئی حکم
ہے نہ ان کو کسی کام سے منع کیا جاتا ہے۔

لے، مہمان، جبری کا یہ حال
ہے کہ اگر کس و شیطاں کو
مشیت خداوندی کے تابع نہ
ہوتا تو اسے تو جہاں سے کہے
میرا اور مصلحت سے کہے
پڑتی لیکن انسان کو مجبور کر
دیکھ کر میں نے اللہ تعالیٰ کو جان
اور اس کی خبر کو کہ اختیار کے
نہ ہوتے ہوئے وہ امر نہیں کرتا
ہے۔ مجبور ہو کر اگر انسان کو
نہاں مانا جائے تو اللہ تعالیٰ
کا مجبور و کم نہیں آتا جس نے
کو بندہ کا اختیار مشیت کے
تسلیم ہے اگر بالفرض لازم
آئے تو بندہ کے غیر خدا ہونے
کی صورت میں خدا کی امر و نہی
سے جو خدا کا جس اور استانت
لازم آتی ہے وہ اس سے بھی
بڑھ ہے۔

۵۴ فرسٹ سہ ماہی نے شکر
اور کئے اور آئے دلے مہمان
کی تشبیہ دے کر کہا ہے
کہ حضرت حق تعالیٰ نے بندہ
کو ایسے راستے تیار ہے ہیں کہ
شیطان کا ان میں کوئی دخل
نہیں ہے بندہ ان راستوں
کو اپنے اختیار سے چھوڑتا تو
شیطان کی ممانعت شروع
ہو جاتی ہے اس صورت میں
انسان پر اللہ کی ممانعت
جبر ہے شیطان کی ممانعت
اور شیطان پر جبر ہے شیطان
اللہ کا ایک کشتی ہے اور وہ ان
مناقب ہے جو اللہ کے لئے ہوئے
راستہ پر نہیں چلتے ہیں
۵۵ آج کل انسان اللہ کے
بتائے ہوئے راستہ پر چلے گا

احتمالِ عجز از حق راندی
ترے لڑا اٹھائے سے عاجزی کا احتمال رفع کیا

عجز نبود درت در و خود شود
قدر کے قصیدہ میں عجز لازم نہیں تاہم اور اگر کہے

ترک میگوید قیق را از کرم
مہربانی سے ترک مہمان سے کہتا ہے

وز فلاں سواد را ہیں باادب
خبردار اللہ نے دروازے سے ادب کیا تاہم اندر آجا

تو بعکس آں کئی برادر رومی
فرس کا اٹھا کرتا ہے اور دروازے پر جاتا ہے

آینچاں زو کہ غلاماں رفتہ اند
وہ رئیس اختیار کر جو غلام اختیار کرتے ہیں

تو سیکے با خود بری یا روبہ
تو اپنے ساتھ کشا یا دوسری لے جاتا ہے

غیر حق گر نباشد اختیار
اگر خدا کے علاوہ کسی کو اختیار رہے

چوں ہی خالی تو دندان برعدو
تو دشمن پر دانت کیوں بیستا ہے؟

گر ز سقفِ خاد چوبے بشکند
اگر گھر کی بھت کی کوئی کڑی ٹوٹ جائے

بیج خستہ آیدت برچوبِ سقف
تجے بھت کی کڑی پر کوئی تختہ آتا ہے؟

جاہل دیج و سفہش خواندی
اور اس کو جاہل اور احمق اور بیوقوف کہتا ہے

جاہلی از عا جسنی بدتر بود
جاہلیت مجھ سے بدتر ہے

بے رنگ دے دلق آسوی دم
میرے دھڑانے کی جانب بفرنگے اور گھر گھر کے

تا کسم بند ز تو دندان لب
تا کہ کسم بند ز تو دندان لب

لاجرم از زخمِ سنگ خستہ شوی
لا محالہ تجھے کے زخم کے مسد ہو جاتا ہے

تا سنگش گرد و حلیم و مہمند
تا کہ کسم کا ٹٹا بڑبار اور مہربان بن جائے

سنگ بشور از دین ہر خرگے
ہر خرگہ میں سے کشا ہو کر جاتا ہے

خستم چوں می آیدت برچوبِ دار
تو تجھے انور پر تختہ کیوں آتا ہے؟

چوں ہی تینی گناہ و مجرم ازو
تو اس کی خطا کیوں بھت ہے؟

بر تو افتد سخت مجرمت کند
تو مجھ پر سخت زخمی کر دے

بیج اندر کین اوباشی تو وقت
تو کبھی اس سے کین کرنے میں مبتلا ہوگا؟

تو شیطان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا مہمان
تو شیطان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا مہمان

تو شیطان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا مہمان
تو شیطان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا مہمان

تو شیطان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا مہمان
تو شیطان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا مہمان

تو شیطان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا مہمان
تو شیطان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا مہمان

کہ چرا بر من آرد و دم شکست
کہ وہ میرے کیوں لگی اور میرا ہاتھ توڑ دیا ؟
او غل و دھم جان من بدست
وہ میری جان کی رانگیں اور مخالف تھی
کہ وہ کان خرد را چون میسنری
تو ہمارے بچوں کیوں بیشتا ہے !
آنکہ دزد مال تو کوئی نگیر
جو غصہ تیرا مال چراتا ہے تو کتا ہے بکڑیے
واکے قصد عورت تو می کشد
جو تیسری بیوی کا قصد کرتا ہے
گر نیاید سیل و زخمت تو برد
اگر سیلاب آئے اور انسان اوجا لے لے
وہ بیاید باد و دشتارت رلود
اگر ہوا آئے اور تیری جگہ اٹھا رہلے
خشم در تو شد بیان اختیار
بچہ اغص کرنا اختیار کا بیان بنا
گر خشریاں شترے را میزند
اگر اونٹ والا اونٹ کو مارتا ہے
خشم اختریت باں چپ او
اونٹ اکافقت اس کی لاف می پر نہیں ہے
ہچمنیں سنگ گرونگے زنی
اس طرح گستا اگر تو اس کے بچہ ہمارے
سنگ اگر گیر از خشم تو است
وہ اگر تیرے کو کھڑا ہے تو تیرے اوپر ہفت کیڑے
عقل حیوانی چو دانست اختیار
حیوانی عقل نے جب اختیار کو سمجھ لیا

یا چرا بر من فتاد و کرد پست
یادو مجھ پر کیوں ہجری اور مگر ادا ؟
قاصدا در بند خون من شدت
قصدا میرے خون کی درپے جہنم ہے
چوں بزرگان را منفرہ می کشی
جہک تو بڑوں کو (اختیار سے) جبر بکشتا ہے
دست پایش را بر سازش امیر
اُنکے ہاتھ پاؤں کاٹ لیا اُنکو قید کرے
صد ہزاراں خشم از تو میدند
اُسپر تیرے لاکھوں فتنے بھرت دیتے ہیں
ہیج باسیل آرد دیکنے خرد
کوئی عقل سیلاب سے کینہ دہی کرتی ہے
کے شرا با باد دل خشم نمود
تیرا دل ہوا پر کب فق کرتا ہے
تا انگوئی جب ریاض اختیار
تا کہ تو جہنم کی مسرت بہانہ کر کے
آن شتر قصد زندہ می کشد
تو وہ اونٹ مارنے والے کا قصد کرتا ہے
پس ز خنثاری شتر بردست بود
تو اونٹ نے بھی خنثا ہونے کا ہنہ لگایا
بر تو آرد حملہ گرد و منشی
تیرے اوپر حملہ کرتا ہے ، پلشتا ہے
کہ تو دوری و نلار در تو دست
کیونکہ تو دُور ہے اور وہ تجھ پر ہاتھ نہیں پاتا کہ
اِس لکوائے عقل انسان شرمدا
اِسے انسانی عقل اگر تو اس اجہر کی تانی

لے کو تو کون جہری انسان
بچوں کو تعمیر و تربیت کئے
پیشا ہے بزرگوں دی جہری
انسان نہیں کو اختیار سے
منفرہ بکشتا ہے تاکہ جہری
انسان کا جب مال چوری ہو
ہے تو وہ جہک کر کھڑا ہو
چونکہ جہری انسان کی ہری
پر انگوئی بظفر و نا ہے تو
اِس کو فتنہ آکھتے اُس سے
سود ہوا کہ چور کو روکنا
بظفر و نا بکشتا ہے
لے کرتا ہے۔ پانی کے پیتا
اور ہوا پر جہری کو فتنہ
نہیں آتا ہے چور کو سمجھتا
کہ جہری اختیار سے عالی
میں خشم جہری کا دوش
پر فتنہ کرنا اس کی دلیل ہے
کہ وہ اُس کو خنثا بکشتا ہے۔
اُنٹ تک
بکشتا ہے کہ عقل میں اختیار
اور ارادہ نہیں ہے اُسے
والے جس سے لکھنا پرورد
کرتا ہے سنت لکھنا ہی دیتے
پر فتنہ نہیں کرنا دھیا لائے
والے پر فتنہ کرتا ہے اگر
دھیتے پر اس کا فتنہ ہے تو
در اصل وہ اُسے دلتا ہے
فقتیہ جو اس کی دلدی کی
دوسے دھیتے پرانا تھا ہے۔
عقل حیوانی جسکا اونٹ اور
نکھتہ اس کو خنثا بکشتا
ہے تو جہری کو اس فتنہ
سے شرم کرنا چاہیے۔

روشن ستا پس یک از طمع سحر

یہ بات واضح ہے لیکن سحر کے لای میں

چونکہ کلی میل اوناں خوردیت

چونکہ اس کی پوری خواہش روٹی کمانے کی ہے

حرص چوں خورشید را پہناں کند

لاکھ بھ سو روپے کو ہتھیار دیتا ہے

اِس مثل بشنو مشو منکر بد اِس

یہ مشکل مٹے اُس کے باوجود منکر نہ بن

اَس خوردہ چشم می بندد ز نور

وہ کھانے والا روکشی سے اکھ بند کر لیتا ہے

زودتاری کی گند در روزیت

اندھیرے کی طرف متھ کر لیتا ہے گردن نہیں

چه عجب گریشت بر برہاں کند

کیا تعجب ہے گردن کی طرف پشت کر لے

اختیار خویش را در امتحاں

امتحان کے وقت اپنے امتحان پر

حکایت زد کہ با شخند گفت کہ آنچہ کردم تقدیر خدا بود و

حکایت کہیں پوری جس نے کووال سے کہا کہ جو کچھ میں نے کیا فانی تقدیر تھی اور

جواب شخند و ہم در بیان تقریر اختیار خلق و ہم بیان آنکہ

کووال کا جواب نیز خلق کے اختیار کو ثابت کرنے کے بیان میں نیز اس کا بیان کہ

تقدیر و رضا سب کندہ اختیار است سب کندہ اختیار است

تقدیر اور رضا اختیار کو سب بنا دیتا ہے ہیں اور اختیار کو سب کر دیتا ہے نہیں ہیں

آنچہ کردم بوداں حکم آد

جو کچھ میں نے کیا وہ خدا کا حکم تھا

حکم حق ستاے دوشیم رو شتم

اے سیرے پیارے! خدا کا حکم ہے

کایں ز حکم ایز دست آبا خرد

کس کے عقائد! یہ خدا کے حکم سے ہے

حکم حق ستاے این کہ اینجا باز نہ

خدا کا حکم ہے کہ اس جگہ واپس نہ

می نیاید پیش اقلے قبول

بہتر نہیں ہے اقلے قبول

گرد مارواژ دھائے متنی

سانپ اور اژدھ کے گرد چڑھتا ہے

گفت ز زب شخند را کہ پادشاہ

ایکس جرنے کووال سے کہہ دے حکم

گفت شخند آنچہ من ہم میگوئم

کووال نے کہا میں بھی جو کہہ رہا ہوں

از دکانے گر کسے ثربے بزد

کس مکان سے اگر کوئی شخص مولیٰ لے جائے

بر سرش کو بی دوسرے شست اکرہ

دو تین گھونٹے اس کے سر پر مار دے گا

دیکے ترہ چولیں عذرا فضول

لے بیوقوف ایکسٹری کے پاس سے چمکے عذر

تو بدیں عذرا عتمائے می کنی

تو اس عذر پر بھروسہ کرتا ہے

لے روٹی جو کی مثال

اس شخص کی سی ہے جو جی

کمانے کے لالچ میں سب مارتا

اور سو روپے سے منہ موڑے

حرص انسان کی حرص بولیں

کو یعنی کر دیتا ہے تو دین کو

منفی کر دیتا تو سہل ہے

لے حکایت اس حکایت

کا مقصد یہ ہے کہ بندہ کولنے

افعال کا اختیار حاصل ہے

قدرت کو کووال تقدیر تقدیر

خداوندی انسانی اختیار کو فیل

کا سبب بناتا ہے اختیار کو

سبب نہیں کرتی ہے پادشاہ

میں کو کووال حکم آد میں تقدیر

خداوندی تسلیم میں ہے

جو سزا دے راہوں شربت

مولیٰ

تہ جرنش میں چرکار

اور کہ دے کہ یہی خدا کی

تقدیر ہے مولیٰ اس جگہ

رک دے کہ مکروہ اور مکہ

جب سبزی فروشی کے بہان

بھی عذر مقبول نہیں ہے تو

اس بھروسہ پر گناہوں کا کتاب

کس قدر طاقت ہے

بقاال سبزی فروش آثار

میں مجاہد جس کے نتیجہ میں

سانپ اور اژدھ نہیں گتے

از چنیں غدرے سلیم نامیل

لے برتوت کیئے : ایسے سذر سے

ہر کے پس سببت تو برگند

بہر تو ہر شمن حسیری شو نہیں نوچے گا

حکم حق گر غدری شاید ترا

اگر ادا آتے (کے حکم کا غدریہ سے لئے مناسب)

کہ مرا صد آرزو و شہوت مست

کیونکہ میری بھی ہنگاموں آرزو میں اور غاہیں ہیں

پیش کر مکن غدر را تعلیم دہ

تو میرانی سے بچے غدر کرنا سکھا دے

اختیارے کردہ تو پیشہ

تو نے ایک پیشہ اختیار کیا ہے

ورنچوں بلویدہ آں پیشہ را

ورنہ تو نے وہ پیشہ کیوں اختیار کیا؟

چونکہ آید نوبت نفس و ہوا

جب نفس اور ہوا نفس کی نوبت آتی ہے

چوں بزدیک حجتہ از تو یار شود

جب دوست تجھ سے ایک ہی کا فائدہ چاہیگا

چوں بیاید نوبت شکر و نعم

جب شکر اور نعمتوں کی باری آتی ہے

دو زخت را غدر ایں با شائقین

تیرے لئے دو زخاں کا بھی یہ غدر یعنی ہے

کس بدیں حجت چو مزدورت

اس دلیل سے تجھے کس نے مزدور نہ رکھا

خون و مال وزن ہمیکردی سبیل

تو نے جان اور مال اور میری کو قران کر دیا

غدر آرد خویش را مضطر کند

غدر کرے گا اپنے آپ کو مجبور ضررے گا

پس بیاموز و بدہ فتویٰ مرا

تو بچے سکھا دے اور فتویٰ دیدے

دست من بستہ زیم و ہیبت

خوف اور ہیبت سے میرے ہاتھ بندھے مجھے

برکش از دست و پائے من گرہ

مجھ مجبور کیے ہاتھ اور پاؤں کھول دے

کا اختیارے دارم و اندیشہ

اور تو سمجھتا ہے، کہ میں اختیار اور سوچ رکھتا ہوں

از میان پیشہ ہائے کد خدا

اے صاحب ! سب پیشوں میں سے

بیست مردہ اختیار آید ترا

تجھ میں بیس مردوں کا اختیار آجاتا ہے

اختیار جنگ در جانت کشود

تو جی جانت میں لڑائی کا اختیار کشادہ ہو جاتا ہے

اختیار نیست از سبب تو کم

تجھے اختیار نہیں ہے تو بچہ کرے کم ہے

کا ندیں سوزش مرا غدر میں

کہ اس جگہ میں بچے مسدود ہیں

وز کف جلا د ایں دورت نداشت

اور ہوا دے ہاتھ سے تجھے اس نے دور نہ رکھا

لے سلیم : اچن نامیق

کیونکہ خون میں جس کے غدر

کے مطابق تیرا سبب ہو کر

غدر کیا جا سکتا ہے اور بیٹے

والا اپنے آپ کو مجبور بنا

کر کے بڑی ہوسکتا ہے۔

حکم حق میں گناہ کے سلسلہ

میں اگر حکم حق کہہ کر غدر کیا

جا سکتا ہے تو بچے بھی یہ غدر

سکھا دے میرے دل میں

بھی بہت سے مجبوروں کی

فتنا ہے اور ادا فتا کی کے

دور اور خوف سے میں نہیں

کر سکتا ہوں۔

پس : تیری بڑی ہوس

ہوگ اور مجھ مجبور کر آنا دی

حاصل ہو جائے گی اختیار۔

افسوس ہے لئے کوئی پیشہ

اختیار کرتا ہے یہ اس کے

اختیار کی دلیل ہے۔ چونکہ

جبری انسان غرض میں غرضانی

کا مادہ کرتا ہے تو ہمیشہ

انسانوں کا اختیار اس میں

آجاتا ہے اگر جس کا ایک

رقی کا کوئی نقصان کر دیتا

ہے تو لڑائی کا اختیار

پھر سے دن میں پھیل جاتا

ہے۔

حق یا بد جس وقت

خدا کی اطاعت و عبادت

کا سوا ہوتا ہے پھر چری کتا

ہے کہ میں مجبور ہوں اور اپنے

آپ کو بچہ سے سن زیادہ غیر

مخارطہ ہو کر رہتا ہے دو زخت

جب جبرتم کی آگ میں جھکے

تو وہ جوں کی بے گی کرین جاتا

میں مجبور ہوں۔ کس جبری

پس بدیں داور جهان منظم شد
تو بس نصفِ امامک سے دنیا کا ہر منظم ہو گیا

حالِ آں عالمِ ہمت معلوم شد
اُس عالم کا حال میں تجھے معلوم ہو گیا

حکایتِ ہم در جوابِ جبری و اثباتِ اختیار و صحتِ امر و
نیز حکایتِ جبری کے جواب میں اور اختیار ثابت کرنے اور حکم دینے اور روکنے کی
نہی و در بیانِ آنکہ عذرِ جبری در بیچ ملتے دینے مقبول
صحت کے بارے میں اور اس بیان میں کہ جبری کا عذر کسی وقت اور میں میں مقبول
نہیں و موجبِ خلاص نیست از سزائے آں کار کہ
نہیں ہے اور اس کام کی سزا سے جو اُس نے کیا ہے، بھٹکارے کا سبب
کردہ است چنانکہ خلاص نیافت البتہ بدایں گرفت
نہیں ہے چنانچہ شیطان اس قول کی وجہ سے کہ
سَرَبِ بِنَا آغُو بُدْتَنی وَالْقَلْبُ یَدُلُّ عَلَی الْکَبْرِ
”خدا تو نے مجھے گمراہ کیا۔ مجھ کا دل اس کا اور ٹھوڑا بہت ہے و ولایت کرتا ہے“

می فشانند اُمیوہ را دُر و دانخت
چوروں کی طرح بہت پھل بھانڈنے لگا

از خدا شرمیت کو چہ میکنی
خدا سے تیری شرم کہاں مجھ، تو کیا کر رہا ہے؟

گر خور و خرمِ اک حق کردش عطا
اگر کھوریں کھا رہا ہے جو کہ انکو خدا نے دی ہیں

بُخلِ برِ خوانِ خداوندِ غنی
بے نیاز خدا کے دستِ خوان پر بخل کر رہا ہے

تا بگویم من جوابِ بواہر سن
تا کہ میں اس مسئلے کا جواب دوں

میز داو پرشتِ فداش چو سخت
اُس کی کمر اور پندل پر سخت لڑائی مارتے گا

می کشی ایں بیکنہ را ز ازار
تو اس بے قصور کو بڑی طرح سے ازار ہے

اَلِیْکَ مِیْرِ فِی بَالِیْ دَر خَت
ایک شخصِ درخت پر چڑھا

صاحبِ باغ آمد و گفت اے دُنی
باغ والا آیا اور اُس نے کہا اے کیٹھن!

گفت اے از باغِ خدا بندہ خدا
اُس نے کہا اے خدا تھالے کے باغ سے خدا کا بندہ

عامیہ نہ چہ ملاست میکنی
جاہلوں کی طرح تو کیا ملاست کر رہا ہے

گفت اے ایک یارِ آں سن
اُس نے کہا اے غلام! کتنی بے آ

پس بپشتش سخت آمد بر خت
پھر اُس کو سخت آندہ پر خت

پھر اُس کو سخت آندہ پر خت
پھر اُس کو سخت آندہ پر خت

گفت آخر از خدا شرمے بدار
اُس نے کہا ہا آخر خدا سے شرم کر

لے جس شیطان نے
بھی اپنی گمراہی پر اپنے جبر کا
عذر پیش کیا تھا اور کہا تھا
کہ میری گمراہی میری اختیار کی
نہیں ہے لیکن اُس کا عذر
مقبول نہ ہوا اور وہ خود
کھڑے ہو گئے۔

لے گفت۔ پہل بھانڈنے
والے نے کہا کہ باغِ خدا کا
ہے اور میں خدا کا بندہ ہوں
اور اُس نے مجھے جھٹکارے صلا
کتے ہیں تو جاہلوں کی طرح
مجھے کیوں ملاست کرتا ہے تو
خدا کی دستِ خوان پر بھل کر آ
ہے۔

لے گفت۔ باغ والے نے
اپنے نوکر کو کہا کہ کتنی بے آ
میں اس کا جواب اس کو
دے دوں گا اور حق سے
اُس نے اُس کو درخت سے
بانہ کرنا شروع کر دیا۔
گفت۔ پہل چڑا دے والے
نے کہا کہ تو خدا سے شرم کر
پھر بے شرم ہو کر کون مارے
تو تباہ ہے۔

گفت کہ چو پند خدا میں بند باش

اُس نے کہا خدا کی لاف میں سے بے اس کا بند

چو حق و حقیقت و پہلو آن او

لاٹھ اٹھ اٹھ لے کی، گرا اور پہلو اٹھ اٹھ لے

گفت تو بہ کرم از جہلے عیار

اُس نے کہا اے ناص، میں نے جہل سے توبہ کی

اختیارات اختیارش بہت کرد

تیرے اختیار کو اُس کے اختیار نے پیدا کیا

اختیارش اختیار ما کند

اُس کا اختیار ہمارے اختیار کو پیدا کر لے

حاکمی بر صورت بے اختیار

بے اختیار صورت پر حکومت کرنا

ناکشہ بے اختیار صید را

مشتی کو وہ بے اختیار شکار کو کھینچ بھاگتا ہے

لیک بے بیج آتے صنیع صمد

لیکن اٹھ اٹھ لے کی کا گرمی بے بیج آد کے

اختیارش زید را قیدش کند

زید کا اختیار اُس کو قید کر دیتا ہے

آں در و گر حاکم چو بے بود

بڑی، مگر وہی پر حاکم بن جاتا ہے

ہست آہن سگر بر آہن قیمے

لہار، وہ ہے پر حاکم ہے

نادرا باشد کہ چندیل اختیار

مجب بات ہے کہ اس قدر اختیار

میزند بر پشت دیگر بندہ خوش

دوسے بندے کی کمر پر خوب مار رہا ہے

من غلام آل و فرمان او

میں اُس کے آلے اور حکم کا ملامت ہوں

اختیارست اختیار

اختیار ہے، اختیار ہے، اختیار

اختیارش چوں سوارے زیر گرد

اُس کا اختیار گرا کر کے نیچے کے سوار کی طرح ہے

امر کشد بر اختیارے مستند

حکم کا مدار اختیار پر ہے

ہست بہ مخلوق را در اقتدار

قادر ہونے میں ہر مخلوق کو (مامل،) ہے

تا برد دیگر فتہ گوش او زید را

حتیٰ کہ زید کا کان بزد کر لے جاتا ہے

اختیارش را کند او کند

اُس کے اختیار کو اُس کا صاف بنا دیتی ہے

بے سگ بے دام چوں صیدش بود

وہ بے سگ، گتے اور مال کے فکا جیسا بھاگتا ہے

واں مہصور حاکم خوبے بود

معتور حسین کا ماکم بن جاتا ہے

ہست بنائیم بر آلت حاکمے

ممدار بھی اوزار پر حاکم ہے

ساجد اید ز اختیارش بندہ وار

اُس (اٹھ اٹھ لے) کے اختیار سے نکالیں جو بندہ کرتے

لے گفت باغ دانے

کیا کوئی بھی خدا کی ہے میں میں

خدا کا بندہ ہوں تیری کہ اور

پہلو میں خدا کا ہے میں نے ش

کے ٹکڑے اور (پہلو) میں

میں کیا بڑی ہے گفت کیا

پر وہ جہی چور تو کرنے لگا

اور شہر کے اختیار کا کائن

بروگ، اختیار، قدر کے

مقدور کے خلاف وہاں ڈالنے

میں کہ بندہ کا اختیار میں اختیار

خداوندی کا حکم دے دے بند

کا اختیار خدا پر ہے اور حقیقت

حق تسلیم کا اختیار پر مشید

ہے

شہر شہر جہی کے حقیقہ

کے عہد خلافت ازلے میں

تمام احکام اور قوانین کا مدار

اختیار پر ہے جو بندہ کو ممل

ہے اس نے اہم جہی میں

من نے فرمایا ہے لا تجبر ولا

تقدیر شکن اٹھ اٹھ لے کی

یعنی زور انسان مجبور ہے

محض بیکر مسلمان میں ہے

حاکمی، بے اختیار کو ہر مخلوق

مکراتی کرتی ہے لہذا شکی

سفت نہ دے میں سے ایک

اٹھ اٹھ لے کی صفت خاصہ ہے

کہ وہ مختار رہیں کسی آئے کو

اُس کے اختیار کو بھی کند

بنادیتا ہے اور اس کو جہی میں

دیتا ہے

اٹھ اٹھ لے کی

صفت خاصہ ہے وہ ممل

کو خود اُس کے اختیار سے

کسی کے کو خود کر دیتا ہے

دور گر جہی میں

حقہ میں

۱۔ قدرت، جبر و اختیار کے لازم ہیں۔ وہ ہے وہ ہے۔ اختیار نہیں ہو سکتا۔ جبر و اختیار کا لازم ہے۔ اختیار نہیں ہو سکتا۔ جبر و اختیار کا لازم ہے۔ اختیار نہیں ہو سکتا۔ جبر و اختیار کا لازم ہے۔

قدرت تو بر جہادات از بند
قدرتش بر اختیارات انجمن
خویش میگوئی برو جہ کمال
چونکہ لغتی کفر من خواہ و نیست
نآنکہ بیخوہ تو خود کفر تو نیست
امر ما جز را قبیح است و ذمیم
گادگر یوغے نگیرد میسنند
گاد و جوں معذور نبود و فضول
چوئل نہ رنجور سر را بر میسند
جہ کن کنز جام حق یابی نوی
آنکہ آں مے را بود کل اختیار

کے جمادی را از آہنہ نفی کرد
نفی نکتہ اختیار کے کب نو کرتی ہے
کے اختیار کے کب نو کرتی ہے
کے اختیار کے کب نو کرتی ہے
کے اختیار کے کب نو کرتی ہے
کے اختیار کے کب نو کرتی ہے
کے اختیار کے کب نو کرتی ہے
کے اختیار کے کب نو کرتی ہے

جبر و اختیار کے لازم ہیں۔ وہ ہے وہ ہے۔ اختیار نہیں ہو سکتا۔ جبر و اختیار کا لازم ہے۔ اختیار نہیں ہو سکتا۔ جبر و اختیار کا لازم ہے۔

جبر و اختیار کے لازم ہیں۔ وہ ہے وہ ہے۔ اختیار نہیں ہو سکتا۔ جبر و اختیار کا لازم ہے۔ اختیار نہیں ہو سکتا۔ جبر و اختیار کا لازم ہے۔

ہرچہ کوئی گفتہء باشد آں

تو جو کہ کہے گا وہ شراب کا کہہا ہوا ہوگا
کے گند آں مست مجز عدل صوا
وہ مست اوصاف اور صواب کے علاوہ کب کچھ کرے؟

جادواں فرعون الگ تقدیریت

جادو گردن نے فرعون سے کہہ دیا، غمیر جا

دست پکا مانے آں واجرت

ہمارے ہاتھ اور پاؤں اس خدا کی شراب پر بستہ ہو

چوں بسر پر شد ز جام او مدام

جب اس کے جام کی شراب سر میں بھر جاتی ہے

ہرچہ روئی رفته دے باشد آں

تو جو کہ جھانڈے گا اس کا جھانڈا ہوا ہوگا

کد ز جام حتی کیشدت او شرا

کیونکہ اس نے خدائی جام سے شراب پی لی کہ

مست پر وائے دست پاکینیت

مست کو ہاتھ اور پاؤں کی پرہیز نہیں ہے

دست ظاہر سایات و کاسرت

ظاہری ہاتھ سب سے ہے اور کھولے

خانہ دل را فرو گیر د تمام

دل کے گھر کو بھری طرح گھیر لیتی ہے

دل کے گھر کو بھری طرح گھیر لیتی ہے

دل کے گھر کو بھری طرح گھیر لیتی ہے

دل کے گھر کو بھری طرح گھیر لیتی ہے

دل کے گھر کو بھری طرح گھیر لیتی ہے

دل کے گھر کو بھری طرح گھیر لیتی ہے

دل کے گھر کو بھری طرح گھیر لیتی ہے

دل کے گھر کو بھری طرح گھیر لیتی ہے

دل کے گھر کو بھری طرح گھیر لیتی ہے

دل کے گھر کو بھری طرح گھیر لیتی ہے

دل کے گھر کو بھری طرح گھیر لیتی ہے

دل کے گھر کو بھری طرح گھیر لیتی ہے

مغنی ماشار اللہ کان یعنی خواست خواست اوست و رضا

جراۃ اللہ نے چاہا ہوا کے معنی یعنی مشیت، اس ہی کی مشیت ہے اور رضامندی

رضائے او وار خشم و رد و دیگر آں دل تنگ نباشد کان

اس کی رضامندی ہے تم اور سرور کے غصہ اور رد سے بے رحم نہ ہو اور غصہ کان

اگرچہ لفظ ماضی است لیکن دفع فعل خدا ماضی و مستقبل

اگرچہ ماضی کا صیغہ ہے لیکن اللہ کے فعل میں ماضی اور مستقبل نہیں ہوتا ہے

نباشد کہ لیس عند ریتا صبا حذر ولا مساء

کیونکہ ہمارے پروردگار کے یہاں صبح اور شام نہیں ہوتی کہ

قبول بندہ ایش شام اللہ کان

بندہ کا یہ کہنا، جو خدا نے چاہا وہ ہوا

بلکہ تحریض است براخلاص مجد

یہ اخلاص اور کوشش پر بڑی تحریض کرتا ہے

بہر آں نبود کہ منبیل خود راں

اس لئے نہیں ہے کہ تو اس میں کاہن بنے

کاندراں خدمت فزوش مستعد

کو تو اس دربار میں زیادہ مستعد بنے

کار کارئت بر حسب مراد

کام تیرا ہی کام ہے منشاء کے مطابق

اگر انسان سے یہ کہہ دیا جائے کہ ہر کام تیرا منشاء کے مطابق ہو جائے گا تو اس وقت انسان خدا کی

اطاعت اور بندگی میں مستحق کرتا۔

لے کے گند لیکن شراب

کاست خدا کام نہیں کرتے۔

جادواں۔ فرعون کے جادوگر

شراب سوزت کے ست ہو گئے

تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں تم

پاؤں کاٹنے جلنے کی کوئی فکر

نہیں ہے۔ دست جادوگر

نے کہہ دیا تھا کہ ہمارے اس

ہاتھ پاؤں شراب پر مست ہے

یہ جہانی ہاتھ پاؤں بے محنت

ہیں۔ چوں۔ جب شراب پر مست

دماغ کو چڑھتی ہے تو دل ہی

آ کر جاتی ہے۔

لے مثنوی۔ جو خدا نے چاہا

ہوا اسے مثنوی یہ ہیں کہ اصل

مشیت خداوندی اور رضا

اور صل بقول خداوندی کہ

دوسروں کی ناراضی سے انسان

کو زنجیر نہ بنانا چاہئے۔ کالج

ہوا، ماضی کا صیغہ جس میں

میں گزرا ہوا زمانہ پایا جاتا کہ

لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے یہ

لفظ بولا جائے تو اس میں ہر

ماضی، ماضی کی بحث نہیں

ہے اس لئے کہ اللہ کی نسبت

سے نہ کوئی زمانہ گزرا ہوا ہے

نہ آنے والا ہے۔

لے قول بندہ پہلے یہ بتایا

تھا کہ خدا کے فعل میں اس

کی مشیت کا دخل ہے بخیر

ماشاء اللہ کان۔ جو خدا

نے چاہا۔ اس کے مخالف

ہوتا ہے خدا سنا کہ اس کے

مستحق سمجھتا ہے۔ بقیہ ماضی

مثنوی کا جو جہیز پیش کیا۔

تو تعین ہوا لیکن نہ نہ وقت۔

یعنی ہر گاہ خداوندی مجھ پر بند

آنگہاں تنہا کئی جائز بُور

اِس وقت تو کالی بڑے ، جائز ہوا
چوں بگویند ایش شارائتہ کان

جب وہ کہیں ، جو اٹھنے چلا ہوا
پس چڑھ کر وہ اندر و درداؤ

فرہر کیوں ترسناؤں کی برابر اٹکے گھاٹ میں
گر بگویند اچھے می خواہد وزیر

اگر کہہ دی کہ وزیر جو چاہے
گرداؤ گرداں شوی صدمہ رده دؤ

ترسناؤں کی طاقت سے نکلے گرد چکر کائے ہوا
یا گریزی از وزیر و قصر او

یا تو وزیر اور اُس کے محل سے بھاگے گا
باز کونہ زین سخن کاہل شدی

تو کس بات سے اُٹ کاہل بننا
اُمیر آں فلاں خواہد است میں

خبردار! حکم فلاں خواہد کا حکم ہے
گر در خواجہ گرد چوں مرآن او

خواجہ کے گرد چکر کاٹ جبکہ حکم اسکی حکمت ہے
ہر چہ او خواہد نہاں یا بی یقین

جود چاہے کہ وہ یقیناً تو حاصل کرے گا
تہ نے جو حاکم اوست گرداؤ گرد

دیکھ چو کہ وہ ماکہ ہے اُس کے گرد چکر نہ کاٹ
چونکہ حاکم اوست اؤ راگیر دس

چو کہ ماکہ دہی ہے اُس کو پکڑا اور پس
حق بُود تاویل کاں گزرت کند

وہ تاویل میں ہے جو تجھے سرگرم کر دے

لے ہیں۔ جب یہ کہانی کہ
جو خدا چاہتا ہے وہ ہر تلے

تو انسان اُس کے دربار کے
چکر کا حساب ہے۔ در در گھاٹ۔

گر بگویند اگر شاہی یہ اصول
ہو چلے کہ ہر سال میں وزیر

خود مختار ہے تو تمام انسان
اُس کے کہہ کر پکڑا نہیں گے

اُس کے محل سے گرد چکر کائے
تہ باؤر نہ جری نے ہر کا

آٹھ تلے کھانا اور عادت میں
شست ہو گیا۔ آہراہاں۔ اگر

یہ اعلان ہو کہ فلاں سرور حاکم
ہے گا تو اُس کا مطلب یہ ہے

کہ صرف اُس کی محبت اختیار
کر اُس کا چکر کاٹ کہ تجھے دشمن

سے بچالے گا جو وہ چاہے گئے
تہ حق میں کا مطلب یہ

نہیں ہے کہ چو کہ وہ ماکہ ہے
لہذا اُس کے قریب نہ جا۔

حق بُود تو قرآن و حدیث کے وہ
مسئلہ مجرب ہیں جو نہ کہ سرگرم

محل تائیں اگر وہ مسئلہ شست
اور کاہل بنائے ہی توہ تفریق

ہے۔

کا بچہ خواہی واپچ کوئی اُن شود

کیونکہ جو چاہے گا اور جو کہے گا وہ ہر
حکم حکم اوست مطلق جاودان

ہیئت اور اسکی اسکی ہر
برنگردی بسند گانہ گرد او

ظاہر کی طرح اُس کے گرد چکر کائے حاکم
خواست اُن اوست اندر دار او

پکڑا دیکھ میں وہ غبار کا مالک ہے
تا بہر زبرد بر سر ت احسان وجود

تاکہ وہ تیرے سر پہ احسان اور سخاوت پہلے
اِس بناش تجھوی نہر او

یہ اُس کی نوا اور جستجو نہ ہو گی
مٹفکس اِدراک خاطر آمدی

قوائی سبھ اور رائے والا ثابت ہوا
چیت یعنی باؤن او کتر نشیں

کیلے ، پس اُس کے سوا کے ساتھ نہ جھو
کو گشت دشمن را ہند جان دوست

کیونکہ وہ دشمن کو مائے دوست کی جان بھرا دے
یادہ کم زو خدمت او بر گزین

بہروردہ روی نہ کو اُس کا دربار منتخب کہے
تا شوی نامر سیاہ و روی زرد

تاکہ تو سیاہ و نامر والا ، زرد چہرے والا بنے
غیر اورانیت حکم و دسترس

اُس کے غیر کے لئے حکم اور قدرت نہیں ہے
پُر امید و چشت با شرم کند

تجھے پُر امید اندر محبت اور با حیا بنادے

وَرُكُنْدُ سُنْتُ حَقِيقَتِ اِيْسِ بَدَلِ
اگر اُدھر جے سُنْتُ بنائے، یہ حقیقت سمجھ لے
اِيْسِ بَرائے گُرمِ کُردنِ اُمِدِ
یہ سسر گرم کرنے کے لئے آیا ہے
مَعْنٰی قُرْآنِ نَزَقْ اِسْ پُرسِ وِسْ
قرآن کے معانی قرآن سے دریافت کرو اور بس
پیشِ قُرْآنِ گُشتِ قُربانے وِیْسْتِ
جو قرآن کے سلسلے قُربان اور قربانوار بن گیا ہو
رُوغْنِ کُوشِندِ فُدا لے کُلِ بُلْ
جو سیل بھول پر بالکل فدا ہو گیا ہے
گُرمِ نِیْلانی بَجُو تاوِیلِ اَسْ
اگر تو نہیں سمجھتا ہے تو شکِ مصداقی تلاش کر لے

ہست تبدیل و نہ تاوِیلِ اَسْ
وہ تحریف ہے یا وہ نہیں ہے
تا بکیرِ دُنا امیدِ اِلِ رادِ وِستِ
تا کہ وہ دُنا یوں کی دستگیری کرے
وِز کے کاتشِ زوِستِ اُندِ رُوسِ
اور اُس شخص سے جس نے ہوس کو بھرنے کا ہے
تا کہ عینِ رُوحِ اَوِ قُرْآنِ شَدِ وِستِ
مستی کو اُس کی رُوحِ بیستِ قرآن بن گئی ہو
خوِاہِ رُوغْنِ بُوئے کُنِ خوِایِ نَکُلِ
اب، تو خواہ میں کو سونگھ لے یا بھول کو
تا بابتِ اِدِ بَرِ وِستِ اَسْ راعِیَاں
تا کہ تیرے دل پر اُس کا فہر ہر جگہ لگے

وَبِجْشِیْسِ قَدْ جَفَّ الْقَلَمُ وَ كَتَبَ اَنْ لَا یَسْتَوِی
اور اسی طرح اِس کی "تاویل ہے" کہ ہم (تقدیر) خشک ہو چکا ہے اور اُس نے لکھ دیا ہے کہ
الطَّاعَةُ وَالْمُعَصِيَةُ وَلَا یَسْتَوِی اَلْاَكَاثِرُ وَالسَّوِیةُ جَفَّ الْقَلَمُ اَنْ لَا
اطاعت اور نافرمانی برابر نہیں ہے اور اُکثر اور جزیل یکساں ہے ہم خشک ہو گیا ہے کو شک
یَسْتَوِی الشُّكْرُ وَالْكُفْرُ جَفَّ الْقَلَمُ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَیْمَانَ الْمُحْسِنِیْنَ
اگر کفر برابر نہیں ہے، ہم خشک ہو گیا ہے، بیشک غلط بیگلوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے

ہمیں تاویل قَدْ جَفَّ الْقَلَمُ
یہی دُعا خشک ہو گیا ہے کہ ۱۳
پیشِ قَلَمِ بِنُوشِ کِہرِ کارِ
نسل لے لکھ دیا، کہ ہر کام کی
کُزِ رُوی جَفَّ الْقَلَمُ کُزِ اَیْدِ
نیز چاہے گا جو میں بھی لکھ کر اُکثر ہو خشک ہو گیا

بہرِ تحریضِ سِتِ بَرِ فِئْلِ اِہِمِ
اہم کام کی مشغولیت پر براہِ تحفیظ کرنے کیلئے ہے
لَا تَقِ اَسْ ہِستِ تاخیرِ وِجْوا
تاخیر اور جواز اِس کے مناسب ہے
راستی آری سعادِ زایدِ
قوسیدہ جانِ اختیارِ کرب کے لئے نیک نیتی پیدا ہوگی

۱۴ جس طرح کہ گھٹے کے سنی یہ ہیں کہ ہر کام کی تاخیر کی سزا سب سے تھوڑی کر دی ہے۔ کو زوری بھرنے یا لکھ دیا ہے
کہ کو کوئی اختیار کرے گا تو جہیز کی ہوگا اور تہائی اختیار کرے گا تو اُس سے سعادت پیدا ہوگی تیرے لئے نکلے
ہے ظاہر کا نتیجہ ہو گئی ہے۔ عدل کا نتیجہ راحت ہے پھر یہی کا نتیجہ ہاتھ کھلے شراب پیئے کا اثر سستی ہے۔

۱۵ جس طرح کہ گھٹے کے سنی یہ ہیں کہ ہر کام کی تاخیر کی سزا سب سے تھوڑی کر دی ہے۔ کو زوری بھرنے یا لکھ دیا ہے
کہ کو کوئی اختیار کرے گا تو جہیز کی ہوگا اور تہائی اختیار کرے گا تو اُس سے سعادت پیدا ہوگی تیرے لئے نکلے
ہے ظاہر کا نتیجہ ہو گئی ہے۔ عدل کا نتیجہ راحت ہے پھر یہی کا نتیجہ ہاتھ کھلے شراب پیئے کا اثر سستی ہے۔

لے تو راداری اگر تھاقلم
کے پس ہوں کہ اشد قائل نے
سب کچھ دل میں گودیا ہے کہ
اب اس کی خدمت کے تحت
بگو نہیں ہے تو رباب ندہ
خدا کی سے معزول ہو گیا ہے -
کہ رست تو تیرے لئے تھا کہ
اشد قائل نے فراموش کر لے
بند ہے اب تو میرے پاس نہ آ
اب کا میرے قاصد سے باہر ہے
بلکہ تھاقلم کے معنی
معنی ہیں کہ اشد قائل گھوٹکا
ہے کہ انصاف اور ظہر یکساں
نہیں ہیں بلکہ اور یہ معنی
ہیں کہ اشد قائل لڑا ہے کہ
میں نے خیر اور شر میں نہ اور
بہتر میں فرق کر دیا ہے۔ ذرہ
اگرچہ میں تیرے دوست کے
اجنبالے یک دہہ بھی نہ کسی
لڑا ہے تو کھانا جانتا
ہے اور وہ میں تیرے کا دل
دے گا جو رہا تو میرا ہوگا۔
بلکہ بارگاہ ہے جس بادشاہ
کے دیار میں رہن اور ظالم
میں فرق نہ ہو اور شخص جو اس
کے خوف سے لرزتا ہے اور
وہ شخص جو اس کی بڑائی پر
طنز لے کر تیرے اگلے دیار
میں یکساں ہوں تو ایسے بادشاہ
کے سر پر خاک نہ تھکتا تھا
تو ہی ہے جس کی تراندہ میں
ایک ایک تولا جاتے چیتے
یہ تو نادہی بادشاہوں کا طور
طرہ ہے کہ تو تمام عمر طاعت
کرتا ہے اور ایک چنانچہ تیری
سادہ بھلائی رہا اگر تیرا ہو

ظلم آری مدبری جفت قلم
نظم کر لے گا تو تو میرے ہاتھ کی قلم خشک ہو گیا ہو
چوں بدزد دست شد جفت قلم
جب چوری کرے گا ہاتھ کی قلم خشک ہو گیا ہو
تو رواداری روا باشد کہ حق
تو جائز سمجھتے، مناسب ہوگا کہ اشد قائل
کہ ز دست من بروں دست کا
کہ کتب میرے قاصد سے باہر ہو گیا
بلکہ معنی آں کہ بود جفت قلم
بلکہ معنی یہ ہیں کہ قلم خشک ہو گیا ہے
فرق نہاد میان خیر و شر
میں نے خیر و شر میں فرق رکھا ہے
ذرہ گرد تو انفس را بداد
اگرچہ میں ادب کی ایک ذرہ برعزت
قدر آں ذرہ ترا افزوں دہد
اس ذرے کی بقدر تجھے زیادہ دے گا
پادشاہ ہے کہ بہ پیش تخت او
وہ بادشاہ کہ اس کے تحت کے زور ہو
آنکہ می لرزد ز بیم زرد او
وہ شخص جو اس کے جواب سے لرز رہا ہو
فرق نبود ہر دو یک باشد
وہ دونوں میں فرق نہ کرے آگے نزدیک ہوں یکساں
ذرہ گرد تو انفس زوں شود
اگر تیری کوشش میں ایک ذرہ بڑھے
پیش ایں شاہاں ہمارہ جانگسی
ان بادشاہوں کے سامنے تو میرے ہیست بہتر ہے

عدل آری بر خوری جفت قلم
قصاص کر لے گا تو تو میرے ہاتھ کی قلم خشک ہو گیا ہو
خوردہ بادہ مست شد جفت قلم
شراب پی کرست ہو گیا قلم خشک ہو گیا ہے
ہیچو معزول آید از قلم سبت
از قلم کی وجہ سے معزول کی طرح ہو جائے
پیش من چندیں میا چندیں خزار
میرے سامنے آتا نہ آتی ماحزی نہ کر
نیست یکساں پیش من مل و تم
میرے سامنے انصاف اور ظلم یکساں نہیں ہیں
فرق نہاد ز بدیم از برتر
میں نے برترے اور بدتر میں فرق رکھا ہے
باشد از یارت بدانند فضل رب
ہو، دوست سے خدا کا فضل جانتا ہے
ذرہ چوں کو ہے قدم بیرون دل
وہ ذرہ ہوا کی طرح روتا ہوگا
فرق نبود از امین و ظلم جو
امانت دار اور ظالم میں منسوق نہ ہو
وانکہ طعنہ میسزند بر جد او
اور وہ شخص جو اس کی بڑائی پر طعنہ زن ہو
شاہ نبود خاک تیرہ بر سرش
وہ بادشاہ نہ ہوگا اس کے سر پر کالی مٹی ہو
در تر ازوئے خدا منور شود
وہ خدا کی ترازو میں تولا جائے گا
بینجر ایشاں ز غدر و روشنی
وہ نقاری اور نور قلب سے غافل ہیں

گفت غمازے کہ بد گوید ترا
اس چغور کی بات جو مجھے برا کہت ہے
پیش شاہے کو سمیت بصیر
اس بادشاہ کے سامنے جو کہ سمیع و بصیر ہے
جملہ غمازاں از وائیں شوند
سب چغور اس سے ایس ہو جاتے ہیں
بس چغا گویند شر را پیش ما
اسط (قلیہ) کا ہم سے بہت علم بیان کرتے ہیں
معنی جفت القلم کے آں بُود
قلم اٹھ کر خشک ہو گیا کہ یہ کب ہو سکتا ہے!
بل جفا را ہم جفا جفت القلم
بلکہ ظلم کے لئے (بد) ظلم جو ظلم اٹھ کر خشک ہو
غفور باشد یک کو قرا مید
سامانی ہوئی لیکن اسید کی وہ شان شکست کہاں!
دُور را اگر غفور باشد جاں بُرد
جو دور اگر صاف کیا جاتا ہے تو جان بچا لیتا ہے
اے ابن الدین ربانی بیا
اے امین الدین! اٹھ اے! آج
پُورِ سلطان گریز و خان شود
سخن زارہ اگر بادشاہ و خان بن جائے
ور غلامے ہندوے آرد وفا
اگر ہندوستانی غم و وفا پر لے
چہ غلام آبرو دے رنگ با وفا
غلام کیا، اگر دوزخ سے پرگشت و فغا ہے

ضائع آرد خدمت را ساہبا
وہ تیری سامان کی خدمت کو ضائع کر دیتا ہے
گفت غمازاں نباشد جائے گیر
چغوروں کی بات نہیں مہسرتی ہے
سوئے مآیند و افزائید بند
ہمارے پاس آتے ہیں اور کام میں ہمارا کرتے ہیں
کہ برو جفت القلم کم کُن وفا
کہ ما قلم اٹھ کر خشک ہو گیا ہے وفا داری نہ کر
کہ جفا با با وفا یکساں بُود
کہ ظلم و وفا داری کے برابر ہوتا ہے
واں وفا را ہم وفا جفت القلم
اور وفا کیلئے (بد) ظلم جو ظلم اٹھ کر خشک ہو گیا
کہ بُود بندہ ز تقویٰ رو سپید
کہ بندہ پر سیرگاری کی وجہ سے سرخ ہو
کے وزیر و خازن مخزن شود
وزیر اور خزان کا خواب بھی کب بنتا ہے!
کز امانت رُست ہر تاج و لوا
کیونکہ امانت کی وجہ سے تاج اور جڑا روزا ہوا
آں سرش از تن بدان سن شود
اُس کی وجہ سے اُس کا سر تن سے جدا ہو جائے
دولت اور امیر ند طال بقا
نصیب اُس کیلئے زندہ باد کا اعلان کر دے
در دل سالار اور اصد رضا
آقا کے دل میں کی جانے سے سنکڑوں غمناکیاں ہیں

سے پیش شاہ ہے۔ وانا
جس خدا کے دربار میں یہ کئی
نہیں ہے کو کوئی چغور
چغور کی کہنے داں سے
چغور رشید خان و فیس
بایں ہو کر ہمارے پاس
اگر ہیں ہر کتے اور شاہ
کا ظلم بیان کرتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ اس نصیب
پیشے میں کھو دیا ہے اس
کے ساتھ وفا داری کیوں
کہتے ہو۔

مثنوی۔ یہ چغور شہان
کا جواب ہے کہ جفت القلم
کے یہ سنی نہیں ہیں کہ جفا اور
وفا یکساں ہے وفا داری سے
کئی فائدہ نہیں ہے بلکہ
یہ ہیں کہ جفا کا بدلہ جفا ہے
اور وفا کا بدلہ وفا ہے۔ جفت
یا شہر شہوت ہے کہ جب
اسط قاتل گنہگاروں کو بھی
صاف کر دے گا تو یہ اطاعت
اور نافرمانی یکساں ہو جی مولانا
نے جواب دیا ہے کہ مسانی
تو ہو جائے گی لیکن وہ اٹھا
ماصل نہوں گے جو نیکو کار
کو ہیں گے۔ جزو۔ جو کی
مسالی کا یہیں مطلب ہوتا ہے
کہ اکل جان بچ گئی لیکن اس
کو زبرد اور غنا بھی کا زبرد تو
ماصل نہیں ہوتا۔

سے لئے امین الدین یعنی شیخ
حسام الدین یا ہر وہ مجتہد جو
شریعت کا وہ ہے یا مسلمان
کے دوزخ ایک وزیر چن۔ مگر
بادشاہ کا جفا یا بادشاہ کا غنا ہے

تو وہ گریں زون ہے اور اگر معمولی غم و وفا داری کرتا ہے تو جس کا نصیب شکوہ کرنا دیتے غم تو دور کا
نقشبہ وفا داری کرتا ہے تو آقا کے دل میں اس کے لئے سینکڑوں چغوروں یا پیدا ہو جائے۔

زینِ چرمِ رگ را بوسہ برپوش بہد

اس (دن) کی وجہ سے جب کئے کی تھوڑی چرتا ہے

چہ گمزدے کہ خدمتہا کند

سرے اُس چور کے جو خدمتہا کرے

چون فضیل رہنے کو راست ہا

جیسا کہ احوالِ فضیل جنہوں نے سچائی کی بازی

و انچناں کہ ساحراں فرعون را

اور جس طرح کہ جادو گروں نے فرعون کو

دستِ پادادند در جرمِ وقود

نقد را در بدلے میں ہاتھ پاؤں دے دیئے

تو کہ پنجہ سال خدمت کردہ

تو جس نے پچاس سال عبادت کی ہے

گر کوبد شیرے چہ پرورش کند

اگر وہ شیرے پرورش کرے تو کس قدر کامیابی ملے گی

صدقِ او نیخ جفا را بر کند

اُس کی سچائی ظلم کی جڑ اکھاڑ دے

زاں کہ وہ مردہ بسوئے تو حیات

کیونکہ وہ انسان کی حیات سے تری جانے والے

رُوسید کہ دنداز صبر و وفا

مٹھ کا لا کر دیا صبر اور وفا داری ہے

آلِ بصد سالہ عبادت کے ثبوت

وہ تلو سال کی عبادت سے کب ہوتا ہے

کے جنیں صدقہ بدست آوردہ

ایسی سچائی کب حاصل کی ہے

حکایتِ آلِ درویش کہ در ہرات غلامانِ عمید خراسانی

اُس فقر کی حکایت جس نے عمید خراسانی کے غلاموں کو ہرات میں دیکھا

آراستہ دید بر اسپان تازی با قباہائے زربفت کلاہ لے

ماٹھا، عربی ٹھوڑوں پر زربفت کی تازی پوش پہنے ہوئے اور اکھائی سے بھی

مغترق وغیرہ آں پر سید کہ اینہا کا رام امیر اندوچہ

ہوئی تو یہاں اور ہے ہوئے اُس نے پوچھا یہ کون سے سردار ہیں اور کیسے بادشاہ

شاہانہ گفتند اور کہ اینہا امیران نیستند اینہا غلامان

ہیں لوگوں نے اُس سے کہا کہ سردار نہیں ہیں، عمید خراسانی کے غلام

عمید خراسان اندر و باسان کرد کہ لے خداوند غلام

ہیں اُس نے آسمان کی طرف نیچے کیا کرے اختتامِ غلاموں کو پرورش

یہ رودن از عمید بیا موز انجی مستوفی را عمید گویند

رنا عمید سے سیکھ لے، دان وزیرِ اعظم کو عمید کہتے ہیں۔

آں کیے گستاخ رواند ہرے

ایک ٹھو پھٹ نے ہرات میں

چوں بادیلے او غلام مہترے

جب اُس نے ایک سردار کے غلام کو دیکھا

سے ترقی ہو رہی تھی

پھر کہتا ہے تو تھیں کچھ

چوتھے درگشت پر

مناہاری کیسے تو ہر اُس کی

کامیابی کا کھٹکا ہے

چو گر چلے ذرا تھا کہ چور کو

صاف تو کر دیا جسے کاتھیں

اُس کو اپنے تہات مائل

نہ ہونے اُس سے مشتار

کہتے ہیں اُس نے کہ بعض

ڈاکو لوگ کو بڑے سعادت

حاصل ہو گئے ہیں چو تھیں

حضرت فضیل بن یحییٰ کو

تھے پھر تاب جسے اور ادا

اُس میں اُن کا شمار

تھے تو چنگا سی طرح

فرعون کے دو گروہ کے

بعد کا ہے۔ جس کی

یعنی فرعون کو رو دیا گیا

دست دیا۔ شک محبت میں

ہاتھ پاؤں کر دیئے یہ نظام

تھوڑا عبادت سے بھی شک

حاصل ہوتا ہے تو کہ نام

انسان پچاس سال عبادت

کرتا ہے لیکن اُن ماحول

کی کسی چوٹی میں کو حاصل

نہیں ہوتا ہے

تھے حکایت اس سے یہ

بتا لایا کہ جس طرح بادشاہوں

کے کب کو کہاں بھی ہیں

اس طرح حکم غلام

کیاں نہیں خاص کے چار

سے بہت فرق ہے عید کے

غلام ہوئے شخص تھے عید

مشتعل ہو جان ایک ملک

ہے جس کو یہ نعمت ایک نام

میں ہرات کا حلیہ ہے آ

جامہ اطلس کمر زریں رواں

اطلس کا لباس سونے کا مٹی چپے ہوئے (جا رہا ہے)

کلے خدا! زیں خواجہ صفا مین

کے خدا! زیں خواجہ صفا مین

بندہ پروردن بیاموزاے خدا

اے خدا! بندہ پروردی سیکھ لے

بود محتاج و برہنہ بینوا

وہ محتاج اور ہنگام ہے سرورمان تھا

انبساطے کرداں از خود بری

اُس بے عود نے بے خلق برقی

اعتمادش بر بنیاد مہبت

ہزاروں بخششوں پر اُس کو بھروسہ تھا

گردیدے شاہ گستاخی کند

اگر بادشاہ کا مصاحب گستاخی کرے

حق میاں داد و میاں بہ از کمر

اٹھ اٹھنے لگے کہ حاکم اور کچیلے بہتر ہے

تیاگے رونے کہ شاہ اُس خواجہ را

یہاں تک کہ ایک دن بادشاہ نے اُس سے رو رو کر

اُس غلاماں را شکنجی نمود

اُن غلاموں کو سسنا دی

بستر او با من بگوئید لے خساں

اے کیسوا! اُس کا راز مجھے بتا دو

مدت یک ماہ شاں تعذیب کرد

ایک مہینہ تک اُن کو سستا یا

پارہ پارہ کرد شاں و یک غلام

اُنکے کوڑے کوڑے کر دینے اور ایک غلام نے بس،

رُوئے کردے سُوئے قبلہ آساں

اُس نے آسمان کی جانب مٹو کپ

چوں نیاموزی تو بندہ را متن

تو غلام رکھنا کیوں نہیں سیکھ پست

زیں رئیس و اختیار شہر نما

ہمارے شہر کے اِس رئیس اور برگزیدہ سے

در زمستان گرز گزراں از ہوا

ہاڑے میں ہولے لانسپ رات

جُراتے ہمنو دوا از لستہ

اور چکلا پی سے اُس نے جرات کی

کندم حق شد اہل معرفت

کیونکہ معرفت والا (اٹھ اٹھنے والا) مصاحب ہو گیا

تو ملن چوں تو نداری اَل سندر

تو نہ کرنا، کیونکہ تو وہ سہارا نہیں رکھتا ہے

گر کے تاجے دہداؤ داسر

اگر کوئی تاج دیتا ہے تو اُس نے سسر دیا ہے

مستہم کرد و بہتشت دست دیا

تہمت لگا دی اور اُس کے ہاتھ پاؤں بندھ دیے

کہ دینہ خواجہ ہنما سید زود

کراؤ کا خواجہ جسد و کاد

ورنہ بزم از شما خلق و لساں

ورنہ میں تمہارا خلق اور زبان کاٹ لوں گا

روز و شب شکنجہ و افشار و زرد

دن و رات شکنجہ اور دباؤ اور تحریف تھی

راز خواجہ و انگفت از اہتمام

ہمت کر کے آفت کا راز نہ کھولا

لے کر تیریں سونے کا چٹا۔

خواجه عیسٰی عید نورمانی بخش۔

احسانات اختیار عیسٰی مستند

برگزیدہ۔ جہد عیسٰی و دود و طیش

اگرچہ اِس افسس سے تھا لیکن

اُس کی حالت نے اُس کو مجبور

کیا کہ وہ افسس کے تقریبے بھروسہ

پر کیا کہ گنہگار۔ ستر قوی۔ مراد

اِس درویش کی حالت ہے۔

اِس جہاد و شہدائے بعض فریق

باجہ و مصمم و رحم کار کی عباد

پر ایسی گستاخی کر چیتے ہیں

عوام کے لئے اِس طرح کی بات

مناسب نہیں ہے، جو کیم مصداق

حق مولا کا عید کی محاسن افسس

حقانی کی معافی افضلیت تھی

ہیں۔

اِس تاج کے۔ اٹھ اٹھنے لگے

اِس درویش کو اُس وقت تھا

نہ دیا جب وہ عید بادشاہ کا

مستوب بنا تو باقی نہیں لے

جواب دیا۔ آں غلاماں عید

کے خادم عید کے اِس قدر

دعا و ارادت ہوئے کہ سب

برداشت کی گئی عید کا راز

ذکھو۔

لے گفتش۔ اب ان کی بات
 سے اس درویش کو جواب
 کہ انھوں نے تو عید سے نام
 پروری کیا کیسے تو عید کے
 غوسے سے بندگی کیلے
 لے مدد۔ انسان میں اگر
 دیا ہے۔ تاکہ انسان
 کے لیے اعمال ہوتے ہیں
 ہی ناک سستے آتے ہیں۔
 فعل کست۔ تو ان پاک میں
 ہے۔ وَاَصْحَابُكُمْ وَفِی
 قُبُورِهِمْ فَیَنْتَبِهُنَّ اُنْیَتُہُمْ
 وَتَبْکُورُ عَنْ غَیْظِ رَبِّیْ وَتُحْیٰ
 تَرِیَّا لَہِ وَتُہِیَّا لَایْہِی
 ہے۔ تو اگر وہ رستہ انہی میں
 تہی نہیں ہو سکتی ہے۔ کُنْ
 فِیْہِ لَشْفِیۃٌ اَلْقُوْتِیْلَہُ
 یَاکُتْرَیۡنَ پاک میں ہے غن
 جَزَاۃٌ اَوْ اَنۡحَسَاۃٌ اِلَّا اِخْشَیۡا
 لَہُ کَیۡفَ یَسِیۡاۡنَ سے مراد
 غنا و فقیر ہے اور رو سے
 مراد نفس کا رہ ہے چوں فرشتہ
 قرآن پاک میں ہے اِنَّ اٰدِیۡاۃَ
 اَلْہٰٓؤُلَاۃِ کُوْنٌ عَلَیْہِمْ وَاَہُم
 یَعْمُرُوْنَ جَوَافِہُ کَیۡفَ یَسِیۡاۡنَ
 ہیں ان پر کوئی خوف ہے
 نہ غمیں ہونگے۔ از سلیماں
 نیکی کو عذاب سے سزا
 ہے۔ جبر اور جبر کا مخلصان
 صفت کے لیے ہے۔ تنج
 جب انسان مخلوق بن جائے تو
 پھر رستہ ہی رستہ ہے۔
 ترک کن۔ جبر مذہب
 کا عقیدہ جو ترک اطاعت
 پیدا کرتا ہے اس کو چھوڑ کر
 خدا کو جبر اختیار کر جب تجھے
 جبر کو روکنا چاہے گا اور معلوم

گفتش اندر خواب ہانف کے کیا
 نہیں کواڑنے اس سے خواب میں کہا کہ لے سر دار
 لے دریدہ پوستین یوسفان
 لے یوسفوں کی پوستین پھاڑنے والے!
 زانک می بانی ہمد سالہ پوش
 کیونکہ جو تو مارے سال بنتا ہے، وہ یہیں
 فعل کست۔ ایں غصہ ہائے دمدم
 یہ ہر وقت کے رنج و تہیہ کا کار ہے
 کہ نگر در دست ما از رشد
 کیونکہ ہماری سنت بھائی سے منحرف نہیں ہوتی
 کار کن ہیں کہ سیماں زندہ است
 کام میں لگادو، کیوں کہ سیماں زندہ ہے
 چوں فرشتہ گشت از تیغ ایست
 جب فرشتہ بن گیا ہوا تو اس سے محفوظ ہے
 از سیماں تیغ اور خوف نیست
 سیماں سے اسے کوئی ڈر نہیں ہے
 حکم او بردبو باشد نے ملک
 اس کا حکم دے رہا ہے، نہ کہ فرشتہ پر
 ترک کن ایں جبر را کہ نہیں نیست
 اس جبر کے عقیدے کو چھوڑ کر نہانی (مصلحت)
 ترک کن ایں جبر جمع بنلاں
 کاروں کی جماعت کے جبر کو چھوڑ دے
 ترک معشوقی کن و کن عاشقی
 معشوقی چھوڑ اور عاشقی کر
 ہوگا تجھے اختیار خداوندی ماس ہے اور تیرا مرغل اختیار خداوندی سے صادر ہوتا ہے۔ سلیماں کا یہی حکم
 چو جان جبر محمد بڑی قیمتی چیز ہے۔ ترک کن معشوقوں کا ساناد۔ چھوڑ کر عاشقوں کا سا
 نہیاز پیدا کر۔

بندہ بودن ہم بیاموز و بیا
 غم بنا بھی سیکھ لے اور آج
 گردید در گشت آل زخوشاں
 اگر تجھے بجز با چاڑے تو وہ اپنے سبک سمجھ
 زانکہ می کاری ہمد سالہ بنوش
 تو جو مارے سال کرتا ہے، وہ کب
 ایں بود معنی قد جغت اقلیم
 قلم لکھ کر غصہ ہو گیا ہے یہ معنی ہیں
 نیک را نیکی بود بند راست بند
 نیک کے لیے نیکی ہوتی ہے بڑے کیلئے بڑائی ہے
 تا تو دیوی تیغ او بر زندہ است
 جب تک تو دیو ہے اس کا تلوار کاٹ کر نہ لائی
 از سیماں فالغ و از خوف رست
 سیماں سے فالغ اور ڈر سے نجات پائی ہے
 دشمن دیوستان زوے ایمنیست
 کیونکہ وہ دیو کا دشمن ہوا تو اس سے دشمنی ہو گئی
 رنج در خاکست نے فوق فلک
 تکلیف زمین پر ہے، نہ کہ آسمان پر
 تا بدانی برتر برتر جبر چیست
 تاکہ تو سمجھ جائے کہ جبر کے راز کا راز کیا ہے؟
 تا خبر یابی از ان جبر چو جان
 تاکہ تجھے اس جبر کا پتہ چلے جو جان میں ہے
 اے گماں بردہ کہ خوب فالتی
 لے وہ شخص جس نے گمان کر لیا ہے کہ تو شیخ اور شاعر
 ہو ہے۔
 ہوگا تجھے اختیار خداوندی سے صادر ہوتا ہے۔ سلیماں کا یہی حکم۔
 چو جان جبر محمد بڑی قیمتی چیز ہے۔ ترک کن معشوقوں کا ساناد۔ چھوڑ کر عاشقوں کا سا
 نہیاز پیدا کر۔

لے جرح۔ اے بچے دار فراق کو
کرنے والے یہ ماسخیں تیرے
حقیق عاشق نہیں ہیں یہ تو
تیرا مذاق اڑاتے ہیں۔ عاشق
تیرے عاشق تو وہ ہیں جو
تیری اصلاح کی دعا میں کرتے
ہیں تو ان عاشقوں کا عاشق
ہن ہر چند نون کی وہ واہ
کرنے والوں سے گریز کر۔
لے گھر آنکھ درد مند۔ ان چند
دند عاشقوں نے تجھے خانق
کو رکھا ہے اسی سے تجھے کوئی
خامہ نہیں پہنا۔ چند رنگ
عاشق کا بھی لگنے سے تیرا
کوئی سمجھتا ہے برا نہ ہوا۔
وقت صحت۔ یہ تیرے عشق
راست کے ساقی ہیں مہبت
کے وقت کسا ساقی مرغبت خواہ
آیت دوست۔
لے فریادیں۔ اشقائے
قدیم ہیں اس درد کے وقت
کو ہی طرح چنی نظر رکھیں
طرح ایاز چنی پڑائی پستین کر
پیش نظر رکھا اور اس سے
مہبت حاصل کرتا تھا۔
پستین۔ ایاز پستین سے مہبت
مائل کرتا تھا مہبت کے
وقت سے مہبت حاصل کرے
آج تک عشق خداوندی
مائل نہیں ہوا انسان کی
نہایت مہبت چلتی ہے اور
اشق اور عاشق نہایت دلچسپ
کرتا رہتا ہے۔

غیر تم آید کہ بیشیت بیستند
لے خرم آن ہے کہ تیرے سائے کو ملے ہوتے ہیں
عاشقان و ریس پردہ کرم
تیرے عاشق کرم کے پس پردہ
عاشق اس عاشقان غیب باش
تو ان غیب کے عاشقوں کا عاشق بن
کہ خود دند ز خدعہ و جذبہ
دھوکے اور کشتی سے انھوں نے تجھے کھا یا
چند ہنگامہ نہیں براہ عام
عام راستہ پر تو کب تک بھی لگے گا؟
وقت صحت جملہ یارند و حریف
تندرستی میں سب دوست اور ساقی ہیں
وقت درد چشم و دندان ہیکس
دانتوں اور اکھ کے درد کے وقت کوئی شخص
پس ہماں درد و مرض ریا دار
تو اسی درد اور مرض کو یاد رکھ
پستین اس حالت درد و موت
پستین تیرے درد کی کامت ہے

بر تو می خندند و عاشق نیستند
تیری ہنسی اڑاتے ہیں اور وہ عاشق نہیں ہیں
بہر تو لغوہ زناں ہیں و مہدم
ان کو لغوہ و بولہ پھیلے نعرے لگاتے ہوئے دیکھتے
عاشقان پنج روزہ کم تراش
چند روزہ عاشق نہ جتا
سا لہا ز رشاں ندیدی حبتہ
ماؤں کرتے لگی ماہ سے ایک رات نہ دیکھی
کام جستی بر نیل مدینہ کیم
تو نے مقدس کشمکش کی، کوئی مقصد برا نہ ہوا
وقت درد و غم بجز حقیقی کوائف
درد و غم کے وقت سوائے خدا کے کوئی دوست ہے؟
دست تو گدہ و بجز فریاد و سس
تیری دستگیری کرتا ہے؟ سوائے خدا کے
چوں ایاز از بولتین گیر اعتبار
ایاز کی طرح پستین سے مہبت حاصل کر
کہ گرفتہ است اس اما از آزادت
جو اس ایاز نے اتھرتے پھرتے نہیں

باز جواب گفتن اس کا فرجبری اس مہون شی را کہ باسلام
اس جبری کا فرما دوبارہ اس سختی میں کہ جواب دینا جواں کلام اور فرج
ترک اعتقاد جبرش دعوت میگرد و از ارشدن مناظرہ از طریق
حرک کرنے کی دعوت دے رہا تھا اور دونوں طرف سے مناظرہ کا دروازہ ہوتا
کہ مادہ اشکاں جواب با نبر والا عشق حقیقی کہ اور پروا
کیونکہ احوال اور جواب کے اقباع کو سونے حقیقی عشق کے کوئی چیز خم نہیں کرتی ہے کیونکہ
آں نہ اندو ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء
اس کو کہیں بھلا نہیں رہی اور یہ اشقائے کافض ہے وہ جگر چلے عمارت ساز

کافر جبری جواب آغاز کرد

جبری کا کہنے جواب دینا مشرود کیا

لیک گرمن آں جوابات سوال

لیکن اگر میں یہ جوابات اور سوال

زاں مجھ تر گفتیں بہا ہست ماں

ہیں اس سے زیادہ اہم ایسی کہیں ہیں

اند کے گفتیم زاں بحث اٹھل

لے مشکل اس بحث میں سے میں نے تھڑا کر دیا

درمیان جبری و اہل قدر

جسبستی اور قدروں کے درمیان

گرفترو مانڈے زد فغ خصم خوش

اگر اپنے مخالف کی مخالفت سے عاجز آجاتے

چوں بروں خوشاں نبود درجوا

اگر جواب میں ان کا غفلت نہ ہوتا

چونکہ مقضی بدو و ام آں روش

چونکہ اس روش کی ہمیشگی کا فیصلہ ہو چکا تھا

تا مگر دملزم از اشکال خصم

تاکہ مخالف کے اعتراض سے محکوم نہ بنے

تا کہ اس ہفتاد و دو ملت ندام

تاکہ یہ بہشت تھیں ہمیشہ

چوں جہان ظلمت و غیب اس

چونکہ یہ تاریکی اور غیب کی دنیا ہے

تا قیامت ماند اس ہفتاد و دو

تاکہ یہ ہمیشہ فتنے قیامت تک رہیں

عزت مخزن بود اندر بہا

جنت کے اقبال سے اس خزانہ کی قرعہ جیتی

کہ از اں حیراں شد اں منطیق مرد

جس سے وہ زیادہ ہونے والا شخص حیراں ہو گیا

جملہ دالویم بما نم زیں مقال

سب بیان کر دوں اس بات سے وہ ہاؤں گا

کہ بدال فہم تو بہ یا بد نشان

جن سے تیری کھابہ نشانی ماں کہے گی

زاند کے پیدا بود قانون کل

تھوڑے سے سب تمامہ کھل جاتا ہے

ہمچنین بحث مست تا خشر و شر

خشر و شر تک ایسی ہی بحثیں ہیں

مذہب ایشان بر اقامتے نیش

قوان کا مذہب باطل ہر جا

پس رسیدے از اں راہ تباب

قوان کا تباب کے راستے سے ہمارے جانچے

میدہد شاں از دلائل پر و نیا

قوان کی دلائل سے (خدا) پرورش کرتا ہے

تا بود مجوب از اقبال خصم

تاکہ مخالف کے اقبال سے معذور رہے

در جہاں ماندے الی یوم اقیام

قیامت کے دن تک دنیا میں ایسی

از برائے سایہ می باید زمین

سایہ کے لئے زمین درکار ہے

کم نیاید مبتدع و اقلتو

برستی کی محنت کم نہ ہر سے

کہ بز و بسیار باشد قفلہا

جس پر بہت سے قفل ہوں

لے منطق بہت ہونے

والا زیر سوال میں نصیحت

کی باتیں کرتا ہوں۔ ان نصیحت

کی باتوں سے ہم میں دشمنی

پیدا ہوگی عقل مسئلہ۔

زاند کے کہنے سے نوراں ہو گا

کافی ہوتا ہے۔ دریاں بھٹ

فرقوں کی یہ بحثیں قیامت تک

ختم نہ ہوگی کیونکہ دنیا میں ہر

فرقہ بان رہنے میں جڑوں جو

نکلے کارست فرج۔ حجاب

ہاگ۔ تباہی نصیحتیں منہ قضا

و قدر کا فیصلہ۔

لے تاں گرد۔ ہر زرد اے کر

ایسے دھن عطا کر دیتے گئے

ہیں کہ مخالف سے عاجز نہ آجائے

علاقہ یعنی لا جواب۔ از اقبال

یعنی مخالف اس پر غلبہ میں

نہ کہے۔ زمین۔ جب سورج

غروب کر جائے تو زمین کے

جس رخ سے اس نے غروب

کیا ہے اس کا سایہ اٹھائے

اساں کی تکسیریں جاتا ہے

دنیا میں ظلمت اور تاریکی ہے

یہاں حق اس قدر واضح نہیں

ہے جہاں دلائل سے حق پتہ

ہو جاتا ہے

لے بقول حق یعنی باطل فرقہ۔

حق مخزن جس قدر قیستی

خود ہوتا ہے اتنے ہی کسی

تقل زیادہ ہوتے ہیں اسی

خند بہر حق جیڑے میں

پر بل خون کے تفل

ہونگے ہیں۔

عزت مقصد بود اے ممتحن

اے مصیبت زدہ! مقصد کی عزت ہے

عزت کسبہ بوداں ناحیہ

وہ گشت کسبہ کی عزت ہے

ہر زوش ہرہ کلاں محمودیت

جو خوش (اور) راکھاں تاشیں ہیں ہے

ایش زوش خصم و حقوداں شدہ

یہ زوش اُس کی مخالف اور کینہ ور بنی

صدق ہر دوشدہ بیند در زوش

دش میں ہر دُشمنوں کی پجائی خیال کرتا ہے

گر جوابش نیست می بند تیز

اگر اُس کے پاس جواب ہو تو جگہ آخر ہو جائے

کہ مہان مبادانت ایں جواب

کہ ہمارے بڑے اس جواب کو جانتے ہیں

پوز بند و سوسه عشق ست و پس

دوسرے لئے بھکا عشق ہی ہے اور پس

عاشقے شوشتا ہر خوبے بنجو

ماغی بن حسین مشوق عاشق کر

کے بُری زالاں بکاں آبت برد

قوس پانی سے کیا فائدہ! عاشق کا جو تیری بہرہ ہوگا

غیر ایں معقولہ است معقولہ است

ان عقلی باتوں کے علاوہ معقول باتیں

غیر ایں عقل تو حق را عقلیات

اس تیری عقل کے سوا اللہ کے پاس عقلیں ہیں

تا بدیں عقل آوری از راق را

تو اس عقل کے ذریعہ راقوں کو حاصل کرے گا

لے عزت نصیب مقصد

مقصد پر پہنچا مقصد را

مکت پہنچے کہ راستی در مشق

پہنچا اور باطن کا خوف ہوگا۔

عقل پیدا کی گئی۔

کسب کلاں (اور) در زوش

میں ہر مہمان پھر وہاں بچوں

کی نگہ رکنی اور صوا کا طلی کبر

کے باغ و بہار کے کی ریل پر۔

ناخبر گشت۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

پتہ۔

اس کا مطلب ہے کہ جو شخص اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے عزت کو حاصل کرے، وہ اپنے مقصد کو حاصل کرے گا۔

پیچ پیچ راہ عقبہ را بہر کن
گمائی کا بخدا راستہ اور ڈاکو
دزدی اعراب و طول بادیر
(اور) بدو کی چوری اور صوا کا طول
عقبہ و مانعے و ہرنے ست
وہ گمائی اور مانع اور ڈاکو ہے
تا مقلد در دورہ حیراں شدہ
یہاں تک کہ مقلد وہاں راستوں میں حیراں ہو گیا
ہر فریقے در رہ خود خوش نش
ہر فریقہ اپنی راہ پر خوش ملیں ہے
بر ہماندم تا بروز رستخیز
اہم وقت سے قیامت کے دن تک کیلئے
گرچہ ازما شد نہاں و جہ صواب
اگرچہ درست بات ہم سے مخفی ہو گئی ہے
ورنہ کے وسواس را بست کس
ورنہ دوسرے کو کس لئے بند کیا ہے؟
صید مرغابی ہی کن جو بنجو
نہر در نہر مرغابی کا شکار کرنا
کے کئی زان فہم کہ فہمت خود
قوس سے کیا سمجھتا ہے جو تیری جھوک کر لے لے
یابی اندر عشق با فرو بہا
عشق میں غرق حال اور محبت پائے
کہ بلاں تدبیر اسباب سلامت
جن سے آسان کے اسب کی تدبیر مرنے ہے
زاں دگر نفرش کئی اطلاق را
قوس دوسری سے (آسانی) طبقوں کو بستر پانچ

عشر امثال دہتا ہفت صد
چنے رسل گئے سات تھو گئے تک ملا کر
اں زناں چوں خفہا درباختند
اں عورتوں نے جب عقلیں مار دیں
عقل شاں یکدم سدا سانی عمر
مر کے ساتی نے یکدم اُن کی عقل لے لی
اصل صد یوسف جمال و کمال
سینکڑوں یوسفوں کی اس اندھا نے ہر شے
عشق بزرگ بحث الے جان نہیں
لے جان : عشق بھٹ کو کاٹ دیتا ہے اور نہیں
حیرتے آید ز عشق اں نطق را
عشق سے گویا ہر حیرت طاری ہو جاتی ہے
کہ بترسد گر جوابے وا دہد
کہ نہ کہ دوری ہے کہ اگر جواب دے
لب بر بند و سخت از اخیر و شتر
بیلے اور بیلے سے بڑا خوب : بالکل بند کر دیتا ہے
ہمچناں کہ گفتاں یار رسول
جیسا کہ اُن مہمالی نے سنسرایا ہے
اں رسول مجتبیٰ وقت نثار
پہنچا اور کرنے کے وقت وہ برگزیدہ رسول
اپنچنا کہ بر سرست مرنے بود
جس طرح کہ تیسرے سر پر بندہ ہو
پس نیاری بھیج جبین زجا
تو جس سے ہیں نہ سکے
دم نیاری زد بر بندہ سُرور
تو اس سے لے کے : ہاں کسی کو روک دے

چوں ببا بازی عقل در عشق صد
جب تو اندھا تھا لے کر عشق میں عقل کی بازی لگا کر
بر رواق عشق یوسف تاختند
دو یوسف کے عشق کے بیچے پر چڑھ گئیں
سیر کشند از خرد باقی عمر
باقی عمر کے لئے اُن کا عقل سے بیٹ بھر گیا
لے کم از زن خوندا ی اں جمال
لے محبت سے کہ اس نفس پر قربان ہو جا
کوز گفت و گوشود فریاد رس
کہ نہ کہ گفتگو کے معاملہ میں فریاد رس بن جاتا ہے
زہرہ بنود کہ کُند او ماجرا
اُس کا پتہ نہیں رہتا کہ وہ گفتگو کرے
گوہرے انفع او بیرون جہد
موتی اُس کے بونٹ سے : باہر نکلتے ہو
تا نباید کز دہاں اُفت گہر
تاکہ ایسا نہ ہو کہ غصہ میں سے موتی گر جائے
چوں نبی بر خواندے برافضول
جب نبی ہم ناکاروں کو شستا ہے
خواستے از ا حضور صد وقار
ہم سے سینکڑوں وقار اور حضور و قلب پہنچا
کز فواش جان تو لڑاں شود
جس کے اڑ جانے سے تیری جان لڑتی ہو
تا نکیر و مرغ خوب تو ہوا
تاکہ تیرا بھی پرندہ ہو نہ بکولے
تا نباید کہ پستہ دآں ہما
تاکہ وہ ہما نہ آڑ سکے

لے عشق مقرر ہے
کراتی ہے جن کو زہر
گئے سے سات تھو گئے تک
۵۰ ہے بھکر : ۵۰ تھا لی۔
اں زناں : یعنی مہر مہر
نفاق : مصل، بھڑکانا، بھڑکانا
یعنی عشق : عقل حضرت
یوسف کا جان اندھا کی
جمال کا پر تو تھا عشق بزرگ
شہر رقبہ ہے مت غور
دیکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لے رہے خدا کی بیویں
ہیں کی زبان کلمہ گوئی کرتے
عشق ایسی حیرت پیدا کرتا
ہے جس سے گویا ماجرا
آ جاتی ہے۔
لے کہ بترسد : عشق ڈرتا
ہے کہ اگر وہ زبان کھولے گا
عشق کو راز ظاہر ہو جائے گا۔
لے کہ ہم کے زہر کے ساتھ
لاکڑی میں ڈھکی ہو جائے
بعض شخصوں میں غصہ وہم کے
بیض کسماتہ ہے جس کے
موتی بھی بونٹ میں غصہ
نہوں میں ہلکام ہے جس کے
موتی تار کے ہیں بھڑکانا۔
آحضرت : حضرت
بکھریاں زانے تھے موعظت
تھی کہ وہ خاموشی سے سنیں
صاحب عرض اوصاف ہیں
مرن بیٹے سنتے رہتے تھے گویا
اُن کی سرنی پر گولی بندہ چلا
انگوٹھے کا اگر وہ بولے اپنے
قودہ پر بندہ اڑ جائے گا۔
لے فقرات : فقرات
بکھریاں کا بیان قرآن ہے
مجاہد ہے کہ وہ کلام
کیا ہے : یعنی قرآن کے

درکت شیریں بگوید یا ترش
بر لب نگشتے نہی یعنی خمش
اگر تجھے کوئی خمنا یعنی بات کہے یا کڑوی
قربوت پر ناغی رکھے گا یعنی چُپ رہ
حیرت آں مرغست غلموشت کند
بر نہد سر دیگ و میر جوش کند
حیرت وہ پرندہ بیجا جو تجھے غلامش کرتا ہے
دیگ کا دھواں اُٹھاتا ہے اور بجے چڑیا ناچتا ہے

پرسیدن بادشاہ قاصداً ایاز را کہ چنیں غم و شادی چارق
بادشاہ کا ایاز سے قصداً دریافت کرنا کہ رنج اور خوشی کی اس قدر باتیں تو چل
و پوشتین کہ جمادست بچہ میگوئی تا ایاز را در سخن درآورد
اور پوشتین سے جو کہ بچہ روح ہیں کیوں کرتا ہے؟ تاکہ ایاز سے بات کہلائے
سوال سلطان ازو
اور بادشاہ کا اس سے دریافت کرنا

اے ایاز میں مہر با بر چارتے
چست آخر ہیمجو بر بت عاشق
اے ایاز! چپٹل سے اس قدر محبتیں
آخر کیوں ہیں؟ جیسا کہ بے ہوش پر عاشق
ہیمجو مجنوں از رخ لیلی خویش
کردہ تو چارتے را دین کیش
مجنوں کی طرح اپنی پسلی کے رخ کو
کر دے تو چارتے را دین کیش
باد و کہنہ مہر جاں آہمختہ
ہر دور را در حُسرہ آویختہ
دُور پائی چیسوڑ سے جان کی محبت ڈھیر کرنا جو
دو فوں کو جگر سے میں نکال رہا ہے
چند گونی باد و کہنہ تو سخن
در جمادے می دمی ستر کہن
تو دُور پائی چیسوڑ سے کتنی باتیں کرے گا؟
چوٹ عرب با بعل و اطلال آایاز
لے ایاز! عربوں کی طرح منزل اور منزلوں سے
چاقت رُبع کہ ادیس آصف
خیر چپٹل کو نے آصف کی منزل ہے؟
ہیمجو ترسا کو شمار دباشش
یک سال کے زنا اور کوٹ اور دھوکے کے جرم
جسائی کی طرح جو پادری کے سامنے گستا ہے

ہیمجو ترسا، نصاریٰ اپنے چیتواؤں کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور ان کے معاف
کر رہے کر دے کہ معاف کر دینا سمجھتے ہیں کہ بخشش کشیدہ۔

لے ربّ ساینہ ہونہ پر
آج کل رکنا دوسرے کو چپٹے
کا کٹا کٹا جرت جس طرح سر
کا پرندہ بات کرنے سے روکتا
ہے مقام حیرت ہی رکھتا ہے
سالک جب اس مقام پہنچتا
جاتا ہے تو اس کی زبان بند
ہو جاتی ہے اور دل میں جوش
و غرض ہر زمانے پر ہر سید
یہاں سے مولانا نے محروم
ایاز کا ناقص دورہ فرما
کیا ہے۔ آواز۔ یا ناگہانی
میں جا کر اپنے بچے چپٹوں
اور پوشتین سے باتیں کرتا تو
اے آئے ایاز۔ محروم نے
ایاز سے کہا کہ تو اپنی چپٹوں کا
عاشق کیوں ہے؟ ہیمجو
مجنوں نے لیلیٰ کو اپنا
دین و مذہب بنا لیا تھا تو نے
چپٹوں کو بنا لیا ہے۔ دو کوٹ۔
یعنی چوٹی چپٹوں اور پوشتین
چند گونی۔ آواز! ہیمجو چپٹل
اور پوشتین سے اپنی محبت
اور لے کسی کے سابق واقعات
دہرائے تھا۔
لے جرت عرب۔ عربی شہزاد
اپنے بھائیوں محروم کی منزل
اور اس کے چڑا کے بیٹوں کا
بہت ذکر کرتے ہیں۔ تنقہ۔
محروم پر یہ گناہ لے کا مکان
مطلقاً مکان۔ اطلال عقیق
کی جگہ ہے، مگر آصف
ابن برخیا حضرت سیدنا
کے دربار تھے یہاں حلقہ
سردار وادے یعنی حلقہ
یوسف کی قیس سے حضرت
یعقوب بننا ہو گئے تھے۔

تا بیا مزو کشیش آں گناہ
باک پاروی بس کا وہ گناہ بخش دے
نیت آگ آں کشیش از جرم واد
وہ پاروی جرم اور انصاف سے واقف نہیں
دوستی دروہم صدیو نف تند
عشق دروہم میں سیکڑوں یوسف بنایا ہے
صورتے پیدا کنڈ بریاد او
وہ عشق ایک یا دریا یک صورت پیدا کر دیا جو
راز کوئی پیش صوت صہ ہزار
تو صورت کے سامنے ہزاروں راز بیان کرنا ہے
لے بد انجا صورتے نے میکے
نہ وہاں کوئی تصویر ہے نہ بہت
آں چناں کہ مادر دل بردہ
جیسا کہ غمگین ماں
راز با گوید بحد واجتہاد
کوشش اور محنت سے راز کہتی ہے
حق وقایم داند او اں خاک را
وہ اس جتنی کو زندہ اور قائم سمجھتی ہے
پیش او ہر ذرہ آں خاک گور
کس کے نزدیک قبر کی جتنی کا ہر ذرہ
مستمع داند بحد آں خاک را
وہ واقعی طور پر اس جتنی کو سننے والا سمجھتی ہے
آں چناں بر خاک گویا زہ او
وہ جتنی سب کے جتنی پر اس طرح
کہ بوقت زندگی ہر گز چناں
کہ زندگی کے وقت اس طرح بھی بھی

عفو اور عفو داند از آک
ایکے صاف کر دینے کو خدا انصاف کرنا ہوتا ہے
لیک بس جادوست عشق فیتھا
لیکن عشق اور افتاد بہت بڑا جادو ہے
اگر از ہاروت ماروت خود
وہ خود ہاروت اور ماروت سے زیادہ جادو کرے
جذب صورت آردت در گفتگو
صورت کی کشش مجھے غمگین کرنا کہہ کر دیتی ہے
انچناں کہ یار گوید پیش یار
جس طرح دوست صورت کے سامنے بیان کرنا کر
زادہ از فے صد الٹ صدلے
اس عشق سے سیکڑوں سوال جواب پیدا ہو جاتے ہیں
پیش گور پچہ نومردہ
نئے مرے ہوئے بچہ کی قبر کے سامنے
می نماید زندہ اور آں جہاد
وہ بے روح اس کو زلف نظر آتا ہے
خوش بگر اس عشق ساحر ناک را
ایس جادوگر عشق پر غور کرے
گوش دار دہوش دار وقت بند
خوش کے وقت کان رکھتا ہے، ہوش رکھتا ہے
چشم و گوشے داند او خاشاک را
وہ جتنی آکے کان اور آنکھ سمجھتی ہے
دبدم خوش می نہد با اشک رو
لمحو لمحہ اشک آلود چہرہ مستندی سے کہتی ہو
رؤی نہاد است بر لبویر چو جاں
جاں جیسے بیٹے پر چہرہ نہیں رکھا

کتبیس نعلی مالیت
نعلانی مالیتے دیکھا ہوا
تعلق نہ صاف کرنے کیلین
نعلانی مالیت اور اعتقاد
یہ سب کچھ اس سے کرنا جو
دوستی عشق، محبت، حاکم
کے ذریعہ مشرق میں معطر
یوسف سے ستر کی محبت
دکھا رہا ہے۔ آخر زیادہ
جادوگر صورتے عشق عشق
کی نفسی تصویر سامنے کرنا
ہے اور اس سے باخبر کرنا
ہے۔
راز مالیت لپٹے در
کے سیکڑوں راز میں غرض
تصویر سے اس طرح بیان
کرنا ہے جیسا کہ کوئی دوست
دوست سے بیان کرے۔
کے نفس الامری کچھ بھی
نہیں ہے اور یہ مالیت ہی
فرضی تصویر سے سیکڑوں
سوال و جواب کرتا ہے۔
آلت یعنی صہ یعنی یعنی
قرار آجناں مگر کسی صورت
کا بچہ مرنے کو وہ اس کی
قبر سے باخبر کرتی ہے۔ حق
ماں کا عشق جس بچہ کو زندہ
اور تندرست دکھا رہا ہے
یہ بھی عشق کی جادوگری جو
کے پیش اور ماں جب بچہ
کی قبر پر جا کر کاندھیں کرتی
ہے تو وہ کہتی ہے کہ تو کا
ذکر فکرت میں رہا ہے۔ عشق
یہ بھی سمجھتی ہے کہ قبر کی جتنی
آنکھ دکھائی ہوئی ہیں، اور قیامت
اس طرح جتنی ہے کہ بچہ سے
زندگی میں اس کی کبھی جتنی ہوگی

لے آکر اس کو صیبت
صبر یعنی چند دن کے اندر وہ
جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ عشق
مرہو نافرمان ہے یا اس عشق
کی کیفیت ہے جو مکر سے
ہو خصل کے عشق کی آگ کہیں
ٹھنڈی نہیں ہوتی ہے۔ بعد
از ان کہہ دینے پر حالت پہلی
ہے وہاں بھی قبر کس پاس اگر
آگ سے سو جاتی ہے۔ آگ کہ
وہ جس کی حالت عشق کی حدود
میری تھی عشق ختم ہوا تو آگ
ختم ہو کر راکھ بن گئی۔ آگ جو
سے راہہ شخص ہے جو حقائق
کے نہ پہچانے ہو اور پیچھے رہو
وہ شخص ہے جس کو عشق تو کیا
کشف حاصل ہو رہا ہو پہلے نظر
تھا عشق ہی جو قدیم سے کر
ابھرتا ہے میں کہیں کو عشق
میں ہو رہا کہ جسے انکو کشف
علوم ہو جاتے ہیں اس کے
کشف کی حالت یہ ہوتی ہے
کہ کہے کے آئینہ بننے کے بعد
عزم کہ وہ کچھ نہیں نظر آتا ہے
اس کو کہ جس کی اینٹ میں دی
نظر آتا ہے۔

لے پیر پہلے شرم میں ہو کر کا
آپا خاص کی کثرت کی ہیں
کہ پیرے مراد عشق ہے سبید
دور میں وہ ان کو یاد نہیں ہے عشق
یہ عشق کی کار فرمایاں ہیں کہ
فراق کی حالت میں عشق کی ضرورت
وہاں کہ ہے پھر فراق کے وقت
صاحب تصویر سامنے آتا ہے
پندرہ سالہ سورتوں سے
چل رہا ہے پھر فراق کا شاد وہ
میں جاتا ہے۔ اگر تم جہالت

از غراپچوں چند رونے بگذرد
جب سوگ کے چند روز گزر جائیں
عشق بر مرورہ نباشد پائدار
مٹے سے عشق یا تمنا نہیں ہوتا ہے
بعد از ان اس کو خود خواب میں
میں کے بعد خود اس کو جسے نیند نہ آتی ہے
زانکہ عشق افسون خود بربود ورت
کیونکہ عشق اپنا ستر لے گیا اور جسے وہ
انچہ بیند آں جواں در آئند
جوان ہو کہ آئینہ میں دیکھتا ہے
پیر عشق تست نے ریش پید
عشق تیرا میر ہے، نہ سفید داڑھی
عشق صورتہا بسا ز در فراق
عشق، جسدانی میں تصویر بن جاتا ہے
کہ تم آں اہل صل ہوش تست
کہ ہوش اور دست کا اہل اصول میں ہیں
پردہ را ایں نماں برداشتم
اب میں نے پردے اٹھا دیئے ہیں
زانکہ بس با عکس من دریافتی
کیونکہ کرتے جیسے عکس کے ساتھ بہت بات ہے
چوں ازیں موجز بہ من شد رفا
جب اس جانب سے میرا جذبہ دعوت ہوا

آتش آں عشق اوساکن شود
میں کی جہالت کی آگ ٹھنڈی پڑ جاتی ہے
عشق را بر حقی جاں افزای دار
زندہ جان بڑھانے والے سے عشق کر
از جمادے ہم جمادی زایدش
میں میں بے دروغ ہے بے مہی ہوا ہوتا ہے
ماند خاکستر جو آتش رفت تفت
جب آگ تیزی سے جل گئی، راکھ رہ گئی
پیر اندر خشت بیند آں ہمہ
پیر اور خشت میں وہ سب کچھ دیکھتا ہے
دستگیر صد ہزاراں نا امید
جو لوگوں یا دوسوں کا دستگیر ہے
تا مصور سر کند وقت تلاق
یہاں تک کہ وقت کے وقت تصویر بن جاتا ہے
بر صورتہا عکس حسن مابدست
صورتوں پر ہمارے ہی حسن کا عکس تھا
حسن را بے واسطہ بغرا شتم
میں نے حسن کو بے واسطہ ملنے کر کر دیا ہے
قوت تجرید ز اتم یافتی
(اب) قوت تیری ذات کو مجھ کو ملنے کی قوت میں
اوشش را می نہ بیند و میراں
وہ کشف کو دور بیان میں نہیں دیکھتا ہے

کا شاد وہ جہالت ہے تو وہ کہتی ہے کہ میں سب کی اس ہیں اور صورتوں پر میرا عکس پڑ گیا تھا، اب میں نے پردے
اٹھا دیئے ہیں اور اب کسی واسطہ کے من کا شاد وہ کر دیا گئے تاکہ عکس میں شاد کے بعد ہر دور میں نمایاں طاقت
ہو جاتی ہے کہ وہ مجھ کو شاد وہ کہنے صرف نہیں ہے الا خدا ان شاکن اللہ کا شاد وہ شاد وہ شاد وہ
کلن کز انا یافنا بیزارا صوفیہ کے نزدیک اس حریف کے مستحق ہیں کہ اس میں ہے کہ لا محابہ اس طریق پر کہ
قوت کا شاد وہ کر دیا ہے اگر تو انی مدد ملے گی تو انی مدد ملے گی کہ وہ شاد وہ شاد وہ شاد وہ شاد وہ
قوتی زوت کہ ہے چوں اس صورتہا کے جہالتی مراد میں ہر کشف خدا ہی ہے میں ہیں۔ جو کشف میں مابہ کی

منفرت میخواید از جرم و خطا

از جرم اند خطا کی سانی پاست ہے

چوں زنگے چشمہ جاری خود

جب کسی پتھر سے چشمہ بہہ پڑتا ہے

کس نحو اند بعد ازاں آں را حجر

اُس کے بعد اس کو کوئی پتھر نہیں کہتا

کاشہا داں ایں صُوراءا و اندر د

ان کسوں کو پالے سمیر اور اُن میں

از پس آں پر دہ از لطف خدا

خدا کی ہرانی سے اُس پر دے کے بعد

زنگ اندر چشمہ ستواری شود

پتھر چشمہ میں چمپ جستا ہے

زانکہ جاری شد ازاں زنگاں گھر

کیونکہ جس پتھر سے وہ مورتی بہہ پڑتا ہے

آنچہ حق ریز و بدلاں گیر و علو

حق آقا کی جو گنا جو اس سے نہ نہی نہی

گفتن خویشا ونداں مجنوں را کہ حسن لیلیٰ باندازہ نیست

رشتہ داروں کا مجنوں سے کہنا کہ لیلیٰ کا مسمول حسن ہے زیادہ نہیں ہے ہمارے

چندان نیست از و لغز تر و شہر بابا یار است یکے و دودودہ

شہرہ میں ہیں ہم سے بہت بہت ہیں ہم ایک اور دود اور دود

بَر تو عرضہ کنیم اختیار کن و مارا و خود را و ارباں و جواب

تیرے سامنے پیش کرتے ہیں تو اُن میں سے ہنہ کرے اور ہیں اور اپنے آپ کو نکات لے

گفتن مجنوں ایشان را

اور اُن کا مجنوں کو جواب دینا

ابہاں گفتند مجنوں را ز جہل

یہ قوتوں نے نادانی سے مجنوں سے کہا

بہتر از دے صد ہزاراں دلربا

میں سے زیادہ مہینہ داکن مشوق

نازنیں قمر و زہراں حور و ش

ہزاروں محسوس ہیں اُس سے زیادہ ناز و انداز کا

و ارباں خود را و مارا نیز ہم

اپنے آپ کو اور ہیں ہمیں خجست دے

گفت صورت کو زہاد و حسن

میں نے کہا صورت پرانہ ہے اور حسن خراب ہے

حسن لیلیٰ نیست چندان ہست

لیلیٰ کا حسن زیادہ نہیں ہے، معمولی ہے

ہست مجنوں ماہ اندر شہر بابا

ہمارے قہر میں چاند بیسے ہیں

ہست بگزیناں ہمہ کیا خوش

موجود ہیں، اُن سب میں ہر ایک میں ہمارے شہید کے

از چہیں سودا ی زشت متہم

ایسے بڑے متہم مشق سے

مے خدا یمید ہ از ظرف و

مجھے اُس کے پیالے سے خدا شراب پلائے گا

لے منفرت، خطا کی سانی

پستائت المقتربین، ایک

لوگوں کے احباب سے نیات ہیں،

پہلے چونکہ جوارت میں صحت

کا اعلیٰ درجہ تھا اس لئے

مشاہدہ کے بعد اس طبیعت

پر صحت کا خوشگوار رہتا ہے

چوں زنگے، سب کثرت

کے ضمن ہونے کی یہ مثال ہے

کہ جس پتھر سے چشمہ جاری

ہوتا ہے اور وہ پتھر لیلیٰ میں

ذوق جاتا ہے تو کمال میں

سے اور میں ہوتا ہے اور

اب لوگ ہیں کہ پتھر نہیں کہتے

بلکہ لیلیٰ کو چشمہ کہتے ہیں۔

گفتا کہ سہا جوارت میں

اجتناب سے مشاہدہ

بہتر رہا یوں کے سمجھائی ہیں

حضرت حق تعالیٰ کی جانب

سے جذبہ کی پرورش ہے عشق

مجنوں کی اس منگھو سے ہیں

بہتر سمجھا ہے کہ مہاجر

کے عشق کے احباب سے ہم

اور رنگ اختیار کرتے ہیں۔

اکتھاں، کچھ بھرتوں نے میں

کو محبت کرنی شروع کر دی اور

کہا کہ لیلیٰ کا مسمول حسن ہے تو

اُس پر اس قدر فتنہ کیرے

سہل ہموں۔

سہل، نازیں، اور سہل خلق

ناز و انداز اور حسن میں جیتے

سے بہت بڑھے ہوتے ہیں۔

واکاں، تو دوسرے قہر اور

فیصل کی طرح ہوا عشق ہے جن

کی وجہ سے تو اور مارا خدا سے

جانا ہوتا ہے محبت، جن

نے کہا کہ لیلیٰ کی صفت غریب

ہمارے اور اُس سے خاصا عشق ہے

لے ترخانہ اس پیارے نہیں
سرکشیہ کیا ہے تاکہ نہیں
اس کے عشق کی فضیلت
حاصل نہ ہو۔ اترے۔ یہ
عجائب قدرت میں سے ہے
کہ قدرت ایک ہی پیار سے
کسی کو زہر اور کسی کو خمر
پلاتی ہے۔ کوڑہ جڑ و گون کو
صرف صرست اور کوڑہ انگور
آرا ہے جو گھڑی لعلیں
مسموم ہیں جس میں وہ شراب
لعلیں آری ہے۔۔۔۔۔
قاصرات الطرف یعنی عورتیں
کے بارے میں مذکور ہے۔۔
بِقَوْلِ قَاصِرَاتِ الطُّرَفِ
اور یہ کہ وہ خود مختصرت ہیں
فی الخیاط یعنی وہ عورتیں
جو کڑی ہون کے کسی دوسرے
کی طرف رجوع نہ کریں یعنی
جس میں حال عشق کا ہے وہ
اپنی کیفیت متغیر نہ ہوتا ہے مقسم
یعنی صاحب ہیں۔

لے دارم یعنی شراب عشق،
حوریں عیون کے اندر رہتی ہیں
باہر نہیں نکلتی ہیں جس شراب عشق
کے لئے برق برق ہر حوروں کے
عیون کے ہیں ہست صرا۔
ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک
ہی چیز کسی شخص کے اعتبار سے
مفید ہے کسی کے اجناسے
مضر ہے اور باطل کے لئے زہر
حیات ہے اور کوڑے کی موت
کا سبب ہے۔ زہر سانپ کا زہر
سانپ کے لئے زہر کی گواہ اور
دوسروں کی موت کا سبب ہے
موت ہر نفع سے ہر نعمت اور
نعمت کا بھی استعمال جنت کا

مشر مارا سرک دادا ز کوڑہ اش
اس کے پیارے سے عیون سرک دیا ہے
انہیکے کوڑہ دہ زہر و غسل
ایک ہی پیارے سے زہر اور شہد
کوڑہ می بینی ولیکن اس شراب
تو پیالہ دیکھتا ہے، لیکن وہ مشر اس
قاصرات الطرف باشد ذوق جا
طیبت کا ذوق نظر کوڑے والوں میں ہے
قاصرات الطرف باشد آں مدام
وہ شراب نظر کوڑے والوں میں سے ہے
ہست دریا خیمہ در فے حیات
دور یا ایک خیمہ ہے، اس میں زندگی ہے
زہر باشد مارا ہم قوت و برگ
زہر سانپ کی روزی میں ہے اور مارا دمانا بھی
صورت ہر نعمت و محنت
برنست اور محنت کی صورت
پیش ہمہ اجسام ایشا تبصرہ کن
پس تم تمام چیزوں کے جسم دیکھتے ہو
ہست ہر جسمے چو کاسہ و کوڑہ
ہر جسم پیالے اور کوڑے کی طرح ہے
کاسہ پیدا اندر و پنہاں رغد
پیالہ، ظاہر ہے اس میں خوش میٹھی پوشیدہ ہے
صورت یوسف چو جامے بود و خو
(حضرت یوسفؑ کی صورت ایک عمدہ جام تھی)

تا نہ باشد عشق اوتاں گوش کش
تا کہ اس کا مشق شمار کے نہ کیجئے
ہر یکے را دست حق عزوجل
اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہر ایک کو عطا کرتا ہے
روی نماید چشم ناصواب
غلط آنکھ کی چہرہ نہیں دکھاتی ہے
جز بخصم خویش نماید نشان
اپنے اہل کے سوا ہر سرہ نہیں دکھاتا ہے
وہں حجاب غلظہ را بچوں نیام
اور یہ پیالوں کا پردہ عیون کی طرح ہے
بطرا، لیکن کلاغان را ممت
بطحہ کہ وہ عیون کوڑوں کی موت ہے
غیر اور زہر اور دست مرگ
اس کے غیر کے لئے اس کا زہر و دست مرگ
ہست اس را دوزخ آزار جنتے
اس کے لئے دوزخ ہے، انکے لئے جنت ہے
اندر و قوت ستسم آتش کوڑوں
ان کے اندر و قوت ہے اور زہر آتش نہیں لکھتے ہو
اندر و تم قوت و ہم دل سوزہ
اس میں روزی میں ہے اور دل کا جلا دہی
طاعش داند کز اس چہ می خورد
اس کھانے والا جانتا ہے کہ اس میں سے کیا کھا کر
زاں پدری خورد صد بادہ طرہ
باہن اس سے بیگناہی ست کر نہ لی شراب میں جنتے

محب اور نفع استعمال دوزخ کا سبب ہے۔۔۔۔۔
زہر چھا ہوا ہے جس کو تم نہیں دیکھ پاتے ہو ہر جسمے ہر جسم کا یہی طرح کہ کوڑا ست۔ ظاہر کھلا ہوا ہے اس کے
باطن پر نعمت ہے جسکی بیخود استعمال کرنا لاکھ لاکھ زکات و دست بیخود صورت و نعمت کی صورت کی صورت کی صورت

باز اخوان را از ان زہر آب بود

بہر بھائیوں کے لئے اس میں زہر پانی تھا

باز اوروے مرزینما را شکر

بہر اس میں سے زلیخا کے لئے شکر

غیر اک چہ بود مر یعقوب را

اس کے سوا جو حضرت یعقوب کے لئے تھی

گود گود مشربت و کوزہ یکے

طرح طرح کی شرابیں ہیں اور پالہ ایک ہے

بادہ از غیبت و کوزہ زین جہاں

شراب غیب کی ہے اور پالہ زین جہاں کے

بش نہاں از دیدہ نامحرمان

نامحرموں کی آنکھ سے بہت پوشیدہ ہے

یا الہی سکرۃ ابصارنا

اے میرے خدا ہماری بینائیوں میں مٹ کر رکھ دین

یا یحییٰ قداملات الخافقین

اے پوشیدہ! تو نے مشرق و مغرب کو برسر کر دیا جو

انت سائر کاشف اسرارنا

تو راز ہے! ہمارے عیبوں کو کھولنے والا ہے

یا خفی الذات المحسوس لخطا

اے مخفی ذات والے! محسوس عطا دے

انت کالزنج و نحن کالغبار

تو ہمارے طرح! اور ہم غبار کی طرح ہیں

تو ہماری ماچو باغ بنو خوش

تو موسم بہار ہے ہم سبز اور خوش باغ کی طرح ہیں

تو چو جانے ما شال دست و پا

تو جان کی طرح ہے ہم ہاتھ پاؤں کی طرح ہیں

کاندرا یشاں زہر کینہ میفرود

جہاں کے اندر کینے کا زہر بڑھا رہا ہے

می کشید از عشق ایون گر

عشق کے ذریعہ دوسری ایون نکالتی تھی

بؤد از یوسف غذا آں خوب را

اُس جینہ کے لئے یوسف میں سے غذا تھی

تا نہ اند درے غیبت شکے

تا کہ مجھے غیب کی شراب میں شک نہ رہے

کوزہ پیدا بادہ درے بس نہاں

پیدا ہوا ظاہر ہے! اس میں شراب بہت مخفی ہے

لیک بر محرم ہویدا و عیاں

لیکن محرم ہو گیا ہر اور کس میں سے

فأعف عنا أفلت أوزارنا

ہمیں معاف کر دے! گناہوں کی وجہ ہماری بھولنے میں

قد علوت فوق نور المشرقین

تو دونوں مشرقوں کے نور سے بڑھ گیا ہے

انت فجر مفرج اھرارنا

تو صبح کا سفید ہے ہماری نہروں کو جاری کر دینا

انت کالماء ونحن کالرحا

تو پانی کی طرح! اور ہم پانی کی طرح ہیں

یخفی الزنج و غبراہ چہار

ہوا پوشیدہ رہتی ہے! اور اس کو غبار دکھاتا ہے

اؤ نہاں و آشکارا بخشش

وہ پوشیدہ! اور اس کی عطا کھلی ہوئی ہے

قبض و بسط دست از جان روا

ہاتھ کا بند ہونا اور کھلتا! جان سے ممکن ہوا

لہ آذر ہر زلیخا کو زمیند

سے شراب کی وہ آذر شریک

لے لی عرت یعنی زمیند

گود! ایک پیالے سے مختلف

قسم کی شرابیں حاصل ہوتی

ہیں تاکہ میں خریدنے کے لئے

کوئی خبر نہ رہے۔

لہ جس نہاں پالہ کی شراب

نامحرموں سے پوشیدہ ہے۔

شکوت بست کر دیتی ہیں

یعنی ہماری نگاہیں بھی ہم

نہیں کر دیتی ہیں۔ انکشاف

بغیر کی جگہ ہے! بنائی گئی

دور کی جگہ ہے! روم۔

یا یحییٰ حضرت حق تعالیٰ

کی ذات مخفی ہے لیکن کاشف

کرمیط ہے! الخافقین۔

مشرق و مغرب! المشرقین

یعنی جہانوں کے شمال کی

مشرق اور مغربوں کے شمال کی

کی مشرق۔

لہ آفت۔ اے خدا تو

مخفی اور راز ہے لیکن ہم سے

راز کھم سے کچھ ہوتے ہیں

ہیں۔ انت لھو فجر مس کا

سفیدہ۔ پانی کو جاری کر دینا۔

پن بج۔ غبر۔ غبار۔ تو

بہاری۔ باغ کی بہار دینا

موسم بہار کی وجہ سے ہے۔

اؤ نہاں۔ اسی لئے مدح ہے

آپ سے! کھنڈہ زانی لکھنا۔

تھکھنڈہ زانی ذات۔ اذ کی

کی نسبت! میں غور کیا کروں

کی ذات میں غور نہ کیا کروں۔

تو چو جانے جس طرح جان اور

روح مخفی ہو لیکن ہاتھ پاؤں کے

لئے وہ حرکت نہیں کر سکتا

لے تو عقلِ زمان کو عقل
گوا بنال ہے تو کمال جس
مرحہ شکر و شادی کا نتیجہ
ہے ہی طرح ہم سب مغرب
حق نام کی شہنشاہ کے عطا ہیں
بجائے ہماری حرکات حضرت
حق قائلے کے دور کی گواہ ہیں۔
گرتی ہیں جی کے پاس کی
حکومت ہنس کے پانی کے در
کی گواہ ہے۔ اچھا نہ یاد گواہ
لے آتے ہیں حضرت حق
قائل کی ذات وہم و قیاس
سے بالاتر ہے لہذا کوئی کوئی
شان اس کے مقابل نہیں ہو
بتدرہ خالص دینے کی جھوٹ
یہ ہے کہ بد و محض تصور پر
صبر نہیں کرتا ہے نہ زیادہ
چاہتا ہے۔ جو حق قائلے
کے لئے مائلوں کی ہی حقیقت
سے جو ہر طرف گزرتے ہوئے ہیں
کی ذات کی تیسری کی حق شہنشاہ۔
جی۔ چاہتی ہیں۔

تو عقلِ زمان کو عقل
گوا بنال ہے تو کمال جس
مرحہ شکر و شادی کا نتیجہ
ہے ہی طرح ہم سب مغرب
حق نام کی شہنشاہ کے عطا ہیں
بجائے ہماری حرکات حضرت
حق قائلے کے دور کی گواہ ہیں۔
گرتی ہیں جی کے پاس کی
حکومت ہنس کے پانی کے در
کی گواہ ہے۔ اچھا نہ یاد گواہ
لے آتے ہیں حضرت حق
قائل کی ذات وہم و قیاس
سے بالاتر ہے لہذا کوئی کوئی
شان اس کے مقابل نہیں ہو
بتدرہ خالص دینے کی جھوٹ
یہ ہے کہ بد و محض تصور پر
صبر نہیں کرتا ہے نہ زیادہ
چاہتا ہے۔ جو حق قائلے
کے لئے مائلوں کی ہی حقیقت
سے جو ہر طرف گزرتے ہوئے ہیں
کی ذات کی تیسری کی حق شہنشاہ۔
جی۔ چاہتی ہیں۔

تو عقلِ زمان کو عقل
گوا بنال ہے تو کمال جس
مرحہ شکر و شادی کا نتیجہ
ہے ہی طرح ہم سب مغرب
حق نام کی شہنشاہ کے عطا ہیں
بجائے ہماری حرکات حضرت
حق قائلے کے دور کی گواہ ہیں۔
گرتی ہیں جی کے پاس کی
حکومت ہنس کے پانی کے در
کی گواہ ہے۔ اچھا نہ یاد گواہ
لے آتے ہیں حضرت حق
قائل کی ذات وہم و قیاس
سے بالاتر ہے لہذا کوئی کوئی
شان اس کے مقابل نہیں ہو
بتدرہ خالص دینے کی جھوٹ
یہ ہے کہ بد و محض تصور پر
صبر نہیں کرتا ہے نہ زیادہ
چاہتا ہے۔ جو حق قائلے
کے لئے مائلوں کی ہی حقیقت
سے جو ہر طرف گزرتے ہوئے ہیں
کی ذات کی تیسری کی حق شہنشاہ۔
جی۔ چاہتی ہیں۔

حکایت جو جی کہ چادر پوشیدہ در و عظم میانی ناں نشست
جی کا تختہ جو کہ چادر اولہ کرد مغنی عورتوں کے درمیان بیٹھ گیا اور
حرکت کرتے کر دینے اور اہل شناخت کے مر دست و نعرہ بزد
اس نے ایسی حرکت کی کہ ایک عورت نے اس کو پہچان یا کہ مرزہ ہے اور اس نے نمودار

ایں زبانِ عقل دار و این ہیاں
ایں زبانِ عقل سے بیان حاصل ہو ہے
کہ نتیجہ شادی فرخندہ اکیم
کیونکہ ہم سب ایک خوشی کا نتیجہ ہیں
کو گواہ دو الجلالِ سرمدت
کیونکہ ہم سب دینے والے ذوالجلال کی گواہ ہے
اشہاد آمد بر وجود جوئی آب
نہر کے پانی پر بڑا گواہ ہی
خاک برفرق من و تیش من
میری سرک ہانگ اور شال دینے پر خاک
ہر دمے گوید کہ جامِ مغرب
ہر کو کہتا ہے کہ مسیحی مان تیرا فرشتہ ہو
پیش چوہاں محبت خود بیا
اپنے عاشق کو دینے کے سائے آجا
چارقت دوزم بہو کم دانست
تیرا چہنس سی دوں تیرا دامن بوس
لیک قاصر بود از تسبیح و کف
لیک تسبیح اور گفتہ نگ میں کوتاہ تھا
جاں سگِ خمر گاہ آں چوہاں شہ
جان، اس گزرتے کے بعد کوکتا ہی تھی
بر دل او ز در برابر گوش زد
اس کے دل سے گزرا، تیرے کان سے گزرا

حکایت جو جی کہ چادر پوشیدہ در و عظم میانی ناں نشست
جی کا تختہ جو کہ چادر اولہ کرد مغنی عورتوں کے درمیان بیٹھ گیا اور
حرکت کرتے کر دینے اور اہل شناخت کے مر دست و نعرہ بزد
اس نے ایسی حرکت کی کہ ایک عورت نے اس کو پہچان یا کہ مرزہ ہے اور اس نے نمودار

واعظ بد بس گزیدہ دریاں
ایک واعظ تقریر میں بہت مستحب تھا
رفت جو جی چادر و روبرو بندست
جسمی چلا، چادر اور نقاب پہنا
سالے پُر سید واعظ را براز
ایک سال گزیرنے کے آہستہ سے واعظ نے بتایا
گفت واعظ چوں خود عاذراز
واعظ نے کہا جب زیر ناف کے بال بڑھ جائیں
یا بنورہ یا بستره بسترش
جوتے سے یا آسترے سے اُن کو موندے
گفت سائل اُس درازی تاچہ
سوال کرنے والے نے کہا، کیا تو کس حد تک
گفت چوں قدیچو گرد بطول
اُس نے کہا، اگر جو کی بقدر بلے ہر ماہ میں
پیش جو جی یک زبہ نشین
جو جی کے آگے ایک صورت، بیٹھ تھی
گفت جو جی زود لے خواہی پیش
جو جی نے کہا، اے بہن! جلد دیکھ سے
بہر خوشنودی حق پیش آر دست
اشارہ قائلے، کی خوشنودی کیلئے ہاتھ بڑھا
دست زن در کرد در شلوار مرد
عورت نے مرد کے شلوار کے اندر ہاتھ ڈال دیا
نعرہ زد دست اندر حال زن
عورت نے فریاد کیا، نعرہ مارا
صدق رازیں زن یا منوی پیش
ہاں، تم چھپائی اس عورت سے سیکھ لو

زیر منبر جمع مردان و زنان
دیکھئے، منبر کے پاس مرد اور عورتیں جمع تھیں
در میان اُن زنان شدناشتا
اُن عورتوں میں اُن جان ہر گیا
موی عانہ هست نقصان نماز
زیر ناف کے بال نماز کے نقصان رکھنا
پس کراہت باشد از دور نماز
اُن سے نماز میں کراہت پیدا ہو جاتی ہے
تا نمازت کامل اید خوب خوش
تا کہ تیسری نماز بمسلی پہنچ سکتی ہو
شرط باشد تا نماز اکمل بود
مناسب ہے تاکہ نماز مکمل ہو جائے؟
پس ستر زن فرض باشد اسول
اے بھگوان! مونڈنا منہ میں ہر ماہ کے
ہوش را بر وعظ واعظ بستہ بود
جس نے ہوش کو واعظ کے وعظ سے وابستہ کر دیا تھا
عانہ من گشتہ باشد ایں خنیں
میرے زیر ناف بال ایسے جو گئے ہونگے
کاں بمقدار کراہت آمدت
کہ وہ کراہت کی بقدر ہو گئے ہیں؟
کیراؤ بردست زن آیتب کرد
اُس کے خایہ نے عورت کے ہاتھ پر اثر کیا
گفت اعظ بر دوش زد گفت
واعظ نے کہا میری بات نے اُنکے دل پر اثر کیا ہے
چونکہ بر دل زود را گفت جنیں
جیکہ ایسی گفتگو نے اُنکے دل پر اثر کیا ہے

لہ گوتہ مستحب۔ تلامذہ۔
نقاب جو کس کا۔ زیر ناف
کے بال۔ عانہ یعنی جب زیر
ناف بال بڑھ جائیں تو نماز
میں کراہت آ جاتی ہے۔ کراہت
چونا۔ منہ۔ منہ۔ تاچہ۔
درازی۔ کرشتیں کر دیکھ کر
بال کس قدر بڑھ جانے سے
نماز بگڑ رہتی ہے۔
گفت۔ واعظ نے کہا۔
سائل۔ بہت زیادہ سوال
کرنے والا۔ بہت۔ یعنی واعظ
کے وصف کی جانب ہی متوجہ
تھی۔ حرور۔ یا غلہ۔ یہ صاف
ایسا یا کر دیا خاص ہے دروز
عورتوں میں ترجمہ دروازہ
ہے۔
گفت۔ مستحب۔ آخر گفت۔
واعظ نے کہا کہ میرے وعظ کا
اُس کے دل پر اثر کیا ہے۔ کی
لے اُس نے فرما دیا ہے۔
صفت۔ واعظ نے مرد سے
کہا تو رنگ میں عصمت سے
نقصیت حاصل کر لو۔

لے گفت جوی نے کہا
دل پر نہیں مہیں ہاتھ پراثر
ہوا ہے جسے کس کا ہاتھ
جوی کی طرف سے ہر گھبراہٹ
بڑی فرعون کے جاوگروں
کے دل پر اثر ہوا تھا تو عشق
ابھی میں اُن کے لئے افسہ
پاؤں کا کشا ایسا ہی تھا
جیسے کسی گلو کی کاٹھن۔ آخر
اگر توڑ دے کی لافچی چہرے
تو اُس کو بس سے نہ دے بیخ
ہوگا جیسے اُن کو کہ ہاتھ
پاؤں کتنے پر ہوا تھا۔
نکٹہ لہو جس وقت غلہ
نے جاوگروں سے کہا تھا کہ
تھارے ہاتھ پاؤں کاٹ
ڈالو تو انہوں نے جواب
میں کہا تھا۔ لآفتیہ کوئی
نقصان نہیں پہنچے۔ جاو
گروں نے کہا کہ میں معلوم
ہو چکا ہے کہ اصل زندگی ہم
کی نہیں ہے بلکہ دوسری کی جو
اسے تنگ۔ حدیث شریف
ہے جس نے اپنی حقیقت
سمجھ لی اُس نے خدا کو پہچان
یا ہو کر کے۔ بچہ کے لئے
اخروث اور شقی عزیز ہیں عقلند
کے لئے وہ خیر ہیں۔ چتریاں
ابن دل کیسے ہاتھ پاؤں توڑا
اور شقی کی جگہ ہیں۔
لے ہرگز جھٹھل نہ جھٹھلت
نہیں سمجھا وہ بچہ ہے گریخت
اگر مرنا تو دلائی اور غصہ کی
وجہ سے ہو تو یہ چیز کی کرے
کے ہی پہلی ہیں چٹکنا۔ بکرے
میں عقل عام ہے اسی لئے مذمت
جاتے وقت وہ مکر کو پیش
میں دیکھتے۔ قرنی۔ غافل ہر

گفت نے بردل نزد دستِ زرد
میں (جوی نے) کہا دل پر نہیں ہاتھ پراثر کیا ہے
بردل اُس ساحلِ زرد اندکے
اُن جاوگروں کے دل پر غصہ سا اثر کیا
گر زبیرے در زبانی تو عصا
اگر تو کسی ہتھکے کی لاش اُڑا لے
نغمہ لآفتیہ بکر گردوں رسید
کوئی ہرگز نہیں کاٹھن آسان پر پہنچتا
چوں بدالیتیم مالیں تن نہ یکم
چونکہ ہم جان گئے ہر گھم یہ جسم نہیں ہیں
لے خشک اُس را کہ ذات خود خشت
قابل ہوا کیا ہے وہ جس نے اپنی ذات کی پہچان یا
کو دے گریہ پئے جوز و میوز
بچہ جس اخروث اور شقی کے لئے رہا جو
پیشِ دل جوز و میوز آمد خند
دل کے لئے، جسم، اخروث اور شقی ہے
تھر کہ محو بستی او خود کو دیکست
جو برودے میں ہے، وہ بچہ ہے
گریش و عیال مردستے کے
اگر کوئی داڑھی اور غایہ کی وجہ سے نرہ ہے
پیشوای بدلو داس بُرا شتاب
وہ بکرا بُرا پیشہ ور ہے، جہلہ
ریش شانہ کردہ کہ من سا فقم
داڑھی کو گھسیٹ کے جوئے تکرین رابنا ہوں
ہیں روش بگزین ترک ریش کن
خبردار! روش اختیار کر اور داڑھی کو چھوڑ

وئے گبر دل زلفے اے پر خرد
لے عقلند ایک بکٹ تھا اگر دل پر اثر کرنا
شد عصا و دست ایشان را یکے
اُن کے لئے نکلی اور ہاتھ یکساں میں کیا
بیش رخمد کاں گروہ از دستِ بجا
وہ جس سے زیادہ زرخیدہ ہو گا شکستہ اور اعتبار رکھتا
ہیں بکر کہ جاں زجان کند کہید
ہاں کاٹ لے، جان کاٹنے سے نہات اپنی
از و رای تن بیژداں میسنیم
جسم کے سوا ہم خدا کے ذریعہ ہی رہے ہیں
اندر اُس سرمدی قصرے بست
ہمیشہ کے اسی میں اُس نے محل بنالیا
پیش عاقل باشد اُس سہل چیز
عقلند کے لئے وہ آسان جیسے ہے
طفل کے در و شش مردان آمد
بچہ مردوں کی عقل کو کب پہنچتا ہے؟
مرداں باشد کہ میرا ز شکست
مردانہ ہے جو شک سے باہر ہے
ہر مہریر ایش و خھیاتے بے
تو ہر بکرے کے داڑھی اور غصہ ہے
میسر داغنام را پیش قصاب
بجروں کو قصاب کے آگے لہانا ہے
ساقی لیکن بسوئے درد و غم
تو رہنا ہے، لیکن درد اور غم کی جانب
ترک ایں ماومن و تشریش کن
اس منکر و غرور اور پریشانی کو ترک کر

ریش خود را خند زائے کردہ
قرنے اپنی دایہ کو متھک بہتایا ہے
ماشوی چوں بوی گل بر عاشقا
تا کہ بھول کی خوشبو کی طرح، عاشق کہنے بہت
چیت بوی گل دم عقل فرزد
بھول کی محبت ہو کیا ہے؟ عقل اور عقلی بات

ناز کم کن چونکہ ریش آوردہ
جبکہ تیرے دایہ نکل آئی ہے، غرے نہ دکھا
پیشوا اور ہمای گلستان
باغ کا رہنسا اور پیشوا
خوش قلاؤز رہ بارغ ابد
جو ادبی باغ کے لئے بہترین رہا ہے

فرمودن شاہ باایاز بار دیگر کہ شرح چارق و پوستین را
ارٹا، کا ایاز کو دوبارہ حکم دینا کہ پہن اور دھن کی شرح کو واضح طور پر بتا
آشکارا بگو تا خواجہ تاشانت از اں اشارت پسند
بلا تیرے آکا شرح میں اس اشارے سے نسبت مامول کریں
گیرند کہ الدین النصیبۃ
چونکہ دین نصیبت ہے

بستر چارق را بیاں کن لے ایاز
اے ایاز! بستر چارق کا راز بتا
تا میوش دمنقر و بگیا رقت
تا کہ منقر اور تیرے ساتھ مشن میں
لے ایاز از تو غلامی نور یافت
اے ایاز! تجھ سے غلامی نے نور حاصل کیا
حسرت آزادگان شد بندگی
غلامی آزادوں کے لئے باعث حسرت بنی
مومن اکں باشد کہ اندر جزر و مد
مومن وہ ہوتا ہے کہ جو جہاں کے

پیش چارق چیت چندین ناز
پہن کے سامنے تیری اس قدر نیاز دہی کرے؟
بستر بستر پوستین و چارقت
تیرے پہن اور چیت کے راز کو راز
نور از پستی سوی گروں نشت
تیرا نور پستی سے آسمان کی جانب روشنی
بندگی را چوں تو دادی زندگی
جبکہ قرنے غلامی کو زندگی بخشی
کافرا از ایان او حسرت خورد
کافر اس کے ایان پر حسرت کسے

حکایت گبرے کہ در عہد شیخ بایزید قدس بسترہ گفتندش
اس کا واقعہ کہ بایزید مختصر بڑا کے زمانے میں لوگوں نے اس سے کہا
کہ مسلمان شو و جواب او ایشان را
کہ مسلمان ہو جا اور اس کا ان کو جواب دینا

لے ریش۔ قرنے تو اپنی دایہ
کا پہن نکل آئی اور ایسا ہے تیرے
دایہ نکل آئی ہے اس بار
انوار مناسب نہیں ہے کہ وہ
سلوک اختیار کر دے دایہ
کی زبان اسے کی ناخوشی۔
پھر قرخوش ہو کی طرح ناخوش
کے لئے باغ کا رہنسا بن گیا۔
چیت غرض سے مراد
مقلد کی باتیں کرنا ہے۔
قلاؤز۔ رہنسا۔ الدین النصیبۃ
دین غلامی ہے بستر چارق۔
مومن نے ایاز سے کہا کہ تیری
کا راز بیان کر کہی کے ساتھ
تیری نیاز دہی کریں۔
لے مشرق۔ ہم کا کہ ہے
بگیا رقتی۔ عوام تاش۔ اے ایاز
تیرے غلام ہونے سے غلامی
کو متور کر دیا ہے۔ حسرت
تیرے وجود سے آزاد لوگ
غلامی کی حسرت کرنے لگے ہیں
چونکہ غلامی کو قرنے ایک
زندگی عنایت کر دی ہے۔
لے مومن۔ جس طرح ایاز
کی غلامی آزادوں کے لئے
باعث حسرت تھی جس طرح
مومن وہ ہے جس کے ایان
کو دیکھ کر کافر حسرت کرے
جیسا کہ حضرت بایزید کا کہنا
تھا کہ اگر کسی کا ایسا ایان ہو
جو لوگوں کی زبان لانے سے
روکے جیسا کہ مومن تھا۔

لے گا۔ کافر کہے باشند
سہی نے اس کا ذریعہ کیا
تو ترسمان جو جائے تو ہے
جوت وصل ہو جائے گی۔
گفت۔ پس کافر نے کہا کہ
گرمیان وہ جوتا ہے جو باغیچہ
رکھے میں تو کھیں اس کی
وقت نہیں ہے کیوں کہ
نہان کی طاقت سے اوڑھ
ہے۔ مگر۔ اگر میں اس
کے ہواں اور دین کا کافری
نہیں ہوں لیکن اس کے ایمان
پر میرا مان ہے۔

۴۔ اہم کا ذریعہ
سہی سے کہا کہ میرا یقین
ہے کہ باغیچہ سے
جوت میں اور میرا مان کے
ایمان پر کیا ہے لیکن ایمان
سے غائب نہیں کر سکتا ہوں۔
آج۔ اور اگر ایمان سے مراد
تھوڑا سا ایمان ہے تو ہے
ایسے ایمان کی خواہش جو
نہیں کی طرف ہر میلان ہو
آجی تو تو ایسے سوس ہو کہ
اگر کسی کو ایمان کی خواہش
ہو تو تو نہیں دیکھ کر وہ
سست پڑ جائے ۴۔
۵۔ دیکھ۔ اسے کہ تھوڑا
یمان تو بڑے نام ہے جس
کی کوئی حقیقت نہیں ہے
اور جس نام ہندگی کا ہو
۶۔ صدیقی ہوں۔ کیا ایمان دیکھ
میں۔ دیکھ کہ کیا ہے لیکن
۷۔ نہ تھوڑا سا ہواں میں نہیں
۸۔ ہے۔ یہ حکایت۔
۹۔ ہے۔ یہ نام ہے کہ
۱۰۔ ہے۔ میں ایسے میں کافر

بود گبرے در زمان بایزید
حضرت بایزید کے زمانے میں ایک کافر تھا
کہ چہ باشد گر تو اسلام آوری
مگر تو اسلام لے آئے تو کیا اجنا ہو
گفت ایں ایمان گر ہرے مرید
میں نے کہا اسے مرید اگر ایمان وہ ہے
من ندارم طاقت آن تا باں
میں اس کی طاقت اسکی تو نہیں رکھتا ہوں
گرچہ در ایمان و دین ناموقوفم
اگرچہ میں اسلام تو کہ ایمان اور دین میں اتنا فرق نہیں
دارم ایمان کاں ز جملہ برترست
میرا ایمان ہے کہ وہ سب سے بڑھ کر ہیں
مؤمن ایمان اویم در نہاں
میں پر مشیدہ طور پر ایمان کے ایمان کا میں ہوں
باز ایمان خود گر ایمان شامت
مگر اگر ایمان تہا را ایمان ہے
آنکہ صدایش سوی ایمان بود
جس کو ایمان کی جانب سینکڑوں میلان ہوں
زانکہ نامے بیند معنیش نے
کیونکہ صرف نام دیکھو اور اسکی حقیقت کھنچو
چوں با ایمان شما او بنگرد
جب وہ تمہارے ایمان کو دیکھے گا
ایں حکایت یا گیرے تیز ہوش
سے تیز ہوش اس حکایت کو یاد کرے

گفت اور ایک مسلمان سعید
میں سے ایک نیک بہت مسلمان نے کہا
تا بیابی صد نجات و سروری
تاکہ تو سینکڑوں نجاتیں اور سرداریاں حاصل کرے
آنکہ دارد شیخ عالم بایزید
جو کہ دنیا بھر نے شیخ بایزید پر سچتے ہیں
کاں فزوں آمد ز کوششہاں
کیونکہ وہ ایمان کی کوشش سے بلا اثر ہے
لیک در ایمان او بس موفقم
لیکن اُن کے ایمان کے باعث میں میرا ایمان جو
بس لطیف و با فروغ و با فرست
بہت پاکیزہ اور با دروق انشان و فرست ملے
گرچہ مہم ہست محکم بردہاں
اگرچہ میرے ہتھ پر سخت مرہ ہے
نے بدان میلستم و نے اشتہاست
نہیں کہ طرف میرا جھکاؤ ہے نہ خواہش ہے
چوں شمارا دید آن فائز شود
جب اس نے تمہیں دیکھا وہ سست پڑ گیا
چوں بیباں را مفاہزہ گفتے
جس طرح بیان کو مفاہزہ کہہ دینا ہے
عشق اوزا اور ایمان بفسرد
اُس کا عشق ایمان نے میں بکشتہ ہا ہے ۴
صورش بگذار مثنوی را بنوش
میں کی صورت کو چھوڑ اور مثنوی کو سننے لے

حکایت آن مؤذن زشت آواز کہ در کافرستان بانگ زد
میں نے وہی در سے مؤذن کی حکایت جس نے بازار کے لئے کافرستان میں آواز

برای نماز و مرد کافر اور اہدیہ با داد

دی اور ایک کافر شخص نے اس کی بہت سے تھکے دیئے

شب ہم شب میدرید خلق خود

وہ پوری پوری رات اپنا خلق بھاڑتا تھا

در صداع افتاد از نے خاص نام

اس کی وجہ سے عوام و عروس در بستر ہی جاتے

مرد و زن ز آواز او اندر عذاب

مرد و عورت اس کی آواز سے عذاب میں تھے

بہر دفع ز حمت تصدیق را

در دوسرے اور صحیفہ کو دفع کرنے کیلئے

آچہا دادند و گفتند لے فلاں

نقدیاں دیں اور انھوں نے کہا لے فلاں!

بس کرم کردی شب روز لے کیا

لے جناب! اپنے دن اور رات بجا کرم کیا

خوابے فت از انکوں ہم مدتے

اب کچھ مدت کے لئے ہماری نیند اڑ گئی ہے

در عرض ماہیتے ہمراہ کن

اس کے بدلے میں باطنی قربت فرمائیے

آچہ بستد شد رواں با قافلہ

اس نے نقدی لے لی قافلہ کیا تھا دعا ہو گیا

منزل اندر موضع کافرستان

کفرستان کے مقام پر پہنچا

در میان کافرستان بانگ زد

کفرستان میں اذان دی

کہ شود جنگ و عداوت با وراز

ور نہ جنگ اور بس تکیاں سے ماموش

یک مؤذن داشت بس آواز بند

ایک مؤذن کی بری آواز تھی

خواب خوش بر مرداں کر وہ حرام

اس نے انسانوں پر خوش نیند حرام کر دی تھی

کو وہاں ترساں از دور جام خور

بچے بڑوں میں اس سے ڈرنے تھے

مجمع گشتند مرتوزیع را

وہ لوگ چندہ جمع کرنے کیلئے اکٹھے ہو گئے

پس طلب کردند اور آواز زہا

انھوں نے اس کو فوراً طلب کیا

از اذانت جلد آسودیم ما

ہم سب نے تیری اذان سے راحت پائی

چوں رسید از تو بہر یک دولتے

چونکہ آپ کی وجہ سے ہر ایک کو دولت بخش گئی ہے

بہر آسائش زباں کوتاہ کن

آرام کی خاطر آپ زبان بند کر لیجئے

قافلہ می شد کعبہ از وگد

شدت شوق کی وجہ سے ایک قافلہ کعبہ کے سامنے ہوا

شب گیم کردند اہل کارواں

سارا قافلہ والوں نے رات کے وقت کیا

واں مؤذن عاشق آواز خود

اس اپنی آواز کے عاشق مؤذن نے

چند گفتندش گویا بانگ نماز

بہت سے لوگوں نے اس سے کہا خدا کی اذان ہو گئی

لے خلق خود جو کس کس کا

ہی غرض امانی پر عقیدہ تھا

رات میں شاعرت اہل ذکر

آواز خدا کرتا ہوا گھر خدا میں

در دوسرے جاتہ عذاب معلیٰ

کا بستر - قوتیں - چندہ -

نقدیں - در دوسرے جاتہ

کہا بچہ بڑوں

لے بہر دفع میں دیکھنے

ظہر کہا - دولت - بیسی قب

بیداری کی دولت - عتاب

اب اس کی دولت کی خوشی

ہم رات بھر نہیں سو سکتے

ہیں - در دوسرے - جو نقدی

ہم تجھ سے ہے بہر نیس

کے بدلے میں ہمارے لئے

دل سے دما میں کر دینا

لے ذکر شدت عشق -

چاکہ میں حایوں کا کافر

کافرستان - وہاں کے

باندے سب کافر تھے

بچہ زہ - اذان دی چند

گفتگو - ساتھیوں نے

اس کو کافرستان میں اذان

دینے سے روکا اور کہا کہ کفر

ذاتی دیکھ کر ایسا نہ کر

لیکن نہ آواز اور اس نے

نواہن دی کی -

باورش نامہ پیر سید از دگر
 اُن کو یقین نہیں آیا اُس نے دوسرے سے پہچا
 چوں یقین گشتش رخ آوزر دشت
 جب اُس کو یقین ہو گیا تو اُس کا چہرہ زرد ہو گیا
 باز رستم من ز تشویش عذاب
 میں پریشان اور عذاب سے جھٹ گیا
 راستم ایں بود از آواز اُو
 مجھے اُن کی آواز سے یہ راحت پہنچی
 چوں بدیش گفت ایں ہدیرید
 جب اُس نے شکوہ کیا کہ یہ بدیر قبول کر لیجئے
 آہنہ کردی با من از احسان بر
 آپ نے جو احسان اور ہمدانی مجھ سے کی
 گر ببال و ملک ثروت فرمے
 اگر میں ماں اور سلطنت اور مالداری میں لگ جاتا
 ہست ایسان شمار قرق و مجاز
 تمہارا ایمان کرا اور ہمساز ہے

اُن دگر ہم گفت اے لے قمر
 دوسرے نے بھی کہا، ہاں اے چاند
 از مسلمان دل او سر دشت
 مسلمان سے اُس کا دل افسردہ ہو گیا
 دوش خوش خشم دران خوف آب
 گدختہ رات بغیرِ رُخ کی خستہ عجب سوا
 ہدیرا در دم بشکر اُن مرد کو
 میں شکر اُن میں تمہارا ہوں وہ دشمن کہاں ہے!
 کہ مراشتی مجیر و دستگیر
 کیونکہ آپ میرے پناہ دینے والے اور دستگیر ہیں
 بندہ تو گشتہ ام من مستقر
 میں ہیضہ کے لئے آپ کا غلام ہو گیا ہوں
 من دانت را بر از زر کرے
 میں سونے سے آپ کا منہ بھر دیتا
 راہزن ہچوں کہ اُن بانگ نماز
 اسی طرح کا ذکر کرے جس طرح کہ وہ آذان

رجوع بحکایت گبر با مسلمان در ایمان

ایمان کے بارے میں گاہر کی مسلمان سے حکایت کی جانب رجوع

لیک از ایمان و صدق بایزید
 لیکن بایزید کے ایمان اور سچائی سے
 ہچو اُن زن کو جماع خر بدید
 اُن عورت کی طرح جس نے گدھے کی بھتیجی کو
 گر جماع ایں سنگ یاد از خراں
 اگر بھتیجی ہے، جو گدھے کرتے ہیں
 داد جملہ داد ایمان بایزید
 بایزید نے ایمان کا پورا حق ادا کر لیا

چند حسرت در دل و جانم رسید
 میرے دل اور جان میں بہت حسرتیں آئی ہیں
 گفت آوہ چیت ایں فل فرید
 بول، آوہ کیسا نیک تر ہے
 بر کس ما میر نیند ایں شوہراں
 تو یہ شوہر ہماری شہ سہ راہ پر گئے ہیں
 آفرینہا بر جنیں شبیر فرید
 ایسے نیک شبیر کو آفریں ہے

۱۔ چون یقین ہو گیا
 یقین ہو گیا تو پاموسی سے اُس
 کا چہرہ زرد ہو گیا اور اسلام
 لانے کا ارادہ ٹھنڈا ہو گیا۔
 ۲۔ آوزر دشت
 آوزر دشت جب اُس کا دل
 اسلام سے پر گشتہ ہو گیا تو میری
 صحبت ختم ہوئی اسطرح
 کہ آواز سے سر کا ٹوٹن کی
 آواز سے مجھے اس طرح محنت
 ملی جیسا کہ اُن سے کہنے لگے تھے۔
 ۳۔ لایا ہوں۔
 ۴۔ چوں بدیش
 چوں بدیش۔ جب اُس
 کا کہنے سے اُن کو کھانا تو
 کھا کہ یہ تھے لے لے تو سیر
 پناہ دیندہ اور دستگیر ہے۔
 ۵۔ ہدیر
 ہدیر کی نسبت ہیضہ گرجاں۔
 ۶۔ ہست
 ہست زیادہ مالدار میں ہوں
 ورنہ تجھ کو منہ سونے سے بھر
 دیتا۔ بہت اُس کا کرنے
 اسلام کی دعوت دینے والے
 مسلمان سے کہا تھا را ایمان
 بھی ہو تو اُن کی طرح انسانوں کو
 ایمان سے روکنے والا ہے۔
 ۷۔ لیکن
 لیکن اُس کا کہنے یہ
 بھی کہ اُن بایزید کے ایمان
 اور سچائی کو دیکھ کر مجھے بھی
 حسرت ہوئی ہے کہ ایمان
 مجھے کیوں سیر نہ آیا۔ چہرہ اُس
 کا ذکر کو بایزید کے ایمان پر
 ایسی ہی حسرت تھی جیسی کہ
 ایک عورت نے گدھے کو
 بھتیجی کرتے دیکھ کر حسرت کی
 تھی اور کہنے لگی تھی کہ اگر بھتیجی
 یہ ہے تو مرد ہمارے ساتھ جو
 کچھ کہے تو نہ دیکھو۔ ۸۔ داد
 ۹۔ ہست
 ۱۰۔ آفرینہا
 ۱۱۔ آفرینہا
 ۱۲۔ آفرینہا
 ۱۳۔ آفرینہا
 ۱۴۔ آفرینہا
 ۱۵۔ آفرینہا
 ۱۶۔ آفرینہا
 ۱۷۔ آفرینہا
 ۱۸۔ آفرینہا
 ۱۹۔ آفرینہا
 ۲۰۔ آفرینہا
 ۲۱۔ آفرینہا
 ۲۲۔ آفرینہا
 ۲۳۔ آفرینہا
 ۲۴۔ آفرینہا
 ۲۵۔ آفرینہا
 ۲۶۔ آفرینہا
 ۲۷۔ آفرینہا
 ۲۸۔ آفرینہا
 ۲۹۔ آفرینہا
 ۳۰۔ آفرینہا
 ۳۱۔ آفرینہا
 ۳۲۔ آفرینہا
 ۳۳۔ آفرینہا
 ۳۴۔ آفرینہا
 ۳۵۔ آفرینہا
 ۳۶۔ آفرینہا
 ۳۷۔ آفرینہا
 ۳۸۔ آفرینہا
 ۳۹۔ آفرینہا
 ۴۰۔ آفرینہا
 ۴۱۔ آفرینہا
 ۴۲۔ آفرینہا
 ۴۳۔ آفرینہا
 ۴۴۔ آفرینہا
 ۴۵۔ آفرینہا
 ۴۶۔ آفرینہا
 ۴۷۔ آفرینہا
 ۴۸۔ آفرینہا
 ۴۹۔ آفرینہا
 ۵۰۔ آفرینہا
 ۵۱۔ آفرینہا
 ۵۲۔ آفرینہا
 ۵۳۔ آفرینہا
 ۵۴۔ آفرینہا
 ۵۵۔ آفرینہا
 ۵۶۔ آفرینہا
 ۵۷۔ آفرینہا
 ۵۸۔ آفرینہا
 ۵۹۔ آفرینہا
 ۶۰۔ آفرینہا
 ۶۱۔ آفرینہا
 ۶۲۔ آفرینہا
 ۶۳۔ آفرینہا
 ۶۴۔ آفرینہا
 ۶۵۔ آفرینہا
 ۶۶۔ آفرینہا
 ۶۷۔ آفرینہا
 ۶۸۔ آفرینہا
 ۶۹۔ آفرینہا
 ۷۰۔ آفرینہا
 ۷۱۔ آفرینہا
 ۷۲۔ آفرینہا
 ۷۳۔ آفرینہا
 ۷۴۔ آفرینہا
 ۷۵۔ آفرینہا
 ۷۶۔ آفرینہا
 ۷۷۔ آفرینہا
 ۷۸۔ آفرینہا
 ۷۹۔ آفرینہا
 ۸۰۔ آفرینہا
 ۸۱۔ آفرینہا
 ۸۲۔ آفرینہا
 ۸۳۔ آفرینہا
 ۸۴۔ آفرینہا
 ۸۵۔ آفرینہا
 ۸۶۔ آفرینہا
 ۸۷۔ آفرینہا
 ۸۸۔ آفرینہا
 ۸۹۔ آفرینہا
 ۹۰۔ آفرینہا
 ۹۱۔ آفرینہا
 ۹۲۔ آفرینہا
 ۹۳۔ آفرینہا
 ۹۴۔ آفرینہا
 ۹۵۔ آفرینہا
 ۹۶۔ آفرینہا
 ۹۷۔ آفرینہا
 ۹۸۔ آفرینہا
 ۹۹۔ آفرینہا
 ۱۰۰۔ آفرینہا

اے عجائبت اویا آں بگو

تعب ہے! وہ یہ ہے! وہ یہ ہے! بنا

گروے اینست کہ براد چیت آں

اگر وہ یہ ہے! اے بھائی! وہ کیا ہے!

ورنہ آنت این بن ادر چیت

اور اگر وہ ہے! تو کہہ درست! یہ بدن کیا ہے!

کہ باندہم در شکل و جُتو

کیونکہ میں اس شکل اور جوت میں بڑھ گیا ہوں

پُر شدہ از نور او ہفت آسمان

کہ جس کے نور سے ساقی آسمان پر غنیمت

اے عجب نے بنی کد این رسکیت

اے تعجب! ان دونوں میں سے وہ کون بڑھ گیا!

حکایت آں زن کہ گفت شوہر را کہ گوشت را گریہ خورد

اس بیوی کا قصہ جس نے شوہر سے کہا کہ گوشت جی کھا مٹی شوہر

شوہر گریہ را بتر از و بر کشید گریہ نیم من برآمد گفت آ

نے جی کو ترازو میں رکھا، جی آدھا میں بھجی شوہر نے اس سے

زن گوشت نیم من بود و افزوں اگر ایں گوشت

کہا ہے بیوی! اگر گوشت آدھا میں تھا اور کچھ زیادہ اگر یہ گوشت ہے تو

گریہ کو و اگر ایں گریہ ست گوشت کو

جی کہاں ہے! اور اگر جی ہے تو گوشت کہاں ہے!

سخت کُنا ز و پلید و ہرنے

سخت غریب باز اور نا پاک اور نیشی

مرد مضطر بود اندر تن کن

شوہر مجب رہنے سے عاجز آ گیا تھا

سوی خانہ با دو صد جہد طویل

گھر، آدھو طویل مشقتوں کے ساتھ

مرد آمد گفت دفع ناصواب

شوہر آیا، اُس نے اُس کو غلط جواب دیا

پیش مہاں لوت می باید شد

مہاں کے سامنے لڈی کھانا رکھنا چاہیے

گوشت دیگر خر گرت باید ترا

اگر تجھے چاہیے اور گوشت خر خرید لے

بود مردے کد خدا اور ارنے

ایک گمراہے مرد کی ایک بیوی تھی

ہر چہ آورے تلف کہوش زن

وہ جو کچھ لاتا بیوی اُسکو برباد کر دیتی

بہر مہاں گوشت آوردان معیل

وہ بال بچوں والا، مہاں کے لئے گوشت لایا

زن بخوردش باشراب بالباب

بیوی نے اُس کو شراب کی باج کھانا کھایا

مرد گفتش گوشت کو مہاں سید

شوہر نے اُس سے کہا گوشت کہاں ہے! مہاں کی

گفت زن کہیں گریہ خورد ایں گوشت

بیوی نے کہا یہ جی وہ گوشت کھا مٹی

اے عجب! اے عجب!

میں کو شیش جسم کو کہیں باندھ

کو اینست! یہی شیش اگر جسم

ہے چیت آں! تو روح کیا

ہے! آنت! یہی شیش روح

ہے!

اے حکایت جس طرح شیش

کے باسے میں جراتی ہے کاگر

وہ جسم ہے تو روح کوئی کہیں

اگر روح ہے تو جسم کو کب

کہیں اسی طرح اس شوہر کو

جراتی تھی کہ ترازو میں جوت لایا

ہے اگر وہ جی ہے تو گوشت

کہاں ہے! اور اگر گوشت جو

تو جی کہاں مٹی!

اے عجب! عجب! صاحب خانہ

خود! یہی شوہر مجب رہتے

رہتے عاجز آ گیا تھا! تعجب!

بال بچوں کا دفع ناصواب

غلط جواب! لوت! عجب کھانا!

گفت زن! یہی ہے شوہر کو

جواب دیا!

لے ایات - نیم - سو - دو
طن کا ہوتا ہے وطن آدمی
کا ہوتا ہے وطن ایک یہ ہوا
اور نیم من آدمی ہوا محال
جیلگر - اوقیہ - چالیس درم
کا ہوتا ہے اور ایک درم
ساتھ سے ماننے کا ہوتا ہے
اوقیہ - نیم - آٹھاس
نقیر - چلے مصرع کے خانیہ
میں استار کے سنہریں ہیں
استار ایک درم وزن کو
کچے ہیں دوسرے مصرع ہیں
پر وہ نہیں کستی میں ہے -
لے آج - جو چو کہ ہے
اگر ہی ہے تو گوشت کہاں
میں اور اگر گوشت ہے تو ہی
کہاں گئی ہس لے کر یہ تو
ایک چیز کا وزن ہے - آج
اگر ہم باہر چم کوستار
دیں قند کو کیا کہیں ادھر
دع کو باہر چم کوستار
کیا کہیں - بہرہ جسم اور روح
کے مجموعہ کو باہر چم کوستار
آج - پیداوار - خاند - روح
بمزلہ دانہ کے اور جسم ہنزلہ
بجوسے کے ہے -

لے حکمت - اندر قاطی نے
روح اور جسم کو باہی حکمت
کیلئے طالع ہے - روح -
روح جسم کے بغیر بیکار ہے -
جسم روح کے بغیر زکوہ ہے -
قالب جسم روح کا قابیہ
روح سفر ہے اور جسم اس کا
پھلکے ہے قسطنطنیہ - انسان کو
روح مائل کرنے کا ہے ثابت
جسم ظاہر ہے روح غی ہے
روح ہی سے دنیا کا عالم

گفت لے ایک ترازو را بیا
اُس نے کہا ، او فکر ! ترازو لا
بر کشیدش بود گر نہ بسم من
اُس نے انکو قولا ، بقی آدمی من
گوشت بدش اوقیہ افزوں رہا
گوشت جھڑا اوقیہ سے بڑھا ہوا تھا
گوشت نیم بود افزوں یک تیر
گوشت نصف سے ایک استار بڑھا ہوا تھا
اے اگر گر کر است پس آں گوشت کو
اگر یہ ہی ہے تو پھر گوشت کہاں ہے ؟
بایزید آریں بوداں روح چیت
بایزید اگر یہ ہے ، وہ روح کیا ہے ؟
حیرت اند حیرت لے یار من
اے میرے دوست ! حیرت در حیرت ہے
ہر دو اوباشد و لیکانے بیع و ذرع
وہ دونوں ہیں ، لیکن پیداوار اور کھیتی میں
حکمت آں ضد در باہم بدست
حکمت (عقائدی) نے ان دونوں کو باہم بدست
روح بے قالب متانہ کار کرد
روح بغیر جسم کے کوئی کام نہیں کر سکتی ہے
قالبے جاں کم از خاکست دوست
اے دوست ! بے روح جسم جتنی سے بھی کہے
قالب بے جاں نمی آید بکار
بے روح جسم ، کسی کام نہیں آتا ہے
قالت پیدا و آجاں بن نہاں
تیرا جسم ظاہر ہے اور وہ روح بہت پوشیدہ ہے

گر بہ را من بر کشم اندر عیار
میں بقی کا وزن کروں گا
پس بگفت آں مرد کے محال
قوس خوبرو نے کہا اے جیلگر عورت !
گر بہیم شش اوقیہ ایک حیلہ اس
اے حیلہ باز ! بی میں جھڑا اوقیہ ہے
ہست گر نیم من ہم لے تیر
اے پرور نہیں ، بقی میں نصف من ہے
وہ بوداں گوشت بنا کر یہ تو
اور اگر یہ گوشت ہے ، تو بقی رکھا
ورقے آں دست این تصویریت
اگر وہ روح ہی ، یہ صورت کس کی ہے ؟
اے نہ کار تست نے ہم کار من
یہ نہ تیرا کام ہے ، نہ میرا کام ہے
دانہ باشد اصل آں کہ بہت فرع
دانہ اصل ہے ، اور جو سا فرع ہے
اے قصاب آں گرداں باگرد
اے قصاب ! یہ دان کا گردہ گردن سے ثابت ہے
قالب سجاں فسر وہ بود و سدر
بے روح جسم ، بشعرا ہوا اور غشا ہوا ہے
روح چون مغزست قالب چو پوت
روح گرمی کی طرح ہے اور جسم چمکے کی طرح ہے
سعی کن جانے بدست را لے عیا
اے کھرے ! کوشش سے جان مائل کرنے
راست شد آں ہر دو اباب جا
دنیا کے کام ان دونوں سے درست ہوتے ہیں

اے ایازا ستارہ تو بس بلند

اے ایازا تیرا ستارہ بہت بلند ہے

ہر طرف را کے پسند و تمنا

تیری ہمت ہر دفا کو کب پسند کرتی ہے؟

نیت ہر رُجے بھوش پائند

ہر رُجے اس کے ہوا کا پسند نہیں ہے

ہر صفرا کے گزیند صفوت

تیری صفائی ہر صفائی کو کب منتخب کرتی ہے؟

حکایت آں امیر کہ غلام را گفت

میں نے کہا کہ غلام نے کہا

مے آور دگر راہ زاہدے

میں نے کہا کہ غلام نے کہا

راہ شکست امیر بشنید قصد ہلاک

راہ شکست امیر بشنید قصد ہلاک

گر سخت ایں قضیہ در عہد عیسیٰ

گر سخت ایں قضیہ در عہد عیسیٰ

مے حرام نشدہ بود لیکن زاہد تقدیر

مے حرام نشدہ بود لیکن زاہد تقدیر

و تنعم منع می کرد

و تنعم منع می کرد

کہف ہر مخمور و ہر بیچار

کہف ہر مخمور و ہر بیچار

مگر مے زار بخشے و دریا دے

مگر مے زار بخشے و دریا دے

راہ بان و رازدان و دور پیر

راہ بان و رازدان و دور پیر

خلق دلدار و کم آزار و میل

خلق دلدار و کم آزار و میل

ہم امیر جنس او خوش مذہب

ہم امیر جنس او خوش مذہب

جواسہی جیسا حاکم اور دستدار

جواسہی جیسا حاکم اور دستدار

لے لے آئے آئے زہد یہاں سے

پھر باز کے تقدیر کی جانب

دور کیا ہے جہنم، ستارے

کا محور، چرخا، ایاز میں

دفا داری، درخشاں، ہر کھلیوں

تھا حکایت جس طرح ایاز کا

غوص اور دفا عام غوص اور

دفعے ہر طرح تھا جس حکایت کو

یہ بتا دے کہ مختلف ہے چرخوں

کی برسرِ گوی میں ہیں متعلق

ہے۔

مے تقدیر گھنٹا زنا ہوتا

مے تقدیر گھنٹا زنا ہوتا

شراب کو محبوب رکھے والا

کیف، غار، عمارت و دیگر

سہی شاد و مراد بہادر

مے راہ بان راستہ کا محافظ

دور یعنی حضرت میں مسیح کا

زمانہ پار و محبت کا زمانہ تھا

آج یعنی وہ بھی اسی طرح کا

امیر اور مذہبی تھا یہ کہیوں

تھا۔

ہووا امیرے خوشدے مے بارہ

ایک امیر خوش دل، مشاب و دست تھا

منفقے مسکیں لوائے عادلے

مہربان، غریب پرور، منصف تھا

شاہ مردان و امیر المؤمنین

بہادر و کاشاہ، شریفوں کا امیر تھا

دور عیسیٰ بود و ایام مسیح

حضرت عیسیٰ کا دور تھا اور حضرت مسیح کا زمانہ تھا

آمدش مہماں بنا گا ہاں شے

ایک رات چاکر ایک ایک کے پاس مہماں آیا

ایک رات چاکر ایک ایک کے پاس مہماں آیا

ایک رات چاکر ایک ایک کے پاس مہماں آیا

ایک رات چاکر ایک ایک کے پاس مہماں آیا

ایک رات چاکر ایک ایک کے پاس مہماں آیا

ایک رات چاکر ایک ایک کے پاس مہماں آیا

بادہ میبایست شاں در نظم حال
 آن کو مات کی باغی کے لئے شرب و کدہ
 بادہ شاں کم بود و گفتاے غلام
 آن کی شرب کم حق اور اس نے کہا اے غلام
 از فلاں را سب کہ دار دگر جہاں
 فلاں را بیک پس سے کیوں کہ میں شرب کتا
 جر عزاں جام را سب آں کند
 ہر ایک جام کا ایک کھٹ وہ کرتا ہے
 اندراں مے مایہ نہیانیست
 ہر ایک باب میں ایک سرا بہر شیدہ ہے
 تو بدیش پارہ پارہ کم نگر
 تو بھی بڑا ہی گدڑی کو نہ دیکھ
 از برای چشم بد مردود شد
 بد نظری کی وجہ سے وہ ناپسند بنا ہے
 گنج و گوہر کے میان خانہاںست
 خزانہ اور گوہر گہروں میں کہاں ہے
 گنج آدم چون بویراں بدین
 جمعیت آدم کا خزانہ جو کہ ویرانی میں تھا
 او نظر میکرد در طین سست
 وہ بھی کہ حفا سے دیکھتا تھا
 دوسو بست غلام و خوش رویہ
 غلام نے دو شیطان میں اور تیسرے دوڑا
 ز برداد و بادہ چون زر خرید
 سونا دیا اور سونے جیسی شرب خریدی
 بادہ کاں بر سر شاہاں جہد
 وہ شرب جہاد شاہوں کے سر میں اثر کرتی ہے

بادہ بود آوقت مازون و طلال
 اس وقت شرب باغ اور سول ضعیف
 زو سبویہ کن بمک اور غلام
 جاٹھلیا بھر ہمارے پاس شرب لے آ
 تاز خاص و عام یا بد جان طلال
 تاکہ عام و خاص سے جان کو جھٹکا را مال ہو
 کہ ہزاراں جترہ و خمدان کند
 ہر ہزاروں ٹھیلان اور کٹے کرتے ہیں
 آچیناں کا ندر عبا سلطانیست
 جس طرح جوڑ میں فینشا ہی ہے
 کہ سیہ کردند از سیرین زر
 کیونکہ اور سے سونے کو کا کر دیا ہے
 وز بروں آں مل دودا و دوشد
 اور باہر سے وہ اصل دھریں سے آکر ہے
 گنجہا پیوستہ در ویرانہاںست
 خزانہ ویرانوں سے وابستہ ہیں
 گشت طینش چشم بند آں میں
 اس کی پیشانی میں اس کی آنکھ کا پردہ بن گئی
 جاں بھی گفتش کہ طینم سست
 روح اس سے کہی حق کی ہر نیکی ہری روکے
 در زماں در دیر رہبانان رسید
 لڑا راہوں کے گرجا گھر میں پہنچ گیا
 سنگ داد و در عوض کوہر خرید
 پتھر دیا اور بدلے میں گوہر خریدیا
 تاج زر بر تازاںک ساقی نہد
 ساقی کے سر پر سونے کا تاج رکھ دیتی ہے

لہ بادہ و دود و دیندار
 تھے اور شرب استعمال کرتے
 تھے جو کہ حضرت مثنوی کے
 دوسری شرب حال تھی۔
 مازون جس کو اجازت حاصل
 ہو سکتا شرب و ناہب۔
 نعلانی و مار گدڑاں نے فنا
 ترک کر کے گرجا گھر میں نکلت
 کرتی ہوں زبان اس کی بیج
 ہے غصہ میں اور روک
 خریدنے کی ضرورت نہ رہے۔
 تجرہ ایک گھنٹہ تجرہ۔
 شعلہ آتلاں اس نام کی
 شاپ میں ایک سفی سرا ہے
 جس طرح حاکم سلطانی تھی
 ہوتی ہے۔

لہ آتلاں غدار کی گدڑی
 کو حفا سے نہ دیکھنا چاہیے
 آتلاں کی گدڑی میں سلطانی
 ہوتی ہے جہاں کو بھی
 نصیب نہیں ہے کہ کسی
 سونے کو اپنے سے لاکر دیا
 جائے تاکہ اسکو کوئی نہ
 چوائے مردود نظر دے
 پانے کے لئے سونے کا چہر
 سے لاکر دیا جائے کہ حق
 صل کو بھی دھریں سے آکر
 کر دیا جائے۔ گنج حضرت
 آدم کی روح جو کہ جسم کی
 میں جی تھی وہ بھی شیطان
 کی ہمت کا پردہ بن گئی۔

لہ آتلاں شیطان کی نظر
 مرنے ہی تھی شک۔ ملک۔
 دیر میں گرجا گھر اور دیر
 انہوں نے جس قسم کی شرب
 خریدی شک واد و سنا پتھر
 میں سے نکلتا ہے۔ آتلاں شاہ
 جس میں شرب صحت

یہاں سے لے کر زماں کی نسبت آتلاں ہے

ملہ نقشا خراب شود
پیدا کر کے ہے اور آقا اور
کا اتحاد شادی ہے تھوڑا
شراب ہی کر انسان بہر جان
ہن جاتا ہے محنت یعنی شادی
محنت محنت یعنی بھائی کا
محنت محنت ہستی باری ہوش
کے وقت آدمیوں میں ایسا
بہر جان ہے بیکار تھل اللہ
پانی میں اور مٹی کے وقت
سب ایک جان ہو جاتے
ہی ہر تیرہ عیلم کی طرح کا
کھانا ہے جس میں خوش آؤ
گیہوں کا ذریعہ ہوتا ہے جب
ہر تیرہ تیار ہوا کھانے کو وقت
اور تیرہ میں اچانک نہیں رہتا
فرق اب دلوں کا فرق نکات
ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ وہ علم ان
ادب کا کہ شراب ابر کے
محل کی طرف لے کر بلا تھوڑے
میں جس پر فیض کی کیفیت
حادی تھی غلط تصور ہو گیا
کی کثرت سے اس کا داغ
خط ہو گیا تھا۔ حق اس
زادہ کا جسم مشق کی آگ سے
بچل گیا تھا اور اس کے دل
میں صرف حق تھا کہ خیال
تھا۔
۱۲۔ اگر حال مجاہدوں کی
بچے شقت نے اس کے
دل پر زردی داغ لگائیے
تھے کہ تیرہ مٹی کا شغل
شب دہد مجاہد تھا جو شہ
میں جس کو تیرہ دھچلا اور اس میں
مجاہد کی طاقت نہ رہی تھی
تیرہ اس نے دیکھا غلام ہوا

فتنہا و شورا انگیختہ
لئے اور شور برا گنہ گشتہ کردی ہے
استخوانہا رفتہ جملہ جاں شدہ
بُیاں ختم ہو جاتی ہیں سب کچھ جان بچا تا ہے
وقتِ مِشیاری جوابِ رُغنِ اند
انسان، ہوش کے وقت پانی اور تیل کی طرح ہیں
چوں ہر تیرہ لحم و گندم غرق ہم
جیسا کہ ہر تیرہ گوشت اور گندم ہا ہی فرق ہیں
چوں ہر تیرہ گشت آنجا فرق نیست
جب ہر تیرہ بن گیا وہاں کوئی فرق نہیں ہے
ایں غمیں بادہ بھی بُرداں غلام
وہ غلام جس طرح کی شراب لے مارا تھا
پیش آمد زائدے غم دیدہ
ایک فرد کا مارا زادہ سائے اس میں
حق ز آتشہای دل بگداختہ
جسم ہول کی آگ سے پھل گیا تھا
گوشتِ مالِ محنت بے زینہا
بے پناہ مشقت کی گشتاں کی دوج سے
دیدہ ہر ساعت خلش در اجتہاد
وہ ہر وقت مجاہدے میں تکلیف اٹھاتا تھا
سال و مہدِ دُعا کِ خوں آمیزتہ
ساواں اللہ مہیوں خاک اور خون میں آمیزا تھا
دید در شب یک غلامِ نیک پے
اس نے ایک نیک محنت غلام کو کتہ ہی دیکھا
گفت اہد در سوا چیتاں
لاہ نے کہا کہ تھلیوں میں کیا ہے؟

بندگان و خسرواں آینتہ
غلاموں اور سلاہوں کو ملا دیتی ہے
تخت و تختہ آن ماں یکساں شد
اُس وقت تخت اور تختہ یکساں ہو جاتا ہے
وقتِ مستی بھوجاں اندر تن اند
مستی کے وقت ہمیں جان کی طسرح ہیں
بہج سقے نے در ایشان فرق ہم
انہیں کوئی فرق نہیں، انہیں ہا ہی فرق ہے
نیست فرقے کا نہ را کجا فرق نیست
کوئی ایسا فرق نہیں ہے جو وہاں فرق نہ ہو گیا ہو
سوی قہر آں امیر نیک نام
نیک نام امیر کے محل کی جانب
خُشک مغزے در بلا چھیدہ
جس کا داغ خشک ہو گیا تھا محبت میں پھنسا ہوا تھا
خانہ از غیبِ خدا پر داختہ
اس نے دل کو خدا کے سوا سے خالی کر دیا تھا
داغہا بر داغہا چنیدیں ہزار
داغوں پر داغ کئی مستزار تھے
روز و شب چھید اور برا اجتہاد
وہ دن رات مجاہدے سے چٹا رہا تھا
صبر و حلمش نیم شب بگرنختہ
اس کا صبر اور بردباری آدھی رات کو گر جاگتی تھی
درشت باش اوز میں میگردے
وہ اپنی جلدی میں زمین لے کر لڑتا تھا
گفت بادہ گفت آن کیتاں
اس نے کہا کہ شراب، اس نے کہا کس کی ہے؟

گفت ایں آن فلاں میر اجل

اِس نے کہا یہ فلاں بڑے سردار کی ملکیت ہے

طالبِ یزداں واکنگر عیش و نوش

خدا کا طلبگار، اور پیرِ عیش اور پیش

ہوش تو بے مے جینیں پُر مُردہ آ

نیرا ہوش بغیرِ شراب کے ایسا نہ بھایا ہوا ہے

تا چہ باشد ہوش تو ہنگامِ سُکر

بھر نفع کے وقت تجھے ہوش کہاں ہوگا؟

گفت طالبِ اچینیں باشد عمل

اِس نے کہا طلبگار کا یہ کام ہوتا ہے؟

بادۂ شیطان واکنگر تیز ہوش

شیطانِ شراب اور پیرِ ہوش کی تیز؟

ہوشہا باید براں ہوشِ تبت

تر سے ہوش سے بہت سے ہوش دیکھ کر کہیں

اے جو مے گشتہ حیدم نامِ سُکر

اے وہ! جو چہندہ کی طرح نفع کے حال میں ہے

ملے گفت ایں۔ نعم لے
زادہ کے جواب میں کہا کہ یہ
طلب اس علم کی ہے لازم
لے کہا کہ طالب حق کے ہمام
ہستے ہیں اسی کو تو تازہ ہوش
سے کہنا چاہیے شیطانِ شراب
لی کہ ہوش کہاں رہتا ہے۔
ہوش۔ انسان بغیرِ شراب کے
بہی فاض ہے جیسے بے یکرش
ہوش دیکار ہیں تو پیرِ نوش
کیا ہوش نہ سکتا ہے سطر میں
قرا یا ہی بہت ہے جس طرح
ہند مال میں۔

ملے حکایت۔ یہ بتا تھا کہ
انسان خود ہی ہوش ہے،
شراب لی کہ تو اور دراصل ہر جا
اس حکایت سے بھی بھی بتایا
ہے کہ شیخ الاسلام کا خود قد
بھڑا تھا غیر قد کھڑے ہونے
برادر چڑھا ہو گیا۔

ملے غرض الہامِ خلاف
مزان۔ مادر۔ برادرِ قاکم۔
عزت۔ دکانک۔ دارالعلم
فرج۔ پیر کا بچہ۔

حکایتِ ضیائے بلخ کہ دراز بالا بود و برادرش شیخ الاسلام

ضیا۔ بلخ کا قلعہ جو دراز تھوٹے اور اُن کے بھائی شیخ الاسلام

تاج بلخ بغایت کوتاہ بالا بود و ایں شیخ الاسلام از

تاج بلخ بہت چھوٹے قد کے تھے اور یہ شیخ الاسلام اپنے

برادرش تنگ داشت روئے ضیاء در آمد درس او و ہمہ

بھائی سے نہایت محسوس کرتے تھے ایک مدد ضیاء کے درس میں پہنچتے تھے

صد و بلخ حاضر بودند بدرس او ضیاء مدتے کرد و بکشت

الدرخ کے تمام صمد اُن کے درس میں حاضر تھے، ضیاء نے ماضی دی اور چل دیے

شیخ الاسلام نیم قیام کرد سرسری ضیاء گفت آرے

طبع الاسلام معمولی طور پر آدمے کو شے ہو گئے، ضیاء نے کہا بیشک آپ

سخت درازی پارہ در دوزخ خود

بہت لمبے ہیں کراچے میں سے ایک مقلدِ بڑا لیا

اں ضیاء بلخ خوش الہام بود

ضیا۔ بلخ خوش طبع تھے

از برای علم خلقے پیش او

علم کی وجہ سے لوگ اُن کے سامنے

تاج شیخ اسلام دارالملک بلخ

دارالعلم بلخ کے شیخ الاسلام تاج

داراں تاج شیخ اسلام بود

تاج شیخ الاسلام کے بھائی تھے

گشتہ دائم در لازم درس جو

بیشد رہتے تھے، صحبت میں درس کتاب

بود کوثر قد و کوچک نجم فرخ

بکشت قد اور چہرے کی طرح چھوٹے تھے

لے کرچہ جامع شیعہ اسلام
اگرچہ بڑے صاحبِ علم تھے
لیکن ضیاء غرضِ عین میں
ان سے بڑے ہوئے تھے۔
آن ضیاء ضیاءِ ہدایت یافتہ
واعظ تھے، جامعِ اسلام کا
ان کی بجائی بڑی سے ذات
مخصوص کرنا غیر مناسب تھا۔
آصفیاء، برگزیدہ۔
لے لفتِ انقیام بہتیم
کے لئے آدھے کوٹے ہوئے
پتہ کیا، چونکہ ضیاء کو عین ہوا
کہ راغ میں کبیر ہے اس لئے
نورِ ان کو شمع نہ کرنا ہوا، ہر
مرد میں روشن کو شمع نہ کر
خدا را وصول کرنے کے لئے۔
تقریرت، غزل گما۔

لے پتہ شرا، زاب کے تھکی
طرف رجوع کیا ہے۔ حرکت۔
حشیں چہرے پر نکل رہے
بچانے کے لئے، افسوس میں
کا داما، آج اب اگر کوئی
دوست نہیں لگائے تو میں
کا بڑے مذاق ہے جو میسر
ہنسی کی چیز، جھل، شراب
اگر جو عوام کی تقریر کیلئے
حالا ہے لیکن غرض کی قوت
کے لئے حال چہر میں پر ہوا
کے لئے منوع ہوتی ہے

گرچہ فاضل بود و فحل و ذو فنون
اگرچہ فاضل تھے اور کیت اور فنون والے
اوبے کو تہ ضیاء بے حد و راز
وہ بہت چمکتے، ضیاء بہت بے
زین برادر عار و شگش آموے
ان بجائی ہے، ان کو عار اور نکت آتی
روزِ محفل اندر آمد آں ضیاء
محفل کے دن ضیاء اندر آئے
کرد شیعہ اسلام از کبر تمام
شیعہ الاسلام نے پورے خود سے کہا
پس ضیاء چوں دید کبر اندر شش
جب ضیاء نے ان کے سر میں غور دیکھا
گفت اکے بس درازی بہر زرد
انھوں نے کہا، بس ہی ان آپ بہت بے ہیں مذکور کیلئے

ایں ضیاء اندر ظرافت بدمزوں
یہ ضیاء مذاق میں بڑے ہوئے تھے
نود شیعہ اسلام را صد کبر و ناز
شیعہ الاسلام میں سینکڑوں کبر و ناز تھے
آں ضیاء ہم وعظے بُد با ہرے
وہ ضیاء بھی باجائیت واعظ تھے
بارگ پر قاضیان و اصفیا
در بار قاضیوں اور منتخبوں سے ہر ہر تھا
ایں برادر را چنیں نصف القیام
اس بجائی کہے، یہ ہی آدھا قیام
انفعالے دادا حالے در غور ش
ان کے مناسب فوراً ان کو شمع نہ کیا
اند کے زان قد سروت ہم بدزد
اپنے سر ویسے تھے جو خود سا چنایا

رجوع بحکایت زاہد با غلام امیر
امیر کے ضم کے ساتھ تراہد کی حکایت کی طرف واپس

پس ترا خود ہوش کو و عقل کو
پھر مجھے خود ہوش کہاں اور عقل کہاں ہے؟
رُوت بس نیاست نیلی ہم بخش
تیرا بھر بہت نہیں ہے، نیلی بھی لگے
وَر تو نورے کے وَر آمد لے غوی
اے گمراہ! تیرے اندر نور ہی کب آیا ہے؟
سایہ در روزت مجستن قاعدہ
سایہ کاخش کرنے کا قاعدہ، مون میں ہے
گر حلال آمد پئے قوت عوام
اگر وہ شراب، عوام کی غمراہ کیلئے حلال ہے

تا خوری مے لے تو دانش را غدو
تا کہ تو شراب پئے، اے عقل کے دشمن!
ضحکہ باشد نیل بر روی جش
ہنسی کے چہرے پر نیل مذاق ہوتا ہے
تا تو مے نوشی و ظلمت جو شوی
کہ تو شراب پئے اور ظلمت کا طالب بھی جائے
در شب ابرے تو سایہ جو شدرہ
تو ابرو والی رات میں سایہ کا طالب بنائے
طالبان دوست را آمد حرام
دوست کے طلب کا مدن کے لئے حرام ہے

عاشقان را بادہ عوّل دل بُود

عاشقوں کی سفساب، خوب دل ہوتا ہے

در جنیں راہ و سیاہان خوف

ایسے راستے اور خوفناک جنگ میں

خاک در چشم قلا ووزاں زنی

توڑا ہنڈوں کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے

نان جو حقاً حرام است فہوس

جو کی روٹی (جی، حرام اور باہت) الفس ہے

دشمن را خدا را خوار دار

اللہ (خدا) کے راستے کے دشمن کو ذلیل کر

دُور را تو دوست بریدن پند

تو جو کے ہاتھ کاٹ لو گئے کہ ہنس کر

گرنہ بندی دست او دست تو

اگر تو ایسے اچھے نہ ہو گے تو میرے ہاتھ نہ تو

تو عذرا مے دی ویشکر

تو کہیں کو شرباد اور گستاہ ہے

ز دُور غیرت بر سببِ شکست

اُسے غیرت کے ضعیف پر غرور اور توڑ دیا

چشم شام بر راہ ویر منزل بُود

آن کی نگاہ، راہ اور منزل پر رہتی ہے

اے قلا ووز خرد با صد کسوف

(اور) اے عقل کے رہنما سینکڑوں گھنٹوں میں

کارواں را ہالک و گمرہ کنی

تھلا کر تباہ، اور گمراہ کرتا ہے

نفس را در پیش نہ نان بسوس

نفس کے سامنے بھوس کی روٹی رکھو

وُز را منبر مُنہ بردار دار

چوڑے منبر پر چڑھا، سولی پر چڑھا

از بُریدن عاجزی و تش بہ بند

اگر، تو کاٹنے سے عاجز ہے ایسے اچھے ہاتھ نہ تو

گر تو پایش نشانی پایش شکست

اگر تو اس کا پاؤں نہ توڑے تو دھیر پاؤں توڑ دیا

بہر چہ گوز بہر نوش و خاک خور

کس لئے؟ کہ دوسے زہر پئے اور خاک چھانکے

اُوبو انداخت از زاہد بکبت

اُس (غلام) نے (دوسری) غلیبا پسند کی اور (ناجائے) بھانک لیا

ز فتن امیر ختم آلودہ برای گوشمال زاہد

ایسے فتن میں بھرا کر، زاہد کو سزا دینے کے لئے جانا

ما جارا گفت یک یک پیش او

اُس نے ایک ایک کر کے ایسے سامنے فقیر کھڑے دیا

گفت بنما خانہ زاہد کجاست

کہا، زاہد کا گھر کہاں ہے؟

اُس سہلے دانش مادر غرض

وہ سسر جو بے عقل، اور بے حیا کا ہے

ز فتن پیش میر و گفتش بادہ کو

وہ (غلام) کیجئے بہتیا (پیش) کہا شرب کہاں ہے؟

میر جواب تش شد و بر جہت رتا

امیر آگ بیٹھا ہو گیا اور سبھا جا رہا تھا

تا بایں گز ز گراں کو کم ہنر شش

تا کہ میں اس بھاری گزشتے، اُس کا سر توڑ دوں

۱۰ عاشقان، عاشق شرب

کی بھستے خوب دل چاہتے ہیں

اور وہ راہ و منزل کی فکر میں

گھے رہتے ہیں اُن کو مشیت

کی فرصت کہاں ہے، دشمن

راہ و طریقہ، خوفناک راستہ

ہے جس میں قربت سے

حواس کی فروخت ہے عقل

جب شرب کے گھنٹوں میں ہر

تو کیا راہنما کی کر سکتی ہے

..... حالت، بہوش کی عقل

کی راہنما کی گئی وہ تو قلا و

گمراہ کر دے گی، تاجو، اگر

جو کی روٹی سے کسی غلبہ نفس

میں جو بھوس کی روٹی

کھا لیا ہے۔

۱۱ عشق و عشق نفس را وضا

کا شوق ہے اُس کو ہر وقت

ذہن رکھائش کی قوت ذکر

بھانسی پر چھانکے، خود

چوڑا کا (تھ) لاشا چاہتے ہیں

نہ تو قہا تو باخود دیتے مابیں

گرنہ بندی، اگر تھے چور کو

آزاد چھوڑا تو وہ تجھے تباہ

کر دے گا، بھڑے، اُس کو

راحت سے کیوں رکھتا ہے،

۱۲ تو، زاہد کو فتن آئی کہ

اُس نے شرب کی غلیبا پر غرور

مارا، زلفت، غلام بھانک بھانک

بھڑکے پاس پہنچا اور اُس نے

اُس کو سناقت سنا دیا، آتو غیر

ناہیاں۔

طالب معروفی ست شوہر سُرگی
نام اکبری اور فہرست کا طالب ہے
تا بچیزے خویش تن پیدا کند
تا کہ کسی دُوبے اپنے آپ کو نمایاں کرے
کونسل میکند با این دُعاں
کہ جماعت سے سادہ کر رہا ہے
دار و دیوانہ باشد کیر کاؤ
دیوانہ کی دعا، بیل کا آواز تامل ہے
بے لبت خربند گاں خروچوں کو
گدھا کھاروں کی ارے، بغیر کب ہوتا ہے !
نیم شب آمد بزا ہدیم مت
راہ کے بس آدمی رات کو ڈھری گئی میں سینا
مرد و زاهد گشت پہنہاں زیرِ شیم
راجا انسان، آؤں کے بیٹے چمپ مہا
زیرِ شیم آں رسن تا باں نہاں
رشی بننے والوں کی آؤں کے بیٹے چمپ مہا
آئینہ تانند کہ رُورِ سخت کرد
آئینہ کر سکتا ہے جس نے منہ کو سخت کر لیا ہے
تات گوید زوی زشت خود ہیں
تا کہ تجھ سے کچھ کہت اعتبار دیکھ

حکایت مات کروں دلقک سید شاہ ترند را
ایک سوزے کی تہہ شاہ ترند کرات دینے کی حکایت

شاہ بادلقک می شطرنج خفت
بادشاہ نے سوزے کی تہہ شطرنج کی بازی کھائی

گفت شہ شہ واں شہ کبر آورش
اُس نے شہ شہ کہا اور وہ شہ کبر بادشاہ

مات کروں ازود چشم شہ تہانت
اُسے اس رشاہ کو مات دی بادشاہ کا غصہ طر ہو گیا

یک یک آں شطرنج میز بر سرش
شطرنج کا ایک ایک ٹکڑا اُس کے سر پر مانتا تھا

لے توجہ نہ دے کہیں
آنکھیں اور ہوش کو نہیں
نہ پایا ہے نہ صحت کی ہے اور
ابھی تک کوئی مزدوری نہیں
ہی ہے خود گریہ ہی اس کی
عبادت یہ خاص نہ تھا۔۔۔
یا تبارک! عبادت تو مقبول
ہوئی ہے، دعا و دعا وقت نہیں
آیا ہے سچی جہود یہود کی
عبادت، بلکہ ہے ترش و ترا۔
اس زائد کو تیری ہی صحبتیں
کافی ہیں آپ اور کوئی صحبت
میں ملنے سے ہی۔۔۔ وادی پر خون
راہ عشق۔
تے جگر، وہ دھوئی کی سستا
میں گزشتہ ہیں، تے جگر، خوش
کمال صلیح پنجم، دولت۔
جو ذکر، ہوستا ہے کہ۔۔۔ یہ
کسی معاملہ میں شک کی سستا
میں کہا کہ ہے، توں پر جو
ابھی اس کا پیہر سستی سے
حق ہے جس نے شاہد
کی منزل اس سے دور ہے۔
ساتھ ہے، وہ کسی وقت تو خدا
سے بھی اپنے گناہ ہے۔
تے ساتھی کسی وقت خود
اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگتا
ہے، جگر میں خود ہی باقی
ہے خواہ وہ زائد ہی کیوں نہ
جوہر علی میں رہتا ہے، تارک
جو جبک خود کی تنگ تار
کو نہ تار کے انکو بسط کی
کیفیت حاصل نہ ہوئی تارک
بسط کی کیفیت طاری ہونے
سے پہلے بعض کی حالت میں
بسا اوقات سادک خود کو کہ
کرنا تار سے خدا انکو تنہا ہی
میں بھی تو ہر در آستہ نہ دینا چاہیے

رنج دیدہ گنج ناویدہ زیار
شہ کے تکلف برداشت کی، تار کا خزانہ نہ دیکھ
یا نبوداں کاراؤرا خود گہر
یا تو اس کے کام میں خود جو ہر نہ تھا
یا اگر دواں سعی چوں سعی جہود
یا اس کی کوشش، یہود کی کوشش کی طرح تھی
مردار درو مصیبت میں بہت
نہ کے لئے یہ درد اور مصیبت کافی ہے
چشم پر درد نوشتہ او بہ رنج
آنکھ درد سے بڑے درد ترش نہیں ہے
نے کیے کمال کو را غم خورد
نہ کوئی آنکھوں کا سادک جو کہ اس کی فکر کرے
اجتہادے میکند با دم وطن
دہم اور گمان کے ساتھ کوشش کر رہا ہے
زاں ترش دورست تا دیدار دست
اسی سے درست کے بعد رک رکا دست انکے لئے دست
ساتھے او با خدا اندر عتاب
کسی وقت وہ خدا سے غصہ میں ہے
ساتھے با بخت خود اندر جدال
کسی وقت اپنے مقتدر سے لڑائی میں ہے
ہر کہ محبوس ست اندر دوندگ
جو شخص ہو اور رنگ میں منتہی ہے
تا بروں نایا دیزین تنگیں مناخ
جب تک وہ اس تنگ چارے باہر نہ سکے
زادیاں را در خلا پیش از شاد
اسی سے، ناہموں کو بسط سے پہلے تنہا ہی ہیں

کار ہا کردہ ندیدہ مزد کار
کام کئے، کام کی مزدوری نہ دیکھی
یا نیا مد وقت پا دشاں از قدر
یا تقدیر (خداوندی) سے مجھے کا وقت نہیں پایا
یا جزا وابستہ میقات بود
یا بدلہ، دقت معترض سے وابستہ تھا
کاندیں وادی پر خون میکسیت
کہ وہ اس خونخوار وادی میں میکس ہے
رو ترش کردہ فراوانندہ رنج
نہ بنائے ہوئے ہے ہونٹ نہ کئے ہوئے ہے
نیش عقلے کو بچھلے پے برد
نہ اس کو عقل ہے کہ وہ سرمد کی تلاش کرے
کار در نوک ست تانیکو شذر
مناہد شہیک ہونے تک نہ دم میں ہے
کہ نامدش مغز سراز عشق پوست
کیونکہ چھلکے سے عشق سے انکے سر میں گونا نہیں رہا
کہ نصیبم رنج آمد زین جناب
کہ اس درگاہ سے مجھے تم کا حقد ملے گا
کہ ہمہ پیراں دما بریدہ بال
کہ سب پر دما ہیں اور ہم بال نئے ہیں
گرچہ در زہدست باشد خوش تنگ
اگرچہ وہ زہد میں ہے، بہت تنگ ہوگا
کے شو خوش خوش و صدش فراخ
اس کی حالت میں ایل اور اس کا سینہ فراخ نہ ہوگا
تیغ و آستہ نشاید بیچ داد
تو اور آستہ کہیں نہ دینا چاہیے

لے سے شک راہ حق میں نوا
ہو جا تا ہیں مبارک دے ۛ
راہ حق اس کے سزا دے کہ
محسوس نہ ہو جا تا جائے...
ماتر حق اس راستہ پر قربان
برنے سے بیگم زندگیاں
ماصل ہوتی ہیں مشق ہی
حق تاملے۔ درجہاں دنیا میں
شخص کسی کی تشدد پر ایسا
ذبیحہ دے جس میں عمر
صرف کروتا ہے اور اپنے آپ
کو ناکار تسلیم کرے بہتر ہے
جسے کو انسان اپنے آپ کو غولی
یعنی بھڑکے میں نہ کر دے یا
دیں میں ناکار دے دین میں
ناکار دے تو پھر ماضی باقی
ہے نہ مشق ہی ناکار دے
مشق کی کیفیت سے باقی نہ
دیں مجرور دے حق باقی نہ
غولی ہیں بھڑکے میں
ماصل شاید۔

ۛ حق بھڑکی محبت کرنے
والے ماضی تھا بہر ماضی پر
محبت طاری رہتی ہے اور
وہ بہتر فنا ہوتا رہتا ہے۔
تفویض۔ محلہ والے ناچار
نفسانک اسیر ہے۔ درنگر۔
وہ خود بخود میں مبتلا ہے فکر
اور کیا سزا دیتا ہے۔ تازہ جوت۔
مدیر شریف ہے از غم و غم
فی الزلزلہ یومئذ یخفی فی القلوب
ۛ تمیز دین والوں پر نام کر کو انسان
داہر پر کر کے گا۔

ۛ تازہ جوت۔ یعنی تونے
بہر غفلت سے بہت سے
تصور کرے جس کی تازہ جوت
تفویض و تازہ جوت خیر کرے

لے شکرا نکو فدا کر دست تن
دو قابل مبارک دے جس نے جسم کو قربان کر دیا
مرد حق بائے فدا یں اس فنست
بہر حال مرد خدا اس فن پر قربان ہے
عاشق و معشوق و عشقش پر موم
عاشق اور معشوق اور اس کا عشق ہمیشہ
درجہاں ہر کس فدا یں آں فنست
دنیا میں ہر شخص اس فن پر قربان ہے
کشتی اندر غولی یا مشرق
غولی یا مشرق میں مڑ مانا (مجاہد)
یا کراچی از غم و غم الھوی
لے میرے ہر نرا اہل عشق پر رسم کر دے
غفوکں لے میر بر سختی او
لے امیر! اس کی سختی کو صاف کر دے
تا زجر مت ہم خدا غفوی کند
ۛ اگر خدا تیری خطا میں صاف کر دے
تو ز غفلت بس بھو بشکتہ
تیرے غفلت سے بہت سی تخلیص توڑی ہیں
غفوکں تا غفویا بی در جزا
صاف کرنا کہ دے میں تو صافی حاصل کرے
موشکا فان قدر را ہوش دار
قدر خداوندی کے نکتہ چینیوں کیلئے ہوش کر
باز بشنو قصہ رمیلں دگر
پھر دوسرے امیروں کا قصہ سن لے

بہر آں کار ز د فدا یں آں شک
اس کام پر جو قربان ہو جائے کہ حق ہے
کاندر و صذر زندگی در کشتن ست
جس میں فنا ہو جائے جس سے سکون زندگیاں ہیں
در دو عالم بہرہ مند و نیک نام
دووں جہان میں نصیب در اور نیک نام ہیں
کاندر آں رہ صرف عمر کشتن ست
کس راہ میں عمر کا خرچہ ہوتا اور ماہ ہے
کہ نہ شائق ماند آنجانے مشوق
کیونکہ وہاں نہ عاشق رہتا ہے نہ معشوق
شائع و فرم الثوی بعد الثوی
انہی حالت ہلاکت کے بعد ہلاکت کے گھاٹ پر تازہ
در نگر در در و در بد سختی او
اُس کے در و در اور بد سختی پر نفس کر
زلزلت را مغفرت در آگند
تیری مغفرت کو سناں سے ہر دے
برا امید غفوی دل در بستہ
صافی کی آسیدے دل وابستہ کیا ہے
می شکافد موقدر اندر سزا
قدر پر خداوندی، سزا میں موشک فدا کرتی ہے
قصہ مارا تو نیکو گوش دار
تو ہمارے قصہ کو اچھی طرح سن لے
تا بیابی زیں حکایت صد خبر
تا کہ تجھے اس قصہ سے سکون خبر میں ملے

وہن فیمن و متعلقان ذوق شہر خیرہ یعنی جو ایک ذوق خیر کرے اس کو دیکھے اور جو ایک ذوق شر کرے
اس کو دیکھے گا۔ باز بشنو۔ دوسرے عالم امیروں کے انجام کے قصے میں کہ جبر مت حاصل کرے۔

جواب گفتن امیر مرآں شفیعان زابدر کہ گستاخی چرا کردو

میر کا من زاب کے سفارشیں کو جواب دینا کہ اس نے گستاخی کیوں کی؟

مثنوی مارا چرا بشتکست من دریں باب شفاعت قبول

اور ساری نصیب کیوں توڑی؟ میں کس مسئلے میں سفارش قبول

نخواہم کرد کہ سو گند خوردہ ام کہ سزای او بد ہم

نکروں گا کیوں کہ میں نے قسم کھائی ہے، کہ اس کو سزا دوں گا

میر گفت اں کیست تائے گند

میر نے کہا وہ کون ہوتا ہے، کہ چتر مارے

چوں گند سازد کہ کم شیر زر

جب چہرے کو چہرے زرشیر گندتا ہے

بلکہ بگذازد ز میت پنجر را

بلکہ خوف سے پنجر کو بھڑکا جاتا ہے

بندہ مارا چرا آرد دل

اس نے ہمارے غم کا دل کیوں دکھایا؟

شر بت کاں بہ ز خون او بخت

وہ شراب جو اس کے خون سے میری بخت بگاڑا

لیک جل از دست من او کے برد

لیکن وہ میرے ہاتھ سے جان کیوں بچا سکے گا؟

تیر قہر خویش بر پریش زخم

میں اپنے غم کا تیرا صدمہ کے بدن پر ماروں گا

در شود چوں ماہی اندر آب در

اگر وہ ہمیشہ کی طرح پانی میں گھس جائے

جاں نخواہد بُرد از شمشیر من

وہ میری تلوار سے جان نہ بچا سکے گا

گر رود در سنگ سخت از گوشتم

اگر وہ میری کشتن سے بچ کر سخت پتھر پر گھس جائے گا

از دل سنگش کنوں بیرون کشم

میں کو پتھر کے اندر سے باہر نکال دوں گا

خواہ سینکڑوں جیسے اور تیر اور میں کرے

نہ بھائے گا میرے زور، اگر وہ

پتھر کے دل میں گھس جائے

میں کو اس سے بھی نکال

لاؤں گا۔

لے کر گفت۔ سفارشوں کے

جواب میں امیر نے کہا کہ اس

زادہ کی کیسے ہمت ہوئی کہ

میر کی مٹی بھڑکی میری گلی کو

زشیر بھی گزرتے تو ذرا

ہوا گندتا ہے کہ خوف سے

پنچے چھوڑ جائے گا۔

میر سے سامنے اڑو جا ہی چوٹی

بن جائے۔ بندہ۔ جس نے

میر سے غم کو تائے مہانے

کے سامنے شرمندہ کیا۔

۵۰ شہرت۔ میری شہرت

شراب بھاری ہمارے خون

سے بھی زیادہ تھکت کی مٹی

اور اب در کہ عورتوں کی طرح

گھر میں گھس گی۔ بخت۔ لیکن

۵۱ میرے ہاتھ سے بچ نہ سکے

اگر یہ پرنہ بن کر نہ لگے گا تو

میں تیرا جل کر خاک کر دوں گا۔

۵۲ در شود۔ اگر بھی میں نہ پانی میں

گھسے گا میرا قہر وہاں بھی اس

کو نہ دلا کر دے گا۔

۵۳ جاں نخواہد۔ وہ خواہ

کوئی نہ ہو کہ میرے ہاتھ سے جان

نہ بچائے گا میرے زور۔ اگر وہ

پتھر کے دل میں گھس جائے

میں کو اس سے بھی نکال

لاؤں گا۔

اے رخِ چوں زہرہات شمس افتخا
تیرا رخو میا رخ دن چڑھے کا سورج ہے
بادہ کا ندر خم ہی جوش نہاں
پہیں ہوئی شراب جو تیرے میں جوش مار چیا
اے ہمہ دریا چہ خواہی کرد، خم
اے مجھ دیا تو شہزاد کیا کرے گا
اے مہتاباں چہ خواہی گرد کرد
اے چمکدار چاند تو گرد کیا کرے گا
توخوشی و خوب و کان ہر خوشی
تو بھلا ہے اور خوبصورت اور تو ہر بھلائی کا گنج
تاہج کرتناست برفرق سرت
تیرے سر پر ہم نے کوئی نہ پایا، گانا ہے
جو ہر ست انسان چرخ اور اغرض
انسان جو ہے، در آسمان اس کا غرض ہے
اے غلامت عقل تہذیبات ہوش
اے وہ عقل اور تدبیریں اور ہوش تیرے تمام ہیں
خدا تہمت بر جملہ ہستی منقوض
تمام موجودات پر تیری خدمت فرض ہے
علم جوئی از کتبہا لے فسوس
اے افسوس تو کتابوں سے علم حاصل کرتا ہو
بحر علمی در نغمے پنہاں شدہ
تو قطع سے ہیں چھا ہوا علم کا سمندر ہے
مے چہ باشد یا جماع و یا سماع
شراب یا جماع یا سماع کیا ہوتا ہے؟

لے گدا ری رنگ تو گلگو نہا
گال تیرے رنگ کے بھکاری ہیں
زاخشیاق زوی تو جوش خیاں
تیرے جہرے کے شوق میں اس طرح جوش مار رہا
فے ہمہستی چہ می جوئی عدم
اے مجھ ہستی تو عدم کا جو یاں کیوں ہے؟
لے کہ خود ریش زویت دی کرد
اے وہ کہ تیرے جہرے کے ملنے سوز کا جو کرد
تو چرا خود منت بادہ کشی
تو کیوں شراب کا آسان لیسا ہے؟
طوق اعطیناک آویز برت
ہم نے آپ کو دیا سہا مار تیرے سینے کا آویز ہے
جملہ فرع و سایہ اند و اغرض
سب سایہ اور فرع ہیں اور وہ منقوض ہے
چون خینی خویش را درازا فروش
تو اپنے آپ کو اتنا مست کیجئے والا کیوں ہے؟
جو ہر چہ چوں نذر خواہد از غرض
جو ہر، غرض سے کیسے مزدور کی پاب ہے؟
زوق جوئی تو زحلوا ی سبوس
تو سبوس کے مٹی سے لکھت حاصل کر لے
درسہ گزقن عالمے حیراں شدہ
تیں گزقن کے ہم میں عالم حیران ہو گیا ہے
تا بجوئی زو نشاط و انفعال
کو تیرے نشاط اور نفع اندر زنی پا جلتا ہے

انسان کو ہر لذتی حاصل کرنا چاہیے۔ ملوثی نہیں۔ میں گھٹیا چیز جو عقلی، انسان ہم کا سمندر ہے اس کو زمین
مردم میں نہ کہ بہر ناما جائے، تم بظہور، درگاہ صوفیا کے نزدیک انسان عالم کرے، جسے جو باشد وہی کرے
تو نہیں مانی ہیں۔ انتفاع، نفع حاصل کرنا۔

لے گدا ری رنگ تو گلگو نہا
نہر ہے در گال آپ کے
رنگ کا تاج ہے تو آپ کو
شراب و کار ہے نہ گال۔
بادہ۔ خوب میں جو جوش ہے
وہ آپ کے جہرے کے شوق
کی دوسرے ہے۔ اسے سر
سمندر کو قطع سے کی کار فرشتہ
ہے۔ اسے آپ کو ہر دو جو
ہیں زائد کو سمندر کے کیا
کر لے۔ تو خوش ساپ خود
جو ہر خوش میں شراب سے
خوشی حاصل کرے کیا کر لے
لے تاج کو نشاط و کائنات
پر انسانی نفسیت کے
بیان میں تو ان پاک ہیں ہے
و انکے کائنات میں آگاہ
اور انہیں نے آدم کی اطاعت
کو قطع سے ہے۔ تو ان پاک
میں ہے۔ اے اعطیناک و انکے
جو ہر چہ میں ہے آپ کو کر لے
کی ہے؟ اگرچہ یہ انکے
نصرت سے ہے لیکن فیض
آغوش کا انسانی کاں ہونے کی
وہ ہے حاصل ہوئی ہے۔
جو ہر میں، جوش و سرور
انسان ہر دور جو کر لے اور
تمام کائنات ہر دور غرض کے
ہے تو ان پاک میں ہے تحقیق
انکے مافی الارض جیہ
جو جو زمین میں ہے وہ تہذیب
لے پیدا کیا ہے۔ جس میں
جو ہر کے۔ یہ انکے
تو ہر کر لے آپ کو کر لے ان
کرنا چاہیے۔

لے ندرت کائنات
ان کی نہ شکر ہے۔ قسم۔

آفتاب از زرتہ کے شد و ام خواہ
سورج زرتے سے تڑپ گئے داک بنا ہے
جان بے کیف شدہ مجبوس کیف
بے کیف جان، کیف میں غلبہ ہو گئی

زہرۂ ازہرہ کے شد کرام خواہ
زہرہ انگارے سے کب مقلد نواں ہوا ہے
آفتابے جس عقدہ اینت جیف
سورج عقدہ میں جس کسا یہ انوس ہے

باز جواب گفتن امیر مرثعیہاں را

امیرؒ سفارشیوں کو پھرس جواب دینا

گفت نے نے من حریفانِ مکیم
اُس نے کہا نہیں میں کسی کا ایک دوست ہو
وارہیبہ از ہمہ خوفِ امید
میں سب خوفوں اور امیدوں سے پاک ہوئے ہوں
من چنناں خواہم کہ بچوں یا میں
میں ایسا چاہتا ہوں کہ یا میں کی طرح
بچو شاخِ بید گرداں چپ و را
ہاں اور دائیں جانب کوید کی شاخ کی طرح جوتا
آنکہ خو کر دست با شادی نے
جس شرب (معرفت) کی خوشی کی عادت ڈال لی ہو

من بذوقِ این خوشی قانع نیم
میں اس خوشی کے ذوق پر قانع نہیں ہوں
کثر شمری گردم بہر سونچو بید
بید کی طرح ہر باب کو جھڑت ہوں
کثر شوم گا بے پنہاں گاہے نہیں
جھڑوں کہیں یوں کہیں یوں
کہ زباوش گونہ گونہ نصیبات
جس کے ہوا کی وجہ سے طرح طرح کے نقص ہیں
ایں خوشی راکے پسند خواجہ کے
اس خوشی کو کب پسند کرتا ہے اے صاحبِ کب

انبیاءِ زریں خوشی بیڑ شندید
انبیاء اس خوشی سے اسی لئے سیمہ ہو گئے
زانکہ جاں شاں آتش خوشی اید بؤ
کیونکہ اُن کی جان نے اس خوشی کو دیکھا ہے
ہر کہ را نورِ حقیقی رُو نمؤ
جس کے لئے حقیقی نور نمودار ہو گیا ہو
وانکہ در جوع اوطعاں اللہ خورد
اور جوع میں خدا کا کسا کسا کھائے
وانکہ باشد خفتہ اندر گلستاں
اور جوشن گلستاں میں سوا ہوا ہو

کہ سر شستہ در خوشی حق بُدند
کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشی میں گندے ہو گئے
ایں خوشیہا پیش شاں بازی نمؤ
یہ خوشیاں اُن کے لئے کیں نظر آتی ہیں
کہ شود قانع بتاریکی و دود
وہ اندھے اور وہیں پر کب قناعت کر لیتے
کہ ز نان و شور با حسرت برد
وہ روٹی اور شور کی حسرت کرتا ہے
میلِ گلخن کے کند چو لہلہاں
وہ بیوقوفوں کی طرح کسی کی خوشی کب کرے

۱۔ آفتاب۔ انسانِ آفتاب
ہے اور کائناتِ آفات ہے۔
۲۔ زہرہ۔ یہ اشارہ خود مجسدار
ہے۔ جان۔ روح مجزودہ
۳۔ کرام۔ کیف سے نفرت ہے۔
۴۔ عقدہ۔ وہ دست میں بیخ کر
سورج میں آجاتا ہے۔
۵۔ گفت۔ امیر نے کہا میں
شراب کا دوست نہیں ہوں
بلکہ میں شربِ معرفت کا دوست
ہوں۔ بید۔ بید کا درخت
پائید نہیں ہے ہر طرح کو
جھڑتا ہے
۶۔ من چنناں۔ میں طرح
سے آزاد ہوں۔ آنکہ۔ جس کو
معنی شرب حاصل ہو گئی
دو اس شرب سے مستی کر
حاصل کر لے۔ آجہا۔ آجہا کو
معنی شرب حاصل ہے
اُن کی نظر میں اللہ سے
محبت کرنا ہے۔
۷۔ آتش خوشی۔ اللہ کی خوشی
اس خوشیہا بخاری خوشیاں۔
۸۔ ہر چیز تاریک ہے۔ تاریک۔
مدریہ شریف ہے۔ بخور۔
عطر۔ عطر زرقی پسو
الطاف و قین۔ بھوک اللہ کا
کہ آئے جس کے ذریعہ
کو زرقی آتا ہے۔ گلستاں۔
اللہ کی خوشی گلخن میں
نما ہر خوشی۔

سے بیتی جنت کا اصل
مقام ہے جہنم جنت کا کرا
مقام ہے کرا کرا سرگرم
گو رو بہر جو نہ صاف خدا
ہیں وہ شراب جو پیتے ہیں
مکان کرا دیا سر جہاں
یہی صرف نقص کا بیجا کھتہ
کھانا کرا باغبت زندگان
یہی شادی بیاہ نکلتے
جوانی نقل میں مت تصویر
سے وال جہاں جہاں
سارے لئے کرا آخرت
روزر وشن کی طرح ہے ہلکا
ہیں تصاویر کی کوئی پند
نہیں ہے نقیض و سب
تصویر نقیض ہے در کمر ہے
ہیں ہے کئے نقش انبیا
کا ایک نقش دیں ہوتا ہے
وہ ایک نقش ہے ہوتا ہے
وہ دایہ ظاہری نقش کے
اعضائے کاسوں میں چمکے
ہیں اور دوسرے اعضا حق
حق کے ساتھ وصف ہے
ہیں
سے نقش ظاہر ظاہری ماں
انہوں کی باتیں سننا ہے
ہیں انہوں کے ظاہر
سننا ہے جہنم کا ہر ظاہر
انہوں سے انہوں کے لیے
دیکھتے ہیں انہوں کے لیے
کے ہاتھ میں سے کنگی نکلو
نے دیں برقی در کمر کنگی کی
کمر میں دیکھ جہنم وید شاہ
جہنم جہنم رہتے ہیں

جای روح پاک علیستیں بُود
پاک روح کا مقام جہتیں ہے
جای بلبل گلبن و نسرب بُود
بلبل کا مقام بڑا اور نسرب ہے
بہر مخمور خدا جامِ طہور
خدا کے لئے شراب، طہور کا جام جو
ہر کرا عدلی عمرہ نمود دست
جس کے لئے عمرہ کا انصاف نمودار ہوا
دخترانِ رالعبتِ مرورہ دہند
دیکھیں کو مرورہ جڑیں دیتے ہیں
چوں ندر اندازِ فتوتِ زور دست
جبکہ جوانی کی توجہ باز نہیں رکھتے ہیں
کا فراں قانعِ بقیشِ انبیا
کا فراں انبیا کی تصویروں پر قانع ہیں
واں جہاں مارا جو درِ رشتے مت
وہ جہاں ہاتھ لگے روشن دن کی طرح ہے
واں یکے نقشِ نشستِ در جہاں
ان کا ایک نقش دیا میں بیٹھا ہوا ہے
ایں دہاشِ نکتہ گویاں با جلیس
ان کا بیٹھ ہم نشین سے نکتے کہتا ہے
گوشِ ظاہر ضبطِ ایں افسانہ کن
ظاہر ہی کان ایں افسانے کو سننے والا ہے
چشمِ ظاہر ضابطِ علیہ بشر
ظاہر ہی اکھ انسان کے لیے کو محفوظ رکھنے والی
دستِ ظاہر میکند داد و دستد
ظاہر ہی انہوں میں دین کرتا رہتا ہے

جای روح بہر جس سجس بُود
ہر پاک روح کا مقام جہتیں ہے
کرم باشد کیش وطن سرگین بُود
کیرا ہوتا ہے جس کا وطن گور ہوتا ہے
بہر ایں مغان کور ایں آب شور
ان اندر سے ہر دن کے لئے کھاری پانی ہے
پیش او حجاجِ خوئی عادل ست
انہیں کے لئے خونی حجاجِ نصف ہے
کز لعب زندگان بے اکہند
کیونکہ وہ زندوں کے کھیل سے واقف نہیں ہیں
کو دکاں را نینج جو میں بہتر ست
بچوں کے لئے کھوئی کی تلوار بہتر ہے
کز نگاریدہ ست اندر دیر را
جو کہ انہوں نے گریبا گھروں میں جا رکھی ہیں
یہج ماں پر دایہ نقشِ مانیست
ہیں تصویر اور مانی کی کچھ پڑا نہیں ہے
واں در نقشِ چوہرِ بر آسمان
اور ان کا دوسرا نقش چاند کی طرح آسمان پر ہے
واں دیگر با حق بگفتار فانیں
اور وہ دوسرا اذیت کے کا حکام اور دوست
گوشِ جاشِ جاذبِ اسرار کن
اکل جان کا کائنات جن کے رازوں کو جذب کر آتا
چشمِ سر حیرانِ مازِ آغِ البصر
باطنی اکھ کو مازِ آغِ البصر میں حیران ہے
دستِ باطنِ بر در فردِ صمد
باطنی ہاتھ کیست ہے نیاز کے در پر ہے

پای ظاہر در صف مسجد صفاوت

ظاہری پاؤں مسجد کی صف میں صفا ہونے والوں
جزو جزو شرا تو بشمر ہمچنین

تو اس کے جزو جزو کہ اسی طرح گن لے

اینکہ در وقت باشد تا اجل

یہ جو وقت میں ہے موت تک ہے

ہست یک نامش ولی الدن

اس کا ایک نام جو دوزخ و دوزخ کا دال ہے

خلوت و جلہ بر و لازم نما

تہائی اور چلکشی، اس کے لئے ضروری مذہبی

قرض خورشید دست خلوت و جلہ

اس کا خستہ کی کا گھر اور سورج کی ملک ہے

علت و پرہیز شد بحر ان نما

بیاری اور پرہیز ختم ہو گیا، بحر ان نما

چول ألف از استقامت شد پیش

اٹھ کی طرح راستی سے رویشی میں پہنچ گیا

گشت فردا ز کسوت خو ہائے خویش

وہ اپنی عادتوں کے لباس سے برہنہ ہو گیا

چوں برہنہ رفت پیش شاہ فرد

جب یکا شاہ کے پاس، وہ ننگا پہنچا

خلعتے پوشید از اوصاف شاہ

اس نے شاہ کے اوصاف کا لباس پہن لیا

انچیں باشد چو درک صاف گشت

یہی جوتا ہے جب پہلے صاف ہو جاتی جو

پای معنی فوق گردوں در طونا

باطنی پاؤں آسمان پر طواف میں ہے

ایں رُون وقت آں بیزن میں

یہ زمانہ کے اندر ہے اور وہ وقت ہے باہر ہے

واں دگر یار ابد ترن ازل

اور وہ دوسرا ابد کا یار ازل کا ساتھی ہے

واں دگر نامش امام اقبلتین

اور اس کا دوسرا نام جو دونوں قبلوں کا امام ہے

یہی غیمے مرورا غائم نما

کوئی ابراس پر چھانے والا نہ رہا

کے حجاب آرد شب یگانہ

انہی رات اس کے لئے کب بدو ڈال سکتی ہے!

کفر اوایماں شد کفر ان نما

اس کا کفر، ایمان بن گیا، ہنشکری نہ رہی

اوندار و پنج از اوصاف خویش

اس کا اب کوئی اپنا وصف نہ رہا

شکر برہنہ جاں بجاں اخویش

ننگی جان کیسا تھا اپنی جان بڑھا بڑھ کر کبریا

شاہش از اوصاف قدسی جاگرد

شاہ نے اس کو قدسی اوصاف کا لباس پہنا دیا

بر پرید از جاہ تا ایوان جاہ

کنوئیں سے رتبہ کے محل پر آکر چلا گیا

از بن طشت آمد او بالائے طشت

طشت کی ٹہنی سے طشت کے اوپر آ جاتی ہے

لے صفاوت صف بندی

کرنیوالے آس میں بھیج

ظاہری نان و مکا کا پائند

ہے۔ کمال میں جبر مغربی تو

اور کمال ہے پاک ہے ایک

یعنی جبر عصری۔ اجل موت

جرقہ۔ قریں ساتھی میں جبر

ظہری آدمی ہوا زلی ہے

لے بستہ جبر کمال

کے توہم میں اسی طرح امام

بھی توہم میں۔ واکہ تھوئیں

دنیا اور آخرت کے مصلحت

کا دال۔ پاکہ اقبلتین یعنی

بیت اطر اور بیت القدس

کا امام غلوت۔ اب اس کو

نہ تہائی کی ضرورت ہے نہ

چلو کشی کی وہ طالت میں اند

تھائی کے ساتھ ہے خاص

کے لئے حجاب نہیں ہو سکتی

شب بگاڑ۔ یہی اس کے

لئے ہر وقت دن ہے رات

کی تاریکی اس کے لئے حجاب

نہیں ہے۔

لے ملت۔ میں نہ اس

میں مرض ہے نہ ہر چیز کی

ضرورت ہے۔ بحر ان مرض

کی شہت بہشت۔ دو گاہ

اگر بہشت گشت۔ وہ لینے

اوصاف بفری سے برہنہ

ہو کر باگاہ خدادادی میں پہنچا

تو حضرت حق تعالیٰ نے اپنے

اوصاف کا لباس کھینچا دیا

اب وہ نہائی احاطہ والا ہے

خلعت۔ اب چونکہ وہ اوصاف

خود ذہنی سے متصف ہے

لے آجی پشت کی شمی میں
 اُس وقت تک ہے جب
 تک کہ میں خاک کی تیریش
 ہے۔ روت میں جہاں عوازیں
 سے کج ہوا جی ہے عالمِ بالا
 میں کجی جاتی ہے آوازِ غش۔
 جہاں طاق نے اُس ریح
 کو دیکھا تھا اور نہ وہ پر ملا
 میں پاؤں ہے چن بستان
 حضرت دم کو نیچے مڑنے کا
 مگر نہ کہہ سکتے ہیں کہ
 وہ کسی نے روح کو جسم کے
 کوئی میں تو یہاں کر دیا۔
 شہ پر اور ت۔ اور ت
 دگر میں سے غنا تہا
 کی ہر دھن کی دوسے وہ کوئی
 میں نہ دیا گیا نہ تہا۔ وہ
 اس کے سرنگوں ہو کر اُس
 نے سرنگی کی اور میں سے
 دور جانا تہا نہ تو کوئی جو
 وہ میں ہے اپنے پانی پر چلے
 کے دیاتے دور جاتی تو
 پانی سے خالی ہو گئی اُس پر
 سمندر نے دم کیا اور اُس
 کو دیا نہ دیا۔ روت کو جب
 دے۔ انکار بد جہاں میں
 ہوئی۔ دیکھا نہ کہ ختم ہوا تو
 بغیر سب اور بغیر محنت کے
 رہے وہ دعت کی رحمت
 پہنچی۔ اور اُس کو میں دیا
 سے۔ انکار۔ انسان کو
 قسب ہی کی جھوٹی پائیے
 نہ دیا۔ یعنی اہل اللہ۔ باز
 کثرت کے لئے ہے جس میں
 تہا۔ وہ بار بار شہادت دہ چہ

دُرُوبِ طشت ارچہ بُود اور دُرُوبِ خاک
 طشت کی شمی میں وہ دردمند کیوں تھی؟
 یارِ ناخوش پُروِ بَش بستہ بُود
 بے دوست نے اس کے پرِ بال پرانہ دینے کو
 چوں عتاب اہبطاً اُلکھتند
 جب انھوں نے نیچے اُتر کر عتاب برپا کیا
 بُودِ مروت از ملائک بیگماں
 باروتِ یقیناً فرشتوں میں سے تھا
 سرنگوں راں شد کہ از سر دور ماند
 وہ اندھا اس لئے ہوا کیونکہ وہ اس سے دور ہو گیا
 آں سب بخود را چو پُر از آب دید
 تو کوئی نے جب اپنے آپ کو پانی سے بھرا دیکھا
 در جگر چوں قطرۂ آبش نہ ماند
 جب اُس کے جگر میں پانی کا ایک قطرہ نہ رہا
 رحمت بے غلتے بے خدمتے
 بغیر سبب، بغیر تحفہ کے رحمت
 اللہ اللہ گرد دریا باز گرد
 خدا کے لئے، دریا کی جانب واپس ہو
 تا کہ آید لطف بخشایش گری
 حق کر بخشش کی نسیبانی آ پینچے
 زردی رُو بہترین رنگہاست
 چہرے کی زردی رنگوں میں سب سے بہتر ہے
 یک سُرخِی برُخے کا لامعت
 لیکن اُس چہرے پر سُرخ ہو چکا رہے

شومی آئینِ شس اجوای خاک
 خاک کے اجڑاؤ کی آئینہ شس کی جہت کی وجہ سے
 ورنہ او در اصل بس بر جستہ بُود
 ورنہ وہ اصل میں بہت تیسرا تھی
 بچو ہا روتش نگوں اوختند
 اُس کو باروت کی طرح اُٹھ دیا
 از عتابے مُشدِ معلق ہچماں
 وہ عتاب کی وجہ سے اس طرح ہٹکا دیا گیا
 خویش را سر ساخت نہایش لاند
 اُس نے اپنے آپ کو سر بنایا، تنہا آگے چل دیا
 کرد استغنا و از دریا بُرید
 اُس نے بے نیازی بڑی اور دیر سے جدا ہو گئی
 بحر رحمت کرد اورا باز خواند
 سمندر نے رُحمت کیا، اُس کو دیر میں دیا
 آید از دریا مبارک ساعے
 دریا سے مبارک وقت میں آتی ہے
 گرچہ باشند اہل دریا باز زرد
 اگرچہ دریا والے زرد ہوں
 سُرخ گرد و روی زرد از گوہری
 جو ہر جی سے زرد چہرہ سُرخ ہو جائے
 زانکہ اندر انتظار آں نقاست
 کیونکہ وہ اُس ملاقات کے انتظار میں ہے
 بہر آں آمد کہ جانش قانع ست
 اس لئے آتی ہے کہ اُس کی جان قانع ہے

چرچم دانہ دہ سے زرد ہے اُس میں جسم پیدا ہو جائے گا۔ زردہ سُرخ ہو جائے گا۔ زردی۔ اہل اللہ
 کا چہرہ زرد، ان کی ملاقات کے انتظار کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایک سُرخ۔ جو ایک مقام پر مبارک نہیں
 ہوتا ہے۔ اُس کا چہرہ سُرخ رہتا ہے۔

کہ طمع لاغر کند ز رز و ذلیل

کیونکہ لالچ کمزور، زرد اور ذلیل کرتا ہے

چوں بہ بیند روی زرد بے سقم

جب بغیر بیماری کا زرد چہرہ دیکھتی ہے

چوں طمع بستی تو در انوار ہو

جب تو نے اللہ تعالیٰ کے انوار کو طمع واپس کر لی

نور بے سایہ لطیف فعالیت

بے سایہ نور، پاکیزہ اور بندہ ہے

عاشقان غریاں مہی خواہند تن

عاشق ننگے بدن کے خواہاں ہیں

روزہ داراں را بؤداں نان خواں

دعوتی اور خوان، روزہ دار کے لئے ہے

نے زرد و علت آید آں علیل

وہ زرد اور بیماری کا مریض نہیں ہوتا ہے

خیرہ گردد عقل جالینوس ہم

جالینوس کی عقل بھی حیران ہوجاتی ہے

مصطفیٰ گوید کہ ذلت نفسہ

مصطفیٰ فرماتے ہیں کہ اس کا نفس ذلیل ہو گیا

آں مشکبک سایہ غربالیت

جاہلدار سایہ، چھلنی والا ہے

پیش عینیناں چہ جامہ چہ بدن

نامزدوں کے لئے کیا کپڑا، کیا بدن؟

خرگس راجا باجرہ دگ داں

جڑی لمبی کے لئے کیا شوربا، کیا چولہا؟

دیکر بار است عامی شاہ از ایاز کہ تاویل کا خود کو مشکل منکر

شاہ کا ایاز سے دیکھو کہنا کہ اپنے کام کا مطلب بتا اللہ منکروں اور

وطاعیناں حل کن کہ ایشان اور التباس ہا کرن مرثیت

معرضوں کی مشکل کو حل کر دے، کیوں کہ ان کو شبہ میں مبتلا چھوڑ دینا مرثیت نہیں ہے

ایں سخن از حد و اندازست بیش

بات حد اور امانہ سے زیادہ ہے

ہیں بگواحوال خود را لے ایاز

ہاں اے ایاز! اپنے احوال بتا

ہست احوال توا ز کاں نوی

تیرے احوال، نئی کان کے ہیں

ہیں حکایت کن از احوال خوش

ہاں اپنے اچھے احوال بیان کر

لے ایاز انکوں بگواحوال خوش

اے ایاز! اب تو اپنے احوال بتا

گرچہ تصویر حکایت شد دراز

اگرچہ حکایت کا نقشہ دراز ہو گیا ہے

تو بدیں احوال کے رش شوی

تو ان احوال پر کرب راضی ہوتا ہے؟

خاک احوال درس پنج و شش

پانچ چھ کے سبق کے احوال پر خاک پڑے

لے احوال۔ وہ کیفیات جو سالک پر طاری ہوتی ہیں۔ کان نوی۔ تیرے اور میرے احوال طاری ہوتے ہیں۔ بدیں احوال۔ میری جو کیفیات سے حاصل ہو چکی ہیں۔ ہیں۔ اپنی اچھی کیفیات کی بات

نہ، شش۔ جہاں اور پنج حواس کی باتوں پر خاک ڈال۔

لے کر طمع جو مزید دریا

کے لالچ میں رہتے ہیں وہ

لاغر اور زرد گرد رہتے ہیں۔

لے زرد۔ ابن اللہ کے چہرے

کی زردی زرد اور بیماری

کی وجہ سے نہیں ہوتی ہے

چوں بہ بیند۔ ابن اللہ کے

چہروں کی زردی جب کسی

بیماری کی وجہ سے نہیں ہے تو

اعلیٰ مظاہر ہی اُس سے حیران

ہوتے ہیں چوں طمع جب

سالک اللہ تعالیٰ کے انوار

سے اپنی طمع واپس کر دیتا ہو

تو انکے نفس کو ذلت حاصل

ہوتی ہے۔ نور بے سایہ جب

بشری صفات بالکل فنا

ہوجاتی ہیں تو سالک کو نور

بے سایہ حاصل ہوجاتا ہے

اور اگر صفات بشری باقی

رہتی ہیں تو نور بے سایہ حال

نہیں ہوتا بلکہ ایسا نور

مائل ہوتا ہے جیسے چھلنی

میں سے گذر کر نور اُس

میں کچھ نور ہو گا کچھ سایہ ہو گا۔

لے عاشقان جو عاشق ہیں

وہ بالکل بشری صفات سے

ماری ہوتا چاہتے ہیں نامزد کو

اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی

دور و دار جو بدمعاش کرتے

ہیں بشری صفات سے

خالی ہوجاتے ہیں تو یہ خواں

نعت اُن روزہ داروں کی ہے

ہے دنیا دار جو بڑی کمی جیسے

ہیں انکے لئے شوربا اور چولہا

یکساں ہے وہ اپنی کو چاہتے

ہیں۔ بائول۔ مصلحتی۔ آہن

سخن۔ یعنی محبوب کی باتیں۔

ملہ مال باطن۔ ایا نے
کہا اگر مٹی احوال قابل
ہیں تو کھڑی احوال
نہیں رہتے کیا کہتا ہے
دیتا ہے۔ طاق یعنی خاص
ملہ جفت یعنی تقصیر کا
ساتھ مل سنا کر نہ لکھ
گھر کی ہر پانی ہو تو اسحاق
کی جھپٹاں تو کھڑی ہو جاتی ہیں
زبان میں نہ تو کھڑی رہتی
ہوتی ہے کہ اگر اس کا ایک قطر
سمندر میں گر جائے تو سمندر
کا کھار اچھی جھ ہو جائے۔ قد
ہزاراں۔ احوال کا بقا نہیں
ہے وہ طاق ہوتے ہیں اور جھ
عالم کی کھڑی جلتے ہیں۔
ملہ مل۔ ہر روز کا حال
کو معدوم ہو جاتا ہے اور
دوسرا مل آتا ہے جھ جھ
نہر کا پانی گذرتا رہتا ہے اور
اُس کی جگہ نیا پانی بھرتا
ہے۔ شادی۔ ہر روز ایک نئی
خوشی حاصل ہوتی ہے اور
لڑکے لڑکھانیا اثر ہوتا ہے۔
تحلیل جو عارف صابر میں وہ
اپنے احوال کو اس طرح ٹوٹا
ہے جس طرح کوئی مقرر ہوتا
کو نوازتا ہے۔
تو جھ جھ جب انساں
صبح کو سوکھتا ہے تو اُس
کے ذہن میں ایک نیا خیال
آتا ہے۔ غلط میں نے یہ
غلط کہا کہ صبح کو خیال مہمان
بکرتا ہے صبح بابت یہ کہ
صبح ہی کو نہیں بلکہ ہر وقت
خوشی وغیرہ خیال انسان
کے ذہن میں آتا رہتا ہے۔
لے خلیل حضرت ابراہیم

حال باطن گرنی آید بگفت
باطن کا حال اگر کہنے میں نہیں آ سکتا
کہ زلفِ بارِ نغمیہا ی مات
کیونکہ شکست کی ہنسیاں یار کی مہربانی سے
زاں نبات اگر در درِ دریا رود
ہر اُس شکلی گرد بھی سمندر میں پہنچ جائے
عہد ہزار احوال عالم میں خنیں
ہر طرح، عالم کے لاکھوں احوال
حال ہر رونے بہ دی ماندنے
ہر روز کا حال کل کی مانند نہیں ہے
شادی ہر روز از نوع دیگر
ہر روز کی خوشی ایک دوسری قسم کی ہے

حال ظاہر گوشت طاق و جفت
میں جمے طاق اور جفت میں ظاہر کا حال میں کرکٹ
گشت بر جاں خوشتر از قند و نبات
جان کیلئے قند و شکر سے زیادہ اچھی ہو گئی ہیں
تلخی دریا ہمہ شیریں شود
سمندر کا کھار اچھ سب میٹھا ہو جائے
باز سومی غیبے قند لے آئیں
اے انتظار! ہر غیب کی جانب چلے گئے
ہچو جو اندر روش کش بندنے
ہر کجائی ہونے میں وہ ہر چیز کوئی بند نہیں ہے
فلکرت ہر روز را دیگر اثر
ہر روز کے فکر کا اثر دوسرا ہے

تمثیل تن آدمی بہمانخانہ و اندیشہاے مختلف ہچوں
آدمی کے جسم کی مثال مہمان خانہ ہے اور مختلف فکریں مہمانوں کی طرح
مہماناں و عارف صابر در انا اندیشہاچوں مرد مہمان
ہیں اور عارف، صابر اُنہ نکلوں کے معاملہ میں مہمان
دوست غریبے از خلیل وار
دوست غریب نواز، براہیم خلیل اللہ کی طرح ہے

بست مہمانخانہ میں تن کیوں
لے جواں! یہ جسم مہمان خانہ ہے
نے غلط گفتہ کہ آید و مبدم
نہیں میں نے غلط کہا۔ لمو بہ لمو آتا ہے
میزبان تازہ رو شوائے خلیل
اے خلیل! قصہ پیشانی والا میزبان میں
ہر چہ آید از جہان غیب و ش
غیب سے جہان سے جو آئے

ہر صبا حے ضیف نو آید دواں
ہر صبح کو نیا مہمان دواں آتا ہے
ضیف تازہ فلکرت دی و غم
خوشی اور رنج کے فکر کا نیا مہمان
در مبند و منتظر شود رسیل
دروازہ بند نہ کر اور راستہ میں منتظر
در دلت ضیفست اور اوار خوش
وہ تیرے دل میں مہمان ہے اسکو خوش رکھ

ہیں گویا میند اندر گردنم کو ہم اکنون باز پردہ عدم
خبر از آنکہ کہ یہ میرے گئے کا بارین گیا کیونکہ وہ بھی اب عدم کی قیاسی پردہ کر گیا

حکایت آل مہمان وزن خداوند خانہ کہ آہ باران گرفت
مہمان اور مگر کے ملک کی بیوی کی حکایت کہ اپنے بارش جم گئی

ومہمان در گردن ماماند

اور مہمان ہماری گردن میں چڑ گیا

آں یکے را بیکہاں مدقق ساخت اور انجو طوق اندر عشق

ایک (میزبان) کے یہاں بے وقت مہمان آگیا اس نے اسکو گلے کے طوق کی طرح پٹایا

خوال کشید اور اگر امتہا نمود آں شب اندر کوی ایشاں موبود

اچکے نے دسترخوان بچھایا، تواضع کی اس رات میں ان کی گلی میں شادی سرگئی

مرد زن را گفت نہہانی سخن کا مشبے خاتون و جامہ خواب

شوہر نے بیوی سے آہستہ سے کہا اے خاتون! کب رات کو ڈوبترے بچھاتا

بستر مارا بگستر سوی در بہر مہمان گستران سوی در

ہمارا بستر، دوزانے کی جانب بچھایا مہمان کے لئے دوسری جانب بچھایا

گفت زن خدمت کنم شادی تم بیوی نے کہا خدمت بجالاؤ گے خوش ہوگی

ہر دو بستر گسترید و رفتن بیوی نے دونوں بستر بچھائے اور چلی گئی

ماند مہمان عزیز و شوہر شس مہمان عزیز اور اس کا شوہر رہ گئے

در سمر گفتند ہر دو منتخب دونوں شریفوں نے کہانی میں ذکر کیا

بعد از ان مہمان از خواب از سمر اٹکے بعد نیند اور کہانی کی وجہ سے مہمان

شوہر از نخلت بد و چیز نگفت شوہر نے شرمندگی کی وجہ سے اس سے کچھ نہ کہا

ملے ہیں کسی مہمان خیال کو یہ دیکھ کر کہ میری گردن کا بار بن گیا حکایت۔ بیوی نے مہمان کو گلے کا بار بکھا خداوند غافل گھر والا۔ سہلان سے رت قفق۔ مہمان، قفق۔ گردن، مہمان شادی میاں۔

۱۵ مرد۔ شوہر نے بیوی سے کہا کہ آج چونکہ مہمان بھی ہے دو بستر بچھانا۔ جامہ خواب۔ سونے کا بستر۔ بستر مارا میرا بستر دوزانے کے قریب بچھانا۔ اور مہمان کا بستر اندر بچھانا۔ مسیح و طاعت۔ ششما اور گرد۔

۱۶ غافل۔ شوہر شادی والا گھر۔ نقل۔ چیتا۔ ستر۔ رات کی کہانی۔ منتخب۔ میزبان۔ مہمان دونوں پر غرضہ شخص تھے۔ بعد ازاں۔ کھلنے اور کہانیوں کے بعد مہمان نے بیوی کے بستر پر لیٹ گیا۔ شوہر نے مہمان سے یہ نہ کہا کہ آپ کے سوچنے کے لئے دوسرا بستر ہے۔

شد دران بستر کہ ہر آن سوی در

اس بستر میں چلا گیا جو دروازے کی جانب تھا کہ تڑا اس سوسٹے جان غای نخت

کہ اے جان! تیرے سونے کی جگہ اس جانب ہے

لے جو اکثر بہران آں
قرابے جو بات بیوی سوتے
ہوئی تھی وہ اتنی ہو گئی -
آنقب - اس رات ایسی
بارش ہوئی کہ آنکھیں پرکھ کر
پڑ گئی تھیں غراں - ننگا -
مہاں - مہاں کو شوہر کو بکھر
آنکھیں پونے کی گئی تھیں -
پھر مہاں کو شوہر کو بکھر
گئی کہ جس چیز کا مجھے ڈر تھا
وہی ہوئی -
تو مرنے مہاں - اب کچھ اور
بارش کی طرح ہے مہاں روانہ
نہ ہو گا - صابون سلطانی -
کسی شخص کے لئے ایک مع
پر کوئی چیز بادشاہ کی جانب
سے مقرر ہو جائے گی کچھ عورت
دارم - میرے پاس چمچے
کے موزے ہیں مجھے کچھ
کی فکر نہیں ہے -
تو سن روان کتنے چتے
وقت مہاں نے یہ باتوں
کو رد مادی - در سفر دنیا
کی زندگی سفر کی حالت
ہے اور منزل آخرت ہے
سفر میں خوشی اور آرام
رہزن بنت ہے گفتا بہرود
یعنی مہاں کا شہرہ فرد -
بہ ہے مثال بزرگ تھا
اراح - طبیعت -
وش طبیعت کی بنا -

کہ برای خواب تو لے بوا لکرم
کہ اسے بزرگ! تجھے سونے کے لئے
آں قرابے کہ بزنا اودادہ ہوو
وہ بات جو اس نے بیوی سے طے کی تھی
آنشب انجام سخت بارانی گرفت
اس رات کو وہاں سخت بارش ہونے لگی
زن بیامد بر گمان آنکہ شو
بیوی آئی، اس گمان سے کہ شوہر
رفت عریان ز لحاف اندم عری
دھن گئی بیکر فوراً لحاف میں گھس گئی
گفت می ترسیدم لے مردکلاں
اس نے کہا اے بزرگ میاں! میں ڈرتی ہوں
مرد مہاں را رگل و باران نشانہ
مہاں شخص کو کھینچ کر بارش نے بھاڑا
اندیس باران و گل او کے رود
اس بارش اور کچھ میں ہم کب جائے گا
زود مہاں جسے گفت زن بہل
جلدی سے مہاں اٹھا اور بولا اے عورت! جلد سے
من زواں شتم شمارا خبر باد
میں چل دیا، اتن سلامت رہو
تا کہ زو تر جانب معدن رود
تاکہ بہت جلد کان کی جانب چل جائے
زن پشیاں شذراں گفتا بہرود
عورت اس سرد بہری کی بات سے شرمندہ ہو گئی
زن بے گفتش کہ آخر لے امیر
عورت نے اس سے بہت کہا کہ اے سردار! آخر

بستر آں سوی دگر افگندہ ام
میں نے بستر دوسری طرف بھجوا دیا ہے
گشت مبدل اں طرف مہاں غنود
بدل گئی، اور اس جانب مہاں سو گیا
کہ رشکوہ ابرشاں آمد شگفت
کہ امیر کی بیست سے وہ حیران ہو گئے
سوی ز خفته است آنسواں غو
دروازے کی جانب سویا ہوا دروازے کی جانب درختی
داد مہاں را بر غبت چند بوس
اور رغبت سے مہاں کے چند بوسے سے
خود مہاں آمد مہاں آمد مہاں
دہی ہوا، دہی ہوا، دہی
بر تو چوں صابون سلطانی باند
ختم پر شاہی ٹیکس کی طرح ہو گیا
بر سر و جان تو آو تاواں شود
آپ کے سر اور جاں پر وہ تاواں ہے گا
موزہ دارم من ندام غم ز رنگ
میرے پاس موزہ ہے مجھے کچھ کا فکر نہیں ہے
در سفر بیدم لب دارم روح شاد
نواکے سفر میں بخوشی رہے گی روح خوش ہو
کایں خوشی اندر سفر رہزن شود
کیونکہ یہ خوشی سفر میں رہزن بن جائے گی
چوں رسید رفتاں مہاں فرد
جبکہ وہ گیا مہاں بھوک گیا اور چلا گیا
کہ مراے کردم از طبیعت کیر
میں نے مذاق کیا ہے، مذاق سے رنجیدہ نہ ہو

سجدہ وزاری زن مرنے نہشت

مرمت کے جسے اور عاجزی نے اندہ نہ دیا
جامہ ازرق کروڑاں پس مردوں
جاں بھیجی نے اس کے بعد بچے بیسے کرتے
میشد و صحرا ز نور شمع مرد
وہ جا رہا تھا اور جنگل مرد کی شمع کے نور سے
کرد مہمانخانہ خانہ خویش را
اس نے اپنے گھر کو، مہمان خانہ بنا دیا
در درون ہر دواز راہ نہاں
مخفی راہ سے وہ دروں کے درمیان ہیں
کہ غم یا خضر صد گنج خود
کریں خضر را تھا، خضر کی بیگم کوں خولنے

زفت ایشان را در آن حشر گذشت

وہ جو ایک اذان کو جس حشر میں جموں گیا
صورتش دیدند شمع بے لگن
انھوں نے، اسی صفت سے شمعوں کی شمع دیکھی
چوں بہشت از ظلمت گشت فرد
بہشت کی طرح رات کی تاریکی سے جدا ہو گیا
از غم و از فحلت این ماجرا
اس فتنہ کے رنج اندھ شرمندگی کی وجہ سے
بہرناں گفتے خیال مہیاں
ہر وقت مہمان کا خیال کرتا
می فشانم یکے وزی تاں بخود
میں نے بھیرے انگلیں تھپااحتہ نہتے

تمشیل فکر ہر روزینہ کہ اندر دل آید مہمان نو کہ از اول روز

ہر روز جرمیاں دل میں آتا ہے اس کی مثال دینا آئے مہمان کیسے تو جیسے جیوں میں
درخانہ فرد آید و حکم و بدخوی کند و فضیلت مہانداری
میں میں آیا ہے، مددگار جاتا ہے اور مہمان کی فضا میں

و ناز مہمان کشیدن

اور مہمان کی ناز برداری کرتا

ہر دمے فکر ہے چو مہمان عزیز

ہر وقت عزیز مہمان کی طرح ایک فکر
فکر راے جاں بجای شخص راں
اپنے جان! فکر کو انسان کی طرح سمجھ
فکر غم گراہ شادی میزند
غم کا فکر اگر خوشی کی دھڑکی کرتا ہے
خانہ می رو بد بہ شادی او ز غیر
وہ سختی سے غم سے غم کو مہمان بردتا ہے

آید اندر سینہ ہر روز نیز

ہر روز اندر سینہ میں بھی آتا ہے
زانکہ شخص ز فکر واد قدر جاں
کیونکہ انسان فکر سے جان کی قدر کرتا ہے
کار ساز بہائے شادی میکند
وہ خوشی کے سادان بہشت کرتا ہے
تا بد آید شادی تو ز اصل خیر
تاکہ صاب غم سے، نئی خوشی آئے

لے جاتا رقی۔ رنج میں
نیلے پیرے پہنے جاتے ہیں۔
صفت۔ اس مہمان سے کچھ
رہن برسا تھا، ورجت کا منہ
میں گیا کرو، میں سزا دیتے ہیں
شرمندگی میں اپنے گھر کو مہمان
خانہ بنا دیا۔

لے کو حرم۔ دونوں مہیاں
پیری کے دل میں مہمان کا
تصور یہ کیا تھا کہ میں نہیں
فائدہ پہنچانے یا تحالیں تمہارا
مستور میں نہ تھا، آدھ غم بہم
نے تر جہنم پر کیا ہے یہی
وہ خیال کرتا تھا کہ میں تمہارا
دوست خضر تھا یہ معنی بھی
ہو سکتے ہیں کہ میں تمہارا ایک
دوست تھا، ورنہ خضر خدا کے
زیرا و خدا کے ذریعے میں
جاتے تو ہری رشتا داری کے
میں میں ہے فضیلت، فکر
خود، ناخوشگوار مہمان کو یہ
مزاج مہمان سمجھیں کی لعل
خدمت کرنی ہے محکم حکم
چلا۔

لے فکر۔ جان کی قدر داری
لے سے کہ میں میں توتے فکر
ہے، فکر غم ہو کر مہمان
خوشیوں پیش نہیں ہے۔ غم
تعلیق کر میں انسان دوسرے
انکار مہمان جاتا ہے۔ اصل غم
اٹھتا ہے۔

۱۵۔ ایک مرتبہ حضرت ایوبؑ
 کا صبر شہر ہے۔ صلیب خدا-
 کا ہی مہمان ہیں صحت۔۔۔
 صحت نش، بیکار و غم جس سے
 تعلق پیدا کرتے ہیں اس کو
 مار ڈالتے ہیں۔ غمناک یعنی
 حضرت ایوبؑ اس کا لحاظ
 رکھتے تھے کہ یہ صلیب اللہ
 کے حکم سے آئی ہے۔

اگر جب وہ سورج سے پہلے
 ہفت سال ایوبؑ با صبر رضا
 (حضرت) ایوبؑ صبر اور خوش کیا تو سات سال
 تا چروا اگر دو بلائی سخت زد
 تا کہ جب سخت تعبیت واپس ہو
 کہ محبت بامن محبوب کش
 کہ مجھ دست کش کے ساتھ محبت سے
 از وفا و خجالت حکم خدا
 وفاداری اور انصاف (تعالیٰ) کے حکم کے خلاف سے

تا بر موید برگ سبز متصل
تا خرامد سرو نواز ما ورا
تا نماید رخ زو یو شیدہ را
در عوض حقا کہ بہتر آورد
کہ بود غم بندہ اہل یقین
ر ز بسوزد از تبتہ ہمای شرق
چو مستارہ خانہ غامد میرود
باش همچو طالعش شیریں چشت
شکر گوید از تو با سلطان دل
در بلا خویش بود با ضیف خدا
پیش حق گوید بصدگوں شکر او
ز نو کرد ایتوب یک خط ترش
بود چون شیر عسل او با بلا
وہ مصیبت ہر دورہ از شہر کی طرح تے

فیشکر در سینه در آید نو بُو

غریب سینه تازہ بتازہ آتا ہے

کہ اعدائی خالی من شیزہ

کہ اسے میرے پیدا کرنے والے مجھے نیکے شے پہا

رَبِّ اَوْ رَغْنِ اِنْ اَشْكُرُ مَا اَزَى

لے رب بجز اے ال کہیں جو دیکھنا جوں سا مخلوق

آں ضمیر رُو ترش را پاسدار

خوشرو خیال کا توسط کر

ابرار اگر ہست ظاہر رُو ترش

ابر اگرچہ بظاہر خوش نام رُو ہے

فکر ت غم را مثال ابرداں

تو غم کے فکر کو بڑی طرح سمجھ

بُو کہ اُن گوہر بدست اُو بُود

جو سکتا ہے کہ کوئی گوہر اس کے ہاتھ میں ہو

وَرِ نِیاسِت گوہر و بُو و غنی

اگر گوہر اچھی نہ ہو اور وہ مال دار بھی نہ ہو

جای دیگر مودار و عادت

تیری عادت دوسری جگہ مفید ہوگی

فکر تے کنز شادیت مانع شود

وہ فکر جو تیرے لئے خوشی سے مانع ہو

تو مخواں دوچار دانش اَجواں

اے جوان! تو اس کو حقیر نہ سمجھ

تو مگو فرے ست اور اصل گیر

تو اس کی شاخ نہ کہ اس کو جڑ سمجھ

وَرِ تو اُن را فرع گیری و مُغیر

اگر تو اس کو شاخ اور مُغیر سمجھے گا

خند خنداں پیش اُو تو باز رُو

تو ہنستا ہنستا پھر اس کے سامنے جا

لَا تُخْرِقْنِیْ اِنْ لَمْ یَنْزِلْ مِنْ یَدِیْ

مجھے مجبور نہ کر مجھے اس کی جلالی مٹا کر

لَا تُعْقِبْ حَسْرَةً لِّیْ اِنْ مَضَى

اگر چلا جائے اس کے بعد حسرت سب دانہ فرا

آں ترش را چون شکر شیریں شمار

تو اس ترش کو شکر شکر شمار کر

گلشن آئندہ ستار و شورش

وہ جہنم پیدا کرنے والا ہے اور شورش کو مٹانے والا ہے

با ترش تور و ترش کم کُن چُشاں

اس طرح تو شورش کے ساتھ ترش روئی نہ کر

جہد کُن تا از تو اُو را ضی رُو د

جو کشش نہ تاکو وہ تجھ سے خوش جائے

عادت شیریں خود افریں کُنِی

تو اپنی شیریں عادت بڑھالے گا

ناگہاں روزے بر آید حاجت

اچانک کسی روز تیری مُراد بر آئے گی

آں با مود حکمت صانع شود

وہ خدا کے حکم اور حکمت کی بنا پر ہوتا ہے

بُو کہ نجی باشد و صابقران

جو سکتا ہے کہ وہ ستارہ اور عادت مند ہو

تا شوی پیوستہ بر مقصود چیر

تاکہ ہمیشہ مقصود پر غالب رہے

چشم تو دراصل باشد منتظر

تیری آنکھ جڑ کے لئے منتظر رہے گی

لے فکر جوئے نئے افکار

دل میں آئیں انگوٹھی خوشی

قبول کر کہ خوشی سے قبول

کرنا یہ ہے کہ تو نہ دعا کر کاٹ

تقلے جس فکر کے شر سے مجھے

مخوف نہ کر اور مجھے اس کی

بھلائی سے مجبور نہ کر جو میں

تیری جانب سے دیکھوں اس

پریشانی کو اور اس کے چلے

جانے کے بعد مجھے یہ حسرت نہ

جو کہ میں نے کبھی نہیں کیا

آہر زین کے لئے ابر شورش

ہے لیکن دی ہیں یہاں دیکھتا

ہے اور اس کے شور میں کو

زائل کر دیتا ہے۔

لے نکرت اپنے غم کو بڑ

کی طرح سمجھ اور اس کے فوائد

پر فوٹ کر تو جو سکتا ہے کہ

اس شخص تیری غیر لغو ہو

وہ جانتا ہے کہ یہ غم ہی مفید نہیں

ہے تو تیرے مہربان کا کار

اعزاز کا سبب ہے۔ جانتی ہو

یہ میری عادت دوسری جگہ بھی

مفید ہوگی۔

لے عکسے جو ہم شادی

سے مانع ہوتا ہے وہ بھی دانش

کے حکم سے ہوتا ہے۔ اور اس

میں کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی

ہے۔ دیکھنا تاکہ دعا دہی

یعنی حقیر صاحب قریں مدد خوش

نہی ہے جس کی ولادت یافتہ

کے مستقر کے وقت زمل

اور شوری ایک برج میں

ہوں۔ تو گوہر اس فکر کو اصل

سمجھ اور اس کو مقصود بنانا کہ

مقصد کی بود تو مقصود کی

خود اور اس کا منتظر بیگا۔

زہر آمد انتظار اندر چشیش

اختلاف از ادائے میں زمرہ ہے

اصل واں آزمائے کشش کر کنار

اٹس کو جز بھروسہ کو مل میں لے لے

دائما در مرگ ہشی زان روش

اس روش سے تو ہمیشہ موت میں رہیگا

باز رہ دائم زمرگ انتظار

موت کے انتظار سے ہمیشہ نجات حاصل کر

نواختن سلطان محمود ایاز را

سلطان محمود کا ایاز کو نوازنا

لے ایاز پر نیا زہد کیش

لے نیاز مند سہانی کے طریقہ والے ایاز!

نے بوقت شہوت باشد غبار

شہوت کے وقت تیرے لئے غبارش ہے

لے بوقت خشم و کینہ صبر ہا

خشم اور کینہ کے وقت تیرے صبر

ہست مردی این آں ریش ذکر

مردانگی میں ہے، زندہ وارمی اور شرمگاہ

حق کرا خواندست ذکر آں حال

حق کو، خدا تعالیٰ نے تیرے حال میں نرہ کہا ہے

روح جیواں را چہ قدر است پیر

لے بیٹا! جیوانی روح کی کیا قدر ہے!

صد ہزاراں سر نہادہ بر شکم

ہاتھوں سزاں، پیٹ پر رکھی ہوئی ہیں

تا توانی بندہ شہوت شو

جب تک تجھ سے ہو سکے شہوت کا غلام نہ ہی

ورنہ شہوت خان مات بر کند

ورنہ شہوت تیرا گھر بار اکھاڑ دے گی

روسی باشد کہ از جولان کیر

رہی ہوگی کہ (مردی) شرمگاہ کی حرکت ہے

صدق توازن کرو زکوہ ستیش

تیری سچائی سند اور ہمارے نیاز ہے

کہ رو عقل چو کوہست کاہ دار

کہ تیری پہاڑ جیسے عقل کی طرح ہو جائے

سست گرد و زقرار و در شہوت

نکاح اور جماع میں سست ہونے میں

ورنہ بویے میر میراں کسیر خر

ورنہ گدے کی شرمگاہ سرور مل کی سرور ہوتی

کے بواوین جسم را آں جا مجال

ہاں اس جسم کی کہاں گنجائش ہے؟

آخر از بازار قصت باں گذر

آخر قصائیں کے بازار سے گذر

آرزشاں از دُنب واز دم کم

جن کی قیمت چمکی اور ڈی سے سستی ہے

در پے شہوت کمن دل را گرو

شہوت کے پیچھے دل کو گردی نہ کر

زندہ ات در گوشت ایک فلند

تجھے زندہ اندھیری قبر میں پھینک دے گی

عقل اُد موشے شود شہوت چو شیر

انسانی عقل جیسے موش، اور شہوت شیر جیسی ہوجاتی

لے آہر صوفی رہن لوف

ہر وقت ہر گھنٹہ سے آہر

میں کہنے کے اسرار سے کسی

ہر گھنٹہ کہتا ہے کسی اسرار

وصفت کے عشق کا شریک ہے

صدق کیش، وہ جس نے سچائی

کو ذہب بنا لیا ہو عقار -

غرض کہ تیرے ہستی پہاڑ میں

عقل کے کج طرح ہو جائے -

لے کے، ہر طور پر انسان

غصہ صبر و ثبات کو چھوڑ

دیتا ہے، بہت - فصل

موت ہی ہے کہ غصہ کے

وقت انسان اپنے آپ پر

تیار ہے، وارمی اور کشتاں

پہرہ کی کا، حق نہیں ہے

اور گھر کے شرمگاہ و شہوت

حق - خدا تعالیٰ نے دیا

ان لوگوں کو کہا ہے جس کی کشتا

معتدی ہوگی ہے اور دروغ

سے مراد نہایت جوتی نہیں

ہے -

لے صد ہزاراں - درج

جیوانی کزت کا سطر یکستا

ہو تو قصائیں کے بازار میں

جا کر کھوے، قدر - قیمت

شہوت، شہوت پرستی انسان

کی ہرادی کا باعث ہے اور

انسانی کو زندہ در گردن کر دیتی

ہے، جس کی، خافض صفت

شہوت میں اندھی ہوجاتی ہو

وصیت پدر دختر اگر خود را نگاہ دار تا حاملہ نشوی ازین شوہر
 آپ کی بیٹی کو نصیحت کریں کہ مخالفت کرے تاکہ تو اس شوہر سے حاملہ نہ ہو جائے

خواجہ بودست اورا دختر کے
 ایک صاحب کے ایک لڑکی تھی
 گشت بالغ داد دختر را بشو
 وہ بالغ ہو گئی اس نے وہ شوہر کر دے دی
 خربزہ چوں در رسد شد آنک
 خربوزہ جب ایک مالٹا پہ پہنچا ہوا ہے
 چوں ضرورت بود دختر را بداد
 چونکہ مجبوری تھی، لڑکی دے دی
 گفت دختر اگر بس داماد تو
 اس نے لڑکی سے کہا کہ تو اس داماد سے
 کر ضرورت بود عقد این گدا
 اس نے کہا کہیں فقیر سے شادی مجبوری سے تھی
 ناگہاں بچہ شد ترک ہر
 اچانک بھاگ جائیگا، سب کو چھوڑ دے گا
 گفت دختر لے پدر خدمت کنم
 لڑکی نے کہا اے آبا! تمہیں کروں گی
 ہر دور و نئے ہر سر رونے آں پدر
 ہر دور سے اور تیرے دن وہ باپ
 این چنینی قومے بعالم ہم میند
 دنیا میں ایسے لوگ بھی آتے
 حاملہ شد ناگہاں دختر ازو
 اچانک لڑکی اس سے حاملہ ہو گئی
 از پدر آں انہاں میداشتش
 اس نے اس کو باپ سے پہلے رکھا

زہرہ خدے مد رخنہ میں بکے
 زہرہ جیسے خار والی پائے جیسے چرے الی پاندی بکے
 شوہر نو داند رکفایت کفو او
 شوہر حیثیت میں اس کا ہمسر نہ تھا
 گر نہ بشکافی تبہ گشت دہلاک
 اگر تو اس کو نہ چیرے گا، تباہ اور برباد ہو جائیگا
 او بنا کفوے ز تحلیف فساد
 اس نے فساد کے ذریعے غیر سسر کو
 خوشی تن پر سیز کن حامل مشو
 اپنے آپ کو بچھا، حاملہ نہ ہو
 این غریب خوار را بنمود وفا
 اس ذلیل، فقیر میں وفا داری نہ ہوگی
 بر تو طفل او بماند مظالمہ
 اس کا بچہ تیرے زور بادش ہو جائے گا
 ہست بندت دل پذیر و مقتنم
 آپ کی نصیحت مان کر گئے والی اور نصیحت ہے
 دختر خود را بفروودے خذر
 لڑکی کو بچنے کا حکم دیتا
 کن چنینی نوع نصیحت گر شدند
 کہ اس طرح کی نصیحت کر نیوالے جوتے ہیں
 چونکہ ہر مرد جو ان خاتون شو
 چونکہ شوہر ان بیوی دونوں جوان تھے
 چنچ ماہر گشت کو دلت کشش
 بچہ پانچ یا چھ مہینے کا ہو گیا

لے وصیت پدر ہر شوہر
 کا طالعہ یہ ہے کہ لڑکی شوہر
 سے مطلوب ہو گئی تھی چنچ
 زہرہ پاندی جیسے جسم والی
 نکو ہمسرہ آجناک آباد
 ماہ - تحریف لڑا بیسی
 جوان لڑکی ہے کئی خالی نہ
 کرے۔
 لے گفت باپ نے اس
 لڑکی کو حاملہ نہ ہونے کی نصیحت
 کی۔ تقدیر میں نکاح نہ ہو سکتا
 یعنی چھوڑ کر بھاگ جائیگا۔
 منکر ظلم کی بادشت خذر
 بچاؤ۔
 لے آج نہیں سولہ کہتے
 ہیں کہ ایسے ہر قوفہ ہی دیا
 میں ہیں جو اس طرح کی بیو
 نصیحت کر کے وہ کوکھ
 میں بیٹ کا بچا۔

گشت پیدا گفت بابا چیست این

رو ظاہر ہو گیا، بارانے کہا یہ کیا ہے؟

آں وصیتہای من خود باد بود

دو میری نصیحتیں خود باد ہوائی ہوئیں

گفت بابا چون کنم پر سیر من

اُس نے کہا آیا! میں کیسے بھجوں؟

پندہ را پر سیر از آتش کجاست

روٹی کا آگ سے کہاں بچاؤ ہے؟

گفت کے گفتم کہ سومی او مرو

اُس نے کہا میں نے ک کہا تھا کہ تو اسکے پاس جا

در زمان حال و انزال و خوشی

کیفیت اور انزال اور لذت کے وقت

گفت کے دانم کہ انزاش کیست

اُس نے کہا مجھے ک معلوم تھا کہ انکسار انزال کب ہوگا

گفت چون شمش کلا بدید شود

اُس نے کہا، جب اُس کی آنکھیں چرخیں

گفت تا چشمش کلا بدید شدن

اُس نے کہا، اُس کی آنکھیں پڑھنے تک

نیست ہر عقل حقیرے پاندار

ہر حقیر عقل، مضبوط نہیں ہے

من گفتم کہ ازو دوری گزیر

میں نے تجھے نہیں کہا تھا میں سے دوری اختیار کر

کہ نکرورت پند و عظم بیج سود

کیونکہ میرے عطا اور نصیحت نے کوئی مائدہ نہ

آتش و پندہ است بیشک مژدن

مرد و عورت آگ اور روٹی ہیں

یاد آتش کے حفاظت تفتات

یا آگ میں نگہداشت اور بچاؤ کہاں ہے؟

تو پذیرای منی او مشو

وہ کہا تھا، تو اسی منی کو قبول کرنے والی دہ

خوشیشتن باید کہ ازوے در کشی

جا بیئے (تھا) کہ اُس سے اپنے آپ کو کھینچیں

ایں نہان و بنیات دور دست

یہ پوشیدہ اور انتہائی بعید ہے

فہم کن کاں وقت انزاش بود

سمجھ لیں کہ اُس کے انزال کا وقت ہے

کو دیگر در ز شہوت چشم من

شہوت سے میری آنکھیں اندھی ہوائی ہیں

وقت حرص و وقت جنگ کا زار

حرص کے وقت اور جنگ کا زار کے وقت

لے اور میری ہر نصیحت

ہر حقیر عقلی گفت، ولی

لے ہے کہا چہ، اگر آگ

اور روٹی کس جگہ ہو دوری

کب پاؤں رکھتے ہے جفاک

مجدد شہوت، بھلا چھاؤ

گفت بارانے کہا کہ میں نے

شہوت کے پس جانے کو منع

نہیں کیا تھا جتنی میزانِ انزال

کے تحت اپنے آپ کو مضبوط

کر بیئے تو کہا تھا۔

گفت، ملا نے کہا

مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے

کون کونزالی کس وقت

ہو رہا ہے۔ دور دست۔

مقام جان پہچان مشکل ہے۔

کلا بدید، آنکھوں کو چرچہ جانا

کوئی نظر نہ آئے گفت۔

روٹی نے کہا کہ اُس وقت حوس

خوشہوت سے اندھی ہوتی

تھی حدِ حرص، لالچی اور

جنگ میں بہت کم عقلیں قائم

رہتی ہیں۔

وقت ابنِ صوفی

صاحب کے وقت سے یہ بتایا

ہے کہ جنگ کے وقت اُن

کی عقلیں بیکار ہو جاتی تھیں یعنی

صاحب، منافقانہ کے سایہ میں

پہتے مجاہدے کی شفتیں

نہ ٹھانی تھیں مگر اُن کی

جوسی سے اپنے آپ کو کامل

رہاں سمجھتے تھے، گفت۔

شہنشاہِ مولانا کی طرف لوگ

آنکھوں سے غصا کرتے

ہیں۔

وصفِ ضعفِ دلی و سستی صوفی سایہ پروردہ مجاہدہ

اُس صوفی کے دل کی کمزوری اور سستی کا بیان جو اس نے اپنے وقت، مجاہدہ نہ کئے

ناکردہ درود داغ عشق ناچشیدہ، بسجود دست بوس

ہوئے تھا، عشق کا درد اور داغ نہ کچھ ہوئے تھا، سجدے اور عمام کی دست بوسی

عام و بحر مت نظر کردن و بانگشت نمودن ایشان کہ

اور احسان سے دیکھنے اور اُن کی تعجبی اُٹھانے سے

امروز در زمانہ صوفی اوست غزہ شدہ و بوم ہم بیا شد چون

آج کلک دنیا میں صوفیوں کے وہ دھوکے ہیں ایسا تھا اور ہم کی باری میں سنا ہو گیا تھا

آن معلم کہ کو دکاں گفتند کہ رنجوری و باین ہم کہ من مجاہد

میں استاد کی طرح جس کو بچوں نے کہا تھا کہ آپ مجاہد ہیں اور میں ہم سے کہیں مجاہد ہیں

مرادیں راہ پہلوان میدانند باغازیاں بغزارفتہ کہ بظاہر

وگ کے اس راہ کا پھلوان سمجھتے ہیں، غازیوں کے ساتھ مجاہد میں چلا گیا وہ کس ظاہری

نیز بنمایم جہاد کہ در جہاد اکبر مشتقی ام جہاد اصغر خود پیش

جہاد ہی کروں گا، کیونکہ میں بڑے جہاد میں متاثر ہوں، چھوٹا جہاد میرے سامنے کیا

من چ محل دارد و خیال شیر در دیدہ و دلیر بہا کردہ و مست

وقت نکست ہے؟ اور شیر ہرنے اور بہادری کا نقشہ کچھ میں مجاہد اور ان

ایں دلیر بہا شدہ و رومی بدیشہ نہادہ بقصد شیر و

بہادریوں میں مست ہو کر اور شیر کے ارادے سے جنگ کا رُخ کیا اور

شیر بزبان حال گفتہ کہ کلا سوف تعلمون شمر

شیر نے زبان حال سے کہا کہ ہرگز نہیں، تم مغرب جان لو گے۔ ہر

کلا سوف تعلمون

ہرگز نہیں، تم مغرب جان لو گے

ناگہاں آمد قطار بق و وفا

اچانک جنگی غزہ و غزہ تھا اور جنگ شروع ہو گئی

فارساں را نندند تصفی صاف

غیسواں کی میدان جنگ کی صف کیوں نہ گم دے

سابقون السابقون در را نندند

سبق کر نیوالے پیش قدمی دے دوڑ گئے

باز گشتہ باغ نام سودمند

ملازم ہو کر غیبیوں کے ساتھ موت آئے

اوبروں انداخت نسیج چیز

اس نے اپنے ہر ایک ذرہ کوئی چیز نہ ل

زفت یک صوفی بلشکر در غزا

ایک صوفی جہاد میں لشکر کے ساتھ چلا گیا

ماند صوفی با بنہ و خیمہ و ضفاف

صوفی ساتھی اور خیمہ اور کھڑکیاں ساتھ رہ گیا

مشتقان خاک برج با ماندند

جہنم کے بومیں، (جہنم) جگہ پر رہ گئے

جنگہا کردہ مطلق آمدند

جنگ کے کامیاب واپس آ گئے

ارمغان دادند کئے صوفی تو نیز

انھوں نے تم کو دیا کئے صوفی تو نہیں لے

۱۵۰ چون سفر پہلے مولائے

تقدسنا تھا کہ کتب کے بچوں نے

آٹا و کھانا میرا بنا دیا تھا

جہاد اکبر میں انھیں کے ساتھ

جہاد نشستی، ممتاز جہاد

کافروں سے جہاد کرنا

۱۵۱ کلا سوف تعلمون

کافروں کے غلو خیالات کی

خود بینی ہے رکھا ہے کہ

مغرب حقیقت حال سامنے

آجائے گی، غزہ، جہاد قطار بق

جنگ کا شور و غلہ، جہاد

بیت سنان، مشقت غنوی

کی جگہ میدان جنگ مختلف

مست، رومیں۔

۱۵۲ جنگ، مجاہد جہاد میں

کامیاب ہو کر ان غیبت کے

ساتھ واپس آئے، ارتقاء۔

یعنی دلی محبت میں سے تم کو

پس بگفتندش کہ خستہ بی چرا
بعد از خون نے کہا کہ تو غصہ میں کیوں ہے
زاں تلمطف ہیج صوفی خوش نشد
اس مہربانی سے صوفی کچھ بھی غرض نہ ہوا
پس بگفتندش کہ آوردیم اسیر
تو انہوں نے اس سے کہا ہم قیدی لائے ہیں
سربشش تا تو ہم غازی شوکی
اس کا سر ختم کر دے تاکہ تو میں غازی بن جائے
کاب را گرد و وضو صد روشنی است
اگر گرجہ وضو میں پانی کے ٹیکڑوں نور ہیں
برد صوفی آں اسیر بستہ را
اُس بندے ہونے قیدی کو صوفی لے گیا
دیر ماند آں صوفی آنجا با اسیر
صوفی، قیدی کے ساتھ وہاں بہت دیر رہا
کافر بستہ دوست او شنیست
دووں ہاتھ بندھا کافر، تنس ہوجانے والا ہے
رفت آں یکے رخصت درخشیں
جس طرح میں، ایک اُس کے پیچھے چلا
ہیمو نر بالای مادہ آں اسیر
دو قیدی، مادہ پر نر کی طرح تھا
دستہا بستہ ہی غاسید او
ہاتھ بندے ہوئے کہ وہ چسپا رہا تھا
گبر میخاید با دندان گلوکش
کافر دانتوں سے اُس کا گلا چسپا رہا تھا
دست بستہ گبر ہیموں گریہ
ہاتھ بندے ہوئے کافر نے، حق کی طرح

لے خستہ تر غصہ میں کیوں
ہے تلمطف مہربانی اسیر
قیدی غازی ہیں اس قیدی
کا سر ختم کر کے غازی بن جا۔
کات صوفی نے کہا وضو رکھی
نہ ہو تو تم سے کا سر جل جائے
اُس جادو میدان جنگ میں
تھا یہ بھی مجبوری کا جہا ہے۔
خرگرجہ۔

لے دیر ماند صوفی کی لابی
میں دیر ہوئی تو کج حیران
ہوئے کافر ہاتھ بندے
ہوئے قیدی کو تنس کرنے میں
پس قدر دیر کا کیا کام ہے
نقصی بستہ۔

لے دستہا بستہ وہ دونوں
بندھا ہوا کافر صوفی کے گلے
کو دانتوں سے چسپا رہا ہے۔
گبر اُس کافر نے اُس صوفی
کا گلا اس قدر چسپا یا کہ صوفی
بہرہش ہو گیا۔ قربہ نیرو۔

گفت من محروم ماندم او غزا
اُس نے کہا، میں جہاد سے محروم رہ گیا
کومیان غزو و خجروش نشد
کیونکہ وہ جہاد میں حصہ چلانے والا نہ بنا
آں یکے را بہر گشتن تو بگریہ
اُس ایک کو قتل کرنے کے لئے لے لے
آئے کہ خوش گشت صوفی دل تو کی
صوفی تمہارا خوش ہوا، وضو دل بن گیا
چونکہ آں بنو دیتسم کر دیت
جب وہ نہ ہو تو تیسرے کرنا ہی ہے
در پس خرگ کہ آرد او غزا
خیمہ کے پیچھے، کہ وہ جہاد کرے
قوم گفتند لے عجب حقش شد فقیر
لوگوں نے کہا تعجب ہے، صوفی کو کیا ہوا!
بہ سماش را مو جب تا خیریت
اُس کے ذبح کرنے میں تاخیر کا کیا سبب ہے
دید کا فر را بالای ویش
اُس نے کافر کے اُس کے اوپر دیکھا
ہیمو شیرے نختہ بالای فقیر
وہ فقیر بڑے سنہری طرح چڑا تھا
از سر استیزہ صوفی را گلو
صوفی کا گلا، کیست درسی کی وجہ سے
صوفی اُفتادہ بنو دیتسم خوش
صوفی نیچے چڑا تھا اور ہوش آؤ گئے تھے
خستہ کردہ خلق او بے حربہ
بہرہیزے کے اُس کے گلے کو زخمی کر دیا

نیم شمش کرد بادنداں اسیر
قیدی نے دانتوں سے اس کو آدھ مورا کر دیا
ہچو تو کز دست نفس بست دست
جبری طرح، کہ باقہ بندے نفس سے
اے شدہ عاجز ز نعل کیش تو
اے وہ کہ قاپے مذہب کے نیلے سے عاجز ہے
ز بقدر خرقت تہ مودی از شکوہ
تو در سے اس قدر ڈھولن میں سے مرگیا
غازیاں کشتند کا فر را بہ تیغ
غازیوں نے کا سر کو تلوار سے مار ڈالا
بر رخ صوفی زدند آب گلاب
صوفی کے چہرے پر پانی اور گلاب پھونکا
چون خوشی آمد بدید آں نوم را
وہ جب ہوش میں آیا، اس نے نوم کو دیکھا
اللہ اللہ نچہ حال لست عزیز
اللہ اللہ اے پیارے! یہ کیا حال ہے؟
از اسیر نیم کشتہ بستہ دست
آدھ موئے، باقہ بندے، قیدی ہے
گفت چون قصد شرم کردم چشم
اُسے کہا جب میں نے قصد سے اُسکے سر کا اللہ کیا
چشم را و اگر دین اوسوی من
اُس نے میری جانب آنکھیں پھاڑیں
گردش چشم مرا لشکر نمود
اُس کی آنکھوں کا گھونٹا مجھے لشکر نظر آیا
قصہ کو تو کن کز ان چشم انجمن
قصہ نمسود کر کو ان آنکھوں سے میں ایسا

ریش او پر خون ز خلق آں فقیر
اُس فقیر کے خلق کے خون سے جس کا ریش میری ہوئی
ہچو آں صوفی قنادستی بہت
اُس صوفی کی طرح نیچے گرا بڑا ہے
صد ہزاراں کو بہا در شیش تو
تیسرے سانچے، آنکھوں پہاڑ ہیں
چوں زدی بر عقبہائے ہچو کوہ
قہار جیسی گمانوں پر کیسے گدسے گا
ہمدراں ساعت زحمیت بیدار
بے دیرین اُس وقت غمت سے
تا بہوش آید ز بہوشی دغوب
تاکہ وہ بے ہوشی اور غفلت سے ہوش میں آجائے
پس پس سیدند چون بد ماجرا
قرآنوں نے پوچھا کیا قصہ ہوا؟
انجمنیں بہوش گشتی از چہ چیز
تو کس چیز سے ایسا بے ہوش ہو گیا؟
انجمنیں بہوش قنادستی بہت
اس طرح بے ہوشی اور بہت ہو کر گر پڑا
طوف در من بنگریاں شوخ چشم
اُس نے جیلانے مجھے عجیب مسرح پر گھمرا
چشم گردانید و شد ہوشم ز تن
آنکھوں کو گھمایا اور میرے ہوش بدن سے اڑ گئے
می ندانم گفت چون پر ہول بود
میں نہ جانتا کہ کس قدر غنا کا کہ تھیں
زغم از خود اوفتادم بر زین
بے ہوش ہوا، زمین پر گر پڑا

ملہ نیم شمش، جس کو آدھ مورا کر دیا
صوفی کو کہ نیم ہزاروں بادنداں
کی دانتوں میں اس صوفی کے کھن
میں تصویر مکی، ہچو در سس
صوفی کا باقہ بندے، اُسے
چہاں ہوا در ہی نفس کے
باقیوں تیر ماں سے کس
بڑا خرقت، دایہ جس کے
کا سر کو تلواروں میں بیکار
پہاڑ کی گمانی حیرت، مار
کی وجہ سے غمت کرنا
ملہ چوں، جب صوفی کو
ہوش آیا تو اس سے ہوش
ہونے کا قصہ پوچھا کہ تو
بندے ہونے کی کیسے نیچے
پڑے ہوئے ہوئے ہوئے
ہوئے ملو، جس کو آدھ
عجب طرح پر گھمرا کر دیا
بڑی بڑی آنکھیں، میں تو
ان کو گھمایا تو مجھے بے ہوش
ہو گیا
ملہ گردش، اُس سے سانس
چمکانے سے مجھے ابراہیم
ہوا کو کوئی لشکر جیسے میں
اُس کی خون کا کیا ہوا میں
کر سکتا ہوں۔

فتنہ کو تکی کرناں غمزدہ گراں
رفتم از خود اوقاتم من در آن

فتنہ کو منہ کرنا کرناں کی نیکی غمزدہ سے
میں نے بے ہوش ہو گیا میں سے میں گر بڑا

نصیحت کردن مبارزائے ورا کہ بایں دل زہرہ کہ تو داری

اس کو جنگ جویوں کا نصیحت کرنا کہ اس دن اور بچے کے ساتھ جو کر تو رکھتا ہے

از کلا پیسہ شدن چشم کافر اسیر دست بستر بیہوش و دشمن

اتحاد بندے ہوئے قیدی، کونفر کی ہمتیاں بیٹھے سے بے ہوش ہو گیا اور تیشہ

از دست بیفکند می زینہا رہنرا زینہا رہا کہ ملازم مطبخ خانقاہ

باقہ سے جڑا دیا، خیر دار، خیر دار، کو خانقاہ کے مطبخ میں بیٹھا

باش و سؤی پیکار مر و تار سوا نشومی

اور جنگ کی طرف نہ جا، تاکہ مٹا نہ ہو

تاوم گفتندش بر پیکار و نہر د

لوگوں نے اس سے کہا لڑائی اور جنگ میں

گر در مطبخ گرد و اندر خانقاہ

مطبخ اور خانقاہ کے اندر جڑ کاٹ

چون ز چشم آں اسیر دست

جب اس اتحاد بندے ہوئے قیدی کی انگوٹھ

پس میان حملہ شیران نر

تو ز شیروں کے حملہ کے دوران

کز طاقا طاق گرد نہ باز دن

کہ ان کے گردن کاٹنے کی تلوار پڑاخ سے

کز فشا فاش تیر جانتاں

کہ اڑانے والے تیروں کے زبانی سے

کے توانی کرد درخون آشنا

تو خون میں کیسے تیر سار کی کر کے کا؟

بس تن بے سر کہ دارد اضطرا

بہت سے بے سر کے دھڑلے تر رہتے ہیں

سے جڑ کاٹاں

زہرہ کے کلا پیسہ شدن چشم

آنکھوں کی چٹیاں بڑھنا

گر در مطبخ خانقاہ کے مطبخ

کے چڑھ کر، اگر کو پھر نہ

نہ ہو کہ تیر دہ جوا پیسہ بہادر

ہیں کہ ان کی تلوار کے سامنے

بہادر کے سر کے نی کی گند

کی جڑ ہیں

سے طاقا طاق تلواروں

کی تلوار طاق طاق، دھولی

کے کپڑوں کو پیسے پر چٹنے

کی آواز فشا فاش تیروں

کے چٹنے کی آواز جھنجھندہ

سے آواز تیر دہ جوا پیسہ بہادر

سرخ میں سمن واقع ہے

بیش کی دھڑلے تبسم کے ہیں

اور کچھ سر کے دھڑلے ہیں

تجربہ مجید

زیر دست و پای اسپاں دروغا
جہادیں نمودوں کے ہاتھ پاؤں کے نیچے
انجینیں ہو شے کہ از نو شے پرید
ایسا ہوش ہو جو ہے سے آڑا
چالش ستاں خمر خوردن نیست
یہ جنگ ملک و دوسے یہ شراب نوشی نہیں ہے
نیست حمزہ خوردن اینجا تیغ ہیں
یہ جگہ حق و تیزک کھانا نہیں ہو اکلوار دیکھ
نیست لوت چرب تیغ و خنجرست
لہذا کھانا نہیں ہے اکلوار اور خنجر ہے
کاربر نازک دلے بنود قتال
ہر نازک دل کا کام جنگ کرنا نہیں ہے
کار ترکان ست نے ترکاں برز
بہادروں کا کام ہے، بنو کا نہیں ہے، جا
قصد کوئے کن کران چشم انجینیں
قصد مختصر کر، کہ ان آنکھوں سے اس طرح

حکایت عیاضی رحمۃ اللہ علیہ کہ نو دبار بغزوہ رفتہ بود سینہ
حضرت عیاضی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت کردہ تھے بار جہاد میں گئے تھے کھلے
برہنہ و غزا ہا کردہ بامید شہید شدن و چوں نومید شد از
ہیئے، اور شہید ہوا غنا کی امید پر جہاد میں گئے اور جب جہاد اصغر
جہاد اصغر زوی جہاد اکبر آورد و خلوت گزیدنا کہاں آواز
سے ایسے ہو گئے، رفتہ جہاد اکبر کا رخ کیا اور خلوت اختیار کر لی، انھوں نے
طلبل غازیان شہید نفس از اندوں رنج می داشت موی غزا
ایک نازیب کی نقاب سے کی آواز مٹی نفس اند سے جہاد کی جانب مجبور کرنے کا
و شہم داشتن او نفس خود را دریں رغبت کہ کرد
اور ان کا نفس کو اس رغبت کے واسطے میں شہم بنا تا جو میں نے کی

۱۔ غزا جہاد و قتال۔
نہ کرنے والا۔ ہاتھ ہتھکڑ
یعنی جنگی دستار برائی جیسی
تو کتھیں پڑھائے تھے۔ معصوم
آول یعنی تار سیر کا پتہ نہ تھا
معصوم میں آنکھوں کے نیچے کا
نام ہے جن کی بہادری شہر
ہے۔
۲۔ کار جگہوں، نازک
دل کا کام نہیں ہے جو معصوم
دشمن کے دم پر خیال کی طرح
بھاگ جاتے۔ ترکان، ترک
کی جیسے ہے، بہادر ترکان
عورت۔
۳۔ عیاضی شہید بزرگ
مثنوی میں ان کا نام ابو محمد
بن احمد ہے کسی نادار
عیاض کی طرف منسوب ہیں۔
مولا نے ان کا قصد سنا کر
سمجھایا کہ ہر مثنوی کو ان
مثنوی صاحب کی طرح نہ
سمجھا جہاد تو بندہ قدی
کی آنکھیں دیکھ کر یہ ہوش
ہو گئے تھے۔ جہاد اصغر کا لڑنا
سے جہاد اکبر کہ نفس سے
جہاد۔

گفت عیاضی نو کوار آمدم
حضرت عیاضی نے فرمایا کہ میں تو سے ہارینیا
تن برہنہ می شدم در پیش تیر
تن برہنہ میں شدم در پیش تیر
میں تیر کے سامنے ننگے بدن گیا
تیر خوردن بر گلو یا مقتلے
میرے ہاتھ پر تیر کھانا
بر تخم یک جا کلبے زخم نیست
میرے جسم پر کوئی جگہ بغیر زخم کے نہیں ہے
لیک بر قتل نیامد تیر ہا
لیک تیر مقتل پر نہ پہونچے
چون شہیدی روزی جانم ہو
چونکہ شہادت میری جان کی روزی نہ آتی
در جہاد اکبر افکندم بدن
میں نے جہاد اکبر میں جسم ڈال دیا
بانگ طبل غازیان آمد گوش
غازیوں کے نقارے کی آواز کان میں آئی
نفسم از باطن مرا آواز داد
میرے نفس نے مجھے اندر سے آواز دی
خیز ہنگام غزا آمد برو
اٹھ جہاد کا وقت آگیا جا
گفتم اے نفس خبیث لے رفا
میں نے کہا اے بے وفائی خبیث! رخصت
راست گولے نفس کاں جلیت
راست گولے نفس کاں جلیت
اے نفس! کبھی تیرا جلی بازی ہے
گزنگونی راست حملہ آرمست
اگر تو کب نہ کہے گا میں تجھ پر حملہ کروں گا

اے جاگیر نفس جانے
دلاقتل بدن کا خون
جس پر چڑھ گئے انسان
مروئے تھے باغییب
بیزیر چھٹی ہلک بہانہ
تو تیر
مے چون شہید حضرت
پس می فراتے ہیں جب
مجھے بین بھیا کہ شہادت
میرے مقدس میں نہیں ہے
تو میں نے غلوت میں چڑکشی
شروع کری جیسی شکل
گرو گرو کی
مے تخم میں نے نفس سے
کہا خبیث مجھے جہاد کی
رفت کیوں پیدا ہوئے ہے
کچ تارے ورد مجھے بہت
پسوں گا۔

تن برہنہ لو کہ زخمی آدم
ننگے بدن شاید میرے جسم پر کوئی زخم لگے
تلیکے تیرے خرم من جا می گیر
تلیکے تیرے خرم من جا می گیر
ہاں کوئی نفس جانے والا تیر کھاؤں
در نیا بد جز شہیدے مقبلے
سوائے نصیب در شہید کے کوئی نہیں پاتا ہے
ایں تخم از تیر چوں پرویز نیست
میرا یہ جسم تیروں کی طرح ہے جتنی کی طرح ہے
کار تخت ایں نہ جلدی و دبا
پہ معتدک با ہے نہ بہادی اور ہوشیاری
ز تخم اندر غلوت و در چلہ زود
میں جلد غلوت اور چلہ میں چلا گیا
در ریاضت کردن ولا غرضن
محنت کرنے اور لاغر ہونے میں
کہ خرامیدند جیش غزو گوش
کہ جہاد کا گوش شکر روانہ ہو گیا
کہ بگو شمس شنیدم بامدا
جو میں نے حق کے کان سے سچ کو سنی
خویش را در غزو و کردن کن گرو
اپنے آپ کو جہاد میں معروف کر دے
از کجا میل غزا تو از کجا
تجھے جہاد کی خواہش کہاں ہے کہاں ہے
ورنہ نفس شہوت از طاعت بر
ورد شہوانی نفس عبادت سے بگاڑ ہے
در ریاضت سخت تر افشار
میں تجھے ریاضت میں سخت دباؤں گا

نفس بانگ آورد آندم از دُوز

نفس نے اعد سے آواز دی

کہ مرا ہر روز اس جامی کشی

کہ تو مجھے ہر روز اس جگہ کھینچتا ہے

بیچ کس رانیت از عالم خبر

کسی کو میری حالت کی خبر نہیں

در غراجم بیک زخم از بدن

میں جہاد میں ایک زخم سے بدن سے جاگ نکلتا ہوں

گفتم تہائے نفسک منافق زنی

میں نے کہا تہائے ذلیل نفس! تو منافق جیا

خوار و خود رای و مرانی بودہ

تو ذلیل، خود غر، اور ریا کار رہا ہے

نذر کردم کہ ز خلوت بیچ من

میں نے متعہ ان کی ہے کہ میں خلوت سے کسی

زانکہ در خلوت ہر آنچہ تن کند

ایسے کہ خلوت میں جان جو کچھ کرتا ہے

جنبش و آرامش اندر خلوتش

خلوت میں اس کی حرکت اور سکون

ایں جہاد اکبر ستاں تھم

یہ جہاد ہے، وہ جہاد اکبر ہے

کار آگس نیست کور عقل و ہوش

اس شخص کا کام نہیں ہے کہ عقل و ہوش

کار آگس نیست ایں سودا و جوش

یہ جوش و سودا اس کا کام نہیں ہے

آنچنان کس را باید چون ناں

ایسے شخص کو عورتوں کی طرح چاہئے

با فصاحت بے دہال اندر فُضول

بیرتہ کے، فصاحت کے ساتھ، مادہ زری ہیں

جان من چوں جان گہاں میکشی

میری جان کو گہاں فزون کی جان کی طرح قتل کرتا ہے

کہ مرا تو میکشی بے خوابے خور

کہ تو مجھے بیرتہ سوئے اور کھائے قتل کر رہا ہے

خلق بیند مردی وایت شارین

لوگ میری بہادری اور قربانی دیکھ لیں گے

ہم منافق میسری تو چیتنی

منافق ہی مر رہا ہے تو کیا ہے؟

در دو عالم تو چنیں یہ ہودہ

دونوں جہاں میں تو اس قید بیہودہ ہے

سر بریں نام چیز زندہ ایں بدن

باہر نہیں نکھونگا جب تک یہ بدن زندہ ہے

نیز برای زوی مرد و زن کند

یہ مرد و عورت کے دکھاوے کیسے نہیں کرتا کہ

جز برای حق نہایت نیتش

اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ اسکی نیت نہیں ہوتی کہ

ہر دو کار بر تم ست حیدرست

دونوں کام، رستم اللہ حیدر کے ہیں

پیر و از تن چوں مجنبد و دم موش

بدن سے ولز کر جائے جب چوے کی دم ہے

کو ز موش و حبشش تم کہ موش

جو چوے اور انکے ہنے سے ہوش گنوا دے

دور بودن از مصافک ز سناں

میدان جنگ اور نیزے سے دور رہنا

لے نقش بخت نے جواب

دیا تو مجھے یہاں ہلکشی میں

لفظ کا فزون کی طرح قتل

کرتا ہے۔ بیچ کس۔ یہاں

تنبہ میں میرے قتل سے

کوئی واقف نہیں ہوتا ہے

در کجوا۔ جہاد میں مروں گا تو

یکساں کی مر جھونکا اور کورگ

بھی میری جان نشاری کو

دیکھ لیں گے۔

نقش بخت میں نے نقش سے کہا

تو اتفاق کے ساتھ تھا ادب

لوگوں کے دکھاوے کے لئے

جہاد کے منافق کی موت

مرنا چاہتا ہے۔ خود بخود

جہانوں میں ذلیل ہوگا۔ عرفی

ریا کار غفلت۔ تنہائی کی موت

ریا کاری سے غفلت ہو جاتی ہے۔

ایں جہاد اکبر غفلت میں چل

کشی جہاد اکبر ہے جو میرا کر

حضرت علی کریم اللہ وجہ کا

کام ہے۔

یہ جہاد اکبر غفلت سے

لوہا۔ یہ بہادری اور رستم کا کام

ہے کہ کار آگس جہاد اکبر اور

جہاد اصغر اس بڑول کا کام

نہیں ہے جو چوے کی دم سے

ڈرے۔ آہٹیاں۔ اس شخص

کو عورتوں کی طرح مانتے ہیں

ہو جاتا ہے

لہاں۔ یعنی وہ صوفی جو
دست بند کا فرے مغلوب
ہو گیا۔ مثنوی حضرت
عاشق بنفش۔ وہ بزدل
صوفی صوفیوں کو ہم کہتے
والا ہے۔ بیکہ انسانی جسم
کی دیوار پر اللہ تعالیٰ نے غیر
کی وجہ سے بہت سے صوفیوں
کی تصویریں بنوائی ہیں تاکہ
ان کے محبوب صوفی ان تصویروں
میں نہ پڑیں۔
تاکہ ان کے تصویریں
جادو سے متحرک ہوں اور
صوفیاء حرکات کر رہی ہیں
یہ اسی وقت تک ہے جب
تک حقیقی صوفی متوجہ نہیں
ہوتا ہے اس کی جودہ گری
ان سب کو صدمہ کر دیتے کہ
حکایت ساس میں بھی ایک
صوفی کی سادہ رنگے کا رنگ
دیکھتے ہیں حضرت تھوادی
کرنا قدامی حملہ کرتے ہیں
سہ زخم ہاں کے ایک زخم
گستاخ تو فوراً مریم ہی کر کے
حملہ آور ہو جاتا تاکہ ایک
ہی زخم سے موت نہ آجائے
حکایت۔ جس طرح بیسے مجاہد
کیا لگا کر تازہ چاہتے تھے کہ
بار بار زخم کھا کر جان دیتا
چاہتے تھے اسی طرح مجاہد
کیا لگا کر سب کٹیف نہ کرتے
تھے بلکہ نفس کو بار بار کٹیف
پہنچانے کے لئے روزمرہ
ایک دو دم کٹیف کرتے
تھے۔

صوفی اے صوفی ایلینیت حیف

نقش صوفی باشد اور انیت جاں

بر در دیوار جسم گل سرشت

تاز سحر آں نقشہا جنباں شود

نقشہا رانی خور و صدق عصا

حکایت مجاہد دیگر وجانبازی اور دروغ

صوفی دیگر میان صفی حرب

بامسلماناں بکافروقت کر

زخم خورد و بست زخمے را کہ خود کو

تا میردین بیک زخم از کرب

حیفش آمد کہ بزخمے جاں دہ

حکایت آں مجاہد کہ از ہیمان سیم ہر روز یکدم در خندق

انداختے بتفاریق از ہر ستیزہ حرص و آرزوی نفس

آں سوزن کشتہ ایں اطمینان

صوفیاں بدنام ہم زیں صوفیاں

حق ز غیرت نقش صد صوفی شود

چشم فرعونست پر گرد و حصا

حکایت مجاہد اور جہاد میں اس کی جان بازی کی حکایت

اند آمد بست بار از بہر ضرب

وانکشت او با مسلماناں بفر

بار دیگر حملہ آور دو نبرد

تا خود او میت زخم اند و صا

جاں از دست حق و آساں رہ

حکایت آں مجاہد کہ از ہیمان سیم ہر روز یکدم در خندق

انداختے بتفاریق از ہر ستیزہ حرص و آرزوی نفس

ایک دو دم کٹیف کرتے تھے۔

ووسوئہ نفس کہ چوں می اندازی بخندق بائے یک بار

اور نفس کی تمنا یہ کہ تو جب کہ خندق میں پھینکتا ہے ، اب ایک بار

ببیند از اخلاص یا کم کہ الیاس احدی الزاکین واد

پس کسی کم نہ کر میں چنگار بار ، جانوں ، نیوکہ دیوں میں دور ، جن میں سے ایک راحت ہے اور وہ

میکفت مر نفس را کہ ترا این راحت ہم ندر ہم

نفس سے کہتا تھا کہ میں تجھے یہ راحت بھی نہ دیں گا

آں یکے بودش بکف در چل درم

ایک صوفی کے ہاتھ میں چالیس درہم تھے

تا کہ گرد رسخت بر نفس مجاز

تا کہ جوئے نفس پر سخت ہو جانے

نفس او فریاد کر دے ہر شبے

اس کا نفس ہر رات کو فریاد کرتا

کیں چرامی نغنی یک بارگی

کو تو ایک بار کیوں نہیں چھینک دیتا ہے ؟

بہر حق یک بارگی بگذارین

خدا کے لئے ایک مرتبہ میں چڑھ جاؤ

او گشتے تلفت مر نفس را

وہ نفس کی جانب متوجہ نہ ہوتا

چہمیں اں صوفی اندر صفیک

اسی طرح اس صوفی نے جنگ کی صف میں

باہم مسلمانان بکرا و پیش رفت

جس کے وقت مسلمانوں کے ساتھ وہ آگے بڑھتا

زخم دیگر خورد اں اہم بہ بست

دوسرا زخم کھایا اس کو بھی باہم

بعد ازاں قوت نہ اند افتادیش

اُسکے بعد طاقت نہ رہی ، سامنے گر گیا

۲۸۳

لے آیا جس مقصد پر اور
ہونے سے بھی راحت ملتی
ہے اور مقصد سے بالکل
ماریں ہونے سے بھی نفس
کو راحت ملتی ہے تم دنیا
مجانہ یعنی حقیقت سے غافل
تجانی تامل دی ، نفس میں
صوفی کا نفس دردم دردم میں
پھینکتے کی وجہ سے ہر شب
فریاد کرتا۔

لے لیں۔ اور یہ کہتا کہ
درم میں کو پھینکتا ہے تو
ایک دفعہ صوفی کے
متفقہ تو اسے کہتا ہے
اگر کیا روگ ماریں ہو جائے
تو مسلمانان میں مایہ ہے سخت
متوجہ تھا حقیقت پر نہیں
اسی طرح اس صوفی نے
نفس کی گرفت کر رکھی تھی
ایک زخم کا کہ شہید نہ ہوتا
جا رہا تھا۔

۱۰ مسلمانان مسلمانوں
کے حملہ کے وقت آگے بڑھتا
لیکن سپاہی کے وقت جلد
پس ہٹتا و تاشمن کے مقابلے
میں جارہا کرتا۔ مرتبہ
شرح نیزہ مقداد صدقہ۔
قرآن پاک میں نیکیوں کی
روحوں کے بارے میں ہے
وہ سچائی کی نگاہوں کی
صاحب قدرت خدا کے
پاس۔

۲۸۳

لے صفت پہلی آیت میں
جو صفت آیا ہے اس کا مطلب
اٹکے لہڑے میں جان دینا ہے
صفت کو لہڑے میں جان دینا ہے
اللہ صفت میں رہا ہے صفت کو لہڑے
معاذ اللہ علیہ یعنی بعض مومن
وہ ہیں جنہوں نے اس صفت
کو لہڑے میں دیا ہے جو انہوں نے
اللہ تعالیٰ سے کیا یعنی راہ خدا
میں شہید ہو گئے۔ اسی صفت
راہ خدا میں مرنا ہم کو مرنا
نہیں ہے کیونکہ یہ تو دل کا
ایک صفت ہے بلکہ اوصاف
راہ خدا کا ازالہ اور دل کو دلنا
ہے اس کے بسا۔ بہت سے
ایسے لوگ ہیں جو خدا میں
مرنے میں ہیں لیکن ان کا نفس
زندہ رہتا ہے تو وہ راہ
خدا میں نہیں مرے۔

اس آیت میں نفس کا زندہ رہنا
اور ہم کو مرنا تو ایسا ہی
ہے جیسے ہمارا کو زندہ رہے اور
اس کا ہتھیار لکھوڑا فنا
ہو جائے۔ اس صفت
شخص کی مثال تو اس شخص
کی ہے جو منزل پر پہنچے
سے پہلے کھوڑے کو مہار
ڈالے۔ اگرچہ جو خیریزی اگر
نفس خود بہادری شہادت
ہو تو بے کافر جو جنگ میں
مرے اس کو شہید کہو بوسید
یک بنت یا حضرت ابو سعید
ابو خیر

اس آیت کے بسا جن لوگوں نے
نفس کشی کر لی ہے ان کا نفس
مردہ ہو چکا ہے۔ یہ وہ دنیا
میں زندہ جیسے ہیں لیکن
نے ارشاد فرمایا: جو کسی مردہ

صفت جان ادن ہو میں سا بقا

سہا، جان دیدیتا ہو قہ، خبردار اگے بڑھو

ایں ہمہ مردن نہ مرگ صورت

یہ کال موت نہ صرف جسم کی موت ہے

اے بسا خاے کر ظاہر خویش نیت

بہت سے باتیں ہیں کہ انہوں نے اپنا ظاہر جسم بہادری

آتش بکشت رہن زندہ ماند

اس کا آدھ لٹا اور ڈاکو زندہ رہا

اس کشت رہ نرفت آن خبر

گھوڑا مار ڈالا اور اس پر خوف لے لاسٹہ نکلیا

گر بہر خونریزی گشتے شہید

اگر ہر خون بہانے سے شہید بنایا کرتا

اتھے بسا نفس شہید معتقد

بہت سے بہرے کے شہید نفس ہیں

روح بہرین مردون کینے آوت

ہر کوئی نفس مر گیا اور ہم جو کہ اس کی چوڑ ہے

تبع آل تیغست مرداں مرد

جوار وہی تلوار ہے، مرد وہ مرد نہیں ہر

نفس میں بدل شو میں تیغ تن

نفس جب بدل جاتا ہے، یہ جسم کی تلوار

آل کے مردیت فوش جملہ رد

ایک وہ مرد ہے جسکی ساری خوراک درد ہے

صفت گردن مرد غماز و نمودن صورت نیزک صورت

ایک صفت گردن کا غولہ بیان کرنا اور کاغذ پر

کوچتا پیرا دیکھتا ہے وہ ابو بکر کو دیکھو لے

مرد وہ اس کی جگہ کے ہاتھ میں آتی ہے تیغ یعنی جسم تو وہی ہے لیکن اب وہ نفس نہیں ہے وہ اپنے آپ کو فنا

کر کے بقا بنا حاصل کر چکا ہے یعنی اب اگرچہ وہ نفس نہیں رہا لیکن اب تلوار اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کا مرنی ہو

ایک صفت گردن کا غولہ بیان کرنا اور کاغذ پر

کوچتا پیرا دیکھتا ہے وہ ابو بکر کو دیکھو لے

مرد وہ اس کی جگہ کے ہاتھ میں آتی ہے تیغ یعنی جسم تو وہی ہے لیکن اب وہ نفس نہیں ہے وہ اپنے آپ کو فنا

کر کے بقا بنا حاصل کر چکا ہے یعنی اب اگرچہ وہ نفس نہیں رہا لیکن اب تلوار اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کا مرنی ہو

ان بے برخاں رجال صدقوا

قرآن میں بے برخاں خداؤا پڑھو

ایں بدن مرفح راجو آلت

یہ بدن، روح کے لئے آدھ کی طرح ہے

لیک نفس نہ آں جانب گنجت

لیکن زندہ نفس اس جانب ہمارا گیا

نفس نہ آستارچہ مرگنج شاند

نفس زندہ ہے اگرچہ سوائے خون چھوڑ دیا

ماند خام وزشت از حق بے خبر

اللہ تعالیٰ سے بے خبر بن کر اور بھٹکا رہ گیا

کا فرشتہ بدم ہم بوسید

مقبول کا فر بھی بوسید ہوتا

مردہ در دنیا چوزندہ میرود

مرے ہوئے دنیا میں زندہ کیوں جتے ہیں

ہست باقی در کف اں غزو دست

جہاد کے شائق کے ہاتھ میں رہتی ہے

لیک ایں صورت ترا جرات

لیکن یہ صورت تجھے حیران کرینوالی ہے

باشد اندر دست ضعیف دوا لمن

اللہ تعالیٰ کی کارگیری کے ہاتھ میں ہوتی ہے

وین اگر مرے میاں تی ہجو کرد

اور دوسرا مرد ہے جسکی گردن کھریج خالی ہے

صفت گردن مرد غماز و نمودن صورت نیزک صورت

ایک صفت گردن کا غولہ بیان کرنا اور کاغذ پر

کوچتا پیرا دیکھتا ہے وہ ابو بکر کو دیکھو لے

مرد وہ اس کی جگہ کے ہاتھ میں آتی ہے تیغ یعنی جسم تو وہی ہے لیکن اب وہ نفس نہیں ہے وہ اپنے آپ کو فنا

کر کے بقا بنا حاصل کر چکا ہے یعنی اب اگرچہ وہ نفس نہیں رہا لیکن اب تلوار اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کا مرنی ہو

ایک صفت گردن کا غولہ بیان کرنا اور کاغذ پر

کوچتا پیرا دیکھتا ہے وہ ابو بکر کو دیکھو لے

مرد وہ اس کی جگہ کے ہاتھ میں آتی ہے تیغ یعنی جسم تو وہی ہے لیکن اب وہ نفس نہیں ہے وہ اپنے آپ کو فنا

کر کے بقا بنا حاصل کر چکا ہے یعنی اب اگرچہ وہ نفس نہیں رہا لیکن اب تلوار اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کا مرنی ہو

در کاغذ و ناشق شدن خلیفہ مصر بر نقش آں کاغذ و فرستادن

تصویر کاغذ، اور اس کا ذکر تصویر مصر کے خلیفہ کا ماضی ہو گیا اور مصلحت کا ایک
خلیفہ امیرے با سپاہ گراں بدر موصل و قتل و ویرانی
سردار کو بھاری شکر کے ساتھ موصل کے دروازے پر بھیج دینا اور اس مقصد کیلئے بہت

بسیار کردن بہر اس غرض
نقش اور تصویر کا

مر خلیفہ مصر را غماض از گفت

چند منہ نے مصر کے خلیفہ سے کہا
یک کینزک دارد او اندر کنار
وہ آغوش میں ایک کینزک رکھتا ہے
در بیاں نا بد کہ خنش بیعت
بیان نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا خنش بیعت ہے
نقش در کاغذ چو دید آں کی قباد

میں ہوا اور اس نے کاغذ پر اس تصویر کو بھیج دیا
پہلوانے را فرستاد آں زمان
غور کیا ایک بہادر کو بھیج دیا
گفت اگر بندہ بتو آں ماہ را

کہا اگر وہ اس چاند کو جسے چاندی کے
وردہ تر کش کن و مر را بیمار
اور اگر دیر سے اس کو بھیجے اور چاند کو کہے
پہلوان شد سوئی موصل بستم

بہادر وادوں کے ساتھ موصل کی جانب روانہ ہوا
چوں تلک نہا ہے عدد گر و گشت
گشتی کے پیروں کی ان گنت لڑائیوں کی طرح
ہر نوائے منجنیق از منبر د

جنگ کے لئے ہر جانب ایک گوبھی

کہ شہر موصل بخوبی گشت جفت

کہ موصل کے بادشاہ کو ایک حریف ملی ہے
کہ بے لایم نیست مانند شنگار
اس میں کسی حسد و ناپاکی نہیں ہے
نقش او اینست کاغذ کاغذ

اس کی تصویر یہ ہے جو کاغذ پر ہے
خیرہ گشت و جام از دست قباد
حیران ہو گیا اور اس کے ہاتھ سے جام گر گیا
سوئی موصل با سپاہ بس گراں

بہت بھاری لشکر کے ساتھ موصل کی جانب
بر کن از بن آں در و در گاہ را
اُس در اور درگاہ کو جڑ سے اکھاڑ ڈالا
تیا کشتم من بر زمیں مہ در کنار

تاکہ میں چاند کو زمین پر مل میں لوں
با ہزاراں رستم و طبس و علم
ہزاروں بہادروں اور نقائے اور جہنم کے کتب

قاصدا ہلاک اہل شہر گشت
شہر میں گئے ہلاک کرنے کو اور وہ کو تولا لنگیا
ہیچو کوہ قاف او بر کا کرد
کوہ قاف میں اس نے کام پیر لگا دی

۱۔ غماض چھوڑ کر ہے۔
۲۔ میں برس کے بادشاہ کے
۳۔ پاس ایک حرصفت نژدی
۴۔ ہے۔ کفار پہلو لگا کر حسین
۵۔ کی قباد کے کہتی عالم قباد
۶۔ یعنی راجہ شاہ ایران کا
۷۔ مہ ہے جو چڑچاش قباد
۸۔ تو میں اس نے حکومت کی
۹۔ اب حلقہ نصف بادشاہ
۱۰۔ کے سن میں راجہ لکھے۔
۱۱۔ چاندی کے بادشاہ
۱۲۔ بہادر سردار کو بھاری شکر
۱۳۔ دے کہ موصل رو در کاغذ کی قباد
۱۴۔ چاند کے پیر کے ساتھ۔
۱۵۔ اور جزیرہ کے زمین ایک
۱۶۔ شہر ہے آج ماہ حسین لکھا
۱۷۔ چاندی کے شکر۔ وہ آسمان کو
۱۸۔ چاند سے کہیں میں اس سے
۱۹۔ زمین پر طعنے ہوں گا۔ جسنم
۲۰۔ مطلقاً ہوں۔ جہنم سے۔
۲۱۔ اس سردار نے موصل کے
۲۲۔ چاندوں طرف گوجھیں تھیں
۲۳۔ کوہ قاف کوہ قاف کی
۲۴۔ طرف سے تھیں۔

زخم تیر و سنگہای منجیق

شیردوں کے زخم اور گویوں کے بھر
ہفتہ گرداں چنیں خونریز گرم

ایک ہفتہ اُس نے اسی طرح خونریزی گرم رکھی
شاہ موصل دید بیکار مہول

موس کے بادشاہ نے خونناک جنگ دیکھی
کہ چہ میخوای ز خون مومنان

کہ مومنوں کی خونریزی سے تو کیا چاہتا ہے؟
گر مراد ملکہ شہر موصل است

اگر تیر مقصود ملک اور موصل شہر ہے
من از دم بیرون شہر انکے آ

میں شہر سے باہر چلا جاتا ہوں اے قاتل آجا
در مرادت مال و زر و گوہر است

اگر تیر مقصد مال اور سونا اور جواہر ہیں
بہر چہ می باید ترا از سیلم زر

تجھے جو چاندی اور سونا چاہیے
ایشاں کردن صاحب موصل آں کینزک خود را بخلیفہ مصر

موس کے حکام کا اپنی لونڈی کو خلیفہ مصر کو دے دینا تاکہ مسلمانوں
تاخوں ریزی مسلماناں زیادہ نہ شود

کی خونریزی زیادہ نہ ہو

چوں رسول آمد پیش پہلوان

جب قاصد پہلوان کے سامنے آیا
گفت من ملک میخواستہم نہ مال

میں نے تمہاری ملک چاہا ہے نہ مال
داد کا غذا ندر و نقش و نشان

آپ نے کاغذ دیا جس میں تصویر اور حالت تھی

تینغہادر گردوں برق از ریش

غباریں تھواریں چمک بوجہ بھلی کی طرح
برج نگیں شستہاں موم نرم

بقرطاج برج، نرم سر کی طرح کمزور چرگ
پس فرستاد از درون پیش کوسل

قائد نے اُس کے پس قاصد بھیج
کشہ میگردند زین حرب گراں

جواہر ہماری جنگ سے مر رہے ہیں
بے چنیں خونریزی انت مائل

اپنے خونریزی کے یہ تجھے مائل ہے
تا نگیرد خون منظر موماں ترا

تاکہ منظر کا خون تجھے نہ بکڑے
ایں ز ملک شہر خود آساں ترا

یہ سلطنت اور شہر سے خود آسان ہیں
میفرتم چیت لڑا شوق شہر

میں بھیجتا ہوں یہ تختہ اور شہر کیا ہے؟
ایشاں کردن صاحب موصل آں کینزک خود را بخلیفہ مصر

موس کے حکام کا اپنی لونڈی کو خلیفہ مصر کو دے دینا تاکہ مسلمانوں
تاخوں ریزی مسلماناں زیادہ نہ شود

کی خونریزی زیادہ نہ ہو

گفت پیغام ملک اندر زماں

اُس نے فرما بادشاہ کا پیغام پہنچا دیا
یک میجویم کیے صاحب جلال

لیکن ایک حسین کار جیاں ہوں
گفت پیشش بربک اور اعیان

کہا اُنکے سامنے اسکو مساف بنے

ملہ برق چمک جھلکتیں
یعنی اُس موصل کے بادشاہ

کا قلعہ موم کی طرح ہی رہا۔
تہل خونناک۔ رتل بکلی

ملہ کتبہ موصل کے بادشاہ
نے قاصد کے ذریعہ پہلوان

سے کہلا کر محوسے تیر کیا
مقصود ہے۔ آیت۔ پس ترا

اتنی ز ملک جب میں سلطنت
چھوڑنے کو تیار ہوں تو

رو بہ سپرد دینا تو بہت مشکل
ہے

ملہ آشت۔ تختہ نکلت۔
یعنی موصل کا بادشاہ گفت۔

پہلوان نے کہا صاحب جلال۔
یعنی لونڈی۔

زود فیر تشکر ملک جانست
 انکو بلکہ سجدے تاکر ہی سلامت
 ہیں بدرہ ورنہ گنوں من غائبم
 خبر دار! دیدے درناب میں غالب ہوں
 داد کا غدر اپنہ خود آں مثال
 اُس نے کاغذ دیا اور وہ تصویر دکھائی
 صورتے کم گیر و زود ایں راسخ
 ان کے ایک حسین صورت نہی اور ہلکا کوجا
 بت بر آں بت پرست اولیٰ دست
 بت اُس بت پرست کی مثل میں زیادہ بہتر ہے
 سومی شکر گاہ و در رست پیرو
 شکر گاہ کی جانب اور نور شہر و کروی
 گشت عاشق بر جانش کن زہا
 نور اُس کے حسن پر عاشق ہو گیا
 چون زلیخا در ہوا می یوسف
 جیسے کہ زلیخا، یوسف کے عشق میں تھی
 گر بنودے عشق بفسرے جہاں
 اگر عشق نہ ہوتا تو جہان نموشہر جاں
 کے فدای روح گشتے نایاب
 منہ پانے والیاں روح پرکب خداوتیں؟
 کریمش حاملہ شد مرگے
 جس کی نسیم سے مریم حاملہ ہوئیں
 کے پیکر زانی حویاں چون مرغ
 لذی کی طرح کب پرواز ادا صبح میں ہوتا؟
 میشتا بد در ملک پیموں نہال
 بد سے کی طرح ہندی کی جانب دوڑا لے

لے آئے آخر خزانہ پاک
بہشتی ملک مافی السحاب
نوازش میں آسمان اور زمین کا
زلفِ آفتاب اس کے سجھان ہے
یہ جس کی تیس آں کے مشق کی
دیں ہے ادا میں کے اندر
وہ جان کے لیے جسم کو فنا
کرتے ہیں پہلوؤں پہلوؤں
حقیقی مشق کو نہ سمجھا اور
نور کی برہ مشق ہو گیا افس
لے کنویں کو صاف راستہ
سمجھ لیا۔
لے جتن خیلے دو پہلو
فرقیقت کی حقیقت سمجھ
یہ جس طرح آسان خواب
میں ہے حقیقت میں سے
جہاں کر کے ہے ادا جہاں
مناجی کر کے اور ادا ہو کر
بہشت میں کرتا ہے۔
یہ مشق کرتے ہیں وہی
نور میں اگرچہ نور سے
مشق کرنے میں اندر ہے
کشاہ معشوق کر دیا لیکن
مجھے سمجھ کر دیا نہیں ہے۔
لے افس - آئی شمع کی چوڑی
آگزی مشق مانتی ہوکت
مخبر کشت کاری ذکر مشقت
کو پہلوں پر تو ایک سار جہاد
کے مشورہ کر سکتا تھا مشق
خبر خد کے مشق کو لکھ لکھا
لکھ نہیں آتا مدہ جب جہاں
آپ سے تو نور کی شمع کو کوئی
میں گرتی ہے جیسا کہ پہلے
دور میں بیان ہو چکا ہے۔
آج پہلے دور میں نور کی
دور کے فقیر گدا کے کہ
شیر کا کھان کنویں میں شیر
آیا اور غصے سے لڑنے گئے

سبح اللہ ہے آں نسلِ شاہ
آں دوزوں کی تیروی اللہ کی تسبیح ہے
پہلوؤں پر راچہ رہ پنداشتہ
سسرار لے جب کنویں کو راستہ سمجھ لیا
چوٹ خیا لے دیداں خفتہ بخواب
جیسا کہ سونے والے نے نیند میں ایک خیال دیکھا
چوں بخت از خواب شد بیدار ہو
وہ جب نیند سے اٹھا اور جلد بیدار ہو گیا
گفت بریج آب خود بر دم پرینغ
انہی نے کہا افس ہے میں نے معدوم ہو گئی تھی
پہلوؤں تن بدان مردی شدت
جسم کا پہلوؤں تن انسانیت نہ رکھتا تھا
مرکب عشق دریدہ صد گام
اس کے مشق کی سواری نے تن گام کر دیا ہے
انشأ ابائی بالخلق فی القوی
میں محبت کے معاملہ میں خلق کی کیا بنا کر نہیں
ایں جنیں سوزاں و گرم آخر مکا
ایسی سوزش اور گرمی سے بیج نہ ہو
مشورت کو عقل کو سیلاب آرز
مشورہ کہاں عقل کہاں عرص کے سیلاب نے
بکین ایدری سد و سونے خلف سد
سلنے دیوار ہے اور جھپکی جانب دیوار ہے
آمدہ در قصد جاں سیل سیاہ
لا سیلاب جان کے امان سے اچھلے ہے
از چہ بنمود معدومے خیال
ایک معدوم خیال کنویں سے نکل رہا

تنقیہ تن می کنند از بہر جاں
جہاں گئے جسم کو صاف کرتے ہیں
شورہ اش خوش آمد و حب کا شہ
شری زمین میں کو نکل سلیم ہوئی اور ادا ہو گیا
جمع شد باآں واز می رفت لب
اس کے ساتھ جا کر کیا اور اس کی تنہی بہ نکل
دید کاں لبعت بہ بیداری بنمود
دیکھا کہ وہ غویا بیداری میں (سورج نہ تھی)
عشوہ آں عشوہ وہ خود دم دینغ
افس ہے اسے غریب دینے والے کو میں نے غریب کیا
تخم مردی در چنان لیلے بکاشت
اس نے انسانیت کا بیج ایسے بہت میں بویا
نعرہ میزد لا ابائے کا لہجہ م
وہ نعرہ ادا تھا، اور محبت کو دیا نہیں کہ لا بول
استوی عندی و خودی الشوی
میرے نزدیک میرا وجود اور ہوا نہ ہو کہ کیاں جو
مشورت کن بایکے دانستہ کار
کسی کا کار سے مشورہ کرے
در خسرا نی کرد ناخنہا دراز
تباہی کے لئے ناخنیں حناز کرتے ہیں
پیش پس کے بیندگی مفتون شد
وہ رضا کا ماضی آگے بھیجے کہ کھٹے ہے!
تا کہ رو بہ افکند شیرے بچاہ
تا کہ نور کی تسبیح کو کوئی میں گرا دے
تا نار انداز اسودا کا لہجہ بال
تا کہ بہار جیسے مسیروں کا اندر گرا دے

تجسس کس را با زبان محسوم مدار
کسی کو حدیث کا محسوم نہ بنا
آتشے باید نشست زاب حق
خدا کے ہانی سے آگ بھی جوتی ہوتی ہائیے
کز زلیخائے لطیف سرود قد
کو نہیں سرود زلیخا سے
نفس خود کے تو اس گردن بول
لپٹے نہیں کو مٹل بک کیا جا سکتا ہے
جانب اتمام قصہ باز راں
قصہ کو پورا کرنے کی جانتا ہے

کر مثال ایں دو پندہ است و شرار
کر ان دونوں کی مثال اردنی اور چھاری کی ہے
پچھو یوسف مقتضی اندر حق
جیسے کو محسوم یوسف جانی میں
پچھو شیراں خویشتن را واکشد
شیر ہلا کی طرح ہے آپ کو کھینچ یا
جز با مدار عقول و فسون
ابن کمال کی عقلوں کی امداد کے بغیر
کایں سخن پایاں نثار پہلوں
لے پہلوں جس بات کا حاتمہ نہیں ہے

مراجعت کردن پہلوان ان موصل بجانب مصر و
پہلوان کا موصل سے مصر کی جانب آجیس ہوتا اور راستہ
صحبت او در راہ باکینزک
میں اس کا لڑی سے بہتر ہوتا

بازگشت از موصل و میشد براہ
وہ موصل سے واپس اور راستہ بدرمانہ ہوا
آتش عشقش فروزاں آں چہا
اس کے عشق کی آگ میں طرح بھڑک رہی تھی
قصداں مکر و اندر خمیمہ او
اس نے جبر میں پاند کا قصد کیا
چوئل زندہ شہوت ریں اوی شرار
جب خبرت اس میدان میں آگ لگ رہی ہے
چوئل زندہ شہوت ریں ادنی ہل
جب خبرت اس میدان میں اصول عبادی ہو
صد خلیفہ گشتہ کتر از منکس
سیکڑوں خلیفہ تھیں سے کم بن گئے

تا فرو آمد بہ پیشہ و مرجہا
بہاں تک کہ اس نے جہی اور چراگاہ میں پہنچا
کردانت او میں از آسمان
کہ وہ زمین اور آسمان میں فرق نہ کر سکتا تھا
عقل کو و از خلیفہ خوف کو
عقل کہاں تھی اور خلیفہ کا ڈر کہاں؟
عقل را سوزد دران شعلہ چو خار
عقل کو کاٹنے کی طرح اس خلیفہ میں چو خار ہے
چیت عقل تو محل ابن الفحل
قرے دین، زلیخا کے بیٹے، بھڑکی عقل کیا ہے؟
پیش حشم آتشینش آں نفس
اس وقت اس کی شعلہ بار کھنکھوں کے سے

۱۔ تجسس کسی کی غواہی اس
لے آئی کہ شاہ مصر نے پہلوں
کو لڑی کا محسوم بنایا تھا
۲۔ آگ صرف اذیت دے گا
آپ رحمت بجا سکتا ہے
۳۔ اذیت اللہ نے محسوم
یوسف کو بجا یا محسوم
محسوم۔ رحیق۔ بلوہ زرد
شیراں۔ حضرت یوسف م
شیر مردوں کی طرح زلیخا سے
بچ گئے
۴۔ نفس نفس کو کسی
شیخ کے غصے سے صوب
کی جا سکتا ہے۔ اذیت
۵۔ پہلوں لڑی کو لے کر جوں
سے چار ایک جگہ اور
چراگاہ میں اس کا چھا ڈھرا۔
۶۔ آتش اس کے عشق کی
آگ اس قدر بھڑکی ہوئی تھی
کہ وہ اندھا ہر دانتا۔ قصہ
۷۔ آن۔ وہ عشق سے محروم ہو کر
لڑی کے خیمہ میں گھس گیا۔
۸۔ اب اس میں عقل بھی خلیفہ
کا ڈر۔
۹۔ چوئل زندہ۔ جب شہوت
مگ لگاتی ہے تو عقل خس و
خاشاک کی طرح میں جاتی ہو
۱۰۔ چوئل۔ زمین۔ شعلہ خلیفہ کا ہر
کو سیکڑوں شاہ اس کی نظر
میں تھیں سے کم تھے۔

۱۵۔ زن پرست بی بی پهلوان
تقریبی لڑکی کی شرمگاہ۔
کوئی برہنہ بی بی بھی حالت
میں جس میں وہ لڑکی سے
صوفیہ خانہ کا انفقار عمو
ملا رہی تھی۔ اسی پهلوان نے
دیکھا کہ ایک کاہنہ زعفری شکر کے
دریا کی صفیر ہو رہی ہے۔
تاہیں مری گھڑے کی طرح۔
بکھاری، مٹھلی گنہ گری کی
جھلک دکھا رہا تھا تقریبی
بہن خدیجہ۔

۱۶۔ زن پهلوان نے خیر پر
تھوڑا سا دیکھا اور اس کا سر
بھاڑ دیا اور بہت جلد اس
لڑکی کے خیمے میں چلا گیا
جب اس لڑکی کے پاس
پہنچا تو اس کی شہرت میں گم
کی جاتی تھی۔

۱۷۔ پائلن جلی رفتار
نہری۔ اس کی شہرت سرور
نہری تھی وہ لڑکی اس کی
مردانگی کی اس حالت سے
حیرت میں پڑ گئی بخت خدا
بہنے اس کا خاص پورا کر
قرار دیکر تیرہویں ہے مگر
خاص لڑکی کو تو رہا ہے
قرور دوسرا ہو گا جانتا ہوں
یہی چوہہ داہ پخت

چوں بروں انداخت شلوار شست

جب با جامہ آمار دیا اور میٹ گیا

چوں ذکر کئے مقررہ فرست

جب ذکر سبھا نکاؤ کی طرف گیا

بر جہید او کون برہنہ سو صف

وہ ننگا صف کی جانب دوڑا

دید شیر نرسید از نیستان

اس نے دیکھ کر نرسید نے جگ سے

تازیاں چوں دیو در جوش آمدہ

مری گھڑے کی طرح جوش میں آگئے ہیں

شیر نر گنبد ہمیکر داغ غر

نرسید گئے گئے بخت کا رہا تھا

پهلوان مردانہ بود بے عذر

پہلوان بہادر تھا اور بغیر عذر

زوشتم شیر و سرش را بر شگافت

تھوڑا دیر اور اس کا سر بھاڑ دیا

چونکہ خود را و بڈاں حوال نمود

جب اس نے اپنے آپ کو اس حوالہ رکھا یا

با چنل شیرے پیا آتش گشت خفت

ایسے شیر کے ساتھ مقابلہ میں شریک ہوا

آں بُت شیریں لقائے ماہر و

وہ بُت شیریں کو دیدار پائے سے کھڑے والی

بخت شد با او شہوت اس را

وہ فوراً شہوت سے اس سے بھڑکیا

زاتصال ایں دو جاں باہر دگر

ان دونوں جانوں کے باہر پرست ہوئے سے

در میان پاژان آں زن پرست

وہ عورت پرست عورت کی انگلیوں کے درمیان

ز شیر و غفل از لشکر سخات

قیامت اور غور و غفل لشکر سے اٹھا

زوالفقار ہچمو آتش او بکف

آگ جیسی تھوڑا ہاتھ میں لئے

بر زوہ بر قلب شکر ناگہاں

اچانک وسط لشکر پر حملہ کر دیا ہے

صد طویلہ خیمہ اندر تیزوہ

سیکڑوں گھمانوں اور خیمے درہم برہم کر رہی تھی

در ہوا چوں موج دریا بیت

نفا میں جیسے گرد و پا کی موج کی طرح

پیش شیر آمد چو شیر مست نر

مست نرسید کی طرح شیر کے سامنے آگیا

زودوئے خیمہ مہر و شتافت

خیمہ کے خیمہ کی طرف جلد دوڑ گیا

مردی او ہچناں بر پائے بود

اس کی مردی اسی طرح قائم تھی

مردی او ماند بر پای و محفت

اس کی مردی قائم رہی اور نہ محفت

در عجب در ماند از مردی او

اس کی مردی سے تعجب میں پڑ گئی

مترکشتند حالی آں دو جاں

نور و در جانیں ایک ہو گئیں

میرسد از غیبش جان دگر

غیب سے ایک دوسری جان پہنچ جاتی ہے

رُو نماید از طسریق زانے
بنے کے طسریقِ رُف ہوئے ہے

ہر کجا دو کس بھرے یا بکیں
جب دو انسان محبت یا کینت سے

لیک اندر غیب نے ایدانِ صُور
تیں عالمِ غیب میں دوسری جہتی ہے

اُن تاجِ کز قزقات تو زاد
اُن جہنم کو جو تیرے عیب سے پہچانے ہیں

منتظرِ میباش اُن میقات را
قوسِ دمہ کو منتظر رہو

کز عینِ زیندہ اندازِ علل
کہ وہ میں اور غفلتوں سے پیدا ہوئے ہیں

بانگِ شانِ میرِ سداغِ شمال
اُن حسیبوں سے اُنھیں آواز آ رہی ہے

منتظرِ درغیبِ جانِ مزدوزن
مردِ محنت کی جانِ عالمِ غیب میں خضر ہے

راہِ گم کرد اُدازاں صبحِ دروغ
اُس نے گم کا جب کی وجہ سے راستہ گم کر دیا

گر نباشد از علوش رہزنی
اگر میں کے لئے کوئی رہزن نہ ہو

جمعِ آید ثنائے زایدِ لقیں
جمع کر لے ہیں، یقیناً جیسا پیدا ہوتا ہے

چوں رُوی اُن سُو بیتیِ نظر
جب تو اس جانب جایگا، آنکھ سے دیکھو لگا

ہیں مُردانِ ہر قرینے زودشاد
خسبردار! ہر ساقی سے جلدِ خوش نہ ہو

صدقِ واں الحاقِ ذریات را
ذریات کے علاوہ اپنے کو جدا سمجھو

ہر یکے را صورتِ نطق و کل
ہر ایک کو گویائی اور لکھنے کی صورت ملے گی

کائے زما غافل ہلا زو تر تعال
کہ اے ہم سے غافل! خسبردار! جلد آ جا

مُولِ مَوْلتِ جہیتِ تر کا مِلن
جیرا آہستہ آہستہ پہنچا کیوں ہے، جلد قدم اٹھا

چوں گسِ قناد اندر دیکے دروغ
جتنی کی طرح جھوٹ کی دیکھ میں گر گیا

پیشیاں شدن اُن سرِ لشکر از خیانتے کہ کردہ بود و سو گند
اُن لشکر کے سردار کا اُن خیانت سے شرم نہ ہونا، جو میں نے کی تھی اور اُن کا

داون او اُن کینیزک را کہ خلیفہ باز نکوید آ پچہ رفت
میں دشمنی کو کسم پورن کہ جو گم ہوا ہے وہ عقیفہ سے نہ کہے

شدنِ پیشیاں اُدازاں جُرمِ گراں
وہ اُن میں جہاں جُرم سے شرم نہ ہوا

کُنِ حذر تا شاہِ گدازِ زینِ خیر
احتیاطِ حذر سے تاکہ باغِ دامن سے خود نہ رہو

چند روزے ہم ہراں بد بعد از ہا
وہ چند روز اسی جہات پہرہ رکھ کے نہ

داد سو گندِ غش کہ اے بدِ مینیر
اُن نے اُس کو کسم پورن کہ اے دشمن جو حذر

لے کر گناہِ اُرد گرد کے

استقامت سے کوئی رُفِ دُخرو
مانے ہو، ہر کجا۔ جب مرد

عورتِ جُفتی کرتے ہیں غرہ
محبت سے خواہ کینت سے تو

صلِ طہر جاتا ہے اسی عروج
دو شخص کوئی اور صدمہ دیکھنے

ہیں یا کوئی شخص کسی میں کے
ساتھ محبت جلد سے تو اس

کے تباہیِ مُردِ مینو میں جہر
ہوتے ہیں، لیک مرادِ مینو

تو نظر آ جاتے ہیں میں دلوں پر
مثنوی عالمِ آخرت میں تھر

آئیں گے۔ بچے۔ تو اب انسان
کا رُف ہے کہ اپنے اُس تھیں

کو خوب دیکھنے میں کے کہ
سے تجویرِ برآمد ہوا کہ وہ کس قسم

کا ہے۔
ملے میقات۔ عالمِ آخرت

الحاقِ ذریاتِ ثوانِ پاک میں
ہے ہم قیامت میں میری کی

موسسِ ذریعہ یعنی اودا کو کس
کے ساتھ آ رہے ہیں، مانے ہو

ذریعہ سے اعمال کے نتائج
ملا رہے ہیں، حق میں نیک

میں حق میں بُرے کاموں
کے سبب جہنم کی آفت

میں ہر عمل کو دیکھ کر غفلت
میں میں کوئی نہ ہوئی جان

یعنی اعمال کے نتائج
میں منتظر۔ عالمِ غیب میں

ہر شخص کے اعمال میں منتظر
ہیں جہاں میں جہنمِ حق

کہ۔ یہ خضر پہلوان سے منتظر
ہے کہ کس نے فعل کی ارتقا

تھا یا جس طرح سے کتب
میں سے جہنم کا کھانا کھا

پڑتا ہے۔ درخت مانا ہے۔

سے لکھا خود اپنے ہاتھ سے

داد سو گندش کر لے خورشید رُو

اُس نے اُس کو قسم دی کہ اسے سورج جیسے چہرہ

مختصر گویم بزرگ آں پہلوں

میں مختصر بتاتا ہوں وہ پہلوں لے گیا

چوں بدید اور اخیلفہ مرگشت

جب غلیظ نے اُس کو دیکھا نسبت ہو گیا

دید صد چند آنکہ وصف شنید و بود

جو تعریف اس نے سنی تھی اس کو تو نہ دیکھا

وصف تصویرست بہر چشم ہوش

تقریب ہوش کی آنکھ کے لئے تصویر کیجیگا ہے

یکتہ مشالے گویم انکوں گوش دار

میں ایک مثال کہتا ہوں اب سنیں

باخیلفہ زانچہ شرم رُمڑے مگو

جبکہ ہر غلیظ ہے اُس کا اشارہ نہ کرنا

مرکزیک را سُوئے شاہ جہاں

شاہ جہاں کی جانب دھڑی کر

پس زبام افتاد اور ایرشت

زبام کا غشت میں ادا خانے سے گر گیا

کہ کو خود دیدہ مانند شرم بود

دیکھا ہوا تھے ہوسے کی برابر کھوتا ہے

صوت کن چشم داں نے آن گوش

صوت سے آنکھ کی حکایت سمجھ کر کان کی

فہم کن اشال معنی ہوش دار

مشالوں کا مطلب سمجھ ہوش کر

حکایت

حکایت

کرد مردے از نمندنے سوال

ایک شخص نے ایک مردانہ سے دریافت کیا

گوش اگر زنت گفت ایں جلست

اُس نے (اپنا کان پکڑا اور کہا) یہ باطل ہے

آں نسبت باطل آمدیش ایں

وکان میں (اُنکے لئے دعا پڑھ کر) میرے

ز آفتاب اگر ز خفاش احتجاب

اگر چہ دُشمن سورج سے پردہ کر گیا ہے

خوف اور خود خفاش میدید

دشمن کا (خود اُس کو خود اُس سورج کا خیال

آں خیال نور می ترساندش

روشنی کا خیال اس کو ڈر رہا ہے

حق باطل چیت انیکو قال

اے حق خدیو! حق اور باطل کیلئے؟

چشم حقیقت و تمییز حاصلست

آنکھ حق ہے اور اُس کو یقین حاصل ہے

نسبت اغلب بنمہا اے ایں

اے ایں! اکثر اُن میں نسبت ہے

نیست محبوب از خیالے آفتاب

سورج خیال سے پردہ میں نہیں ہے

آں خیال سُوئے ظلمت میکشد

وہ خیال اُس کو تاریکی کی جانب کھینچ رہا ہے

برشب ظلمات می چغندش

تاریکیوں کی مانت سے اُس کو چھڑا رہا ہے

لے کر رہے۔ کوئی اشارہ۔

پس زبام۔ یعنی لڑائی کے ضمن

میں جناح ہو گیا۔ کہے تو غریب

کے بود مانند دیوہ۔ و صفت۔

کسی چیز کے اوصاف بتانے کو

اُس کی تصویر میں پس بدید

ہوئے اُس کی صورت

آنکھ سے نظر آتی ہے۔

یکتہ مشالے۔ مثال

اور حکایت سے بھی سمجھا کر

کو اُنکے مشاہدہ کا نتیجہ بدید

سے کہتے ہیں کہ ایک

نے ایک صاحب سے حق

باطل کی حقیقت کے بارے

میں سوال کیا گوش

اپنا کان پکڑ کر بتا کہ اُس

کے ذریعہ حواس میں جو

باطل ہے آنکھ کے ذریعہ

جو ہوتا ہے وہ صحیح اور یقینی

ہوتا ہے۔

یکتہ نسبت۔ ہم نے

سے کہتی ہیں کہ جو

کے مقابلہ میں جہاں کہا ہے

وہ کثرت کے اعتبار سے

یعنی اکثر یہی صورت ہوتی ہے

ز آفتاب۔ ورنہ چمکے دیکھ کر

کا ہم مشاہدہ سے اگرچہ دامن

نہیں ہے لیکن وہ چہرہ کی روشنی

اور صبح ہے۔ غرض کہ

خوف اُس کو سورج کا خیال

دلاتا ہے اور وہ خیال اُس کو

تاریکی میں لے جاتا ہے۔

از خیال دشمن تصویر اُورت
دشمن کے خیال اور اُس کی تصویر کی وجہ سے ہے
موسیٰ کشفِ لبّ بزرگِ فراشت
لے موشی، جمل کا کشف پہاڑ پہاڑ
ہیں مشوغتہ بیدارِ کد قابلی
غیر وارِ قراویں دھوا کا کد قابلی کی گرفت
از خیالِ حرب نہر اسید کس
جنگ کے خیال سے کوئی غزوہ نہیں ہوتا
بزرخیالِ حرب حیز اندر فکر
نامرود، طائر کے خیال سے فکریں
نقشِ دستِ کمانِ تھامے بُود
دستِ کمان کی تصویر جو کسی مقام پر ہوتی ہے
ایں خیالِ جمع جوں بصرِ شود
جب کمان کا یہ خیال دیکھتے ہیں کہ کمان ہو جائے
جہدِ کُن کر گزوش و دشمنیت بُود
تو کوشش کر کہ نہ کمان تیری آنکھ میں آجائے
زاں پس گوشتِ خود ہم طبعِ چشم
اُنکے بدن پر کمان ہیں آنکھ کا ہم مزاج بن جائیگا
بلکہ جملہ تن جو آئینہ شود
بلکہ پورا جسم آئینہ کی طرح ہو جائے گا
گوشِ انگیز و خیال و آنِ خیال
کمان ایک خیال پیدا کرتا ہے اور وہ خیال
جہدِ کُن تا ایں خیالِ فروغِ شود
کوشش کر تاکہ یہ خیال بڑھے

کہ تو بر چھیدہ بریار و دوست
کہ قریب اور دوست سے چٹ بہا ہے
آنِ خلیلِ تابِ حقیقتِ نہشت
وہ خیال کرنے والا آگے متعین کی علامت نہیں لگتا
مرخیاش راویں رہ واصلی
اُس کے خیال کو، اور قریب دھسے دھسے رہیں ہر
لا شجاعت قبلِ حرب ایں ایں بس
جنگ سے پہلے شجاعت نہیں ہے اسکو کہہ سکتے ہیں
میکند جوں رستمان صد کز دفتر
رستموں کی طرح میکلن کد کد کرتا ہے
قرنِ حملہ فکر ہر فامے بُود
ہر ناکس کے حکم کے حکم کی حریف ہو سکتی ہے
حیز چہ بُود رستے مضطر شود
نامرود کیا ہوتا ہے، ایک قسم بھی مجبور ہوا ہے
آنچاں باطل بدستِ ایں حق بُود
جو باطل، انحراف، تباہی ہو جائے
گو ہرے گرد و دو گوشتِ ہر چو شیم
تیرے جسم سے دونوں کمان گہر بن جائیں گے
جملہ چشم و گو ہر سینہ شود
سب آنکھ اندر سینہ کا جو ہر ہو جائے گا
ہست دلالہ وصالِ آں جمال
اُس دشمن کے وصال کی مشاطہ بن جاتا ہے
تا دلالہ و سبیرِ مخلص شود
تاکہ مجنوں کے لئے مظلوم دھیر بن جائے

لے از خیال دشمن کا خیال
اور تصورِ انسان کو دوست
پیدا کرنے اور اُس سے لے
بزرگوار کرتا ہے تو سب سے
موتی کو شہادہ کے درجہ کا
علم تھا کہ طور گزشتہ دور کا
جمع نہ تھا لیکن پھر بھی وہ ہمارے
پر غور ہوا۔ حق، سچ،
حق، سچ، حق، سچ، حق، سچ،
جس کو شہادہ حاصل نہ تھا
صرف خیال حاصل تھا۔ حق،
لیکن انسان کو حق تھا کہ
خیال پر کتنا زکریا چاہیے
وہ حسن خیال سے واصل حق
نہیں۔

لے از خیال دشمن
خیال اور تصور کی جہد نہیں
ہے بلکہ شاہد، اصل ہے۔
حیز، حقیقت اور درون ہی
خیال کو لے کر ایں بہت کد کد
دکھا کہے نقشِ رستم
کی خیال تصویر سے تو ہر
حریف بنے۔ ایں خیال
خیال کیا ہے لیکن اگر
خیال، مشاہدہ کے ذریعہ
ہو آجائے تو ہر مفید
ہو جائے۔

لے جہدِ کُن دالان کو
کوشش کرنے کا ہے کوشش
کا سرع مشہور بن جانے
اور اُس میں کسی باطل کا
احتمال نہ رہے نہ ایں کوشش
اُس کے بعد کمان آنکھ کا جو
حاصل کرنے، جہدِ مخلص
پھر ہے لیکن جو کمال
چیز ہے وہ گو ہر شجاعت
ہی جائیگا۔ جنگ، کوشش

مرضا کا ہی نہیں تمام ہم آنکھ کا رقبہ حاصل کرے گا جو ہر سینہ یعنی دل جو حق جس کی بات شن کر
انسان وصالِ محبوب تک پہنچ جاتا ہے۔ ایں خیال۔ سننے سے جو خیال پیدا ہوا ہے اُس کو وصال
کا نام نہیں ملے۔

ملہ آں خلیفہ بنو و معری
اُس لڑائی کے حق و حق
کرنے کی نکتہ یہ اہل کی
خوشتی صنعت کی دہستے
حق سلطنت خرا و سرق ہویں
کی بودہ کلی کی کو نہ سے بارہ
نہیں ہے۔ سلطنت انسان
جس کو سلطنت کہتے ہیں
کی حقیقت خواب ہے بارہ
نہیں ہے۔ تاہم یہ سلطنت
کو خلیفہ انسان کے لئے جو

لاہور کرنا ہے۔
ملہ بہتر دین عالم بہانہ
کو اور اس کی سلطنت کو
امین کی مگر نہ ہو اس کی مگر
عالم آخرت ہے جنت عالم
آخرت کے منکر کی دلیل یہ ہے
کو اگر عالم آخرت ہوتا تو اس
امین کو دیکھ سکتا۔ مگر جنت
یہیں کسی کے نہ دیکھ سکتے
اس چیز کو انکار کیے ہو سکتا
ہے۔ جو عقل کے انوار کو
نہیں دیکھ سکتا۔ یہیں حضرت
اس کا انکار نہ کرے گا۔

ملہ رہ جنت۔ اگر کوئی مسافر
حق عشق کے احوال نہیں دیکھ
سکتا ہے تو اس کے رہ چکے
سے عشق میں کوئی نفاق نہیں
آہستہ جنت پرست کا حسن
بھائیوں کو نظر نہ آتا تو اس
سے اس کا نہ کہ نہیں ہو سکتا
مرغصا۔ حضرت موسیٰ بن داؤد
عصا کی حقیقت نہ دیکھ سکے
کیونکہ اس کا درود تہ تب ہی
نہیں نے اس کو دیکھ لیا۔
چشم ہرگز باطن آٹھ اذغابری

آں خلیفہ گول ہم یک چند نیز
اُس امن خلیفہ نے بھی کچھ دن
ملک را تو ملک غرب شرق گیر
تو سلطنت کو مغرب اور شرق کی سلطنت میں کرے
ملکت کاں می نمائند جاو دل
وہ سلطنت جو ہمیشہ نہ رہے
تا باخواری کرداں باو بروت
تو اس غرور کا کب کرے گا؟
ہم دیریں عالم بدان کر مانتے
یہی دنیا میں جان لے کر اس کی جگہ ہے

مجتہ منکران آخرت و میان ضعیف آں مجتہ
آخرت کے حکموں کی دیں اور اس کی کردی کا بیان

مجتہ این سٹ کوید ہر دی
اس کی یہ دیں ہے اور ہر وقت کہتا ہے
گرد بیند کو دے احوال عقل
اگر کوئی بچہ عقل کے احوال نہیں دیکھتا ہے
در بند بیند عاقلے احوال عشق
اگر کوئی عقلمند عشق کے احوال نہیں دیکھتا ہو
حسن یوسف دیدہ احوال ندیدہ
اسٹ کے حسن کو بھائیوں کی آنکھ نے نہ دیکھا
مرغصا را چشم موسیٰ چوب دید
حضرت موسیٰ کی آنکھ نے عصا کو کبھی نہ دیکھا
چشم برتر با چشم سر در جنگ بود
باطن کی آنکھ سر کی آنکھ سے جنگ میں تھی

سکھیں اختصات تھا باطن آنکھ نے دیں نہیں کردی اور حقیقت واضح برہمنی۔

ریش گا دی کرد خوش با آں کینز
اس لڑائی کے ساتھ حماقت برقی
چوں بنی ماند تو آں را برقی گیر
جبکہ وہ باقی نہیں رہتی تو اس کو بھی (کی کو نہ) کچھ
لے دلت خفتہ تو آں اخواہے لہ
اسے کہ تیرا دل سیا ہوا ہے تو اس کو خواب کچھ
کہ گمیر دہم جو جلا دے گھوت
جو ہلکی طرح تیرا تھا بڑے
از منافق کم شنو کہ گفت نیست
منافق سے نہ سن اس نے کہا کہ نہیں ہے

مجتہ منکران آخرت و میان ضعیف آں مجتہ
آخرت کے حکموں کی دیں اور اس کی کردی کا بیان

گر بید چیزے دگر من دیدے
اگر کوئی اور چیز ہوتی تو میں نے نظر آتی
عاقلے ہرگز نہ دار عقل نقل
اگر عقل مند بھی عقل کو ترک کرے گا
کم نگر در ماہ نیس کو فال عشق
تو عشق کا نیک فال چاند نہیں گھٹتا ہے
از دل یعقوب کے شد نہ پایید
حضرت یعقوب کے دل سے کب شایا
چشم قطبی افغی و آشوب دید
تجلی کی آنکھ نے ایسی اڑھا اور صحت کجا
غالب آمد چشم ہر ترحمت نمود
باطن کی آنکھ غالب ہو گئی، نہ جنت پیش کر دیا

سکھیں اختصات تھا باطن آنکھ نے دیں نہیں کردی اور حقیقت واضح برہمنی۔

چشم موئی دست خود را دست

دست از من کی آنکھ نے اپنے ہاتھ کو ہاتھ دیکھا

ایں سخن پایاں ندارد ہر کمال

اس بات کا غائب نہیں ہے ہر کمال

چوں حقیقت پیش اور فرج و گلو

جبکہ اس کے سامنے حقیقت فرج وادھن ہے

پیش مافرج و گلو باشت خیال

ہمارے سامنے شہد وادھن خیال ہے

ہر کر افرج و گلو آئین و خواست

جس شخص کا طریقہ اور عادت شہد وادھن ہے

باچناں انکار کو تے کن سخن

ایسے انکار کے ہوتے ہوتے بات غلط کر

میش چشم غیب نورے مبدید

غیب کی آنکھ کے سامنے ایک نور کا ہر تھا

پیش ہر محروم باشت چوں خیال

ہر محروم کے سامنے خیال کی طرح ہوتا ہے

کم ہیاں کن پیش اور اسرار دوست

دوست کے راز اس کے سامنے بیان ذکر

لاجرم ہر دم نمایاں جمال

وہ عباد جان ہر وقت جمال دکھاتی ہے

آں لنگھ دین و دلی دین بہر او

نہ جس نے تہا دلی اور جس نے ہر چہا اچکے ہے

احدا کم گوے باگسبر کہن

اے احو! اپنا نے کائنات سے بات ذکر

آدم آں خلیفہ نر و آں خور واز بر لے جماع

ہمبستی کے لئے خلیفہ کا افس میں کے پاس آنا

آں خلیفہ کرد را ی اجتماع

خلیفہ نے اکٹھے ہونے کی سوجی

ذکر او کرد و ذکر ہر پای کرد

اس کی یاد کی اور ہر تہا سس کو کلاک

چوں میان پای آں خلیفہ نوشت

جب اس قانون کے ہر لے کے ہی میں بیٹا

خشت خشت نموش و گوشش

اس کے کان میں ہرے کی کٹ کٹ آتی

وہم آں کز مار باشت لیں صریح

یہ ہم ہر گز آواز سانپ کی ہوگی

سوی آں زن رفت از ہر جماع

ہمبستی کے لئے اس کوئی کے پاس گیا

قصہ خفت خیز ہر افزای کرد

اس بخت بڑھائی کیسا تہا سس اور کلاک

پس قضا آمد رے عیشش بہت

تو قدر بڑھائی اس کے عیش کا دوازہ بند کر دیا

خفت کشش شہوش گل میبد

اسکے آواز سس سوئی، اسکی غیبت باغیچہ جاگ گئی

کہ ہی جنبہ بشتندی از حصار

جو غریب سے چٹائی میں سے حرکت کر رہا ہے

خندہ گرفت آں کینزک را از ضعیف شہوت خلیفہ وقت

اس سردار کی غیبت کی طاقت اور خلیفہ کی غیبت کی کوئی پرورش کا ہنس بڑھا

لے چشم ہوتی ایک ہی چیز

ایک کے لئے خیال ہے دوسرے کے لئے نہیں

یہ چیز کی مختلف نگاہوں میں

خلفہ حقیقت کا بیان کرتا ہے

دوسرے جو شخصیت اور غیبت

کی غیبت کو ہی حقیقت کہتے ہیں

اس کو اس کی بائیں سنا سنا

ہے ہستی باوجود غیبت

شرع کی غیبت سے جڑی

ہیں ان کو رو بائیں میں ہوتا ہے

لنگھ دین و دلی دین بہر او

نہ جس نے تہا دلی اور جس نے ہر چہا اچکے ہے

احدا کم گوے باگسبر کہن

اے احو! اپنا نے کائنات سے بات ذکر

آں خلیفہ کرد را ی اجتماع

خلیفہ نے اکٹھے ہونے کی سوجی

ذکر او کرد و ذکر ہر پای کرد

اس کی یاد کی اور ہر تہا سس کو کلاک

چوں میان پای آں خلیفہ نوشت

جب اس قانون کے ہر لے کے ہی میں بیٹا

خشت خشت نموش و گوشش

اس کے کان میں ہرے کی کٹ کٹ آتی

وہم آں کز مار باشت لیں صریح

یہ ہم ہر گز آواز سانپ کی ہوگی

خندہ گرفت آں کینزک را از ضعیف شہوت خلیفہ وقت

اس سردار کی غیبت کی طاقت اور خلیفہ کی غیبت کی کوئی پرورش کا ہنس بڑھا

شہوتِ آں امیر و فہم کردن آں خلیفہ خندہ کنیزک را
اور لڑائی کے پہننے کو اعلیٰ کا بہت چاہتا

آمد اندر قہر خندش گرفت

وہ قہر مارنے لگا، اس پر ہنس ماری ہو گئی

کیکشت اوشہر و انداز پختاں

کس نے خبر کو مار ڈالا اور اس کا مقصد اس طرح

جہد میکرد و نمی شد لب فراز

وہ کوشش کرتی تھی اور ہر طرف بند نہ ہوا تھا

غالب آمد خندہ بر روبرو زیاں

فتح اور نقصان پر ہنس غالب آگئی

پہچو بند سبیل ناگاہاں کشود

بھاؤ کے بند کی طرح جو چاہے کھینچ لیا ہو

ہر یکے رامعدے دان مستقل

ہر ایک کو مستقل کان سمجھ

لے برادر در کف شاح داں

اے بھائی! اکھڑے والے انداز کے ہاتھ پر

پس خلیفہ تیر و گشت تند خو

تو خلیفہ ناراض اور غضبناک ہو گیا

گفت ہتر خندہ و اگولے پلید

کہنے لگا اے پاک : ہنس کا راز بتا

راستی گو عشوہ تنوا یسم داو

کے تبادلو، تو مجھے فریب نہیں دے سکتی ہو

یا بہانہ چپ آری تو برم

یا میرے سامنے چھپنا چاہتا ہے یا نہ

بایدت گفتن ہر آنچه گفتنی است

مجھے کہنے کے لائق، بات کہہ دینی چاہیے

زن بدید اں مستی آواز شکفت

عورت نے میرا پیاسے اس کی سستی کو دیکھا

یاوش آمد مردی آں پہلواں

اس کو اس پہلوان کی مردانگی یاد آگئی

غالب آمد خندہ زن شد دراز

عورت کی ہنس غالب آگئی، لمبی ہو گئی

سخت می خندید بچوں بنگیاں

وہ بہت لڑکوں کی طرح بہت ہنس

ہر چہ اندیشید خندہ می فرود

جتنا بھی سوچتی، ہنس بڑھتی تھی

گریہ و خندہ غم و شادی دل

دونا ادا ہوتا، دل کی غرض اور غم

ہر یکے را محزن و مفتاح آں

ہر ایک کا خزانہ ہے اور اس کی کنجی

ہیچ ساکن می نشد اں خندہ زو

اس کی ہنس کسی طرح نہ قسمتی تھی

زود شمشیر از غلافش بر کشید

اس نے فوراً غلاف میں سے تلوار سونٹ لی

در دلم زیں خندہ ظنی اوقاد

وہ ہنس سے میرے دل میں بدگمانی پیدا ہو گئی

در غلاف راستی بقدرتیم

اگر تو چنانچہ کے خلاف مجھے فریب دے گی

من بدانم در دل من روشنی است

میں سمجھتا ہوں کہ میرے دل میں روشنی ہے

لے سنت میں کہیں ہنس
بھرتی جیسے سنگین یا کچھ نہیں
ہے اس میں ہنس میں اس کو
یہ خیال ہی نہ رہا کہ بادشاہ کی
نگہاری میں کو نقصان پہنچا گی
گریہ و خندہ، ہنس اور رونے
کے مزلے، اشتیاق کے تھ
میں ہیں، غم و اشتیاق کا لہجہ
دہی ہنس کا ہے وہی کہہ دے
لے فرقہ، لڑائی کی بے چارہ
ہنس پر شاہ کو غصہ نہ آیا
تو اس وقت ہی اور کچھ نہ
ہنس کا راز میں بتا دے غلط
بات سے تو مجھے ملنے کی کوشش
میرے دل میں ملنے کی لگتی
ہے

دردِ شاہاں تو ماہی اے اے مہر
تو بادشاہوں کے دل میں ایک بڑا جانہ کھ
یک چراغِ ہستِ دل و وقت گشت
پلے پھرے کے وقت دل میں ایک چراغ ہے
اے فرستائیں زباں یا ارمین
اس وقت وہ شناخت میری دوست ہے
من بدیں شمشیرِ بزمِ گردنت
میں اہلِ شہسوار سے تیرا گردنِ اداورن کا
ایں ماں بکشم ترابے ہج شک
اس میں مجھے یقین تھی کر دہی
وہ رنگوئی راستِ آزادتِ نعم
اگر توجہ کہی میں تھے آزاد کر دوں
ہفت مصحفِ آں ماں بزمِ نہا
اس نے سات قرآن اہلِ بیہ رانے

گر حیر کہ کہہ شذر غفلتِ زیرِ ابر
اگرچہ وہ کبھی بھی غفلت کی وجہ سے ہر کے ہتھکڑیاں
وقتِ خشم و حرصِ آید زیرِ طشت
جو غصہ اور حرص کے وقت غفلت کے نیچے جاتا
گر رنگوئی آنچه حقِ گفتنِ ست
اگر تو وہ نہ کہے گی جو بتانے کا حق ہے
سودِ نبودِ خود و بہرِ اندِ گردنت
تیسرا بہانہ کرنا کچھ مفید نہ ہوگا
تین را کرد احوالِ گفتِ نیک
اس نے تمہارا اس کے سامنے کی کیا ہے
حقِ یزدانِ شکمِ شاد و غم
خدا کی قسم نہ توڑوں گا، جیسے خوش کر دوں گا
خوردِ دو گند و چسپینِ تقررِ د
قسم کھائی، پھر یوں عجب کیا

فاش کردنِ آں کینرِ گالِ از را با خلیفہ از نیم زخمِ شمشیر
شہسوار کے زخم سے ٹوٹ کر اس دھڑے کا خلیفہ سے باز نہ لکھیں اور کہنا
اگر اہِ خلیفہ کہ راست بگو بسببِ اس خندہ را و گر نہ بختِ ست
اور خلیفہ کا مجبور کرنا کہ اس بستی کا سبب بتاتا وہ میں تھے اور ڈالوں گا

ز آن چو عاجز شد گفت احوالِ را
صحت جب پایہ آگئی اس نے حالات بتا دیئے
شرحِ آں گردِ ک کہ اندرِ لہ بُو
اس بخت کی تفصیل جو راستہ میں تھا
شیرِ گشتنِ سوی خیمہ آمدن
سفیر کا تھن کرنا خیمہ میں آنا
اوبداں قوتِ کراں شیرِ شکار
وہ ہم وقت کے ساتھ کہ شکار شیر سے

مردیِ آں رستمِ صد زالِ را
سیکڑوں سال والے رستم کی مردانگی کے
یک بیک با آں خلیفہ و امود
وہ اس نے ایک ایک کر کے خلیفہ پر کھڑا کر دیا
واں ذکرِ قائمِ چو شاخِ کرگردن
اور اس کے ذکر کا گینڈے کے سینک کیوں تھوڑا
ہیچ تغیرِ شش نشد بدمرِ قرار
اس میں کوئی تغیر نہ ہوا برستوار تھا

لے آں کرمست وہ نواہ
روشنی میں وقت میر سے
ساتھ ہے اگر توسع است نہ
کہے گی میں خوراک کھ جائوں گا
اوسے مار ڈالوں گا اور یہ
کہہ کر ہمارے سامنے کر دی
اور سات قرآن اور نیچے رکھ
کر قسم کھائی کہ اگر تو کھتا رہی
تو مجھے آنا کر دوں گا۔
لے آں کرمست وہ نواہ
آگئی تو میں نے پہچان کر
سارا قصہ سنا دیا اور کہا کہ
اس نے شیر کو بھی قتل کیا اور
پھر جس میں جاہیں آگیا اور اس
کی شہرت میں کوئی کمی نہ آئی
تھی۔

نُظف از ناست کے مانند بنان

نظف رونے سے بنا ہے رونے کے شائبہ ہے

رجتی از ناست کے مانند بنان

جس آگ سے ہے آگ سے شائبہ ہے

از دم جبریل عیسیٰ شد پدید

حضرت عیسیٰ جبریل کی پرک سے پیدا ہوئے

آدم از خاک کے مانند خاک

حضرت آدم جنت سے ہیں بنی کے شائبہ بنی

کے بود طاعت جو خلد پایدار

جارت مستحق جنت کی طرح کب ہے

ہیچ اصلے نیست مانند اثر

کوئی اصل نیچو کے شائبہ نہیں ہے

لیک بے اصے نباشد ایس جزا

لیکن یہ جزا بغیر اصل کے نہیں ہوتی ہے

آنچہ صلت کشیدہ آں شی مت

دور اصل ہے اور اس چیز کا سبب ہے

پس ہداں رحمت نیتو زلتے مت

پس بھیجے کہ تیرے عین کی لعل کا نیچو

گردانی آں گنہ را زاعتبار

اگر جنت کے لئے تو گنہ گار کو نہ پہچان سکے

سجدہ کن صد بار میگوئے خدا

سہ بار سجدہ کر اور کب اسے خدا

لے تو سبحان پاک از ظلم و دم

لے سبحان تو ظلم و ستم سے پاک ہے

من معین می ندانم جرم را

میں جرم کو معین کر کے نہیں جانتا ہوں

مردم از نظف است کے مانند بنان

انسان نظف سے ہے دیا کب جوتے

از ناست ابر و نمود چون بخار

ابر، بخار سے ہے اور بخار جیسا نہیں ہوتا ہے

کے بصورت پھو او بد ناپید

صورت کے اعتبار سے کسی طرح صلی کب ہوتے

ہیچ انگورے نمی مانند بتاک

کوئی انگور، انگور کے دشت کے شائبہ نہیں ہے

کے بود دزدی بشکل پایدار

چوری، سونے کے ستون کی شکل کی کب ہے

پس ندانی اصل رنج و درد و سر

تو تو رنج اور درد سر کی اصل نہیں ہادی مکن

بیگنا ہے کے برجانند خدا

خدا بے گناہ کو کب رنج دیتا ہے

گرمی مانند بوسہ ہم از دست

اگرچہ وہ اس کے شائبہ نہیں ہوتا ہم وہ بھی دیکھیں

آفت ایں ضربت از شہوت

تیری اس چٹ کی آفت کسی شہوت کی وجہ سے

زود زاری کن طلب کن اعتقا

بہت جلد عاجزی کر اور مسائی چاہ

نیست ایں غم غیر در خورد سزا

یہ غم سزا کی پاداش کے سوا نہیں ہے

کے وہی بے جرم جانزداد و دم

تو جان کو درد غم بغیر جرم کے کبے تاج

لیک ہم جرمے بباید کرم را

لیکن بخشش کے لئے جرم بھی چاہیے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

نظف نظف سے ہے

لے جن اے صاحبِ تر
نے میری خط کو کس ماسے
میں پرشیدہ کر دینے کہیں
نہیں کہو سکتا کہ یہ عیبت
کس خط کی وجہ سے آئی ہے
قربِ بیشک کے لئے میری
اس خط کو چھپا دے کہ جڑا
سزا جرم کے اظہار کا سبب
ہی جاتی ہے جب چرک کی
چٹائی ہوتی ہے تو لوگ سمجھ
جاتے ہیں کہ اس نے جری
کی ہے۔ یہ تاشکر۔ عاجزی نہ
نیاز مندی بہت سے اُسر
پر مشتمل ہے۔
۱۰۰ عزمِ گردن۔ بادشاہ کو
مبارکباد کی خیانت پر ہے
ظلم کی سزا ہے لہذا اس نے
مے کیا کہ جب پہلوان پر ظلم
نہ کرے روزِ اور سزا ملے گی
بلکہ یہ ٹوٹتی کسی کو دہے۔
نزلتِ نورش۔ آفریں یعنی
محمدا پر جہاؤ۔
۱۰۱ گفت۔ بادشاہ نے
کہا کہ یہ سب کچھ میرے ظلم
کی سزا ہے۔ تعجب نہ ہو
نے شہِ سرس کی ٹوٹی ہوئی پر
نظرِ بدوائی ترس کے بدلے
میں میری ٹوٹی پر نظرِ بد
پڑی۔ جتن درجہ نہ میں نے
دوسرے کی عمدہ دہی کی
تو میری عمدہ دہی ہوئی۔

چوٹ پوٹیدی سببِ زاعتبار
بمگر ترے سب کو جہت میں کرے چھاپا
کہ جزا اظہارِ جرم من بود
کیونکہ بدلہ میری خط کا اظہار میں مانے گا
بازگردم سُوئے توبہ شاہ باز
میں بادشاہ کی توبہ کی طرف پھر لوٹا ہوں

داما آں جرمِ راپوشیدہ دار
اس نادر کو بھی ہمیشہ پرشیدہ رکھ
کز سیاتِ دزدیم ظاہر شود
کیونکہ سزا سے میری جری کھل جائے گی
تا شود معلوم اسرارِ نیاز
تاکہ عاجزی کے سلسلہ معلوم ہو جائیں

عزمِ گردن شاہِ چوں واقف شد براں خیانت کہ
جب بادشاہ اس خیانت سے واقف ہوا تو اس کا ارادہ کیا کہ وہ جیشِ بدش کرے
پوشاند و عفو کند و اورا با او بد و دانست کہ آن فتہ
اور صاف کر دے اور اس کو اس ہی کو دہے اور سمجھا کر یہ فتہ
جزائے قصداً و بُود و ظلم او بر صاحبِ موصول کہ مَنْ
موصول کے بادشاہ پر اس کے ظلم اور ارادہ کی سزا ہے کیونکہ جس شخص نے
اَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَإِنْ رَبَّكَ لَيَاْلُوْصَادُ وَتَرِيْدُكَ اَلْا
بھائی کی تو وہ اس پر ہے اور بیشک تیرا سب گناہ کی جڑیں ہے اور وہ ڈرا کر کہ
اِس انتقام کشد اِس انتقام باز ہم بر سر او آید چنانکہ اِس
یہ بدلے گا تو یہ بدلہ بھی اسی کے سر پر آئے گا جیسا کہ ظلم اور حرص
ظلم و طمع بر سرش آید
۱۰۲ جس کے سر پر آئے

شاہ باخود آمد استغفار کرد
شاہ جیش میں آیا اس نے توبہ کی
گفت باخود آنچه کردم باکساں
اپنے آپ سے بھلا میں نے جو کچھ لوگوں کے
قصْدِ حُفَّت دیگر اِس کردم زجاہ
میں نے توبہ کی وجہ سے دوسروں کی بیرون کا
مِنْ دِرْخَانِ کَس دِگَر ز دِم
میں نے کسی دوسرے کے گھر کا دروازہ پیش

یا دِ جرمِ و زلت و ہر کرد
جرم اور نفرت اور اہار کی یاد کی
شد جزائے آں بجائے من سہاں
اس کی سزا مجھ پر پہنچنے والی میں غمی
بر من آمد اُن وافت ازم بجاہ
وہ مجھے جیش آیا اور میں کہوں میں کو گیا
اُو دِرْخَانِ مَر از دِلا جِرم
اُس نے لا محالہ سب دروازہ پیش

سہر کہ اہل کساں شد فق جُور
جو شخص دلوں کے اہل کے رخصت کا حکم کرنا
زانکہ مثل آں جزای آں شود
کیونکہ انھیں کی جزا اس کی مثل ہوتی ہے
چونکہ گدڑی کیشد کی می خویش
جب تو سب بنا تو نے اپنی جانب کینہا
غضب کردم از شہ موص کینز
میں نے شاہ موص کی ٹوڑی غضب کی
او امین من بدولائے من
وہ میرا امین تھا اور میرا غلام
نیست وقت کیں گذاری ہتھام
کینت دہی اور بدل کا وقت نہیں ہے
گر کشم کینہ ازاں میر و خرم
اگر میں اس ٹوڑی اور سرار سے بدلوں
ہچمنان کیں یک بیامد در جزا
جیسا کہ ایک بدلے میں آیا
در و صاحب موصم گردن شکست
موص کے بادشاہ کے درد نے میری گردن ٹوڑی
داد حق ماں از مکافات کھی
بدلے سے نہاتے ہیں غصہ دار کر دیا
چونکہ فزونی کردن انجا نمودیت
چونکہ اس میں زیادتی کرنا مفید نہیں ہے
رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا سہو رفت
اے ہمارے رب بیشک ہم نے ظلم کیا ہواں ہوئی
عفو کردم تو ہم از من عفو کن
میں نے معاف کیا تو ہمیں مجھے معاف کر دے

اہل خود راں کہ تو اوست او
سمجھ لے کہ وہ اپنے اہل کا دوست ہے
چوں جزای سیدہ مثلش بود
جیسے جزائی کا بدلہ اس جیسا ہوتا ہے
مثل آں را پس تو دیو توئی پیش
اس جیسا پس تو پہلے سے دوست ہے
غضب کردم از من او را زو دینز
انھوں نے اس کو میرے پیش میں تو غضب کیا
خائش کرداں خیانتہ لے من
میں کو میری خیانتوں نے خیانت کر لیا بنا دیا
من بدست خویش کردم کار غلام
میں نے مجھ کا کام اپنے ہتھ سے کیا
آں تعدی ہم بسا ید بر سرم
وہ ظلم ہی میرے سر پر سر نہ آئے گا
آزمودم باز نما تم و را
میں نے آزمایا پھر میں اس کو نہ آزمائوں گا
من نیارم ایں دگر رانیزخت
میں اس کو دوبارہ نہیں ٹوڑ سکتا ہوں
گفت اِنْ عُدُّ تُعَدُّ عُدُّ کَاہ
فرمایا اگر تم دوبارہ (دیں) کر دے تو دوبارہ (میرا) دے
غیر صبر و مرحمت محو نیست
سوائے صبر اور رحم کے کچھ ایسا نہیں ہے
رحمتی کن لے رحیمہات کفوت
رحمت کر لے وہ کو میری رحمتیں پڑی ہیں
از گناہان نوجہ سرم کہن
نئے گناہوں اور پرانی گناہوں کو

لے کر کہ جو شخص دوسروں
کی جو بوس پہنسی کرتا ہے
وہ دوست ہے وہ اصل وہ
اپنی بوس کے بارے میں جانتا
ہے کہ لوگ اس سے نفرت و نفیر
کریں۔ تاکہ جسے کر لڑائی
کا بدلہ لے میں لڑائی ہوتی
ہے۔ چونکہ سب جب تیرا
نفرت و نفیر راہی ہوئی کے
موصم ہوا کہ تو دوست تھا۔
غضب میں نے شاہ موص
کی ٹوڑی غضب کی میرے
سر پر نے میری ٹوڑی غضب
کر لی۔ لافای غلام۔
نیست۔ توں دوسرے
سے کیا بدلہ لے یہ تو میرا خود
کر دے۔ اگر کھڑا اب۔ اگر
میں پہلوں کو سزا دوں گا تو
اس کا پیازہ بھی مجھے ٹوٹے گا
پڑے گا۔ چنانچہ ایک
دفعہ میں آ کر چکا کر لڑائی کا
بدلہ لڑائی سے لے رہا ہے اب
میں ایسا نہ کروں گا۔ آٹ
عذہم۔ قرآن پاک میں فرمایا
گیا ہے کہ اگر تم پیسہ دہی
خیرات میں کرو گے تو ہم بھی
پھر نہ ہی کریں گے۔
چونکہ۔ اب اس پہلو کا
پر کوئی ظلم و زیادتی مناسب
نہیں ہے صبر اور رحم سے
کام لیا ہی سنا سب ہے۔
چنانچہ۔ اب تو بارگاہ خداوندی
میں ہیں وہ کرنی چاہتے کہ ہم
سے ظلم و زیادتی ہوئی تو سزا
کر لے۔ چھو کر دم۔ شاہ موص
دعا میں کیا اے خدا میں نے

لے گفت۔ شاد و مہ نے
وادی کو جانت دی کریم
کاغذ اب کسی سے نہ کیا
باہریت میں نے طے کر یا
ہے کہ پہلوان سے تیسری
شادی کروں گا تو اب
پہلوان کا لہجہ گفت کسی
سے نہ کیا۔ آتا گھر دو۔ اس
نے اگر ایک بڑی لڑکی ہے
تو سیکڑوں بھلا بھائی بھی
کی ہیں میں سکر شرمہ کرنا
نہیں چاہتا۔

ت خوب تر میں نے تو
سے بھی زیادہ حسین کو بیاں
اس کے سپرد کی ہیں مگر اس
نے یہ بات نہیں کی۔ اس
قد سے۔ یہ میری رانیوں
کی سزا بھی ہے۔ پس
اس کے بدشاہ نے اس
پر پہلوان کو مارا اور اس
سے یہ بہانہ کیا کہ میں اس
روٹی سے تنفر ہوں۔
تہ نال۔ اور میری نفرت
کا سبب یہ ہے کہ میری
بیوی بہت تالاں ہے۔
تیریز۔ ہانڈی کے پکے کی
کوڑاں۔ اس سبب۔ میرا
روٹی سے تنفر ہونے کا
سبب یہ ہے کہ میرے
بچے کی ماں کو اس سے کبھی
بچتی ہے۔ اتنا مشقت۔
وہ غرو۔ لا حق۔

گفت انہوں نے کینزک واکو
کہا اسے لونڈی۔ اب نہ کہت
پاس دار و باکے عرضہ مکن
معمولاً رکھ اور کسی سے نہ کہہ
با امیرت جفت خواہم کروں
میں امیر سے تیرا نکاح کروں گا
تا نگردد او ز رویم بشر سار
تا کہ وہ میرے سامنے نہ رہے
بارہا من امتحانش کردہ ام
میں نے اس کو بارہا آزمایا ہے
کہ امانت یا فتم اور اتم
میں نے اس کو امانت میں محنت پائی ہے

کینزک بخشیدن شاہ بیکہلت بہ پہلوان

بادشاہ کا پہلوان کو ایک اندھیر سے ٹوٹتی بخش دینا

پس بخود خواندگان میر خوش را
بہر اس نے اس اپنے امیر کو بلایا
کرد با او یک بہانہ دلپذیر
اس نے دل کو گھنے والا ایک بہانہ کیا
زاں سبب کہ غیرت رشک کینز
اس نے کہ لونڈی کی غیرت اور رشک سے
زاں سبب کہ غیرت او دانا
اس نے کہ اس کی غیرت سے مستقر
مادر فرزند را بس حقہاست
لانگے کی ماں کے بہت حقوق ہیں
رشک وغیرت میر ذخون میخورد
رشک اور غیرت کرتی ہے خون پیتی ہے

ایں سخن را کہ شنیدم من ز تو
یہ دہت جہیں نے تجھ سے سنی
آنچہ گفتی لے کینزک زیں سخن
اسے لونڈی! تو نے جو یہ بات کہی
اللہ اللہ زیں حکایت ہم مزن
خدا کے لئے اس گفت کو نہ کہہ
کو یکے بکہر دوس کی صد ہزار
کیونکہ اس نے ایک بڑی اور لاکھوں بھلا بھائی
خوب تر از تو بد و سپردہ ام
تجھ سے زیادہ حسین اس کے سپرد کئے ہیں
ایں قضائے بود ہم از کردہ ام
یہ بھی میرے کاموں کی سزا تھی

گشت در خود خشم قہر اندیش را
قہر دھوئے واسے غمت کو اپنے اندر دھاوا
کہ شد تم زیں کینزک س نفیر
کہ میں اس لونڈی سے بہت متنفر ہو گیا ہوں
مادر فرزند دار و صد ازیر
لانگے کی ماں بہت زیادہ کر رہی ہے
مادر فرزند بہت اندر غنا
لانگے کی ماں محبت میں ہے
اوند در خور دینیں جور و جفا
وہ اس طرح کی عمل نہ کرنا دینی کے مان نہیں ہے
زیں کینزک سخت تلخی می برد
اس لونڈی سے سخت کرنا دین محبت کرتی ہے

چوٹ کسے راوا دغا تم ایس کینز
چو کہ دیندی میں کسی کو دوس کا
کہ تو جانبا زری نمودی بہر او
کہ کہ تو نے اس کے لئے جانبا زری دکھائی جو
عقد کر دیش با امیر اور او داد
اس کا کلاچ امیر سے کر دیا اور اسکو دیدی
عقد کر دیش با امیر اور او اپر د
اس کا کلاچ امیر سے کر دیا اسکو سپر د کوئی

پس ترا اولیٰ ترست ایس اعوز
اسے پس سے اچھے دین زیادہ بہتر ہے
خوش نباشد را دن آں مجز بنو
تیرے سوا کسی کو اسکا دین بھٹا نہ ہوگا
خشم را و حرص را یکسو نہاد
غفت اور لاج کو ایک طرف رکھ دیا
کر دیشم و حرص را و خورد مرد
اس نے غفت اور لاج کو پرزہ ریزہ کر دیا

بیان آئمہ فحش قسمینا کر یکے راقوت و شہوت خراں دہر
اس کا بیان کہ ہم نے تقسیم کیا ہے کہ وہ کسی کو گھر کی سی قوت اور شہوت
ویکے را کیاست و قوت انبیا و فرشتگان دہد
دیتا ہے اور کسی کو دشتوں اور نیسوں کی سی قوت اور قیامت دیتا ہے

سرمہ ہوا فتن از سر و ریت
خواہش نفسانی سے سزائی کرنا سر داری ہے
تخم ہائے کد شہوتی بنود
وہ بیج جو شہوت والے نہوں

ترک ہوا قوت پیغمبری
خواہش نفسانی کو چھوڑ دینا پیغمبری طاقت ہے
بر او جہنم قیامت بنود
ان کا جہنم قیامت کے سوا اٹھارہ نہیں ہوگا

گر بدش مستی ز نری خراں
اگر اس میں گھر کی سی شہوت سے مستی نہی
ترک خشم و شہوت و حرص وری
غفت اور شہوت اور لاج کرنے کو چھوڑنا
نری خرگو مباحش اندر کش
گو اس کی رنگ میں گدھے کو سارنہ نہ ہو
مردہ با شتم بمن حق بسنگرد
اگر میں مردہ ہوں اور حق تعالیٰ کی ناکلام
مغفر مردی ایس شناسن پوسن
اس کو مردانگی کا مغر سمجھ اور وہ جھٹکا ہے

بود او را مردی پیغمبران
تو اس میں پیغمبروں کی سی مردانگی نہی
ہست مردی و رگ پیغمبری
مردانگی اور پیغمبری رنگ ہے
حق ہی خواند اے بنگر بکش
اللہ تعالیٰ، اسکی امیر الامرائی کو چاہتا ہے
بہ ازال زندہ کہ با شتم دور و در
اس سے بھٹے کہ میں زندہ ہوں اور او دور و در
آں برد و در و درخ و ایں در جہنم
وہ در و درخ میں ہے جہنم اور یہ دشتوں میں

لے جہنم کے سیر کر
مردی جیسے کسی کو رہتی ہے
تو تو رہا ہستی ہے۔ کو تو
یہ کہ تو نے اس کے لئے
میں جانبا زری کے عقد
خدا و مصر نے اس کو لڑی
کاش پہلوتن سے کلاچ کر
اور اسے غفت کو ختم کر دیا
بیان حضرت حق تعالیٰ نے
جہنم کی طاقت کی پیغمبر
ایک کے مناسب حال کی
ہے کسی کو تو گھر کی سی
قوت خیراتی دی ہے کسی
کو دشتوں اور نیسوں کی
قیامت اور دکات دھاک
ہے۔

لے تر زہوا خوشنات
بقا بہ پایا سر داری کی
دین ہے اور یہ پیغمبر صفت
ہے یہ خواہشوں کا نہیں
ہے بلکہ مستی کے لیے
تخم ہے جو شخص شہوت کی
خود پرانی کے جو دو قیامت
میں اپنی عمر بڑی کو پہل پکا
یہ شہوتی مولانا کو نہیں ہے
جہنم کی کا ہے جو پیغمبر
نہ ہے مصر میں گھر کی سی
شہوت نامی میں میں موی
مردی نہی
لے خرگو مباحش اندر کش
کو تو کہ کرنا پیغمبر کی مردی ہے
حق بزرگ بھٹکا
امیر اور خدوہ بھٹا دور و در
جو کہ کہ ہر دو بھٹا جو میں نہی
سے بھٹے جو مرد و در کا
ہو تو کہ کہ مردی میں ہے
جو میں نہی میں ہے دی ہستی

نہی ہے یہی شہوتی ہستی کہ اور یہ خواہشوں کا ہوتا ہے

حُفَّتِ الْجَنَّةُ مَكَارِهِ رَارِ سِيدِ

خفت گہری گہی ہے، ناپسندیدہ چیزوں کو

حُفَّتِ النَّارُ از مَوَآءِ اَمَدِ پَدِيدِ

دودھ بجھدی گئی ہے، عوارض نفسانی سے علاج

دیگر بار خطاب پادشاہ باایاز و امتحان کردن ارکان

بادشاہ کا ایاز کو دوبارہ خطاب کرنا اور ارکان دولت کا امتحان لینا

دولت را و نمودن فرمانبرداری ایاز باایشان

دولت اور ایاز کی فرمانبرداری ان کو دکھانا

لے ایاز شیر نر دیو کش

لے ایاز، فرسخیر دیو کو مار ڈالنے والے

مردی خرم فزون مردی ہش

گرمی کی مردگی کہ ہے ہوش کی مردگی، ہوش کی گرمی

آنچہ چندیں صدر لدا کش نکر د

جس چیز کو اسے صدروں نے نہ سمجھا

لعب کودک بود پیش تایت

تیرے سامنے بچوں کا کھیل تھا، زہرے مردانگی

اتے بدیدہ لذت امر مرا

لے وہ جس نے میرے حکم کا غرا چک ہے

جاں سپرہ بہر امر در وفا

وفا داری میں میرے حکم پر جان فدا کر دی

اے کر از نظم امر مشا گہی

لے وہ کہ تو اس شاہ کے حکم کی نظم سے واقف ہے

ایں حکایت گوش کن تا داری

یہ حکایت سنی لے تاکہ تو بہت پا جائے

داستان ذوق امر و چاشنیش

حکم کے ذوق اور اس کی چاشنی کی داستان

بشنو اکنوں در بیان مغوش

اب اس حکایت، مثنوی بیان کر رہی ہے

دادن شاہ گوہر را در میان دیوان و مجمع بدست زیر

کچھری اور مجمع میں بادشاہ کا ایک وزیر کو مرق و دینا کر کے

این پچندار زرد و مبالغہ کردن وزیر و قیمت فرمودن

قیمت کا ہے اور قیمت میں پچندار کا مبالغہ کرنا اور بادشاہ

شاہ کہ اکنوں ایں را بشکن و گفتن وزیر کہ ایں گوہر

کا حکم دینا کہ اب اس کو توڑ دے اور وزیر کا کہنا کہ اس گوہر

نفیس را چگونہ بشکنم

مرقی کو کیسے توڑوں

گفت رونے شاہ محمود غنی

کہا ہے کہ بے نیاز شاہ محمود نے ایک دن

آں شر غزنی و سلطان سنی

غزنی کا بادشاہ اور بزرگ شاہ غزنوی

نے تیرہ سال کا وزیر

شاہ حسین نے دیکھا ہے کہ

اسے تیری ہے کہ حجت کو

سے گہری گہی ہے اور اس

امداد کا ترجمہ یہ کیا ہے

میرے جو ہمیشہ نقش سے

مردی گہی ہے ظاہر ہے

میں یہ وہ حیرت کی ہیں

اسی ہے اور یہ وہ حیرت

سے کام ہوئی ہے دیگر

سعد کا نمودنے ایاز کو در

حجاب کی اور ان کو ایاز کی

وفا پر داری دکھائی ہوئی ہے

جس چیزوں کی مردی تیرے

پر دور سے سر زد ہو گئے

جو تو سانی سمجھا گیا

نے اسے بدیدہ لے ایاز

تو میرے حکم کی لذت سے

واقف ہے اس لیے تو میرے

حکم پر جان بھرتا ہے

یہ مرق کا کام ہے امر مش

میں شہن کی خضر شاہ کی چاہ

ہے چاشنی کی خضر ہری

جانب اور مغوش کی خضر

حکایت کی جانب تو ہے

تو دیوان دفتر، دربار

چند روزوں کی قیمت کا ہے

گفت یعنی بیان کر رہا ہے

نے کہا ہے تھی بلند

شاہ رونے جانب دیواں شفتا
ایک دن بادشاہ کچہری کی جانب گیا
گوہرے بیروں کشید او مستیئر
اس نے ایک روشن موتی بہر کاہر
گفت چون ست چراز دایں گہر
کہا کیسے؟ اور یہ موتی کس قیمت کا ہے؟
گفت بشکن گفت چو نش بشکنم
کہا تو دے اس نے کہا اسکو کیسے توڑوں؟
چوں روادام کہ منشل ایں گہر
میں کیسے رواد کموں کہ اس جیسا موتی
گفت شاباش و بدارش خلعتے
کہا شاباش ہے اور خلعت عطر کی
کردا یثار و زبر آں شاہ جو
اس شاہ سخی نے وزیر کو خطا کر دیا
ساعتے شاں کرد مشغول سخن
ان کو تھوڑی دیر باتوں میں لگایا
بعد از ان دادش بدست حاجے
انکے بعد اس کو حاجے کے ہاتھ میں دیا
گفت ارزدایں بنیمہ ملک
اس نے کہا یہ آجھی سلطنت کی قیمت کا ہے
گفت بشکن گفت خورشید تیغ
کہا تو اسکو توڑ دے اس کا گے سورج کی توار دلہ!
قیمتش بگذار میں تاب و لعل
اس کی قیمت کر دے دیکھ چمک اور روشنی کو دیکھے
دست کے جنب مراد کسر او
انکے توڑنے میں میرا ہاتھ کھلے گا؟

جملہ ارکان ادراں دیواں بیتا
اس کچہری میں سب ارکان کو (موجود) پایا
پس نہادش زود رکف وزیر
پھر اس کو جلد وزیر کی جھیلی پر رکھا
گفت پیش از زرد صد خروار زر
اس نے کہا سونے کے سیکڑوں بولٹا نادر قیمت کا
نیک خواہ مخزن و مال متغم
میں آپ کے مال اور خزانہ کا غیر خواہ میں
کہ نیاید در بہر گرد و ہر
میں کی قیمت کا اندازہ نہیں ہو سکتا انکان ہر جا
گوہر ازوے بستد آں شاہ فتنے
اس جو انمرد شاہ نے موتی اس سے لے لیا
ہر لباس و حلقہ کو پوشیدہ بود
جو لباس اور جوڑا وہ پہنے ہوئے تھا
از قضیہ تازہ و راز بہن
نئے معاملہ اور پرانے راز میں
کہ چہ ارزدایں پیش طلبے
کہ خریدار کے لئے یہ کس قیمت کا ہے؟
کش نکہدار و خدا از مہلکت
خدا اس کو بڑائی سے بچائے
بس ریغ ست ایش شکستن بس ریغ
اسکا توڑنا بہت ظاہر انہوں سے بہت قابل فہم
کہ شدت ایں نور روز اوراق
کہ دن کی روشنی انکے تابع بن گئی ہے
کہ خزینہ شاہ را باشم عدو
میں بادشاہ کے خزانہ کا دشمن کب ہوں؟

لے مستیئر روشن خروار
گدھے پر لادنے کا بولٹا خروار
خزانہ بنیاد در سہا جس کی
قیمت کا اندازہ نہیں لگایا
ما سکتا ہر راز انگن
خلعتے شاہی لباس خلعتے
نق کا مالہ ہے نوجوان
لے قلعہ کچہریوں کا جوڑا
مشغول سخن چونکہ بادشاہ
کو سب کا امتحان لیتا تھا
تو بات کاٹ دی تاکہ دوسرے
نور دوسروں سے سوال و
جواب کرے حاجے
چہ دار جویش کا وزیر ہوتا
تھا۔
گفت حاجے نے کہا
یہ آجھی سلطنت کی قیمت کا
ہے خورشید تیغ یعنی وہ
جس کی تلوار سورج جیسی
چمک رہے ہے چمک
کہ شدت دن کی روشنی
اس کے سامنے ناند ہے۔

لے اور بار، مہاراجہ خواہ۔
کشودہ اسکی تعریف اسنے کی
تا کہ دوسروں کا امتحان کر کے
بقیہ تھوڑی دیر کے بعد شاہ
نے وہ موتی ایک دوسرے
امیر کے ہاتھ میں دیا نہیں۔
تیسری جگہ تھا، وہ لباس جو
ملازمین کو سالانہ ملتا ہے۔
ان قیاسان، یہ داد و بخش
کی سب سے گراں بلیب
تھی چونکہ وہ سمجھ رہے تھے
کہ شاہ کو جواب پسند آتا ہے
اسنے وہ انعام دے رہا ہے۔
شاہ چنیں۔ جو جواب پہلے
امیر کے ہوا اس کی تقلید میں
سب امیروں نے وی جوتا
را کرتے۔ دنیا کا کام تقلید
ہے ہی میں رہا ہے۔ درود
وہ موتی کیے بعد دیگرے
اسی طرح امیروں کے ہاتھ
میں جا تا رہا، اخیر میں شاہ
نے ایاز کے ہاتھ میں دیدیا
تھ ایک بیگ۔ شاہ نے
ایاز سے کہا اس موتی کو
سب سردار دیکھ چکے اب
تو بھی دیکھو۔ رسیدہ
موتی ایاز کے ہاتھ میں جب
پہنچا تو اس نے پہلے سوار
کی تقلید میں جواب دیا
اور بادشاہ کے انگو فلت
وغیرہ دینے سے دھوکے
میں نہ آیا۔

شاہ خلعت داد و ادا رارش فرود
شاہ نے اسکو خلعت دی اسکی خواہ برعادی
بعد ایک ساعت بدست میراد
تھوڑی دیر کے بعد ایک امیر کے ہاتھ میں دیا
اوبھی گفت وہمہ میراں ہمیں
انہ نے دی کہا اور سب امیروں نے دی
جا بلیکھا شاں ہی افسر و شاہ
بادشاہ لکے اکبروں کے جوڑے بڑھا رہا تھا
انچنین گفتند پنجہ شصت امیر
پچاس ساتھ امیروں نے یہی کہا
گرچہ تقلید ست انتون جہاں
مگر چہ تقلید دنیا کا ستون ہے
شاہ چوں کرد امتحان جملگان
شاہ نے جب سب کا امتحان کیا
بچنیں در دور گرداں شد گہر
موتی اسی طرح گردش کے چکر میں رہا
آخر میں بہناد در گفت ایاز
بالآخر اس کو ایاز کی جھیلی پر رکھا
یکتہ یک دیدنایں گوہر تو ہم
تھیں لے ایک ایک کر کے اس موتی کو دیکھا تو بھی

پس وہاں در مدح عقل او کشود
پھر اس کی عقل کی تعریف میں منکھولا
درا آں امتحاں کن بازاد
اس امتحان کرنے دے نے موتی پھر دیا
ہر کیے را خلعت داد او تمیں
اس نے ہر ایک کو تین خلعت عطا کی
آن خیسان را بر درازمہ پچاہ
ان کینوں کو راست سے کنوں میں سے کیا
جملہ یک یک ہم بتقلید وزیر
وزیر کی تقلید میں ایک ایک کر کے سب نے
ہست رسوا ہر مقلد را امتحاں
آرائش سے ہر مقلد رسوا ہوتا ہے
مال و خلعت بر دہر یک یک لیا
ہر ایک نے لا تعداد مال اور خلعت حاصل کی
تا بدست آں ایاز دیدہ ور
یہاں تک دیدہ وریاز کے ہاتھ میں آئے
گفت اورا کاے حریف دیدہ با
اس سے کہا اے صاحب نظر دوست
در شاعش در زگر لے محترم
اے محترم! اس کا بھگ کو دیکھو

رسیدن گوہر از دست بدست آخر دور بایاز و کیا ست
موتی کا دست بدست آخری دور میں ایاز کے ہاتھ میں پہنچا اور بدست
ایاز و مقلد نا شدن او ایشاں را و مغرور نا شدن او
زبانیت اور اس کا ان کا مقلد نہ ہونا اور اس کے دھوکے میں نہ پڑنا
بمال وادن شاہ خلعتہا و جا بلیکھا افروں کردن
بادشاہ کے مال اور خلعت دینے سے اور کپڑے بڑھانے سے در

مح عقل ایشاں کردن گین کر شاید مقلد را مسلمان دانستن

ان کی عقل کی تعریف کرنے سے، بقدر امکان مقلد کو مسلمان نہ سمجھنا چاہئے
مسلمان باشند اناناد باشد کہ مقلد ثبات کند بران اعتقاد و

مسلم ہوتا ہے لیکن بہت کم ہوتا ہے کہ اس اعتقاد پر وہ جماؤ کیسے اور
مقلد ازین امتحانہا بسلامت میرا ید کر ثبات بینایان اراد
اعتقاد امتحانات سے مستحق کیسے تھے ہر آدمی کو کہ وہ دور امتحانوں کی حیثیت دیکھ نہیں رکھتا ہے

چندی ارزد بدیں تاب و ہنر

اس چمک اور بلی کے ساتھ کسی قیمت کا ہے

گفت انوں زود خروش و دشمن

اس نے کہا اب اسکو فوراً ریزہ ریزہ کر دے

خرد گردش پیش او اں بد صواب

اس کو توڑ دیا اُنکے نزدیک یہ درست تھا

دست داداں لحظہ نادر محنتش

اس وقت نادر محنت اُنکے ہاتھ آگئی

کر وہ بود اندر بغل در سنگ را

اس نے دو پتھر بغل میں دبا لئے تھے

کشف شد پایان کارش ز آکر

اُنکے لئے انجام کار انقضائے کیمائے کمال گیا تھا

پیش او یک شہر مراد بے مراد

اُنکے لئے مراد اور نامراد یکساں ہے

اوجہ ترسدا ز شکست کارزار

وہ جنگ کی شکست سے کیا ڈرے گا؟

فوت اسے فیض شمشیر بہا

اسپ اور نیل کا مارا جانا اُنکے لئے کبواس ہے

لے ایاز انوں بگوئی کایں گہر

اے ایاز اب تو بتا کر یہ موتی

گفت افزوں را بچہ نام گفت من

اس نے کہا جتنا میں کہہ سکتا ہوں اسے بچہ نام بولے

سنگہا در آستیں بودش شتاب

پتھرائں کی آستیں میں تھے، بجلد

ز اتفاق طالع باد و تشش

اس کے با اقبال نصیب کے اتفاق سے

یا بخواب ایں دیدہ بوداں بیضا

یا اس روشن دل نے خواب میں دیکھا تھا

بچہ یوسف کا ندر وں قعر چاہ

یوسف کی طرح کہ کنوں کی گہرائی میں

ہر کرانست و ظفر پیغم داد

جس کو فتح اللہ کامیابی نے پیغام دیا

ہر کہ پایندان دے شد وصل یار

یار کا وصل جس کا مناس ہو گیا

چوں نقیب گشتش کہ خواہد کرد و تا

جب اسکو یقین ہو گیا کہ وہ مات دے گا

گر برداریش ہر آنکہ اسے جیت

جو شخص اسے کا طالب ہے اگر اُسکا اسب اسے

لہذا قید کی امان

معتد نہیں ہے ایمان کا تحقق

یقین ہے اور غمگین ہو گیا

یقین حاصل نہیں ہوتا ہے

معمولی شکوک سے اس کا

علم نازل ہو جاتا ہے۔

یمنیان۔ وہ لوگ جن کو

یمن یقین کا درجہ حاصل

ہوتا ہے۔ اسے ایاز بادشاہ

نے موتی کی قیمت ایاڑ سے

نگوائی اس نے جواب دیا کہ

یہ اس قدر بیش قیمت ہے کہ

اسکی قیمت کا بیان کرنا

ممکن نہیں ہے، بادشاہ نے

کہا اسکو توڑ ڈال اچکی آستیں

میں پتھر تھامنے سے اس کے

ذریعہ فوراً اسکو توڑ ڈالا اسکا

نصیب تھا کہ وہانی نے اسکا

ساتھ دیکھ سکتے تھے کہ اس نے

خواب میں یہ قیمت دیکھا ہو

اور اسی نے وہ آستیں میں پتھر

دیکھیں میں آیا ہو۔

یہ بچہ یوسف کا ندر وں قعر

چاہے قید میں خواب میں آنے

والے واقعات دیکھ لئے

تھے۔ ہر گز اس شخص کو فتح

اللہ کا سیابی کی خوشخبری مل

چکی ہو اُنکے لئے فتح و شکست

کے اسباب یکساں ہوتے ہیں۔

یہ پایندہاں خاصہ چون

جب بازی کی کامیابی پر

یقین ہو جاتا ہے تو اس کو

اپنے اسب اور نیل کے پٹ

جاننے کی کوئی پروا نہیں ہوتی

گرچہ وہ اسکا حریف اگر

اُنکے اسب کو مارے تو

اسب کا پٹنا اُنکی کامیابی کا

پیش خیر ہوگا۔

لے مرزا شہر خجی کو اسے
کوئی محبت نہیں موتی وہ تو
بیٹے کا خواہاں ہوتا ہے تجر
بیشمار چھ کتاب۔ مصلح
دور سر محبت یعنی اسبہ
موتی یعنی کامیابی بہت معنی
کے ادراک کے ہی مراتب
مختلف ہیں زائد کو انجام کا فہم
رہتا ہے کہ دیکھنے کیا ہوتا ہے
عارفان جو لوگ قتل ہیں بگو
استدار سے ہی انجام کا فہم
ہو جاتا ہے اور ان کا فہم خوف
اور امید کو ختم کر دیتا ہے۔
لے وید عارف جان لیتا ہے
جولوں ہے انکی پیداوار کیا
ہوئی چونکہ اسکو بھی ہی علم
حاصل ہو گیا ہے لہذا انجام
کے فکر کا شور و غل ختم ہو گیا
ہے۔ پورا اسکو بھی انجام کے
بارے میں خوف اور امید کی
تکلیف نہیں تھی اس حقیقت
واضح ہو جائے گی وجہ سے اب
خوف ختم ہو گیا ہے اور امید
باقی رہ گئی ہے۔
لے خوف۔ اس کے لئے
اب خوف ختم ہو گیا اور وہ نور
بکر نور و مطلق کے تابع ہو گیا۔
زاتسمان۔ ایاز بھی اپنی میں
سے تھاجن کو انجام کی خبر
ہو جاتی ہے لہذا وہ بادشاہ
کے حکام وغیرہ سے دھوکے
میں نہ پڑا۔ پھر جس نے
موتی کو شاہ کے حکم کے مطابق
نہا توڑ ڈالا۔ لے اس میں
نے شوق کیا اور ایاز سے کہا
کہ یہ کیسے بالی ہے کہ ایسے
عمدہ موتی کو تو نے توڑ
ڈالا۔

مرزا با اسپ کے خوشی بُود
انسان کی گمراہی سے رشتہ داری کب ہوتی ہے
بہر صورت تہا مکش چندین زحیر
مورتوں کے لئے اس قدر ہیچ و تاب نہ اٹھا
ہست زابدرا غم پایان کار
زابد کو انجام کا غم ہے
عارفان زانگار گشتہ ہوشمند
عارف شروع ہی سے ہوشمند ہیں
بُود عارف را ہمیں خوف و رجا
عارف کو یہی خوف اور امید تھی
دید کو سابق زراعت کر دماش
وہ جانتا ہے جس نے پہلے سے اڑکی کاشت کی ہے
عارف اُباز رست از خوف نیم
وہ عارف ہے وہ خوف اور ڈر سے چھوٹ گیا ہے
بُود اور ایم و امید از خدا
اس کو خدا سے خوف اور امید تھی
خوف طے شد جملگی امید شد
خوف پٹ گیا، وہ مجسم امید ہو گیا
ز امتحان شاہ بُود آگہ ایاز
ایاز، بادشاہ کے امتحان سے آگاہ تھا
خلعت وادرا را زراش بُرد
خلعت اور دریا نے اسکو گراہ نہ کیا
چوں شکست او گوہر خاص نہ نکلا
جب اس نے خاص موتی توڑا، اس وقت
کایچہ بیا کیست و اللہ کا فرست
کہ کیا ہے بالی ہے خدا کی قسم کا فر ہے

عشق اپیش از پے پیشی بُود
گمراہی سے اسکا عشق آگے بڑھنے کیلئے ہوتا ہے
بے صدراع صورتے معنی بگیر
صورت کا در دیر اٹھائے بغیر معنی حاصل کر
تا چہ باشد حال اور روز شمار
کہ قیامت کے دن اسکا کیا حال ہوگا؟
از غم و احوال آخر فایغ اند
آخر کے احوال اور غم سے بے نیاز ہیں
سابقہ دایمش خورڈاں ہر دورا
انکی ہلکی دانش نے ان دونوں کو ختم کر دیا
اُوہمی و اندر چہ خواہد بُود چاش
وہ جانتا ہے کہ اس کی پیداوار کیا ہوگی
ہائے و ہورا کر دینغ حق دوم
اللہ تعالیٰ انکو رستہ شوروں کا دکھانے کر دیتے ہیں
خوف فانی شد عیاں گشت کائنات
خوف فنا ہو گیا وہ امید ظاہر ہو گئی
نور گشت و قابع خورشید شد
نور بگلیا اور سورج کے تابع ہو گیا
دفریب شہ نشد کمرہ ایاز
شاہ کے فریب سے ایاز گراہ نہ ہوا
کرد او گوہر ز امر شاہ خرد
اس نے بادشاہ کے حکم سے موتی توڑ ڈالا
ز ان امیران خاست صد بانگ و فغا
امیروں سے بہت شور اور فریاد بلند ہوئی
ہر کہ اس پر نور گوہر را شکست
جس نے اس منور موتی کو توڑا

واٹ جماعت جملہ از جہل و عی

اور اس جماعت نے نادانی اسامیہ سے

قیمت کو ہر نتیجہ مہر و دود

دروغی اور محبت کے تجربہ کے موتی کی قیمت

در شکستہ دُورِ امرِ شاہ را

بادشاہ کے حکم کے موتی کو توڑا تھا

برخاں خاطر چلایا شد

ایسی طبیعت پر کیوں پرورشیدہ جوتی؟

تشنیع زدنِ اُمرِ ابرار یا ز کجرا شکستی مُجوابِ دنِ ایا ز ایشاں

ایسوں کا ایاز کو ملامت کرتا کرتے کیوں توڑا اور ان کو ایاز کا جواب دینا

گفت ایاز نے بہت اُن مود

ایاز نے کہا اے نامور سردارو!

امرِ سلطان بے بود پیش شما

تمہارے نزدیک بادشاہ کا حکم بہتر ہے

لے نظر تاں بر گہرِ بر شاہ نے

اسے تمہاری نظر موتی پر ہے شاہ پر نہیں ہے

من ز شہ برمی نگر دایم بصر

میں شاہ سے نظر نہیں پھرتا ہوں

بے گہر جانے کہ نہیں سنگِ آہ

وہ ہے گوہرِ جان جو راستہ کے رنگیں پتھر

پشتِ موی بُبتِ گلنگ کن

پھول جیسے رنگ کی گویا کی جانب پشت کرے

اندر آدر جو سب و بر سنگ زن

نہر میں آجاء، شلیا کو پتھر پر مار دے

گر نہ در راہ دیں از رہنزان

اگر تو دھن کی راہ میں راہزن میں سے نہیں ہو

گوہرِ امرِ شاہ بُود اے ناکاں

اے تالافو! موتی بادشاہ کا حکم ہوتا ہے

چوں ایازیں راز بر صحرانگند

جب ایاز نے اس راز کو میدان میں ڈال دیا

امرِ شاہ بہترِ بقیمت یا گہر

قیمت میں بادشاہ کا حکم بہتر ہے یا موتی

یا کہ ایں نیکو گہر بہرِ خدا

یا یہ اچھا موتی! خدا کے لئے بتاؤ

قبلتاں عقلت جادہ راہ نے

تمہارا قید چھلاو! بے سیدھا راستہ نہیں ہے

من جو مشرک روئے نامِ درِ محرم

میں مشرک کی طرح پتھر کی گھڑی نہیں کرتا ہوں

برگزیند پس نہداؤ امرِ شاہ

پسند کرے وہ شاہ کا حکم جیسے ڈال دے گی

عقل در رنگ آورندہ دنگ کن

عقل، رنگ دینے والے میں حیران کر دے

آتش اندر بُود اندر رنگ زن

بُود اور رنگ میں آگ لگا دے

رنگے تو ہم پرست مانند زنان

عورتوں کی طرح رنگ و بو کی پرستش نہ کر

جملہ بشکستید گوہرِ راعیان

تم سب نے غلامیہ موتی کو توڑا

جملہ آرکانِ خوار گشتند و شردند

سب ارکانِ خوار اور ذلیل ہو گئے

لے واٹ جماعت اپنے سر راہوں

کی جماعت اپنے جہل سے یہ

نہ سمجھی کہ ایاز نے تو موتی توڑا

اور ان لوگوں نے بادشاہ کا

حکم توڑا۔ قیمت، محبت اور

دروغی کے موتی کو انھوں نے

ایس موتی سے زیادہ قیمتی

نہ سمجھا۔ امرِ شاہ ایاز نے اُن

ایسوں سے کہا یہ بتاؤ کہ

موتی زیادہ قیمتی تھا یا بادشاہ

کا حکم!

لے آئے تو خرم لوگوں کا

منظور نظر موتی تھا بادشاہ

کا حکم نہ تھا۔ اُنہوں نے اپنا قید

سیدھا راستہ چھوڑ کر چھلاؤ

کو بتایا۔ میں زشت، بادشاہ

کو جو بدتر حکمران کی طرف

توجہ کرتا محبت کا شرک

ہے کہ جو شخص راست

کے رنگین پتھر کو بہتر سمجھے اور

شاہ کے حکم کو پس پشت

ڈال دے وہ خود بے خبر ہو کر

لے پشت، مضمون سے

دگر دانی کر کے صانع کی

جانب توجہ کرتی جانتے اُتھ

تھا کہ ایک طرف رنگ کر مظاهر

پر اکٹھا نہ کر رنگ و بو۔

دنیا کی خوشنما راہ کی کاوش

ہے جو ہم۔ اصل موتی شاہ

کا حکم تھا نا فرما کر کہ تم

نے اُس کو توڑ ڈالا جوتی۔

یاد کی یہ تقریر سن کر سب

امیر شرمندہ اور حیران ہو گئے۔

سرفروا نداختند آں سروراں
عذر گویاں گشتہ زان لیاں بجا
اُن سروروں نے سر پہچھے نمٹا لئے
(دل و جان سے اس بھول پہ مڑجواہ بن گئے)

از دل ہر یک صد آہ آں لہاں
ہجود و دوسے میثد نے آسمان
اس وقت جھڑوں آہیں ہر ایک کے دل سے
دھڑکیں کھڑی آسمان تک جاتی تھیں

قصہ کردن شاہ بقتل اُمرا و شفاعت کردن ایاد پیش
بارشہ کا ایسوں کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا اور سخت کے سامنے ایاز کا سفارش
تحت کہ الغفواؤ لے
کنا کا صاف کر دینا زیادہ بہتر ہے

کر ز صدم ایں خساں پاک کن
کون کینوں کو میرے دربار سے صاف کرنا
کونے سنگ امرار ایش کنند
جو پتھر کی خاطر ہمارے حکم کو توڑتے ہیں

بہر نگین سنگ شہنوار و کسا
رنگین پتھر کی وجہ سے ذیل اور کھڑا ہو گیا
پیش تخت آں اُلغ سلطان نید
سلطان اہل کے تخت کے سامنے دوڑ کر گیا

کلے قباے کر تو جرخ آرد شکفت
کڑے شاہ: کہ جو کڑے آسمان کعبہ میں ہے
از تو دارند و سخاوت ہر سخنی
اور تمام سخی سماعت: تجھ سے حاصل کرتے ہیں

محو گرد پیش ایشارت نہاں
خیر سے مخفی ایشارت کے آگے مومہا جاتے ہیں
از خجالت پیر من را بردید
سحر مندگی سے باس جاگ اُڑاؤ
رُومہاں بر شیراز غفو تو حیر
خیری معافی سے سو مایاں شیر پر غالب ہیں

لے مقدر معذرت کرنے
کے کہم سے بھول ہو گئی اور
ایک آہیں بھر گئے۔
لے کر شاہ نے ان سزاؤں
کی عفو کی پر ان کے قتل کا
حکم دے دیا اور کہا کہ یہ
کینے میری جیس کے ہاتھ نہیں
میں ان سے جیس کرنا کرتا
چاہیے انہوں نے ایک پتھر
کی خاطر حکم عدلی کی ایسی پر
باز شاہی سخت کی خوف
دوڑا اور جس کے سامنے ہوا
کر کے سفارش کرنے لگا۔

بقاؤ: خوشنوداں کے باپ
کا نام ہے پھر ہرگز بے ارادہ
کو تک راجا جاتا ہے۔
لے آتے تھیں۔ ایاز نے
بادشاہ سے کہا آپ مجھ میں
رہنے کے جس قدر ہوا ہیں اُن
میں آپ کی وجہ سے برکت
آئی ہے آپ ایسے کہم ہیں
کہ جہان نے کریوں لئے آپ سے
کہم حاصل کیا ہے آپ اس
قدر تھیں کہ کھانے خوشنوداں
سے اپنا لباس پاک کر لیا ہے
آپ کا غفو اور قدر بڑا ہوا اور
کہم صرف آپ سے یہ چشم
ہو رہی ہے اور نو مایاں آپ کے
غفو کی مایاں پیشروں پر غالب
میں۔

کر ڈاشارت شہ بجلاد کہن
شاہ نے پڑائے جلاؤ کو اشارہ کیا
ایں خساں چہ لائق صدر مند
یہ کیسے کیا میرے دربار کے لائق ہیں؟

امرا پیش چنیں اہل فساد
ایسے فسادوں کے نزدیک ہمارا حکم
پس ایاز مہر افرا بر چہبید
پھر محبت بڑھانے والا اور ایاز اُٹھا

سجدہ کرد و گلوئی خود گرفت
سجدہ کیا اور اپنا غلا بکھڑا
اتے ہمای کہ ہمایاں فسخی
اے ہمایاں! کہ سب ہمایاں برکت

اے کریمے کر کر مہائے جہاں
اے وہ کہم: کہ جہان کے کہم
لے لطیفہ کُل سُرخت چو دید
اے وہ صاب ٹھٹھ کہ جب کل سُرخت نے تھے

از غفوری تو غفراں چشم سیر
خیر سے غفورت سے، غفورت سے چشم سیر
خیر سے غفورت سے، غفورت سے چشم سیر

ہر کہ با امر تو بیباکی کند
جو دشمن تیرے ملک پر بیباکی کرے

از وفورِ عفو تست اے عفو راں

کہ بزرگ تعظیم از دیدہ رمد
کیونکہ تمہیں دکھنا تمکوں سے تعظیم کو ختم کرتا ہے

وَاللّٰهُ عَظِيمٌ
تَعْلِيمِ كِ تَاگ سے جل جانی ہے

سہو و نیساں از دیش بیرس چہد
بہول اور نیساں اُس کے دل سے نکل جاتا ہے

تاں برپا یہ کہے زودِ ق را
... کہ کون اُس کی گدہری نہ سے اڑے

خوابِ نیاں کے بود باہم خلق
گلے کے ڈر سے نیند اور بھول کب ہوتی ہے

کہ بودنیساں بوجھے ہم گناہ
کہ بھول بھی ایک طرح سے گناہ ہے

وَرَنہ لسیاں دِرنیا ورے قبر د
دِرَنہ بھول، مصیبت نہ لاق

در سبب ورزیدن او مختار بود

تاکر نیساں زاد باسہو و خطا
یہا تک کہ سہو اور غلطی سے نیساں پیدا ہو

گویدا و معذور بودم من از خود
اور کہے، میں اپنے بارے میں معذور تھا

ہوتا ہے۔۔۔۔۔ جبکہ جو شخص بھول کے اسباب اختیار کرے اور پھر بھول کو مقدمہ بنائے اس کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو شراب میں مست ہو کر ڈر کرے اور پھر کہے کہ میں مجھ کا بھلا معذور ہوں مگر تم اس سے بھی کہو کہ اگر تم محنت بھری کاسٹ تو نہ خود خنجر نہ کھانچو نہ فوٹا نہ تیار کرتا کیا تلو تو معذور نہیں ہے۔

مہفت: آج کی رسموں کے
عصر کی صفت ظالموں کو
گستاخ اور ناقص بنادیتی

آقا کی بیعت اور خوف غمور
میں بیدار کیا کر دیتا ہے

گت ہے یہ تو گڈری کا ڈرتو

گرفت نہ کر۔ جس سے صحت
مراکہ بھڑکے۔

اگر یہ دیکھنے کی ساری توجہ

اُنہوں نے وہ اسباب نہ اختیار کئے جو وہ کر سکتا تھا۔

رکھنے کے ذریعہ اور باہر
کو ترک کرتا ہے اور اس
کو اس کے ساتھ ساتھ

لے کر سب سے آگے رہے
 جو رہے نہ رہے نہ رہے
 تھکے تھکے تھکے تھکے
 اور جو رہے نہ رہے نہ رہے
 سب کے سب کے سب کے سب
 غلام ہیں غلامی کے
 کہا ہے شاہ آب کے غلام
 مقادیر تمام جہاں کی
 قوت ہیں اور ان کی صفات
 پیرے غلام کی تہ نہیں ہے
 انسانوں میں کوئی نہیں
 ہے جس کو جبر نہ ہو
 مجھے رہو، جانتے جاں، بازار
 نے بادشاہ سے کہا ان کی
 جان بخشی کر دے اور ان کو
 اپنے سے جدا کیجئے آپ کے
 مقاصد سے خیر ہیں۔
 آگے چلے جہاں سے آگے
 جو تیرہ دیکھتا ہے وہ
 جہاں کی تھی کیسے رخصت
 کہے گا اس پر جو کر دے
 آپ جو رخصت کی بات کریں
 میں ان کے ساتھ نہ کیجے
 اور چاہے کہ دیکھے حق
 کے لئے بار کی جہاں سے
 جہاں کو نہ رہے۔
 شہادت ہے میرے
 کے سب سے پہلے اس صفت
 میں اس کا حشمت ہوتا
 چاہئے معرفت اول میں تو میں
 درجہ دوسرے صریح
 میں شہادت سے مراد زلف
 کا حقیقہ جانتے، تعلق، آپ
 خدا کو دے فریاد میں ہیں
 کسی شخص کو فریاد میں
 یا یاد کا کہہ سکتا ہے
 دوس کی امید میں جا رہا ہے

گویش لیکن سبب ازشت کار
 اس کو دھاک دیکھے گا۔ اسے دھاک دیکھیں سبب
 نہ خودی نام نہ خود تش خواندی
 خودی خود میں آئی تو نے خود اس کو بلایا
 گر زبیدے مستی بے جہد تو
 اگر تیری کوشش کے بغیر نہ ہو جانی
 پشت دارت او بدے غدر خوا
 وہ تیسرا مدد خواہ ہوتا اور مددگار ہوتا
 عقوبتے جملہ عالم ذرہ
 تمام جہاں کی صفات ایک ذرہ ہیں
 غفور با کفہ شنائی غفور تو
 تمام معانیوں سے تیری معانی کی تعریف کی ہے
 جان شان بخش ز خود شان ہم مر
 آگے جہاں تھکے سے آگے چلے آگے چلے نہ کر
 رحم کن برے کہ روئے تو بید
 اس پر دم کو جس نے تیرا دہار کر لیا ہے
 از فراق و بجز میگوئی سخن
 تو سراق اور جہاں کی بات کرتا ہے
 در جہاں بنود بتر از جبریار
 دنیا میں دوست کی جہاں سے جہاں کو چہ نہیں ہے
 صد ہزاراں مرگ تلخ شہادت تو
 ساتھ دہے کی لاکھوں گزلی مرتیں
 تلخی، بجز از زکور و از انات
 مردوں اور عورتوں سے جہاں کی تلخی کو
 برائید و صل تو مردن خوش است
 تیرے دوس کی امید پر مرنا بخلا ہے

از تو بد در فتن آں اختیار
 تیری بابت سے تو اس اختیار کے چہ چاہے ہیں
 اختیار خود نشد تش راندی
 تیرا اختیار خود نہ ہوا تو نے اس کو چھوڑا
 حفظ کرے ساتی جاں عہد تو
 تو دور کا ساتی تیرے عہد کی حفاظت کرتا
 من غلام زلت مست آد
 میں غلامی مست کی لغزش کا غلام ہوں
 علس غفوت اے ز تو ہر بہرہ
 لئے وہ ذات اگر جہت تیری معانی کا غلام ہے
 نیست نفوس اینھا القاسم القوا
 اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے سوائے وگو، دور
 کام شیریں تو اندلے کامراں
 لئے مراد، وہ جہاں سے شیریں مقاصد ہیں
 فرقت تلخ تو جوں خواہد چشید
 وہ تیری جہاں کی تلخی کیجئے چھپے
 ہر چہ خواہی کن ولیکن ایں کن
 جو چاہے کر، سب سے نہ کر
 ایں سخن از عاشق خود گوشدار
 اپنے عاشق کی یہ بات یاد رکھو
 نیست مانند فراق شہادت تو
 تیرے علاء زلف سے فراق کے اندیش ہیں
 دور دار لے مجراں راستغاث
 لئے خلا کاروں کے فریاد میں، دور رکھو
 تلخی بجز تو فوق آتش است
 تیری جہاں کی تلخی آگ سے زیادہ ہے

تلخی نہایت تلخ ہے

گرمی گویہ میان آں سقر

دور کے دربان کا فریاد ہے

کاں نظر شیریں کندہ و نجماست

یوں کہ وہ نظر مہوں کو شیریں بنا دیتے والی ہے

چہ غم ہوئے گرم کر دے نظر

اگر وہ مجھ پر نظر کرتا اچھے کیا غم ہوتا

ساحراں اخونہائے دست و پا

مادروں کے انجمن یوں کا غیب ہے

تفسیر گفتن ساحراں فرعون را در وقت سیاست کہ

مزل کے وقت فرعون سے ساحروں کے کوئی نقصان نہیں پیش کر پئے

لاَصْبِرْنَا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ

رب کی طرف لوٹنے والے ہیں " کہنے کی تفسیر

نعرۃ لاَصْبِرْنَا اِلٰی رَبِّنَا

آسمان نے "کوئی ضرر نہیں" کا نعرہ مٹا

ضررت فرعون مارا نیست ضمیر

فرعون کی سزا جہاں سے نقصان نہیں

گر بدانی ستر مارا لے فیض

لے کر مارنے والے اگر تو جہاں را زبوں نے

ہیں بیا ایں سوسپن کایں مرغون

غیر دور را دھر آدیکہ یہ باجہ

داد مارا فضل حق فرعونے

اٹھ اٹھائے کے فضل نے ہیں فرعون کی حکمرانی

سحر برآورد ملک ہیں زندہ و جلیل

سحر تھا، زندہ اور عاقلان سلطنت کو دیکھ

گر تو ترک ایں نجس خرقہ کئی

اگر تو جس پاک پتھر سے کہ چھوڑ دے

ہیں بدرا از مصر لے فرعون دست

خبردار! لے فرعون! مصر سے ہاتھ اٹھا لے

چرخ کوئے شد پے آں صولجاں

میں تھے کے لئے آسمان گیسو بن گیا

لطف حق غالب بود بر قہر غیر

دوسرے کے قہر پر استقامت دے، اگر کم ہوتی

میرانی ماں زرخ لے کو دل

سے دل کے لئے، میں ہیئت نبات دیرنا

میزند یا لکنت قومی یعلمون

کاش میری قوم جان لیتی، جس کا ہے

نے جنیں فرعونے بے عوینے

وہ فرعون نہیں جو بغیر مدد، خداوندی کے ہو

لے سترہ غرہ بمصر رود نیل

لے، مصر اور دنیا کے نیل پر سفر دور

نیل را در نیل جاں غرقہ کئی

تو نیل کو، جاں کے نیل میں ڈوب دے

در میان مصر جاں صد صرمت

جان کے مصر میں صد سیکڑوں مصر میں

لے کر، وہ بھی بہتر ہیں

کہیں گے کہ آپ کی نظر کو دور

فرعون میں گورا ہے۔

ساحراں، آپ کی نظر کو دور

نے فرعون کے مادروں کے

کے لئے ہاتھ پاؤں کٹوا دیا

آسمان کر دیا دریاؤں نے

آپ کی سسے میں نظر کر پئے

ہاتھ پاؤں کے خون کا دریا

تفسیر جب فرعون نے

ساحروں کو قتل کئے کنگلی

دی تو انہوں نے کہا ہاتھ

پاؤں کٹنے میں کوئی نقصان

نہیں ہو پتھر رب کی ذات

نوٹ رہے ہیں چرخ میں

نعرہ سے آسمان بھی رقص

کرتے گا۔

لے ثابت، مار، جوتوں

اگر تو رہے اس جذبہ کو

سمجھ جا، تو میں تحفہ دے

دے گا، جی، لطف دے گا

جب جب بیمار صفت

میں سے خوار و خشیہ کی

تو انہوں نے فرمایا کھش

میری قوم، بس بات کھان

لینی کہ میرے لئے میری

صفت مرادی، درجے

سحر زدہ دیا، اسکی بشو

باجا ہے جس کو غلاموں نے

ایسا دیا تھا۔

لے فرقہ میں بھی شہرہ کی

نے جنیں، وہ شہرہ کی۔

فرعون کی سی خاشا نہیں ہے

حزب کوڑ۔۔۔ ان پر

گردن کے کہا خاک خوب

لغت سے سحر ہمارا اور

ہماری، سحر، اور شہرہ

۱۵۔ تیرا زخون توبہ سے
کہا تھا کہ میں تمہارا دل چاہوں
ماہر میں نے کہا تو آنا اور
رب دونوں کی حقیقت سے
بے پروا ہے آنا وہ ہے جو
نہ کے بعد میں توبہ سے
توافق ہے۔ رتبہ قرب
کی حقیقت سے جسے ناواقف
ہے جو میں نے کہا ہے کہ جانے
سے خود راہ جو وہ رب کیسے
پوسکتا ہے۔ آنا ہی۔ اصل
نیت تو جب حاصل ہوتی
ہے جب اس میں ایمانیت
اور عروہ کو چھوڑنے کی محبت
اور مشقت سے پر ہے۔

۱۶۔ آں انا تیری امانیت
خودی سے ہوئے تیرے توغیر
ہے کہ نہ کار و ماہر کیسے
ہیں لہذا ہماری امانیت ایک
دوست ہے۔ اگر تیری تیری
مانیت ہماری خوش فہمی کا
سبب بن گئی ہے۔ شکر
تیری امانیت نے میں جس
فانی دنیا سے نجات دہی کر
بہم سولہ پر چڑھ کر تجھے
نہایت کر دے ہیں۔ آثار
یہ سولی ہمارے لئے قرب
خداوند کی بڑائی بن گئی ہے۔

۱۷۔ میں جیسی بڑائی صفت
جہت بصورت صفت ہے۔
وہی تیرا دل انگیز صفت
بصورت صفت ہے۔ آثار
دھوکے کا گھر دیکھو کسی نے
کہا جاتا ہے کہ یہ حقانیکس
نظر آتے ہیں۔ جیسی پہلے نہ
ماہر کہ یہ خوب کے بعد
سزا شروع ہوگا۔ آں انا ہے۔

تو انا زب را ہی گوئی بعام

تو عام سے "میں خدا ہوں" کہتے ہے
رتبہ بر مر یوب کے لرزاں بود
پروردگار زہر پرورش سے کب لڑتا ہے؟

نیک انا ماہم رستہ از انا

دیکھ! "آنا" ہم ہیں "آنا" سے چھوٹے ہوئے
آں انا بے بر قولے سنگ شکم بود
لے کئے! وہ "آنا" تیرے لئے نہیں تھی

گر نبودت لیں انا کے کینہ کش

اگر یہ کینہ نکالے والا "آنا" تیرے اندر نہ ہوتا
شکر آں کز دار فانی میسیم

اُس کا شکر ہے کہ ہم دار فانی سے چھوٹے ہیں
دار قتل ما براق رحلت است

ہمارے قتل کی سولی سفر کا براق ہے
ایں حیات خفیدہ در نقش ممت

یہ خفیدہ زندگی ہے جو صورت کی صورت میں ہے
می نمساید نور نار و نار نور

نور آہل اور آگ نور نظر آتی ہے
میں کن تعمیل اول نیست شو

خبردار! جلدی نہ کر پہلے نیست میں
آں انا بے در ازل دل تنگ شد

وہ "آنا" ازل میں دل تنگ ہے
آں انا بے سرگشتہ تنگ شد

وہ "آنا" سرور اور تنگ ہے

غافل از ماہیت ایں ہر دو نام

معاذکربان روزگار ناموں کی ماہیت سے غافل ہو
کے آنا داں بند جسم و جاں بود

"آنا" کو جانتے والا جسم اور جان کو باندھ کر جانتا
از انا بے پُر بلائے پُر عنتا

میں "آنا" سے جو صفت دار و مستحق ہوں
در حق ما دولت محتوم بود

ہمارے حق میں یقینی دولت تھی
کے زبے برا چہ نین قبل خوش

تو ایسا اچھا نصیب ہیں کب حاصل ہوتا
بر سر ایں دار پندت میسیم

اِس سولی پر ہم تجھے نہایت کر رہے ہیں
دار ملک تو غرور و غفلت است

تیرا دار السلطنت، غرور اور غفلت ہے
واں ممت خفیدہ در نقش حیات

وہ خفیدہ موت ہے کہ زندگی کے پھلے میں ہے
ورنہ دنیا کے بدے دار الغرور

ورنہ دنیا دار الغرور کب ہوتی؟
چوں غروب آری برا از شرق صنو

جب تو غروب کر گیا مشرق سے روشنی لا
زیر نا جانان بخود دل تنگ شد

میں "آنا" سے جان بخود اور دل تنگ ہو گیا
ایں انا ہم داہہ مجھو چنگ شد

یہ صفت "آنا" چنگ کی طرح ہے

اوصاف بشری فنا کرنے سے پہلے آنا کہنا ازل سے مردود ہے۔ تیرا آنا۔ فنا کے بعد آنا کہنا مردود ہے۔
چنگ ایک باج ہے جس کی آواز خوش کن ہے۔

زائے انا بے انا خوش گشت جا
سے انا کے انا کہنے سے جان خوش ہوئی
از انا چوں رست اکنوں شد انا
جب سے جوت گئی اب "انا" ہوئی
اؤ گر یزان دانے در پیش
وہ جاگ رہا ہے "انا" کے درپے ہے
طالب اونی نکرد طالبت
تو اسکا منگ رہا ہے وہ تیری طلبگار نہ ہے گی
زندانہ کے مرہ شوشید خرا
تو زعم ہے مرہ کو نہ تیرا لالچہ کب نہلا گیا
اندیں بحث از خوردہ میں بے
ہیں بحث میں گرجا راست دیکھنے والی ہوئی
یک چوں من لم یذق لم یذرب
یہیں چونکہ جس نے دیکھا اسی نے نہ جانا ہے
کے شود کشف از تفکراں انا
غور کرنے سے یہ "انا" کب کھتی ہے
می قدر این عقلمدار افتقاد
جتنو میں یہ عقین ماگرتی ہیں
لے ایاز گشت فانی ز اقتراب
لے ایاز تو قرب میں فانی بلگیا ہے
بلکہ چوں نطفہ مبتدل تو بتن
بلکہ مینا کہ تیر نطفہ جسم میں تبدیل ہوا

شد جهان اواز اناے ایں جہاں
وہ اس جہاں سے کود جانے والی ہوئی
آفرینہا بر اناے بے عنا
بے مشقت کی "انا" کو شائبہ ہے
می دود چوں میدے رابے لبش
وہ "انا" ورنہ ہے جب وہ کسکو پنے بغیر رکھتی ہے
چوں بمرودی طالبت شد مطلب
جب تو مر گیا تیرا مطلوب تیرا طالب بن گیا
طالبی کے مطلبت جوید ترا
تو طلبگار ہے، مطلوب تجھے کب ڈھونڈے گا؟
فخر رازی رازدار دریں بدے
تو فخر الدین، رازی دین کے رازدار ہوئے
عقل و خیالات اوجیرت فرود
انکی عقل اور خیالات نے جیت میں اٹھا کر دیا
ایں انا مکشوف شد بعد الفضا
یہ "انا" فضا کے بعد مکمل ہے
درمفا کے وحلول و اتحاد
گرہ سے اور حلوں و اتحاد میں
ہیچو اختر در شعاع آفتاب
جیسا کہ ستارہ سورج کی شعاع میں
نیز حلول و اتحاد مفتقت
یہ کہ حلوں اور پُر فتنہ اتحاد سے

یہ اتحاد اگر بعض عقل کے ذریعہ ان مسائل کو حل کیا ہوگا تو انسان حلوں اور اتحاد میں عقیدوں میں مبتلا ہو جائیگا لیکن یہ سمجھ جائیگا کہ بقا بعد فنا جس میں ایک انسان وجود عہد کے بغیر صفات رب کیے اتھ متصف ہوتا ہے حلوں کہ صورت میں ہے یعنی حضرت حق تعالیٰ وجود عہد کو اپنا حلوں جانیے ہیں یا عہد اور رب میں اتحاد ہو جانے کی صورت ہے۔ اسے ایانہ بقا اور فنا کی صحیح مثال اگر ہے تو یہ ہے کہ جس طرح ستارہ شعاع جس میں کہ ہو رہا ہے اسی طرح عبادت اپنے آپ کو رب تکمیل میں کہ کر رہتا ہے یہ تو صفات کی تبدیلی کی مثال ہے یا یہ سمجھو کہ غلطی جسم انسانی میں تبدیلی ہو جاتا ہے یہ تبدیلی ذاتی کی مثال ہے۔

سے آتا جس میں بشری نیست
ذہن سے روح خوش
جملہ ہے اور انسان اس انا
کے ذریعہ میں دنیا کی انا ہے
یوں یا جوت ہے پہلے معصوم
کے شہر رخ میں جہاں جہندہ
کے معنی میں ہے دوسرے جہاں
دنیا کے معنی میں ہے۔ انا
جب انسان بشری انا نیست سے
جوت جاتا ہے تو حقیقی فاضل
کو حاصل ہو جاتا ہے جو گریں
فانی حقیقت کیے کر رہتا ہے
اور بقا کے درپے ہے اور
اس معنی میں صفات الہی اپنا
نہضہ رہتا ہے اور جب تک
انسان احمی انا کا طالب ہے
نہضہ کے معنی اسکو حاصل نہیں
جب اپنی صفات بشری سے
مرہ ہو جائیگا تو خدا و اس
کی طالب بن جائے گی۔

مفسر نے جب تک انسان
اپنی آتھ سے نہ رہے تو اس
مرہ سے کو نہلائے والا یعنی فنا
اس کس تا حد معروف حلوں نہ
ہوگی۔ افسوس، اس بحث میں
کہ فنا اپنی انا ختم کرنے کے بعد
ماصل ہوتی ہے عقل بیسانی
نہیں کرتی ہے ورنہ... ام
تو اندین رازی حلوں اور عقل
پر سر چڑکا ہوا دیکھتے ہیں دین
کے اسرار کے سب سے بڑے
عالم ہوتے ہیں۔ یہ مسائل
ذوق ہیں جس نے انکا مزہ چکھا
وہ انکی حقیقت تک نہیں پہنچ
سکتا ان مسائل میں دلالت
عقیدہ جیت میں اور انا کہہ
ہیں۔ ایں انا حقیقی انا کا علم
فکے بعد واضح ہو جاتا ہے۔

چوں کسم کردی اگر لایہ کُسم

جب تو نے مجھے کھو بیٹا اگر میں عاجزی کروں

زانکہ از تقسم چو بیروں بُردہ

اسے کجب تو نے مجھ سے ہاں نکال دیا ہے

چو از زحمت من تہی گشتا حین

جب وہی میرے سامن سے غالی ہو گیا

ہم دعا ز من اں کردی جواب

تو نے ہی دعا ہمیں سے پانی کی طرح جاری کر دی

ہم تو بُودی اول آئندہ دعا

تو ہی ابتداء مجھ سے دعا کرانے والا ہے

تا زخم من لاف کاں شاہ جہاں

تاکہ میں بھی بھار سکوں کراں شاہ جہاں نے

درد بودم سر بسر من خود پسند

میں تکبر سے سراسر درد تھا

دورخ بودم پیر از شور و شرے

میں شور و شر سے بڑا ایک دورخ تھا

ہر کہ را سوزید دورخ در قود

جس شخص کو دورخ نے سزا میں ملا دیا ہے

کار کوثر چیست کہ ہر سوختہ

کوثر کا کام کیا ہے؟ یعنی ہر جلا ہوا

قطرہ قطرہ او منادی کرم

اس کا قطرہ قطرہ کرم کا منادی ہے

ہم جو مر ہم بر سر زخم غضن

جس طرح مٹی ہوئے زخم پر مر ہم

ہست دورخ ہجو سرائے خزاں

دورخ جالوں کی خزاں کی طرح ہے

مستمع شولا بہ ام را از کرم

تو کرم کر کے میری خوشامد کو سنے

آں شفاعت ہم تو خود را کردہ

تو وہ - قاضی میں تو نے خود ہی سے کی ہے

تر و خشک خانہ بنو دآن من

تو گھر کا تر اور خشک میرا نہیں ہے

ہم تباہی بخش و گراں مستجاب

تو ہی اُسکو جلاؤ عطا کر اور قبول فرما

ہم تو باش آخرا جابت ارجا

تو ہی اخیر میں قبولیت کی امید

بہر بہتہ عفو کرد از مجرماں

ابن خطاکاروں کو غلام کی خاطر معاف کر دیا

کردش ہم داروی ہر درد مند

شاہ نے مجھے ہر درد مند کی دوا بنا دیا

کرد دست فضل او کیم کوئے

اکی مہرانی کے ہاتھ نے مجھے کوثر بنا دیا

من بڑو یام دگر بار از جسد

میں اٹکے جسم کو دوبارہ اٹکا دیتا ہوں

گرد از مے ناپت اندختہ

اُس سے لگ جانے والا اور بجھتی بیچاؤ

کا پچہ دورخ سوخت من باز اور

کہ جو دورخ نے جلا دیا ہے میں لوٹ دلاؤ گا

یُنبت لُحماً جَدیداً خالصاً

خاص نیا گوشت اُگاتا ہے

ہست کوثر چوں بہار و گلستاں

کوثر بہار اور چمن کی طرح ہے

لے آجک اب میں میں نہیں

ہوں لہذا میری یہ سفارش

میری نہیں ہے آپ کی ہے

چوں جبکہ میرے پاس اپنا کلمہ

نہیں ہے تو گھر میں جو کچھ ہے

میری ملکیت نہیں ہے تو نے

ہی مجھے سفارش کی تو میں ہی

سے اب تو ہی استغوثیوں کو

چہ تو دعا کرنے والا تو ہی ہے

تو کس سے قبول کر لینے کی

امید وابستہ ہے تا زخم جبکہ

میرا کوئی حصہ نہیں تو مجھے

تو خود خود کا فخر ہوگا یادش

نے میری سفارش میں جلاؤ

کو معاف کیا ہے

لے دور میں تو خود مرض تھا

شاہ نے مجھے دوا بنا دیا

دورخ تھا جو دوسروں کو

ہے اُس شاہ نے فضل نے مجھے

کوثر بنا دیا جو مجھے ہوئی کو

زنگ لگش رہی ہے بزرگ

میں جو نہ تین کوثر چوں دورخ

نے سزا میں جلاؤ ہم جلاؤ کوثر

کر دیا ہے کہ کوثر دوبارہ ہم

دے دیتا ہے ثابت اگے

والا - اندوختہ جمع شدہ

لے قطرہ کوثر کا ایک ایک

تھوکی کر کہ تپتہ کی میرے

قریب آؤ میں مجھے ہونے کو

دوبارہ جلاؤ دورخ کو

مثال - جس کی سی ہے جو شرے

ہوئے زخم پر دوبارہ عمدہ

شوشت پیدا کر دیتا ہے

دورخ - دورخ کو مومنوں کی

طرح اور کوثر جو میرا کوثر

ہے دورخ موت سے کوثر

موت سے دے لے

ہست دوزخ ہجومِ مرگ و چوں فنا

دوزخ، موت اور فنا کی طرح ہے

ہست دوزخ ہجومِ مرگ و خاکِ گور

دوزخ، موت اور قبر کی مٹی کی طرح ہے

لے ز دوزخ سوختہ اُحسامِ تباہ

اے وہ کہ تہوار سے جسم دوزخ سے جل گئے ہیں

چوں خَلَقْتُ الْخَلْقَ سَخَّیْتُ بِرُوحِ عَلَی

جیکے میں نے مخلوق پیدا کی تاکہ مجھ سے نفع اٹھائے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَیْہِمْ جُودَت

تو ایک ہی کہ میں سے نفع لکوں تیری عطا ہے

عَفُوٌّ لِّمَا فَعَلُوا زَیِّنَا قِصَاصِ تَنْبِیْ

ابنِ یاقوت تنبیہ کو معاف فرما دے

عَفُوٌّ لِّمَا فَعَلُوا زَیِّنَا قِصَاصِ تَنْبِیْ

معاف کیا ہر شب کو ان دن کے مظلوموں سے

باز شاہ وقتِ سحر تیرا کئی

تو ان کو پھر صبح کے وقت اڑا دیتا ہے

پَر زَنانِ بَارِ دُرُودِ قِصَاصِ

دُور باد، شام کے وقت پر پہنچنے والے ہوئے

تَا اَنْ تَزِنَ تَارِ وَصَلَتِ بَسَلَدِ

یہاں تک کہ وہ ہم سے جوڑ کا تار توڑ دیتی ہیں

پَر زَنانِ اَیْمَنِ زَرْجِ سُرْمَلُوں

سُرموں (ہماقت کی) دایچے مٹنے، ہرگز لاتی ہیں

بَانِگِ مِی آید تَعَاوُزِ اَرَاں کَرَمِ

اُس کرم کیجاہت "آجاہد" کی آواز آتی ہے

لہتے جو لوگ دوزخ کی

آگ سے جل گئے ہیں ان کو

اللہ کا کرم کوثر کی جانب بلاؤ

ہے جوت حدیثِ قدسی ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

میں نے مخلوق اس لئے پیدا

کی ہے تاکہ وہ مجھ سے فائدہ

اٹھائے ورنہ اس لئے کہ میں

اُس سے فائدہ اٹھاؤں نہ کر

شور یہ فرمانِ خداوندی اسی

لئے ہے کہ اُس کی ذات سے

ناقص درست ہو جائیں۔

لے مَنفَعَتًا مِّنْ عَفْوِکَ

کرتا بھی اسی درجے کے عفو کا

ایک حصہ ہے عفو کا عفو

کی معافیاں اپنی اصل کیلئے

پر واز کرتی ہیں نخلِ شخی و

پتہ خنقِ اِنِ غلغلی ہر چیز اپنی

اصل کی طرف توتی ہے باز

شاہ، پیر اللہ تعالیٰ ان کو

جبر کے لئے انسانی بدلوں میں

مجبور کر دیتا ہے اور پھر

کے وقت اسی عمل کی طر

پر واز کر مالتی ہیں۔

لے تاثر۔ یہ ان کی آمدورفت

اُس وقت تک ہے جب

تک کہ زندگی مقدر ہے

پَر زَنانِ اَیْمَنِ زَرْجِ سُرْمَلُوں

اور تفرک کی پرواز کی طرح

ہونے سے نہیں ہے۔

بَانِگِ مِی آید تَعَاوُزِ اَرَاں کَرَمِ

کا کرم آواز دیتا ہے کہ آجاہد

اب اس واپسی کے بعد

دنیا کا درد اور رنجِ خیر

ہو جائے گا۔

ہست کوثر نفعِ صُورِ اَکْبَرِ یَا

کوثر، اللہ تعالیٰ کی جانب سے صُور کا بھوکھنا ہے

ہست کوثر برِ مثالِ نَفِیْخِ صُورِ

کوثر، صُور بھونکنے کی طرح ہے

سُوئے کوثر میکشہ اکر امِ تباہ

اللہ کا کرم ہمیں کوثر کی جانب کیستہ ہے

لُطْفِ تَوْفَرِ مَوَدِّ قَیُومِ دَیْ

اے جی قیوم تو نے مہربانی فرمائی ہے

کہ شود ز جملہ ناقصہا دُرست

تاکہ اُس سے سب ناقص کمل بن جائیں

عَفُوٌّ اَزِ دِرِیائے عَفْوِ اَوَّلِی تَرست

معانی کے سمندر کیجاہت معاف کرتا ہی بہتر ہے

ہم بدلاں دِرِیائے خود تازِ ندِ خیل

اُس ہی اپنے دریا کی جانب گھوڑا دوڑا دیتا ہے

چوں کہ تَرست سُوئے تو آید شہا

اے شاہ آپ کی جانب کہوڑ کی طرح آتی ہیں

تا بشبِ مَجُوسِ اِیْلِ بَدَاں کُنی

رات تک کیلئے ان مجوس میں قید کر دیتا ہے

مِی پَر زَنانِ عِشْقِ اَلِیُوں اَبام

عشق کیجوت سے اُس محل اور بالا کا پیر واز کرتی ہیں

پیشش تو آید نہ کہ تو تَمَقِلُنْدِ

آپ کے پاس آجاتی ہیں کیونکہ وہ آپ کے پاس آجوت ہیں

دَرِ ہوا کا کَافِ اَلِیْہِہ رَا جَعُوں

ہوا میں کرم اُس طرف لوٹنے والی ہیں

بَعْدَ اَزْ اَنْ رَجَعْتَ نَمَانْدِ دُرُودِ عِشْمِ

اُس واپسی کے بعد رُجِ اودھم باقی نہیں رہے گا

بُٹ غریبہا کشید از جہاں

تم نے دنیا میں بہت سے پریشاں ہیں برواقت کئے

زیر سایہ این درختم مست ناز

میرے اس درخت کے سایہ میں ناز سے مست ہو کر

پایہائے پرغناں از راہ دیں

وہ پاؤں جو دیں گے راستہ میں تھکے ہوئے ہیں

خوئیایں گشتہ منغیز مہرباں

غزہ کرنے والی حوریں، مہربان ہو گئیں

صوفیاں صافیاں جوں نورِ خود

ایسے صاف صوفی جیساکہ سورج کا نور

بے اثر پاک از قدر باز آمدند

بیشک کسی نشان کے بغیر سے پاک واپس آئے ہیں

این گروہ مجرماں ہم اے مجید

اسے بزرگ خطا کاروں کا یہ گروہ بھی

بر خطا و جرم خود واقف شد

اپنے جرم اور خطا سے واقف ہو گئے ہیں

رُو شوگر زندانوں آہ کُناں

اب آہیں بھرتے ہوئے انھوں نے یہی جانبِ رُخ کیا ہے

راہ دہ آلودگاں را البجمل

آلودہ جو جائزہ والوں کو بہت جلد راستہ عطا کر

تا کہ غسل آرند زان جرمِ دراز

تا کہ اس لمبی خطا سے غسل کر لیں

اندر ان صُفہا از اندازہ ہر س

ان صفوں میں اندازے سے زیادہ

قدر میں دانستہ باشد لے مہاں

اسے شرفِ ذات تم نے میری قدر جان لی ہے

ہیں بیت دازید پا را دراز

آگاہ! پاؤں کو لمبا پھیلا دو

بر کنار و دست حوراں خالیں

بیشہ رہنے والی حوروں کی گود اور ہاتھوں میں

کز سفر باز آمدند این صوفیاں

کر یہ صوفی سفر سے واپس آئے ہیں

مُدتے اُقتادہ بر خاک و قدر

جو ایک مدت تک تھی اور ہینڈ کیوں پڑے رہے

ہیچو نورِ خورشوئے قرص بلند

جس طرح کہ سورج کا نور بلند کیلئے کی جانب

جملہ سر ہاشاں بدیوارے رسید

اب سب کا منہ دیوار کی جانب میں پہنچ گیا

گرچہ مات کعبتین شہ بُند

گرچہ وہ شاہ کی کعبتیں سے مات کھائے ہوئے تھے

لے کہ لُطفِ مجرماں آ رہ کُناں

اسے وہ کہتری مہربانی خطا کاروں کو راستہ دکھائی دے

دُر فرات عفو و عین مغفلس

معافی کی نہر اور نہانے کے چشمہ کا

دُر صفِ پاکاں رُو ناند رناز

نماز میں پاکوں کی صف میں شامل ہو جائیں

غرق گان نورِ نَحْنُ الصَّافُون

ہم صفِ باندھے والے میں تھے نور میں غرق ہیں

۱۵ تہن غریبہا کشید

ملاؤندی کبتلے تم نے مسافر

کی کھینٹیں اٹھائی ہیں اب

کرم کے سایہ میں پاؤں پھیلا

کر سوجاؤ پیسائی، اب ان

پاؤں کو جنھوں نے اللہ کی

عبادتوں میں بڑی مشقتیں

اٹھائی ہیں حوروں کے ہاتھوں

اور پیلوں میں پھیلاؤ مجھیز

غزہ کرنے والی حوریاں، اب ان

لوگوں کی حالت سورج کی

روشنی کی سی ہے جو مٹی اور

غماستوں پر سے بھی گزرتی ہے

لیکن پاک و صاف سورج کی

خُرف لوٹ آتی ہے صوفی بھی

دنیا کی غماستوں پر سے پاک و

صاف گذر کر واپس آتے ہیں۔

۱۶ آہ گروہ خطا واکبلاں

شرمندہ ہیں، حیرت بردار شہن

شرمندہ ہونا بڑا خطا، اگرچہ وہ

قدرت سے مغلوب تھے لیکن

اپنے جرم و خطا سے واقف ہیں۔

شعر

تور طریق ادب کوئی دروازہ نہ تھا
کہ گروہ مجرماں آ رہ کُناں

کعبتیں۔ تہذیبی ہوتی ہیں

جنہں سے ہم ایک کی جھمکیں

ہوتی ہیں اور ہر طرح پر عمل کردہ

ہوئے اب ان سے باری کیسی

جاتی ہے۔

۱۷ عین مغفلس، وہ چشم

میں حضرت ابوہریرہ کو غل کر لیا

گیا تھا۔ تاکہ پاک ہو کر نماز میں

شریک ہو سکیں۔ اقتدار۔ ان صفوں میں اندازے سے زیادہ نمازی ہیں۔ وَابَاتِ لَحْنُ الصَّافُونِ خُشِیَا

کا معنی ہے اور شیک ہم صفیں باندھنے والے ہیں۔

لے جس میں سرِ رشوت
جہاں جگر ہمارا ایک
بے پاں سمندر ہے دروہی
نخال میں پر تیرے واسے
لکڑے کی سی ہے شکر
سمندر کہیں اب تک نہ ہوئی
تا پہنچے تیرا غاسکنا سے
جو حجابست۔ اگر اتر گئے
نظر میں آئے تو حجاب سے
بہر نہ تھے کی روشنی کو جسے
حجابِ باطن نے کھینچا کراہے
ایاز کا مقولہ ہے کہ اگر جیسے
ہیں مست تو تم نے آج کے
علم کا جام توڑا ہے لیکن جو کہ
برائے کے مست ہیں مہذب
معدور ہیں۔

لے مستی ان کی سستی
اُس تو بارہاں کی وجہ سے
کھپ لے اُن کو رہا ہے۔
تخصیص میں جو کہ تو اسے
خصوصیت برتا ہے جس
لے رست جگے جگے ہیں۔
وقتِ خطاب جب تو اس سے
خاص طور پر خطاب کرتا ہے
تو اس پر شراب کے سیکڑے
نمون کی شقی طاری ہو جوتی
ہے چونکہ شری حکم سے کہ
مست پر فحش کی حالت میں
شراب پینے کی حد میں نہ رہے
نہیں لگے جاتے ہیں۔ پھر
جب مست کا فتنہ دور ہو جاتا
ہے تب اس کے گوشے سے
جاتے ہیں۔

لے جو کچھ ہم دیکھیں میں کیا
مست ہوں کہ میں کی سستی
تیرے جام کی شقی ہے جو
قیامت تک زلزل نہیں

چوں سخن و صفی اس حال کے سید

جب بات اس حالت کے بیان میں پہنچی

بحرِ ابیمودہ ہیچ اُسکڑہ

کسی مست کو رے نے سمندر کو ناپا ہے

گر حجابست بروں روزِ ناجح

اگر تیرے لئے پردہ ہے پردہ پریشی ہے بہر حال

گرچہ بشکند جامتِ مومِ مست

اگرچہ مست تو مے تیرے جام کو توڑا ہے

مستی ایشاں باقبال و مال

اُن کی اقبال اور مال کی سستی

لے شہنشہ مست تخصیص تو اُل

لے شہنشاہ! وہ تیرے خاص کرنے کو دے رہی تھی

لذت تخصیص تو وقتِ خطاب

خطاب کے وقت تیرے خاص کرنے کی لذت

چونکہ مست کردہ قدمِ مزن

جب تونے مجھے مست کر دیا، مجھ پر مدجاری نہ کر

چوں شوم ہیشاراں کا ہم بزن

جب میں ہوشیار ہر جاؤں اُس وقت لہنا

ہر کر از جام تو خوردا دوا المین

لے احوالوں والے! جس نے تیرے جام سے لہنا

خالِ الدین فی فتاءِ سُوکھم

وہ اپنے لشکر کی فائیں ہمیشہ رہنے والے ہیں

فضل تو گوید دل مارا کہ رو

تیری ہرانی، ہنسے دل سے کسی ہے، کہا

ہم قلم بلم شکست ہم کاغذ درید

قلم بھی ٹوٹ گیا، کاغذ بھی پھٹ گیا

شیر را برداشت ہرگز بزرہ

کسی بکری کے بچہ نے شیر کو اٹھایا ہے

تا بہ بینی بادشاہی عجب

تا کہ تو عجب بادشاہی دیکھے

آنکہ مست از تو بود غرض است

جو تیرا مست ہوا، اُن کے لئے ایک مدد ہے

نے زیادہ مست شیریں فعال

اکیا! لے شیریں کا ناموں والے تیری شریک ہیں؟

غفوکن از مست خودا عفو مند

لے معافی دینے والے! اپنے مست کو معاف کر

آں کند کہ نایدا ز صد خم شراب

وہ کرتی ہے جو شریک کیوں ملکوں سے نہیں ہوتا

شرع متاں را نیار دحد زدن

شریعت مستوں پر مدجاری نہیں کرتی ہے

کہ خواہم گشت خود ہیشار مین

کیونکہ میں ہوشیار ہی نہ ہوں گا

تا ابد رست از مش از حد زدن

وہ ہمیشہ کیلئے ہوش سے مدجاری نہیں چاہتا

من یقانی فی ہوا کمر لہ یقہ

جو تھاری بخت میں فنا ہوا وہ کھڑا نہیں ہوا

لے شہہ درد مرغ عشق ماگرو

لے دیکھ ہائے عشق کی چھب میں گدھی ہو گیا جو

جو ملتی خاک ہیں، جو تیرے عشق میں فنا ہو گیا وہ پھر کبھی نہیں سنبھلے، اصل تو تیری سرائی ہماری مستی
کے مدد پر گیتی ہے کہ تو اگرچہ ہمارے جام کا مست نہیں ہے بلکہ چھب چھب کر سستی کا اظہار کر رہا ہے
لیکن پھر بھی تیرا مدد قبول کرتے ہیں۔

چوں گس در دُوغ ما افتاده
تو بختی طرح ہماری چو چرخ شایه
گر گسان مست از تو گردند لے گس
لے بختی! گدو تجھ سے مست ہو جائیں گے
کو بہا چوں در ہا سر مست تو
دو کوئی طرح پہاڑ تیرے سے مست ہیں
فتنہ کہ لرز زلزلہ زان تفت
وہ فتنہ جس سے لرزے ہیں تجھ سے لرزے ہیں
گر خدا دادے مرایا نصہاں
اگر خدا بھی پاچ سو منہ دیت
یک زباں دارم من آنہم منکر
میں ایک زبان رکھتا ہوں وہ بھی توئی بولی
منکر تر خود نباشم از عدم
میں خود عدم سے زیادہ ہوتا ہوا نہیں ہوں
صد ہزار آنا غیبی منتظر
لاکھوں غیبی آثار منتظر میں
از تقاضائے تو میگردم
تیرے ہی تقاضے سے میرا سر گردش کرتا ہے
رغبت ما از تقاضائے تو آ
ہمارا رغب ہونا تیرے سے تقاضے ہے
خاک بے بائے بہا لا کے جہد
غبار کاغیر ہوا کے اور کب جا سکے؟
پیش آب زندگانی کس کرد
پیش آب حیات کے سامنے کوئی نہیں ذرا
آب حیات کے سامنے کوئی نہیں ذرا

تو نہ مست اے گس تو بادہ
لے بختی! تو مست نہیں ہے تو ایسی شایہ ہے
چونکہ بر بحر غسلانی فرس
جب تو شہد کے سمندر پر گھوڑا دوڑائے گی
نقطہ ویرکار و خط در دست تو
نقطہ اور ویرکار اور خط تیرے ہاتھ میں ہیں
ہر گراں قیمت گہرا زان تفت
ہر گراں قیمت موتی تیرے لئے سستا ہے
گفتے شرح تو لے جان جہاں
تو اسے جان جہاں! میں تیری مسخر کرتا
در خجالت از تو لے دانائے سر
اے راز کو جاننے والے! تجھ سے خشنک میں
کز دہش آمد تند این اُمم
جس کے منہ سے یہ آتشیں آتی ہیں
کز عدم بیرون جہد بالطف پر
کہ پاکیزگی اور بھلائی کیساتھ عدم سے باہر نکلیں
اے بے مزہ من پیش اں کرم
لے دو کہ میں اس کرم کے سامنے جان دوچکا ہوں
جذبہ حق ست ہر جا ہر دست
جہاں کہیں درہر دکھا شائے کا جذبہ ہے
کشتی بے بحر یا در رہ نہند
بغیر دیہاک کشتی راہ میں پاؤں رکھتے ہیں؟
پیش آب آب حیوانست درد
تیرے پانی کے سامنے آب حیات تبھٹ ہے

سے ہے۔ خاک۔ غبار ہمارے سہارے آگاہ کشتی دیا کے سہارے جیتی ہے، اس طرح
ہمارا کام تیرے جذبے سے ہے۔ پیش۔ آب حیات ہر چیز کی زندگی کا سبب ہے لیکن تیرے
آب حیات کے مقابل میں وہ گذرانی ہے۔

لے تیرا۔ اس کا تعلق کاغذ
شرع ہے میں! میں ہر
تو ایسی شایہ ہے کہ گس
میں نہ ہوں دل تجھ سے مست
ماحول کرتے ہیں۔ تجھ سے۔
میں اس کا حقیقت کو پہچان
اب تیری کشتی کا یہ حال ہے
کہ جہاں کائنات تیرے تعریف
میں ہے۔ فتنہ۔ دنیا کے
مصائب تجھ سے لرزے ہیں
اندام ہیں اور دنیا کی ہر شے
چیز تیرے لئے ہے قیمت
ہے۔

لے گرفتار۔ یہ بھی ادا کا
مقلد ہے اور جان جہاں
سے مراد سلطان ہے یا
یہ مولانا کا مقلد ہے اور
جان جہاں سے سلطان
حقیقی مراد ہے۔ ایک ایک
نیاں ہے اور وہ بھی شہد
کے شک ہے تو میں
کے تیری تعریف کا حق
ادار رکھتا ہوں۔ از عدم۔
لیکن! میں ہر کچھ نہ سمجھ
مجھے تعریف کرنی ہے اس
لئے کہ میں عدم سے تو میں
گذر نہیں ہوں اس سے
بہتر، میں آثار کا ہر جو ہے
میں جو تجھ سے فیض حاصل
کر رہے ہیں۔

لے از تقاضائے۔ تیری
ہی ذات کا تقاضا ہے کہ
میں اس کے ساتھ رہاں
کروں! اس کرم پر میں ذرا
ہوں۔ زلفت۔ تعریف کی
طرف ہماری زلفت تیرے
تقاضے اور جذبے کی وجہ

ملہ آب حیوان آب نبات
کا پھٹ ہونے کی یہ دلیل
ہے کہ اسکو ہند کرتے ہیں
جو اپنی جانی کو کیا تپا چھین
موت۔ ایک چوڑا لنگھا کو ہند
کرتے ہیں وہ تیرے آب عشق
سے نندہ ہیں اب کیلئے آب
جانتے تھے ہے۔ آب حیوان
آب حیات ہے ہر جان کو
جاننا حاصل ہوتی ہے لیکن
اس آب حیات کی زندگی تو
ہے۔ چہرے پر شمر
کشتہ بیا ہوتے ہر
ہرانا زینب ملے حرکت
ملہ۔ جو حقین چونکہ محبت
کے ہلکے زندگی کا شوق ہے
لہذا میرے لئے موت کی
حقیقت تیرے زیادہ نہیں
ہے۔ بھگت تیرے ڈوبارہ
زندگی ہمارے لئے حال ہے کہ
اگر اساتوں سمندر خشک ہو کر
ریت بن جائیں تو ان کا کالہ پڑ
کر کھیر گیا پانی بھاؤ تو وہ پانی
بن جائیں گے۔ عقل عقل
موت سے گرتی ہے اور عشق
اس کے معاملہ میں لا پرواہ ہے
کیا ڈھیلہ باز ہے گرتا ہے
بچہ کبھی نہیں گوتا۔
ملہ۔ حیات جمعہ کی جمع ہے
بسی پیاو بعض شخص میں
صاف ہے جو حیدر سنی ہے
کی جمع ہے مراد عشق کے حذر
ہیں۔ وہ نیاد جس طرح سنا
ہے برخص رہنمائی حاصل ہیں
کر سکتا اس طرح مثنوی سے
ہر شخص مستفید نہیں ہو سکتا
مثنوی۔ یعنی سنا دیکھ کے

آب حیوان قبلہ جاں دوستان
آب حیات جان سے دوستی رکھے والوں کا قبلہ ہے
مرگ آشاں ز عشقش زندہ آند
موت کو ہل جانے والے اس کے عشق سے زندہ ہو گئے
آب عشق تو چو مارا دست داد
جب تیرے عشق کا پانی ہمارے ہاتھ آ گیا
ز آب حیوان ہست ہر جان نو
آب حیات سے ہر جان کو تازگی ہے
ہر دمے مرگے و حشرے دانم
نہیں گے ہر لمحہ موت اور زندہ ہو جانا عطا کیا ہے
ایچو حقن گشت ایس مردن مرا
یہ مرنے والے موت کی طرح بن گیا ہے
ہفت دریا ہر دم اگر گرد و سر آ
ساتھ سمندر اگر ہر وقت ریت بنیں
عقل لہر زان ز آب مل عشقش
عقل موت سے نڈی ہے اور وہ عشق نیاک ہے
از صحاف مثنوی ایس پنجم ست
مثنوی کے دفتر میں سے یہ پانچواں ہے
زہ نیابا ز ستارہ ہر حواس
ہر حواس ستارے سے راستہ نہیں چا سکتا ہے
جز نظر اہر نیست قسم دیگران
دوسروں کا حقہ سوائے نظارہ کے نہیں ہے
آشنائی گیر شبہا تا بروز
راخوں اور دلوں سے دوستی رکھ

ز آب باشد سبز و خندلاں بوستان
پانی سے باغ سبز و خنداں ہوتا ہے
دل ز جان آب جاں برکتہ آند
جان اور آب حیات سے دل برکتہ ہیں
آب حیوان شہد پیش ماکساد
ہمارے سامنے آب حیات بیکار ہو گیا
لیک آب آب حیوانی توئی
لیکن آب حیات کی زندگی تو ہے
تا بدیدم دستبر موآن کرم
یہاں تک کہ میں نے اس کرم کا تلبہ دیکھ لیا ہے
ز اعما و بعث کردن اے خدا
اے خدا! حشر کے بعد مرنے پر
گوش گیری و وریش آب آب
تو ان کا پانی پکڑ کر لے آئیگا اے پانی کی جان!
سنگے ترس ز باران جوں کوخ
حشر ڈوبنے کی طرح بارش سے گھب ڈرتا ہے؟
در رنج چرخ جاں چوں نجم ست
جان کے آسمان کے برجوں میں ستاروں کی طرح ہو کر
جزو کشتیبان آستارہ شناس
قوت ستارے کو پہچاننے والے کے سوا
از سعودش غافل آند و از قراں
وہ اس کی نیک مثنوی، اور اس سے غافل ہیں
باچنین استارہ لائے دیو سوز
اس طرح کے فیضان کو ملانے والے ستاروں کے

نیک اثرات۔ اقبال۔ دوستداروں کا باہم ملنا۔ آشنائی۔ مثنوی سے شغل رکھو۔ شیطان سے نجات
حاصل کرو گے۔

ہریکے دردِ فغ دیو بدگاس
بدگاس شیطان کے دغ کرنے میں ہر ایک
اختر اربا دیو بچوں عقربست
ستارہ اگر شیطان کے لئے بچوں کی طرح ہے
قوس اگر تیر دوزد دیو را
کمان اگر شیطان کے تیر چھید دینے والی ہے
حوت اگر کشتی غی بشکند
بھلی اگر کج گاہی کی کشتی کو شکست کھاتی ہے
شمس اگر شب بیدار دیو را
سورج اگر رات کو شمشیر کی طرح بھاڑ دیتا ہے
صورت خرنج اگر کج بخت
یکلے کی صورت اگر کج بختی ہال کی ہے
پیشہ سرخ اگر خوریزی ست
خرنچ کا پیشہ اگر خوریزی ہے
گرچہ در تائیر خمس آندخل
زحل اگرچہ تائیر میں خمس ثابت ہوا ہے
ماہم از مہر اردو کف بر ہم زند
یہ ماہانہ سورج کی رو سے گرہوں کی تخیلیاں بجا رہا ہے
بل عطا ارد خانہ خود کم کشد
بلکہ عطا ارد اپنا گھر گم کر دیتا ہے
مشتري را دست لرزد دل طید
مثنوی کا ہاتھ لرزتا ہے ہول لڑتا ہے
نسر طائر را بریزد پر ز شرم
نسر طائر کے شرم سے پر ہڑکتا ہے

ہست لفظ انداز قلعہ آسمان
آسمان کے قلعے، لفظ جیسے راہ ہے
مشتري را دوی الاقربست
خریدار کے لئے وہ قریبی دوست ہے
دلو را آب ست زرع دیوہ را
دول، کھیتی اور میرے کے لئے پانی سے بڑھا
دوست را چوں شور کشتے میکند
دوست کے لئے بیل کی طرح کھیتی کرتا ہے
لعل را زو خلعت اطلس سرد
لعل کو اس سے اطلس خلعت دیتی ہے
ہیئت میزاں از ویروں شو
تماز کی ہیئت اس سے الگ ہے
اوز بون شمس تب ریزی ست
وہ تبریزی سورج سے مستحب ہے
وقت فکر آید ازوے در عمل
عمل میں اس سے فکر کی بارگی پیدا ہوتی ہے
زہرہ نبود زہرہ را تا دم زند
زہرہ کا پستہ نہیں ہے کہ دم مارے
وز جنوں اوجوز جو را بشکند
اور دروازہ میں سے جزا کا اخروٹ توڑتا ہے
بر سر آب او فتد میچوں بند
پانی نہ لڑی کی طرح پانی پر پڑا ہے
وز طمع تنیں شود چوں موم نرم
آردھا کا پی سے موم کی طرح نرم ہوتا ہے

نزل ہوتا جو شمس قدرت کبریت ہوتی ہے۔ آہم یعنی اگر میری غنوی سرور بخشی کرے تو ضرور جو مقام ملے گی
وہ دم نہ رویتا کہ قدر و ستارہ میں کوہِ ملک میں کیا ہوتا ہے۔ جزا ایک بڑا کام ہے مثنوی
ستارے کا نام ہے۔ نسر طائر آئینہ والا گھوڑا تاروں کا ایک گروہ ہے جو آئینے والے گروہ کی طرح

لہ تجرکے حمار سے بھلا
کوٹھارتے ہیں تھکا۔ ایک
آتشگیرا دھبے آتش دھارنے
غنوی کے دھار کوہ کوہ رستہ
کے قرار ہے اور ان کیلئے
وہ بڑوں ثابت کے ہیں جو
آسمان میں بڑے ہیں بڑے
ان کا استعمال کے ہیں کیلئے
مطلق میں سے سوائے نہیں
اور دستوں اور بڑوں کے
میں میں ہی جو شیطان کے لئے
بھلا کا کام کرتے ہیں اور
شمس کی سائنہ نکلتے
ہیں یہی حال غنوی ہے۔
غربت بھلا ایک بڑے کا
نام ہے۔ بھلا خور
ایک ستارہ کا نام ہے۔
کمان ایک شمس کا نام ہے۔
دول، ایک شمس کا نام
ہے۔ حوت، بیل کی
شعرا کا نام ہے۔ قریب
ایک بڑے کا نام ہے۔
خیر ایک بڑے کا نام ہے۔
طلس غیر شمس نہیں ہے۔
نور کا نام ہے۔ شمس
ہے۔ خرنج ایک بڑے کا
نام ہے۔ بل عطا ارد
ایک کمان کا نام ہے۔
بل عطا ارد کا نام ہے۔
بل عطا ارد کا نام ہے۔
بل عطا ارد کا نام ہے۔
بل عطا ارد کا نام ہے۔
بل عطا ارد کا نام ہے۔
بل عطا ارد کا نام ہے۔
بل عطا ارد کا نام ہے۔

نسر طائر کا ہاتھ لرزتا ہے ہول لڑتا ہے

لے دھڑاؤش بناتیں
 ستارے ہیں اور نقش چار
 ستاروں کا مجموعہ بنات
 انھیں آسمان ستاروں کے
 مجموعہ کہا جاگے جو جہاں
 کی صورت میں نظر آتے ہیں
 کہکشاں۔ ایک ہی خطی کو
 جرات کی صورت میں نظر آتی
 ہے جو ہم پرست میں پرشام
 نظر آتے ہیں ہے اس کا ایک
 سرچشمہ کی جانب اشارہ
 شہل کی جانب ہوتا ہے۔
 شہد گجوں کی بال ایک
 بنی کا نام بھی ہے جیگا شہد
 اب اس شہد کے رشتہ کے
 بیان کو شہد کی زبان کے بدل
 کی وجہ سے اس کے صاف
 مضامین بھی سمجھنا مشکل ہوتا
 ہے۔

لے آفتاب شہد کی طرح
 ظن کر آیا ہے جس کی مدنی
 ہمیں گئی ہے لیکن نہ کر کے بھی
 ہا گوار ہے تو حدی عادت
 کی وجہ سے دشمن شہد اور دھ
 کو بھی زہر کھاتا ہے۔ ہر جرم لے
 یہ شہد اور ہر ہونا شہد کی
 خصوصیت نہیں ہے بلکہ ہر
 چیز کا وہی حال ہے جو شہد کی
 ذاتی حالت ہے جس کے لئے
 اُن لے فاروقی تریاق کی وجہ سے
 خواہشیں کا بہرہ آفتاب میں گیا تھا
 اپنے اُن کیلئے وہ زہر مضر رہا
 تیرہ بڑی تریاقی فاروقی
 اگر تو حاصل کرے گا تو بھی اپنے
 ناز کا فاروقی بن جائے گا۔

دخترانِ نعش آبتن شوند
 بناتِ نعش حاملہ جو باقی ہیں
 درگذر زینِ رمز با بے گاہ شد
 ان اشادوں سے درگذر کر بے وقار ہو گیا
 آفتابِ از کوہِ سر زدن تقوا
 سورج پہاڑ سے طلوع ہو گیا، بکر
 تو غزوی و زغزوہ شہد و لبین
 تو دشمن ہے اور مخالف سے شہد اور دھ
 ہر وجودے کز عدم بنو دسر
 جس وجود نے عدم سے سر ہمارا
 دوست خود زخوی ناخوش شہری
 دوست، ہمارا اور بڑی عادت سے خالی ہو جا
 زان نشد فاروقی راز ہرے گزند
 اسی لئے دھ فاروقی کے لئے زہر مضر نہ ہوا
 ہیں بجو تریاقی فاروقی لے غلام
 اسے لڑکے: فاروقی تریاق تلاش کر لے

مجمع گردند و دستک زن شوند
 انھی جو باقی ہیں اور تالییاں بجاتی ہیں
 کہکشاں از سنبلہ پر گاہ شد
 کہکشاں سنبلہ کی وجہ سے سنسکوں پھری ہو گئی
 یک تلخ آمد ترا این گفتگو
 لیکن تجھے یہ گفتگو کڑی ملی
 بے تکلف زہر گرد و در بکن
 بے تکلف بدن میں زہر ہیں جاگے
 بریگے زہرست و بر دیگر شکر
 ایک پردہ زہر ہے اور دوسرے پر شکر ہے
 تاز خمر زہر ہم شکر خوری
 تاز زہر کے شکر سے بھی تو فکر کھائے
 کہ بد آن تریاقی فاروقی قند
 کیونکہ اُن کا فاروقی تریاق شکر ست
 شامی فاروقی دورانِ السلام
 تاز و فاروقی دورانِ بن جائے، والسلام

